وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

تنویر الأحوذی

اردو شرح

جامع ترمذی شریف

للإمام الحافظ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ

ترجمہ
پروفیسر ابو انس محمد سرور گوہر حفظہ اللہ

فوائد الحدیث
فضیلۃ الشیخ حافظ فاروق الرحمن یزدانی حفظہ اللہ

حکم الحدیث
الشیخ علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

تخریج الحدیث
حافظ ابوبکر ظفر حافظ محمد انور زاہد

جلد چہارم

مکتبہ محمدیہ

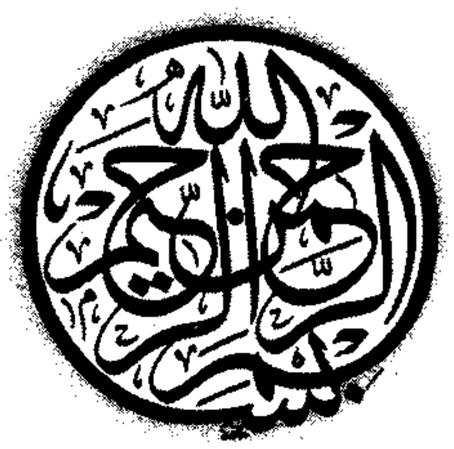

تنویر الاحوذی
اردو شرح
جامع ترمذی شریف

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

جدید کمپیوٹر ایڈیشن
عمدہ طباعت کیساتھ

نام کتاب: تنویر الاحوذی
اردو شرح
جامع ترمذی شریف

طابع ---------- عبدالرحمان عابد
طبع دوم ---------- مارچ 2025ء
تعداد ---------- 1100
قیمت ---------- -/ روپے

اسٹاکسٹ

مکتبہ اہل حدیث' امین پور بازار فیصل آباد
041-2629292, 0345-7709626

اِسلامی کُتب خانہ ڈاکخانہ بازار چیچہ وطنی ضلع ساہیوال
0346-7467125, 0303-7530314

مکتبہ محمدیہ
النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300- 4826023 ,0334-4842982
E:mail: maktabahmuhammadia@gmail.com

فہرست

أَبْوَابُ تَفْسِيْرِ الْقُرْآنْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تفسیر قرآن

وہ شخص جو اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرتا ہے ---------- 15

سورۂ الفاتحہ کے متعلق ---------- 17

سورۂ البقرہ میں سے ---------- 23

سورۂ آل عمران کی آیات کی تفسیر ---------- 51

سورۂ النساء میں سے بعض آیات کی تفسیر ---------- 70

سورۂ المائدہ کی آیات کی تفسیر ---------- 95

سورۂ الانعام کی آیات کی تفسیر ---------- 112

سورۂ الاعراف کی آیات کی تفسیر ---------- 121

باب: سورۂ الانفال میں سے ---------- 124

سورۂ التوبہ کی آیات کی تفسیر ---------- 131

سورۂ یونس کی آیات کی تفسیر ---------- 153

سورۂ ھود کی آیات کی تفسیر ---------- 156

سورۂ یوسف کی آیات کی تفسیر ---------- 163

سورۂ الرعد کی آیات کی تفسیر ---------- 164

سورۂ ابراہیم کی آیات کی تفسیر ---------- 166

سورۂ الحجر کی آیات کی تفسیر ---------- 169

سورۂ النحل کی آیات کی تفسیر ---------- 172

سورۂ بنی اسرائیل کی آیات کی تفسیر ---------- 174

سورۂ الکہف کی آیات کی تفسیر ---------- 189

سورۂ مریم کی آیات کی تفسیر ---------- 197

سورۂ طٰہٰ کی آیات کی تفسیر ---------- 203

سورۂ الانبیاء کی آیات کی تفسیر ---------- 204

سورۂ الحج کی آیات کی تفسیر ---------- 208

سورۂ المومنون کی آیات کی تفسیر ---------- 212

سورۂ النور کی آیات کی تفسیر ---------- 216

سورۂ الفرقان کی آیات کی تفسیر ---------- 227

سورۂ الشعراء کی آیات کی تفسیر ---------- 229

سورۂ النحل کی آیات کی تفسیر ---------- 232

سورۂ القصص کی آیات کی تفسیر ---------- 233

سورۂ العنکبوت کی آیات کی تفسیر ---------- 234

سورۂ الروم کی آیات کی تفسیر ---------- 236

سورۂ لقمان کی آیات کی تفسیر ---------- 240

سورۂ السجدہ کی آیات کی تفسیر ---------- 240

سورۂ الاحزاب کی آیات کی تفسیر ---------- 243

سورۂ سبا کی آیات کی تفسیر ---------- 263

سورۂ الملائکہ / سورۂ الفاطر کی آیات کی تفسیر ---------- 266

سورۂ یٰس کی آیات کی تفسیر ---------- 267

سورۂ الصافات کی آیات کی تفسیر ---------- 269

سورۂ صٓ کی آیات کی تفسیر ---------- 271

سورۂ الزمر کی آیات کی تفسیر ---------- 277

سورۂ المومن کی آیات کی تفسیر ---------- 283

سورۂ حم السجدہ کی آیات کی تفسیر ---------- 284

سورۂ الشوری کی آیات کی تفسیر ---------- 286

سورۂ الزخرف کی آیات کی تفسیر ---------- 289

سورۂ الدخان کی آیات کی تفسیر ---------- 290

سورۂ الاحقاف کی آیات کی تفسیر ---------- 292
سورۂ محمد (ﷺ) کی آیات کی تفسیر ---------- 295
سورۂ الفتح کی آیات کی تفسیر ---------- 297
سورۂ الحجرات کی آیات کی تفسیر ---------- 301
سورۂ قٓ کی آیات کی تفسیر ---------- 306
سورۂ الذاریات کی آیات کی تفسیر ---------- 306
سورہ الطور کی آیات کی تفسیر ---------- 308
سورۂ النجم کی آیات کی تفسیر ---------- 309
سورۂ القمر کی آیات کی تفسیر ---------- 315
سورۂ الرحمٰن کی آیات کی تفسیر ---------- 318
سورہ الواقعہ کی آیات کی تفسیر ---------- 319
سورۂ الحدید کی آیات کی تفسیر ---------- 322
سورۂ المجادلہ کی آیات کی تفسیر ---------- 325
سورۂ الحشر کی آیات کی تفسیر ---------- 329
سورۂ الممتحنہ کی آیات کی تفسیر ---------- 331
سورۂ الصف کی آیات کی تفسیر ---------- 335
سورۂ الجمعہ کی آیات کی تفسیر ---------- 336
سورۂ المنافقون کی آیات کی تفسیر ---------- 338
سورۂ التغابن کی آیات کی تفسیر ---------- 343
سورۂ التحریم کی آیات کی تفسیر ---------- 344
سورۂ نون والقلم کی آیات کی تفسیر ---------- 350
سورۂ الحاقہ کی آیات کی تفسیر ---------- 350
سورۂ سأل سائل (المعارج) کی آیات کی تفسیر ---------- 352
سورۂ الجن کی آیات کی تفسیر ---------- 353
سورۂ المدثر کی آیات کی تفسیر ---------- 356
سورۂ القیامہ کی آیات کی تفسیر ---------- 359
سورۂ عبس کی آیات کی تفسیر ---------- 361
سورۂ اذا الشمس کوّرت (التکویر) کی آیات کی تفسیر ------- 363
سورۂ ویل للمطففین کی آیات کی تفسیر ---------- 363
سورۂ اذا السماء انشقت کی آیات کی تفسیر ---------- 365
سورۂ البروج کی آیات کی تفسیر ---------- 366
سورۂ الغاشیہ کی آیات کی تفسیر ---------- 371
سورۂ الفجر کی آیات کی تفسیر ---------- 372
سورۂ والشمس وضحٰها (سورۂ الشمس) کی آیات کی تفسیر --- 372
سورۂ واللیل إذا یغشٰی کی آیات کی تفسیر ---------- 373
سورۂ والضحیٰ کی آیات کی تفسیر ---------- 374
سورۂ الم نشرح کی آیات کی تفسیر ---------- 376
سورۂ التین کی آیات کی تفسیر ---------- 377
سورۂ اقرأ باسم ربک کی آیات کی تفسیر ---------- 378
سورۂ القدر کی آیات کی تفسیر ---------- 379
سورۂ لم یکن (البینہ) کی آیات کی تفسیر ---------- 382
سورۂ إذا زلزلت الارض (الزلزال) کی آیات کی تفسیر ------ 383
سورۂ الھاکم التکاثر (التکاثر) کی آیات کی تفسیر ---------- 383
سورۂ الکوثر کی آیات کی تفسیر ---------- 386
سورۂ الفتح (النصر) کی آیات کی تفسیر ---------- 388
سورۂ ((تبت یدا أبی لهب)) کی آیات کی تفسیر ---------- 389
سورۂ الاخلاص کی تفسیر ---------- 391
سورۂ المعوذتین کی تفسیر ---------- 392
آدم علیہ السلام کی تخلیق کا قصہ، تسلیم و تشبیت کی ابتداء.... --- 393
زمین پر پہاڑ تخلیق کرنے / بنانے میں حکمت تاکہ وہ ہلنے کے
بعد قرار و ثبات پکڑ لے ---------- 395

كِتَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ سے منقول دعائیں

دعا کی فضیلت ---------- 397
دعا عبادت کا مغز ہے ---------- 398

جو اللہ سے نہیں مانگتا تو اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے ------ 399
ذکر سب سے بہتر عمل اور اللہ کے ہاں انتہائی اچھا ہے ----- 399
ذکر کی فضیلت ---------- 400
کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے
سے افضل ہے ---------- 401
باب: گذشتہ مسئلے کے متعلق ---------- 401
کسی مجلس میں اللہ کا ذکر کرنے والوں کی فضیلت ------ 402
جو لوگ کسی مجلس میں اللہ کا ذکر نہیں کرتے ---------- 404
مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے ---------- 405
دعا کرنے والا پہلے اپنے لیے دعا کرے ---------- 408
دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا ---------- 408
دعا میں جلد بازی کرنے والا ---------- 409
صبح اور شام کے وقت کی دعا ---------- 410
دعاء اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ.... --------- 413
سید الاستغفار ---------- 413
بستر پر (سونے کے لیے) جاتے وقت کی دعا---------- 415
دعاء: أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ----- 417
دعاء: ((اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ)) ------- 418
دعاء: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِينَ...)) ----- 419
دعاء: ((بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي....)) ---------- 420
سوتے وقت قرآن کریم پڑھنا ---------- 421
سورۂ الکافرون، السجدہ، الملک، الزمر، بنی اسرائیل اور
المسبحات (سبح یا یسبح سے شروع ہونے والی سورتیں) پڑھنا - 422
دعاء: اے اللہ! میں تجھ سے امر (دین) میں ثبات کا سوال کرتا
ہوں ---------- 424
سوتے وقت، سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ پڑھنا ------ 425
نمازوں کے بعد اور سوتے وقت سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر
پڑھنے کی فضیلت ---------- 426
جب رات کو جاگ آجائے تو اس وقت پڑھنے کی دعا ------ 429
دعا: ((سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) ---------- 430
دعا: سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے میری ذات کو
زندہ کیا.... ---------- 431
رات تہجد کے لیے اٹھتے وقت کی دعا ---------- 432
دعا: اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں -- 433
نماز تہجد کے شروع میں پڑھی جانے والی دعا ---------- 435
دعا: ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ...)) -- 436
سجدۂ تلاوت کی دعا ---------- 442
گھر سے نکلنے کی دعا ---------- 443
دعا: اللہ کے نام کے ساتھ میں نے اللہ پر توکل کیا ------- 444
بازار میں داخل ہونے کی دعا ---------- 445
حالت بیماری کی دعا ---------- 446
مصیبت زدہ شخص کو دیکھ کر دعا پڑھنا ---------- 448
کفارہ مجلس (مجلس سے اٹھنے کی دعا) ---------- 449
پریشانی کے وقت کی دعا ---------- 450
کسی جگہ قیام / پڑاؤ کرتے وقت کی دعا ---------- 451
سفر پر روانہ ہونے کی دعا ---------- 452
سفر سے واپسی کی دعا ---------- 455
نبی ﷺ (سفر سے واپسی پر) مدینے کے در و دیوار دیکھ کر اپنی
سواری کو تیز دوڑاتے.... ---------- 455
کسی شخص کو الوداع کرنے کی دعا ---------- 456
دعا: اللہ تمہیں تقوی کا زاد راہ عطا فرمائے ---------- 457
آپ ﷺ کی مسافر کو اللہ کا تقوی اختیار کرنے اور ہر اونچی جگہ /
ٹیلے پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنے کی وصیت کرنا ------- 457
سواری پر سوار ہونے کی دعا ---------- 458
مسافر کی دعا کا بیان ---------- 460
آندھی کے وقت کی دعا ---------- 461

گرج سن کر کون سی دعا پڑھنی چاہیے ---------- 462
چاند دیکھنے کی دعا ---------- 462
غصے کے وقت کی دعا ---------- 463
ناپسندیدہ خواب دیکھ کر کیا پڑھنا چاہیے ---------- 464
نیا پھل دیکھنے کی دعا ---------- 465
کھانا کھانے کی دعا ---------- 466
کھانے سے فارغ ہو کر کیا پڑھنا چاہیے ---------- 467
گدھا مینکے تو کیا پڑھنا چاہیے ---------- 468
تسبیح و تکبیر اور تہلیل و تحمید کی فضیلت ---------- 469
جنّت کے پودے ---------- 471
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ.....کے فضائل ---------- 472
سو بار سبحان اللہ وبحمدہ پڑھنے کی فضیلت ---------- 475
سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے کا ثواب --- 476
کلمہ توحید جس میں ((اِلٰھًا وَاحِدًا أَحَدًا صَمَدًا)) ہو کہنے کا ثواب 477
جامع الدعوات عن رسول اللہ ﷺ ---------- 478
دعا کی قبولیت کے لیے اس سے پہلے اللہ کی حمد و ثنا کرنا اور
نبی ﷺ پر درود پڑھنا ---------- 479
باب ---------- 480
اے اللہ! میرے جسم میں مجھے عافیت عطا فرما ---------- 481
فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے خادم کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے
انہیں دعا سکھائی..... ---------- 481
اے اللہ! میں ایسے دل سے جو ڈرتا نہیں تیری پناہ چاہتا ہوں - 483
اے اللہ! میری رشد و ہدایت مجھے الہام کر دے ---------- 483
اے اللہ! میں رنج و غم سے تیری پناہ میں آتا ہوں ----- 484
ہاتھ (کی انگلیوں) پر تسبیح شمار کرنا ---------- 485
اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت و تقویٰ.... کا سوال کرتا ہوں -- 487
داود علیہ السلام کی دعا ---------- 487
دعا: اے اللہ! مجھے اپنی محبّت اور اس شخص کی محبت عطا فرما
جس کی محبّت تیرے ہاں مجھے فائدہ پہنچائے..... ------ 488
اے اللہ! میں اپنے سمع و بصر کے شر سے تیری پناہ چاہتا
ہوں..... ---------- 489
دعا: (اے اللہ!) میں تیری ناراضی سے تیری خوشنودی کی پناہ
میں آتا ہوں ---------- 490
باب ---------- 490
تم میں سے کوئی یوں دعا نہ کرے: اگر تو چاہے تو مجھے بخش
دے..... ---------- 493
ہمارا رب ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے..... ------ 493
دعا: "اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے رزق میں
وسعت عطا فرما..... " ---------- 495
دعا: اے اللہ! ہم نے صبح کی یا ہم نے شام کی..... -------- 495
اے اللہ! ہمیں اپنا اتنا خوف نصیب فرما کہ وہ ہمارے اور
تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے.... ---------- 496
دعا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ..... ---------- 498
ذوالنون (یونس علیہ السلام) کی دعا ---------- 498
اللہ کے ننانوے نام ہیں..... ---------- 500
اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حُسنیٰ ---------- 500
مُصیبت کے وقت انا للہ.... پڑھنا۔ ---------- 504
عافیت طلب کرنے کی فضیلت ---------- 505
دعا: اے اللہ! میرے واسطے اختیار فرما.... ---------- 507
وضوء کی فضیلت ---------- 508
اس میں دو حدیثیں ہیں: سبحان اللہ کہنا نصف میزان ہے -- 509
عرفات کے میدان کی دعا: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ... -------- 510
اے اللہ! ہم تجھ سے اس خیر کا سوال کرتے ہیں جس کا تیرے
نبی محمد ﷺ نے تجھ سے سوال کیا! ---------- 511
دعا: یا مقلب القلوب..... ---------- 511
بے خوابی کی حالت دور کرنے کی دعا: اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ - 512

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ.... ---------- 513
حالت وضوء میں اللہ کا ذکر کرتے ہوئے بستر پر سونے کے لیے
آنے والے شخص کی فضیلت ---------- 514
باب ---------- 515
نیند میں گھبراہٹ طاری ہونا ---------- 515
نبی ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جو دعا سکھائی ---------- 516
اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں ---------- 517
دعا: اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے.... - 518
گناہوں کا گرنا ---------- 519
توبہ واستغفار کی فضیلت اور اللہ کی اپنے بندوں کے لیے
رحمت کا ذکر ---------- 520
اللہ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے جبکہ اس پر نزع کا عالم طاری نہ
ہو ---------- 523
تم میں سے کسی کی توبہ سے اللہ کو بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے -- 524
اگر تم گناہ نہیں کروگے تو اللہ اور لوگ پیدا فرمائے گا.... ---- 525
حدیث قدسی: ابن آدم! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا 525
اللہ نے سو رحمتیں پیدا فرمائیں ---------- 526
اگر مومن کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کے پاس کیا کیا سزا ہے -- 527
میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے ---------- 527
اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا -- 528
دعا: اے اللہ! میرے دل کو ٹھنڈا کر دے..... ---------- 530
تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا جائے.... ---- 530
میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر سال تک ہیں --- 532
نبی اکرم ﷺ کی دعا کے متعلق ---------- 533
جس نے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے خلاف دعا کر لی تو اس
نے بدلہ لے لیا ---------- 534
جس نے دس بار مفصل کلمہ توحید پڑھا ---------- 534
سبحان اللہ عدد خلقه.... کا ثواب ---------- 535
اللہ حیادار سخی ہے..... ---------- 537

ابواب الدعوات سے متفرق احادیث

اللہ سے معافی اور عافیت طلب کرو ---------- 538
استغفار کرنے والا گناہ پر اصرار کرنے والا نہیں ------- 538
باب ---------- 539
باب ---------- 540
باب ---------- 541
باب ---------- 542
مریض کی دعا ---------- 542
وتر کی دعا ---------- 543
ہر نماز کے بعد نبی ﷺ کی دعا اور تعوذ ---------- 544
حافظے کے لیے دعا ---------- 546
کشادگی وخوش حالی وغیرہ کا انتظار ---------- 549
سونے کے وقت کی دعا ---------- 551
مہمان کی دعا ---------- 552
باب ---------- 554
لا حول ولا قوۃ الا باللہ کی فضیلت ---------- 556
تسبیح وتہلیل اور تقدیس کی فضیلت ---------- 557
جہاد کے موقع کی دعا ---------- 558
یوم عرفہ کی دعا ---------- 558
اے اللہ! میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر کر دے ---- 559
یا مقلب القلوب ثبت قلبی.... ---------- 560
بیمار ہونے کی صورت میں دم کرنا ---------- 560
ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی دعا ---------- 561
اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ کلام ---------- 563
معافی اور عافیت ---------- 563
المفردون سبقت لے گئے... ---------- 564
اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین پر کثرت سے گھومتے پھرتے

ہیں ---------- 567
لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی فضیلت ---------- 568
اللہ عزوجل کے متعلق حسن ظن رکھنا ---------- 569
پناہ طلب کرنا ---------- 571
دعا: میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے.... ---------- 571
اے اللہ! مجھے ایسا بنادے کہ میں تیرا بڑا شکر ادا کروں..... -- 572
جو بھی شخص اللہ سے دعا کرتا ہے تو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے 572
اللہ کے متعلق حسن ظن، اللہ کی حسن عبادت میں سے ہے -- 574
تم میں سے کوئی دیکھے کہ وہ کسی چیز کی تمنا کرتا ہے..... ---- 574
دعا: اے اللہ! میرے سمع وبصر کے ذریعے مجھے فائدہ پہنچا.... - 574
تم میں سے ہر کوئی اپنی ہر حاجت اللہ سے طلب کرے.... 575

أَبْوَابُ الْمَنَاقِبْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

فضائل کا بیان

نبی ﷺ کی فضیلت ---------- 577
جب لوگ دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے تو میں.... --- 580
اللہ سے میرے لیے وسیلہ طلب کرو ---------- 581
نبی ﷺ کی ولادت کا بیان ---------- 585
نبی ﷺ کی نبوت کا آغاز ---------- 587
نبی ﷺ کی بعثت اور اس وقت آپ ﷺ کی عمر کتنی تھی -- 589
نبی ﷺ کی نبوت کے معجزات اور آپ ﷺ کے خصائص - 590
ہر پہاڑ اور درخت نبی ﷺ کو سلام کرتا ---------- 591
کھجور کے تنے کا رونا ---------- 592
آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے ابو زید عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ کی عمر دراز ہونا..... ---------- 593
ستر یا اسّی افراد کے لیے چند روٹیوں کا کافی ہونا ---------- 593
آپ ﷺ کی انگلیوں کے نیچے سے پانی نکلنا ---------- 595
نبوت کے آغاز پر سچے خواب آنا ---------- 596
کھانے کا تسبیح کرنا اور وضوء کے لیے پانی کا نکلنا ---------- 596
نبی ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت ---------- 597
نبی ﷺ کا تعارف ---------- 597
آپ ﷺ کے چہرے مبارک کا چاند جیسا ہونا ---------- 598
علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کا تعارف کرایا ---------- 598
علی رضی اللہ عنہ مزید نبی ﷺ کے حلیہ مبارک کا تعارف کراتے ہیں - 599
آپ ﷺ واضح انداز میں گفتگو فرماتے تھے ---------- 601
سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ ایک بات تین بار دہراتے تھے.... ---------- 601
ابن جزء رضی اللہ عنہ کا فرمان: میں نے آپ سے زیادہ کسی کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا..... ---------- 602
مہر نبوت کا بیان ---------- 603
سیّدنا ابن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان: رسول اللہ ﷺ کی پنڈلی پتلی تھی - 604
سیّدنا ابن سمرہ رضی اللہ عنہ کا قول: آپ ﷺ کشادہ دہن تھے..... -- 604
سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی.... ---------- 605
آپ ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کا حلیہ مبارک بیان کیا..... ----- 606
نبی ﷺ کی عمر اور آپ ﷺ نے کتنی عمر میں وفات پائی 606
سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول: آپ ﷺ مکہ میں تیرہ سال رہے 607
معاویہ رضی اللہ عنہ کا فرمان: رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی ---------- 607
سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان: آپ ﷺ نے تریسٹھ ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی ---------- 608
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب، ان کا نام عبد اللہ بن عثمان اور لقب عتیق ہے ---------- 611
اگر میں کسی کو جانی دوست بنا سکتا تو میں ابو بکر کو دوست بناتا -- 612
ہم نے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے سوا ہر شخص کے احسان کا بدلہ چکا دیا - 615
ابو بکر وعمر (رضی اللہ عنہما) دونوں کے فضائل ---------- 615

ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) انبیاء علیہم السلام کے علاوہ عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہیں ---------- 617
سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا فرمان: کیا میں اس کا سب سے زیادہ حق دار نہیں ---------- 618
دیگر صحابہ کرام پر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی نبی ﷺ کے ہاں امتیازی حَیثِیّت ---------- 619
آپ کا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمانا: ہم قیامت کے دن اسی طرح زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے... ---------- 620
آپ ﷺ ان دونوں کے بارے میں فرمایا: "یہ دونوں سمع و بصر ہیں" ---------- 621
ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں ---------- 621
جہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں وہاں کوئی اور امام نہیں بن سکتا..... --- 622
آپ ﷺ کا پر امید ہونا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ایسے افراد میں سے ہوں گے جن کو جنت کے سارے دروازوں سے آواز دی جائے گی --- 623
آپ ﷺ کا ایک عورت سے فرمانا: "اگر تو مجھے نہ پائے تو پھر ابو بکر کے پاس چلی آنا....." ---------- 625
باب ---------- 625
نبی ﷺ کا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دورازے کے علاوہ باقی سب دروازے بند کر دینے کا حکم..... ---------- 626
ابو بکر رضی اللہ عنہ کو عتیق کا لقب دینا ---------- 626
سیّدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما زمین پر میرے دو وزیر ہیں.... ----- 627
ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب ---------- 628
اللہ تعالیٰ نے عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان و دل پر حق جاری فرما دیا -- 628
سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کی دعا کے بعد اسلام قبول کرنا 629
سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانا: رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر انسان..... ---------- 630
آپ ﷺ کا فرمان: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا...." ---------- 631
نبی ﷺ کا خواب - جس میں آپ ﷺ پیالے سے دودھ پیتے ہیں..... ---------- 631
میں جنت میں عمر رضی اللہ عنہ کے سونے کے بنے ہوئے مربع شکل بلند محل پر آیا ---------- 632
نبی اکرم ﷺ کا فرمان: "اے عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے...." ---------- 633
سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اور عمر رضی اللہ عنہ کی ---------- 635
پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے..... ---------- 636
نبی اکرم ﷺ کا جنتی شخص کے آنے کے متعلق خبر دینا..... - 636
سیّدنا عُثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کی دو کنیتیں: ابو عمرو اور ابو عبد اللہ تھیں ---------- 637
جنّت میں میرے رفیق عُثمان ہیں ---------- 638
سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کا نام دینا، اور ان کا غزوہ تبوک کے لشکر کو تیار کرنا ---------- 639
نبی ﷺ نے عُثمان رضی اللہ عنہ کو اس قمیض کو اتارنے سے منع فرمایا جو کہ اللہ نے انہیں پہنائی تھی ---------- 644
مصری شخص کے تین اعتراضات ---------- 645
ہم کہا کرتے تھے: ابو بکر و عمر اور عُثمان رضی اللہ عنہم ---------- 646
نبی اکرم ﷺ کا عُثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والے شخص کی نماز جنازہ نہ پڑھنا ---------- 647
سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ کو (دنیا میں) ایک آزمائش سے گزرنے کے بعد جنّت کی خوش خبری دینا ---------- 648
سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل (ان کی دو کنیتیں ہیں: ابو تراب اور ابو الحسن) ---------- 650
انصار کا قول: ہم منافقوں کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بغض کی وجہ سے پہچان لیتے تھے ---------- 653
کوئی منافق علی رضی اللہ عنہ سے محبّت نہیں کر سکتا اور کوئی مومن ان

سے بغض نہیں رکھ سکتا ---------- 654
آپ ﷺ کا چار حضرات کا نام لے کر ان سے محبت کرنے کا
حکم دینا ---------- 655
علی (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں ---------- 655
نبی ﷺ کی دعا: کہ آپ ﷺ کے ساتھ اللہ کا سب سے زیادہ
پسندیدہ شخص کھانا کھائے ---------- 657
غریب حدیث: میں دار حکمت ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں 658
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قلعے کو فتح کرنے کے بعد ایک لونڈی کو
حاصل کرنے کا قصہ ---------- 660
میں نے ان (علی رضی اللہ عنہ) سے سرگوشی نہیں کی، لیکن اللہ نے
ان سے سرگوشی کی ---------- 660
غریب حدیث: میرے اور تیرے سوا کسی کے لیے حلال نہیں
کہ وہ اس مسجد..... ---------- 661
نبی ﷺ سوموار کے دن مبعوث ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ نے منگل
کے دن نماز پڑھی ---------- 662
نبی اکرم ﷺ کا علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ باقی سب
دروازے بند کر دینے کا حکم فرمانا ---------- 663
سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ
مسلمان ہوئے ---------- 664
صرف مومن شخص تم سے محبت کرتا ہے اور صرف منافق
شخص ہی تم سے بغض رکھتا ہے ---------- 666
ابو محمد طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 667
آپ ﷺ کا طلحہ رضی اللہ عنہ کی تعیین کرنا کہ وہ ان میں سے ہیں جو اپنی
نذر پوری کر چکے ہیں ---------- 668
زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 670
ہر نبی کا ایک حواری ہے ---------- 670
نبی اکرم ﷺ نے ایک واقعہ میں فرمایا تھا: ہر نبی کے حواری
ہوتے ہیں..... ---------- 671
میرا ہر عضو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زخمی ہوا ہے ------ 672
عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف زہری رضی اللہ عنہ کے مناقب -- 672
عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے لیے باغ
کی وصیت کی ---------- 674
ابو اسحاق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل، اور ابو وقاص کا نام
مالک بن وہیب تھا ---------- 675
نبی اکرم ﷺ کا سعد رضی اللہ عنہ پر فخر کرنا ---------- 675
میرے والدین آپ پر قربان ہوں تیر اندازی کرو..... ----- 676
نبی ﷺ نے تمنا کی کہ کوئی نیک شخص آج رات میرا پہرہ دے تو
اس تمنا پر سعد رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے ---------- 678
ابو الاعور کے فضائل، ان کا نام سعید بن زید بن عمرو بن
نفیل رضی اللہ عنہ ہے۔ ---------- 678
ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 679
نبی ﷺ کے چچا، عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے فضائل --- 681
عباس (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں -------- 682
سیدنا عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچا اور یہ کہ آدمی کا چچا
اس کے باپ کی مثل ہے ---------- 682
اے اللہ! عباس اور ان کی اولاد کو بخش دے..... -------- 683
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بھائی جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل 684
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول: رسول اللہ ﷺ کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ
سے بہتر کسی نے جوتے نہیں پہنے... ---------- 685
ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب اور حسین بن علی رضی اللہ عنہم
کے فضائل ---------- 687
میرا یہ بیٹا سردار ہے..... ---------- 690
نبی اکرم ﷺ کا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھانا اور اپنے آگے
بٹھانا..... ---------- 691
حسن و حسین رضی اللہ عنہما نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں ------- 694
نبی ﷺ کے اہل بیت کے مناقب ---------- 697

معاذ بن جبل، زید بن ثابت، ابی بن کعب اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم کے فضائل ---------- 700
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 704
سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ان کی کنیت ابو الیقظان ہے ---------- 705
ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 707
سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل ------ 708
سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 711
حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 714
زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 715
اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے فضائل ---------- 718
جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 720
سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل ---------- 721
سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل ---------- 722
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل ---------- 723
سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 724
سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 727
سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے فضائل ---------- 731
سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 732
سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 733
سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 734
قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 736
سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے فضائل ---------- 737
سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 738
سیّدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 739
ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 740
سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے فضائل ---------- 741
نبی ﷺ کی زیارت کرنے والے اور آپ ﷺ کی صُحبت اختیار کرنے والے کی فضیلت ---------- 742
درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کی فضیلت ---- 744
نبی ﷺ کے اصحاب کو برا بھلا کہنے کی ممانعت ------ 744
باب..... ---------- 747
سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ کے فضائل ---------- 748
سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ---------- 753
سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ---------- 755
نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کی فضیلت ---------- 761
سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی فضیلت ---------- 765
انصار اور قریش کے فضائل ---------- 766
انصار کے کون سے گھرانے بہتر ہیں ---------- 772
مدینے کی فضیلت ---------- 775
مکہ کی فضیلت ---------- 781
عرب کی فضیلت ---------- 782
عجم کی فضیلت ---------- 785
یمن کی فضیلت ---------- 786
غفار، اسلم، جہینہ اور مزینہ قبیلوں کے فضائل -------- 789
ثقیف اور بنو حنیفہ کے بارے میں ---------- 790
شام اور یمن کی فضیلت ---------- 795

☆☆☆

45

أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تفسیر قرآن

1- باب مَا جَاءَ فِي الَّذِي يُفَسِّرُ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ

وہ شخص جو اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرتا ہے

2950: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الأَعْلَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے علم کے بغیر قرآن کے بارے میں کچھ کہا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں عبدالاعلیٰ راوی ضعیف ہے۔ المشکاۃ: ٢٣٤، الضعیفۃ: ١٧٨٣

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ٨٠٨٤، ٨٠٨٥، مسند احمد: ٢٠٦٩

2951: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الأَعْلَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اتَّقُوا الْحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ، فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھ سے حدیث بیان کرنے سے بچو سوائے اس کے جو تم جان لو (کہ اسے میں نے بیان کیا ہے)، پس جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے، اور جس نے قرآن کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ بیان کیا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں بھی عبدالاعلیٰ ضعیف ہے۔المشکاۃ: ۲۳۵، الضعیفة: ۱۷۸۳

تخریج الحدیث: اخرجه ابن ابي شيبة: ۷۶۳/۸، الدارمي: ۲۳۸، ابو يعلى: ۲۳۳۸

2952: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَزْمٍ أَخُو حَزْمٍ الْقُطَعِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ)).

سیّدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور اس نے صحیح بھی کہا تو اس نے غلطی کی۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي سُهَيْلِ بْنِ أَبِي حَزْمٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، بعض محدثین نے سہیل بن ابی حزم پر جرح کی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُمْ شَدَّدُوا فِي هَذَا فِي أَنْ يُفَسَّرَ الْقُرْآنُ بِغَيْرِ عِلْمٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے علم کے بغیر قرآن کی تفسیر کرنے کے بارے میں سختی کی ہے۔

وَأَمَّا الَّذِي رُوِيَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَتَادَةَ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ فَسَّرُوا الْقُرْآنَ فَلَيْسَ الظَّنُّ بِهِمْ أَنَّهُمْ قَالُوا فِي الْقُرْآنِ أَوْ فَسَّرُوهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَنْفُسِهِمْ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُمْ مَا يَدُلُّ عَلَى مَا قُلْنَا، أَنَّهُمْ لَمْ يَقُولُوا مِنْ قِبَلِ أَنْفُسِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ.

یہ جو مجاہد، قتادہ رحمہما اللہ اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے قرآن کی تفسیر بیان کی ہے تو ان کے متعلق یہ گمان نہیں کہ انہوں نے قرآن کے بارے میں اس کی تفسیر کرتے ہوئے علم کے بغیر یا اپنی طرف سے کوئی بات کی ہو۔ ان سے روایت کیا گیا ہے جو کہ ہمارے موقف پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے علم کے بغیر اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْبَصْرِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ إِلَّا وَقَدْ سَمِعْتُ فِيهَا بِشَيْءٍ.

معمر نے قتادہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا: قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں جس کے بارے، میں نے کوئی چیز (حدیث / روایت) نہ سنی ہو۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: قَالَ مُجَاهِدٌ لَوْ كُنْتُ قَرَأْتُ قِرَاءَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ لَمْ أَحْتَجْ إِلَى أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْقُرْآنِ مِمَّا سَأَلْتُ.

اعمش نے بیان کیا، مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: اگر میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت پڑھی ہوتی تو مجھے اس چیز کی ضرورت نہیں تھی کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قرآن کے بہت سے حصے کے متعلق ان سے سوال کرتا۔ جو کہ میں نے ان سے پوچھا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس کی سند سہیل بن ابی حزم کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔المشکاۃ: ۲۳۵

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۳۶۵۲، سنن نسائی کبریٰ: ۸۰۸۶، شرح السنة للبغوی: ۱۲۰

فوائد الحدیث: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ وہ کتاب ہے جسے لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ .... الایۃ (البقرۃ:۱۸۵)

"رمضان المبارک کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور ہدایت کی دلیلیں اور (حق و باطل کے درمیان) فرق کرنے والا ہے"۔

پھر اس قرآن مجید کی تشریح و توضیح اور تفسیر کے لیے امام الانبیاء سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا جنہوں نے اس کے مطالب، مفاہیم، معانی اور تفسیر سکھائی، ارشاد باری تعالیٰ ہے

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ (الجمعۃ:۲)

"(اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آئتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے، بے شک وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"۔

نیز قرآن مجید کی تفسیر بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو بتائی جو احادیث کی صورت میں امت کے لیے محفوظ و مامون ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ۙ (النساء:۱۰۵)

"بے شک نازل کی ہم نے آپ کی طرف کتاب حق کے ساتھ تاکہ آپ فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان اس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھائی (سکھائی، سمجھائی) ہے اور آپ خیانت کرنے والوں کے لیے جھگڑا (بحث، وکالت) کرنے والے نہ ہوں"۔

اس لیے قرآن مجید کی تفسیر و توضیح وہی معتبر ہے جو احادیث صحیحہ کی روشنی میں بیان کی گئی ہے، اور سلف صالحین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آئمہ محدثین و فقہاء رحمہم اللہ نے اس کے مفہوم کو واضح کیا ہے۔ قرآن مجید کی تفسیر کے لیے کسی لحاظ سے بھی مفسر کو اپنی رائے، قیاس سے قرآن مجید کی آیات کی توضیح کرنے کی اجازت نہیں، بلکہ اس کے لیے سخت وعید سنائی گئی ہے۔ اس لیے قرآن مجید کو محض عقل یا گرائمر سے حل کرنے کی سعی "محمود" نہیں اس سے بچنا لازم ہے۔

2- باب وَمِنْ سُورَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورۃ الفاتحہ کے متعلق

2953-1: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ)). قَالَ: قُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّي أَحْيَانًا أَكُونُ وَرَاءَ الإِمَامِ. قَالَ: يَا ابْنَ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں سورۃ الفاتحہ نہ پڑھی تو وہ ناقص ہے، وہ ناقص ہے مکمل نہیں۔" راوی نے بیان کیا، میں نے کہا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میں کبھی امام کے پیچھے ہوتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: فارسی کے بیٹے! اسے اپنے دل میں پڑھ

الْفَارِسِيِّ فَاقْرَأْهَا فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ

((قَالَ اللهُ تَعَالَى قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ يَقُومُ الْعَبْدُ فَيَقْرَأُ (الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) فَيَقُولُ اللهُ حَمِدَنِي عَبْدِي فَيَقُولُ (الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ) فَيَقُولُ اللهُ أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي فَيَقُولُ (مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ) فَيَقُولُ مَجَّدَنِي عَبْدِي وَهَذَا لِي وَبَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي (إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ) وَآخِرُ السُّورَةِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ يَقُولُ (اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ)) (الفاتحه: ٧)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ. وَرَوَى ابْنُ جُرَيْجٍ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا.

وَرَوَى ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي وَأَبُو السَّائِبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا. أَخْبَرَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ الْفَارِسِيُّ قَالَا

لے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا اس کا ایک نصف میرے لیے ہے جبکہ دوسرا نصف بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ ہے جس کا اس نے سوال کیا ہے؟ بندہ کھڑا ہو کر کہتا ہے: ((الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)) اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری حمد بیان کی، وہ کہتا ہے: ((الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)) تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثنا بیان کی، وہ کہتا ہے: ((مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ))، تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی اور شان بیان کی، یہ میرے لیے ہے، میرے اور میرے بندے کے درمیان: ((إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ))، اور سورت کا آخری حصہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ کچھ ہے جس کا اس نے سوال کیا، وہ کہتا ہے: ''ہمیں سیدھی راہ دکھا دے، ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام فرمایا: ان کی راہ نہیں جن پر غضب ہوا (یہود) اور نہ ہی ان کی راہ جو گمراہ ہوئے (نصاریٰ)''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

اور شعبہ و اسماعیل بن جعفر اور کئی ایک محدثین نے علاء بن عبدالرحمن عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس حدیث کی مثل روایت کیا ہے۔

نیز ابن جریج اور مالک بن انس نے علاء بن عبدالرحمن عن ابی السائب مولیٰ ہشام بن زہرہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

ابن ابی اویس نے اپنے والد کے حوالے سے علاء بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میرے والد اور ابو سائب نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِي أَبِي وَأَبُو السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ وَكَانَا جَلِيسَيْنِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ)).

کیا۔ محمد بن یحییٰ نیساپوری اور یعقوب بن سفیان فارسی نے اس کے متعلق ہمیں خبر دی دونوں نے کہا: اسماعیل بن ابی اویس نے اپنے والد سے انہوں نے علاء بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: میرے والد اور ہشام بن زہرہ کے آزادہ کردہ غلام ابو سائب نے مجھے حدیث بیان کی اور وہ دونوں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہم نشین تھے۔ انہوں نے ابوہریرہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورہ الفاتحہ نہیں پڑھی تو وہ ناقص ہے، ناقص ہے، مکمل نہیں۔“

وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ أَكْثَرُ مِنْ هٰذَا. وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ كِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ. وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ ابْنِ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْعَلَاءِ.

اسماعیل بن ابی اویس کی روایت میں اس سے زیادہ نہیں اور میں نے ابو زرعہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: دونوں حدیثیں صحیح اور انہوں نے ابن ابی اویس عن ابیہ عن العلاء کی روایت سے استدلال کیا۔

فوائد الحدیث: (۱) یہ حدیث قدسی ہے جس میں سورۃ فاتحہ کو ”صلوۃ“ (نماز) کہا گیا ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا تو اس کی نماز ناقص ہے، ناقص ہے، مکمل نہیں۔“

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے صراحت سے فرمایا لا صلوٰۃ لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب۔ (بخاری ۱/۱۰۴) ”کہ جو شخص سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز ہوتی ہی نہیں“۔ اس لیے جو شخص بھی نماز پڑھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ سورۂ فاتحہ پڑھے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی، نماز نفل ہو یا فرض، عیدین ہوں یا جنازہ وغیرہ کوئی بھی نماز سورۂ فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی۔

(۲) حدیث الباب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد (عبدالرحمن) نے جب یہ استفسار کیا کہ کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں (تو اس وقت میں کیا کروں)۔ تو سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت دل میں پڑھ لیا کرو۔ (یعنی بلند آواز سے نہ پڑھیں)۔ صحیح ابن حبان کی روایت کے مطابق اسی حدیث کے بیان کے موقعہ پر یہی سوال سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے امام الانبیاء سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے کیا تو رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا۔ اقراء فی نفسك (الاحسان ترتیب ابن حبان ص ۳، ۱۴۰) اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے امام کے پیچھے بھی فاتحہ نہ پڑھنے کی رعایت نہیں دی بلکہ اسے لازم قرار دیا۔ تو جو جواب رسول اکرم ﷺ نے سیّدنا ابوہریرہ کو دیا تھا وہی جواب سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد کو دے دیا۔

(۳) ”خداج“ اس بچے کو کہتے ہیں جو کوئی بھی مادہ جانور وقت سے پہلے جنم دیتی ہے جبکہ وہ بچہ ابھی ناقص ہوتا ہے، اس کے اعضاء وغیرہ مکمل نہیں ہوتے یا اس میں ابھی جان نہیں ڈالی گئی۔ تو ایسا ناقص بچہ کسی کام کا نہیں ہوتا۔ لہٰذا سورۂ فاتحہ کے بغیر پڑھی ہوئی نماز بھی ”خِدَاج“ ہے جو (اجر و ثواب) گناہوں کی بخشش اور درجات کی بلندی کا کیا سبب بنتی وہ تو فرض کی ادائیگی میں بھی کفایت نہیں کرتی۔

(۴) سورہ فاتحہ کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہے اسے اللہ تعالیٰ نے اپنا حصہ قرار دیا ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝

میں عبادت کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے جو کہ اس کا حق ہے اور صرف اسی کی ہوگی۔ اور مدد کی ضرورت بندے کو ہوتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے اور بندے کے درمیان مشترکہ قرار دیا، لیکن ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ ولعبدی ما سأل میرے بندے کے لیے وہ کچھ ہے جس کا اس نے سوال کیا۔ بلکہ فرمادیا کہ سورۃ کے آخر تک سارا حصہ ہی میرے بندے کا ہے جو وہ سوال کرے گا اسے ملے گا۔ (جیسا کہ صحیح مسلم ص ۱۷۰ میں تفصیل اور وضاحت موجود ہے)

(۵) اب نمازی اس سورۃ کے آخری حصے میں جو کہ اس کے لیے ہی ہے میں سب سے پہلے "صراط مستقیم" (سیدھے راستے) کا سوال کرتا ہے۔ جو کہ انعام یافتہ لوگوں کا راستہ ہے، اور انعام یافتہ میں چار قسم کے لوگ شامل ہیں، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین (اولیاء اللہ)۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ (النساء:۶۹)

"کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کرے گا تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، نبی، صدیق، شہید اور نیک لوگوں میں سے، اور یہ لوگ رفاقت کے لحاظ سے بہترین ہیں"۔ جس کا سیدھا اور سادہ سا مطلب یہ ہے کہ بندہ سوال کر رہا ہے کہ، اللہ تعالیٰ مجھے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور اولیاء اللہ والا رستہ دکھا، اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے ولعبدی ما سأل کے مطابق اس کو عطا فرمادیتے ہیں تو معلوم ہوا کہ "صراط مستقیم" (سیدھے راستے) پر وہی لوگ ہیں جو نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ جو لوگ سورہ فاتحہ پڑھتے ہی نہیں نا تو وہ صراط مستقیم کا سوال کرتے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ ان سے سیدھا راستہ دکھانے کا وعدہ کرتا ہے، لہٰذا انہیں فکر کرنی چاہیے کہ وہ کہاں کھڑے ہیں؟

(۶) "الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ" سے مراد یہودی ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ارشاد فرمایا۔ باءُ وبغضب من الله "کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب، غصے کے ساتھ لوٹے"۔

(۷) "الضالین" سے مراد عیسائی ہیں۔

(۸) گمراہی کے لحاظ سے تو عیسائی اور یہودی دونوں ہی گمراہ ہیں۔ لیکن یہودی چونکہ جانتے بوجھتے اور حق کو پہچاننے کے باوجود نا صرف کہ قبول نہیں کرتے تھے بلکہ اعلانیہ اور واضح اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کرتے تھے حتیٰ کہ حیلے بہانے سے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹالنا، اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تحریف و تبدل اور بعض حصے کو مان لینا اور بعض کا انکار کرنا ان کے معروف اور بڑے بڑے گناہ اور جرائم تھے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا غضب کیا۔ جبکہ عیسائی، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی محبت و عقیدت میں غلو کر بیٹھے جس کی وجہ سے وہ گمراہ ہوئے۔ آج بھی جو لوگ قوم یہود کی طرح قرآن و حدیث میں تحریف کرتے، بعض احکام کو مانتے اور بعض کا نحن المقلدون کہہ کر انکار کر دیتے ہیں، یا پھر حیلہ سازی سے شریعت کے احکام پر اس کی روح کے مطابق عمل نہیں کرتے، اور وہ لوگ بھی جو سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور اولیاء اللہ کی محبت و عقیدت میں غلو کرتے ہوئے انہیں ان کے مقام و مرتبے سے بڑھا کر اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا حامل قرار دیتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے، یہود و نصاریٰ کے انجام سے بچتے ہوئے اپنے شرکیہ، کفریہ اور بدعتی عقائد و اعمال سے توبہ کرتے ہوئے، صراط مستقیم پر گامزن ہو جانا چاہیے کہ صرف یہی نجات کی راہ ہے۔

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه

وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

2953-2: أَخْبَرَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدٍ أَنْبَأَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ: هَذَا عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ. وَجِئْتُ بِغَيْرِ أَمَانٍ وَلَا كِتَابٍ فَلَمَّا دُفِعْتُ إِلَيْهِ أَخَذَ بِيَدِي وَقَدْ كَانَ قَالَ قَبْلَ ذَلِكَ (إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَ اللهُ يَدَهُ فِي يَدِي) قَالَ فَقَامَ بِي فَلَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ وَصَبِيٌّ مَعَهَا. فَقَالَا إِنَّ لَنَا إِلَيْكَ حَاجَةً فَقَامَ مَعَهُمَا حَتَّى قَضَى حَاجَتَهُمَا ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي حَتَّى أَتَى بِي دَارَهُ فَأَلْقَتْ لَهُ الْوَلِيدَةُ وِسَادَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((مَا يُفِرُّكَ أَنْ تَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَهَلْ تَعْلَمُ مِنْ إِلَهٍ سِوَى اللهِ)). قَالَ قُلْتُ لَا.

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، حاضرین نے کہا: یہ عدی بن حاتم ہیں، میں کسی امان اور تحریر (معاہدے) کے بغیر ہی آیا تھا۔ جب مجھے آپ ﷺ کے پاس پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا آپ ﷺ پہلے سے یہ فرما چکے تھے: (میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے گا۔) ”آپ ﷺ مجھے لے کر کھڑے ہوئے، ایک عورت نے آپ ﷺ سے ملاقات کی جبکہ ایک بچہ اس کے ساتھ تھا ان دونوں نے کہا: ہمیں آپ ﷺ سے ایک کام ہے۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ ان کا کام کیا، پھر آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا حتیٰ کہ مجھے اپنے گھر لے آئے ایک لڑکی نے آپ ﷺ کے لیے بچھونا / گدا بچھا دیا آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے اور میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: ”کون سی چیز تجھے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے سے دور لے جاتی ہے؟ کیا تم اللہ کے سوا کسی اور الہ کے متعلق جانتے ہو؟“ میں نے عرض کیا، نہیں۔

قَالَ ثُمَّ تَكَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ ((إِنَّمَا تَفِرُّ أَنْ تَقُولَ "اللهُ أَكْبَرُ" وَتَعْلَمُ أَنَّ شَيْئًا أَكْبَرُ مِنَ اللهِ)). قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ ((فَإِنَّ الْيَهُودَ مَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ وَإِنَّ النَّصَارَى ضُلَّالٌ)).

آپ ﷺ نے کچھ دیر گفتگو کی پھر فرمایا: ”تو اللہ اکبر کا اقرار کرنے سے بھاگتا ہے، کیا تو کوئی ایسی چیز جانتا ہے کہ وہ اللہ سے بڑی ہو؟“ میں نے عرض کیا، نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ”یہود پر اللہ کا غضب ہوا اور نصاریٰ گمراہ ہوئے۔“

قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي جِئْتُ مُسْلِمًا. قَالَ فَرَأَيْتُ وَجْهَهُ تَبَسَّطَ فَرَحًا قَالَ ثُمَّ أَمَرَ بِي فَأُنْزِلْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ جَعَلْتُ أَغْشَاهُ آتِيهِ طَرَفَيِ النَّهَارِ، قَالَ فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ عَشِيَّةً إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ فِي ثِيَابٍ مِنَ الصُّوفِ مِنْ هَذِهِ النِّمَارِ قَالَ فَصَلَّى وَقَامَ فَحَثَّ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ ((وَلَوْ صَاعٌ وَلَوْ بِنِصْفِ صَاعٍ وَلَوْ قُبْضَةٌ وَلَوْ بِبَعْضِ قُبْضَةٍ يَقِي أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ حَرَّ جَهَنَّمَ أَوِ النَّارِ وَلَوْ بِتَمْرَةٍ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنَّ

میں نے عرض کیا: میں یک سو مسلمان ہوں۔ پس میں نے آپ ﷺ کے چہرے کو خوشی سے دمکتا ہوا دیکھا، پھر آپ ﷺ نے میرے متعلق حکم فرمایا تو مجھے انصار کے ایک شخص کے ہاں ٹھہرایا گیا میں صبح و شام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے لگا، انہوں نے بیان کیا: اس اثنا میں کہ ایک شام میں آپ ﷺ کے پاس تھا کہ کچھ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے دھاری دار اون کے کپڑے پہنے

أَحَدَكُمْ لَاقِي اللهَ وَقَائِلٌ لَهُ مَا أَقُولُ لَكُمْ أَلَمْ أَجْعَلْ لَكَ سَمْعًا وَبَصَرًا فَيَقُولُ بَلَى. فَيَقُولُ أَلَمْ أَجْعَلْ لَكَ مَالاً وَوَلَدًا فَيَقُولُ بَلَى. فَيَقُولُ أَيْنَ مَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ فَيَنْظُرُ قُدَّامَهُ وَبَعْدَهُ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ لَا يَجِدُ شَيْئًا يَقِي بِهِ وَجْهَهُ حَرَّ جَهَنَّمَ لِيَتَّقِ أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَإِنِّي لَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الْفَاقَةَ فَإِنَّ اللهَ نَاصِرُكُمْ وَمُعْطِيكُمْ حَتَّى تَسِيرَ الظَّعِينَةُ فِيمَا بَيْنَ يَثْرِبَ وَالْحِيرَةِ أَكْثَرُ مَا تَخَافُ عَلَى مَطِيَّتِهَا السَّرَقَ)). قَالَ فَجَعَلْتُ أَقُولُ فِي نَفْسِي فَأَيْنَ لُصُوصُ طَيِّءٍ.

ہوئے تھے، آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور کھڑے ہو کر (خطبہ ارشاد فرمایا) ان کے متعلق ترغیب دی، پھر فرمایا: ”خواہ ایک صاع (تقریباً سوا دو کلو) یا نصف صاع، مٹھی بھر خواہ مٹھی بھر سے بھی کم تم میں سے ہر ایک اپنے چہرے کو جہنم یا آگ کی حرارت سے بچائے خواہ ایک کھجور کے ذریعے یا کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے کیونکہ تم میں سے ہر ایک اللہ سے ملاقات کرنے والا ہے اور وہ اسے کہنے والا ہے جو میں تمہیں کہتا ہوں: کیا میں نے تمہارے لیے سمع و بصارت کا انتظام نہ کیا تو وہ کہے گا کیوں نہیں ضرور۔ وہ فرمائے گا: کیا میں نے تمہیں مال اور اولاد نہ دی؟ وہ عرض کرے گا: ضرور، وہ فرمائے گا تو پھر وہ کہاں ہے جو تم نے اپنے لیے آگے بھیجا؟ وہ اپنے آگے پیچھے، دائیں اور بائیں دیکھے گا، اور وہ ایسی کوئی چیز نہیں دیکھے گا جس سے اپنے چہرے کو جہنم کی حرارت سے بچا سکے۔ تم میں سے ہر ایک اپنے چہرے کو آگ سے بچا لے خواہ ایک کھجور کے ذریعے ہو یا نصف کھجور کے ذریعے، اگر وہ نہ پائے تو اچھی بات کے ذریعے کیونکہ مجھے تمہارے متعلق فاقے کا اندیشہ نہیں، اللہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں عطا فرمائے گا حتیٰ کہ عورت یثرب اور حیرہ کا درمیانی فاصلہ یا اس سے بھی زیادہ فاصلہ طے کرے گی لیکن اسے اپنی سواری کے چوری ہونے کا کوئی ڈر نہیں ہوگا۔“ راوی نے بیان کیا: میں اپنے دل میں کہنے لگا تو پھر (قبیلہ) ”طیی“ کے چور کہاں ہوں گے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ. وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے سماک بن حرب کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔ شعبہ نے سماک بن حرب عن عباد بن حبیش عن عدی بن حاتم کی سند سے نبی ﷺ سے طویل حدیث بیان کی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٤٩٠، ابو عوانه: ١٢٨/٢، والحميدي: ٩٧٣

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٣٩٥، سنن ابو داود: ٨٢١، سنن ابن ماجه: ٨٣٨، ٣٧٨٤، سنن نسائي: ١٣٥/٢، مسند احمد: ٧٢٩١، صحيح ابن حبان: ٧٧٦، ١٧٨٤، ١٧٨٨، ١٧٩٥، مسند احمد: ١٩٣٨١، مجمع الزوائد: ٣٣٥/٥، صحيح ابن

حبان: ٦٢٤٦، ٧٢٠٦، ٧٣٦٥

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا انداز تبلیغ، مبلغین اور داعی حضرات کے لیے بہترین نمونہ ہے کہ۔

۱۔ لوگوں کے ساتھ ان کے مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھ کر مخاطب ہونا چاہیے اور بہترین انداز اور طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

۲۔ دعوت میں کسی قسم کی لچک، مداہنت اور (فریب کرنے کے فریب میں مبتلا ہو کر) "لیپا پوتی" نہیں ہونی چاہیے بلکہ عقیدہ توحید و سُنت کو دو ٹوک الفاظ میں بیان کرنا چاہیے۔

(۲) کوئی غریب اور مسکین شخص اپنے کسی جائز کام میں تعاون کا خواہاں ہو تو اس سے ہر ممکن تعاون کرنا چاہیے اگرچہ اپنے کسی کام کو موخر ہی کیوں نہ کرنا پڑے، تکبّر، غرور اور حقارت کی وجہ سے غربا و مساکین کو دھتکار نا دیں۔

(۳) دنیا کی زندگی کو مہلت اور غنیمت جانتے ہوئے آخرت کی تیاری کرنی چاہیے اور ہر قسم کی نیکی بجالائیں، فرائض کے علاوہ خصوصی طور پر اپنی بساط کے مطابق صدقہ و خیرات کریں تاکہ قیامت کے دن جہنم کے عذاب سے بچ سکیں۔

(۴) جو لوگ اسلام کے احکام کی پابندی کرتے اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا رہ کر زندگی گزارتے ہیں، اللہ تعالیٰ نا صرف کہ ان کی غربت اور فقر کو دور کر دیتے ہیں بلکہ امن و سکون سے بھی نوازتے ہیں۔ بس انسان، اپنے رب تعالیٰ سے مخلص ہو جائے، اور دنیا کا لالچ دل سے نکال دے۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو بھی نعمتیں مال، دولت، صحت، زندگی وغیرہ عطا فرمائی ہیں ان کے متعلق قیامت کے دن سوال ہو گا کہ ان کو آخرت کی تیاری کے لیے کس قدر استعمال کیا گیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ (التکاثر:۸)

"پھر اس دن ضرور بالضرور تم سے نعمتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا"۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا صحیح استعمال کریں تاکہ قیامت کے دن اس سوال کا جواب دے سکیں۔

2954: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَبُنْدَارٌ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْيَهُودُ مَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ وَالنَّصَارَى ضُلَّالٌ)).

فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ.

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہودیوں پر غضب ہوا اور نصاریٰ گمراہ ہیں۔"

تو مفصل حدیث بیان کی۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج شرح العقیدہ الطحاویہ: ٥٣١، سلسلة الصحيحة: ٣٢٦٣

تخریج الحدیث: صحیح ابن حبان: ٦٢٤٦

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱، ۲۹۵۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3- باب وَمِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ

سورۃ البقرہ میں سے

2955: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ

سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ

وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ قَالُوا حَدَّثَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ الأَعْرَابِيُّ عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ تَعَالَى خَلَقَ آدَمَ مِنْ قُبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الأَرْضِ، فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلَى قَدْرِ الأَرْضِ، فَجَاءَ مِنْهُمُ الأَحْمَرُ وَالأَبْيَضُ وَالأَسْوَدُ وَبَيْنَ ذَلِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ)).

نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو ایک مٹھی (بھر مٹی) سے پیدا فرمایا جسے اس نے ساری زمین سے بھرا، پس آدم علیہ السلام کی اولاد زمین (کی تاثیر) کے لحاظ سے آئے، ان میں سے کوئی سرخ آیا کوئی سفید اور کوئی سیاہ، اور بعض ان کے درمیان، نرم مزاج، سخت مزاج اور برے اور اچھے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ١٠٠، الصحيحة: ١٦٣٠، اخرجه ابن خزيمه في التوحيد: ٦٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٦٩٣، مسند احمد: ١٩٥٨٢، صحيح ابن حبان: ٦١٦٠، ٦١٨١

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق زمین کے مختلف حصوں کی مٹی کو جمع کر کے کی گئی چونکہ مٹی کی رنگت اور خصوصیات مختلف تھیں مثلاً سرخ، سفید، سیاہ، نرم، سخت، زرخیز اور بنجر وغیرہ تو اسی وجہ سے سیّدنا آدم علیہ السلام کی اولاد بھی مختلف رنگوں اور مختلف عادات و اطوار والی ہے۔

(۲) جس طرح انسان کی جسمانی ساخت میں زمین کی مٹی کی تاثیر کا اثر ہے اسی طرح اس سے حاصل ہونے والی خوراک اور پھر اس کے حلال و حرام ذرائع اور جائز و ناجائز طریقے سے اس کا استعمال بھی آدمی کے اخلاق و کردار اور اعمال پر اثر انداز ہوتا ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ حلال و پاکیزہ کھائیں اور اسی سے اپنی اولاد کی پرورش کریں تاکہ ہم بری خصلتوں سے محفوظ رہ سکیں۔

2956: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي قَوْلِهِ ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾ (البقرہ: ٥٨) قَالَ ((دَخَلُوا مُتَزَحِّفِينَ عَلَى أَوْرَاكِهِمْ)). أَيْ مُنْحَرِفِينَ وَبِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلاً غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ﴾ (البقرہ: ٥٩) قَالَ ((قَالُوا حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ۔“ کی تفسیر میں فرمایا: ”وہ سرین کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے۔“ یعنی اللہ کے حکم سے انحراف کرتے ہوئے۔ اسی اسناد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”ظالموں نے اس بات کو جو کہ انہیں کہی گئی تھی بدل دیا“ کی تفسیر میں ہے: ”انہوں نے کہا: حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ کہا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبري في جامع البيان: ١٠١٩، ابن ابي حاتم في تفسيره: ٥٧٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٤٠٣، صحیح مسلم: ٣٠١٥، سنن نسائی کبریٰ: ١٠٩٨٩، ١٠٩٩٠، مسند احمد: ٨١١٠، صحيح ابن حبان: ٦٢٥١

فوائد الحدیث: (۱) یہودیوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تم ”بیت المقدس“ کی بستی میں عاجزی و انکساری کے اظہار کے لیے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور ساتھ ہی یہ کلمہ کہو ”حِطَّةٌ“ (اللہ تعالیٰ ہمیں بخش دے) تو میرا وعدہ ہے کہ میں تمہیں بخش دوں گا، لیکن انہوں نے دونوں

باتوں میں نافرمانی کی۔

ا۔ ایک تو وہ سجدہ کرنے کی بجائے اپنی سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے اکڑ اور تکبّر کی حالت میں داخل ہوئے۔

۲۔ اور دوسرا بخشش کا کلمہ کہنے کی بجائے کہنے لگے مسالتناحبة فی شعرة (کہ ہمارا سوال بالیوں میں گندم کا ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے ساتھ ساتھ مذاق اور استہزاء والا پہلو بھی اختیار کیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل فرمایا۔

(۲) آج بھی جو لوگ عقل کی بنیاد پر چالاکی اور ہشیاری کا ثبوت دیتے ہوئے نت نئے حیلوں، بہانوں سے حدود اللہ کو پامال کرتے ہیں انہیں یہود کے انجام بد کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی ان حرکتوں سے باز آجانا چاہیے۔ ورنہ یاد رکھیں۔ ان بطش ربك لشديد۔

2957: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ السَّمَّانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ فَلَمْ نَدْرِ أَيْنَ الْقِبْلَةُ فَصَلَّى كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا عَلَى حِيَالِهِ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا ذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَتْ ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ﴾ (البقرہ: ۱۱۵).

سیّدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک تاریک رات میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ہمیں پتا نہ چلا کہ قبلہ کس طرف ہے پس ہم میں سے ہر شخص نے اپنے خیال کے مطابق نماز پڑھی، جب صبح ہوگئی تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو یہ آیت نازل ہوئی: ”تم جدھر بھی پھرو گے وہیں اللہ کا چہرہ پاؤ گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَشْعَثَ السَّمَّانِ أَبِي الرَّبِيعِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ. وَأَشْعَثُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف اشعث السمان ابی ربیع کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، اشعث کو حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کہتے ہیں اس کی سند عاصم بن عبید اللہ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: اس کی تخریج حدیث ۳۴۵ کے تحت گزر چکی ہے۔

فوائد الحدیث: نماز کی ادائیگی کے لیے بیت اللہ کی طرف منہ کرنا لازمی ہے، اگر کوئی شخص جان بوجھ کر غیر قبلہ میں فرض نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز نہیں ہوتی، لیکن اگر کوئی آدمی کسی ایسی جگہ ہے یا رات کا اندھیرا ہے کہ اسے باوجود پوری کوشش کے قبلہ کی سمت معلوم نہیں ہو سکی اور کوئی بتانے والا بھی نہیں تو جس طرف اس کا دل مطمئن ہو جائے وہ اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے تو جائز ہے۔

2958: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ تَطَوُّعًا حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ وَهُوَ جَاءٍ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عُمَرَ هَذِهِ الآيَةَ ﴿وَلِلهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ﴾ (البقرہ: ۱۱۵) الآيَةَ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَفِي هَذَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ اپنی سواری پر نفل نماز پڑھ رہے تھے اس کا رخ جدھر بھی ہوتا، آپ ﷺ مکہ سے مدینہ کی طرف آرہے تھے۔ پھر سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی: ((وَلِلهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ)) ”مشرق و مغرب اللہ ہی کے لیے ہے۔“ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَيُرْوَى عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذِهِ الآيَةِ ﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ﴾ (البقرہ: ١١٥) قَالَ قَتَادَةُ هِيَ مَنْسُوخَةٌ نَسَخَهَا قَوْلُهُ ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ (البقرہ: ١٥٠) أَيْ تِلْقَاءَهُ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ.

قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس آیت: ((وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ...)) کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت منسوخ ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ)) نے اسے منسوخ کیا۔ یہی بات ہم کو محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب نے حدثنا یزید بن زریع عن سعید عن قتادہ کی سند سے بیان کی۔

وَيُرْوَى عَنْ مُجَاهِدٍ فِي هَذِهِ الآيَةِ ﴿أَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ﴾ (البقرہ: ١١٥) قَالَ فَثَمَّ قِبْلَةُ اللهِ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ النَّضْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ مُجَاهِدٍ بِهَذَا.

مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت: ((فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ)) کے بارے میں مروی ہے انہوں نے فرمایا: اس طرف ہی اللہ کا قبلہ ہے۔ ابو کریب محمد بن علاء نے ہمیں یہ بیان کیا کہ وکیع نے نضر بن عربی عن مجاہد کی سند سے اسے روایت کیا۔

حكم الحديث: (صحيح) بعض کہتے ہیں اس میں قتادہ کا قول "یہ آیت منسوخ ہے" اس کی سند ضعیف ہے۔

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ١٠٠٠، صحيح مسلم: ٧٠٠، سنن نسائی: ١/٢٤٤، ٢/٦١، مسند احمد: ٤٤٧٠، ٤٧١٤، صحيح ابن حبان: ٢٤٢١، ٢٥١٧

فوائد الحديث: (١) عام حالات میں سفر ہو یا حضر، نماز فرض ہو یا نفل، مسجد حرام (بیت اللہ) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ہی فرض ہے لیکن سفر کی حالت میں اگر کوئی شخص سواری پر نفل نماز پڑھنا چاہے اور قبلہ کی طرف منہ کرنا ممکن نہ ہو تو جائز ہے کہ وہ اپنے سفر کی سمت رخ کر کے نماز پڑھ لے۔

(٢) سواری پر صرف نفل نماز پڑھنے کی اجازت ہے، فرض نماز بغیر کسی اضطراری حالت کے سواری پر نہیں ہوتی خواہ وہ قبلہ رخ ہی کیوں نہ ہو۔

2959: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ صَلَّيْنَا خَلْفَ الْمَقَامِ فَنَزَلَتْ ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾. (البقرہ: ١٢٥)
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول ﷺ! کاش کہ ہم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھیں، تو یہ آیت: "مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔" نازل ہوئی۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه احمد في فضائل الصحابه: ٤٣٤، الطبري في تفسيره: ١/٥٣٤، درمنثور: ١/٢٧٦

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٤٠٢، صحيح مسلم: ٢٣٩٩، سنن ابن ماجه: ١٠٠٩، سنن نسائی كبریٰ: ١٠٩٩٨، مسند احمد: ١٥٧، صحيح ابن حبان: ٦٨٩٦

2960: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قُلْتُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَقَامِ

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ ﷺ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالیں، تو یہ آیت نازل ہوئی: "مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔"

إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾. (البقرہ: ۱۲۵)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ٤١، الدرامي: ١٨٤٩، البزار: ٢٢٠-٢٢١، والبيهقي: ٨٨/٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٠٢، صحیح مسلم: ٢٣٩٩، سنن ابن ماجه: ١٠٠٩، سنن نسائی کبریٰ: ١٠٩٩٨، مسند احمد: ١٥٧، صحیح ابن حبان: ٦٨٩٦

فوائد الحدیث: "مقام ابراہیم" وہ جگہ ہے جہاں وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تھی، اب اسے بیت اللہ کے صحن میں نصب کر دیا گیا ہے، جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے خواہ طواف نفل ہو یا فرض اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مقام ابراہیم کے سامنے طواف کی دو رکعت نماز ادا کرے یعنی اس انداز سے کھڑا ہو کہ بیت اللہ اور مقام ابراہیم دونوں اس کے سامنے ہوں اگر کسی مجبوری کی وجہ سے وہاں نہ پڑھ سکے تو پھر ساری مسجد حرام میں جہاں ممکن ہو وہیں ادا کرے۔

2961: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ (البقرہ: ۱۴۳) قَالَ ((عَدْلًا)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا)) کی تفسیر میں بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَسَطًا)) سے مراد عَدْلًا ہے۔ "انصاف کرنے والی"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يُدْعَى نُوحٌ فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ. فَيُدْعَى قَوْمُهُ فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ وَمَا أَتَانَا مِنْ أَحَدٍ. فَيَقُولُ مَنْ شُهُودُكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ.

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا تو کہا جائے گا: کیا تم نے اللہ کے احکام پہنچا دیے تھے؟ وہ کہیں گے: جی ہاں، پھر ان کی قوم کو بلایا جائے گا تو پوچھا جائے گا: کیا انہوں نے تم تک دین پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے: ہمارے پاس کوئی بھی ڈرانے / آگاہ کرنے والا نہیں آیا۔ پھر (نوح علیہ السلام سے) کہا جائے گا آپ کا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے: محمد (ﷺ) اور ان کی امت، پس تمہیں پیش کیا جائے گا تو تم گواہی دو گے کہ انہوں نے دین پہنچا دیا تھا۔ پس یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: "ہم نے اسی طرح تمہیں امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ہوں۔" وسط سے مراد عدل ہے۔

قَالَ فَيُؤْتَى بِكُمْ تَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ فَذَلِكَ قَوْلُ اللهِ ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ (البقرہ: ۱۴۳) وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَهُ.

محمد بن بشار نے ہمیں حدیث بیان کی: انہوں نے کہا جعفر بن عون نے اعمش سے اسی مانند ہمیں بیان کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٤٥٤/١١، عبد بن حميد: ٩١٣، ابو يعلى: ١١٧٣، والبغوي في التفسير: ١٢٣/١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٣٣٩، سنن ابن ماجه: ٤٢٨٤، سنن نسائی کبریٰ: ١١٠٠٦، ١١٠٠٧، مسند احمد: ١١٠٦٨، ١١٥٥٨، صحيح ابن حبان: ٦٤٧٧، ٧٢١٦

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۴۳ میں امت محمدیہ کی فضیلت اور اس کا سبب اور وجہ بیان فرمائی ہے، جس کی تفسیر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی کہ قیامت کے دن پہلے انبیاء کرام علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ کیا تم نے میرا پیغام اپنی اپنی امتوں کو پہنچا دیا، تو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام جواب دیں گے کہ ہاں ہم نے آپ کا پیغام پہنچا دیا تھا، لیکن سابقہ امتیں انکار کر دیں گی کہ ہمیں تو کسی نے اللہ کا پیغام دیا ہی نہیں اور نا ہی ہمارے پاس کوئی جہنم کے عذاب سے ڈرانے والا آیا ہے، تو اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام سے فرمائیں گے کہ آپ کا گواہ کون ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ، سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی امت، پھر اس امت کو بلایا جائے گا تو یہ انبیاء کرام کے حق میں گواہی دیں گے کہ اللہ پاک تیرے نبی سچ کہہ رہے ہیں اور ان کی قومیں جھوٹ بولتی ہیں۔ چنانچہ پھر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو بلایا جائے گا تو آپ ﷺ اپنی امت کے حق میں گواہی دیں گے کہ میری امت سچ کہہ رہی ہے، واقعی تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو پیغام پہنچا دیا۔

(۲) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شہادت اور گواہی کے لیے گواہ کا چشم دید اور موقعہ پر موجود ہونا ضروری ہے حالانکہ اس آیت مبارکہ اور حدیث رسول ﷺ سے اس نظریے کی تردید ہو رہی ہے کہ امت محمدیہ تو سابقہ امم کے ادوار میں موجود نہ تھی، یہ صرف قرآن مجید سے پڑھ کر شہادت دیں گے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اگر کسی معتبر ذرائع سے یقینی خبر مل جائے تو آدمی اس بات کی شہادت اور گواہی دے سکتا ہے۔ آج کتنے لوگ ہیں جو کلمہ شہادت اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله پڑھتے ہیں، لیکن ان میں سے کسی نے بھی نا تو اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اور نا ہی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے۔ لیکن گواہی دے رہے اگر ان کی گواہی بغیر دیکھے اور بغیر موقعے پر موجود ہوئے درست ہے تو پھر کسی دوسرے کی شہادت کے لیے اس کا حاضر و ناظر ہونا کیوں ضروری ہے؟ فافهم و تدبر

2962: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ (قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) (البقره: ١٤٤) فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَكَانَ يُحِبُّ ذَلِكَ، فَصَلَّى رَجُلٌ مَعَهُ الْعَصْرَ قَالَ: ثُمَّ مَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ: هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَّهُ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ، قَالَ: فَانْحَرَفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ.

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے سولہ یا سترہ ماہ نماز پڑھی، رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کا کعبہ کی طرف رخ کر دیا جائے، تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: "ہم آپ ﷺ کا چہرہ بار بار آسمان کی طرف اٹھتا دیکھ رہے ہیں، ہم آپ ﷺ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جو آپ ﷺ کو پسند ہے پس آپ ﷺ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر لیں۔" پس آپ ﷺ کا رخ کعبہ کی طرف کر دیا گیا اور آپ ﷺ اسے پسند کرتے تھے، پس ایک شخص نے آپ ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پھر وہ انصار کی ایک قوم کے پاس سے گزرا اور وہ عصر کی نماز کے

رکوع کی حالت میں تھے بیت المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے۔ تو اس نے کہا: وہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور ان کا رخ کعبہ کی طرف کر دیا گیا ہے، راوی نے بیان کیا، پس وہ (کعبہ کی طرف) مڑ گئے جبکہ وہ رکوع میں تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سفیان ثوری نے اسے ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح)

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٤٠، صحيح مسلم: ٥٢٥، سنن ابن ماجه: ١٠١٠، سنن نسائی: ٢٤٢/١۔ ٢٤٣، ٢٤٣، و ٦٠/٢۔٦١، مسند احمد: ١٨٤٩٦، صحيح ابن حبان: ١٧١٦

فوائد الحديث: (۱) رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ نے بیت المقدس کو قبلہ بنا لیا لیکن آپ ﷺ کی خواہش اور تمنا تھی کہ ہمارا قبلہ بیت اللہ ہونا چاہیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی کہ آپ کا قبلہ تبدیل کر دیا جائے گا۔ اس وجہ سے آپ ﷺ بار بار آسمان کی طرف دیکھتے کہ قبلے کی تبدیلی کا حکم کب آتا ہے؟

آپ ﷺ سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے پھر اللہ تعالیٰ کا حکم آیا تو آپ ﷺ نے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ آپ ﷺ کا ایک صحابی عصر کی نماز مسجد نبوی میں آپ ﷺ کی اقتدا میں ادا کر کے جب انصار کے محلے میں گیا تو وہاں ابھی نماز ہو رہی تھی اور انہیں ابھی تک تحویل قبلہ کی اطلاع نہیں ملی تھی جس کی وجہ سے وہ بیت المقدس کی طرف ہی منہ کیے نماز پڑھ رہے تھے۔ تو اس صحابی نے وہاں اعلان کیا کہ قبلہ تبدیل ہو چکا ہے اس وقت وہ لوگ نماز میں رکوع کی حالت میں تھے تو انہوں نے اسی حالت میں اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا۔ اس وجہ سے اس مسجد کو مسجد قبلتین بھی کہا جاتا ہے کہ یہ وہ مسجد ہے جس میں ایک نماز دو قبلوں بیت اللہ اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی۔

(۲) اس حدیث سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کمال اطاعت و فرمانبرداری کا ثبوت ملتا ہے کہ جبھی انہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ پہنچی تو وہ فوری اس پر عمل پیرا ہو گئے، انہوں نے پہلی حالت میں رکوع بھی مکمل کرنا گوارہ نہیں کیا۔ رضی اللہ عنهم ورضوا عنه

ہمیں بھی چاہیے کہ جب بھی ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا کوئی حکم معلوم ہو تو فوراً اس پر عمل کریں، برادری کے رسم و رواج، علاقے کی ثقافت اور اپنے فرقے کی تقلید کی وجہ سے قرآن و حدیث کو نہ چھوڑیں۔

(۳) اس حدیث سے "خبر واحد" کے حجت ہونے کی دلیل بھی ملتی ہے کہ ایک آدمی کے اطلاع دینے سے ہی تمام نمازیوں نے فوراً تسلیم کر لیا۔

2963: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانُوا رُكُوعًا فِي

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ نماز فجر میں حالت رکوع میں تھے۔

صَلَاةِ الْفَجْرِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَعُمَارَةَ بْنِ أَوْسٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس باب میں سیّدنا عمرو بن عوف مزنی، ابن عمر، عمارہ بن اوس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٢٩٠
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٠٣، صحیح مسلم: ٥٢٦، سنن نسائی: ٢٤٤/١-٢٤٥، و ٢/٦١، مسند احمد: ٤٦٤٢، صحیح ابن حبان: ١٧١٥

فوائد الحدیث: تحویل قبلہ کی خبر مدینہ منورہ میں انصار کے محلے میں تو عصر کی نماز کے وقت پہنچ گئی لیکن قباء میں یہ اطلاع فجر کی نماز میں ملی اور یہاں بھی واقعہ اسی طرح پیش آیا جو مسجد قبلتین میں آیا تھا کہ، بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جا رہی ہے اور اتفاق ہے کہ لوگ رکوع کی حالت میں تھے کہ ایک آدمی اہل قباء میں سے جو رات مسجد نبوی میں بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ چکا تھا، فجر کے وقت مسجد قباء میں قبلہ کی تبدیلی کی خبر دیتا ہے تو لوگ رکوع کی حالت میں ہی اپنا قبلہ تبدیل کر لیتے ہیں۔

2964: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَأَبُو عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا وُجِّهَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْكَعْبَةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ بِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يُصَلُّونَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَأَنْزَلَ اللهُ (وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ) (البقرہ: ١٤٣) الآيَةَ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب نبی ﷺ کا رخ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا تو انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہمارے ان بھائیوں کا کیا حال / معاملہ ہو گا جو وفات پا گئے جبکہ وہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھتے رہے؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اللہ ایسا نہیں ہے کہ وہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے۔''
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح لغیرہ) التعلیقات الحسان: ١٧١٤، الدارمي: ١٢٣٨، الطبراني في الكبير: ١٧٢٩، الحاكم: ٢٦٩/٢
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٦٨٠، مسند احمد: ٢٦٩١، صحیح ابن حبان: ١٧١٧، صحیح بخاری: ٤٠

فوائد الحدیث: (١) رسول اللہ ﷺ ہجرت کے بعد مدینہ منور میں سولہ، سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، اس دوران جو مسلمان فوت ہو گئے، تحویل قبلہ کے بعد بعض احباب کے دل میں ان کے متعلق تشویش ہوئی کہ ان کی نمازوں کا کیا بنے گا، تو اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ١٤٣ میں حکم نازل فرمایا:
وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ''کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نمازوں کو ضائع نہیں کرے گا''۔
کیونکہ جو نمازیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی تھیں۔
(٢) اس آیت میں نماز کو ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ بے نماز آدمی میں ایمان نہیں ہے۔
رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک بھی ہے بين العبد وبين الكفر ترك الصلوٰة (ابو داؤد ص ٢/٢٩٥ باب فی رد الارجاء) ''بندے اور کفر کے درمیان صرف نماز کا چھوڑنا ہے''

2965: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا أَرَى عَلَى أَحَدٍ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ شَيْئًا وَمَا أُبَالِي أَنْ لَا أَطَّوَّفَ بَيْنَهُمَا. فَقَالَتْ بِئْسَمَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي طَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَطَافَ الْمُسْلِمُونَ وَإِنَّمَا كَانَ مَنْ أَهَلَّ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ (فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا) (البقرہ: ۱۵۸) وَلَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ لَكَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا.

عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میں صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرنے والے شخص پر کوئی گناہ نہیں سمجھتا اور اگر میں بھی ان دونوں کے درمیان سعی نہ کروں تو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں، انہوں نے فرمایا: بھانجے! تم نے بری بات کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے طواف کیا ہے اور مُسلمانوں نے بھی، یہ تو اس شخص کے لیے تھا کہ جس نے مشلّل کے مقام پر نصب منات بت کے لیے احرام باندھا وہ لوگ صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہیں کرتے تھے، تب اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''جو بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کے درمیان سعی کرے۔'' اگر مسئلہ ویسے ہوتا جیسے تم کہتے ہو تو پھر آیت اس طرح ہوتی: اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کے درمیان سعی نہ کرے۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَأَعْجَبَهُ ذَلِكَ وَقَالَ إِنَّ هٰذَا لَعِلْمٌ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالاً مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ إِنَّمَا كَانَ مَنْ لَا يَطَّوَّفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مِنَ الْعَرَبِ يَقُولُونَ إِنَّ طَوَافَنَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْحَجَرَيْنِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَقَالَ آخَرُونَ مِنَ الأَنْصَارِ إِنَّمَا أُمِرْنَا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ نُؤْمَرْ بِهِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى (إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ) (البقرہ: ۱۵۸) قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: فَأُرَاهَا قَدْ نَزَلَتْ فِي هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ.

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث سے اس کا ذکر کیا تو اس نے انہیں خوش کر دیا اور انہوں نے فرمایا: یہ علم ہے۔ میں نے کئی اہل علم حضرات سے سنا وہ کہتے تھے، عرب میں سے جو صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو وہ کہتے: ان دونوں پتھروں (صفا و مروہ) کے درمیان ہماری سعی جاہلیت کا طریق و امر تھا، انصار میں سے دوسرے حضرات نے کہا: ہمیں بیت اللہ کا طواف کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ہمیں صفا و مروہ کی سعی کا حکم نہیں دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ((إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ))۔ ''بے شک صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کے شعائر/نشانیوں میں سے ہیں'' ابو بکر ابن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ آیت ان اور ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ١٣١٦، الحميدي: ٢١٩، ابن خزيمه: ٢٧٦٦، الطبراني في الاوسط: ٥٠٤٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٦٤٣، صحیح مسلم: ١٢٧٧، سنن ابو داود: ١٩٠١، سنن ابن ماجه: ٢٩٨٦، سنن

نسائی: ۵/۲۳۷، ۲۳۸، مسند احمد: ۲۵۱۱۲، صحیح ابن حبان: ۳۸۳۹

فوائد الحدیث: (۱) زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگ "منات" بت کے لیے تلبیہ پکارتے تھے جو کہ "مُشلَّل" مقام پر نصب تھا پھر مکہ مکرمہ آکر بیت اللہ کا طواف کرتے لیکن صفا مروہ کی سعی نہیں کرتے تھے بلکہ اسے گناہ سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ ۚ۔ (البقرہ:۱۵۸)

(۲) بعض لوگوں کا خیال تھا کہ صفا مروہ کی سعی ضروری نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو صرف بیت اللہ کے طواف کا حکم فرمایا ہے صفا مروہ کی سعی کا نہیں، جیسا کہ حدیث الباب میں حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوال سے واضح ہے۔ لیکن ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس خیال کی تردید فرمائی کہ قرآن مجید کے الفاظ کا یہ مفہوم نہیں جو آپ سمجھتے ہیں۔

(۳) ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صفا مروہ کی سعی کے فرض ہونے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی سُنت اور مُسلمانوں (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے عمل کو بطور حجّت پیش کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ حدیث رسول اللہ ﷺ حجّت ہے اور حدیث سے مسئلہ کی فرضیت بھی ثابت ہوتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

2966: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ كُنَّا نَرَى أَنَّهُمَا مِنْ شَعَائِرِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ أَمْسَكْنَا عَنْهُمَا فَأَنْزَلَ اللهُ (إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا) قَالَ هُمَا تَطَوُّعٌ (وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ) (البقرہ: ۱۵۸).

عاصم الاحول رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صفا اور مروہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: وہ دونوں دور جاہلیت کے شعائر میں سے تھیں، جب اسلام آیا تو ہم ان سے رک گئے، تب اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، پس جو بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کی سعی کرے۔" انہوں نے فرمایا: وہ دونوں تطوع ہیں، "پس جو خوشی سے نیکی کا کام کرے تو اللہ قدر دان جاننے والا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبد بن حميد: ۱۲۲۶، ابن خزيمه: ۲۷۶۸، الحاكم: ۲/۲۷۰، والبيهقي: ۵/۹۷

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۶۴۸، صحیح مسلم: ۱۲۷۸، سنن نسائی کبریٰ: ۳۹۵۹، شرح مشکل الآثار: ۳۹۳۹

فوائد الحدیث: جاہلیت کے دور میں مشرکین نے ایک بت صفا پہاڑی پر رکھا تھا جس کا نام "اساف" تھا اور ایک بت مروہ پہاڑی پر رکھا تھا جس کا نام "نائلہ" تھا، اور وہ سعی کے دوران ان کا استلام کرتے (بوسہ لیتے) تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تو ان کے دل میں خیال آیا کہ یہ صفا، مروہ کی سعی تو زمانہ جاہلیت کی یادگار ہے جو کہ ان بتوں کے احترام میں کی جاتی تھی۔ اب ہم مُسلمان ہوگئے ہیں، لہٰذا اب تو ہمیں یہ کام نہیں کرنا چاہیے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں حج اور عمرہ کرنے والوں کے لیے ان کا طواف (سعی) کرنے میں کوئی گناہ نہیں"۔

2967: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جس

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا فَقَرَأَ (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى) (البقرہ: ۱۲۵) فَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ ثُمَّ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ ((نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ)). وَقَرَأَ (إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ).

وقت مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بیت اللہ کے سات چکر لگا کر طواف کیا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی تو میں نے سنا: "مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ۔" تو آپ ﷺ نے مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر حجر اسود کے پاس آئے اس کا استلام کیا، پھر فرمایا: "ہم وہیں سے ابتدا کریں گے جس سے اللہ نے ابتدا فرمائی: "صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٢١٨، سنن ابو داود: ٩٠٥ و ١٩٠٩ و ٣٩٦٩ ، سنن ابن ماجه: ٨: ١٠، و ٢٩٥١ و ٢٩٦٠، و ٣٠٧٤، سنن نسائی: ٥/٢٢٨-٢٢٩ و ٢٣٠ و ٢٣٦ و ٢٤٠-٢٤١، مسند احمد : ١٤٤٤٠، و ١٤٦٦٠، و ١٥٢٤٣ و صحيح ابن حبان: ٣٩٤٣ و ٣٩٤٤ و ٦٣٢٢

فوائد الحدیث: (۱) بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد "مقام ابراہیم" پر دو رکعت نماز ادا کرنا ہوگی۔

(۲) صفا، مروہ کی سعی، صفا پہاڑی سے شروع کی جائے گی۔

2968: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ بْنِ يُونُسَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الإِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلَا يَوْمَهُ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الأَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَهُ الإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكِ طَعَامٌ قَالَتْ لَا وَلَكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ. وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ وَجَاءَتْهُ امْرَأَتُهُ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ خَيْبَةً لَكَ. فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ) (البقرہ: ۱۸۷) فَفَرِحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا (وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ) (البقرہ: ۱۸۷).

سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے اصحاب کا معمول تھا کہ جب آدمی روزہ رکھتا اور افطار کا وقت ہو جاتا لیکن وہ افطار سے پہلے سو جاتا تو پھر وہ اس رات کو کچھ کھاتا نہ دن کو حتیٰ کہ شام ہو جاتی، قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ روزہ کی حالت میں تھے جب افطار کا وقت ہوا تو وہ اپنی اہلیہ کے پاس آئے اور فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی کھانا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، لیکن میں جا کر تمہارے لیے تلاش کرتی ہوں۔ یہ ان کے کام کاج کا دن تھا۔ پس وہ (تھکاوٹ کی وجہ سے) سو گئے ان کی اہلیہ آئی اور جب اس نے انہیں دیکھا تو کہا: تمہارا نقصان ہو، جب دوپہر کا وقت ہوا تو وہ بے ہوش ہو گئے، نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی: "تمہارے لیے روزے کی رات اپنی بیویوں سے تعلق زن و شو قائم کرنا حلال کر دیا گیا ہے۔" پس وہ اس سے بہت زیادہ خوش ہوئے، اور "کھاؤ پیو حتیٰ کہ تمہارے لیے سفید دھاگہ کالے دھاگے سے واضح ہو جائے یعنی فجر۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابی داؤد: ٢٠٣٤، اخرجه الدارمی: ١٧٠٠، ابن خزيمه: ١٩٠٤، البيهقي: ٢٠١/٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩١٥، سنن ابو داود: ٢٣١٤، سنن نسائی: ١٤٧/٤، مسند احمد: ١٨٦١١، صحیح ابن حبان: ٣٤٦٠، ٣٤٦١

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے جب رمضان المبارک کے روزے فرض کیے تو شروع میں روزہ افطار کرنے کے بعد جاگتے رہنے تک کھانے پینے اور بیویوں سے جماع کی اجازت تھی اگر کوئی سو جاتا تو اس کا روزہ شروع ہو جاتا اور وہ اگلے دن افطاری تک کچھ بھی کھا پی نہیں سکتا تھا۔ بعد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مشقت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے تخفیف فرمادی اور صبح فجر تک کھانے پینے اور جماع کی اجازت دے دی اگرچہ درمیان میں آدمی سو ہی کیوں نہ گیا ہو۔

(۲) "الخیط الابیض" سے مراد صبح صادق یعنی فجر کا وقت مراد ہے۔ "الخیط الاسود" سے مراد صبح کاذب ہے۔

(۳) جس صحابی کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا اس کا نام سیّدنا قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ تھا۔

2969: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ ذَرٍّ عَنْ يُسَيْعٍ الْكِنْدِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ) (غافر: ٦٠) قَالَ ((الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)). وَقَرَأَ (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ) إِلَى قَوْلِهِ (دَاخِرِينَ) (غافر: ٦٠).

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: "تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔" فرمایا: "دعا عبادت ہے،" اور یہ آیت پڑھی: "تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٧١٤، الحاكم: ٤٩١/١، المزي في تهذيب الكمال: ٣٠٧/٣٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤٧٩، سنن ابن ماجه: ٣٨٢٨، سنن نسائی کبریٰ: ١١٤٦٤، مسند احمد: ١٨٣٥٢، صحیح ابن حبان: ٨٩٠

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ (الذاریات: ٥٦)

جس طرح نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، حج و عمرہ کرنا اور روزہ رکھنا عبادت ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ سے مانگنا اور دعا کرنا بھی عبادت ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: الدعاء هو العبادة "کہ دعا ہی عبادت ہے"۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے الدعا مخ العبادة (ترمذی ص ۲/۱۷۳، ابواب الدعوات) "دعا عبادت کا مغز ہے"۔ لہٰذا باقی عبادات کی طرح یہ عبادت بھی خالص اللہ تعالیٰ ہی کی کرنی چاہیے کہ اپنی ضرورتوں کا سوال اسی ذات باری تعالیٰ سے کریں اور نقصانات سے بچنے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کو ہی پکاریں۔ اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ کہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی فقیر اور محتاج ہے اور وہ ذات غنی اور بادشاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللهِ ۖ وَاللهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿١٥﴾ (فاطر: ١٥)

"اے لوگو! تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو، اور وہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تعریف کیا گیا ہے"۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اسے پکارنے والا جب بھی پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ نا صرف کہ اس کی دعا کو سن لیتے ہیں بلکہ قبول بھی فرماتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (البقرہ:۱۸۶) "میں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے"۔ لیکن کچھ اوقات ایسے ہیں جو قبولیت کے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ دعاؤں کو جلد قبول فرماتے ہیں۔ مثلاً اذان اور اقامت کے دوران کا وقت، افطاری کے وقت، فرض نماز کے بعد کا وقت وغیرہ ان اوقات میں زیادہ سے زیادہ دعا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنے عقائد و اعمال کو بھی درست کریں اور رزق حلال کا اہتمام کریں۔

(۳) اجتماعی دعا کی بڑی اہمیت ہے، رسول اللہ ﷺ نے عیدین کے موقعہ پر خواتین کو بھی عیدہ گاہ میں حاضر ہو کر عید کی نماز پڑھنے کا حکم دیا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا جن کے پاس چادر نہ ہو وہ اپنی ہمسائی اور سہیلی سے چادر لے کر عید گاہ ضرور آئیں۔ بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جن عورتوں نے نماز نہیں پڑھنی وہ بھی عید گاہ جائیں، نماز نہ پڑھیں لیکن مسلمانوں کی خیر / بھلائی (عید، خطبہ) اور دعا میں شریک ہوں۔

سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: امرنا رسول اللہ ﷺ ان نخرجهن فی الفطر والاضحی العواتق والحیض وذوات الخدور فاما الحیض فیعتزلن الصلوٰة ویشهدن الخیر ودعوة المسلمین قلت یا رسول الله احدانا لا یکون لها جلباب قال لتلبسها اختها من جلبابها (صحیح مسلم ص ۱/۲۹۱) اس لیے اگر کبھی نماز کے بعد اجتماعی دعا ہو تو اس میں شریک ہو جانا چاہیے، لیکن دعا کو نماز کا حصہ نہیں سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعض لوگوں کا طریقہ ہے کہ جب تک دعا نہ ہو وہ اپنی جگہ سے اٹھتے نہیں، ان کا خیال ہوتا ہے کہ ابھی ہم نماز سے فارغ نہیں ہوئے، یا کبھی دعا نہ کی جائے تو ناراض ہو جاتے ہیں۔ ایسا کرنا کسی صورت بھی درست اور جائز نہیں۔ جب آدمی نماز سے سلام پھیر لیتا ہے تو وہ نماز سے فارغ ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحریمها التکبیر وتحلیلها التسلیم (ترمذی ص ۱/۶)

2970: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَخْبَرَنَا عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ (حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ) (البقرہ: ۱۸۷) قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّمَا ذَاكَ بَيَاضُ النَّهَارِ مِنْ سَوَادِ اللَّيْلِ)).

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت: "حتیٰ کہ تمہارے لیے سفید دھاگہ کالے دھاگے سے واضح ہو جائے فجر سے۔" نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: "اس سے مراد رات کی تاریکی سے دن کی سفیدی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ.

احمد بن منیع نے ہمیں بیان کیا، انہوں نے کہا ہشیم نے ہمیں بیان کیا کہ مجالد نے شعبی عن عدی بن حاتم کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابي داؤد: ۲۰۳٤، اخرجه الحمیدي: ۹۱٦، ابن ابي شیبة: ۲۸/۳، الدارمي: ۱۷۰۱

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۹۱٦، صحیح مسلم: ۱۰۹۰، سنن ابو داود: ۲۳٤۹، سنن نسائی: ٤/۱٤۸، مسند احمد: ۱۹۳۷۰، صحیح ابن حبان: ۳٤٦۲

2971: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُجَالِدٍ

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ

عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فَقَالَ (حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ) (البقرہ: ۱۸۷) قَالَ فَأَخَذْتُ عِقَالَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْيَضُ وَالآخَرُ أَسْوَدُ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِمَا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ سُفْيَانُ قَالَ ((إِنَّمَا هُوَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ)).

سے روزے کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "حتیٰ کہ تمہارے لیے سفید دھاگہ کالے دھاگے سے واضح ہو جائے۔" انہوں نے کہا: پس میں نے دو رسیاں لے لیں ان میں سے ایک سفید اور دوسری کالی، اور میں ان کی طرف دیکھنے لگا، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "وہ تورات اور دن مراد ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔ اخرجه ابن خزيمه: ۱۹۲۵، الطحاوي شرح المعاني: ۵۳/۲

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۹۱۶، صحیح مسلم: ۱۰۹۰، سنن ابو داود: ۲۳۴۹، سنن نسائی: ۱۴۸/۴، مسند احمد: ۱۹۳۷۰، صحیح ابن حبان: ۳۴۶۲

فوائد الحدیث: (۱) "الخیط الابیض" سے مراد دن کی سفیدی ہے۔ (یعنی صبح صادق) اور "الخیط الاسود" کا مطلب رات کا اندھیرا ہے۔ (یعنی صبح کاذب)

(۲) یہ حدیث دلیل ہے کہ قرآن مجید کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا، ورنہ سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ تو عربی جانتے اور اس کے ماہر تھے کہ ان کی مادری زبان تھی۔ مگر افسوس کہ آج چودہ سو سال بعد کے "عجمی" حدیث رسول ﷺ کا انکار کرتے ہوئے فقط عربی گرائمر کی بنیاد پر قرآن مجید کی تفہیم کے دعوے دار ہیں۔ ضلوا فاضلوا۔

2972: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ التُّجِيبِيِّ قَالَ: كُنَّا بِمَدِينَةِ الرُّومِ فَأَخْرَجُوا إِلَيْنَا صَفًّا عَظِيمًا مِنَ الرُّومِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِثْلُهُمْ أَوْ أَكْثَرُ وَعَلَى أَهْلِ مِصْرَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ وَعَلَى الْجَمَاعَةِ فَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ فَحَمَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى صَفِّ الرُّومِ حَتَّى دَخَلَ فِيهِمْ فَصَاحَ النَّاسُ وَقَالُوا سُبْحَانَ اللهِ يُلْقِي بِيَدَيْهِ إِلَى التَّهْلُكَةِ.

اسلم ابی عمران تجیبی نے بیان کیا کہ ہم روم کے شہر میں تھے انہوں نے روم سے ہماری طرف ایک بڑی صف / جماعت، لشکر نکالی تو مسلمانوں کی طرف سے بھی ان کے مثل یا ان سے زیادہ لوگ نکلے، مصر پر عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ حکمران تھے جبکہ اس جماعت / لشکر کے فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ امیر تھے، پس مسلمانوں میں سے ایک شخص نے رومیوں کی صف پر حملہ کیا حتیٰ کہ وہ ان میں گھس گیا تو لوگ پکار اٹھے اور کہا: سبحان اللہ! یہ تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے۔

فَقَامَ أَبُو أَيُّوبَ الأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَتَأَوَّلُونَ هَذِهِ الآيَةَ هَذَا التَّأْوِيلَ، وَإِنَّمَا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فِينَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ لَمَّا أَعَزَّ اللهُ الإِسْلَامَ وَكَثَّرَ نَاصِرُوهُ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ سِرًّا دُونَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِنَّ

تو ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! تم اس آیت کی یہ تاویل کرتے ہو، یہ آیت تو ہم انصار کی جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جب اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا اور اس کے معاونین و انصار کی تعداد زیادہ ہو گئی۔ تو ہم میں سے بعض نے رسول اللہ

أَمْوَالَنَا قَدْ ضَاعَتْ وَإِنَّ اللهَ قَدْ أَعَزَّ الإِسْلَامَ وَكَثَّرَ نَاصِرُوهُ فَلَوْ أَقَمْنَا فِي أَمْوَالِنَا فَأَصْلَحْنَا مَا ضَاعَ مِنْهَا. فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْنَا مَا قُلْنَا (وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ) (البقرہ: ۱۹۰) فَكَانَتِ التَّهْلُكَةُ الإِقَامَةَ عَلَى الأَمْوَالِ وَإِصْلَاحِهَا وَتَرْكُنَا الْغَزْوَ. فَمَا زَالَ أَبُو أَيُّوبَ شَاخِصًا فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى دُفِنَ بِأَرْضِ الرُّومِ.

ﷺ سے مخفی رکھتے ہوئے کہا: ہمارے اموال ضائع / خرچ ہوگئے، اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا اور اس کے معاون و ناصر زیادہ ہوگئے کیوں نہ اب ہم اپنے اموال کا خیال کریں اور ان میں سے جو ضائع ہوگیا ہے اس کی اصلاح کر لیں، تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے قول کا جواب دیتے ہوئے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: ''اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔'' پس اس ہلاکت سے مراد اموال کا خیال کرنا اور ان کی اصلاح کرنا اور جہاد چھوڑ دینا ہے۔ تو، ابو ایوب رضی اللہ عنہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتے رہے حتیٰ کہ سرزمین روم میں دفن ہوئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٣، اخرجه الطبراني في الكبير: ٤٠٦٠، الحاكم: ٨٤/٣، البيهقي: ٤٥/٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٥١٢، سنن نسائی کبریٰ: ١١٠٢٩، صحيح ابن حبان: ٤٧١١

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے جہاد میں اسلام اور مسلمانوں کی عزت رکھی ہے اس لیے اپنی جان، مال سے جیسی ضرورت ہو اور جو بھی جس حد تک ممکن ہو آدمی کو جہاد فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے قربانی دینے میں پیش پیش رہنا چاہیے۔

(۲) جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ کر اپنے دنیاوی کاموں، کاروبار وغیرہ میں ہی مصروف ہو جانا ہلاکت کا باعث ہے، دنیا میں بھی مال و دولت، عزت و آبرو حتیٰ کہ جان کی تباہی بھی ہے اور آخرت میں بھی اجر سے محرومی اور سزا کا حق دار ہونا ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

2973: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مُغِيرَةُ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَفِيَّ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ وَإِيَّايَ عُنِيَ بِهَا ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ (البقرہ: ١٩٦) قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُونَ وَكَانَتْ لِي وَفْرَةٌ فَجَعَلَتِ الْهَوَامُّ تَسَاقَطُ عَلَى وَجْهِي فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((كَأَنَّ هَوَامَّ رَأْسِكَ تُؤْذِيكَ)). قَالَ قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ ((فَاحْلِقْ)). وَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ.

قَالَ مُجَاهِدٌ الصِّيَامُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَالطَّعَامُ سِتَّةُ مَسَاكِينَ وَالنُّسُكُ شَاةٌ فَصَاعِدًا.

سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ آیت: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ ''تم میں سے جو مریض ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو روزے، یا صدقے یا قربانی (دم) سے اس کا فدیہ دینا ہے۔'' میرے بارے میں نازل ہوئی اور میں ہی اس سے مراد ہوں۔ انہوں نے کہا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام تھے اور ہم نے احرام باندھے ہوئے تھے، مشرکوں نے ہمیں روک رکھا تھا، میرے بال کانوں کی لو تک تھے، جوئیں میرے چہرے پر گر رہی تھیں۔ نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے تو مجھے فرمایا: ''گویا کہ تمہارے سر کی جوئیں تمہیں

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ ذَلِكَ.

تکلیف پہنچا رہی ہیں؟" میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: "سر منڈوالو۔" اور یہ آیت نازل ہوئی۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: روزے تین دن، کھانا: چھ مساکین کا، اور قربانی: ایک بکری اور اس سے زیادہ۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سَوَّارٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْقِلٍ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ ذَلِكَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الأَصْبَهَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْقِلٍ أَيْضًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند (حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سَوَّارٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْقِلٍ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ) سے اس حدیث کو نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا اور کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عبدالرحمٰن بن اصبہانی نے بھی عبداللہ بن معقل سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطبري في تفسيره: ٢/٢٣١، صحيح الترمذي: ٢٣٨٤، تحفة الاشراف: ١١٢٣٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٨١٤، صحیح مسلم: ١٢٠١، سنن ابو داود: ١٨٥٦۔ ١٨٦١، سنن نسائی: ١٩٤/٥۔١٩٥، و ١٩٥، مسند احمد: ١٨١٠١، صحیح ابن حبان: ٣٩٧٨۔

2974: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ أَتَى عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَالْقَمْلُ تَتَنَاثَرُ عَلَى جَبْهَتِي أَوْ قَالَ حَاجِبِي فَقَالَ ((أَتُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ)). قَالَ قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ ((فَاحْلِقْ رَأْسَكَ وَانْسُكْ نَسِيكَةً أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ)). قَالَ أَيُّوبُ لَا أَدْرِي بِأَيَّتِهِنَّ بَدَأَ.

سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہا تھا اور جوئیں میرے رخساروں پر گر رہی تھیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہاری جوئیں تمہیں تکلیف پہنچا رہی ہیں؟" میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنا سر منڈوالے اور جانور ذبح کر یا تین دن روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔" ایوب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے (تینوں میں سے) کس چیز سے شروع فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

فوائد الحدیث: احرام کی پابندیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ محرم (احرام والا) سر نہیں منڈوائے گا، اگر کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے مجبوری ہو تو سر منڈوا سکتا ہے لیکن ایک بکری یا تین دن کے روزے رکھنا یا پھر چھ مساکین کو کھانا کھلانے کی صورت میں فدیہ دینا ہوگا، ان تینوں صورتوں میں اختیار ہے جو بھی ایک اپنا لی جائے تو فدیہ ادا ہو جائے گا۔

2975: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

عبدالرحمٰن بن یعمر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْحَجُّ عَرَفَاتٌ، الْحَجُّ عَرَفَاتٌ، أَيَّامُ مِنًى ثَلَاثٌ (فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ) (البقرہ: ٢٠٣) وَمَنْ أَدْرَكَ عَرَفَةَ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ)).

فرمایا: ”حج (وقوف) عرفات ہے، حج (وقوف) عرفات ہے، حج (وقوف) عرفات ہے۔ ایام منی تین ہیں۔ ”پس جو دو دنوں میں جلدی کر لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔“ جو شخص فجر طلوع ہونے سے پہلے پہلے عرفات پہنچ جائے تو اس نے حج پالیا۔“

قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَهٰذَا أَجْوَدُ حَدِيثٍ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ.

سیّدنا ابن ابی عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے کہا: ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ یہ حدیث بہترین حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعبہ نے اسے بکیر بن عطاء کے حوالے سے روایت کیا ہے اور ہم اسے صرف بکیر بن عطاء کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۸۸۹۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٩٤٩، سنن ابن ماجه: ٣٠١٥، سنن نسائی: ٢٦٤/٥_٢٦٥، مسند احمد : ١٨٧٧٣ صحيح ابن حبان: ٣٨٩٢

فوائد الحدیث: (۱) جو شخص بھی مناسک حج ادا کر رہا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ۹ ذوالحجہ کو زوال شمس سے غروب آفتاب تک عرفات کے میدان میں وقوف کرے، اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر کی وجہ سے لیٹ ہو جائے تو اسے اجازت ہے کہ وہ رات کے کسی وقت بھی عرفات میں وقوف کر کے ۱۰ ذوالحجہ کی فجر مزدلفہ میں ادا کرے تو اس کا حج ہو جائے گا، لیکن اگر کوئی آدمی یہ بھی نہیں کر سکا تو پھر اس کا حج نہیں ہو گا۔

(۲) حج کرنے والا یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کے بعد، ایام تشریق (گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ) منیٰ میں گزارے گا لیکن اگر کوئی شخص جلدی واپس آنا چاہے تو اسے اجازت ہے کہ وہ دو دن (۱۱۔ ۱۲ ذی الحجہ) منیٰ میں گزارے اور ۱۳ ذی الحجہ کی کنکریاں ۱۲ ذی الحجہ کو مار کر واپسی آجائے، اور ۱۳ ذی الحجہ کا دن منیٰ میں نہ گزارے۔ لیکن اگر تینوں دن ٹھہرے اور تیرہ تاریخ کی رمی کر کے واپس آئے تو زیادہ بہتر ہے۔

2976: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انتہائی جھگڑالو شخص اللہ کے نزدیک انتہائی ناپسندیدہ ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ٢٧٣، البيهقي: ١٠٨/١٠، في الاسماء والصفات: ٢٦٤/٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤٥٧، ٤٥٢٣، ٧١٨٨، صحیح مسلم: ٢٦٦٨، سنن نسائی: ٢٤٧/٨، مسند احمد: ٢٤٢٧٧، صحیح ابن حبان: ٥٦٩٧

فوائد الحدیث: (۱) سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۰۴ تا ۲۰۶ میں منافقین کی چند نشانیاں بیان کی گئی ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ وھو الدا الخصام ”اور وہ سخت جھگڑالو ہے“ بعض تفاسیر میں مفسرین نے اس آیت کا نزول اخنس بن شریق کے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ ایک منافق

آدمی تھا، بڑا باتونی اور فصاحت و بلاغت سے گفتگو کرنے والا کہ جو سنتا وہ اس سے متاثر ہوتا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قسمیں اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کو اپنے مسلمان ہونے اور مسلمانوں کے ہمدرد و خیر خواہ ہونے کا یقین دلاتا رہا، رسول اللہ ﷺ کو اس کی باتیں بڑی اچھی محسوس ہوئیں لیکن جب وہ آپ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر گیا تو تو اس نے کھیتوں میں پکی ہوئی تیار فصلیں جلا دیں اور جانوروں کو ہلاک کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو یہ آیات نازل فرما کر اس کی حقیقت اور اصلیت سے آگاہ فرما کر اس قسم کے لوگوں سے محتاط رہنے کی تلقین فرمائی۔

(۲) آج بھی اکثر وہ لوگ جو خوشامدی، چاپلوس اور کاسہ لیس قسم کے ہوتے ہیں وہ مخلص نہیں ہوتے بلکہ صرف اپنے مفادات کی خاطر منافقت کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

(۳) حدیث الباب میں بھی رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے شخص کے ناپسندیدہ ہونے کو بیان فرمایا ہے۔

2977: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتِ الْيَهُودُ إِذَا حَاضَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُمْ لَمْ يُوَاكِلُوهَا وَلَمْ يُشَارِبُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهَا فِي الْبُيُوتِ فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى (يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى) (البقرہ: ۲۲۲) فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُوَاكِلُوهُنَّ وَيُشَارِبُوهُنَّ وَأَنْ يَكُونُوا مَعَهُنَّ فِي الْبُيُوتِ وَأَنْ يَفْعَلُوا كُلَّ شَيْءٍ مَا خَلَا النِّكَاحَ فَقَالَتِ الْيَهُودُ مَا يُرِيدُ أَنْ يَدَعَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِنَا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہود کا یہ دستور تھا کہ جب ان میں سے عورت حالت حیض میں ہوتی تو وہ اس کے ساتھ کھانا پینا اور گھر میں مل جل کر رہنا ترک کر دیتے تھے، نبی ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "وہ آپ ﷺ سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دیں کہ وہ تکلیف ہے۔" تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ ان کے ساتھ کھائیں پئیں اور گھروں میں ان کے ساتھ رہیں اور نکاح (جماع) کے علاوہ ہر چیز (میل ملاپ، بوس و کنار وغیرہ) کریں۔ یہودیوں نے کہا: یہ شخص (رسول اللہ ﷺ) ہمارے دین کی ہر چیز میں ہماری مخالفت ہی کرتا ہے۔

قَالَ فَجَاءَ عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ وَأُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَاهُ بِذَلِكَ وَقَالَا يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا نَنْكِحُهُنَّ فِي الْمَحِيضِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ غَضِبَ عَلَيْهِمَا، فَقَامَا فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي آثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَلِمْنَا أَنَّهُ لَمْ يَغْضَبْ عَلَيْهِمَا.

پس عباد بن بشر اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اس کے متعلق آپ ﷺ کو بتایا، اور عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا ہم حیض میں ان سے جماع نہ کریں، تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا، حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ ﷺ ان دونوں سے ناراض ہو گئے ہیں، پس وہ دونوں کھڑے ہوئے تو ان دونوں کے سامنے دودھ کا ہدیہ آیا نبی ﷺ نے وہ ان دونوں کے پیچھے بھیجا اور انہیں پلایا تو ہم نے جان لیا کہ آپ ﷺ ان پر ناراض نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٥٠، اخرجه الدارمي: ١٠٥٨، ابو يعلى: ٣٥٣٣، ابو عوانه: ٣١١/١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٠٢، سنن ابو داود: ٢٥٨، ٢١٦٥، سنن ابن ماجه: ٦٤٤، سنن نسائی: ١٥٢/١، ١٨٧، مسند احمد: ١٢٣٥٤، صحيح ابن حبان: ١٣٦٢

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ ہر معاملے میں غیر مسلم یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تعلیم دیتے اور تلقین کرتے، نیز یہ خیال مسلمانوں کے دل میں اس قدر راسخ ہو چکا تھا کہ وہ یہودیوں کی مخالفت میں آخری حد تک جانے کے لیے بھی تیار تھے۔

(۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی رائے، قیاس اور اجتہاد سے کوئی عمل نہیں کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ سے اجازت طلب کرتے اگر اجازت مل جاتی تو عمل کرتے ورنہ رک جاتے۔ رضی اللہ عنہم

تو ہمیں بھی ہر مسئلہ میں قرآن و حدیث سے راہنمائی لینی چاہیے یہیں نجات کی راہ ہے۔ شریعت میں اپنی رائے اور قیاس پر عمل کی بنیاد نہیں رکھنی چاہیے۔

(۳) غیر مسلموں کی مخالفت میں خود شرعی حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے کہ خود اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے نافرمان ہو جائیں یا کسی بدعت کے ایجاد کا سبب بنیں، جیسا کہ آج کل کئی لوگ شیعہ کی مخالفت کی وجہ سے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات اور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن جلوس وغیرہ نکالتے ہیں، آہستہ آہستہ اسے دوام ہو گا یہ بدعت رواج پا جائے گی، اس لیے ایسی حرکات سے اجتناب کرنا چاہیے۔

2978: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

عبدالرحمٰن بن مہدی نے حماد بن سلمہ عن ثابت کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: كَانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي قُبُلِهَا مِنْ دُبُرِهَا كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ، فَنَزَلَتْ (نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ) (البقرہ: ٢٢٣).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہود کہا کرتے تھے: جو شخص اپنی عورت سے اس کی پشت سے اس کی شرم گاہ میں جماع کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: "تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتی ہیں، پس اپنی کھیتی کو جہاں سے چاہو آؤ۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٢٩/٤، الدارمي: ٢٢٢٠، ابو يعلى: ٢٠٢٤، البيهقي: ١٩٤/٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٥٢٨، صحيح مسلم: ١٤٣٥، سنن ابو داود: ٢١٦٣، سنن ابن ماجه: ١٩٢٥، سنن نسائی کبریٰ: ٨٩٧٣۔ ٨٩٧٦، ١١٠٣٨، ١١٠٣٩، صحيح ابن حبان: ٤١٦٦، ٤١٩٧

فوائد الحدیث: یہودیوں کا خیال تھا کہ اگر عورت سے اس کی پشت کی طرف سے جماع کیا جائے تو پھر بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے سورۃ البقرہ کی اس آیت نمبر ۲۲۳ میں ان کی تردید کی گئی اور مسئلے کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ عورت تو ایک کھیتی ہے جیسے کھیت میں بیج ڈالیں تو وہ اگتا ہے اسی طرح عورت کے رحم میں نطفہ (بیج) ڈالیں تو اس سے پیدائش ہوتی ہے۔ لہٰذا تم اپنی بیوی سے ایسی جگہ پر جماع کرو جہاں تمہارا نطفہ

ضائع نہ ہو بلکہ اس کے اگنے کی امید اور توقع ہو۔ باقی فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کا غالب ہے کہ اس نے اگنا ہے یا نہیں لیکن تم غلط جگہ کا انتخاب نہ کرو۔

2979: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنِ ابْنِ سَابِطٍ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ) (البقرہ: ۲۲۳) يَعْنِي صِمَامًا وَاحِدًا.

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((نساؤکم حرث لکم...)) کی تفسیر میں فرمایا: یعنی: ایک سوراخ / جگہ (مراد ہے)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَابْنُ خُثَيْمٍ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ وَابْنُ سَابِطٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَابِطٍ الْجُمَحِيُّ الْمَكِّيُّ وَحَفْصَةُ هِيَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَيُرْوَى فِي سِمَامٍ وَاحِدٍ.

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ابن خثیم یہ عبداللہ بن عثمان بن خثیم ہیں ابن سابط، یہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سابط جمحی مکی ہیں۔ اور حفصہ یہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما کی بیٹی ہیں۔ نیز ((فی سِمَامٍ وَاحِدٍ)) کے الفاظ بس روایت کیے جاتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) آداب الزفاف: ۲۷-۲۸، اخرجه الدارمي: ۱۱۲٤، ابو يعلي: ٦٩٧٢، البيهقي: ۱۹۵/۷

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۲٦٦۰۱، ۲٦٦٤۳، شرح مشكل الآثار : ٦۱۲۹

فوائد الحدیث: (۱) "صمام" (صاد) سے ہو یا "سِمام" (سین سے) دونوں کا معنی ایک ہی ہے، (سوراخ)

(۲) اس حدیث میں وضاحت آگئی کہ تم اپنی بیوی سے جس حالت میں بھی چاہو جماع کرو، کھڑے کر کے، بٹھا کر، سیدھے لٹا کر یا الٹا کر کے لیکن جماع کرنے کے لیے ایک ہی "سوراخ" مقرر ہے اور وہ اگلی جائب یعنی "قبل" ہے "دبر" نہیں۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قال رسول الله ﷺ ملعون من اتی امراته فی دبرها (ابو داؤد ار ۳۰۱ کتاب النکاح) "ملعون ہے وہ شخص جو اپنی عورت کی دبر میں جماع کرے۔"

2980: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي الْمُغِيرَةِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكْتُ قَالَ ((وَمَا أَهْلَكَكَ)). قَالَ حَوَّلْتُ رَحْلِي اللَّيْلَةَ. قَالَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا قَالَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ هَذِهِ الْآيَةَ (نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ) (البقرہ: ۲۲۳) أَقْبِلْ وَأَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحِيضَةَ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا، اللہ کے رسول! میں ہلاک ہو گیا، فرمایا: "کس چیز نے تجھے ہلاک کر دیا؟" عرض کیا: میں نے آج رات اپنی سواری کی حالت بدل دی، راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: "تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتی ہیں..." سامنے سے اور پیچھے سے (جماع کر)، لیکن پیٹھ اور حالت حیض میں اجتناب کر۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَيَعْقُوبُ بْنُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور یعقوب بن عبداللہ اشعری سے مراد یعقوب قمی ہیں۔

عَبْدِ اللهِ الأَشْعَرِيُّ هُوَ يَعْقُوبُ الْقُمِّيُّ.

حکم الحدیث: (حسن) آداب الزفاف: ٢٨-٢٩، اخرجه ابو يعلى: ٢٧٣٦، والبيهقي: ١٩٨/٧

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ٨٩٧٧، ١١٠٤٠، مسند احمد: ٢٧٠٣، صحيح ابن حبان: ٤٢٠٢

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں بھی وضاحت ہوگئی کہ جماع ہر طریقے سے جائز ہے۔ صرف حیض کی حالت میں نہیں کرنا اور "دُبر" میں نہیں کرنا۔

(۲) سورۃ البقرہ کی اس آیت نمبر ۲۲۳ میں "اَنّٰی" بمعنی "کَیْفَ" ہے یعنی "کَیْفَ شِئْتُمْ" (جس طرح تم چاہو) "اَیْنَ" کے معنی میں نہیں کہ "اَیْنَ شِئْتُمْ" (جہاں تم چاہو)

2981: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ زَوَّجَ أُخْتَهُ رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَانَتْ، عِنْدَهُ مَا كَانَتْ ثُمَّ طَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً لَمْ يُرَاجِعْهَا حَتَّى انْقَضَتِ الْعِدَّةُ فَهَوِيَهَا وَهَوِيَتْهُ، ثُمَّ خَطَبَهَا مَعَ الْخُطَّابِ فَقَالَ لَهُ يَا لُكَعُ أَكْرَمْتُكَ بِهَا وَزَوَّجْتُكَهَا فَطَلَّقْتَهَا، وَاللهِ لَا تَرْجِعُ إِلَيْكَ أَبَدًا آخِرُ مَا عَلَيْكَ قَالَ فَعَلِمَ اللهُ حَاجَتَهُ إِلَيْهَا وَحَاجَتَهَا إِلَى بَعْلِهَا، فَأَنْزَلَ اللهُ (وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ) إِلَى قَوْلِهِ (وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ) (البقرہ: ٢٣٢) فَلَمَّا سَمِعَهَا مَعْقِلٌ قَالَ: سَمْعًا لِرَبِّي وَطَاعَةً ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ: أُزَوِّجُكَ وَأُكْرِمُكَ.

سیّدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں اپنی بہن کی ایک مسلمان شخص سے شادی کی پس وہ کچھ عرصہ اس کے پاس رہی، پھر اس نے اسے ایک طلاق دے دی اور اس سے رجوع نہ کیا حتیٰ کہ عدت گزر گئی، پس دونوں نے ایک دوسرے کی خواہش کی، پھر اس نے پیغام نکاح دینے والوں کے ساتھ اسے پیغام نکاح دیا، تو انہوں (معقل رضی اللہ عنہ) نے اسے کہا: اے نادان! میں نے اس (اپنی بہن) کے ذریعے تجھے عزت بخشی میں نے تمہاری اس کے ساتھ شادی کی اور تو نے اسے طلاق دے دی، اللہ کی قسم! وہ کبھی بھی تیرے ساتھ رجوع نہیں کرے گی، پس اللہ نے اس (مرد) کی اس (عورت) سے حاجت اور اس (عورت) کی اپنے خاوند سے حاجت کو جان لیا، تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں... اور تم نہیں جانتے۔" جب معقل رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو سُنا تو کہا: میں نے اپنے رب کی سمع و اطاعت اختیار کی، پھر انہوں نے اس شخص کو بلایا اور کہا: میں تمہارا نکاح کرا دیتا ہوں اور تمہیں عزت دیتا ہوں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْحَسَنِ.

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجُوزُ النِّكَاحُ بِغَيْرِ وَلِيٍّ لِأَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ كَانَتْ ثَيِّبًا، فَلَوْ كَانَ الأَمْرُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور حسن سے کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے۔

اس حدیث میں دلیل ہے کہ ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں کیونکہ معقل رضی اللہ عنہ کی بہن شوہر دیدہ تھیں، اگر انہیں خود اختیار ہوتا اور

إِلَيْهَا دُونَ وَلِيِّهَا لَزَوَّجَتْ نَفْسَهَا وَلَمْ تَحْتَجْ إِلَى وَلِيِّهَا مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ. وَإِنَّمَا خَاطَبَ اللهُ فِي الآيَةِ الأَوْلِيَاءَ فَقَالَ (فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ) (البقرہ: ۲۳۲) فَفِي هَذِهِ الآيَةِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الأَمْرَ إِلَى الأَوْلِيَاءِ فِي التَّزْوِيجِ مَعَ رِضَاهُنَّ.

ولی کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ اپنے ولی معقل بن یسار رضی اللہ عنہ (بھائی) کے بغیر خود ہی اپنی شادی کر لیتیں۔ اللہ نے اس آیت میں اولیاء (سرپرستوں) کو مخاطب فرمایا ہے: ((فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ)) پس اس آیت میں اس پر دلالت ہے کہ شادی کرنے میں سرپرستوں کو اختیار حاصل ہے اس کے ساتھ ساتھ ان (عورتوں) کی رضامندی بھی شامل ہو۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ۱۸۴۳، صحیح ابي داؤد: ۱۸۲۰، اخرجه الدارقطني: ۳/۲۲۴، الحاكم: ۲/۱۷۴

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۴۵۲۹، ۵۱۳۰، ۵۳۳۱، سنن ابو داود: ۲۰۸۷، سنن نسائی: ۱۱۰۴۱، ۱۱۰۴۲، صحیح ابن حبان: ۴۰۷۱

فوائد الحدیث: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی خواہ وہ "کنواری" ہو یا "ثیبہ" (شوہر دیدہ، بیوہ یا مطلقہ)۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۱۰۱، ۱۱۰۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

2982: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ح وَحَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ قَالَ: أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ رضی الله عنها أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا فَقَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ الآيَةَ فَآذِنِّي (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى) (البقرہ: ۲۳۸) فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ وَقَالَتْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو یونس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے فرمایا کہ میں ان کے لیے قرآن مجید لکھوں، اور فرمایا: جب تم اس آیت پر پہنچو تو مجھے مطلع کرنا: ((حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى)) "حفاظت کرو نمازوں کی اور (خصوصاً) درمیانی نماز کی۔" پس جب میں اس آیت پر پہنچا تو میں نے انہیں مطلع کر دیا اور انہوں نے مجھے یہ املا کرائی: ((حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ)) "حفاظت کرو نمازوں کی اور (خصوصاً) درمیانی نماز، عصر کی نماز کی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بن کر کھڑے ہو" اور انہوں نے فرمایا: میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ حَفْصَةَ.

اس باب میں سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابي داؤد: ۴۳۷، اخرجه مالك: ۳۴۸، البيهقي: ۱/۴۶۲، الطبري في تفسيره: ۲/۵۶۳

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۶۲۹، سنن ابو داود: ۴۱۰، سنن نسائي: ۱/۲۳۶، مسند احمد: ۲۴۴۴۸

2983: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد صلوٰۃ العصر ہے۔"

جُنْدَبٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ ((صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٦٣٤، نیز دیکھیں حدیث ۱۸۲

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٦٢٨، سنن ابن ماجه: ٦٨٦، مسند احمد: ٣٧١٦ و ٣٨٢٩ صحيح ابن حبان: ١٧٤٦

2984: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ أَنَّ عَلِيًّا حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ ((اللّٰهُمَّ امْلَأْ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے غزوہ احزاب کے موقع پر فرمایا: "اللہ ان کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے جس طرح کہ انہوں نے ہمیں صلوۃ الوسطیٰ نہیں پڑھنے دی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبُو حَسَّانَ الْأَعْرَجُ اسْمُهُ مُسْلِمٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور کئی ایک طرق سے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ ابو حسان اعرج کا نام مسلم ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميد: ٧٧، الدارمي: ١٢٣٥، البزار: ٥٥٥، وابو يعلى: ٣٨٤-٣٨٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٩٣١، صحيح مسلم: ٦٢٧، سنن ابو داود: ٤٠٩، سنن ابن ماجه: ٦٨٤، سنن نسائی: ١/٢٣٦، مسند احمد: ٥٩١، صحيح ابن حبان: ١٧٤٥

2985: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ وَأَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ)).

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صلوۃ الوسطیٰ سے مراد صلوۃ العصر ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اور اس باب میں زید بن ثابت، ابو ہاشم بن عتبہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٦٣٤، صحيح الترمذي: ٢٣٨٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠٠٨٢

فوائد الحدیث: یہ تمام احادیث اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ "صلوۃ الوسطی" (درمیانی نماز) سے مراد عصر کی نماز ہے۔

2986: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ، عَنْ أَبِي

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں دوران نماز بات چیت کر لیا کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی: ((وقوموا لله قانتين)) "اور اللہ کے لئے

عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنَّا نَتَكَلَّمُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ فَنَزَلَتْ (وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ) (البقرہ: ۲۳۸) فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ.

فرمانبردار بن کر کھڑے ہو جاؤ" تو ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ.

احمد بن منیع نے ہم کو حدثنا ہشیم حدثنا اسماعیل بن ابی خالد کی سند سے اسی مانند روایت کیا، اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا کہ "ہمیں کلام کرنے سے روک دیا گیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ إِيَاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوعمرو شیبانی کا نام سعد بن ایاس ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابي داؤد: ۸۷۵، نیز دیکھیں حدیث ۴۰۵

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۱۲٤۱، سنن نسائی: ۲/۲۰٤، مسند احمد: ۱۵۸۷۹ صحیح ابن حبان: ۱۹۸۹۔

فوائد الحدیث: اس آیت کے نزول سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز میں اپنی ضرورت کے مطابق باتیں کر لیتے تھے۔ اس آیت مبارکہ کے نازل ہونے کے بعد نماز کی حالت میں نمازیوں کا کسی دوسرے سے کلام کرنا ممنوع قرار دے دیا گیا۔

2987: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ عَنِ الْبَرَاءِ (وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ) (البقرہ: ۲۳۸) قَالَ: نَزَلَتْ فِينَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ كُنَّا أَصْحَابَ نَخْلٍ، فَكَانَ الرَّجُلُ يَأْتِي مِنْ نَخْلِهِ عَلَى قَدْرِ كَثْرَتِهِ وَقِلَّتِهِ وَكَانَ الرَّجُلُ يَأْتِي بِالْقِنْوِ وَالْقِنْوَيْنِ فَيُعَلِّقُهُ فِي الْمَسْجِدِ، وَكَانَ أَهْلُ الصُّفَّةِ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ فَكَانَ أَحَدُهُمْ إِذَا جَاعَ أَتَى الْقِنْوَ فَضَرَبَهُ بِعَصَاهُ فَيَسْقُطُ مِنَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ فَيَأْكُلُ، وَكَانَ نَاسٌ مِمَّنْ لَا يَرْغَبُ فِي الْخَيْرِ يَأْتِي الرَّجُلُ بِالْقِنْوِ فِيهِ الشِّيصُ وَالْحَشَفُ وَبِالْقِنْوِ قَدِ انْكَسَرَ فَيُعَلِّقُهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ) (البقرہ: ۲۶۷).

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ((ولا تيمموا الخبيث منه تنفقون)) ہم انصار کی جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہمارے کھجوروں کے باغات تھے، ہر شخص اپنی کھجوروں میں سے، کثرت و قلت کے اعتبار سے کھجوریں لاتا، کوئی ایک خوشہ اور کوئی دو خوشے لاتا اور اسے مسجد میں لٹکا دیتا، صفہ والوں کے لیے کوئی کھانا نہیں تھا ان میں سے کوئی اس خوشے کے پاس آتا اور اپنی لاٹھی اسے مارتا تو خشک کھجور اور دوسری کھجوریں گرتیں تو وہ کھا لیتا، کچھ ایسے لوگ بھی تھے کہ وہ خیر و بھلائی میں رغبت نہیں رکھتے تھے تو کوئی آدمی آتا اور ایسا خوشہ لاتا کہ اس میں ردی اور سوکھی ہوئی کھجوریں ہوتیں اور کوئی ایسا خوشہ ہوتا کہ وہ ٹوٹ چکا ہوتا تو وہ اسے لٹکا دیتا، تب اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "ایمان دارو! جو تم کماتے ہو اور جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ہے اس میں سے پاکیزہ اور بہتر چیز خرچ کرو اور جو خرچ کرو اس کے لیے ردی چیز کا قصد نہ کرو جبکہ تم خود اسے لینے والے نہیں الّا یہ کہ تم چشم پوشی کر جاؤ۔"

قَالُوا: لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أُهْدِيَ إِلَيْهِ مِثْلُ مَا أَعْطَى لَمْ

انہوں نے کہا، جس شخص نے بھی کوئی چیز دی، اگر اسی طرح کی

يَأْخُذُهُ إِلَّا عَلَى إِغْمَاضٍ أَوْ حَيَاءٍ قَالَ فَكُنَّا بَعْدَ ذَلِكَ يَأْتِي أَحَدُنَا بِصَالِحِ مَا عِنْدَهُ.

چیز اس کو دی جائے تو وہ اسے صرف اغماض وحیا ہی کی وجہ سے لے گا۔ (ورنہ نکمی اور ردی چیز لینا پسند نہیں کرے گا) راوی نے بیان کیا، پس اس کے بعد ہم میں سے جو بھی کوئی چیز لاتا اپنے ہاں دستیاب چیز میں سے بہترین چیز لاتا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ وَأَبُو مَالِكٍ هُوَ الْغِفَارِيُّ وَيُقَالُ اسْمُهُ غَزْوَانُ وَقَدْ رَوَى سُفْيَانُ عَنِ السُّدِّيِّ شَيْئًا مِنْ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابو مالک یہ غفاری ہے اس کا نام غزوان ہے۔ سفیان نے سدی سے اس میں سے کچھ حصہ روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٦٦/٣، الطبري في تفسيره: ٨٢/٣، البيهقي: ١٣٦/٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٨٢٢، مسند احمد: ٢٣٩٧٦، صحيح ابن حبان: ٦٧٧٤

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہمیشہ اچھی، پسندیدہ اور حلال چیز خرچ کرنی چاہیے، حرام کی کمائی سے یا ردی اور نکمی چیزیں فی سبیل اللہ دینے سے اجتناب کریں۔

2988: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَمَّةً بِابْنِ آدَمَ وَلِلْمَلَكِ لَمَّةً، فَأَمَّا لَمَّةُ الشَّيْطَانِ فَإِيعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَكْذِيبٌ بِالْحَقِّ، وَأَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَإِيعَادٌ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيقٌ بِالْحَقِّ، فَمَنْ وَجَدَ ذَلِكَ فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللهِ فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَمَنْ وَجَدَ الأُخْرَى فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ثُمَّ قَرَأَ (الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ)) (البقرہ: ٢٦٨)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انسان کے دل میں ایک شیطانی وسوسہ ہے اور ایک فرشتے کا خیال، شیطانی وسوسہ شر کا وعدہ دینا اور حق کی تکذیب کرنا ہے، جبکہ فرشتے کا خیال اور اثر یہ ہے کہ خیر کا وعدہ دینا اور حق کی تصدیق کرنا ہے، پس جو یہ پائے تو وہ جان لے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اور وہ اللہ کا شکر ادا کرے، اور جو دوسرا (شیطانی وسوسہ) پائے تو وہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ”شیطان تمہیں فقر کا وعدہ دیتا (ڈراتا) ہے اور تمہیں بے حیائی کا حکم (ترغیب) دیتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ أَبِي الأَحْوَصِ لَا نَعْلَمُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي الأَحْوَصِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور یہ ابو احوص کی روایت ہے، ہم اسے صرف ابو احوص کی روایت کے حوالے ہی سے مرفوع جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٧٤، بعض نے اسے عطاء بن السائب کے اختلاط کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١٠٥١، تفسير الطبري: ٨٨/٣، صحيح ابن حبان: ٩٩٧

فوائد الحدیث: (۱) شیطان ہمیشہ انسان کو نیکی سے روکنے اور گناہ کرنے کی سعی کرتا ہے۔ اس کے لیے کئی قسم کے وسوسے انسان کے دل میں ڈالتا اور حیلے بہانے سکھاتا ہے۔ خواہ وہ نیکی صدقہ وخیرات کرنا ہو یا نماز روزہ وغیرہ۔ اگر کبھی ایسی صورت ہو تو آدمی کو اللہ تعالیٰ کی طرف

رجوع کر کے شیطان کے شر اور وسوسوں سے پناہ مانگنی چاہیے۔

(۲) اگر دل میں نیکی کرنے کا شوق، جذبہ اور خیال پیدا ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لہٰذا اس کا شکر ادا کرتے ہوئے اس نیکی کو کرنے کے لیے کمر ہمت باندھ لینی چاہیے۔

2989: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ وَلَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ (يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ) (المومنون: ٥١) وَقَالَ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ)) (البقرہ: ١٧٢)). قَالَ ((وَذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَهُ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَإِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ وَأَبُو حَازِمٍ هُوَ الْأَشْجَعِيُّ اسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلَى عَزَّةَ الْأَشْجَعِيَّةِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! اللہ طیب (پاکیزہ) ہے اور وہ صرف طیب چیز ہی قبول فرماتا ہے، اللہ نے جس چیز کا رسولوں کو حکم دیا اسی چیز کا مومنوں کو حکم دیا، تو فرمایا: ”رسولوں کی جماعت! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور صالح عمل کرو تم جو عمل کرتے ہوں میں جانتا ہوں۔“ اور فرمایا: ”ایمان دارو! ہم نے جو تمہیں پاکیزہ چیزیں عطا کی ہیں ان میں سے کھاؤ۔“ ”اور ایک آدمی کا ذکر کیا جو کہ لمبا سفر کرتا ہے بکھرے بال پاؤں غبار آلود آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر رب جی، رب جی کہہ کر دعا کرتا ہے جبکہ اس کا کھانا پینا اور لباس حرام سے بنا، اسے حرام کی غذا ملی، پس اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، اور ہم اس کو صرف فضیل بن مرزوق کی حدیث سے ہی جانتے ہیں۔ اور ابو حازم یہ اشجعی ہے اس کا نام سلمان ہے وہ عزہ اشجعیہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) غاية المرام: ١٧١، اخرجه الدارمي: ٢٧٢٠، ابن عدي في الكامل: ١/٢٦٤، والبغوي: ٢٠٢٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٠١٥، مسند احمد: ٨٣٤٨

فوائد الحدیث: (۱) رزق حلال کمانا، کھانا اور حلال کا اہتمام کرنا اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ اللہ نے انبیاء کرام علیہم السلام، ایمان دار لوگوں کو یکساں طور پر طیب اور پاکیزہ کھانے اور اعمال صالحہ کا حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا ہمیشہ حلال اور پاکیزہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔ حرام اور خبیث سے بچیں۔

(۲) حرام صرف خنزیر، مردار یا چوری، ڈاکے اور رشوت کا مال ہی نہیں بلکہ ہر وہ مال ہے جو انسان کسی بھی طریقے سے دوسرے کا حق غصب کر کے یا ناجائز طریقے سے حاصل کرتا ہے۔ جیسا کہ بہنوں، بیٹیوں کو وراثت سے محروم کر کے ان کے حصے کو اپنے استعمال میں لانا، وغیرہ۔

(۳) حرام کھانے اور پہننے والے کی دعا کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے اگرچہ وہ کتنا ہی پراگندہ حال ہو کر التجائیں اور آہ وزاری کرے۔

اس لیے اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے تو ہمیں بھی ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے کے ساتھ ساتھ رزق حلال کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

2990: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ) (البقرہ: ٢٨٤) الآيَةَ أَحْزَنَتْنَا قَالَ: قُلْنَا يُحَدِّثُ أَحَدُنَا نَفْسَهُ فَيُحَاسَبُ بِهِ لَا نَدْرِي مَا يُغْفَرُ مِنْهُ وَلَا مَا لَا يُغْفَرُ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا (لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ) (البقرہ: ٢٨٦).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، ”جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم اسے ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ اس پر اللہ تمہارا محاسبہ کرے گا، پس وہ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب دے۔“ تو اس نے ہمیں غمگین کر دیا۔ ہم نے کہا: ہم میں سے کوئی اپنے دل میں سوچتا ہے تو اس پر بھی اس کا محاسبہ ہوگا ہم نہیں جانتے کہ اس میں سے کون سا خیال قابل معافی ہے اور کون سا قابل معافی نہیں تو پھر یہ آیت نازل ہوئی: اور اس نے اسے منسوخ کر دیا: ”اللہ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ مکلف (ذمے دار) نہیں بناتا، ہر شخص وہی کچھ پائے گا جو اس نے کمایا اور جو اس نے کمایا اسی کے لیے وہ جواب دہ ہے۔“

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں من سمع مجہول ہے۔ حدیث مسلم: ۱۲۵/۱۹۹۔ اس سے کفایت کرتی ہے۔

تخریج الحدیث: الدر المنثور للسيوطي: ١٢٨/٢-١٢٩

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ فضل و کرم ہے کہ وہ ان کی طاقت کے مطابق ہی انہیں شرعی احکام کا پابند کرتا ہے اور اسی پر ہی ان کا مواخذہ ہوگا۔

(۲) انسان کے دل میں آنے والے وسواس چونکہ انسان کے اختیار میں نہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے وہ معاف کیے ہیں صرف ان وسوسوں پر جزا یا سزا کا قانون لاگو ہوگا جن کے مطابق یا تو انسان عمل کر گزرے یا پھر ان پر عمل کا ارادہ کر کے زبان سے اظہار کر دے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے ان اللہ تجاوز لی عن امتی ما وسوست به صدورها مالم تعمل او تتكلم (بخاری ص ۱/۳۴۳، کتاب العتق) ”اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں کو معاف کر دیا ہے، سوائے ان وسوسوں کے جن پر عمل کیا جائے یا جن کا اظہار زبان سے کر دیا جائے“۔

2991: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أُمَيَّةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى (إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهُ) (البقرہ: ٢٨٤) وَعَنْ قَوْلِهِ (مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ) (النساء: ١٢٣) فَقَالَتْ مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((هَذِهِ مُعَاتَبَةُ اللهِ الْعَبْدَ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنَ الْحُمَّى وَالنَّكْبَةِ حَتَّى الْبِضَاعَةُ يَضَعُهَا فِي كُمِّ قَمِيصِهِ فَيَفْقِدُهَا

امیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت: ((إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهُ)) اور اس آیت ((مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ)) ”جس نے برا عمل کیا اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا۔“ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ہے تب سے اس کے متعلق مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اللہ کی طرف سے بندے کی ان چیزوں میں فہمائش ہے جو اسے بخار یا کسی مصیبت کی صورت میں پہنچتی

فَيَفْزَعُ لَهَا، حَتَّى إِنَّ الْعَبْدَ لَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوبِهِ كَمَا يَخْرُجُ التِّبْرُ الأَحْمَرُ مِنَ الْكِيرِ)).

ہے حتیٰ کہ اس چیز کے بارے میں جسے وہ اپنی قمیض کی آستین میں رکھ کر بھول جاتا ہے اور وہ اسے نہیں پاتا تو پریشان ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ بندہ اپنے گناہوں سے اس طرح صاف ہو کر نکلتا ہے جس طرح سرخ سونے کا بغیر ڈھلا ہوا ٹکڑا بھٹی سے صاف ہو کر نکلتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ہم اسے صرف حماد بن سلمہ کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں علی بن زید ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذی: ٥٧٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٥٨٣٥، ٢٤٣٦٨

فوائد الحدیث: انسان کو دنیا میں آنے والی جسمانی، مالی تکلیفیں اس کے لیے گناہوں کی معافی کا باعث ہوتی ہیں، اس لیے کبھی بھی کوئی پریشانی آجائے تو صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے۔ یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن یہ مسئلہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

2992: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهُ) (البقرہ: ٢٨٤) قَالَ: دَخَلَ قُلُوبَهُمْ مِنْهُ شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((قُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا)). فَأَلْقَى اللهُ الإِيمَانَ فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ اللهُ (آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ) (البقرہ: ٢٨٥) الآيَةَ (لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا) قَالَ ((قَدْ فَعَلْتُ)). (رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا) (البقرہ: ٢٨٦) قَالَ ((قَدْ فَعَلْتُ)). (رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا) الآيَةَ قَالَ ((قَدْ فَعَلْتُ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، جب یہ آیت: ((وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ . . .)) نازل ہوئی تو اس سے ان کے دلوں میں ایسی چیز داخل ہوئی جو کہ کسی اور چیز سے داخل نہیں ہوئی تھی، انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم کہو: ہم نے سن لیا اور مان لیا۔" اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان ڈال دیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "((آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ))، "ایمان لایا رسول ﷺ اس چیز کے ساتھ جو اس کی طرف اس کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور مومن بھی" ((لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا)) "اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اس کے لیے ہے جو اس نے (اچھا) کمایا اور اس پر ہے جو اس نے برا کیا۔ اے ہمارے رب! ہم کا مواخذہ نہ کرنا (سزا نہ دینا) اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کر لیں۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میں نے کر دیا (بخش دیا)، (رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا) "ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈالنا جس طرح کا بوجھ ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔" فرمایا: "میں نے کر دیا۔" (رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا) "اے ہمارے رب! ہم پر اس چیز کا بوجھ نہ ڈالنا جس کی ہم طاقت نہ رکھیں، اور ہم کو معاف فرما، ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میں نے کر دیا"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَآدَمُ بْنُ سُلَيْمَانَ هُوَ وَالِدُ يَحْيَى بْنِ آدَمَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور اس سند کے علاوہ بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے۔ آدم بن سُلیمان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ یحییٰ بن آدم کے والد ہیں۔ اس باب میں ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابو عوانه: ٧٦/١، الطبري في تفسيره: ١٤٣/٣، الحاكم: ٢٨٦/٢، والطبراني في الاوسط: ٩٣٠٤

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ١٢٦، سنن نسائی کبریٰ: ١١٠٥٩، مسند احمد: ٢٠٧٠، صحيح ابن حبان: ٥٠٦٩

فوائد الحديث: (۱) مومن آدمی کا طرز عمل یہی ہونا چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ کسی کام کا حکم دیں یا منع کر دیں، اگرچہ وہ کتنا ہی ناگوار اور ظاہری طور پر نقصان دہ ہو اسے خوش دلی سے قبول کرنا چاہیے اور اس کی کامل فرمانبرداری کا اظہار کرنا چاہیے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا جذبہ اطاعت دیکھ کر آسانیاں پیدا فرما دیتے ہیں جیسا کہ حدیث الباب میں تفصیل موجود ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار بندوں کی دعاؤں کو یوں قبول فرماتا ہے کہ ہر دعا کے بعد اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں "قَدْ فَعَلْتُ" (میں نے ایسا کر دیا) "سبحان اللہ" لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ہر بات کو مان لیں، تسلیم کر لیں تاکہ جب ہم اس کے حضور کوئی درخواست کریں تو وہ "ہماری مان لے"۔

4- باب وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ

سورۂ آل عمران کی آیات کی تفسیر

2993: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَهُوَ الْخَزَّازُ وَيَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ يَزِيدُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو عَامِرٍ الْقَاسِمَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: (فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ) "رہے وہ لوگ جن کے دل میں کجی ہے وہ اس (قرآن) میں اس کی اتباع کرتے ہیں جو متشابہ ہے تاکہ وہ اس

(فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ) (آل عمران: ٧) قَالَ ((فَإِذَا رَأَيْتِهِمْ فَاعْرِفِيهِمْ)). وَقَالَ يَزِيدُ: فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَاعْرِفُوهُمْ. قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

سے فتنہ تلاش کریں اور اس کی تاویل تلاش کریں۔" فرمایا: "پس جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو تو انہیں پہچان لینا" یزید راوی نے بیان کیا: جب تم انہیں دیکھو تو انہیں پہچان لینا، انہوں نے دو یا تین بار ایسے کہا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطحاوي في شرح المشكل: ٢٥١٥، الطبراني في الاوسط: ٣٣٦٨، والدارمي: ١٤٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٥٤٧، صحیح مسلم: ٢٦٦٥، سنن ابو داود: ٤٥٩٨، سنن ابن ماجه: ٤٧، مسند احمد: ٢٤٢١٠، صحیح ابن حبان: ٧٣، ٧٦

2994: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ هَذِهِ الآيَةِ (هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ) (آل عمران: ٧) إِلَى آخِرِ الآيَةِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ، فَأُولَئِكَ الَّذِينَ سَمَّاهُمُ اللهُ فَاحْذَرُوهُمْ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت: ((هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ)) "اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی اس میں سے کچھ آیات محکم ہیں۔" کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں، تو یہ وہی لوگ ہیں جن کا اللہ نے اس آیت میں ذکر کیا ہے پس ان سے بچتے رہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرُوِيَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَإِنَّمَا ذَكَرَ يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ. وَابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ أَيْضًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث ایوب عن ابن ابی ملیکہ عن عائشہ کی سند سے اسی طرح روایت کی گئی ہے اور کئی ایک نے اس حدیث کو ابن ابی ملیکہ عن عائشہ کی سند سے روایت کیا ہے لیکن انہوں نے اس میں عن القاسم بن محمد کا ذکر نہیں کیا، صرف یزید بن ابراہیم تستری نے اس حدیث میں عن القاسم کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی ملیکہ یہ عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ ہیں انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی سنا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔ اخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٦/٥٤٥، مشكل الآثار: ٢٥١٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٥٤٧، صحیح مسلم: ٢٦٦٥، سنن ابو داود: ٤٥٩٨، سنن ابن ماجه: ٤٧، مسند احمد: ٢٤٢١٠، صحیح ابن حبان: ٧٣، ٧٦

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دو طرح کی آیات نازل فرمائی ہیں:

ا۔ "محکمات" وہ آیات جو اپنے معنی و مفہوم اور استدلال میں صریح اور واضح ہوں کہ جنہیں سنتے ہی بات کی سمجھ آجاتی ہے اس کے لیے کوئی زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے حلال و حرام اور احکام وغیرہ کی آیات۔

۲۔ "متشابہات" وہ آیات ہیں جن کا معنی و مفہوم سمجھنے سے انسانی عقل قاصر ہے جیسے حروف مقطعات اور اللہ تعالیٰ کی صفات والی آیات، اگرچہ معنی کے اعتبار سے وہ بھی "محکمات" ہی ہیں لیکن کیفیت کے اعتبار سے "متشابہ" ہیں۔

(۲) جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں سچے اور یقین کامل کے حامل ہیں وہ تو "كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا" کہہ کر تمام آیات پر اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہیں، لیکن جو لوگ گمراہ ہیں اور ان کے دلوں میں کجی اور ٹیڑھا پن ہے کہ وہ ایمان لانے میں مخلص نہیں وہ پھر اپنے مذموم مقاصد کے لیے یا تو متشابہات کو بطور دلیل ذکر کریں گے اور اپنی مرضی سے ان کا معنی و مفہوم بیان کر کے مزید اشتباہ پیدا کریں گے اور اس کی غلط سلط تاویلیں کریں گے، حالانکہ ان کے اصل مفہوم اور صحیح تفسیر کو تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

(۳) جو لوگ "محکمات" کو چھوڑ کر "متشابہات" کی پیروی کریں اور ان کی حقیقت کے برعکس مفاہیم و مطالب بیان کریں تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ گمراہ لوگ ہیں اور ان کے عقائد و اعمال سے کنارہ کشی کرنی چاہیے۔

2995: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُلَاةً مِنَ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ وَلِيِّيَ أَبِي وَخَلِيلُ رَبِّي)). ثُمَّ قَرَأَ (إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ) (آل عمران: ٦٨)

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کے نبیوں میں سے کچھ محب ہوتے ہیں اور میرے محب میرے باپ اور میرے رب کے خلیل (ابراہیم علیہ السلام) ہیں، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: (إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ) "ابراہیم (علیہ السلام) کے لوگوں میں سے سب سے زیادہ قریبی، حق دار وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی اتباع کی اور یہ نبی، اور جو لوگ ایمان لائے تو اللہ مومنوں کا ولی و کارساز اور دوست ہے۔"

حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ وَلَمْ يَقُلْ فِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ.

ہم کو محمود بن غیلان نے حدثنا ابو نعیم حدثنا سفیان عن ابیہ عن ابی الضحی عن عبداللہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل روایت کیا ہے اور اس میں انہوں نے عن مسروق کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ وَأَبُو الضُّحَى اسْمُهُ مُسْلِمُ بْنُ صُبَيْحٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت ابو الضحی عن مسروق کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ اور ابو الضحی کا نام مسلم ابن صبیح ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي

امام ترمذی نے ابو کریب حدثنا وکیع عن سفیان عن ابیہ عن ابی الضحیٰ عن عبداللہ کی سند سے نبی ﷺ سے ابو نعیم کی روایت

نُعَيْمٍ وَلَيْسَ فِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ.

کے مانند روایت کیا ہے۔ اور اس میں مسروق کا ذکر نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٥٧٦٩، بعض نے اسے سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: اخرجه الطبري : ٨٢١٦، ابن ابي حاتم في التفسير: ٧٣١/٢، الحاكم: ٢٩٢/٢

(۱) سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیغام دے کر کے اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (البقرہ:۱۲۴) یہ شرف بخشا ہے انہیں لوگوں کا امام بنادیا۔ اب ہر گروہ ہر فرقہ، مشرکین مکہ، یہودی اور عیسائی اپنی نسبت اور تعلق سیّدنا ابراہیم کی طرف کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان سب گروہوں کی تردید فرمائی کہ زبانی کلامی تعلق جوڑنے سے بات نہیں بنتی بلکہ ابراہیم علیہ السلام کے قرب کے سب سے زیادہ حق دار تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ علیہ السلام کی پیروی کی اور اب سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے پیروکار مومن، مسلمان ہیں کیونکہ یہ ملت ابراہیم کے پیروکار ہیں۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان مبارک اور قرآن مجید کی آیت مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کسی بھی نبی یا بزرگ سے نسبی تعلق محبّت و عقیدت کے دعوے کوئی فائدہ نہیں دیں گے جب تک نبی کریم ﷺ کی پیروی اور اتباع نہیں کی جائے گی، لہٰذا جو لوگ، رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام، اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبّت کے دعوے کرتے ہیں انہیں ان بزرگ و مقدس ہستیوں کی اطاعت و فرمانبرداری کرنی چاہیے ان جیسے عقائد و اعمال کو اپنانا ہوگا، ورنہ "سید" کہلا لینا نجات کے لیے کافی نہیں ہوگا بلکہ اگر عقیدے میں کفر و شرک اور اعمال میں بدعات ہوئیں تو اس نسبت کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

2996: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ، لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)). فَقَالَ الأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ: فِيَّ وَاللهِ كَانَ ذَلِكَ، كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَلَكَ بَيِّنَةٌ)). فَقُلْتُ لَا. فَقَالَ لِلْيَهُودِيِّ ((احْلِفْ)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے جھوٹی قسم اٹھائی تاکہ وہ اس کے ذریعے کسی مسلمان شخص کا مال حاصل کر لے تو جب وہ اللہ سے ملاقات کرے گا تو وہ اس پر ناراض ہوگا۔" اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ معاملہ میرے ساتھ پیش آیا، میرے اور ایک یہودی شخص کے درمیان کچھ زمین مشترک تھی اس نے میرا حصہ مجھے دینے سے انکار کر دیا، میں اسے نبی ﷺ کی خدمت میں لے گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "کیا تمہارے پاس کوئی گواہ / ثبوت ہے؟"

فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِذًا يَحْلِفَ فَيَذْهَبَ بِمَالِي فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلاً) (آل عمران: ٧٧) إِلَى آخِرِ الآيَةِ.

میں نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے یہودی سے کہا: "قسم اٹھاؤ،" میں نے کہا: اللہ کے رسول! یہ تو قسم اٹھالے گا اور اس طرح میرا مال جاتا رہے گا، تب اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا) "جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعے تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں۔۔۔" (آخر تک)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى. اور اس باب میں ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۱۲۶۹

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲٤۱٦، صحیح مسلم: ۱۳۸، سنن ابو داود: ۳۲٤۳و ۳٦۲۱، سنن ابن ماجه: ۲۳۲۲ و ۲۳۲۳، سنن نسائی کبریٰ: ٥۹۹۱، مسند احمد : ۲۱۸۳۷

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر مدعی کے پاس دلیل (گواہ وغیرہ) نہ ہو تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی اور اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا، خواہ وہ قسم سچی ہو یا جھوٹی، قسم اٹھانے والے کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

(۲) جھوٹی قسم اٹھا کسی بھی دوسرے مسلمان کا مال ہڑپ کر جانا یا اپنے سودے اور سامان کو جھوٹی قسم اٹھا کر فروخت کرنا بہت بڑا جرم ہے کہ ایسا شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور رحمت سے دور ہو جائے گا۔ ایسے آدمی سے اللہ تعالیٰ کلام بھی نہیں کرے گا، نہ ہی اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا اور نہ ہی اسے گناہوں سے پاک کرے گا۔ (دیکھیے حدیث الباب میں بیان کردہ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۷۷ کی تفسیر)

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا: ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر اليهم ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم قال فقرأها رسول الله ﷺ ثلاث مرّات قال ابوذر خابوا وخسروا من هم يا رسول الله قال المسبل والمنّان والمنفق سلعته بالحلف الكاذب۔ (مسلم ص ۱۷۱ کتاب الایمان) ”تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا، اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی ان کو گناہوں سے پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا“، یہ بات رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی، سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ وہ تو ناکام اور نامراد ہو گئے وہ کون لوگ ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا ”تہہ بند لٹکانے والا، نیکی کر کے احسان جتلانے والا اور اپنے سامان کو جھوٹی قسم اٹھا کر فروخت کرنے والا“۔ اس لیے ہر انسان کو ہر ہر معاملے میں جھوٹ بولنے سے بچنا چاہیے خصوصاً جھوٹی قسم نہیں اٹھانی چاہیے۔

2997: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ) (آل عمران: ۹۲) أَوْ (مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللهَ قَرْضًا حَسَنًا) قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: وَكَانَ لَهُ حَائِطٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ حَائِطِي لِلَّهِ وَلَوِ اسْتَطَعْتُ أَنْ أُسِرَّهُ لَمْ أُعْلِنْهُ. فَقَالَ ((اجْعَلْهُ فِي قَرَابَتِكَ أَوْ أَقْرَبِيكَ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ) ”تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے حتیٰ کہ تم اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے خرچ کرو۔“ یا (مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللهَ قَرْضًا حَسَنًا) ”کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے۔“ تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! میرا یہ باغ اللہ کے لیے وقف ہے، اگر میں اسے چھپا سکتا تو میں اس کا اعلان نہ کرتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے اپنے قرابت داروں کو دے دو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ عن انس بن مالک کی سند سے بھی روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابي داؤد: ۱٤۸۲، اخرجه ابو يعلى: ۳۷۳۲، ابن خزيمه: ۲٤٥۸، الدارقطني: ٤/۱۹۱

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٤٦١، صحیح مسلم: ٩٩٨، سنن ابو داود: ١٦٨٩، سنن نسائی: ٦/٢٣١، مسند احمد: ١٢١٤٤، صحیح ابن حبان: ٣٣٤٠، ٧١٨٢، ٧١٨٣

فوائد الحدیث: (١) اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ وخیرات کرتے ہوئے ہمیشہ اچھی اور اپنی محبوب ترین چیز خرچ کرنی چاہیے، پھر انسان کو نیکی حاصل ہوگی، نکمی، ردی اور بے کار چیز خرچ نہیں کرنی چاہیے۔

(٢) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ خوبی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم سن کر فوری اس پر عمل کرتے تھے، اور نیکی کمانے میں بڑے حریص تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

جیسا کہ حدیث الباب میں سیّدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔

2998: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْزُومِيَّ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَنِ الْحَاجُّ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((الشَّعِثُ التَّفِلُ)). فَقَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ أَيُّ الْحَجِّ أَفْضَلُ قَالَ ((الْعَجُّ وَالثَّجُّ)). فَقَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ مَا السَّبِيلُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! حاجی کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بکھرے بالوں والا میلے کپڑوں والا'' ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا تو اس نے کہا: اللہ کے رسول! کون سا حج افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلند آواز سے تلبیہ پکارنا اور قربانی کرنا۔'' ایک اور آدمی کھڑا ہوا تو اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! سبیل سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''زاد راہ اور سواری۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ الْخُوزِيِّ الْمَكِّيِّ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اسے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے حوالے سے صرف ابراہیم بن یزید خوزی مکی کی روایت سے جانتے ہیں، بعض اہل حدیث نے ابراہیم بن یزید پر اس کے حفظ کے حوالے سے جرح کی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف جداً، لکن جملة ((العج والثج)) ثبتت فی حدیث آخر) اس حدیث میں الفاظ ''بلند آواز میں تلبیہ پکارنا اور قربانی کرنا'' صحیح احادیث میں ثابت ہیں۔ اس میں ابراہیم متروک الحدیث، سخت ضعیف راوی ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٨٩٦

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن یہ مسئلہ کہ افضل حج وہ ہے جس میں تلبیہ بلند آواز سے پکارا جائے اور قربانی کی جائے، دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

2999: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ هُوَ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا أَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الآيَةَ (تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ) (آل عمران: ٦١) دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ((تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا ... وَنِسَائَكُمْ)) ''ہم اپنے بیٹوں کو بلا لاتے ہیں اور تمہارے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو بلا لاتے ہیں اور تم اپنی عورتوں کو بلا لاؤ۔'' (پھر ہم مباہلہ کر لیں) تو رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا

فَقَالَ ((اللّٰهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي)). اور فرمایا: ''اے اللہ! یہ میرا اہل ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اس کی تخریج حدیث ۳۷۲۴ کے تحت آئے گی۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٤٠٤، مسند احمد: ١٦٠٨

فوائد الحدیث: (۱) حدیث الباب میں مذکور سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۶۱ ''آیت مباہلہ'' کے نام سے معروف ہے۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ۹ ہجری میں نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اپنے غلو بھرے عقائد کا اظہار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دلائل کے ساتھ عقیدہ توحید اور سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے مقام و مرتبے کے متعلق آگاہ کیا لیکن وہ اپنے مشرکانہ غلط نظریات پر قائم رہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ''مباہلے'' کا چیلنج دیا کہ آؤ! ہم بھی آجاتے ہیں تم بھی آجاؤ، ہم بھی اپنے بیٹوں کو بلا لاتے ہیں تم بھی بلا لاؤ، ہم بھی اپنی عورتوں کو لے آتے ہیں تم بھی اپنی عورتوں کو لے آؤ، پھر اللہ تعالیٰ سے انتہائی عاجزی و انکساری سے دعا کرتے ہیں۔

نجران کے عیسائیوں نے مشورہ کرنے کے لیے کچھ مہلت طلب کی، چنانچہ انہوں نے مشورے کے بعد مباہلہ سے راہ فرار اختیار کر لی اور جزیہ دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ جزیہ کی رقم وصول کرنے کے لیے بھیجا، اور اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا امین هذه الامة کہ یہ میری اس امت کے سب سے زیادہ امانت دار شخص ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے صحیح بخاری ص ۶۲۹/۲ کتاب المغازی)

(۲) اس موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا علی، سیّدہ فاطمہ، سیّدنا حسن، سیّدنا حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر فرمایا اللهم هولاء اهلی ''اللہ! یہ میرے اہل ہیں''۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی اور اصل اہل بیت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، امہات المومنین تھیں، لیکن ان حضرات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے اعزازی طور پر اہل بیت میں شامل فرمایا۔ رضی الله عنهم

(۳) بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی کہ شاید مباہلہ کے لیے یہی اصحاب فضیلت شریک ہوئے تھے اور کوئی شریک نہ تھا اور پھر اس کی آڑ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی تین بیٹیوں سیّدہ زینب، سیّدہ رقیہ اور سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا انکار بھی کر دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی بیٹی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں ورنہ آپ مباہلہ میں دوسری بیٹیوں کو بھی بلاتے۔ تو گزارش ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی تینوں بیٹیاں اس سے پہلے فوت ہو چکی تھیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا۔	۸ ہجری۔
سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا۔	۲ ہجری۔
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔	۹ ہجری۔

میں فوت ہوئیں۔ اس لیے یہ اعتراض سرے سے غلط اور جہالت کا شاخسانہ ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نساءنا کہہ کر اپنی ازواجِ مطہرات کو بھی شامل فرمایا ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کو ینساء النبی کہہ کر مخاطب فرمایا ہے۔ پھر اس موقعہ پر دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی موجود تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مباہلہ ہوا ہی نہیں جیسا کہ صحیح بخاری کے حوالے سے مذکور ہوا۔ اس لیے کوئی بھی اس کے لیے نہیں نکلا، اگر یہ مباہلہ ہو جاتا تو پھر واضح ہو جاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس کس کو اپنے ساتھ شامل کرتے ہیں۔

3000: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ صَبِيحٍ وَحَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي غَالِبٍ قَالَ: رَأَى أَبُو أُمَامَةَ رُءُوسًا مَنْصُوبَةً عَلَى دَرَجِ مَسْجِدِ دِمَشْقَ، فَقَالَ أَبُو أُمَامَةَ ((كِلَابُ النَّارِ شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوهُ)). ثُمَّ قَرَأَ (يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ) (آل عمران: ١٠٦) إِلَى آخِرِ الآيَةِ قُلْتُ لأَبِي أُمَامَةَ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا حَتَّى عَدَّ سَبْعًا مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ.

ابو غالب نے بیان کیا، ابو امامہ (باہلی) رضی اللہ عنہ نے دمشق کی مسجد کے زینوں پر کچھ سر رکھے ہوئے دیکھے تو ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جہنم کے کتے ہیں اور آسمان کی چھت تلے یہ بدترین مقتولین ہیں، اور بہترین مقتول وہ ہیں جنہیں انہوں نے قتل کیا ہے، پھر یہ آیت پڑھی: (يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ) "جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ۔" راوی نے بیان کیا، میں نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اگر میں نے اسے آپ ﷺ سے ایک یا دو بار یا تین بار چار بار حتیٰ کہ انہوں نے سات بار شمار کیا نہ سنا ہوتا تو میں اسے تم سے بیان ہی نہ کرتا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَأَبُو غَالِبٍ يُقَالُ اسْمُهُ حَزَوَّرُ وَأَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ اسْمُهُ صُدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ وَهُوَ سَيِّدُ بَاهِلَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ابو غالب کا نام حزوّر ہے۔ اور ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کا نام صُدَیّ بن عجلان ہے۔ وہ باہلہ قبیلے کے سردار ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه الحميدى: ٩٠٨، الطبراني في الاوسط: ٧٦٥٦، تحفة الاشراف: ٤٩٣٥

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٧٦، مسند احمد: ٢٢١٥١، ٢٢١٨٣، ٢٢١٥١

فوائد الحدیث: یہ خارجی لوگ تھے جو اہل ایمان کی تکفیر کرتے اور ان کا قتل روا رکھتے تھے۔ جب انہیں قتل کیا تو سیّدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق یہ حدیث بیان کی جو انہوں نے ناطق وحی پیغمبر سیّدنا محمد ﷺ سے سنی تھی۔

3001: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي قَوْلِهِ (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) (آل عمران: ١١٠) قَالَ ((إِنَّكُمْ تُتِمُّونَ سَبْعِينَ أُمَّةً أَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللهِ)).

سیّدنا بہز بن حکیم نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ((كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ)) "تم بہترین امت ہو لوگوں کے لیے نکالے گئے ہو۔" کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا: "تم ستر امتوں کا تتمہ ہو تم ان میں سے بہترین ہو اور تم اللہ کے ہاں سب سے زیادہ معزز ہو"۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ نَحْوَ هَذَا وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) (آل عمران: ١١٠).

یہ حدیث حسن ہے۔ کئی ایک نے اس حدیث کو بہز بن حکیم سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ لیکن انہوں نے اس میں ((كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ)) "آیت" کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں حدیث ۲۱۹۲

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٨٧، ٤٢٨٨، سنن نسائی کبریٰ: ١١٤٣١، مسند احمد: ٢٠١٥

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو تمام امتوں سے بہترین قرار دیا اور اس کا سبب یہ بیان فرمایا کہ یہ امت:

۱۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتی ہے۔

۲۔ ''امر بالمعروف'' نیکی کے کاموں کا حکم دیتی ہے۔

۳۔ ''نہی عن المنکر'' برائی کے کاموں سے روکتی ہے۔

اور یہ اس وقت تک ہی خیر اور بھلائی پر رہے گی جب تک یہ تین صفات اس میں موجود ہوں گی۔ جن لوگوں میں یہ صفات نہیں ہوں گی تو وہ اس سعادت سے محروم رہیں گے۔ جیسا کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فضیلت عطا فرمائی تھی وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ (البقرہ: ۴۷) ''اور میں نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت دی'' لیکن جب وہ لوگ نافرمانی کرنے لگے اور حد سے بڑھ گئے نیز وہ ایک دوسرے کو برائی کرتے ہوئے دیکھتے بھی تھے لیکن منع نہیں کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی اور انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ (المائدہ: ۷۸، ۷۹)

''بنی اسرائیل کے کافروں پر لعنت کی گئی داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان پر، اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ زیادتی کرتے تھے۔ آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے روکتے نہیں تھے جو وہ کرتے تھے۔ البتہ برا ہے جو وہ کرتے تھے''۔ (یعنی برائی سے نہ روکنا)۔

(۲) جو جماعتیں یا افراد لوگوں کو بظاہر نیکی کا حکم تو دیتے ہیں (جسے وہ اپنے خیال میں نیکی سمجھتے ہیں، خواہ وہ نیکی ہو یا نہ ہو)۔ لیکن مصلحت پسندی کی وجہ سے یا اپنے آپ کو تمام فرقوں، گروہوں حتیٰ کہ غیر مسلموں میں بھی قابل قبول بنانے اور ان سے دنیاوی مفادات سمیٹنے کے لیے انہیں برائی (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی، شرک، کفر، بدعات وغیرہ) سے نہیں روکتے، بلکہ مذہبی ہم آہنگی کی آڑ میں برائی کو تقویت دیتے اور اس کے پنپنے کا سبب بنتے ہیں، انہیں اپنے طرز عمل پر ضرور غور کرنا چاہیے۔ بصورت دیگر بنی اسرائیل کا انجام یاد رکھیں جس سے ہفتے کے دن مچھلیوں کا شکار کرنے والے اور ان کو اس سے منع نہ کرنے والے دوچار ہوئے۔

(۳) ''معروف'' ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری میں ہو وہ ''معروف'' (نیکی) ہے خواہ اس کا تعلق عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات وغیرہ سے ہو۔ اس کی تلقین کرنی چاہیے اور ارشاد نبوی ﷺ بلغوا عني ولو آية (بخاری ص ۱/ ۴۹۱) کے تحت تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینا چاہیے۔

''منکر'' ہر وہ عقیدہ و عمل جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہو وہ ''منکر'' (برائی) ہے۔ جس سے روکنا اس امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانه وان لم یستطع فبقلبه وذالك اضعف الایمان (مسلم ص ۱/ ۵۱ کتاب الایمان) ''جو شخص بھی تم میں سے کوئی برائی (شرک، کفر، بدعات یا معاملات و اخلاقیات میں شریعت محمدیہ کی مخالفت و نافرمانی) دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ (طاقت) سے روکے، اگر اس کی طاقت نہ رکھے تو پھر زبان سے ان (برائیوں) کی تردید کرے، اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو تو پھر اسے دل سے برا جانے، اور یہ ایمان کا کمزور درجہ''۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۱۶۹ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

3002: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَشُجَّ وَجْهُهُ شَجَّةً فِي جَبْهَتِهِ حَتَّى سَالَ الدَّمُ عَلَى وَجْهِهِ، فَقَالَ ((كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ فَعَلُوا هَذَا بِنَبِيِّهِمْ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ)). فَنَزَلَتْ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ) (آل عمران: ١٢٨) إِلَى آخِرِهَا.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے غزوہ احد میں سامنے کے دانت شہید کر دیے گئے اور چہرہ مبارک شدید زخمی کر دیا گیا حتیٰ کہ خون آپ ﷺ کے چہرے پر بہنے لگا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ لوگ کس طرح فلاح پائیں گے جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کیا جبکہ وہ انہیں اللہ کی طرف بلاتا ہے؟“ تب یہ آیت نازل ہوئی: (لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ) ”آپ ﷺ کو اس امر میں کوئی اختیار نہیں وہ ان کی توبہ قبول فرمالے یا انہیں عذاب میں مبتلا کر دے۔“ (آخر تک)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن سعد: ٢/٤٤، ابن ابي شيبة: ١٤/٣٠١، ابو يعلي: ٣٧٣٨، البغوي: ٣٧٤٨

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ١٧٩١، سنن ابن ماجه: ٤٠٢٧، سنن نسائی كبرىٰ: ١١٠٧٧، مسند احمد: ١١٩٥٦، صحيح ابن حبان: ٦٥٧٤

3003: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ شُجَّ فِي وَجْهِهِ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَرُمِيَ رَمْيَةً عَلَى كَتِفِهِ فَجَعَلَ الدَّمُ يَسِيلُ عَلَى وَجْهِهِ وَهُوَ يَمْسَحُهُ وَيَقُولُ ((كَيْفَ تُفْلِحُ أُمَّةٌ فَعَلُوا هَذَا بِنَبِيِّهِمْ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ)). فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى (لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ) (آل عمران: ١٢٨).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی کر دیا گیا، آپ ﷺ کے سامنے کے دانت شہید کر دیے گئے آپ ﷺ کے کندھے پر پتھر مارا گیا، خون آپ ﷺ کے چہرے پر بہنے لگا، آپ ﷺ اسے صاف کرتے اور فرماتے: ”وہ امت کس طرح فلاح پا سکتی ہے جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کیا جبکہ وہ انہیں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے؟“ تب اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ) ”آپ ﷺ کو اس امر میں کوئی اختیار نہیں یا تو وہ ان کی توبہ قبول فرمالے گا یا انہیں عذاب میں مبتلا کرے گا بے شک وہ ظالم ہیں۔“

سَمِعْتُ عَبْدَ بْنَ حُمَيْدٍ يَقُولُ غَلِطَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ فِي هَذَا.

میں نے عبد بن حمید کو سنا وہ فرماتے تھے کہ اس روایت میں یزید بن ہارون نے غلطی کی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الطبري في تفسيره: ١٣٢٦٣، الحاكم: ٢/٣١٩، عبد بن حميد: ١٢٠٤

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۱۷۹۱، سنن ابن ماجه: ٤٠٢٧، سنن نسائی کبریٰ: ۱۱۰۷۷، مسند احمد: ۱۱۹۵٦، ٥٦٧٤، صحیح ابن حبان: ۱۹۸۷، ٦٥٧٤، ۱۹۸۸، ٥٧٤٧۔ صحیح بخاری: ٤٠٦٩، سنن نسائی: ۲/۲۰۳

3004: حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ بْنِ سَلْمٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ ((اللّٰهُمَّ الْعَنْ أَبَا سُفْيَانَ اللّٰهُمَّ الْعَنِ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ اللّٰهُمَّ الْعَنْ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ)). قَالَ فَنَزَلَتْ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ) (آل عمران: ۱۲۸) فَتَابَ اللهُ عَلَيْهِمْ فَأَسْلَمُوا فَحَسُنَ إِسْلَامُهُمْ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے موقع پر فرمایا: ”اے اللہ! ابوسفیان پر لعنت فرما، اے اللہ! حارث بن ہشام پر لعنت فرما، اے اللہ! صفوان بن امیہ پر لعنت فرما۔“ فرمایا: ”پس یہ آیت نازل ہوئی: (لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ) پس اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی وہ مسلمان ہوگئے اور بہترین مسلمان ہوئے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ. وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ لَمْ يَعْرِفْهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ وَعَرَفَهُ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور عمر بن حمزہ عن سالم عن ابیہ کی روایت سے غریب سمجھی جاتی ہے۔ زہری رحمہ اللہ سے اسے سالم عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے عمر بن حمزہ کی روایت کے حوالے سے نہیں پہچانا، انہوں نے اسے زہری کی روایت کے حوالے سے پہچانا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں یہ عمر بن حمزہ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ بخاری کی حدیث اس سے کفایت کرتی ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٠٦٩، سنن نسائی: ۲/۲۰۳، مسند احمد: ٥٦٧٤، ابن حبان: ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ٥٧٤٧

3005: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو عَلَى أَرْبَعَةِ نَفَرٍ فَأَنْزَلَ اللهُ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ) (آل عمران: ۱۲۸) فَهَدَاهُمُ اللهُ لِلإِسْلَامِ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چار افراد کے لیے بددعا کیا کرتے تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ) پس اللہ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ اور یہ اس طریق سے نافع عن ابن عمر کی روایت سے غریب سمجھی جاتی ہے۔ یحییٰ بن ایوب نے اسے ابن عجلان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) بعض کہتے ہیں یہ محمد بن عجلان کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٠٦٩، سنن نسائی: ٢/٢٠٣، مسند احمد: ٥٦٧٤، ابن حبان: ١٩٨٧، ١٩٨٨، ٥٧٤٧.

فوائد الحدیث: (۱)ان تمام احادیث میں غزوہ احد کے حوالے سے مسئلہ بیان ہوا ہے کہ جب آپ ﷺ نے بعض کفار پر لعنت فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۲۸ نازل فرمائی کہ کسی کو ہدایت دینا یا اس کی نافرمانی پر سزا دینا آپ کے اختیار میں نہیں یہ تو اللہ وحدہ لا شریک کی شان ہے کہ وہ جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کر دے، بعد ازاں وہ تمام احباب مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق کہ ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ() "بے شک اسلام ان تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اسلام قبول کرنے سے پہلے ہوئے ہوتے ہیں" نہ صرف کہ ان کے گناہ معاف ہوئے بلکہ شرف صحابیت سے بھی بہرہ ور ہوئے اور اسلام کی ترویج و اشاعت اور سر بلندی کے لیے ایسی خدمات سرانجام دیں کہ رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی۔ رضی اللہ عنہم

(۲)ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نہ تو مختار کل تھے کہ اپنے لیے ہی کم از کم نفع حاصل کر لیتے اور نقصان سے بچ جاتے۔ اور نہ ہی عالم الغیب تھے اگر معلوم ہوتا کہ انہوں نے کلمہ پڑھ کر رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کے مقام پر فائز ہو جانا ہے تو آپ ﷺ کبھی بھی ان کے لیے بددعا نہ کرتے۔

3006: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: إِنِّي كُنْتُ رَجُلاً إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي، وَإِذَا حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ، وَإِنَّهُ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، ثُمَّ يَقُومُ فَيَتَطَهَّرُ، ثُمَّ يُصَلِّي ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللهَ إِلَّا غَفَرَ لَهُ)). ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ (وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللهَ فَاسْتَغْفَرُوا) (آل عمران: ١٣٥) إِلَى آخِرِ الآيَةِ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایسا شخص تھا کہ جب میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تھا تو اللہ اس سے مجھے جتنا نفع پہنچانا چاہتا پہنچا دیتا تھا، اور جب آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کوئی مجھے حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم کا مطالبہ کرتا جب وہ قسم اٹھا لیتا تو میں اس کی تصدیق کرتا تھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث بیان کی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جب کوئی شخص کوئی گناہ کرتا ہے، پھر وہ اٹھ کر طہارت حاصل کرتا ہے، پھر نماز پڑھتا ہے اور پھر اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو اللہ اسے بخش دیتا ہے۔" پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: "وہ لوگ جب ان سے کوئی برائی ہو جاتی ہے یا وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیتے ہیں اور پھر وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں..."

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ قَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَرَفَعُوهُ وَرَوَاهُ مِسْعَرٌ وَسُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَلَمْ يَرْفَعَاهُ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مِسْعَرٍ فَأَوْقَفَهُ وَرَفَعَهُ بَعْضُهُمْ وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَأَوْقَفَهُ وَلَا نَعْرِفُ لِأَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ حَدِيثًا إِلَّا هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کو شعبہ اور کئی ایک نے عثمان بن مغیرہ سے روایت کیا انہوں نے اسے مرفوع روایت کیا، جبکہ مسعر اور سفیان نے عثمان بن مغیرہ سے اسے روایت کیا تو ان دونوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔ ان میں سے بعض نے اسے مسعر سے روایت کیا اور اسے موقوف روایت کیا جبکہ بعض نے اسے مرفوع روایت کیا ہے۔ سفیان ثوری نے

اسے عُثمان بن مغیرہ سے روایت کیا تو اسے موقوف روایت کیا ہے اور اسماء بن حکم کے لیے ہم صرف اسی حدیث کو جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں حدیث ۴۰۶

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۱۵۲۱، سنن ابن ماجه: ۱۳۹۵، سنن نسائی فی عمل الیوم واللیلة: ٤١٤ و ٤١٧، سنن الکبری للنسائی: ۱۱۰۷۸، مسند احمد: ۲، صحیح ابن حبان: ٦٢٣

فوائد الحدیث: (۱) انسان خطا کا پتلا ہے اس سے غلطی اور گناہ ہو جانا کوئی بعید نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کو وہ شخص بہت محبوب اور پسند ہے جو گناہ کے بعد فوراً معافی کا خواہستگار ہوتا ہے، اپنے گناہ پر اصرار نہیں کرتا اور نہ ہی اس کے لیے تاویلیں کرتا اور بہانے ڈھونڈتا ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ لہٰذا جب بھی کوئی غلطی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرنی چاہیے یہی متقی اور پرہیز گار لوگوں کی نشانی اور صفت ہے۔

(۲) سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے دل میں سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق جو احترام، اعتماد تھا اس کا بھی ثبوت ملتا ہے تبھی تو وہ جناب صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت کی گواہی اور شہادت دے رہے ہیں۔

3007: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ: رَفَعْتُ رَأْسِي يَوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ وَمَا مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلَّا يَمِيدُ تَحْتَ حَجَفَتِهِ مِنَ النُّعَاسِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ (ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا) (آل عمران: ١٥٤).

سیّدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے غزوہ احد کے موقع پر اپنا سر اٹھایا اور دیکھنے لگا تو اس دن ہر ایک اونگھ کی وجہ سے اپنی ڈھال کے نیچے جھکا جا رہا تھا۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا) "پھر اس نے تم پر غم کے بعد اونگھ کی صورت میں امن و سکون نازل فرمایا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزُّبَيْرِ مِثْلَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کو عبد بن حمید حدثنا روح بن عبادہ عن حماد بن سلمہ عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن زبیر کی سند سے اسی مثل روایت کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح الإسناد) اخرجه ابن سعد: ۳/۵۰۵، ابن ابي شيبة: ١٤/٤٠٦، وابو يعلى: ١٤٢٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٠٦٨، سنن نسائی کبریٰ: ۱۱۰۸۰، ۱۱۱۹۸، ۱۱۱۹۹، مسند احمد: ۱۶۳۵۷، صحیح ابن حبان: ۷۱۸۰

3008: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ غُشِينَا وَنَحْنُ فِي مَصَافِّنَا يَوْمَ أُحُدٍ حَدَّثَ أَنَّهُ كَانَ فِيمَنْ غَشِيَهُ النُّعَاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ: فَجَعَلَ سَيْفِي يَسْقُطُ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غزوہ احد کے موقع پر جب ہم صف باندھے کھڑے تھے تو ہم پر غنودگی طاری ہو گئی، اس دن جن پر غنودگی طاری ہوئی وہ بھی ان میں شامل تھے، میری تلوار میرے ہاتھ سے گرتی اور میں اسے

مِنْ يَدِي وَآخُذُهُ، وَيَسْقُطُ مِنْ يَدِي وَآخُذُهُ وَالطَّائِفَةُ الأُخْرَى الْمُنَافِقُونَ لَيْسَ لَهُمْ هَمٌّ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ أَجْبَنُ قَوْمٍ وَأَرْعَبُهُ وَأَخْذَلُهُ لِلْحَقِّ.

اٹھاتا، اور یہ عمل بار بار ہوا۔ جبکہ دوسرا گروہ منافقوں کا تھا انہیں تو بس اپنی جانوں کی فکر لاحق تھی، وہ سب سے زیادہ بزدل، سب سے زیادہ خوف زدہ اور سب سے زیادہ حق کو بے یار و مددگار چھوڑنے والے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔ اخرجه الحاكم: ٢/٢٩٧، ابو نعيم في الدلائل: ٤٦١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٠٦٨، سنن نسائی کبریٰ: ١١٠٨٠، ١١١٩٨، ١١١٩٩، مسند احمد: ١٦٣٥٧، صحیح ابن حبان: ٧١٨٠

فوائد الحدیث: (۱) جنگ احد میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی لیکن سیّدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں "درّہ" کی حفاظت پر مامور پچاس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دستے نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک کے مقابلے میں اپنی رائے اور قیاس کو ترجیح دیتے ہوئے جب "درّے" کو چھوڑ کر مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس فتح کو شکست میں تبدیل کر دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے ستر (۷۰) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہوگئے، آپ ﷺ نا صرف کہ خود زخمی ہوئے بلکہ آپ ﷺ کی شہادت کی افواہ بھی پھیل گئی، ایسی صورتحال میں منافقین تو رسول اللہ ﷺ کے وعدوں پر بے یقینی اور بداعتمادی کا اظہار کرتے ہوئے میدان جہاد سے بھاگ گئے، بعض مخلص مسلمان بھی حالات کی سنگینی کے پیش نظر واپس چلے گئے، جو پکے اور خالص ایمان والے تھے وہ میدان میں تو موجود رہے لیکن اپنے ساتھیوں کی شہادت اور کئی ایک کے زخمی ہونے اور خود رسول اللہ ﷺ کو زخمی حالت میں دیکھ کر بے چین اور پریشان تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل و کرم فرمایا اور ان پر اونگھ طاری کر دی جس کی شدت اس قدر تھی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سر جھک گئے اور تلواریں ان کے ہاتھوں گر گر پڑتی تھیں، پھر اس اونگھ کی برکت سے تمام ہشاش بشاش ہوگئے اور دوبارہ پوری جرات و دلیری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا کہ اسے میدان سے بھاگنے پر مجبور کر دیا اور میدان دوبارہ پھر مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ بفضل اللہ تعالیٰ والحمدللہ علی ذالك

(۲) میدان احد سے بھاگنے والے منافقین کو تو اللہ تعالیٰ نے ڈانٹ پلائی لیکن جو مخلص مسلمان بھاگ گئے تھے سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۵۵ میں وَلَقَدْ عَفَا اللهُ عَنْهُمْ کہہ کر ان کے لیے "معافی" کا اعلان فرما دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

3009: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ خُصَيْفٍ حَدَّثَنَا مِقْسَمٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ) (آل عمران: ١٦١) فِي قَطِيفَةٍ حَمْرَاءَ افْتُقِدَتْ يَوْمَ بَدْرٍ. فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: لَعَلَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَهَا فَأَنْزَلَ اللهُ (مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ) (آل عمران: ١٦١) إِلَى آخِرِ الآيَةِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَى

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت: "نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے۔" ایک سرخ چادر کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ غزوہ بدر کے موقع پر مل نہیں رہی تھی، کسی نے کہا، ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ لے لی ہو تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ((و مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ...)) "نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ خُصَيْفٍ نَحْوَ هَذَا وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مِقْسَمٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

عبدالسلام بن حرب نے خصیف سے اسی مانند روایت کیا ہے جبکہ ان میں سے بعض نے اس حدیث کو عن خصیف عن مقسم کی سند سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں عن ابن عباس کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٧٨٨، اخرجه ابو يعلى: ٢٦٥١، الطبري في التفسير: ٤/١٥٥، ابن عدي في الكامل: ٣/٩٤٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٧١، شرح مشكل الآثار: ٥٦٠١، ٥٦٠٢

فوائد الحدیث: ''غل'' کا لفظ کئی ایک معانی میں استعمال ہوتا ہے، مثلاً:

۱۔ خیانت کرنا۔

۲۔ بدعہدی اور بے وفائی کرنا۔

۳۔ مشترکہ مال میں سے تقسیم سے قبل چوری کرنا۔ وغیرہ۔

حدیث الباب میں مذکور آیت مبارکہ میں ان تمام صورتوں کی نفی کی جارہی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک کو مبرا اور منزہ کر کے امت کو پیغام دیا جارہا ہے کہ آپ ﷺ کے حوالے سے کسی بدگمانی کا بھی شکار نہیں ہونا، اور نہ ہی آپ ﷺ کے ادب و احترام اور اکرام و عقیدت میں کوئی فرق آنے دینا ہے۔ (ﷺ)

3010: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ الأَنْصَارِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ لِي ((يَا جَابِرُ مَا لِي أَرَاكَ مُنْكَسِرًا)). قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! اسْتُشْهِدَ أَبِي قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ عِيَالاً وَدَيْنًا. قَالَ ((أَفَلَا أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللهُ بِهِ أَبَاكَ)). قَالَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ ((مَا كَلَّمَ اللهُ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابِهِ وَأَحْيَا أَبَاكَ فَكَلَّمَهُ كِفَاحًا، فَقَالَ يَا عَبْدِي تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ. قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِينِي فَأُقْتَلَ فِيكَ ثَانِيَةً.
قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّهُ قَدْ سَبَقَ مِنِّي ((أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ)). قَالَ وَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا) (آل عمران: ١٦٩) الآيَةَ.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ مجھے ملے تو فرمایا: ''جابر! کیا وجہ ہے کہ میں تجھے شکستہ خاطر دیکھ رہا ہوں؟'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! غزوہ احد میں میرے والد شہید کر دیے گئے، انہوں نے عیال اور قرض چھوڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے اس چیز کی بشارت نہ دوں جس کے ساتھ اللہ نے تیرے باپ کے ساتھ ملاقات کی ہے؟'' میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ضرور بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے جس سے بھی کلام فرمایا وہ پردے کے پیچھے سے ہے، لیکن اس نے تمہارے والد کو زندہ کیا اور اس سے روبہ رُو کلام فرما کر فرمایا: میرے بندے تمنّا کر میں تیری تمنّا پوری کروں گا، اس نے عرض کیا: رب جی! مجھے زندہ کر تاکہ میں تیری راہ میں دوسری بار شہید کر دیا جاؤں، رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: یہ میری طرف سے فیصلہ ہو چکا ہے: ''کہ وہ نہیں لوٹیں گے۔'' اور فرمایا: یہ آیت نازل ہوئی:

(وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا) "اللہ کی راہ میں جو شہید کر دیے جائیں انہیں مردہ نہ کہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَرَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ كِبَارِ أَهْلِ الْحَدِيثِ هَكَذَا عَنْ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ. وَقَدْ رَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ جَابِرٍ شَيْئًا مِنْ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف موسیٰ بن ابراہیم کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں جبکہ علی بن عبداللہ بن مدینی اور کئی ایک کبار اہل حدیث نے اسے موسیٰ بن ابراہیم سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل نے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اس میں سے کچھ حصہ روایت کیا ہے۔

حكم الحديث: (حسن) صحيح الترمذي: ٢٤٠٨، انظر تحفة الاشراف: ٢٢٨٧

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ١٩٠، ٢٨٠٠، مسند احمد: ١٤٨٨١، صحيح ابن حبان: ٧٠٢٢، مستدرک حاكم: ٣/٢٠٣، دلائل النبوة للبيهقي: ٣/٢٩٨

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل ہونے والے شہید کو اللہ کریم اخروی زندگی میں ایسے انعامات اور اعزازات سے نوازتے ہیں کہ وہ جنّت کی تمام نعمتوں کے باوجود یہ تمنّا اور خواہش رکھتا ہے کہ اسے دوبارہ زندگی دے دی جائے تاکہ وہ دوبارہ میدان جہاد میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے اپنی جان قربان کر سکے۔ سبحان اللہ

3011: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ) (آل عمران: ١٦٩) فَقَالَ: أَمَا إِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَأُخْبِرْنَا أَنَّ أَرْوَاحَهُمْ فِي طَيْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مُعَلَّقَةٍ بِالْعَرْشِ، فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّكَ اطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَسْتَزِيدُونَ شَيْئًا فَأَزِيدَكُمْ؟ قَالُوا رَبَّنَا وَمَا نَسْتَزِيدُ وَنَحْنُ فِي الْجَنَّةِ نَسْرَحُ حَيْثُ شِئْنَا ثُمَّ اطَّلَعَ إِلَيْهِمُ الثَّانِيَةَ، فَقَالَ هَلْ تَسْتَزِيدُونَ شَيْئًا فَأَزِيدَكُمْ؟ فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَمْ يُتْرَكُوا قَالُوا تُعِيدُ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا حَتَّى نَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَنُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى.

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ) کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ہم نے بھی اس کے متعلق سوال کیا تھا اور ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ ان کی روحیں سبز پرندوں میں ہیں وہ جنّت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اور عرش کے ساتھ معلق قندیلوں میں آرام کرتے ہیں، پس تمہارے رب نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم مزید کوئی چیز چاہتے ہو تو میں تمہیں مزید عطا کروں؟ انہوں نے عرض کیا: پروردگار! ہم مزید کچھ نہیں چاہتے جبکہ ہم جنّت میں ہیں ہم جہاں چاہتے ہیں۔ جاتے ہیں؟ پھر اس نے دوسری بار ان پر متوجہ ہو کر فرمایا: کیا مزید کوئی چیز چاہیے میں تمہیں عطا کر دوں؟ جب انہوں نے سمجھا کہ انہیں نہیں چھوڑا جائے گا تو انہوں نے عرض کیا: تم ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دو حتیٰ کہ ہم دنیا کی طرف لوٹ

جائیں اور تیری راہ میں دوبارہ شہید کر دیے جائیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيهِ وَتُقْرِئُ نَبِيَّنَا السَّلَامَ وَتُخْبِرُهُ عَنَّا أَنَّا قَدْ رَضِينَا وَرُضِيَ عَنَّا. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

ابو عبیدہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی مثل روایت کیا اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا: ہمارے نبی کو سلام پہنچا دے اور انہیں بتا دے کہ ہم بھی راضی ہیں اور اللہ بھی ہم سے راضی ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) البتہ دوسری سند ضعیف ہے۔ اخرجه عبدالرزق: ٩٥٥٤، والدارمي: ١٤١٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٨٨٧، سنن ابن ماجه: ٢٨٠١، الحميدي: ١٢٠، الطبري في التفسير: ١٧١/٤

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ شہداء کو یہ عظمت و فضیلت عطا فرماتے ہیں کہ باقی لوگوں نے تو قیامت کے دن اپنے اعمال کا حساب دینے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنّت میں جانا ہے لیکن شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے سینوں میں داخل کر دی جاتی ہیں اور وہ جنّت میں جہاں چاہتے جاتے، کھاتے پیتے اور پھرتے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لُطف اندوز ہوتے ہیں۔

(۲) شہداء کی یہ زندگی برزخی ہے جس کی کیفیت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کوئی انسان اس کو سمجھ نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ (البقرہ:۱۵۴)

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیے گئے انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تم نہیں سمجھتے"۔

3012: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَامِعٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي رَاشِدٍ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَا مِنْ رَجُلٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاةَ مَالِهِ إِلَّا جَعَلَ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي عُنُقِهِ شُجَاعًا)). ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ) (آل عمران: ١٨٠) الآيَةَ. وَقَالَ مَرَّةً قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ (سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) ((وَمَنِ اقْتَطَعَ مَالَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ بِيَمِينٍ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)). ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ (إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ) (آل عمران: ٧٧) الآيَةَ.

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے مرفوع بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا تو اللہ قیامت کے دن اس کی گردن میں زہریلا سانپ ڈال دے گا، پھر آپ ﷺ نے اس کا مصداق اللہ عزوجل کی کتاب سے پڑھ کر ہمیں سنایا: (لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ) "اور جو لوگ کہ اس مال میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دے رکھا ہے۔" اور ایک بار یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے مصداق یہ پڑھا۔ (سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) "اس میں جو انہوں نے بخل کیا تو قیامت کے دن انہیں طوق پہنائے جائیں گے۔" اور جس نے قسم کے ذریعے اپنے مسلمان بھائی کا مال حاصل کیا تو وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کا مصداق اللہ کی کتاب سے پڑھا: "وہ جو اللہ کے عہد کے بدلے میں تھوڑا سا

مول لیتے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَعْنِي حَيَّةً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور (شجاعاً اقرع) سے سانپ مراد ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مشكلة الفقر: ٦٠، التعليق الرغيب: ١/٦٨

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٧٨٤، سنن نسائي: ٥/١١، مسند احمد: ٣٥٧٧

فوائد الحدیث: (۱) انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو بھی نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہ ذات باری تعالیٰ کا فضل و کرم ہے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ان کا حق ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو فائدہ نہیں پہنچاتا (یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا) تو اللہ تعالیٰ اس کے اس بخل، کنجوسی کی وجہ سے اس کے مال کو اس کے لیے سانپ کی شکل میں طوق بنا دے گا، جو اس کی گردن کے گرد ہار کی مانند لپٹ جائے گا۔ لہٰذا زکوٰۃ ادا کرتے ہوئے پورا حساب لگا کر ادا کرنی چاہیے اور اس کی ادائیگی میں تاخیر بھی نہیں ہونی چاہیے بلکہ جلد از جلد ادا ہو۔

(۲) جھوٹی قسم اٹھا کر کسی دوسرے بھائی کے مال کو ہڑپ کرنے والے شخص پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ناراض ہوں گے۔ اس لیے کسی بھی دوسرے کا حق غصب نہیں کرنا چاہیے نہ قسم کے ساتھ اور نہ ہی قسم کے بغیر۔

3013: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَسَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ مَوْضِعَ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ (فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ)) (آل عمران: ١٨٥)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنّت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو: (فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ) "پس جو جہنم سے بچا لیا گیا اور جنّت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الصحيحة: ١٩٨٧، اخرجه الدارمي: ٢٨٢٣، البغوي: ٤٣٧٢، الطبري في التفسير: ٢٧/١٨٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨١٦٧، صحيح ابن حبان: ٦١٥٨، ٧٤١٧، سنن نسائي كبرىٰ: ١١٠٨٥

فوائد الحدیث: (۱) اصلی اور حقیقی کامیابی تو آخرت کی کامیابی ہے کہ انسان دوزخ سے بچ کر جنّت میں داخل ہو جائے۔ دنیاوی مال و متاع تو دھوکے کا سامان ہے کہ دنیا کے اقتدار اور اختیار کی وجہ سے دوسروں کے حق غصب کرتا اور ظلم کماتا ہے، مال و دولت کے دھوکے میں آکر دوسروں سے زیادتی کرتا ہے کہ میں اپنے پیسے کے بل بوتے پر سزا سے بچ جاؤں گا، یاد رکھیے آخرت میں صحیح عقیدہ اور سُنّت کے مطابق اعمال ہی فائدہ دیں گے، دنیا کا مال و دولت اور اقتدار آخرت میں کام نہیں آئیں گے، لہٰذا دنیا کی عارضی زندگی کی خاطر اپنی آخرت کی ہمیشہ کی زندگی کو برباد نہیں کرنا چاہیے۔

(۲) آخرت کی زندگی میں کامیابی کا ایک ہی راستہ اور طریقہ ہے کہ اپنی دنیاوی زندگی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سیّدنا محمد ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزاریں۔ ارشاد باری تعالیٰ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (احزاب: ۷۱) "جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی تو بے شک اس نے بہت بڑی کامیابی کو حاصل کر لیا"۔ اللهم اجعلنا منهم

(۳) جنّت میں ایک کوڑے کے برابر یعنی تھوڑی سی جگہ بھی ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہے۔ لہٰذا اس کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔

3014: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ قَالَ اذْهَبْ يَا رَافِعُ لِبَوَّابِهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقُلْ لَهُ: لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِءٍ فَرِحَ بِمَا أُوتِيَ وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُونَ.

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا کہ مروان بن حکم نے اپنے دربان ابو رافع سے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پس جاؤ اور ان سے کہو: اگر ہر شخص اس چیز پر خوش ہو جو اسے دی گئی اور وہ پسند کرے کہ جو کام اس نے کیا ہی نہیں اس پر اس کی تعریف کی جائے تو پھر تو ہم سب کو عذاب دیا جائے گا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا لَكُمْ وَلِهٰذِهِ الْآيَةِ إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ، ثُمَّ تَلَا ابْنُ عَبَّاسٍ (وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ) (آل عمران: ۱۸۷) وَتَلَا (لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا) (آل عمران: ۱۸۸)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تمہارا اس آیت سے کیا تعلق یہ تو اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ((وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ)) "اور جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے پختہ وعدہ لیا جن کو کتاب دی گئی کہ تم اس کتاب کو ضرور لوگوں کے لیے بیان کرو گے" اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ((وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا)) "اور آپ ان لوگوں کو کامیاب گمان نہ کریں جو اس چیز کے ساتھ خوش ہوتے جو انہیں دی گئی اور وہ پسند کرتے ہیں کہ ان کی ایسے کاموں پر تعریف کی جائے جو انہوں نے کیے نہیں۔"

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: سَأَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوهُ وَأَخْبَرُوهُ بِغَيْرِهِ فَخَرَجُوا وَقَدْ أَرَوْهُ أَنْ قَدْ أَخْبَرُوهُ بِمَا قَدْ سَأَلَهُمْ عَنْهُ وَاسْتَحْمَدُوا بِذٰلِكَ إِلَيْهِ وَفَرِحُوا بِمَا أُوتُوا مِنْ كِتْمَانِهِمْ، وَمَا سَأَلَهُمْ عَنْهُ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: نبی ﷺ نے ان سے کسی چیز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اسے چھپایا اور انہوں نے آپ ﷺ کو اس کے علاوہ کچھ اور بتایا، پس وہ باہر نکلے اور انہوں نے آپ ﷺ کو یہ ظاہر کیا کہ انہوں نے آپ کو وہی بتایا ہے جس کے متعلق آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تھا پس اس پر انہوں نے تعریف چاہی اور وہ خوش ہوئے اپنے اس چھپانے پر جو انہیں دیا گیا، اور جس کے متعلق آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبري في التفسير: ٢٠٧/٤، الحاكم: ٢٩٩/٢، البيهقي: في شعب الايمان: ٧٠١٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٥٦٨، صحیح مسلم: ٢٧٧٨، سنن نسائی کبریٰ: ١١٠٨٦، مسند احمد: ٢٧١٢

فوائد الحدیث: (۱) حدیث الباب میں آیات اور ان کے شان نزول کی تفصیل مذکور ہے، اگرچہ ان کا شان نزول خاص ہے لیکن اگر آج بھی کوئی شخص اپنے دنیاوی مفادات کے لیے حق بات کو چھپائے گا تو وہ اس سزا کا مستحق ہوگا، اسی طرح بعض لوگ ایک کام کرتے نہیں لیکن وہ لوگوں کے سامنے جھوٹ بول کر اپنے ایسے کارنامے بیان کرتے ہیں کہ ایک تو ان کو سچا مانے جانے پر خوش ہوتے ہیں اور دوسرا اس کی آڑ میں اپنے لیے تعریف و توصیف بھی چاہتے ہیں۔ یہ منافقین کا وطیرہ ہے جیسا کہ سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ان رجالا من المنافقين على عهد رسول الله ﷺ كان اذا خرج رسول الله ﷺ الى الغزو وتخلفوا عنه وفرحو بمقعدهم خلاف رسول الله ﷺ فاذا قدم رسول الله ﷺ اعتزروا اليه وحلفوا واحبّوا ان يحمدوا بما لم يفعلوا فنزلت لا تحسبن الذين يفرحون الاية (بخاری ص ۶۵۶/۲، کتاب التفسیر)

"کہ بے شک کچھ لوگ منافقین میں سے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں، کہ جب رسول اللہ ﷺ جہاد کے لیے نکلتے تو وہ آپ سے پیچھے رہ جاتے (جہاد میں نہ جاتے) اور پھر پیچھے رہ کر بڑے خوش ہوتے، جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لاتے تو آپ ﷺ کے سامنے عذر پیش کرتے، اور قسمیں اٹھاتے (کہ ہمیں جہاد کا بڑا شوق ہے، ہم شہادت کے متمنی ہیں، ہماری اس دفعہ مکمل تیاری تھی، لیکن فلاں فلاں مجبوی آگئی، وغیرہ وغیرہ) اور یہ بھی پسند کرتے کہ ان کی تعریف کی جائے (کہ یہ دین اسلام کے لیے تن من دھن قربان کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ لا حول ولا قوة الا بالله) ان کاموں پر بھی جو انہوں نے کیے ہی نہیں۔ تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، "جو لوگ اپنے کرتوتوں پر خوش ہوتے ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کی ان کاموں پر تعریف کی جائے جو انہوں نے کیے ہی نہیں۔ تو ایسے لوگوں کے متعلق آپ یہ گمان نہ کریں کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے، ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے"۔

(۲) لہٰذا جو لوگ جائز و ناجائز خوشامد اور چاپلوسی کرتے ہیں کہ ایک تو انہیں دنیاوی مفادات حاصل ہوں اور دوسرا ان کے متعلق ہر تقریب اور پروگرام میں گواہی دی جائے کہ فلاں بہت مخلص، محب وطن، قوم ادارے کی تعمیر و ترقی کے لیے فکر مند اور خدمت کے لیے ہمہ وقت تیار ہے، وغیرہ وغیرہ انہیں اپنی ان حرکتوں سے باز آجانا چاہیے، کہیں قیامت کے دن وہ بھی منافقین کے ساتھ نہ دھر لیے جائیں۔

اللهم لا تجعلنا منهم

5- باب وَمِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ

سورۂ النساء میں سے بعض آیات کی تفسیر

3015: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: مَرِضْتُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُنِي وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَلَمَّا أَفَقْتُ قُلْتُ: كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي فَسَكَتَ عَنِّي حَتَّى نَزَلَتْ (يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے جبکہ مجھ پر بے ہوشی طاری تھی، جب مجھے افاقہ ہوا، تو میں نے کہا: میں اپنے مال میں کس طرح فیصلہ کروں گا؟ تو آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی ((يُوصِيكُمُ

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ) (النساء: ١١)

اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ)) "اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں وصیت / حکم کرتا ہے کہ مذکر کے لیے دو مؤنث (بیٹے کے لیے دو بیٹیوں) کے برابر ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ.

اور کئی ایک نے یہ حدیث محمد بن منکدر سے روایت کی ہے۔

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِ الْفَضْلِ بْنِ الصَّبَّاحِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا.

فضل بن صباح بغدادی نے حدثنا سفیان عن محمد بن منکدر عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ اور فضل بن صباح کی روایت میں اس سے زیادہ کلام ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٧٢٨

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٩٤، صحيح مسلم: ١٦١٦، سنن ابو داود: ٢٨٨٦، سنن ابن ماجه: ١٤٣٦، ٢٧٢٨، سنن نسائی: ١/٨٧، مسند احمد : ١٤١٨٦، صحيح ابن حبان: ١٢٦٦

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے انسان کے فوت ہونے کے بعد اس کے ورثاء کی تفصیل اور وراثت کی تقسیم سورہ نساء کی آیت نمبر ۱۱۔۱۲ میں بیان فرمائی ہے۔ آپ اس مسئلہ کی تفصیل جامع ترمذی کی حدیث نمبر ۲۰۹۰ سے حدیث نمبر ۲۱۱۵ تک کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں۔

3016: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أَوْطَاسٍ أَصَبْنَا نِسَاءً لَهُنَّ أَزْوَاجٌ فِي الْمُشْرِكِينَ فَكَرِهْنَ رِجَالٌ مِنْهُمْ فَأَنْزَلَ اللهُ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ) (النساء: ٢٤)..

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ اوطاس کے موقع پر ہم نے کچھ ایسی عورتوں کو قیدی بنایا جن کے شوہر مشرکوں میں تھے، پس ان میں سے کچھ آدمیوں نے ان (سے جماع کرنے) کو ناپسند کیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ((وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ)) "شادی شدہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں سوائے لونڈیوں کے"۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٨٧١، دیکھیں حدیث ۱۱۳۲

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٤٥٦، سنن ابو داود: ٢١٥٥، سنن نسائی: ٦/١١٠، وفی الکبری: ١١٠٩٦ و ١١٠٩٧ مسند احمد : ١١٦٩١

3017: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ الْبَتِّيُّ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَصَبْنَا سَبَايَا يَوْمَ أَوْطَاسٍ لَهُنَّ أَزْوَاجٌ فِي قَوْمِهِنَّ،

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے غزوہ اوطاس میں کچھ ایسی عورتیں قید کیں کہ ان کے شوہر ان کی قوم میں (رہ گئے) تھے پس انہوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے رسول اللہ

فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَزَلَتْ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ) (النساء: ٢٤).

ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ((وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ)) "اور شادی شدہ عورتیں (بھی تم پر حرام ہیں) سوائے لونڈیوں کے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَهَكَذَا رَوَى الثَّوْرِيُّ عَنْ عُثْمَانَ الْبَتِّيِّ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَيْسَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ وَلَا أَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا ذَكَرَ أَبَا عَلْقَمَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ إِلَّا مَا ذَكَرَ هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ وَأَبُو الْخَلِيلِ اسْمُهُ صَالِحُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ.

امام ثوری نے عثمان البتی عن ابی الخلیل عن ابی سعید خدری کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث میں ابو علقمہ کا ذکر نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس حدیث میں کسی ایک نے بھی ابو علقمہ کا ذکر کیا ہو۔ سوائے ہمام کے کہ اس نے قتادہ سے ذکر کیا ہے۔ ابو الخلیل کا نام صالح بن ابی مریم ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۱۱۳۲

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٦٩١

فوائد الحدیث: (۱) کفار سے جہاد کے نتیجے میں اگر ایسی عورتیں لونڈیاں بن کر آجائیں کہ جن کے خاوند پیچھے اپنی قوم کفار میں موجود ہیں تو ایسی عورتیں جس کے حصے بطور لونڈی آئیں وہ استبراء رحم کے بعد ان سے جماع کر سکتا ہے۔

(۲) "استبراء رحم" کا مطلب ہے کہ اگر اسے حیض آتا ہو تو ایک حیض انتظار کیا جائے گا تاکہ معلوم ہو کہ وہ حاملہ تو نہیں ہے۔

(۳) اگر وہ حاملہ ہو تو پھر "وضع حمل" (بچہ جننے) تک انتظار کیا جائے گا، جب رحم دوسرے مرد، جو اس کا خاوند تھا کے نطفے سے خالی اور صاف ہو جائے تو پھر اس کے مالک کو جماع کی اجازت ہے، اس سے پہلے نہیں۔

3018: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْكَبَائِرِ قَالَ ((الشِّرْكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّورِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی، (ناحق) قتل کرنا، اور جھوٹی بات (گواہی)۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَرَوَاهُ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَلَا يَصِحُّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ روح بن عبادہ نے شعبہ سے روایت کیا اور انہوں نے کہا: عبداللہ بن ابی بکر کی سند سے۔ اور یہ درست نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) غایة المرام: ٢٧٧، دیکھیں حدیث ۱۲۰۷

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٦٥٣، صحیح مسلم: ٨٨، سنن نسائی: ٧/٨٨، و ٨/٦٣، مسند احمد: ١٢٣٣٦ و ١٢٣٧١

3019: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ بَصْرِيٌّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ

سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)). قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ ((الإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)). قَالَ: وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا قَالَ ((وَشَهَادَةُ الزُّورِ أَوْ قَوْلُ الزُّورِ)). قَالَ فَمَا زَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ.

فرمایا: ”کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟“ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ضرور بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کو ستانا“ راوی نے بیان کیا: اور آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے جبکہ آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے فرمایا: ”اور جھوٹی گواہی“ یا فرمایا: ”جھوٹی بات“ پس رسول اللہ ﷺ بار بار یہ فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا: کاش کہ آپ ﷺ مزید نہ فرمائیں۔ (خاموش ہو جائیں)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، دیکھیں حدیث 1901

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٦٥٤، صحیح مسلم: ٨٧، مسند احمد : ٢٠٣٨٥

فوائد الحدیث: (۱) ہر وہ گناہ، کبیرہ گناہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی حد / سزا مقرر کی ہو یا اس کا ارتکاب کرنے والے کے لیے غصے اور ناراضگی کا اظہار فرمایا ہو یا پھر آخرت میں جہنم کی وعید سنائی ہو۔

(۲) کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔

(۳) حدیث الباب میں چار گناہ بیان ہوئے ہیں جنہیں کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانا، (ذات، صفات اور حقوق میں)

۲۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔

۳۔ کسی جان (انسان) کو (بغیر حق کے) قتل کرنا۔

۴۔ جھوٹی بات کرنا، یا جھوٹی گواہی دینا۔

(۴) کئی ایک علماء کرام نے قرآن وحدیث سے ایسے گناہوں کی تفصیل بیان کی ہے۔ جنہیں کبیرہ شمار کیا جاتا ہے، امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”کبیرہ گناہ“ (قرآن وحدیث کی روشنی میں)، مطبوعہ مکتبہ محمدیہ اور مولانا محمد اقبال کیلانی حفظہ اللہ کی کتاب ”کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کا بیان“ بڑی جامع ہیں، اہل ذوق رجوع فرما سکتے ہیں۔

3020: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ الشِّرْكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ، وَمَا حَلَفَ حَالِفٌ

سیدنا عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بڑے گناہوں میں سے ہے: اللہ کے ساتھ شرک، والدین کی نافرمانی، جھوٹی قسم، اور جو شخص اللہ کی جبری قسم اٹھائے اور اس میں مچھر کے پر برابر کوئی چیز (خلاف واقعہ) داخل کر دے تو قیامت کے دن تک اس کے دل پر نکتہ لگا دیا جاتا ہے۔“

بِاللهِ يَمِينَ صَبْرٍ، فَأَدْخَلَ فِيهَا مِثْلَ جَنَاحِ بَعُوضَةٍ إِلَّا جُعِلَتْ نُكْتَةً فِي قَلْبِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو امامہ انصاری رضی اللہ عنہ یہ ابن ثعلبہ ہیں۔ ان کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو أُمَامَةَ الأَنْصَارِيُّ هُوَ ابْنُ ثَعْلَبَةَ وَلَا نَعْرِفُ اسْمَهُ وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَادِيثَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ٣٧٧٧-التحقيق الثاني، اخرجه الطبراني في الاوسط: ٣٢٦١، والحاكم: ٢٩٤/٤

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٦٠٤٣، صحيح ابن حبان: ٥٥٦٣

3021: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْكَبَائِرُ الإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ الْيَمِينُ الْغَمُوسُ)). شَكَّ شُعْبَةُ.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔“ یا فرمایا: ”جھوٹی گواہی“ شعبہ (راوی) کو شک ہوا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٣٦٥، ابو نعيم في الحليه: ٢٠٢/٧، البيهقي: ٣٥/١٠، البغوي: ٤٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٦٧٥۔ ٦٨٧٠، ٦٩٢٠، سنن نسائی: ٧/٨٩، ٨/٦٣، مسند احمد: ٦٨٨٤، صحيح ابن حبان: ٥٥٦٢

فوائد الحدیث: (۱) گناہ بھی تمام کے تمام ایک درجے میں نہیں بلکہ وہ اپنے اثرات اور نتائج کے اعتبار سے بڑے یا چھوٹے ہیں اور کئی ان سے بھی بڑے ہیں تو حدیث الباب میں بڑے بڑے گناہوں کا تذکرہ ہے، اس لیے ان سے بہت زیادہ ہی نہیں بلکہ انتہائی زیادہ اجتناب کرنا چاہیے۔

(۲) ”یمین غموس“ جھوٹی قسم اٹھانا جو خلاف واقعہ ہو خواہ مثبت ہو یا منفی۔

(۳) ”یمین صبر“ وہ قسم ہے جو پکی اور پختہ ہوتی ہے کہ جس کی بنیاد پر فیصلہ کر دیا جاتا ہے، اگر کوئی شخص اس قسم میں جھوٹ بولے یا معمولی سی بھی خیانت کر دے تو عمومی جھوٹی قسم سے بھی بڑا جرم اور گناہ ہے۔ اس لیے قسم ہمیشہ سوچ سمجھ کر اور سچی ہی دینی چاہیے خواہ اپنی طرف سے ہو یا کسی دوسرے کی طرف سے۔

3022: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَغْزُو الرِّجَالُ وَلَا تَغْزُو النِّسَاءُ، وَإِنَّمَا لَنَا نِصْفُ الْمِيرَاثِ. فَأَنْزَلَ اللهُ (وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ). (النساء: ٣٢) قَالَ مُجَاهِدٌ فَأُنْزِلَ فِيهَا (إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ) (الاحزاب: ٣٥) وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ أَوَّلَ

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: مرد جہاد میں حصہ لیتے ہیں جبکہ عورتیں جہاد نہیں کرتیں، اور ہمارے لیے میراث بھی نصف ہے، تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ) ”اللہ نے جو تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی تمنا نہ کرو۔“ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ نے ان کے

ظَعِينَةٍ قَدِمَتِ الْمَدِينَةَ مُهَاجِرَةً.

بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: ((إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ)) سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والی پہلی خاتون تھیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ. وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُرْسَلٌ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث مرسل ہے۔ ان میں سے بعض اسے ابن ابی نجیح عن مجاہد کی سند سے مرسل روایت کیا ہے کیونکہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس طرح اور اس طرح۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) بعض کہتے ہیں یہ مرسل ضعیف ہے اور ابن ابی نجیح مدلس ہے۔

تخریج الحدیث: عبد الرزاق فی تفسیرہ: ١/١٥٦، وسعید بن منصور فی تفسیرہ: ٦٢٤، والطبری فی تفسیرہ: ٥/٤٦، ٤٧، مسند ابو یعلی: ٦٩٥٩، معجم الکبیر للطبرانی: ٢٣/٦٠٩، مستدرک حاکم: ٢/٣٠٥۔ ٣٠٦، سنن کبریٰ للبیهقی: ٩/٢١، مسند احمد: ٢٦٧٣٦

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مختلف درجات میں پیدا فرمایا ہے اور بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی۔ مثلاً: حسن کے اعتبار سے، صحت و قوت کے لحاظ سے، عقل و شعور میں فرق رکھ دیا تو جنس کے اعتبار سے بھی سبھی ایک جیسے نہیں بلکہ بعض مرد ہیں تو بعض عورتیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے جس کو بھی جس حیثیت میں پیدا فرمایا ہے اسے اسی حد میں رہ کر اپنی آخرت کی تیاری کرنی چاہیے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر بلند مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اللہ کریم کی تقسیم پر راضی رہنا چاہیے اور دوسروں کو جو فضیلت حاصل ہے اس کی تمنا نہیں کرنی چاہیے۔ مگر افسوس ہے کہ آج عورتیں اپنے رب تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہیں اور وہ مرد بننا چاہتی ہیں، ان کی نقالی کریں گی، اور اپنے آپ کو "آئرن لیڈی" ثابت کرنے کی ناکام سعی کرتی ہیں۔ یہی صورتحال کچھ مردوں کی ہے کہ وہ لباس، وضع قطع اور رہن سہن میں عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، حالانکہ یہ بہت بڑا جرم اور لعنت کا باعث ہے، اس لیے سبھی کو اپنی اپنی حدود میں رہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

3023: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ وَلَدِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ لَا أَسْمَعُ اللهَ ذَكَرَ النِّسَاءَ فِي الْهِجْرَةِ. فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى (أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ). (آل عمران: ١٩٥)

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اللہ کو ہجرت میں عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے نہیں سنا، تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ) "میں تم میں سے عمل کرنے والے کسی مرد یا عورت کے عمل کو ضائع نہیں کرتا تم ایک دوسرے میں سے ہو۔"

حکم الحدیث: (صحيح بما قبله) اخرجه الطبري في التفسير: ٤/٢١٥، الحاكم: ٢/٣٠٠، انظر تحفة الاشراف: ١٨٢٤٩

تخریج الحدیث: تفسیر عبدالرزاق: ١/١٤٤، مسند الحمیدی: ٣٠١، سنن سعید بن منصور: ٥٥٢، مسند ابو یعلی: ٦٩٥٨، معجم الکبیر للطبرانی: ٢٣/٦٥١

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے اطاعت و فرمانبرداری میں مرد و عورت کو یکساں حکم ارشاد فرمایا اور شریعت کے احکام کا مکلف بنایا ہے، تو اجر میں بھی ان کو برابر رکھا ہے، اجر میں کمی بیشی صنفی تقسیم کی وجہ سے نہیں بلکہ خشوع خضوع، اور مشقت کے لحاظ سے ہو سکتی ہے۔ لہٰذا مرد و خواتین کو عمل کے میدان میں ایک دوسرے کی نا صرف کہ برابری کرنے کی کوشش کرنی چاہیے بلکہ ایک دوسرے سے نیکی میں آگے بڑھنے کی جستجو کریں۔

3024: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْهِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ. فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ (فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا) (النساء: ٤١) غَمَزَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

سیّدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں انہیں قرآن پڑھ کر سناؤں جبکہ آپ منبر پر تھے، پس میں نے آپ ﷺ کو سورۂ النساء میں سے پڑھ کر سنایا حتیٰ کہ جب میں اس آیت پر پہنچا: (فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا) پر پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے مجھے اشارہ فرمایا (کہ بس کرو) میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بار تھیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى أَبُو الأَحْوَصِ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَإِنَّمَا هُوَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابو الاحوص نے اعمش عن ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ کی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ حالانکہ وہ ابراہیم عن عبیدہ عن عبداللہ کی سند سے ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) بعض کہتے ہیں اس کی سند اعمش کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٥٨٢، صحيح مسلم: ٨٠٠، سنن ابو داود: ٣٦٦٨، سنن نسائی کبریٰ: ٨٠٧٥، ٨٠٧٩، ١١١٠٥، مسند احمد: ٣٥٤٩، ٣٥٥٠، ٣٦٠٦، صحيح ابن حبان: ٧٣٥، ٧٠٦٥

3025: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اقْرَأْ عَلَيَّ)). فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ ((إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)). فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ (وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا) (النساء: ٤١) قَالَ فَرَأَيْتُ عَيْنَيِ النَّبِيِّ ﷺ تَهْمُلَانِ.

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "قرآن پڑھ کر سناؤ" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں آپ کو پڑھ کر سناؤں جبکہ آپ ﷺ پر تو اسے نازل کیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے علاوہ کسی اور سے اسے سننا پسند کرتا ہوں۔" تو میں نے سورۂ النساء پڑھی حتیٰ کہ جب میں ((وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا)) پر پہنچا تو میں نے نبی ﷺ کی آنکھوں کو اشک بار دیکھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الأَحْوَصِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ابو الاحوص کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٥٦٣، ابو يعلى: ٥٠٦٩، الطبراني في الاوسط: ١٦١٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٥٨٢، صحیح مسلم: ٨٠٠، سنن ابو داود: ٣٦٦٨، وسنن نسائی کبریٰ: ٨٠٧٩، ٨٠٧٥، ١١١٠٥، مسند احمد: ٣٥٤٩، ٣٥٥٠، ٣٦٠٦، صحیح ابن حبان: ٧٣٥، ٧٠٦٥

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے جہاں دوسروں سے قرآن مجید سننے کا مسئلہ معلوم ہوا وہی پر یہ بھی ثابت ہوا کہ استاد کو اپنے شاگرد کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ افسر کو اپنے ماتحتوں کے ساتھ دوستانہ ماحول رکھنا چاہیے تاکہ وہ بہتر سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کریں نا کہ ہر وقت ان پر اپنی افسری کا رعب جمانے کے لیے جائز، ناجائز ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہیں۔

(۲) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے ان کی امتوں کے متعلق گواہی لیں گے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اپنی اپنی امت کو پہنچا دیا ہے۔ پھر امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں گواہی دیں گے کہ یہ نبی واقعی سچ کہہ رہے ہیں، کہ انہوں نے تبلیغ کی، اب اگر قوموں نے نہیں مانا تو وہ نافرمان ٹھہرے۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۹۶۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

(۳) اس آیت مبارکہ سے سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی عدالت اور آخرت کا تصور کر کے آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، "اللہ اکبر"

آج ہم بھی قرآن مجید پڑھتے اور سنتے ہیں لیکن سوچیے قرآن مجید ہم پر کتنا اثر کرتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے تو مومن کی شان یہ بیان فرمائی:

إِذَا ذُكِرَ اللهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا (الانفال:۲)

"جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو ایمان میں زیادہ کر دیتی ہیں"۔

3026: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الأَعْمَشِ نَحْوَ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ هِشَامٍ.

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: صَنَعَ لَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ طَعَامًا فَدَعَانَا وَسَقَانَا مِنَ الْخَمْرِ، فَأَخَذَتِ الْخَمْرُ مِنَّا وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَقَدَّمُونِي فَقَرَأْتُ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ. قَالَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ)

(النساء: ٤٣).

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے کھانا تیار کیا، ہمیں دعوت دی اور ہمیں شراب پلائی، شراب نے ہمیں مدہوش کر دیا، اور نماز کا وقت ہو گیا، انہوں نے مجھے امام بنایا، میں نے سورۃ الکافرون پڑھی: ((قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ)) تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ((لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ)) "ایمان دارو! نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشے میں ہو حتیٰ کہ تم جو کہتے ہو وہ جان لو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس میں عطاء مختلط ہے اور یہ ضعیف ہے۔ البتہ ابو داؤد کی حدیث اس سے کفایت کرتی ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۳٦۷۱، تفسیر الطبری: ۵/۹۵، مستدرک حاکم: ۲/۳۰۷

فوائد الحدیث: (۱) اسلام کے جن احکام میں دفعۃً یا بتدریج تبدیلی کی گئی ان میں ایک "خمر" (شراب) کا حرام ہونا بھی ہے۔ "خمر" اس چیز کو کہتے ہیں جس سے نشہ پیدا ہو جائے خواہ وہ "مشروب" (پینے والی) ہو۔ یا "مأکول" (کھانے والی)۔ ہماری زبان میں اسے "شراب" کہا جاتا ہے۔ عرب کے معاشرے میں شراب ایک عام مشروب تھا جو ہر کسی سے اور ہر وقت میسر تھا اور ہر دستر خوان پر سجا ہوتا تھا۔ سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس کے نقصان اور گناہ سے آگاہ فرمایا کہ اگرچہ معاشی طور پر اس میں کچھ فائدہ بھی ہے لیکن اس کا گناہ، اس کے نفع سے زیادہ ہے، ارشاد فرمایا:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ .... الایۃ (البقرہ:۲۱۹)

"اور وہ لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں تو آپ ﷺ انہیں بتا دیجیے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے نفع بھی ہے اور ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے"۔

بہت سارے لوگ اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد شراب پینے سے رک گئے لیکن چونکہ ابھی اسے حرام قرار نہیں دیا گیا اس لیے لوگ اسے استعمال کر لیتے تھے۔ چنانچہ اسی دوران سیّدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک دعوت میں شراب بھی رکھی گئی جسے حاضرین نے نوش فرمایا، ان میں سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے، جب نماز کا وقت ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے جماعت کرائی اور سورۃ الکافرون کی قرأت فرمائی لیکن نشے کی حالت میں لاعلمی میں بعض کلمات چھوٹ گئے جس کی وجہ سے ان آیات کا معنی اس کے مفہوم کے بالکل الٹ ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (النساء:۴۳)

"اے ایمان والو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ، حتیٰ کہ تم جان لو جو تم کہہ رہے ہو"۔

مزید بہت سے لوگ شراب پینے سے رک گئے لیکن ابھی تک اس کی حرمت نازل نہیں ہوئی تو سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دعا کی۔ اللھم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا (نسائی ص ۲/۳۲۰ کتاب الاشربہ) "اے اللہ: ہمارے لیے شراب کے متعلق واضح حکم فرما" تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (المائدہ:۹۰)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو بے شک شراب اور جوا، شرک کے لیے نصب کردہ (مختص) چیزیں اور فال (قسمت معلوم کرنے) کے تیر سب گندی چیزیں، شیطانی کام ہیں، تو ان سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ"۔

(۲) بعض لوگ جو "خمر" کا معنی صرف انگوروں سے بنائی گئی شراب سمجھتے ہیں وہ درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے زبان نبوت سے ہر نشہ آور چیز کو "خمر" فرمایا ہے۔ اور "خمر" حرام ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں قال رسول اللہ ﷺ کل مسکر خمر و کل مُسکر حرام (نسائی ص ۲/۳۲۳، کتاب الاشربہ) "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نشہ آور چیز "خمر" ہے اور ہر نشہ آور حرام ہے"۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۸٦۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)۔

3027: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انصار کے ایک آدمی نے مقام حرہ کی ایک نالی کے بارے میں زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا

الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ. فَقَالَ الأَنْصَارِيُّ: سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ، فَأَبَى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ ((اسْقِ يَا زُبَيْرُ وَأَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ)). فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ، وَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ.

کیا، وہ اس کے ذریعے نخلستان کو سیراب کرتے تھے، انصاری نے کہا: پانی کو چھوڑ دو وہ گزرتا / چلتا رہے، انہوں نے یہ بات نہ مانی، وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مقدمہ لے آئے، تو رسول اللہ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”زبیر! سیراب کرنے کے بعد پانی اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دیا کر۔“ انصاری تو ناراض ہو گیا، اور کہا: اللہ کے رسول! یہ آپ ﷺ کے پھوپھی زاد جو ہوئے؟

فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ ((يَا زُبَيْرُ اسْقِ وَاحْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ)). فَقَالَ الزُّبَيْرُ: وَاللهِ إِنِّي لأَحْسِبُ هَذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذَلِكَ (فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ) (النساء: ٦٥) الآيَةَ.

پس رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا، پھر فرمایا: ”زبیر! سیراب کر اور پھر پانی روک لے حتی کہ وہ منڈیر تک پہنچ جائے۔“ زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی: ((فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فيما شجر بينهم)) ”تیرے رب کی قسم! وہ ایمان دار نہ ہوں گے حتی کہ وہ آپس کے جھگڑے میں آپ ﷺ کو فیصل نہ بنالیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ قَدْ رَوَى ابْنُ وَهْبٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَيُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ. وَرَوَى شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: میں نے امام بخاری رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ابن وہب نے اس حدیث کو لیث بن سعد اور یونس عن الزہری عن عروہ عن عبداللہ بن زبیر کی سند سے اسی حدیث کے مانند روایت کیا ہے۔ اور شعیب بن ابی حمزہ نے زہری عن عروہ عن الزبیر کی سند سے روایت کیا ہے اور انہوں نے عن عبداللہ بن زبیر ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیہ، دیکھیں حدیث ۱۳۶۳

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۳۵۹، صحیح مسلم: ۲۳۵۷، سنن ابو داود: ۳۶۳۷، سنن ابن ماجہ: ۱۵ و ۲۴۸۰، سنن نسائی: ۸/۲۴۵، مسند احمد: ۱۶۱۱۶، صحیح ابن حبان: ۲۴

فوائد الحدیث: (۱) یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے احکام کو ماننا فرض ہے، اور یہ کہ دل کی خوشی سے تسلیم کرنا چاہیے، اگر کوئی شخص آپ ﷺ کا فیصلہ مان لیتا ہے لیکن دل سے خوش نہیں ہوتا تو وہ مومن نہیں۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کی حدیث حجت ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۳۶۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

3028: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ

سیّدنا عبداللہ بن یزید، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس آیت: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ

بْنَ يَزِيدَ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذِهِ الآيَةِ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ﴾ (النساء: ٨٨) قَالَ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ. فَكَانَ النَّاسُ فِيهِمْ فَرِيقَيْنِ فَرِيقٌ يَقُولُ اقْتُلْهُمْ. وَفَرِيقٌ يَقُولُ لَا. فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ﴾ وَقَالَ ((إِنَّهَا طَيبَةُ وَقَالَ إِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيدِ)).

فِئَتَيْنِ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: غزوہ احد کے موقع پر نبی ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ واپس آئے تو لوگ دو گروہ ہو گئے تھے: ان میں سے ایک گروہ کہتا: ان کو قتل کر دو دوسرا فریق کہتا: نہیں، پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ﴾ "انہیں کیا ہوا منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو گئے۔" فرمایا: "وہ (مدینہ) طیبہ ہے۔" اور فرمایا: "وہ ناپاکی کو اسی طرح دور کر دیتا ہے جس طرح آگ لوہے کی میل کچیل (گند) دور کر دیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ هُوَ الأَنْصَارِيُّ الْخَطْمِيُّ وَلَهُ صُحْبَةٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور عبداللہ بن یزید، یہ انصاری، خطمی ہیں اور یہ صحابی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٤/٤٠٦، الطبراني في الكبير: ٤٨٠٤، البغوي: ٣٧٨٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٨٨٤، صحیح مسلم: ١٣٨٤، ٢٧٧٦، وسنن نسائی کبریٰ: ١١١١٣، مسند احمد: ٢١٥٩٩

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ جب غزوہ احد کے لیے نکلے تو منافقین مدینہ منورہ سے کچھ دور جا کر یہ بہانہ کرتے ہوئے واپس چلے گئے کہ ہماری بات نہیں مانی گئی لہٰذا ہم اس جنگ میں شریک نہیں ہوں گے۔ تو مسلمانوں کا ایک گروہ کہنے لگا کہ ہمیں ان کے خلاف بھی جہاد کرنا چاہیے اور انہیں قتل کر دینا چاہیے جبکہ دوسرا گروہ کہنے لگا کہ انہیں نظر انداز کر دیا جائے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ تمہیں منافقین کے بارے یکسو اور متفق ہونا چاہیے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کی شان میں ارشاد فرمایا کہ مدینہ تو "طیبہ" ہے یہ گندگی کو ایسے صاف کر دیتا ہے جیسے آگ لوہے کے زنگ کو صاف کر دیتی ہے۔

3029: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَجِيءُ الْمَقْتُولُ بِالْقَاتِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاصِيَتُهُ وَرَأْسُهُ بِيَدِهِ وَأَوْدَاجُهُ تَشْخَبُ دَمًا يَقُولُ يَا رَبِّ قَتَلَنِي هَذَا حَتَّى يُدْنِيَهُ مِنَ الْعَرْشِ)). قَالَ فَذَكَرُوا لِابْنِ عَبَّاسٍ التَّوْبَةَ فَتَلَا هَذِهِ الآيَةَ ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ (النساء: ٩٣) قَالَ وَمَا نُسِخَتْ هَذِهِ الآيَةُ وَلَا بُدِّلَتْ وَأَنَّى لَهُ التَّوْبَةُ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن مقتول قاتل کو لے کر آئے گا اس کی پیشانی اور اس کا سر اس کے ہاتھ میں ہو گا اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہو گا وہ عرض کرے گا: رب جی! اس نے مجھے قتل کیا حتیٰ کہ وہ اسے عرش کے قریب لے جائے گا۔" پس انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے توبہ کا ذکر کیا تو انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ "جو کسی مومن کو عمداً قتل کرے گا تو اس کی سزا جہنم ہے۔" انہوں نے فرمایا: یہ آیت منسوخ ہوئی نہ تبدیل تو پھر اس کے لیے توبہ

کہاں سے؟

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور بعض نے اس حدیث کو عمرو بن دینار عن ابن عباس کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٣٤٦٥-التحقيق الثاني، التعليق الرغيب: ٣/٢٠٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٦٢١، سنن نسائی: ٧/٨٥، ٨٧، ٨/٦٣، مسند احمد: ١٩٤١، ٢١٤٢، صحيح بخاری: ٤٥٩٠، صحيح مسلم: ٣٠٢٣، سنن ابو داود: ٤٢٧٥

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی مسلمان کو ناحق قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے، جس کی سزا جہنم ہے، اگر قاتل کو قصاص میں قتل کر دیا جائے یا اس سے دیت وصول کر لی جائے یا پھر مقتول کے ورثاء اسے معاف کر دیں تو اس کا یہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

(۲) توبہ کرنے سے قتل کا گناہ معاف ہوتا ہے یا نہیں اس بارے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور کئی ایک آئمہ، محدثین کا رجحان یہی ہے کہ قتل کی کوئی توبہ نہیں کیونکہ یہ حقوق العباد کا معاملہ ہے اور جس شخص مقتول کی حق تلفی ہوئی ہے وہ تو قتل ہو چکا ہے لہٰذا اس جرم کی نہ تلافی ہے اور نہ ہی معافی۔ لیکن صحیح بات یہی ہے کہ اس گناہ کی بھی توبہ ہے۔ اگر کوئی سچے دل سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما کر مقتول کو اپنی طرف سے اجر و ثواب دے کر راضی کر لیں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے پر قادر ہے، اور اس ذات باری تعالیٰ کا یہ قانون اور فیصلہ بھی ہے، إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء: ۴۸) "بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس کو چاہے گا بخش دے گا"۔ یہ آخرت کا معاملہ ہے کہ جو شخص گناہ کرے اور بغیر توبہ کے فوت ہو جائے تو سوائے مشرک کے اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا معاف کر دے گا، اگر معاف نہیں کرے گا تو سزا دے کر پھر اسے جنّت میں بھیج دیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص دنیا میں کفر اور شرک سے بھی توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کا شرک اور کفر جیسا گناہ بھی معاف فرما دیتے ہیں، قتل کرنا تو کفر اور شرک سے کم تر جرم ہے، بہر حال، ہے یہ سنگین ترین جرم اس سے بچنا چاہیے۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۳۸۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

3030: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رِزْمَةَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ غَنَمٌ لَهُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ قَالُوا مَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا لِيَتَعَوَّذَ مِنْكُمْ، فَقَامُوا فَقَتَلُوهُ وَأَخَذُوا غَنَمَهُ، فَأَتَوْا بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾. (النساء: ٩٤)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، بنو سُلیم کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کے پاس سے گزرا اس کے پاس کچھ بکریاں تھیں، اس نے انہیں سلام کیا، انہوں نے کہا: اس نے محض تم سے بچنے کی خاطر تمہیں سلام کیا ہے، پس وہ کھڑے ہوئے اور اسے قتل کر دیا، اس کی بکریاں قبضے میں لے لیں، وہ انہیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ "اے ایمان دارو! جب تم

اللہ کی راہ میں سفر کرو تو تحقیق کر لیا کرو اور جو تمہیں سلام کرے تو اسے یہ نہ کہہ دیا کرو کہ تو مومن ہی نہیں"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

اور اس باب میں اسامہ بن زید سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/١٢٥، الحاكم: ٢/٢٣٥، البيهقي: ٩/٦١٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠٢٣، مصنف ابن ابی شیبة: ١٠/١٢٥، ١٢/٣٧٧، صحیح ابن حبان: ٤٧٥٢، صحیح بخاری: ٤٥٩١، صحیح مسلم: ٣٠٢٥، سنن ابو داود: ٣٩٧٤، وسنن نسائی کبریٰ: ٨٥٩٠، ١١١١٦

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں مذکور آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ایک مومن شخص کو ہمیشہ تمام معاملات میں تحقیق سے کام لینا چاہیے، بغیر تحقیق کے محض رائے قیاس سے کیے ہوئے بعض اعمال بہت بڑے گناہ کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔

(۲) کسی بھی شخص پر شریعت کا کوئی حکم لاگو کرنے کے لیے ظاہر کا اعتبار کیا جائے گا دل کے معاملات اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اسی کے ہی سپرد ہیں وہ خود جو اس کی رضا ہوگی وہ فیصلہ فرمائے گا۔

(۳) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے اولیاء اللہ بھی غیب نہیں جانتے کہ سامنے موجود شخص کے متعلق جان سکیں کہ یہ کلمہ خلوص نیت سے پڑھ رہا ہے یا صرف اپنے بچاؤ اور دنیاوی مفاد کے لیے، تو دنیا میں اور کون ولی ہوگا جو لوگوں کے دلوں کے حالات جان لے اور غیب کی خبریں دے۔ کوئی نہیں! ہرگز ہرگز کوئی بھی نہیں! غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے۔

3031: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (النساء: ٩٥) جَاءَ عَمْرُو ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَكَانَ ضَرِيرَ الْبَصَرِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا تَأْمُرُنِي إِنِّي ضَرِيرُ الْبَصَرِ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى هَذِهِ الآيَةَ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ (النساء: ٩٥) الآيَةَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((ائْتُونِي بِالْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ أَوِ اللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ)).

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب یہ آیت: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ "مومنوں میں سے جہاد کرنے والے اور بیٹھے رہنے والے برابر نہیں" نازل ہوئی تو عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ راوی نے بیان کیا: وہ نابینا شخص تھے۔ تو عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ﷺ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں میں ایک نابینا شخص ہوں، تو اللہ نے یہ آیت ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ "علاوہ نقصان والے / معذوروں کے" نازل فرمائی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "تختی، دوات لاؤ۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَيُقَالُ عَمْرُو ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَيُقَالُ عَبْدُ اللهِ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَائِدَةَ وَأُمُّ مَكْتُومٍ أُمُّهُ.

ابو عیسیٰ نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حدیث کے راوی کو عمرو بن ام مکتوم کہا جاتا ہے۔ اور عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ عبداللہ بن زائدہ ہیں جبکہ ام مکتوم ان کی والدہ ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیہ، دیکھیں حدیث ۱۶۷۰

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۸۳۱، صحیح مسلم: ۱۸۹۸، سنن نسائی: ۶/۱۰، مسند احمد : ۱۸۴۸۵، ابن حبان: ۴۰

3032: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ سَمِعَ مِقْسَمًا مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ) (النساء: ۹۵) عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُونَ إِلَى بَدْرٍ لَمَّا نَزَلَتْ غَزْوَةُ بَدْرٍ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَحْشٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ إِنَّا أَعْمَيَانِ يَا رَسُولَ اللهِ فَهَلْ لَنَا رُخْصَةٌ فَنَزَلَتْ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ) وَ (فَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِينَ) (عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً) فَهَؤُلَاءِ الْقَاعِدُونَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ (وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا) (النساء: ۹۵) دَرَجَاتٍ مِنْهُ عَلَى الْقَاعِدِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرِ أُولِي الضَّرَرِ.

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، ((لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ)) تو عمرو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا۔ وہ نابینا تھے۔ اللہ کے رسول! آپ ﷺ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ میں نابینا شخص ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ((غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ)) ”سوائے ان کے جو عذر والے ہیں۔“ غزوہ بدر کے موقع پر۔ غزوہ بدر میں شرکت کرنے والے اور بدر میں شرکت نہ کرنے والے، جب غزوہ بدر کا حکم نازل ہوا تو عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم دونوں اندھے ہیں کیا ہمارے لیے کوئی رخصت ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی: ((لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ)) ((وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا)) پس یہ جہاد میں شرکت نہ کرنے والے (گھر میں بیٹھے رہنے والے) جن کے پاس عذر نہیں ہے۔ ((فَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا)) جہاد کرنے والوں کو جہاد میں شرکت نہ کرنے والوں پر درجات حاصل ہیں ایسے جن کے پاس عذر نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمِقْسَمٌ يُقَالُ هُوَ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ وَيُقَالُ هُوَ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَ كُنْيَتُهُ أَبُو الْقَاسِمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ ابن عباس کی حدیث سے۔ اور مقسم کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ عبداللہ بن حارث کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے وہ عبداللہ بن عباس کے آزاد کردہ غلام ہے۔ مقسم کی کنیت ابو القاسم ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطبري في التفسير: ۱۰۲۴۱، الطحاوي في شرح المشكل: ۱۴۹۶، البيهقي: ۹/۴۷

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۹۵۴، وسنن نسائی کبریٰ: ۱۱۱۱۷، شرح مشکل الآثار: ۹۴۹۲

3033: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ

سیّدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے مروان بن الحکم کو مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا، پس میں آیا حتیٰ کہ اس

ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمْلَى عَلَيْهِ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ) (النساء: ١٠١) قَالَ: فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ، وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى. فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي فَثَقُلَتْ حَتَّى هَمَّتْ تَرُضُّ فَخِذِي ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَيْهِ (غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ) (النساء: ٩٥).

کے پہلو میں بیٹھ گیا، انہوں نے ہمیں بتایا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ نبی ﷺ نے انہیں املا کرائی: ((لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ))، پس ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ یہ آیت مجھے لکھوا رہے تھے، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! اگر میں جہاد کر سکتا تو میں ضرور جہاد کرتا، وہ نابینا شخص تھے، تب اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ آپ ﷺ کی ران میری ران پر تھی۔ پس وہ مجھ پر اتنی بھاری ہوئی حتیٰ کہ مجھے اپنی ران پھٹ جانے کا اندیشہ ہوا، پھر یہ کیفیت ختم ہوئی تو اللہ نے آپ ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: ((غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ)) "علاوہ عذر والوں کے"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ نَحْوَ هَذَا. وَرَوَى مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ. وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ رِوَايَةُ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ رَجُلٍ مِنَ التَّابِعِينَ رَوَاهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَمَرْوَانُ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مِنَ التَّابِعِينَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ کئی ایک نے زہری عن سہل بن سعد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ معمر نے زہری سے اس حدیث کو قبیصہ بن ذؤیب عن زید بن ثابت کی سند سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں نبی ﷺ کے صحابی کا تابعین میں سے ایک آدمی سے روایت کرنا ہے۔ سہل بن سعد انصاری نے اسے مروان بن الحکم سے روایت کیا ہے جبکہ مروان نے نبی ﷺ سے نہیں سنا وہ تابعین میں سے ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن سعد: ٤/٢١١، الطبراني في الكبير: ٤٨١٤، البيهقي: ٩/٢٣، ابن الجارود: ١٠٣

تخريج الحديث: صحیح بخاری: ٢٨٣٢، صحیح مسلم: ١٨٩٨، ١٤١، سنن ابو داود: ٢٥٠٧، ٣٩٧٥، سنن نسائی: ٦/٩، مسند احمد: ٢١٦٠١، صحیح ابن حبان: ٤٧١٣

فوائد الحديث: (١) جب جہاد فرض عین نہ ہو بلکہ فرض کفایہ ہو کہ اس علاقے سے کچھ لوگ بھی جہاد کے لیے نکلیں تو سب کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے، تو اس وقت جو لوگ جہاد کے لیے نکلیں اور جو اپنے کام کاج کی وجہ سے گھروں میں ہی رہیں، یہ دونوں اجر و ثواب اور مقام و مرتبے کے لحاظ سے برابر نہیں ہو سکتے۔

(٢) "غیر اولی الضرر" سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر اور مجبوری کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکتا ہو تو ایسا شخص مستثنیٰ ہے نیز اس کی نیت، ذوق و شوق اور جذبے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو ایسے شخص کو مجاہدین کے برابر ثواب عطا فرما دیں گے۔

(۳) حدیث نمبر ۳۰۳۲ میں موجود عبداللہ بن جحش کی بجائے، احمد بن جحش درست ہے کیونکہ سیّدنا عبداللہ نابینے نہیں تھے ان کے بھائی سیّدنا احمد نابینے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (تحفۃ الاحوذی)

3034: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَاهُ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِنَّمَا قَالَ اللهُ (أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا) (النساء: ١٠١) وَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ. فَقَالَ عُمَرُ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ)).

یعلی بن امیہ نے بیان کیا کہ میں نے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے: ((أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ)) "اگر تمہیں خوف ہو تو نماز قصر کر لو۔" اب تو لوگ امن کی حالت میں ہیں، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس چیز سے تمہیں تعجّب ہو رہا ہے اس سے مجھے بھی تعجّب ہوا تھا۔ تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: "یہ ایک صدقہ ہے جو اللہ نے تم پر کیا ہے پس اس کے صدقے کو قبول کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٤٢٧٤، ابن ابي شيبة: ٢/٤٤٢، ابو يعلى: ١٨١، البغوي: ١٠٢٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٦٨٦، سنن ابو داود: ١١٩٩، ١٢٠٠، سنن ابن ماجه: ١٠٦٥، سنن نسائي: ٣/١١٦، مسند احمد: ١٧٤، صحيح ابن حبان: ٢٧٣٩

فوائد الحدیث: (۱) نماز قصر کا اصل حکم تو جہاد کے سفر کے متعلق ہی نازل ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحمت و شفقت فرماتے ہوئے عمومی سفر میں بھی اس کی اجازت باقی رکھی جسے رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقے پر محمول فرمایا ہے۔

(۲) سفر میں نماز قصر فرض نہیں ہے البتہ افضل اور بہتر ہے اس لیے سفر میں نماز قصر کر کے ہی پڑھنی چاہیے لیکن اگر کوئی شخص قصر نہ بھی کرے تو جائز ہے۔

3035: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْهُنَائِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ شَقِيقٍ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَزَلَ بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّ لِهَؤُلَاءِ صَلَاةً هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ، وَهِيَ الْعَصْرُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ فَمِيلُوا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً وَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ أَصْحَابَهُ شَطْرَيْنِ فَيُصَلِّيَ بِهِمْ، وَتَقُومَ طَائِفَةٌ أُخْرَى وَرَاءَهُمْ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي الْآخَرُونَ وَيُصَلُّونَ مَعَهُ رَكْعَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ يَأْخُذُ هَؤُلَاءِ حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ فَتَكُونُ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ضجنان اور عسفان کے درمیان پڑاؤ ڈالا تو مشرکوں نے کہا: ان کی ایک نماز ہے جو کہ انہیں ان کے آباء (باپ) اور ابناء (بیٹوں) سے بھی زیادہ پیاری ہے، وہ عصر کی نماز ہے، پس تم منصوبہ بندی کر کے یک بارگی ان پر حملہ کر دو، پس جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ اپنے اصحاب کو دو حصوں میں تقسیم کریں اور پھر انہیں نماز پڑھائیں، دوسرا گروہ ان کے پیچھے کھڑا ہو اور وہ ان کا بچاؤ کریں اور ان کا اسلحہ تھامیں، پھر دوسرے آئیں اور وہ ایک رکعت آپ ﷺ کے ساتھ پڑھیں، پھر یہ لوگ ان کا بچاؤ کریں اور ان کا اسلحہ

لَهُمْ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ وَلِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَكْعَتَانِ.

تھامیں، پس ان سب کی ایک ایک رکعت ہوگی جبکہ رسول اللہ ﷺ کی دو رکعتیں ہوں گی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَحُذَيْفَةَ وَأَبِي بَكْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ وَأَبُو عَيَّاشٍ الزُّرَقِيُّ اسْمُهُ زَيْدُ بْنُ صَامِتٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے عبداللہ بن شقیق عن ابی ہریرہ کی سند سے مروی روایت ہے۔ اور اس باب میں عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، ابن عباس، جابر، ابو عیاش زرقی، ابن عمر، حذیفہ، ابو بکرہ اور سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ ابو عیاش زرقی کا نام زید بن صامت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح الإسناد) اخرجه الطبري في تفسيره: ١٠٣٤٢، انظر تحفة الاشراف: ١٣٥٦٦

تخريج الحديث: سنن النسائي: ٣/١٧٤، مسند احمد: ١٠٧٦٥، صحيح ابن حبان: ٢٨٧٢

فوائد الحديث: جہاد فی سبیل اللہ کے دوران حالت جنگ میں صلوٰۃ الخوف پڑھنے کا کوئی ایک ہی خاص طریقہ نہیں بلکہ حالات کے پیش نظر مختلف طریقوں سے ادا کی جاسکتی ہے جس کی تفصیل "کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الخوف" میں گزر چکی ہے، حدیث الباب میں ان میں سے ایک طریقہ بیان ہوا ہے۔

3036: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي شُعَيْبٍ أَبُو مُسْلِمٍ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ: كَانَ أَهْلُ بَيْتٍ مِنَّا يُقَالُ لَهُمْ بَنُو أُبَيْرِقٍ بِشْرٌ وَبُشَيْرٌ وَمُبَشِّرٌ، وَكَانَ بُشَيْرٌ رَجُلاً مُنَافِقًا، يَقُولُ الشِّعْرَ يَهْجُو بِهِ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ يَنْحَلُهُ بَعْضَ الْعَرَبِ، ثُمَّ يَقُولُ: قَالَ فُلَانٌ: كَذَا وَكَذَا قَالَ فُلَانٌ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا سَمِعَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ذَلِكَ الشِّعْرَ قَالُوا وَاللهِ مَا يَقُولُ هَذَا الشِّعْرَ إِلَّا هَذَا الْخَبِيثُ أَوْ كَمَا قَالَ الرَّجُلُ وَقَالُوا ابْنُ الأُبَيْرِقِ قَالَهَا.

قتادہ بن نعمان نے بیان کیا، ہم میں سے ایک گھرانہ تھا انہیں بنو ابیرق کہا جاتا ہے: بشر، بُشیر اور مبشر، بُشیر منافق شخص تھا، وہ شعر کہتا اور ان کے ذریعے نبی ﷺ کے اصحاب کی ہجو بیان کرتا، پھر وہ انہیں بعض عرب کی طرف منسوب کر دیتا تھا، پھر کہتا: فلاں نے اس طرح کہا، فلاں نے اس طرح کہا، پس جب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے یہ شعر سنے، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اس طرح کے شعر یہ خبیث شخص ہی کہتا ہے، یا جس طرح اس آدمی نے کہا اور انہوں نے کہا: ابن ابیرق نے یہ کہا ہے۔

قَالَ وَكَانَ أَهْلُ بَيْتٍ حَاجَةٍ وَفَاقَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالإِسْلَامِ، وَكَانَ النَّاسُ إِنَّمَا طَعَامُهُمْ بِالْمَدِينَةِ التَّمْرُ وَالشَّعِيرُ، وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا كَانَ لَهُ يَسَارٌ فَقَدِمَتْ ضَافِطَةٌ مِنَ الشَّامِ مِنَ الدَّرْمَكِ ابْتَاعَ الرَّجُلُ مِنْهَا فَخَصَّ بِهَا نَفْسَهُ، وَأَمَّا الْعِيَالُ فَإِنَّمَا طَعَامُهُمُ التَّمْرُ

وہ گھرانہ دور جاہلیت اور اسلام میں تنگ دست اور فاقہ مست ہی رہے، مدینہ میں لوگوں کا کھانا کھجور اور جَو ہی تھا، وہ آدمی ایسا تھا کہ جب خوش حالی ہوتی شام سے شتربان میدہ لاتا تو وہ آدمی اس میں سے خرید لیتا اور اسے اپنی ذات کے لیے مخصوص کر لیتا، جبکہ بچے جو تھے ان کا کھانا تو وہی کھجور اور جَو ہی ہوتا تھا،

وَالشَّعِيرُ، فَقَدِمَتْ ضَافِطَةٌ مِنَ الشَّامِ فَابْتَاعَ عَمِّي رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ حِمْلاً مِنَ الدَّرْمَكِ فَجَعَلَهُ فِي مَشْرَبَةٍ لَهُ وَفِي الْمَشْرَبَةِ سِلَاحٌ دِرْعٌ وَسَيْفٌ، فَعُدِيَ عَلَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْبَيْتِ فَنُقِبَتِ الْمَشْرَبَةُ وَأُخِذَ الطَّعَامُ وَالسِّلَاحُ.

پس شام سے شتربان میدہ لایا تو میرے چچا رفاعہ بن زید نے قافلے والوں سے کچھ میدہ خرید لیا اور اسے اپنے بالاخانے میں رکھ لیا، اس بالاخانے میں اسلحہ تھا، زرہ اور تلوار تھی، پس گھر کے نیچے سے اسے نشانہ بنایا گیا پس اس بالاخانہ کو نقب لگا کر وہ غلہ اور اسلحہ اٹھالیا گیا۔

فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَانِي عَمِّي رِفَاعَةُ، فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي إِنَّهُ قَدْ عُدِيَ عَلَيْنَا فِي لَيْلَتِنَا هَذِهِ، فَنُقِبَتْ مَشْرَبَتُنَا فَذُهِبَ بِطَعَامِنَا وَسِلَاحِنَا. قَالَ: فَتَحَسَّسْنَا فِي الدَّارِ وَسَأَلْنَا فَقِيلَ لَنَا قَدْ رَأَيْنَا بَنِي أُبَيْرِقٍ اسْتَوْقَدُوا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ، وَلَا نُرَى فِيمَا نُرَى إِلَّا عَلَى بَعْضِ طَعَامِكُمْ. قَالَ وَكَانَ بَنُو أُبَيْرِقٍ قَالُوا: وَنَحْنُ نَسْأَلُ فِي الدَّارِ وَاللهِ مَا نُرَى صَاحِبَكُمْ إِلَّا لَبِيدَ بْنَ سَهْلٍ، رَجُلٌ مِنَّا لَهُ صَلَاحٌ وَإِسْلَامٌ فَلَمَّا سَمِعَ لَبِيدٌ اخْتَرَطَ سَيْفَهُ، وَقَالَ: أَنَا أَسْرِقُ فَوَاللهِ لَيُخَالِطَنَّكُمْ هَذَا السَّيْفُ أَوْ لَتُبَيِّنُنَّ هَذِهِ السَّرِقَةَ. قَالُوا إِلَيْكَ عَنْهَا أَيُّهَا الرَّجُلُ فَمَا أَنْتَ بِصَاحِبِهَا. فَسَأَلْنَا فِي الدَّارِ حَتَّى لَمْ نَشُكَّ أَنَّهُمْ أَصْحَابُهَا، فَقَالَ لِي عَمِّي يَا ابْنَ أَخِي لَوْ أَتَيْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرْتَ ذَلِكَ لَهُ.

پس جب صبح ہوئی تو میرے چچا رفاعہ میرے پاس آئے تو کہا: بھتیجے! اس رات ہمیں نشانہ بنایا گیا ہمارے بالاخانے کو نقب لگا کر وہاں سے ہمارا غلہ اور اسلحہ اٹھالیا گیا ہے، پس ہم نے اس محلے میں تفتیش کی اور پوچھ گچھ کی تو ہمیں بتایا گیا کہ ہم نے بنو ابیرق کو دیکھا کہ انہوں نے اس رات آگ جلائی تھی، ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ وہ تمہارے ہی کسی کھانے / غلے پر جلائی گئی ہے، راوی نے بیان کیا: ہم محلے میں پوچھ گچھ کر رہے تھے تو بنو ابیرق کہتے تھے: اللہ کی قسم! ہم تو اپنے میں سے صرف لبید بن سہل کو تمہارا چور سمجھتے ہیں، جبکہ وہ تو ایک صالح اور مسلمان شخص تھا، پس جب لبید نے یہ سنا تو اس نے اپنی تلوار سونت لی، اور کہا: میں چوری کرتا ہوں؟ اللہ کی قسم! یہ تلوار تم پر چلے گی یا پھر تم اس چوری کی وضاحت کرو گے۔ انہوں نے کہا: اے شخص! ہم سے دور رہو، تم چور نہیں ہو، پس ہم نے محلے میں پوچھ گچھ کی حتی کہ ہم نے شک نہ کیا کہ وہ ہمارے چور ہیں، میرے چچا نے مجھے کہا: بھتیجے! کاش کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے اس کا ذکر کرو۔

قَالَ قَتَادَةُ: فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَّا أَهْلَ جَفَاءٍ عَمَدُوا إِلَى عَمِّي رِفَاعَةَ بْنِ زَيْدٍ فَنَقَبُوا مَشْرَبَةً لَهُ وَأَخَذُوا سِلَاحَهُ وَطَعَامَهُ فَلْيَرُدُّوا عَلَيْنَا سِلَاحَنَا، فَأَمَّا الطَّعَامُ فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((سَآمُرُ فِي ذَلِكَ)). فَلَمَّا سَمِعَ بَنُو أُبَيْرِقٍ أَتَوْا رَجُلاً مِنْهُمْ، يُقَالُ: لَهُ أَسِيرُ بْنُ عُرْوَةَ فَكَلَّمُوهُ فِي ذَلِكَ فَاجْتَمَعَ فِي ذَلِكَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ

سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، پس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے عرض کیا: کہ ہم میں سے ایک گھرانہ ظالم ہے انہوں نے میرے چچا رفاعہ بن زید رضی اللہ عنہ کے گھر کا قصد کیا اور اس کے بالاخانے کو نقب لگا کر وہاں سے اس کا اسلحہ اور غلہ چوری کر لیا ہے، پس وہ ہمارا اسلحہ واپس کر دیں، رہا غلہ تو ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں اس کا حکم دوں گا۔“ جب بنو ابیرق نے سنا تو وہ

اللهِ إِنَّ قَتَادَةَ بْنَ النُّعْمَانِ وَعَمَّهُ عَمَدَا إِلَى أَهْلِ بَيْتٍ مِنَّا أَهْلِ إِسْلَامٍ وَصَلَاحٍ يَرْمُونَهُمْ بِالسَّرِقَةِ مِنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ وَلَا ثَبْتٍ.

ہم میں سے ایک شخص کے پاس آئے اس کا نام اسیر بن عروہ تھا، انہوں نے اس بارے ان سے بات کی، اس بارے میں محلے کے کچھ لوگ اکٹھے ہوئے، تو انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! قتادہ بن نعمان اور اس کے چچا نے ہمارے ایک گھرانے کا قصد کیا وہ اہل اسلام اور اہل صلاح ہیں، یہ ان پر چوری کا الزام لگاتے ہیں جبکہ ان کے پاس کوئی گواہ اور ثبوت نہیں۔

قَالَ قَتَادَةُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَكَلَّمْتُهُ فَقَالَ ((عَمَدْتَ إِلَى أَهْلِ بَيْتٍ ذُكِرَ مِنْهُمْ إِسْلَامٌ وَصَلَاحٌ تَرْمِيهِمْ بِالسَّرِقَةِ عَلَى غَيْرِ ثَبْتٍ وَلَا بَيِّنَةٍ)). قَالَ: فَرَجَعْتُ وَلَوَدِدْتُ أَنِّي خَرَجْتُ مِنْ بَعْضِ مَالِي وَلَمْ أُكَلِّمْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي ذَلِكَ، فَأَتَانِي عَمِّي رِفَاعَةُ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي مَا صَنَعْتَ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ اللهُ الْمُسْتَعَانُ.

سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ سے بات کی آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے ایک ایسے گھرانے کا قصد کیا ہے جو اسلام و صلاح کے حوالے سے مشہور ہیں اور کسی ثبوت و گواہ کے بغیر ان پر چوری کا الزام لگاتے ہو۔“ پس میں واپس آگیا، اور میں نے چاہا کہ میرا کچھ مال چلا جاتا اور میں رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں بات نہ کرتا، پس میرے چچا رفاعہ میرے پاس آئے اور کہا: بھتیجے! تو نے کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جو فرمایا تھا میں نے وہی انہیں بتا دیا تو انہوں نے کہا: اللہ ہی سے مدد کی درخواست ہے۔

فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ نَزَلَ الْقُرْآنُ (إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللهُ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا) (النساء: ١٠٥) بَنِي أُبَيْرِقٍ (وَاسْتَغْفِرِ اللهَ) (النساء: ١٠٦) أَيْ مِمَّا قُلْتَ لِقَتَادَةَ (إِنَّ اللهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا) (النساء: ١٠٦) (وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللهِ) (النساء: ١٠٨) إِلَى قَوْلِهِ (غَفُورًا رَحِيمًا) (النساء: ١١٠) أَيْ لَوِ اسْتَغْفَرُوا اللهَ لَغَفَرَ لَهُمْ (وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَى نَفْسِهِ) إِلَى قَوْلِهِ (إِثْمًا مُبِينًا) قَوْلُهُمْ لِلَبِيدٍ (وَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ) (النساء: ١١٣) إِلَى قَوْلِهِ (فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا) (النساء: ١١٤)

پس کچھ ہی دیر بعد قرآن نازل ہوا: (إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللهُ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا) ”ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ اللہ نے جو آپ ﷺ کی راہنمائی کی ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں، اور آپ ﷺ خیانت کرنے والوں کے طرف دار نہ بنیں۔“ یعنی: بنو ابیرق کے ”اور اللہ سے مغفرت طلب کریں۔“ آپ ﷺ نے جو قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہا ہے اس بارے میں، ”بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ (وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللهِ) ”آپ ﷺ ان لوگوں کی طرف سے جھگڑا نہ کریں جو اپنے آپ سے خیانت کرتے ہیں

بے شک اللہ خیانت کرنے والے گناہ گار کو پسند نہیں کرتا۔" "وہ لوگوں سے تو چھپتے ہیں لیکن وہ اللہ سے نہیں چھپ سکتے وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔" اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (وہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے تک" یعنی: اگر وہ اللہ سے مغفرت طلب کریں تو وہ انہیں بخش دے گا۔ (وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَى نَفْسِهِ) آخر تک (إِثْمًا مُبِينًا) "جو کوئی گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ اسے اپنی ہی جان پر بوجھ بنا رہا ہے۔" اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (إِثْمًا مُبِينًا) "ظاہر گناہ" تک۔ ان کا لبید کے لیے کہنا۔ (وَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ) إِلَى قَوْلِهِ (فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا) "اگر اللہ کا آپ پر فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا) پس ہم عنقریب اسے اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔"

فَلَمَّا نَزَلَ الْقُرْآنُ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالسِّلَاحِ فَرَدَّهُ إِلَى رِفَاعَةَ فَقَالَ قَتَادَةُ: لَمَّا أَتَيْتُ عَمِّي بِالسِّلَاحِ، وَكَانَ شَيْخًا قَدْ عَسِيَ أَوْ عَشِيَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكُنْتُ أُرَى إِسْلَامَهُ مَدْخُولاً، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ بِالسِّلَاحِ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي! هُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَعَرَفْتُ أَنَّ إِسْلَامَهُ كَانَ صَحِيحًا فَلَمَّا نَزَلَ الْقُرْآنُ لَحِقَ بُشَيْرٌ بِالْمُشْرِكِينَ، فَنَزَلَ عَلَى سُلَافَةَ بِنْتِ سَعْدِ ابْنِ سُمَيَّةَ، فَأَنْزَلَ اللهُ (وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً بَعِيدًا) (النساء: ١١٦)

پس جب قرآن نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اسلحہ پیش کیا گیا آپ ﷺ نے وہ رفاعہ کو واپس کر دیا۔ قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں اسلحہ لے کر اپنے چچا کے پاس آیا جبکہ وہ عمر رسیدہ ہو چکے تھے دور جاہلیت میں ان کی بینائی کمزور ہو چکی تھی، میں ان کے اسلام میں کچھ شک سمجھتا تھا، جب میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: بھتیجے! یہ اللہ کی راہ میں وقف ہے، پس میں نے جان لیا کہ ان کا اسلام صحیح تھا، جب قرآن نازل ہوا تو بشیر مشرکوں کے ساتھ جا ملا۔ وہ سلافہ بنت سعد ابن سمیہ کا مہمان ٹھہرا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً بَعِيدًا) "جو رسول کی مخالفت کرتا ہے اس کے بعد کہ اس کے لیے ہدایت واضح ہو چکی اور وہ مومنوں کی راہ کے

علاوہ کسی اور راہ کی اتباع کرتا ہے تو پھر ہم اسے اسی طرف پھیلا دیتے ہیں جس طرف وہ پھرتا ہے ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور وہ اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ دور کی گمراہی میں بھٹک جاتا ہے۔"

فَلَمَّا نَزَلَ عَلَى سُلَافَةَ رَمَاهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ بِأَبْيَاتٍ مِنْ شِعْرِهِ، فَأَخَذَتْ رَحْلَهُ فَوَضَعَتْهُ عَلَى رَأْسِهَا ثُمَّ خَرَجَتْ بِهِ فَرَمَتْ بِهِ فِي الْأَبْطَحِ، ثُمَّ قَالَتْ: أَهْدَيْتَ لِي شِعْرَ حَسَّانَ مَا كُنْتَ تَأْتِينِي بِخَيْرٍ.

پس جب اس نے سلافہ کے ہاں قیام کیا تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے شعر میں سے کچھ ابیات کے ذریعے اس کی ایسی ہجو بیان کی کہ اس نے اس کا پالان اٹھایا اسے اپنے سر پر رکھا، پھر اسے لے کر باہر گئی اور اسے ابطح وادی میں پھینک آئی۔ پھر اس نے کہا: تو حسان کا شعر میرے لیے ہدیہ لایا ہے۔ تو میرے پاس کوئی خیر نہیں لاتا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ غَيْرَ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيِّ. وَرَوَى يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ مُرْسَلٌ لَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ وَقَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ هُوَ أَخُو أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لِأُمِّهِ وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے اسے صرف محمد بن سلمہ حزانی نے مسند بیان کیا ہے۔
اس حدیث کو یونس بن بکیر اور کئی ایک اہل الحدیث / محدثین نے محمد بن اسحق عن عاصم بن عمر بن قتادہ کی سند سے مرسل روایت کیا ہے۔ انہوں نے اس میں عن ابیہ عن جدہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے ان کی ماں کی طرف سے بھائی ہیں۔
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک بن سنان ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح الترمذي: ٢٤٣٢، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٢١/٤٨٣-٤٨٤
تخریج الحدیث: تفسير الطبرى: ٥/٢٦٥، معجم الكبير للطبرانى: ١٩/١٥، مستدرک حاكم: ٤/٣٨٥
فوائد الحدیث: حدیث الباب میں سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۰۵ سے آیت نمبر ۱۱۶ تک کے شان نزول میں واقعہ کی تفصیل بیان ہوئی ہے، جس سے چند ایک مسائل کا اثبات ہوتا ہے، مثلاً:

۱۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے، جسے حق کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔
۲۔ قرآن مجید کی تفسیر و توضیح بھی اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے پیغمبر ﷺ کو سکھائی ہے۔
۳۔ حدیث رسول اللہ ﷺ بھی وحی الٰہی اور "منزل من اللہ" ہے۔
۴۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہیے تاکہ انجانے میں کی ہوئی غلطیاں بھی اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں۔

۵۔ کسی بھی خائن، بد دیانت اور غلط کار آدمی کی حمایت نہیں کرنی چاہیے اگر لاعلمی سے ایسا ہو جائے تو فوراً توبہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے۔

۶۔ جو لوگ، مذہبی، سیاسی، خاندانی، قبیلے، برادری یا علاقائی نسبت سے بد دیانت اور جھوٹے لوگوں کی حمایت اور وکالت کرتے ہیں انہیں فکر کرنی چاہیے کہ اس کے بعد قیامت کا دن قائم ہونے والا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے حساب لینا ہے تو اس وقت ان کی وکالت کون کرے گا، لہٰذا اس دنیا میں بھی انسان کو ہمیشہ حق و سچ کا ساتھ دینا چاہیے اور اس کی ہی حمایت و وکالت کرنی چاہیے۔

۷۔ کسی بھی بے گناہ پر الزام لگانا بہت بڑا جرم ہے چہ جائیکہ آدمی خود جرم کر کے کسی دوسرے کے سر تھوپ دے اور اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرے یہ تو اس سے بھی بڑا گناہ اور جرم ہے لہٰذا اس قسم کی حرکتوں سے اجتناب ضروری ہے کہ دنیا کی سزا آخرت کے مقابلے میں بہت ہلکی ہے۔

۸۔ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہ تھے ورنہ ایک جھوٹے آدمی کی حمایت نہ کرتے۔

۹۔ انسان دشمن کے شر سے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے ہی بچ سکتا ہے لہٰذا ہر وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہنا چاہیے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے جو دین و شریعت قرآن و حدیث کی صورت میں نازل فرمایا ہے اسی کی پیروی اور اتباع میں زندگی گزارنی چاہیے کہ قرآن و حدیث سے راہنمائی پا کر ہی آدمی دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکتا ہے۔

۱۱۔ انسان کو گفتگو کرتے وقت ہمیشہ دوسروں کی اصلاح یا نیکی کی ترغیب کے لیے ہی بات چیت کرنی چاہیے، اسی میں ہی خیر ہے، ہر قسم کی فضول گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے کہ آدمی کے لیے وبال جان ہے۔ جبکہ نیکی کرنا اور نیکی کی رغبت دلانا اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب کا باعث ہے۔

۱۲۔ انسان کو ہمیشہ سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع و پیروی کرنی چاہیے اور عقائد، اعمال، معاملات اخلاقیات وغیرہ میں آپ ﷺ کی نافرمانی اور مخالفت سے بچنا چاہیے۔ نیز امت سے ہٹ کر اپنی الگ سے کوئی راہ اختیار نہیں کرنی چاہیے۔ خصوصاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور خیر القرون کے منہج و طریقے سے نہیں ہٹنا چاہیے۔

۱۳۔ اگر گناہ کرتے ہوئے فوری اللہ تعالیٰ کی پکڑ نہ آئے تو آدمی کو دلیر نہیں ہو جانا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے ہر قسم کے گناہ اور نافرمانی سے بچنا چاہیے کہ گناہ کی سزا آخر کار جہنم ہے۔

۱۴۔ انسان سے گناہ ہو جانا کوئی بعید نہیں لیکن گناہ سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرنی چاہیے خصوصاً اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرے کیونکہ یہ تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے جن کی وجہ سے اس کی دنیا میں کی ہوئی ہر قسم کی چھوٹی بڑی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں اور اگر آدمی بغیر توبہ کے مر جائے تو آخرت میں نجات کے تمام راستے مسدود ہو جاتے ہیں کہ نا اس کی کوئی سفارش کرے گا اور نہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائیں گے، اس لیے ہر قسم کے شرک سے دنیا میں ہی توبہ کر کے اپنے رب تعالیٰ کو راضی کرنا ہو گا، ورنہ قیامت کے دن کا پچھتاوا کسی کام نہیں آئے گا۔

۱۵۔ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر کسی اور چیز یا مذہب کی پیروی کرنا جسے عرف میں "تقلید" کا نام دیا جاتا ہے بھی شرک کے زمرے میں آتا ہے کہ شریعت سازی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اور مقلدین حضرات یہ حلال و حرام کا اختیار اپنے مقتدا و پیشوا کو دے دیتے ہیں۔

3037: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے قرآن کی یہ آیت:

النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ ثُوَيْرِ بْنِ أَبِي فَاخِتَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ هَذِهِ الآيَةِ (إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ) (النساء: ١١٦)

((إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ)) "بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔" سب سے زیادہ محبوب ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو فَاخِتَةَ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ عِلَاقَةَ وَثُوَيْرٌ يُكْنَى أَبَا جَهْمٍ وَهُوَ رَجُلٌ كُوفِيٌّ مِنَ التَّابِعِينَ وَقَدْ سَمِعَ مِنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ. وَابْنُ مَهْدِيٍّ كَانَ يَغْمِزُهُ قَلِيلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابو فاختہ کا نام سعید بن علاقہ ہے، ثویر کی کنیت ابو جہم ہے، وہ کوفی ہیں اور تابعی ہیں، انہوں نے ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا ہے۔ ابن مہدی ان پر کچھ طعن کرتے تھے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ثویر بن ابی فاختہ راوی ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٥٨٠

تخریج الحدیث: الدر المنثور للسيوطي: ٢/٥٥٨

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن اس آیت مبارکہ میں بیان کردہ مضمون واقعی اہل توحید کے لیے خوشی کا باعث ہے اس لیے انہیں یہ آیت محبوب ہے کہ وہ چونکہ شرک نہیں کرتے اس لیے انہیں نجات اور بخشش کی قوی امید ہے۔ ان شاء اللہ۔

3038: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ مُحَيْصِنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ) (النساء: ١٢٣) شَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((قَارِبُوا وَسَدِّدُوا وَفِي كُلِّ مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ كَفَّارَةٌ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا أَوِ النَّكْبَةِ يُنْكَبُهَا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب یہ آیت: ((مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ)) "جو کوئی برائی کرے گا اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا۔" نازل ہوئی، تو یہ مسلمانوں پر گراں گزری، انہوں نے اس کی نبی ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میانہ روی اختیار کرو اور درست راہ پر چلتے رہو، اور مومن کو جو کوئی تکلیف پہنچتی ہے وہ کفارہ ہے حتیٰ کہ اسے جو کانٹا چبھتا ہے اور جو کوئی مصیبت اسے آتی ہے (وہ کفارہ ہے)۔"

ابْنُ مُحَيْصِنٍ هُوَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَيْصِنٍ.

ابن محیصن یہ عمر بن عبدالرحمٰن بن محیصن ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج الطحاويه: ٣٩٠، الضعيفة تحت الحديث: ٢٩٢٤، اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٢٢٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٥٧٤، وسنن نسائی کبریٰ: ١١١٢٢، مسند احمد: ٣٧٨٦

3039: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ أَخْبَرَنِي مَوْلَى ابْنِ سَبَّاعٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هَذِهِ الآيَةُ (مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا

سیّدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نبی ﷺ کے پاس تھا تو آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: ((مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ)) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابو بکر! کیا میں تجھے ایک آیت پڑھ کر نہ سناؤں جو مجھ پر نازل کی گئی ہے؟" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ضرور سنائیں۔ آپ ﷺ نے وہ مجھے پڑھ

يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا) (النساء: ١٢٣) فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا أُقْرِئُكَ آيَةً أُنْزِلَتْ عَلَيَّ)). قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ فَأَقْرَأَنِيهَا فَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنِّي قَدْ كُنْتُ وَجَدْتُ انْقِصَامًا فِي ظَهْرِي فَتَمَطَّأْتُ لَهَا.

کر سنائی تو میں نے بس اپنی کمر کا ٹوٹنا محسوس کیا تو میں نے انگڑائی لی۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا شَأْنُكَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَأَيُّنَا لَمْ يَعْمَلْ سُوءًا وَإِنَّا لَمَجْزِيُّونَ بِمَا عَمِلْنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ وَالْمُؤْمِنُونَ، فَتُجْزَوْنَ بِذَلِكَ فِي الدُّنْيَا حَتَّى تَلْقَوُا اللهَ، وَلَيْسَ لَكُمْ ذُنُوبٌ، وَأَمَّا الْآخَرُونَ فَيَجْمَعُ ذَلِكَ لَهُمْ، حَتَّى يُجْزَوْا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابو بکر! کیا ہوا؟“ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں، ہم میں سے کس سے غلطی نہیں ہوتی ہم جو بھی عمل کرتے ہیں اس پر ہمیں بدلہ دیا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابو بکر! تم اور مومنوں کو اس کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیا جائے گا حتی کہ تم اللہ سے ملاقات کروگے تو تمہارے ذمے کوئی گناہ نہیں ہوگا، رہے دوسرے لوگ تو یہ ان کے لیے جمع کیا جائے گا، حتی کہ انہیں قیامت کے دن اس کا بدلہ دیا جائے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ. مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمَوْلَى ابْنِ سَبَّاعٍ مَجْهُولٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ أَيْضًا. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے اس کی اسناد پر جرح کی گئی ہے۔ موسی بن عبیدہ کو حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے، یحی بن سعید اور احمد بن حنبل رحمہما اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور مولی ابن سباع مجہول ہے۔ اس حدیث کو اس طریق کے علاوہ ابو بکر کی سند سے روایت کیا گیا ہے۔ اس کی اسناد بھی صحیح نہیں۔ اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے اور مولیٰ ابن سباع مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: مسند عبد بن حميد: ٧، مسند البزار: ٢٠، مسند ابی بكر للمروزی: ٢٠، مسند ابو يعلى: ٢١، صحيح ابن حبان: ٢٩١٠، ٢٩٢٦

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کے ہاں مومن آدمی کی یہ قدر و منزلت ہے کہ اسے دنیا میں پہنچنے والی ہر چھوٹی بڑی تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتے ہیں۔ نیز بعض اوقات یہ تکلیف درجات کی بلندی کا باعث بھی بن جاتی ہے۔ بشرطیکہ عقیدہ خالص توحید والا ہو اور مصیبت و پریشانی پر انسان صبر کرے اس لیے ہمیں چاہیے کہ کسی بھی مصیبت پر بے صبری اور ماتم نہ کریں بلکہ صبر کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے بہتری کی امید رکھیں اور دعا مانگیں۔

(۲) کفار کو پہنچنے والی تکلیفیں ان کے لیے کفارہ نہیں بنتیں بلکہ انہیں قیامت کے دن ان کے تمام گناہوں کی سزا ملے گی۔

3040: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَشِيَتْ سَوْدَةُ أَنْ يُطَلِّقَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَتْ لَا تُطَلِّقْنِي وَأَمْسِكْنِي وَاجْعَلْ يَوْمِي لِعَائِشَةَ، فَفَعَلَ فَنَزَلَتْ (فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ) (النساء: ١٢٨). فَمَا اصْطَلَحَا عَلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ جَائِزٌ. كَأَنَّهُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو اندیشہ ہوا کہ نبی ﷺ انہیں طلاق دے دیں گے تو انہوں نے عرض کیا: آپ مجھے طلاق نہ دیں، آپ مجھے اپنے پاس رکھیں اور میرے دن کی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے مقرر کر لیں، پس آپ نے اس طرح کیا، تو یہ آیت نازل ہوئی: ((لَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ)) ''ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ آپس میں کوئی معاہدہ کر لیں اور صلح و معاہدہ ہی بہتر ہے۔'' پس وہ دونوں جس پر معاہدہ کر لیں وہ جائز ہے۔ گویا کہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٢٠٢٠، بعض کہتے ہیں یہ سلیمان بن معاذ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حدیث مسلم اس سے کفایت کرتی ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابوداؤد الطيالسي: ٢٦٨٣، تفسير الطبري: ٥/٣١٠، معجم الكبير للطبراني: ١١٧٤٦، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٧/٢٩٧، صحيح بخاري: ٥٢١٢، صحيح مسلم: ١٤٦٣، سنن ابن ماجه: ١٩٧٢، سنن نسائي كبرىٰ: ٨٩٣٤، مسند احمد: ٢٤٣٩٥، صحيح ابن حبان: ٤٢١١

فوائد الحدیث: (۱) میاں بیوی سے حق مہر، نان و نفقہ اور رہائش ایک سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں حقوق میں برابری اور عدل وغیرہ بیوی کے لیے خاوند کے ذمہ فرض اور واجب ہے، لیکن اگر کسی بھی وجہ سے عورت اپنے ان حقوق میں کچھ تخفیف کر کے بعض سے دستبردار ہو جائے تو جائز ہے۔

(۲) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر دو فریق کسی بھی جائز شرط پر صلح کر لیں تو درست ہے۔

3041: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: آخِرُ آيَةٍ أُنْزِلَتْ أَوْ آخِرُ شَيْءٍ أُنْزِلَ (يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ) (النساء: ١٧٦).

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، آخری آیت یا آخری چیز جو نازل ہوئی وہ یہ ہے: ''وہ آپ ﷺ سے مسئلہ دریافت کرتے ہیں تو آپ فرما دیں اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَأَبُو السَّفَرِ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ أَحْمَدَ الثَّوْرِيُّ وَيُقَالُ ابْنُ يُحْمِدَ الثُّوْرُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ابو سفر کا نام: سعید بن احمد ثوری اور ابن یحمد ثوری بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٥٧١، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٥٤١، الطبري في تفسيره: ١٠٨٧٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ٤٣٦٤، صحيح مسلم: ١٦١٨، سنن ابو داود: ٢٨٨٨، وسنن نسائي كبرىٰ: ٦٣٢٦، ٦٣٢٧، ١١١٣٣، ١١١٣٦، ١١٢١٢، مسند احمد: ١٨٦٣٨

3042: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ (يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ) (النساء: ١٧٦) فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((تُجْزِيكَ آيَةُ الصَّيْفِ)).

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ((يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ)) تو نبی ﷺ نے اسے فرمایا: تجھے آیت صیف (وہ آیت جو موسم گرما میں نازل ہوئی) کافی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٥٧١، اخرجه ابو يعلى: ١٦٥٦، البيهقي: ٦/٢٢٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٨٨٩، مسند احمد: ١٨٥٨٩، صحيح مسلم: ٥٦٧، ١٦١٧، سنن ابن ماجه: ٢٧٢٦، مسند احمد : ١٨٥٨٩

فوائد الحدیث: "کلالہ" اس میت کو کہتے ہیں جس کے والدین بھی زندہ نہ ہوں اور اس کی اولاد بھی نہ ہو، "کلالہ" کی وراثت کی تفصیل حدیث نمبر ۲۰۹۷ کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں۔

6- باب وَمِنْ سُورَةِ الْمَائِدَةِ
سورۂ المائدہ کی آیات کی تفسیر

3043: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ وَغَيْرِهِ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ عَلَيْنَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِينًا) (المائدہ: ٦٤) لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنِّي أَعْلَمُ أَيَّ يَوْمٍ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ، أُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ.

طارق بن شہاب نے بیان کیا کہ ایک یہودی نے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: امیر المومنین! اگر یہ آیت: (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِينًا) "میں نے آج کے دن تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔" ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید قرار دے دیتے، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: میں خوب جانتا ہوں کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی تھی، یہ عرفہ کے دن بروز جمعہ نازل ہوئی تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٣١، عبد بن حميد: ٣٠، البيهقي: ٥/١١٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٥، صحیح مسلم: ٣٠١٧، سنن نسائی: ٥/٢٥١، ٨/١١٤، مسند احمد : ١٨٨، صحيح ابن حبان: ١٨٥

3044: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ

عمار بن ابی عمار نے بیان کیا، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت: (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِينًا) پڑھی جبکہ ان کے پاس

نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِينًا) وَعِنْدَهُ يَهُودِيٌّ فَقَالَ لَوْ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ عَلَيْنَا لَاتَّخَذْنَا يَوْمَهَا عِيدًا. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ وَيَوْمِ عَرَفَةَ.

ایک یہودی تھا اس نے کہا: اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے (نزول کے) دن کو عید قرار دے دیتے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ دو عیدوں کے دن نازل ہوئی تھی: جمعہ اور عرفہ کے دن۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور یہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه الطيالسي: ٢٧٠٩، الطبراني في الكبير: ١٢٨٣٥، الطبري في تفسيره: ١١٠٩٧

تخریج الحدیث: شرح مشكل الآثار: ٢٥٠٢

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے انسان کی رشد و ہدایت کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے اور ان پر وحی کا نزول فرمایا، اسی وحی اور ہدایات کا نام اسلام ہے جس وحی کا آغاز سیّدنا آدم علیہ السلام سے فرمایا تھا اس کی تکمیل سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائی۔

(۲) اسلام کی تکمیل اور اس کے مکمل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہدایات اور احکام اپنے بندوں کو دینے تھے وہ دے دیے اور جن امور سے منع فرمانا تھا وہ فرما دیا یعنی حلال و حرام کو واضح طور پر بیان کر دیا۔ اب کوئی مسئلہ ایسا نہیں کہ جس کی انسان کو کسی بھی موقعہ پر اور کسی بھی علاقے میں ضرورت پیش آئے اور اس کا حل قرآن و حدیث میں نہ ہو۔ اگر کوئی ایک مسئلہ بھی ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس دین اسلام کی تکمیل کا اعلان نہ فرماتے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاں فلاں مسئلہ قرآن و حدیث میں موجود نہیں وہ ہمارے آئمہ، مفتیان اور فقہاء وغیرہ نے حل کیا ہے یا کرنا ہے، وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کو جھٹلاتے ہیں کہ معاذ اللہ ابھی فلاں مسئلہ تو اسلام کا بیان ہونے سے رہ گیا تھا اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اعلان کر دیا کہ اسلام کی تکمیل ہو گئی ہے۔ اسی لیے امام الانبیاء سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ۔ (بخاری ص ۱/۱۷۳، کتاب الصلح) "جو شخص بھی ہمارے دین (شریعت) میں نئی چیز نکالے گا جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ (چیز، مسئلہ) مردود ہے"۔

(۳) کیسا طرفہ تماشا ہے کہ اس "نوید" پر کہ اسلام مکمل ہو چکا ہے یہودی تو ایمان لے آئے اور اپنی محرومی پہ افسوس کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ بہت بڑے اعزاز کی بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمایا ہے۔ لیکن مسلمان کہلانے والے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کے باوجود یہ ماننے کے لیے ہی تیار نہیں کہ "اسلام مکمل ہو چکا ہے"۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اسی لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر امتیوں کی تقلید کو لازم قرار دیتے ہیں اور قرآن و حدیث کے مقابلہ میں آراء الرجال اور فتاویٰ کے سہارے تلاش کرتے ہیں۔

(۴) تکمیل اسلام کی نوید اللہ تعالیٰ نے ۹ ذی الحجہ ۱۰ ہجری کو جمعہ کے دن عرفات کے میدان میں سنائی جو کہ جمعہ اور عرفہ کی وجہ سے مسلمانوں کے لیے پہلے ہی سے عید یعنی خوشی کا دن تھا اس لیے الگ سے کوئی خوشی کا اظہار کرنے کے لیے دن مقرر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی، نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کا کوئی اہتمام کیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف دو دن بطور عید مقرر فرما دیے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قد ابدلكم الله بهما خيرا منهما يوم الفطر ويوم الاضحىٰ (نسائی ص ۱/۱۸۶، کتاب العیدین) "بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہارے ان دنوں سے دو بہتر دن تبدیل کر دیے (مقرر کر دیے) ہیں ایک یوم الفطر ہے اور دوسرا عید الاضحیٰ۔ جو لوگ

کسی تیسرے دن کو بطور عید مناتے ہیں وہ بدعت کا ارتکاب کرتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل محدثة بدعة (نسائی ص ۱/۱۸۸) "کہ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے"۔

3045: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَمِينُ الرَّحْمَنِ مَلأَى سَحَّاءُ لَا يَغِيضُهَا اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ قَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَمِينِهِ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الأُخْرَى الْمِيزَانُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ (اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں) بھرا ہوا ہے وہ فیاضی کرنے کے لیے ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ وہ رات اور دن (کسی بھی وقت) میں اسے کم نہیں کرتا،" فرمایا: "مجھے بتاؤ کہ اس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے لے کر کتنا خرچ کیا ہوگا، تو اس نے اس کے دائیں ہاتھ میں جو ہے اسے کم نہیں کیا، اس کا عرش پانی پر ہے، اور اس کے دوسرے ہاتھ میں میزان ہے وہ اسے نیچے اور اوپر کرتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَهَذَا الْحَدِيثُ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الآيَةِ ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ﴾

اور یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ﴾ "یہود نے کہا کہ اللہ کے ہاتھ بند ہیں، ان کے ہاتھ بند کر دیے گئے۔ اور ان پر لعنت کی گئی اس وجہ سے جو انہوں نے کہا بلکہ اس اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔ وہ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔"

وَهَذَا حَدِيثٌ قَدْ رَوَتْهُ الأَئِمَّةُ نُؤْمِنُ بِهِ كَمَا جَاءَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُفَسَّرَ أَوْ يُتَوَهَّمَ هَكَذَا قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ مِنْهُمُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَابْنُ الْمُبَارَكِ إِنَّهُ تُرْوَى هَذِهِ الأَشْيَاءُ وَيُؤْمَنُ بِهَا وَلَا يُقَالُ كَيْفَ.

ائمہ نے کہا: اس حدیث پر بھی دیگر صفاتی احادیث کی طرح کسی طرح کی تفسیر کیے بغیر اور کسی وہم میں مبتلا ہوئے بغیر ایمان لایا جائے گا، کئی ایک ائمہ نے اسی طرح کہا ہے: ان میں سے سفیان ثوری، مالک بن انس، ابن عیینہ اور ابن مبارک رحمہم اللہ ہیں کہ یہ اشیاء/صفات روایت کی جائیں گی اور ان پر ایمان لایا جائے گا لیکن یہ نہیں کہا جائے گا: کس طرح؟

حکم الحدیث: (صحيح) الترمذي: ٢٤٣٩، اخرجه الحميدي: ١٠٦٨، البيهقي: في الاسماء والصفات: ٣٩٥، البغوي: ١٦٥٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨١٤٠، صحيح بخاری: ٤٦٨٤، صحيح مسلم: ٩٩٣ سنن ابن ماجه: ١٩٧

فوائد الحدیث: (۱) جب یہودیوں نے یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کی توہین کی کہ يَدُ اللهِ مَغْلُولَةٌ (المائدہ ۶۴) کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۶۴ نازل فرما کر نہ صرف کہ یہود کا جواب دیا بلکہ ان کی اس گستاخی پر انہیں لعنتی قرار دیا۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے جود و سخا کی وسعت اور اس کے بے پایہ فضل و کرم کا تذکرہ فرمایا کہ

جب سے یہ کائنات بنی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی تمام ضروریات کو پورا فرما رہے ہیں اور اس مالک الملک کے خزانوں میں کمی بھی کوئی نہیں آئی۔ سبحان اللہ

3046: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحْرَسُ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (وَاللهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ) (المائدہ: ٦٧) فَأَخْرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الْقُبَّةِ فَقَالَ لَهُمْ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ انْصَرِفُوا فَقَدْ عَصَمَنِي اللهُ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، نبی ﷺ کے لیے پہرہ دیا جاتا تھا حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی: ((وَاللهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ)) "اللہ آپ ﷺ کو لوگوں سے بچائے گا۔" تو رسول اللہ ﷺ نے خیمے سے سر مبارک نکال کر انہیں فرمایا: "لوگو! چلے جاؤ، اللہ نے مجھے بچالیا ہے۔"

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

ہم کو نصر بن علی نے بیان کیا کہ مسلم بن ابراہیم نے اس اسناد سے اسی مانند ہمیں بیان کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحْرَسُ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

بعض نے اس حدیث کو جریری عن عبداللہ بن شقیق کی سند سے ذکر کیا کہ نبی ﷺ کے لیے پہرہ دیا جاتا تھا، انہوں نے اس میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (حسن)

تخریج الحدیث: تفسیر الطبری: ٦/٣٠٨، مستدرک حاکم: ٢/٣١٣، سنن کبریٰ للبیهقی: ٩/٨

فوائد الحدیث: (١) عقیدہ توحید کی دعوت ایسی صاف شفاف اور بے لاگ ہے کہ جسے مشرکین و کفار جیسے نجس لوگ قبول تو کیا کرتے برداشت بھی نہیں کرتے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو اسی دعوت کی پاداش میں قسم قسم کی تکلیفیں دی گئیں آپ ﷺ کے قتل کے منصوبے بنائے گئے حتیٰ کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر مشرکین مکہ کے ساتھ ساتھ مدینہ کے یہود اور منافقین کی عداوت کا بھی سامنا کرنا پڑا، تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے پہرہ دیا کرتے تھے۔ جب سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ٦٧ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنا پہرہ ہٹادیا اور فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے"۔

(٢) اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ کے نزول سے پہلے بھی کئی ایک مواقع پر آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی اور اس کے بعد بھی دشمن کے بدارادوں کو پورا نہ ہونے دیا بلکہ ہر موقعہ پر دشمنان رسول ﷺ کو خاب و خاسر کیا۔

مفسر قرآن مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ١٨ دسمبر ١٩٩٥) نے اپنی تفسیر تیسیر القرآن میں سترہ (١٧) واقعات نقل کیے ہیں جن میں دشمن نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی۔ (اہل ذوق مذکورہ آیت کی تفسیر میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں)

3047: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَمَّا وَقَعَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ فِي الْمَعَاصِي نَهَتْهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ، فَلَمْ يَنْتَهُوا فَجَالَسُوهُمْ فِي مَجَالِسِهِمْ وَوَاكَلُوهُمْ وَشَارَبُوهُمْ، فَضَرَبَ اللهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ وَلَعَنَهُمْ (عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ)). (المائدہ: ٧٨) قَالَ فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ ((لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى تَأْطِرُوهُمْ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا)). قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ يَزِيدُ وَكَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ لَا يَقُولُ فِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ.

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوگئے تو ان کے علماء نے انہیں منع کیا تو وہ باز نہ آئے تو پھر یہ بھی ہم نشین اور ہم نوالہ و ہم پیالہ ہوگئے، تو اللہ نے ان کے دلوں کو ایک دوسرے جیسا کر دیا اور داود و عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی زبانی ان پر لعنت فرمائی اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھ جاتے تھے۔“ رسول اللہ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے، تو فرمایا: ”نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! حتیٰ کہ تم انہیں خوب اچھی طرح حق پر کاربند کر دو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي الْوَضَّاحِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ.

عبداللہ بن عبدالرحمن نے کہا کہ یزید کہتے ہیں سفیان ثوری اس میں عن عبداللہ کا واسطہ ذکر نہیں کرتے تھے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ یہ حدیث محمد بن مسلم بن ابوالوضاح عن علی بن بذیمہ عن ابی عبیدہ عن عبداللہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کی گئی ہے۔ ان میں سے بعض یوں مرسل بیان کرتے ہیں: عن ابی عبیدہ عن النبی ﷺ

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں ابی عبیدہ کا اپنے والد سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٣٣٦، ٤٣٣٧، سنن ابن ماجه: ٤٠٠٦، مسند احمد : ٣٧١٣

3048: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمَّا وَقَعَ فِيهِمُ النَّقْصُ، كَانَ الرَّجُلُ فِيهِمْ يَرَى أَخَاهُ عَلَى الذَّنْبِ فَيَنْهَاهُ عَنْهُ، فَإِذَا كَانَ الْغَدُ لَمْ يَمْنَعْهُ مَا رَأَى مِنْهُ أَنْ يَكُونَ أَكِيلَهُ وَشَرِيبَهُ وَخَلِيطَهُ، فَضَرَبَ اللهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ وَنَزَلَ فِيهِمُ الْقُرْآنُ فَقَالَ ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ﴾ (المائدہ: ٧٨)).

ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بنی اسرائیل میں نقص واقع ہوا، ان میں آدمی اپنے بھائی کو گناہ میں مبتلا دیکھتا تو وہ اسے اس سے منع کرتا، جب اگلا دن ہوتا تو وہ اسے اسی (گناہ کے ارتکاب کی) حالت میں دیکھتا تو اسے منع نہ کرتا بلکہ وہ اس کا ہم نوالہ، ہم پیالہ اور اس کا ہم نشین ہو جاتا، پس اللہ نے ان کے دل ایک دوسرے جیسے کر دیے اور ان کے بارے میں قرآن نازل فرمایا تو فرمایا: ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ﴾ اور آپ نے قراءت کی حتیٰ کہ اس

فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ ﴿وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾ (المائدہ: ٨١) قَالَ وَكَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ ((لَا، حَتَّى تَأْخُذُوا عَلَى يَدَيِ الظَّالِمِ فَتَأْطِرُوهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا)).

مقام تک پہنچے: ﴿وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾ ”اگر وہ اللہ پر نبی پر اور اس چیز پر ایمان لے آتے جو اس (نبی) کی طرف نازل کی گئی وہ ان (گناہ گاروں) کو دوست نہ بناتے، لیکن ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔“ راوی نے بیان کیا: اللہ کے نبی ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے تو آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ”نہیں، حتیٰ کہ تم ظالم کا ہاتھ پکڑ لو اور اسے خوب اچھی طرح حق پر کار بند کر دو۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ وَأَمْلَاهُ عَلَيَّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي الْوَضَّاحِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے محمد بن بشار حدثنا ابو داؤد طیالسی اور انہوں نے اس کو مجھ پر لکھوایا حدثنا محمد بن مسلم بن ابو الوضاح عن علی بن بذیمہ عن ابی عبیدہ عن عبد اللہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) ابو عبیدہ تابعی ہے اس کا اپنے والد سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٠٠٦

فوائد الحدیث: (۱) یہ دونوں روایتیں اگرچہ سنداً ضعیف ہیں لیکن یہ مسئلہ قرآن مجید اور دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ جب کوئی شخص کسی بھی قسم کی کوئی برائی اور گناہ ہوتا دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکنا چاہیے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پھر زبان سے اس کی تردید کرے اگر یہ بھی نہ کر سکتا ہو تو پھر اسے دل سے ہی برا جانے، اور اگر خدانخواستہ ان میں سے کوئی طریقہ بھی اختیار نہیں کرتا تو وہ بھی گناہ کرنے والوں کی طرح مجرم قرار پاتا اور سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۰۰۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

(۲) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی، شرعی حدود سے تجاوز کرنا اور برائی کو دیکھ کر اس کے خاتمے کی کوشش نہ کرنا لعنت کا باعث ہے اس لیے ان کاموں سے بچنا چاہیے۔

3049: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عُمَرَ بْنِ شُرَحْبِيلَ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ، فَنَزَلَتِ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ﴾ (البقرہ: ٢١٩) الْآيَةَ فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ، فَنَزَلَتِ الَّتِي فِي النِّسَاءِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى﴾ (النساء: ٤٣)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمیں خوب اچھی طرح تسلی بخش وضاحت فرما دے تو سورۂ البقرہ میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ﴾ ”وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیں ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔“ تو عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر انہیں یہ آیت سنائی گئی، تو انہوں نے پھر کہا: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لیے تسلی بخش وضاحت فرما دے، تو سورۂ النساء کی آیت نازل

فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ، فَنَزَلَتِ الَّتِي فِي الْمَائِدَةِ ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ﴾ (المائدہ: ۹۱) فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ انْتَهَيْنَا انْتَهَيْنَا.

ہوئی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى﴾ "ایمان دارو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔" تو عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت پڑھ کر سنائی گئی تو انہوں نے پھر کہا: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لیے تسلی بخش وضاحت فرما دے، تو پھر سورۂ المائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ﴾ ﴿فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ﴾ "شیطان تو تمہارے درمیان شراب کے بارے میں عداوت اور دشمنی پیدا کرنا چاہتا ہے" اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ﴾ تو کیا باز آؤ گے۔" تک۔ عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور انہیں یہ آیت پڑھ کر سنائی گئی، تو انہوں نے فرمایا: ہم باز آ گئے، ہم باز آ گئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ إِسْرَائِيلَ هَذَا الْحَدِيثُ مُرْسَلٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اسرائیل سے مرسل روایت کی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ.

محمد بن علاء نے ہم کو حدثنا وکیع عن اسرائیل عن ابی اسحق عن ابی میسرہ عمرو بن شرحبیل کی سند سے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لیے تسلی بخش وضاحت فرما دے۔ پس انہوں نے اسی کے مانند ذکر کیا، اور یہ محمد بن یوسف کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں ضعیف ہے۔ ابو شرحبیل کا عمر سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۳۶۷۰، سنن نسائی: ۸/۲۸۶۔ ۲۸۷، مسند احمد: ۳۷۸

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۰۲۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3050: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: مَاتَ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ، فَلَمَّا حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، قَالَ: رِجَالٌ كَيْفَ بِأَصْحَابِنَا وَقَدْ مَاتُوا يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ؟ فَنَزَلَتْ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾

سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ شراب کی حرمت سے پہلے نبی ﷺ کے کچھ اصحاب وفات پا گئے تھے، تو کچھ حضرات نے کہا: ہمارے وہ ساتھی جو شراب پیتے تھے اور اب وہ وفات پا چکے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ "وہ لوگ جو

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾. (المائدہ: ۹۳)

ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے ان پر اس بابت کوئی گناہ نہیں جو وہ کھا چکے جبکہ وہ متقی ہیں اور وہ ایماندار ہیں اور نیک اعمال بجالانے والے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ أَيْضًا.

امام شعبہ نے ابو اسحاق عن البراء کی سند سے بھی روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح بما بعده) اخرجه الطبري في التفسير: ۳۷/۷، الواحدي في اسباب النزول: ۱٤۰

تخریج الحدیث: سنن ابوداؤد الطیالسی: ۷۱۵، مسند ابو یعلی: ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، صحیح ابن حبان: ۵۳۵۰، ۵۳۵۱

3051: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ بِهَذَا قَالَ: قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ مَاتَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُمْ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ، فَلَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُهَا قَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَيْفَ بِأَصْحَابِنَا الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يَشْرَبُونَهَا فَنَزَلَتْ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا﴾ (المائدہ: ۹۳) الآيَةَ.

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ اصحاب وفات پا گئے جبکہ وہ شراب پیتے تھے، جب اس کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ کے کچھ اصحاب نے کہا: ہمارے ان ساتھیوں کے متعلق کیا حکم ہے جو کہ وفات پا چکے اور وہ شراب پیتے تھے؟ تب یہ آیت نازل ہوئی، (لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح الإسناد) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن ابوداؤد الطیالسی: ۷۱۵، مسند ابو یعلی: ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، صحیح ابن حبان: ۵۳۵۰، ۵۳۵۱

3052: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رِزْمَةَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ فَنَزَلَتْ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾. (المائدہ: ۹۳)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ان لوگوں کے بارے میں بتائیں جو کہ وفات پا چکے اور وہ شراب پیتے تھے؟ تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح بما قبله) اخرجه الطبري في التفسير: ۳۷/۷، الطبراني في الكبير: ۱۱۷۳۰، والحاكم: ۱٤۳/٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۲۰۸۸

3053: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ (المائدہ: ۹۳) قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَنْتَ مِنْهُمْ)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب یہ آیت: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ نازل ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "تم ان میں سے ہو۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٥٠٦٤، الطبري في التفسير: ٣٧/٧، والطبراني في الكبير: ١٠٠١١

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١١٥٣، صحيح مسلم: ٢٤٥٩، الحاكم: ١٤٣/٤

فوائد الحدیث: (۱) شراب کی حرمت نازل ہونے کے بعد بعض لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمارے جو لوگ اس سے قبل پیتے رہے ہیں اور اسی حالت میں فوت ہو گئے تو ان کا معاملہ کیا ہو گا تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۹۹ نازل فرما کر اس شبے کو دور کر دیا کہ چونکہ اس وقت تک ابھی شراب حرام نہیں ہوئی تھی اس لیے جن لوگوں کا خاتمہ ایمان اور اعمال صالحہ پر ہوا ہے ان پر کوئی گناہ نہیں جو وہ کھاتے پیتے رہے۔

(۲) یہ آیت مبارکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کمال ورع و تقویٰ اور آخرت کی فکر کی بھی دلیل ہے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنه

3054: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ أَبُو حَفْصٍ الْفَلاَّسُ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي إِذَا أَصَبْتُ اللَّحْمَ انْتَشَرْتُ لِلنِّسَاءِ وَأَخَذَتْنِي شَهْوَتِي فَحَرَّمْتُ عَلَيَّ اللَّحْمَ. فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلَالاً طَيِّبًا﴾ (المائدہ: ۸۸)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! جب میں گوشت کھا لیتا ہوں تو میں عورتوں کے لیے بے قرار ہو جاتا ہوں اور شہوت مجھ پر غالب آجاتی ہے تو اس لیے میں نے گوشت کھانا اپنے اوپر حرام قرار دے لیا ہے، تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلَالاً طَيِّبًا﴾ "ایمان دارو! ان پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ جو اللہ نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہیں، حد سے نہ بڑھو بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا، اور اللہ کی عطا کردہ حلال پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ سَعْدٍ مُرْسَلاً لَيْسَ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَرَوَاهُ خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلاً.

ان میں سے بعض نے اسے عُثمان بن سعد سے مرسل روایت کیا ہے اس میں عن ابن عباس کا ذکر نہیں اور خالد حذاء نے اسے عکرمہ سے مرسل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں یہ عُثمان بن سعد کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: تفسیر الطبری: ۷/۱۱، معجم الکبیر للطبرانی: ۱۱۹۸۱، ابن عدی فی الکامل: ۵/۱۸۱۷

فوائد الحدیث: اس حدیث میں مذکور سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۸۷،۸۸ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ کسی بھی چیز یا کام کو حلال کرنا یا حرام قرار دینا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ حلال اور حرام کرنے کا اختیار تو اللہ تعالیٰ نے سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی نہیں دیا جس کی تفصیل سورۃ التحریم کے شروع میں بیان ہوئی ہے۔ لہٰذا جو لوگ یہ حق کسی امام، مُفتی اور پیر میں تسلیم کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں، جس کی تفصیل حدیث نمبر ۳۰۹۵ کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں۔

3055: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الأَعْلَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ (آل عمران: ۹۷) قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ فِي كُلِّ عَامٍ فَسَكَتَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ فِي كُلِّ عَامٍ قَالَ ((لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ)). فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾. (المائدہ: ۱۰۱)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جب یہ آیت: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ "اور اللہ کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے جو شخص راستے کی طاقت رکھے" نازل ہوئی، تو انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا ہر سال (حج کرنا فرض ہے)؟ پس آپ ﷺ خاموش رہے، انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہر سال؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، اگر میں نے کہہ دیا: ہاں، تو پھر واجب ہو جائے گا۔" اور اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ "ایمان دارو! ان اشیاء کے بارے میں سوال نہ کیا کرو اگر وہ تمہارے لیے ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں برا لگے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث، حسن غریب ہے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے۔ اور اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ اور سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں عبد الاعلیٰ ضعیف ہے۔ نیز ابو البختری کا سیّدنا علی سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۲۸۸٤، مسند احمد : ۹۰۵

فوائد الحدیث: (۱) حج صاحب استطاعت پر فرض ہے اور زندگی میں ایک ہی مرتبہ فرض ہے۔

(۲) جو بات اور مسئلہ اللہ تعالیٰ یا اس کا رسول ﷺ بیان فرمائیں اسے من و عن تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہو جانا چاہیے، بلا ضرورت سوال کر کے اپنے آپ پر پابندیاں لگوا کر مشکل میں نہیں پڑنا چاہیے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کے لوگ گائے ذبح کرنے کے مسئلہ میں غیر ضروری سوال کرتے رہے اور اپنے لیے ہی مشکل پیدا کرتے رہے۔

3056: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَبِي قَالَ ((أَبُوكَ فُلَانٌ)). فَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾. (المائدہ: ۱۰۱)

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا باپ فلاں شخص ہے۔'' تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٧٣٨، الطبري في التفسير: ٨٠/٧، القضاعي: ١٤٣٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٦٢١، صحيح مسلم: ٣٢٥٩، وسنن نسائی كبرىٰ: ١١١٥٤، مسند احمد : ١٣١٤٧

فوائد الحدیث: (۱) ہر انسان کو اپنے عقیدے اور عمل کی اصلاح کے متعلق ہی تحقیق کرنی اور علماء کرام سے سوال کر کے حق بات کو تلاش کرنا چاہیے، جن چیزوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آدمی کا مواخذہ نہیں کرنا ان کے متعلق خوامخواہ آدمی کا بحث و تمحیص میں پڑ کر نامناسب رویے کا مظاہرہ کرنا درست نہیں۔ قبر میں اور قیامت کے دن جو حساب ہونا ہے اس کے متعلق تیاری کرنی چاہیے تاکہ آدمی کامیابی حاصل کرے اور شرمندگی سے بچ جائے۔

(۲) جیسے لوگ پوچھتے رہیں کہ اصحاب کہف کے کتے کا رنگ کیا تھا، وغیرہ وغیرہ اور حدیث میں مذکور سوال بھی اسی وجہ سے نامعقول قرار دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ اس لیے تو نہیں بھیجے کہ لوگوں کے حسب نسب کی وضاحت کریں۔

3057: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ هَذِهِ الآيَةَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ (المائدہ: ۱۰۵) وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا ظَالِمًا فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ، أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ)).

سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو؟ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ ''اے ایمان والو! لازم پکڑو تم اپنی جانوں کو جو گمراہ ہوا وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا جب تم ہدایت یافتہ ہوئے۔'' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب لوگ ظالم کو دیکھیں گے اور اس کے ہاتھ نہیں روکیں گے تو پھر قریب ہے کہ اللہ اپنی طرف سے ان سب کو عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ مَرْفُوعًا وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ کئی ایک نے اسے اسماعیل بن ابی خالد سے اسی حدیث کے مانند مرفوع روایت کیا ہے جبکہ ان میں سے بعض نے اسماعیل عن قیس عن ابی بکر کی سند سے ان کا قول نقل کیا ہے اور اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث:۲۱۶۸

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٣٣٨، سنن ابن ماجه: ٤٠٠٥، وسنن نسائی کبریٰ: ١١١٥٧، مسند احمد: ١، صحيح ابن حبان: ٣٠٤

3058: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالْقَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ جَارِيَةَ اللَّخْمِيُّ عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الشَّعْبَانِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ فَقُلْتُ لَهُ: كَيْفَ تَصْنَعُ فِي هَذِهِ الآيَةِ قَالَ أَيَّةُ آيَةٍ قُلْتُ قَوْلُهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ (المائدہ: ١٠٥) قَالَ أَمَا وَاللهِ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْهَا خَبِيرًا، سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ

ابوامیہ شعبانی نے بیان کیا، میں ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا: آپ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: کون سی آیت؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! تم نے اس کے متعلق خبر رکھنے والے شخص سے پوچھا ہے، میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا۔

فَقَالَ ((بَلِ ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، حَتَّى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا، وَهَوًى مُتَّبَعًا، وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ فَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعِ الْعَوَامَّ فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامًا، الصَّبْرُ فِيهِنَّ مِثْلُ الْقَبْضِ عَلَى الْجَمْرِ، لِلْعَامِلِ فِيهِنَّ مِثْلُ أَجْرِ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِكُمْ)).

تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ”بلکہ تم نیکی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے منع کرتے رہو، حتیٰ کہ جب تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہو، خواہش کی اتباع کی جاتی ہو، دنیا کو ترجیح دی جاتی ہو اور ہر شخص اپنی رائے اور موقف پر خوش ہو، تب تم اپنے ہی ذمے دار ہو اور عوام کو چھوڑ دو، کیونکہ تمہارے پیچھے ایسے دن آنے والے ہیں کہ ان میں صبر انگارہ پکڑنے کے مترادف ہوگا، ان میں عمل کرنے والے کو تمہارے جیسے پچاس عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ہوگا۔

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَزَادَنِي غَيْرُ عُتْبَةَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَجْرُ خَمْسِينَ رَجُلًا مِنَّا أَوْ مِنْهُمْ قَالَ ((لَا، بَلْ أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْكُمْ)).

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، عتبہ کے علاوہ کسی اور نے مجھے یہ مزید بتایا کہ عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! ہم میں سے پچاس افراد یا ان میں سے پچاس افراد کے اجر کے برابر؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ تم میں سے پچاس افراد کے اجر کے مثل۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں عمرو بن جاریہ مجہول الحال راوی ہے۔ ضعيف الترمذي: ٥٨٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٣٤١، سنن ابن ماجه: ٣٠١٤، صحيح ابن حبان: ٣٨٥

فوائد الحدیث: (۱) ”امر بالمعروف“ اور ”نہی عن المنکر“ کا فریضہ شریعت محمدیہ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے جس کی تفصیل اس سے

پہلے حدیث نمبر ۳۰۰۱ کے فوائد میں بیان ہو چکی ہے۔ جب سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۱۰۵ نازل ہوئی تو لوگوں کو گمان گزرا کہ آدمی صرف اپنی اصلاح کر لے تو کافی ہے دوسروں کو ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔ تو سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے عقیدے و عمل کی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی نیکی کا حکم دینا ہے اور برائی سے منع کرنا ہے، ورنہ یاد رکھو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ""اگر کوئی شخص ظلم / گناہ ہوتا دیکھے اور اسے روکے نہیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ بھی گناہ گاروں / ظالموں کے ساتھ عذاب کا شکار ہو جائے"۔

(۲) اگر کوئی شخص نیکی کا حکم دے کر اور گناہوں سے روک کر اپنا تبلیغ کرنے کا حق ادا کر دیتا ہے تو پھر اگر لوگ نہیں مانتے اور برائی نہیں چھوڑتے تو اس صحیح العقیدہ مسلمان کا کوئی نقصان نہیں۔

(۳) سیّدنا ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ کی روایت میں مسئلے کی مزید تنقیح کر دی گئی ہے۔

3059: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بَاذَانَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ فِي هَذِهِ الآيَةِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ (المائدہ: ۱۰۶) قَالَ: بَرِءَ مِنْهَا النَّاسُ غَيْرِي وَغَيْرَ عَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ، وَكَانَا نَصْرَانِيَّيْنِ يَخْتَلِفَانِ إِلَى الشَّامِ قَبْلَ الإِسْلَامِ، فَأَتَيَا الشَّامَ لِتِجَارَتِهِمَا وَقَدِمَ عَلَيْهِمَا مَوْلًى لِبَنِي سَهْمٍ يُقَالُ لَهُ بُدَيْلُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ بِتِجَارَةٍ وَمَعَهُ جَامٌ مِنْ فِضَّةٍ يُرِيدُ بِهِ الْمَلِكَ، وَهُوَ عُظْمُ تِجَارَتِهِ فَمَرِضَ، فَأَوْصَى إِلَيْهِمَا وَأَمَرَهُمَا أَنْ يُبَلِّغَا، مَا تَرَكَ أَهْلَهُ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے اس آیت: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ "ایمان دارو! جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو تمہاری باہمی گواہی" کے بارے میں روایت کیا، انہوں نے کہا: میرے اور عدی بن بداء کے علاوہ باقی لوگ اس سے بری ہیں، وہ دونوں نصرانی تھے وہ اسلام سے پہلے شام آتے جاتے تھے، وہ تجارت کی غرض سے شام آئے، تو بنو سہم کا آزاد کردہ غلام بدیل بن ابی مریم تجارت کی غرض سے ان کے پاس آیا اس کے پاس چاندی کا ایک جام تھا وہ اسے بادشاہ کو دینا چاہتا تھا، اور وہ اس کے مال تجارت کا بڑا حصہ تھا پس وہ بیمار ہو گیا اور اس نے ان دونوں کو وصیت کی اور انہیں کہا کہ وہ اس کے ترکہ کو اس کے اہل تک پہنچا دیں۔

قَالَ تَمِيمٌ فَلَمَّا مَاتَ أَخَذْنَا ذَلِكَ الْجَامَ فَبِعْنَاهُ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ، ثُمَّ اقْتَسَمْنَاهُ أَنَا وَعَدِيُّ بْنُ بَدَّاءٍ، فَلَمَّا قَدِمْنَا إِلَى أَهْلِهِ دَفَعْنَا إِلَيْهِمْ مَا كَانَ مَعَنَا وَفَقَدُوا الْجَامَ، فَسَأَلُونَا عَنْهُ، فَقُلْنَا: مَا تَرَكَ غَيْرَ هَذَا وَمَا دَفَعَ إِلَيْنَا غَيْرَهُ.

تمیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب وہ فوت ہو گیا تو ہم نے وہ جام لیا اور ہزار درہم میں اسے فروخت کر دیا، پھر میں اور عدی بن بداء نے وہ رقم آپس میں تقسیم کر لی، جب ہم اس کے اہل کے ہاں پہنچے تو ہم نے وہ سامان جو کہ ہمارے پاس تھا ان کے حوالے کیا تو انہوں نے وہ جام نہ پایا تو اس کے متعلق ہم سے پوچھا، ہم نے کہا: اس نے بس یہی کچھ چھوڑا تھا اور یہی کچھ ہمارے حوالے کیا تھا۔

قَالَ تَمِيمٌ: فَلَمَّا أَسْلَمْتُ بَعْدَ قُدُومِ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ تَأَثَّمْتُ مِنْ ذَلِكَ، فَأَتَيْتُ أَهْلَهُ فَأَخْبَرْتُهُمُ الْخَبَرَ وَأَدَّيْتُ إِلَيْهِمْ خَمْسَمِائَةِ دِرْهَمٍ وَأَخْبَرْتُهُمْ أَنَّ عِنْدَ

تمیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد جب میں نے اسلام قبول کر لیا تو میں نے اس گناہ سے توبہ کی، میں اس کے اہل کے ہاں گیا، انہیں وہ خبر بتائی،

صَاحِبِي مِثْلَهَا، فَأَتَوْا بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلَهُمُ الْبَيِّنَةَ، فَلَمْ يَجِدُوا فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَحْلِفُوهُ بِمَا يُعْظَمُ بِهِ عَلَى أَهْلِ دِينِهِ، فَحَلَفَ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ﴾. (المائدہ: ۱۰۶، ۱۰۸)

پانچ سو درہم انہیں دیے اور انہیں بتایا کہ اتنے ہی میرے ساتھی کے پاس ہیں، پس وہ اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے گواہ طلب کیا، تو انہوں نے نہ پایا، آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس سے اس کے نام پر حلف لیں جس کی اس کے اہل کے دین میں بڑی تعظیم ہو، پس اس نے حلف اٹھایا، تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی، ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ "اے ایمان والو! گواہی دینا ہے تمہارے آپس میں جب تم میں سے کسی کو موت آئے" یہاں تک: ﴿أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ﴾ "یا ڈریں وہ کہ ان کی قسموں کے بعد قسم کو لوٹا دیا جائے"۔

فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَحَلَفَا فَنُزِعَتِ الْخَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ مِنْ عَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ.

پس عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور ایک اور آدمی کھڑے ہوئے اور ان دونوں نے قسم اٹھائی تو عدی بن بداء سے پانچ سو درہم چھین لیے گئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِصَحِيحٍ. وَأَبُو النَّضْرِ الَّذِي رَوَى عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ هَذَا الْحَدِيثَ هُوَ عِنْدِي مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ الْكَلْبِيُّ يُكْنَى أَبَا النَّضْرِ وَقَدْ تَرَكَهُ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَهُوَ صَاحِبُ التَّفْسِيرِ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ الْكَلْبِيُّ يُكْنَى أَبَا النَّضْرِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَا نَعْرِفُ لِسَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ الْمَدَنِيِّ رِوَايَةً عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ شَيْءٌ مِنْ هَذَا عَلَى الِاخْتِصَارِ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد صحیح نہیں، ابو نضر جس سے محمد بن اسحاق نے یہ حدیث روایت کی وہ میرے نزدیک محمد بن سائب کلبی ہے جس کی کنیت ابو نضر ہے۔ حدیث کے حوالے سے اہل علم نے اسے ترک کیا ہے، اور وہ صاحب تفسیر ہیں۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: محمد بن سائب کلبی کی کنیت ابو النضر ہے۔ امام ترمذی نے کہا: ہم سالم ابو نضر مدنی کی ام ہانی کے آزاد کردہ غلام ابو صالح سے کوئی روایت نہیں جانتے۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سے کسی دوسرے طریق سے اختصار کے ساتھ اس میں سے کچھ حصہ روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد جدا) اس میں باذان مولیٰ ام ہانی راوی سخت ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: تفسير الطبرى: ۱۲۹۶۷، معرفة الصحابة لابى نعيم: ۱۲۲۳

3060: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، بنو سہم کا ایک آدمی تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ (تجارت کی غرض سے) سفر پر گیا،

الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ مَعَ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ، فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَيْسَ فِيهَا، مُسْلِمٌ فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهِ فَقَدُوا جَامًا مِنْ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا بِالذَّهَبِ، فَأَحْلَفَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ وُجِدَ الْجَامُ بِمَكَّةَ، فَقِيلَ: اشْتَرَيْنَاهُ مِنْ عَدِيٍّ وَتَمِيمٍ فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَاءِ السَّهْمِيِّ فَحَلَفَا بِاللهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا، وَأَنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ. قَالَ: وَفِيهِمْ نَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ﴾ (النساء: ١٠٦)

وہ سہمی ایسی جگہ فوت ہوا جہاں کوئی مسلمان شخص نہ تھا، جب وہ دونوں اس کا ترکہ لے کر آئے تو انہوں (اہل خانہ) نے چاندی کا سونے کے پتروں سے آراستہ کیا ہوا پیالہ نہ پایا، پس رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے حلف لیا، پھر انہوں نے مکہ میں وہ جام دیکھا اور بتایا گیا کہ انہوں نے اسے تمیم اور عدی سے خریدا ہے، پس سہمی کے سرپرستوں میں سے دو آدمی کھڑے ہوئے انہوں نے اللہ کی قسم اٹھائی کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ حق رکھتی ہے، کہ جام ان کے ساتھی کا ہے۔ راوی نے بیان کیا: یہ آیت: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ﴾ ان کے بارے میں نازل ہوئی۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ.

یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور یہ ابن ابی زائدہ کی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٢٤٥٣، الطبراني في الكبير: ١٢٥٠٩، والدارقطني: ٤/١٦٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٧٨٠ تعليقاً، سنن ابو داود: ٣٦٠٦، شرح المشكل: ٤٥٤٦

فوائد الحدیث: (۱) وصیت کرتے وقت خواہ وہ سفر میں ہو یا عام حالات میں تو مسلمان یا وصیت کرنے والے کے قریبی رشتہ داروں میں سے دو گواہ بنا لینے چاہیں، اگر مسلمان یا رشتہ داروں سے گواہ نہ مل سکیں تو پھر غیر مسلم کو بھی گواہ بنایا جا سکتا ہے۔

(۲) جن کو وصیت کی گئی ہے انہیں چاہیے کہ وہ صحیح صحیح وصیت کو بیان کریں لیکن اگر ان کے بارے میں شک ہو کہ یہ وصیت کو تبدیل کر رہے ہیں یا کر دیں گے تو پھر ان سے قسم لے لی جائے کہ وہ وصیت میں کسی قسم کا ہیر پھیر نہیں کریں گے بلکہ درست بیان کریں گے، جس کا بہترین وقت نماز کے بعد تمام نمازیوں کے سامنے ہے۔

(۳) جن لوگوں کو وصیت کی گئی تھی اگر ان کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ انہوں نے وصیت میں خیانت کی ہے یا مال میں سے کچھ چرا لیا ہے تو پھر باوجود ان کے قسمیں اٹھانے کے میت کے ورثاء میں سے دو آدمی قسم اٹھائیں گے تو پہلے دونوں کی قسم کو رد کر کے میت کے ورثاء کی قسم کا اعتبار کیا جائے گا، تفصیل حدیث الباب میں مذکور ہے۔

(۴) اسلام کا یہ بہترین اصول ہے کہ نہ تو جن کو وصیت کی گئی ہے وہ قسم کے رد ہو جانے کے خوف سے کسی قسم کی خیانت اور بد دیانتی کریں گے اور نہ ہی ورثاء کسی شک و شبے کا شکار ہوں گے اور نہ ہی ان کی حق تلفی کا کوئی چانس ہوگا۔ کیونکہ اگر انہیں حق تلفی کا خطرہ ہے تو خود قسمیں اٹھا کر حق وصول کر لیں۔

3061: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أُنْزِلَتِ

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گوشت روٹی کی صورت میں آسمان سے دستر خوان نازل کیا گیا، اور انہیں حکم دیا گیا کہ وہ خیانت / چوری کریں نہ

الْمَائِدَةُ مِنَ السَّمَاءِ خُبْزًا وَلَحْمًا، وَأُمِرُوا أَنْ لَا يَخُونُوا وَلَا يَدَّخِرُوا لِغَدٍ، فَخَانُوا وَادَّخَرُوا وَرَفَعُوا لِغَدٍ، فَمُسِخُوا قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ)).

کل کے لیے ذخیرہ کریں، پس انہوں نے خیانت کی، ذخیرہ کیا اور کل تک کے لیے بچا کر رکھ لیا، تو انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا گیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. قَدْ رَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ مَوْقُوفًا وَلَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ قَزَعَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ابو عاصم اور کئی ایک نے سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ عن خلاس عن عمار بن یاسر کی سند سے اسے موقوف روایت کیا ہے، اور ہم اسے حسن بن قزعہ ہی کی روایت کے حوالے سے مرفوع جانتے ہیں۔

حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ قَزَعَةَ وَلَا نَعْلَمُ لِلْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ أَصْلًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حمید بن سعدہ نے سفیان بن حبیب عن سعید بن ابی عروبہ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ اور اسے مرفوع روایت نہیں کیا، اور یہ حسن بن قزعہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے اور ہم اس حدیث کے مرفوع ہونے کے لیے کوئی اصل نہیں جانتے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس کی سند قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ١٦٥١، تفسير الطبرى: ٧/١٣٤

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، اسی وجہ سے مفسرین حضرات بھی اس مسئلہ میں مختلف ہیں کہ دستر خوان اترا تھا یا نہیں؟ لیکن ایک بات تو اس روایت سے ثابت ہوئی ہے جس کی تائید دوسری آیات اور صحیح احادیث سے بھی ہوتی ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا تو وہ عذاب اور سزا کا مستحق ہوگا، اور یہ سزا دنیا میں بھی اور دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں بھی ہو سکتی ہے، نیز سزا کی نوعیت کا فیصلہ بھی تو اللہ تعالیٰ نے ہی کرنا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ہر ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں اور نافرمانی سے بچیں۔

3062: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ تَلَقَّى عِيسَى حُجَّتَهُ وَلَقَّاهُ اللهُ فِي قَوْلِهِ ﴿وَإِذْ قَالَ اللهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللهِ﴾ (المائدہ: ١١٦) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَقَّاهُ اللهُ ﴿سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ﴾ (المائدہ: ١١٦) الآيَةَ كُلَّهَا.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو ان کی حُجّت سکھا دی گئی پس اللہ نے اپنے اس فرمان میں انہیں تعلیم دی: ﴿وَإِذْ قَالَ اللهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللهِ﴾ "جب اللہ نے کہا: عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو۔" ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، اللہ نے انہیں یہ جواب سکھا دیا: ﴿سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ﴾ "پاک ہے تو، مجھے کوئی حق نہیں کہ میں ایسی کوئی بات کروں جس کا مجھے کوئی حق حاصل نہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) بعض کہتے ہیں اس کی سند سفیان بن عیینہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١١٦٢

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۙ﴿۷۹﴾ وَ لَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَ النَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ (آل عمران:۷۹،۸۰)

"کسی بشر کے یہ لائق اور اس کا حق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب، حکم اور نبوت عطا فرمائے تو وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ جبکہ وہ تو کہے گا کہ تم رب والے بن جاؤ۔ اس وجہ سے کہ جو کتاب تم سکھاتے ہو اور خود بھی پڑھتے ہو۔ اور نہ ہی وہ تمہیں اس بات کا حکم دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو رب بنالو، کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا اس کے بعد کے تم مسلمان ہو"۔

لیکن اس سب کے باوجود بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات انبیاء کرام علیہم السلام میں تسلیم کر لیں اور بعض نے تو انہیں اعلانیہ رب ہی کہہ دیا جیسا کہ عیسائی ہیں کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ یا اس کا حصہ بنالیا۔ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عیسائیوں کو ذلیل و رسوا کرنے کے لیے تمام لوگوں کے سامنے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے یہ سوال کریں گے کہ "کیا تم نے ان لوگوں (عیسائیوں) کو کہا تھا کہ مجھے اور میری امی جان کو اللہ تعالیٰ کے سوا رب بنالو" تو عیسیٰ علیہ السلام واضح طور پر اس بات کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنی حیثیت کا تذکرہ کر کے عیسائیت کی ذلت و رسوائی اور شرمندگی کا سامان کریں گے۔

(۲) سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اس عقیدے کا اظہار بھی فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے کوئی نبی بھی غیب نہیں جانتا۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے اس صفت کا اثبات کرتے ہیں وہ درست نہیں انہیں اپنے عقیدے کی اصلاح کرنی چاہیے۔

3063: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ حُيَيٍّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ آخِرُ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ سُورَةُ الْمَائِدَةِ. وَالْفَتْحُ (النصر ١)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: سب سے آخر پر سورۂ المائدۃ اور سورۂ الفتح نازل ہوئی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ آخِرُ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: سب سے آخری سورت سورۂ النصر (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ) نازل ہوئی۔

حکم الحدیث: (حسن الإسناد) بعض کہتے ہیں اس میں حیی راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مستدرک حاکم: ٢/٣١١، مسند احمد: ٢٥٥٤٧، سنن نسائی: ١١/١٣٨

فوائد الحدیث: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سورتوں کے مضامین کے پیش نظر اپنے اپنے اجتہاد سے بعض سورتوں کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ وہ آخری سورت ہے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی کوئی صریح حدیث ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

7- باب وَمِنْ سُورَةِ الأَنْعَامِ.

سورۂ الانعام کی آیات کی تفسیر

3064: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ أَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلَكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللهِ يَجْحَدُونَ﴾. (الانعام: ٣٣)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو جہل نے نبی ﷺ سے کہا: ہم آپ ﷺ کی تکذیب نہیں کرتے، ہم تو اس چیز کی تکذیب کرتے ہیں جو آپ ﷺ لے کر آئے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللهِ يَجْحَدُونَ﴾ ”وہ آپ ﷺ کی تکذیب نہیں کرتے، وہ ظالم تو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔“

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ نَاجِيَةَ أَنَّ أَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَلِيٍّ وَهَذَا أَصَحُّ.

اسحاق بن منصور نے اخبرنا عبدالرحمن بن مہدی عن ابی اسحٰق کی سند سے ناجیہ سے روایت کیا کہ ابو جہل نے نبی ﷺ کے لیے کہا: پس انہوں نے اس حدیث کے مانند ذکر کیا اور اس میں عن علی ذکر نہیں کیا اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابی اسحاق مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں۔

تخریج الحدیث: مستدرک حاکم: ٢/٣١٥

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن یہ تو حقیقت ہے جو دوسری روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ مشرکین مکہ آپ ﷺ کو صادق و امین مانتے تھے، آپ ﷺ کے حسن اخلاق و اعلیٰ کردار کے گرویدہ تھے انہیں تو صرف اور صرف آپ ﷺ کی دعوت توحید سے اختلاف تھا۔ جب کفار مکہ آپ ﷺ کی تکذیب کرتے اور طرح طرح کی الزام تراشی کرتے تو رسول اللہ ﷺ پریشان ہو جاتے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ کیوں غم زدہ ہیں وہ لوگ آپ کو تو نہیں جھٹلاتے بلکہ وہ تو ان آیات، دعوت کا انکار کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں۔

(۲) آج بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کی خوبیوں کو غلو کی حد تک تقریراً و تحریراً بیان کرتے ہیں لیکن جب بات ماننے کی باری آتی ہے تو پھر آباء الرجال اور اپنے اپنے مذہبی مقتداو پیشوا آڑے آجاتے ہیں، ایسے لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ آج ساڑھے چودہ سو سال بعد کن لوگوں کا کردار نبھا رہے ہیں۔ ع

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

3065: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ ”کہہ دیں: وہ اس پر

فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ (الانعام: ٦٥)

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَعُوذُ بِوَجْهِكَ)). فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ (الانعام: ٦٥) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هَاتَانِ أَهْوَنُ، أَوْ هَاتَانِ أَيْسَرُ)).

قادر ہے کہ وہ تم پر تمہارے اوپر سے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے عذاب نازل کرے۔"

تو نبی ﷺ نے فرمایا: "ہم تیرے چہرے کے ذریعے پناہ طلب کرتے ہیں۔" پس جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ "یا تمہیں گروہ گروہ بنا کر تمہیں آپس میں لڑا دے اور تم میں سے بعض کو بعض کا عذاب چکھائے۔" تو نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ دونوں معمولی ہیں، یا یہ دونوں آسان تر ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٠٥٨-٢٠٥٩، اخرجه الحميدى: ١٢٥٩، ابن ابي عاصم في السنة: ٣٠٠

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٤٦٢٨، وسنن نسائى كبرىٰ: ١١١٦٤، ١١١٦٥، مسند احمد : ١٤٣١٦، صحيح ابن حبان: ٧٢٢٠

3066: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ الْغَسَّانِيِّ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذِهِ الآيَةِ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ (الانعام: ٦٥) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَمَا إِنَّهَا كَائِنَةٌ وَلَمْ يَأْتِ تَأْوِيلُهَا بَعْدُ)).

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس آیت: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ کی تفسیر میں روایت کیا، نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ ہو کر رہے گا، اور بعد میں اس کی تاویل نہیں آئی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابو بکر بن ابی مریم ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٥٩٢

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٤٦٦

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں مذکور آیت مبارکہ میں تین قسم کا عذاب ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ "من فوقکم" اوپر کے عذاب سے مراد ہے بارشوں کی کثرت، طوفان، آندھی اور اولے وغیرہ۔

۲۔ "من تحت ارجلکم" نیچے سے عذاب کا مطلب ہے زلزلہ، سیلاب، قحط اور زمین میں دھنس جانا وغیرہ۔

۳۔ "اویلبسکم شیعا" آپس کی گروہ بندی کی شکل میں امت کا مختلف فرقوں میں بٹ جانا بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب کی ہی ایک صورت ہے۔ جسے آپ ﷺ نے پہلی دونوں صورتوں سے ہلکا اور آسان بیان فرمایا ہے۔

(۲) جب پہلی دونوں قسموں کے عذاب کا ذکر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اعوذ بوجهك کہہ کر اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کی۔ (بخاری ص ۶۶۶/۲ کتاب التفسیر)

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ بنو معاویہ کی مسجد کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ اندر

تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز ادا کی، ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، اور آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے بڑی لمبی دعا کی، پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سالت ربی ثلاثا فاعطانی اثنین ومنعنی واحدة سالت ربی ان لا یهلك امتی بالسنة فاعطانیها وسالته ان لا یهلك امتی بالغرق فاعطانیها وسالته انْ لا یجعل باسهم بینهم فمنعنیها (مسلم ص ۳۹۰/۲ کتاب الفتن)

"میں نے اپنے رب سے تین دعائیں کی ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے دو دعائیں قبول فرمالیں اور ایک دعا کو مجھ سے روک لیا یعنی قبول نہ فرمائی،

۱۔ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ میری امت کو قحط کے ساتھ ہلاک نہ کرے، تو اس نے میری اس دعا کو قبول فرمالیا۔

۲۔ میں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ میری ساری امت کو پانی میں غرق کر کے ہلاک نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی مجھے دے دیا۔

۳۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ میری امت کو باہمی اختلافات کا شکار نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے میری اس دعا کو قبول نہیں کیا"۔

3067: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ (الانعام: ۸۲) شَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَأَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ. قَالَ ((لَيْسَ ذَلِكَ إِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ أَلَمْ تَسْمَعُوا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ (يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ)) (لقمان: ۱۳)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ "وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش نہیں کی" نازل ہوئی تو مسلمانوں پر شاق گزرا انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے کون اپنی جان پر ظلم نہیں کرتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ ایسے نہیں ہے، وہ (ظلم) تو شرک ہے، کیا تم نے وہ نہیں سنا جو لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا: "بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ۲۷۰، ابو يعلى: ۵۱۵۹، ابو عوانه: ۷۳/۱

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۲، مسلم: ۱۲٤، وسنن نسائی کبریٰ: ۱۱۱٦٦، مسند احمد: ۳۵۸۹، صحیح ابن حبان: ۲۵۳

فوائد الحدیث: (۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کمال تقویٰ تھا کہ انہیں ہر وقت آخرت کی بہتری کی فکر رہتی تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بھی وعید کی صورت میں وہ بے چین ہو جایا کرتے تھے کہ کہیں اس کا مصداق ہم ہی نہ ہوں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنهم

جب سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۸۱ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پریشان ہو گئے کہ ظلم، (غلطی گناہ وغیرہ) تو ہر کسی سے ہو جاتا ہے، اب اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ ہونے سے کیسے محفوظ رکھ سکتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس آیت میں ظلم سے مراد عام غلطی اور نافرمانی نہیں بلکہ اس سے مراد شرک ہے، کیونکہ "شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔"

(۲) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے بغیر قرآن مجید کی تفسیر و مقصود سمجھ نہیں آسکتا، جو لوگ سمجھتے ہیں کہ حدیث کی کوئی ضرورت نہیں اور اس کو حجت نہیں مانتے وہ گمراہی کے رستے پر ہیں۔ اعاذنا اللہ منه

3068: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ

مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹیک

الأَزْرَقُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ يَا أَبَا عَائِشَةَ ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللهِ الْفِرْيَةَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ وَاللهُ يَقُولُ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ (الانعام: ١٠٣) ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ (الشورى: ٥١) وَكُنْتُ مُتَّكِئًا فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنْظِرِينِي وَلَا تُعْجِلِينِي، أَلَيْسَ يَقُولُ اللهُ ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى﴾ (النجم: ١٣) ﴿وَلَقَدْ رَآهُ بِالأُفُقِ الْمُبِينِ﴾. (التكوير: ٢٣)

لگائے بیٹھا تھا، تو انہوں نے کہا: ابو عائشہ! تین باتیں ایسی ہیں کہ جس نے ان میں سے ایک کے متعلق بات کی تو اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا: جس نے کہا کہ محمد (ﷺ) نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ اللہ فرماتا ہے: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ "آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں وہ آنکھوں کا ادراک کرتا ہے اور وہ باریک بین باخبر ہے"۔ اور ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ "کسی بشر کے لائق نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے سوائے وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے سے" میں (مسروق نے کہا) ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا تو میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے عرض کیا: ام المومنین! مجھے مہلت دیں اور میرے بارے میں جلدی میں فیصلہ نہ کریں، کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا: ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى﴾ "اس نے اسے دوبارہ دیکھا ہے۔" ﴿وَلَقَدْ رَآهُ بِالأُفُقِ الْمُبِينِ﴾ اور: "اس نے اسے واضح افق پر دیکھا۔"

قَالَتْ: أَنَا وَاللهِ أَوَّلُ مَنْ سَأَلَ عَنْ هَذَا رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّمَا ذَاكَ جِبْرِيلُ مَا رَأَيْتُهُ فِي الصُّورَةِ الَّتِي خُلِقَ فِيهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ رَأَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ)).

انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے سب سے پہلے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں، میں نے انہیں ان کی تخلیقی صورت میں صرف انہی دو مواقع پر دیکھا ہے، میں نے انہیں آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا ان کی عظیم خِلقت نے آسمان اور زمین کے درمیانی خلا کو بھر دیا تھا۔"

وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ عَلَيْهِ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ يَقُولُ اللهُ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ (المائدہ: ٦٧) وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ وَاللهُ يَقُولُ ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ﴾. (النحل: ٦٥)

اور جس نے کہا کہ محمد (ﷺ) نے اس میں سے کسی چیز کو چھپا لیا تھا جو اللہ نے ان پر نازل کی تو اس نے اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ "اے رسول! پہنچا دیں جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اتارا گیا ہے۔" اور جس نے کہا کہ وہ کل ہونے والے واقعات جانتے ہیں تو اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ﴾ "کہہ دیں، آسمان اور زمین کا غیب صرف اللہ ہی جانتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَمَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ يُكْنَى أَبَا عَائِشَةَ وَهُوَ مَسْرُوقُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰكَذَا كَانَ اسْمُهُ فِي الدِّيوَانِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور مسروق بن اجدع کی کنیت ابو عائشہ ہے، اور وہ مسروق بن عبدالرحمٰن ہیں، دیوان (سرکاری رجسٹر) میں ان کا نام اسی طرح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ٤٩٠٠، الطبري في تفسيره: ٢٧/٥٠، ابو عوانه: ١/١٥٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٨٥٥، صحیح مسلم: ١٧٧، وسنن نسائی کبریٰ: ١١١٤٧، مسند احمد : ٢٤٢٢٧، صحیح ابن حبان: ٦٠

فوائد الحدیث: (۱) اس آیت اور حدیث سے ثابت ہوا کہ اس دنیا میں سید کائنات محمد رسول اللہ ﷺ سمیت کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا اور جو شخص یہ عقیدہ و نظریہ رکھے وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے، البتہ آخرت میں جنتی لوگ جب جنّت میں چلے جائیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے چہرہ مبارک کا دیدار کریں گے۔ مومنوں کو پنڈلی کی زیارت تو میدان محشر میں بھی ہوگی۔

(۲) جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دین و شریعت کا کوئی مسئلہ چھپا لیا ہے اور اپنی امت کو نہیں بتایا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ بولتا ہے۔

(۳) جو آدمی سمجھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں اور آنے والے کل کے متعلق جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا، تو وہ بھی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے۔

(۴) ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مذکورہ تینوں صورتوں میں اس لیے اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ بولنے سے تعبیر فرمایا ہے کہ ان تینوں کی وضاحت و صراحت قرآن مجید کی آیات میں اللہ کریم نے خود فرمادی ہے، اس کے باوجود جو شخص نہیں مانتا تو وہ پھر اللہ تعالیٰ کو جھٹلاتا ہے۔ اسی اصول کے تحت تمام ان مسائل کو پرکھا جاسکتا ہے۔ جو قرآن مجید میں واضح ہوئے یا رسول اللہ ﷺ نے صراحت فرمادی لیکن لوگوں نے اس کے خلاف عقیدہ و عمل اپنا لیا تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ:۳) "آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا"۔

نیز امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله وسنة رسوله (موطا امام مالک ص ۵۶۱، کتاب القدر) "کہ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہوگے، ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور دوسری اس کے رسول ﷺ کی سُنّت" اس کے باوجود جو شخص یہ کہے کہ قرآن و حدیث میں تمام مسائل کا حل نہیں اس کے لیے کسی مجتہد کے اجتہاد یا مُفتی کے فتوے کی ضرورت ہے۔ بعض نے تو حدیث پر عمل کرنے کو "سنگین گمراہی" سے تعبیر کیا۔ (دیکھیے: تقلید کی شرعی حیثیت ص ۸۷ از مولانا تقی عثمانی)

تو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فتوے کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ لہٰذا انہیں آخرت کی فکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہیے کہیں وہ اس آیت کا ہی مصداق نہ بن جائیں۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ (النور:۶۳)

''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے حکم (فیصلے) کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں وہ کسی فتنے (بڑی مصیبت) میں مبتلا نہ ہو جائیں یا پھر انہیں دردناک عذاب پہنچے''۔

3069: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ الْحَرَشِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَكَّائِيُّ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَتَى نَاسٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَأْكُلُ مَا نَقْتُلُ وَلَا نَأْكُلُ مَا يَقْتُلُ اللهُ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾. (الانعام: ۱۱۸-۱۲۱)

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ کچھ لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم جس چیز کو قتل کر دیتے ہیں ہم اسے کھا لیتے ہیں لیکن جسے اللہ مار دیتا ہے ہم اسے نہیں کھاتے؟ تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ﴾ ''جس چیز پر اللہ کا نام لیا جائے اسے کھاؤ اگر تم اس کی آیات پر ایمان رکھتے ہو''۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾ ''اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم بھی مشرک ہو۔'' تک۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَيْضًا وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ یہ حدیث اس طریق کے علاوہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ جبکہ ان میں سے بعض نے اسے عطاء بن سائب عن سعید بن جبیر کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابي داؤد: ۲۰۵۸-۲۰۵۹، اخرجه ابن جرير في التفسير: ۱۸/۸، البيهقي: ۲٤۰/۹

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۲۸۱۹، سنن النسائی: ٤٤٣٧

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی میں حلال و حرام کی جتنی بھی پابندیاں عائد کی ہیں ان کا مکلف مومن آدمی کو ہی ٹھہرایا ہے خواہ مثبت ہوں جیسے نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی یا وہ پابندی منفی ہو۔ مثلاً شرک نہ کرنا، قتل نہ کرنا، زنا کے قریب نہ جانا وغیرہ۔ خوراک میں جانوروں کا گوشت کھانے میں بھی اسلام نے حلال جانوروں کی نشاندھی فرمائی جن کا گوشت کھانا جائز ہے اور جو حرام ہیں وہ بھی بیان فرما دیے، پھر حلال جانوروں کے کھانے میں بھی کچھ اصول وضع فرما دیے مثلاً ذبح کر کے کھانا اور ذبح کرتے وقت بھی اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرنا، یعنی ''بسم اللہ'' پڑھنا اور تکبیر ''اللہ اکبر'' کہنا۔ وغیرہ۔

(۲) جانور کو ذبح کرتے وقت اگر بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو وہ جانور حلال اور اس کا کھانا جائز ہے، البتہ جان بوجھ کر نہیں چھوڑنی چاہیے۔

(۳) اس آیت مبارکہ سے بعض لوگوں نے مروجہ ختم جیسی بدعت کا جواز نکالنے کی کوشش کی ہے اور انہوں نے ''ذُكِرَ اسْمُ اللهِ'' سے قرآن مجید کی مخصوص سورتوں اور درود شریف وغیرہ پڑھنا مراد لیا ہے، اور جو لوگ اس بدعت کا ارتکاب نہیں کرتے انہیں طرح طرح کے طعنے دیے جاتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت مبارکہ میں دور دور تک بھی اس بدعت کے جواز کا شائبہ تک بھی نہیں، چنانچہ جب یہ اپنے غلط

استدلال پر بضد رہے تو ان کی خدمت میں اس سورت کی آیت نمبر ۱۲۱ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ "اور اس چیز جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہیں کیا گیا اور بے شک یہ فسق، نافرمانی اور گناہ ہے"۔ اگر "ذُكِرَ اسْمُ اللهِ" سے مراد قرآن مجید کی سورتوں کے ساتھ ختم پڑھنا ہی مراد ہے تو پھر اس آیت میں ختم پڑھے بغیر کھانے کو گناہ اور فسق قرار دیا گیا ہے۔ تو کیا یہ لوگ جب بھی کوئی چیز کھاتے ہیں تو ان تمام مخصوص سورتوں کے ساتھ ختم پڑھ کر کھاتے ہیں، جس کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔ چنانچہ جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو کہنے لگے کہ ہم بسم اللہ پڑھ لیتے ہیں تو ہم نے کہا کہ بسم اللہ تو ہم بھی پڑھتے ہیں، پھر اعتراض کیسا،؟

مسئلہ تو یہ ہے کہ کیا بسم اللہ کے علاوہ مروجہ طریقے سے قرآن مجید کا کچھ حصہ کھانے پر یا جانور ذبح کرتے وقت پڑھا جاسکتا ہے یا نہیں تو اس کا جواب یقیناً یہی ہے کہ "نہیں پڑھا جاسکتا کیونکہ ایسا طریقہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں"۔ ایسے لوگوں سے جب کوئی جواب نہیں بنتا تو پھر کہہ دیتے ہیں کہ قرآن مجید ہی پڑھا گیا ہے نا، اور قرآن مجید تو برکت والی کتاب ہے، ہم نے کہا کہ جب تم جانور ذبح کرتے ہو اس وقت قرآن مجید کیوں نہیں پڑھتے کیا اس وقت معاذ اللہ اس کی برکت ختم ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں یہ جائز نہیں کیونکہ ذبح کرتے وقت صرف بسم اللہ، اللہ اکبر کہنا ہی سُنت سے ثابت ہے اگر ہم زائد پڑھیں گے تو وہ جانور حرام ہو جائے گا، ہم نے کہا بالکل اسی طرح کھانا کھاتے وقت بھی رسول اللہ ﷺ سے صرف بسم اللہ پڑھنا ثابت ہے اس سے زائد اگر ہم پڑھیں تو وہ درست اور جائز نہیں۔

3070: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ دَاوُدَ الأَوْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الصَّحِيفَةِ الَّتِي عَلَيْهَا خَاتَمُ مُحَمَّدٍ ﷺ فَلْيَقْرَأْ هَذِهِ الآيَاتِ ﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ﴾ الآيَةَ إِلَى قَوْلِهِ ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾. (الانعام: ۱۵۳)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جسے یہ پسند ہو کہ وہ اس صحیفے کو دیکھ لے جس پر محمد ﷺ کی مہر ہے تو وہ ان آیات کو پڑھ لے: ﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ﴾ "کہہ دیں آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام قرار دیا ہے" اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ "تاکہ تم متقی بن جاؤ۔" تک۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں داؤد الاودی راوی ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٥٩٣

تخریج الحدیث: معجم الاوسط للطبرانی: ۱۲۰۸، شعب الایمان للبیهقی: ۷۹۱۸

فوائد الحدیث: کفار و مشرکین نے بعض جانوروں کو اپنی مرضی سے حلال یا حرام قرار دے رکھا تھا اور پھر بعض کی حلت و حرمت کو مذکر و مونث کے اعتبار سے تقسیم کیا ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ ﷺ ان سے کہہ دیں، تم نے جو اپنے آپ پر اپنی مرض سے حرام کیا ہوا ہے اس کی تو کوئی دلیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نہیں لیکن جو اللہ تعالیٰ نے واقعی حرام کیا ہوا ہے اس کی تم پرواہ نہیں کرتے ہو۔ آؤ! میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا حرام کیا ہے۔

۱۔ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرو۔

۲۔ والدین کے ساتھ نیکی و احسان کرو۔ (والدین کی نافرمانی حرام ہے)

۳۔ بھوک کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

۴۔ ہر قسم کی بے حیائی خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ اس کے قریب نہ جاؤ۔

۵۔ کسی بھی جان کو ناحق قتل نہ کرو۔

۶۔ یتیم کے مال کے قریب تک نہ جاؤ۔ (یعنی ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ)

۷۔ ماپ، تول میں عدل وانصاف سے پورا پورا ماپو اور وزن کرو۔

۸۔ جب بھی کوئی بات (فیصلہ) کرو تو عدل وانصاف سے کرو اگرچہ وہ تمہارے رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کو پورا کرو۔

۱۰۔ یہی (منزل من اللہ ہدایات) صراط مستقیم (سیدھا راستہ) ہیں صرف اسی کی پیروی کرو۔

۱۱۔ قرآن وحدیث کی اتباع والے راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستوں، مسالک اور مذاہب کی پیروی نہ کرو، کیونکہ اس سے آدمی سیدھے راستے سے بھٹک جاتا ہے۔ یہ تمام ہدایات سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۵۱ سے ۱۵۳ میں موجود ہیں۔

3071: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ﴾ (الانعام: ۱۵۳) قَالَ: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ﴾ ”یا تیرے رب کی بعض آیات / نشانیاں آجائیں۔“ کی تفسیر میں فرمایا: ”سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ان میں سے بعض نے اسے روایت کیا ہے اور اسے مرفوع نہیں کہا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبد بن حميد: ۹۰۲، ابو يعلى: ۱۳۵۳، وابو نعيم في الحلية: ۳۷۷/۸

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۱۱۲۶۶

3072: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ (لَمْ يَنْفَعْ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ) (الانعام: ۱۵۸) الآيَةَ الدَّجَّالُ وَالدَّابَّةُ وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنَ الْمَغْرِبِ أَوْ مِنْ مَغْرِبِهَا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں گی تو پھر اس وقت کسی جان کو اس کا ایمان لانا نفع نہیں دے گا جو کہ اس سے پہلے ایمان نہ لائی ہو“: دجال، دابۃ الارض (زمین سے جانور کا نکلنا) اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو حَازِمٍ هُوَ الأَشْجَعِيُّ الْكُوفِيُّ وَاسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلَى عَزَّةَ الأَشْجَعِيَّةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو حازم یہ اشجعی کوفی ہیں اور ان کا نام سلمان مولیٰ عزہ اشجعیہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ۱۷۸/۱۵، ابو يعلى: ۶۱۷۰، وابو عوانه: ۱۰۷/۱

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۱۵۸، مسند احمد: ۹۷۵۲

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی بندگی کے لیے پیدا فرمایا ہے، اب جو شخص اس مقصد کو پورا کرے گا اس کے لیے جنّت کا وعدہ ہے اور جو نافرمان ہوگا وہ جہنمی ہے۔ لیکن جو شخص موت آنے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرے گا تو نا صرف کہ اس کے گناہ

معاف کر دیے جاتے ہیں بلکہ اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بھی تبدیل فرما دیتے ہیں۔ اور توبہ کی یہ مہلت انفرادی طور پر موت کا فرشتہ یا آثار نظر آنے سے پہلے تک ہے اور اجتماعی طور پر قرب قیامت سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک ہے۔

(۲) حدیث الباب میں قیامت کی تین بڑی نشانیوں کا ذکر ہے۔

۱۔ دجال کا ظہور۔

۲۔ دابہ کا نکلنا۔

۳۔ اور سورج کا مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہونا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث نمبر ۲۱۸۶ کے فوائد)

(۳) مذکورہ نشانیوں کے ظاہر ہونے کے بعد جب آدمی کو یقین ہو جائے گا کہ اب قیامت قائم ہونے والی ہے لہٰذا وہ اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے ایمان نہیں لائے گا بلکہ مجبوراً ایمان قبول کرے گا جس کی وجہ سے اس کا ایمان قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ ہی فاسق و فاجر کی توبہ قبول کی جائے گی۔

(۴) قیامت کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا آخری بڑی نشانی ہے اس لیے توبہ کی مہلت کو اس وقت تک بیان کیا گیا ہے۔ (بخاری ص ۲/۶۶۷)

3073: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَقَوْلُهُ الْحَقُّ إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِحَسَنَةٍ فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوهَا، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا بِمِثْلِهَا، فَإِنْ تَرَكَهَا وَرُبَّمَا قَالَ لَمْ يَعْمَلْ بِهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً ثُمَّ قَرَأَ ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾)). (الانعام: ۱۶۰)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا، اور اس کا فرمان حق ہے: جب میرا بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرے تو اسے اس کے لیے ایک نیکی لکھ دو، جب وہ اس پر عمل بھی کر لے تو اسے اس کے لیے دس گنا لکھ دو، اور جب کسی برائی کا ارادہ کرے تو اسے نہ لکھو، اور جب وہ اس برائی کو کر لے تو اسے اس کے مثل ہی لکھو، اور اگر وہ اسے ترک کر دے۔ یا فرمایا: اگر وہ اسے نہ کرے تو اسے اس کے لیے ایک نیکی لکھ دو۔“ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ ”جو ایک نیکی لائے گا تو اسے اس کا دس گنا اجر ملے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الروض النضير: ۲/۷۴۲، اخرجه ابو يعلى: ۶۲۸۲، شرح المشكل الآثار: ۱۶۴۱

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ۷۵۰۱، صحيح مسلم: ۱۲۸، مسند احمد: ۷۱۹۶، صحيح ابن حبان: ۳۸۰

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر احسان ہے کہ جب انسان نیکی کا صرف ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھوا دیتے ہیں اور جب وہ نیکی کرتا ہے تو اس کا اجر دس گنا لکھا جاتا ہے۔ لیکن گناہ کے معاملے میں جب تک انسان گناہ کرتا نہیں اس وقت تک لکھا بھی نہیں جاتا اور اگر کوئی شخص گناہ کا ارادہ کر کے پھر اسے ترک کر دے اور گناہ نہ کرے تو رب تعالیٰ اس کی بھی ایک نیکی لکھوا دیتے ہیں۔ سبحان اللہ وما قدروا اللہ حق قدرہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

8- باب وَمِنْ سُورَةِ الأَعْرَافِ

سورۂ الاعراف کی آیات کی تفسیر

3074: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ ﴿فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا﴾ (الاعراف: ١٤٣) قَالَ حَمَّادٌ: هَكَذَا وَأَمْسَكَ سُلَيْمَانُ بِطَرَفِ إِبْهَامِهِ عَلَى أَنْمُلَةِ إِصْبَعِهِ الْيُمْنَى، قَالَ: فَسَاخَ الْجَبَلُ (وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا). (الاعراف: ١٤٣)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا﴾ "جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس نے اسے ریزہ ریزہ کر دیا۔" حماد نے بیان کیا: اس طرح، سُلیمان نے انگوٹھے کا کنارہ اپنی دائیں انگلی کے پوروں پر رکھا اور فرمایا: پس پہاڑ نے چیخ ماری: "اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

ہم اسے صرف حماد بن سلمہ کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الْوَرَّاقُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالوہاب الوراق بغدادی سے انہوں نے معاذ بن معاذ عن حماد بن سلمہ عن ثابت عن انس کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ظلال الجنة: ٤٨٠، صحيح الترمذي: ٢٤٥٨، اخرجه الطبري في تفسيره: ٩/٥٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٢٢٦٠

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ اس دنیا میں کوئی انسان بھی اللہ تعالیٰ کو رویت بصری کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا، جب قیامت کے دن جنتی جنّت میں جائیں گے تو پھر انہیں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

(۲) سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر بھی انہیں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس پہاڑ کی طرف دیکھو اگر یہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو پھر ممکن ہے کہ آپ بھی دیکھ سکیں، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تھوڑی سی، بالکل معمولی تجلی فرمائی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام یہ منظر دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔

(۳) اگر پہاڑ جیسی مضبوط چیز بھی اللہ تعالیٰ کی معمولی تجلی کو برداشت نہیں کر سکی تو آج وہ کون سا بابا اور بزرگ ہے کہ جس میں معاذ اللہ سارے کا سارا رب ہی داخل ہو جاتا ہے، لیکن نہ وہ پھٹتا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی دراڑ وغیرہ پڑتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وحدت الوجود کا عقیدہ صریحاً قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔

3075: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ

مُسلم بن یسار جہنی سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر بن

بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الآيَةِ ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِينَ﴾ (الاعراف: ١٧٢) قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِينِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً، فَقَالَ: خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ، ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً، فَقَالَ: خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُونَ)). فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ فَفِيمَ الْعَمَلُ.

قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلَهُ اللهُ النَّارَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَمُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ وَقَدْ ذَكَرَ بَعْضُهُمْ فِي هٰذَا الإِسْنَادِ بَيْنَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ وَبَيْنَ عُمَرَ رَجُلاً مَجْهُولاً.

خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت: ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِينَ﴾ کے متعلق پوچھا گیا، سیّدنا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے آدم (علیہ السلام) کو پیدا فرمایا، پھر دایاں ہاتھ ان کی پشت پر پھیرا اور وہاں سے (ان کی) ایک ذریت نکالی، تو فرمایا: ''میں نے انہیں جنّت کے لیے پیدا فرمایا ہے اور وہ جنتیوں والے عمل کریں گے، پھر اس نے اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور وہاں سے ذریت (اولاد) نکالی، تو فرمایا: ''میں نے انہیں جہنم کے لیے پیدا فرمایا اور وہ جہنمیوں والے ہی عمل کریں گے۔'' تو ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! تو پھر عمل کی کیا حَیثیّت؟

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جب بندے کو جنّت کے لیے پیدا فرماتا ہے تو اسے جنتیوں والے عمل پر لگا دیتا ہے حتیٰ کہ وہ جنتیوں والے عمل کرتا ہوا فوت ہوتا ہے تو اسے جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔ اور جب وہ بندے کو جہنم کے لیے پیدا کرتا ہے تو اسے جہنمیوں والے کام پر لگا دیتا ہے حتیٰ کہ وہ جہنمیوں والے عمل کرتا ہوا فوت ہوتا ہے تو وہ اسے جہنم میں داخل فرما دیتا ہے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ مسلم بن یسار نے عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں سُنا، بعض نے اس اسناد میں مُسلم بن یسار اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک مجہول شخص کا ذکر کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) سند میں مُسلم بن یسار اور عمر کے درمیان انقطاع ہے۔ الظلال: ١٩٦، الضعيفة: ٣٠٧١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٧٠٣، سنن نسائی کبریٰ: ١١١٩٠، مسند احمد: ١٧٦٦٠، ١٩٨٣٤، ٣١١ صحیح ابن حبان: ٣٣٨، ٦١٦٦، صحیح بخاری: ٤٩٤٩، ٦٥٩٦، صحیح مسلم: ٢٦٤٨

فوائد الحدیث: (١) اللہ تعالیٰ نے ''عالم ارواح'' اسے ''عالم ذر'' بھی کہتے ہیں، میں تمام اولاد آدم سے یہ عہد لیا تھا، جسے ''عہد الست'' بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ خلقت هؤلاء للجنة. . . . الخ۔ "ان لوگوں کو میں نے جنّت کے لیے پیدا کیا ہے اور وہ جنتیوں والے عمل کریں گے۔" اس سے یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جبر کرتے ہوئے انہیں ان لوگوں میں پیدا فرمایا ہے ورنہ وہ تو دوسرے گروہ میں شامل ہونا چاہتے ہوں، یا جہنمیوں کو زبردستی دوزخیوں میں پیدا کیا ہے، اگر اللہ تعالیٰ انہیں مجبور نہ کرتا تو وہ جنتیوں میں شامل ہو جاتے، نہیں ہرگز نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرا تو ان کی پشت سے وہی لوگ نکلے جو جنتی تھے اور انہوں نے جنتیوں والے عمل کرنے تھے، پھر دوبارہ ہاتھ پھیرا تو آدم علیہ السلام کی پشت سے وہ لوگ نکلے جو جہنمی تھے اور انہوں نے جہنمیوں والے اعمال کرنے تھے۔ ان سب کے اعمال اور انجام سے اللہ تعالیٰ واقف تھے اس لیے ان کے متعلق حتمی طور پر جنتی اور جہنمی ہونا بیان فرمادیا۔ (تقدیر کے متعلقہ تفصیل حدیث نمبر ۲۱۳۳، ۲۱۳۷ کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں)۔

3076: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَمَّا خَلَقَ اللهُ آدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَسَقَطَ مِنْ ظَهْرِهِ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَجَعَلَ بَيْنَ عَيْنَيْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ وَبِيصًا مِنْ نُورٍ، ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى آدَمَ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ هَؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ، فَرَأَى رَجُلاً مِنْهُمْ فَأَعْجَبَهُ وَبِيصُ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ، فَقَالَ أَيْ رَبِّ مَنْ هَذَا فَقَالَ هَذَا رَجُلٌ مِنْ آخِرِ الأُمَمِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ يُقَالُ لَهُ دَاوُدُ. فَقَالَ رَبِّ كَمْ جَعَلْتَ عُمُرَهُ قَالَ سِتِّينَ سَنَةً قَالَ أَيْ رَبِّ زِدْهُ مِنْ عُمُرِي أَرْبَعِينَ سَنَةً. فَلَمَّا انْقَضَى عُمُرُ آدَمَ جَاءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ أَوَلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمُرِي أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَوَلَمْ تُعْطِهَا ابْنَكَ دَاوُدَ قَالَ فَجَحَدَ آدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَنَسِيَ آدَمُ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَخَطِئَ آدَمُ فَخَطِئَتْ ذُرِّيَّتُهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ نے آدم (علیہ السلام) کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا، تو اس نے قیامت کے دن تک ان کی اولاد میں سے جس کو پیدا فرمانا تھا وہ سب روحیں گر پڑیں، اور ان میں سے ہر انسان کی پیشانی پر نور کی چمک پیدا فرما دی، پھر انہیں آدم علیہ السلام پر پیش کیا، تو انہوں نے کہا: پروردگار! یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ آپ کی اولاد ہے، انہوں نے ان میں سے ایک آدمی دیکھا تو اس کی پیشانی کی چمک انہیں بہت اچھی لگی، تو فرمایا: رب جی! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تمہاری اولاد میں سے آخری امتوں میں سے ایک آدمی ہے اسے داود (علیہ السلام) کہتے ہیں۔ کہا: رب جی! تو نے اس کی عمر کتنی مقرر کی ہے؟ فرمایا: ساٹھ سال، عرض کیا: رب جی! میری عمر میں سے چالیس سال اس کی عمر بڑھا دے، جب آدم علیہ السلام کی عمر پوری ہوئی تو ملک الموت ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: کیا میری عمر کے چالیس سال ابھی باقی نہیں؟ اس نے کہا: کیا آپ نے وہ اپنے بیٹے داود (علیہ السلام) کو نہیں دے دیے تھے؟ پس آدم علیہ السلام نے انکار کیا، اور ان کی اولاد نے بھی انکار کیا، آدم علیہ السلام بھول گئے تو ان کی ذریت بھی بھول گئی، آدم (علیہ السلام) سے خطا ہوئی تو ان کی ذریت سے بھی خطا ہوئی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ کئی ایک طرق سے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ

سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الظلال: ٢٠٦، تخريج الطحاويه: ٢٢٠-٢٢١، صحيح الترمذي: ٢٤٥٩

تخریج الحدیث: طبقات ابن سعد: ٢٧/١-٢٨، مسند ابو يعلى: ٦٦٥٤، مستدرک حاكم: ٣٢٥/٢

فوائد الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بھول جانا اور غلطی کرنا انسانی فطرت میں شامل ہے جس کا انسان زندگی میں ارتکاب کرتا ہے۔

3077: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَمَّا حَمَلَتْ حَوَّاءُ طَافَ بِهَا إِبْلِيسُ وَكَانَ لَا يَعِيشُ لَهَا وَلَدٌ فَقَالَ سَمِّيهِ عَبْدَ الْحَارِثِ. فَسَمَّتْهُ عَبْدَ الْحَارِثِ فَعَاشَ وَكَانَ ذَلِكَ مِنْ وَحْيِ الشَّيْطَانِ وَأَمْرِهِ)).

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب حواء حاملہ ہوئیں تو ابلیس ان کے پاس آیا، جبکہ ان (حوا) کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا، اس نے کہا: اس کا نام عبدالحارث رکھ دو، پس انہوں نے اس کا نام عبدالحارث رکھ دیا، اور یہ شیطان کی وحی اور اس کے امر سے تھا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قَتَادَةَ. وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ عُمَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے عمر بن ابراہیم عن قتادہ کی سند ہی سے مرفوع جانتے ہیں۔ بعض نے اسے عبدالصمد سے روایت کیا ہے اور عمر بن ابراہیم نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا وہ بصری الشیخ ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٣٤٢، اس میں حسن بصری مدلس ہے اور اس کے سمرہ سے سماع میں اختلاف ہے۔

تخریج الحدیث: اخرجه احمد: ١١/٥، ابن عدي في الكامل: ١٧٠٠/٥، الحاكم: ٥٤٥/٢

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے، لہٰذا یہ بات یا یہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔

3078: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَمَّا خُلِقَ آدَمُ)). الْحَدِيثَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے“ پس انہوں نے حدیث ذکر کی۔

حکم الحدیث: (صحيح) ترمذی کے بعض نسخوں میں یہ حدیث نہیں ہے۔ نیز دیکھیں حدیث ۳۰۷۶

فوائد الحدیث: یہ حدیث نمبر ۳۰۷۶ کی طرف اشارہ ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

9- باب وَمِنْ سُورَةِ الأَنْفَالِ

باب: سورۂ الانفال میں سے

3079: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ

مصعب بن سعد نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا:

عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ جِئْتُ بِسَيْفٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ قَدْ شَفَى صَدْرِي مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَوْ نَحْوَ هَذَا هَبْ لِي هَذَا السَّيْفَ. فَقَالَ ((هَذَا لَيْسَ لِي وَلَا لَكَ)). فَقُلْتُ عَسَى أَنْ يُعْطَى هَذَا مَنْ لَا يُبْلِي بَلَائِي، فَجَاءَنِي الرَّسُولُ فَقَالَ ((إِنَّكَ سَأَلْتَنِي وَلَيْسَ لِي وَقَدْ صَارَ لِي وَهُوَ لَكَ)). قَالَ فَنَزَلَتْ ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ﴾ (الانفال: ١) الآيَةَ.

جب غزوہ بدر کا دن تھا تو میں ایک تلوار لے کر آیا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ نے مشرکوں کے حوالے سے میرے سینے کو ٹھنڈا کر دیا ہے یا اس طرح کی بات کی، آپ ﷺ یہ تلوار مجھے عطا فرما دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ میری ہے نہ تیری“ میں نے عرض کیا: ہو سکتا ہے کہ یہ اسے مل جائے جس نے میری سی مشقت نہ اٹھائی ہو، پس رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا: ”تم نے مجھ سے سوال کیا جبکہ وہ میرا حق نہ تھا اب وہ میرا حق بن گیا ہے اور اب وہ تمہارے لیے ہے۔“ فرمایا: یہ آیت: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ﴾ نازل ہوئی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ أَيْضًا.
وَفِي الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سماک بن حرب نے اسے مصعب بن سعد سے بھی روایت کیا ہے۔
اور اس باب میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٧٤٧، اخرجه الحاكم: ٢/١٣٢، ابو عوانه: ٤/١٠٣
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٧٤٠، وسنن نسائی کبریٰ: ١١١٩٦، مسند احمد: ١٥٣٨

فوائد الحدیث: میدان جہاد سے حاصل ہونے والا مال غنیمت سب مسلمانوں کی ملکیت ہے جب تک کہ وہ تقسیم نہ ہو جائے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا هذا ليس لي ولا لك ”یہ میری ہے نہ تیری“
جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ولیس لي وقد صار لي ”یہ میرا حق نہ تھا اب میرا حق بن گیا ہے“ وهو لك ”اور وہ تمہارے لیے ہے“ یعنی جب تک اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کے احکام بیان نہیں فرمائے تھے اس وقت تک رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت سے ایک تلوار بھی اپنے صحابہ کو نہیں دی حالانکہ انہوں نے درخواست بھی کی تھی، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرما دیا کہ ”مال غنیمت اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے لیے ہے“ تو آپ ﷺ نے وہ تلوار سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

3080: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ بَدْرٍ قِيلَ لَهُ: عَلَيْكَ الْعِيرَ لَيْسَ دُونَهَا شَيْءٌ قَالَ فَنَادَاهُ الْعَبَّاسُ وَهُوَ فِي وَثَاقِهِ لَا يَصْلُحُ وَقَالَ: لِأَنَّ اللهَ وَعَدَكَ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَقَدْ أَعْطَاكَ مَا وَعَدَكَ قَالَ ((صَدَقْتَ)).

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ سے کہا گیا: اس (تجارتی) قافلے پر حملہ کریں اس کی حفاظت کے لیے کوئی چیز نہیں۔ عباس (رضی اللہ عنہ) نے انہیں آواز دی جبکہ وہ قیدیوں میں تھے۔ یہ مناسب نہیں، اور فرمایا: اللہ نے تم سے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا اور اس نے تم سے جو وعدہ کیا تھا وہ تمہیں دے چکا۔ فرمایا: ”تم نے ٹھیک کہا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) سماک کی عکرمہ سے روایت ضعیف ہوتی ہے۔ضعيف الترمذی: ٥٩٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠٢٢، ابن ابي شيبة: ٣٧٦/١٤، ابو يعلى: ٢٣٧٣، الحاكم: ٣٢٧/٢

فوائد الحدیث: یہ روایت تو سنداً ضعیف ہے لیکن دو جماعتوں میں سے ایک پر غلبہ اور ان کے مال کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو قرآن مجید میں بھی بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللهُ إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ .... الآية (الانفال:٧) ''اور جب اللہ تعالیٰ تم سے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کر رہا تھا کہ وہ تمہارے لیے ہے'' یعنی ان پر تمہارا غلبہ ہوگا اور ان کا مال تمہیں حاصل ہو جائے گا، ایک جماعت یا گروہ سے مراد، ابو سفیان کا تجارتی قافلہ، اور دوسرے گروہ سے مراد قریش مکہ کا جنگی لشکر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق قریش مکہ والے گروہ کا نہ صرف کہ مال و اسباب بطور غنیمت عطا فرما دیا بلکہ انہیں شکست دے کر اور ان کے بڑے بڑے سردار مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کروا کر ان کی طاقت و قوت کو بھی توڑ دیا اور مسلمانوں کو عزت و شوکت سے نواز دیا۔ الحمد للہ حمدا کثیرا

3081: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: نَظَرَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَهُمْ أَلْفٌ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثُمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً، فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ الْقِبْلَةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ وَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ ((اللَّهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي اللَّهُمَّ آتِنِي مَا وَعَدْتَنِي، اللَّهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الإِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الأَرْضِ)). فَمَا زَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ مَادًّا يَدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ حَتَّى سَقَطَ رِدَاؤُهُ مِنْ مَنْكِبَيْهِ، فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَأَلْقَاهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ كَفَاكَ مُنَاشَدَتُكَ رَبَّكَ فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾ (الانفال: ٩) فَأَمَدَّهُمُ اللهُ بِالْمَلَائِكَةِ.

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے مشرکوں کی طرف دیکھا وہ ہزار تھے جبکہ آپ ﷺ کے اصحاب تین سو اور دس سے کچھ اوپر (تین سو تیرہ) تھے، اللہ کے نبی ﷺ قبلہ رخ ہو کر اپنے ہاتھ دراز کر کے اپنے رب سے آہ و زاری کرنے لگے؟ اے اللہ! تو نے مجھ سے جس چیز کا وعدہ کیا تھا وہ مجھے عطا فرما دے، اے اللہ! اگر تو نے مسلمانوں کی اس جماعت کو ختم کر دیا تو پھر زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ ''آپ ﷺ قبلہ رخ ہو کر ہاتھ پھیلا کر اپنے رب سے گڑگڑا کر دعا کرتے رہے حتی کہ آپ ﷺ کی چادر کندھے سے گر گئی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور آپ کی چادر اٹھا کر آپ ﷺ کے کندھوں پر رکھ دی، پھر آپ ﷺ کے پیچھے سے آپ ﷺ سے چمٹ گئے اور عرض کیا: اللہ کے نبی! آپ ﷺ نے اپنے رب سے جو دعا کر لی ہے وہ آپ ﷺ کے لیے کافی ہے، اس نے آپ ﷺ سے جو وعدہ کیا ہے وہ اسے ضرور پورا کرے گا، تب اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾ اللہ نے فرشتوں کے ذریعے ان کی مدد فرمائی۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور

حَدِيثِ عُمَرَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي زُمَيْلٍ وَأَبُو زُمَيْلٍ اسْمُهُ سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ وَإِنَّمَا كَانَ هَذَا يَوْمَ بَدْرٍ.

ہم اسے صرف سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے عکرمہ بن عمار عن ابی زمیل کی روایت سے ہی جانتے ہیں۔ اور ابو زمیل کا نام سماک حنفی ہے۔ اور یہ واقعہ جنگ بدر کا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٣٥٠، البزار: ١٩٦، ابو عوانه: ٤/١٥٢، البيهقي: ٦/٣٢١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٧٦٣، مسند احمد : ٢٠٨، صحيح ابن حبان: ٤٧٩٣

فوائد الحدیث: (۱) جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ اور کفار کی تعداد ایک ہزار تھی، پھر مسلمان اسلحہ اور جنگی ساز و سامان کے لحاظ سے نہتے اور بے سر و سامان تھے جبکہ کفار کا لشکر جرار ہر قسم کے ہتھیاروں سے لیس اور مسلح تھا۔ ان حالات میں سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہایت الحاح و زاری سے اللہ تعالیٰ سے فتح و نصرت کی دعائیں کیں، جن کو قبول فرما کر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے مسلمانوں کی مدد فرمائی جو کفار مکہ کے ستر بڑے بڑے سردار اور بہادر جنگجو قتل کر کے اور ستر کی تعداد میں ہی قیدی بنا کر اور ڈھیروں مال غنیمت لے کر شاداں و فرحاں مدینہ منورہ واپس لوٹے۔ رضی اللہ عنهم

(۲) دعا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی کرنی چاہیے کہ وہی مشکل کشا، حاجت روا، غوث اعظم اور دستگیر ہے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ کا خود اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ مختار کل اور مشکل کشا نہیں ہیں۔

(۴) اگر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں تو دنیا میں کوئی اور ولی اور بزرگ کون ہے جو مشکل کشا ہو اور دوسروں کی حاجت روائی کر سکتا ہو۔ کوئی نہیں، ہرگز ہرگز کوئی نہیں۔ یایها الناس انتم الفقراء الی الله والله هو الغنی الحمید۔

3082: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ يُوسُفَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَنْزَلَ اللهُ عَلَيَّ أَمَانَيْنِ لِأُمَّتِي ﴿وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾ ﴿وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ (الانفال: ٣٣) إِذَا مَضَيْتُ تَرَكْتُ فِيهِمُ الِاسْتِغْفَارَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے مجھ پر میری امت کے لیے دو امان نازل فرمائیں۔ ﴿وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾ ﴿وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ "جب تک آپ ﷺ ان میں موجود ہیں اور جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے تو اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا۔" پس جب میں چلا جاؤں گا تو میں قیامت کے دن تک کے لیے ان میں استغفار چھوڑ جاؤں گا۔"

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اسماعیل بن مہاجر حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں عباد بن یوسف مجہول اور اسماعیل بن ابراہیم ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٩٥٠٦

فوائد الحدیث: (۱) حدیث الباب میں مذکور قرآن مجید کی آیت سے ثابت ہوا کہ جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوں وہاں عذاب نہیں آتا، آج جو دنیا بھر کے مختلف علاقوں میں کئی قسم کے عذاب (سیلاب، زلزلہ وغیرہ) آتے رہتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ حاضر و ناظر نہیں ہیں۔

(۲) جو لوگ استغفار کرتے رہتے ہیں انہیں بھی اللہ تعالیٰ عذاب میں مبتلا نہیں فرماتے، آج ہماری حالت یہ ہے کہ خوشی کا کوئی موقعہ ہو خواہ انفرادی یا اجتماعی، سرکاری یا غیر سرکاری۔ ہم اس خوشی کی آڑ میں فحاشی، عریانی، لہو ولعب اور گانے بجانے کی صورت میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی انتہاء کر دیتے ہیں، ابھی جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں ملک بھر میں سیلاب کی تباہ کاریاں جاری ہیں، لوگوں کے گھر، مال، جانور سیلاب کی نذر ہو گئے اور وہ بالکل بے سروسماں اور بے کس ولاچار ہوئے بیٹھے ہیں لیکن قوم جشن منانے میں مصروف ہے اور سرکاری سطح پر مجرے کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں معاشی صورت حال سے ابتر قوم کے اربوں روپے کنجریوں پہ لٹا دیے گئے اور کسی کو غیرت تک نے چھوا بھی نہیں زیادہ افسوس تو ان علماء کرام پر ہے جو سرکار کا حصہ بنے اس بے غیرتی اور بے حیائی کے مظہر، فنکشن میں موجود تھے۔ لیکن کسی کو توفیق نہیں ہوئی کہ اس طوفان بے حیائی کو روک نہیں سکتا تو کم از کم احتجاج تو کرتا بلکہ جمعیت علماء اسلام کے ایک "مولانا صاحب" فرماتے ہیں میں نے اپنی ٹوپی اپنی آنکھوں پر رکھ لی تھی، دوسرے "صاحب جبہ ودستار" فرماتے ہیں "مجھے تو نیند آگئی تھی"۔ سمجھتے ہونگے زندگی بھر پڑھی ہوئی "کتاب الحیل" اب نہیں تو کب کام آئے گی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

(۳) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لیے ہر شخص کو انفرادی واجتماعی استغفار کی کثرت کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہوگا۔ وباللہ التوفیق۔

3083: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ رَجُلٍ لَمْ يُسَمِّهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ (الانفال: ٦٠) قَالَ ((أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَلَا إِنَّ اللهَ سَيَفْتَحُ لَكُمُ الأَرْضَ وَسَتُكْفَوْنَ الْمُؤْنَةَ، فَلَا يَعْجِزَنَّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَلْهُوَ بِأَسْهُمِهِ)).

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر یہ آیت پڑھی: ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ تو فرمایا: "سنو! بے شک قوت سے مراد تیر اندازی ہے۔" تین بار فرمایا: "سنو! اللہ تمہیں ایسے علاقے پر فتح عطا فرمائے گا کہ تم مشقت سے کفایت کر دیے جاؤ گے، پس تم میں سے کوئی اپنے تیروں سے غافل نہ ہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَوَاهُ أَبُو أُسَامَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ وَحَدِيثُ وَكِيعٍ أَصَحُّ. وَصَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ لَمْ يُدْرِكْ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ وَقَدْ أَدْرَكَ ابْنَ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بعض نے اس حدیث کو اسامہ بن زید عن صالح بن کیسان عن عقبہ بن عامر کی سند سے روایت کیا ہے۔ اس کو ابو اسامہ اور کئی ایک نے روایت کیا ہے۔ اور وکیع کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔ صالح بن کیسان کی عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے ملاقات نہیں ہوئی البتہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) ارواء الغليل: ١٥٠٠، صحيح الترمذى: ٢٤٦٢، اخرجه ابو يعلى: ١٧٤٣

تخریج الحدیث: جامع البيان: ١٦٢٢٦، ١٦٢٢٧، صحيح مسلم: ١٩١٧، ١٩١٨، سنن ابو داود: ٢٥١٤، سنن ابن ماجه: ٢٨١٣، مسند احمد : ١٧٤٣٢، صحيح ابن حبان: ٤٧٠٩

فوائد الحدیث: جہاد، اعلاء کلمۃ اللہ کا باعث اور اسلام کی عظمت وشوکت کا مظہر ہے اس لیے ہر مسلمان کو اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق ہر وقت جہاد کے لیے تیار رہنا چاہیے، آج کے دور کے مطابق ہر اسلامی ملک کو اپنی فوج کو جدید ترین ہتھیاروں سے مسلح کر کے کفر کے

خاتمہ اور کفار کے مقابلہ کے لیے تیار رکھنا چاہیے۔

3084: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَجِيءَ بِالأُسَارَى قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا تَقُولُونَ فِي هَؤُلَاءِ الأُسَارَى)). فَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةً فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَنْفَلِتَنَّ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا بِفِدَاءٍ أَوْ ضَرْبِ عُنُقٍ)). قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِلَّا سُهَيْلَ بْنَ بَيْضَاءَ فَإِنِّي قَدْ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ الإِسْلَامَ. قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ فَمَا رَأَيْتُنِي فِي يَوْمٍ أَخْوَفَ أَنْ تَقَعَ عَلَيَّ حِجَارَةٌ مِنَ السَّمَاءِ مِنِّي فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ قَالَ حَتَّى قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِلَّا سُهَيْلَ ابْنَ بَيْضَاءَ)). قَالَ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ بِقَوْلِ عُمَرَ ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الأَرْضِ﴾ (الانفال: ٦٧) إِلَى آخِرِ الآيَاتِ.

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب غزوہ بدر کا دن تھا اور قیدیوں کو لایا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا ان قیدیوں کے بارے میں کیا مشورہ ہے؟'' حدیث میں ایک قصہ ذکر کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں سے کوئی ایک بھی فدیہ ادا کیے بغیر نہ جانے پائے یا پھر اس کی گردن اڑا دی جائے۔'' پس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! سہیل ابن بیضاء کے علاوہ، کیونکہ میں نے اسے اسلام کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا، فرماتے ہیں میں نے اپنے آپ کو کسی روز اتنا خوف زدہ نہیں محسوس کیا کہ آج کہیں مجھ پر آسمان سے پتھر نہ برسائے جائیں، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوائے سہیل ابن بیضاء کے۔'' عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے کے مطابق قرآن نازل ہوا: ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الأَرْضِ﴾ ''نبی ﷺ کے لیے مناسب نہیں کہ اس کے پاس قیدی آئیں (اور وہ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیں) حتیٰ کہ وہ زمین / ملک میں خوب جنگ کرے / خون بہائے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ.

ابو عبیدہ بن عبداللہ نے اپنے باپ سے نہیں سنا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) ابو عبیدہ کا اپنے والد عبداللہ بن مسعود سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٣٦٣٢

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی مدد سے جنگ بدر میں مسلمان، کفار مکہ کے بڑے بڑے ستر سرداروں کو قتل کرنے کے ساتھ ساتھ ستر آدمیوں کو قیدی بنا کر بھی لائے، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سمیت اکثر صحابہ کرام کی رائے یہ تھی کہ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے ایک تو یہ ہمارے ہی عزیز رشتہ دار ہیں اور دوسرا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے اور یہ مسلمان ہو جائیں۔ نیز فدیے کی رقم سے جہاد کی تیاری اور جنگی ساز و سامان کے حصول میں بھی آسانی ہوگی، وغیرہ۔

جبکہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا موقف اور مشورہ تھا کہ ان کافر قیدیوں کو ان کے مسلمان رشتہ داروں کے سپرد کر دیا جائے اور وہ خود انہیں اپنے ہاتھوں سے قتل کریں تاکہ کفر کی کمر مزید ٹوٹ جائے، اور مسلمانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ، اس

کے رسول ﷺ کی محبت اور کفار سے نفرت کا اظہار بھی ہو۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کی موافقت کرتے ہوئے فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

3085: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لأَحَدٍ سُودِ الرُّءُوسِ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانَتْ تَنْزِلُ نَارٌ مِنَ السَّمَاءِ فَتَأْكُلُهَا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے لوگوں میں سے کسی (سیاہ بالوں والے، مراد انسان ہے) کے لیے اموال غنیمت حلال نہیں تھے، آسمان سے آگ نازل ہوتی تھی تو وہ اسے کھا جاتی تھی۔“

قَالَ سُلَيْمَانُ الأَعْمَشُ: فَمَنْ يَقُولُ هَذَا إِلَّا أَبُو هُرَيْرَةَ، الآنَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَقَعُوا فِي الْغَنَائِمِ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ لَهُمْ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (الانفال: ٦٨)

سُلیمان الاعمش نے بیان کیا: یہ صرف سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں، اب پس جب غزوہ بدر کا دن تھا تو وہ مال غنیمت اکٹھا کرنے لگے اس سے پہلے کہ ان کے لیے حلال کیا جاتا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الأَعْمَشِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اعمش کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس کی سند اعمش کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ١١٢٠٩، مسند احمد : ٧٤٣٣، صحیح ابن حبان: ٨٤٠٦

فوائد الحدیث: (۱) پہلی امتوں کے لیے مال غنیمت حلال نہیں تھا، امت محمدیہ کے لیے ابھی کوئی واضح حکم نازل نہیں ہوا تھا اسی لیے آپ ﷺ نے سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کو تلوار مانگنے کے جواب میں فرمایا تھا هذا ليس لي ولا لك (دیکھیے حدیث نمبر ۳۰۷۹)

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے لیے مال غنیمت حلال قرار دے دیا۔

(۲) جب فدیہ لے کر بدر کے قیدیوں کو چھوڑا گیا اور اللہ تعالیٰ نے خفگی کا اظہار فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہو گئے اور یہ خیال کرنے لگے کہ شاید یہ فدیے کا مال ہمارے لیے جائز بھی ہے یا نہیں تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۶۸، ۶۹ نازل فرمائی۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے مال غنیمت کو حلال کرنے کا فیصلہ بھی کر چکا تھا اور اس بدر میں شریک مجاہدین کو معاف بھی کر دیا ہے اس لیے اب تم جو فدیے کی شکل میں مال غنیمت حاصل کر چکے ہو وہ کھاؤ پیو۔ اس موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”اگر بدر کے قیدیوں کو چھوڑنے کی وجہ سے عذاب آتا تو سوائے عمر بن خطاب اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کے کوئی بھی نہ بچتا“۔ اللہ اکبر۔ (یہ روایت ضعیف ہے لیکن قرآن مجید کے اسلوب اور سیاق و سباق سے اس کے مفہوم کی تائید ہوتی ہے)۔ البتہ یہی بات شیعہ مفسر علامہ طبرسی نے بھی اپنی تفسیر میں بیان کی ہے قال ابن زید فقال رسول اللہ ﷺ لو نزل عذاب من السماء ما نجا منکم غیر عمر وسعد بن معاذ (تفسیر مجمع البیان ص ۵۵۹/۳) ”ابن زید نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (بدر کے قیدیوں کو چھوڑنے کی وجہ) اگر آسمان سے عذاب نازل ہوتا تو تم میں سے سوائے عمر اور سعد بن معاذ کے کوئی بھی نہ بچتا“۔ یہ روایت اہل تشیع کے لیے غور و فکر کے کئی پہلو واضح کرتی ہے۔ شیعہ حضرات کو اپنے مفسر کی روایت کی کچھ تو لاج رکھنی چاہیے۔

10- باب وَمِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ

سورۂ التوبہ کی آیات کی تفسیر

3086: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَسَهْلُ بْنُ يُوسُفَ قَالُوا حَدَّثَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْفَارِسِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: مَا حَمَلَكُمْ أَنْ عَمَدْتُمْ إِلَى الْأَنْفَالِ وَهِيَ مِنَ الْمَثَانِي، وَإِلَى بَرَاءَةَ وَهِيَ مِنَ الْمِئِينَ فَقَرَنْتُمْ بَيْنَهُمَا وَلَمْ تَكْتُبُوا بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَوَضَعْتُمُوهُمَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ، مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ عُثْمَانُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِمَّا يَأْتِي عَلَيْهِ الزَّمَانُ وَهُوَ تَنْزِلُ عَلَيْهِ السُّوَرُ ذَوَاتُ الْعَدَدِ.

فَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الشَّيْءُ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُولُ ضَعُوا هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا، وَإِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ الْآيَةُ فَيَقُولُ ضَعُوا هَذِهِ الْآيَةَ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا وَكَانَتِ الْأَنْفَالُ مِنْ أَوَائِلِ مَا أُنْزِلَتْ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَتْ بَرَاءَةُ مِنْ آخِرِ الْقُرْآنِ وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيهَةً بِقِصَّتِهَا فَظَنَنْتُ أَنَّهَا مِنْهَا، فَقُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا أَنَّهَا مِنْهَا فَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ قَرَنْتُ بَيْنَهُمَا وَلَمْ أَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَوَضَعْتُهَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَوْفٍ عَنْ يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَيَزِيدُ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا: کس چیز نے تمہیں اس پر آمادہ کیا کہ تم نے سورۂ انفال کا قصد کیا جبکہ وہ مثانی میں سے ہے، اور سورۂ براءت کا جبکہ وہ مئین میں سے ہے، اور تم نے دونوں کو ملا دیا اور ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی، اور تم نے ان دونوں کو سبع طوال میں رکھ دیا، کس چیز نے تمہیں اس پر آمادہ کیا؟ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ پر ایسا زمانہ آتا جبکہ آپ ﷺ پر عدد والی سورتیں نازل ہوتیں۔

پس جب آپ ﷺ پر وہ مضمون نازل ہوتا تو آپ ﷺ کاتب وحی کو بلاتے اور اسے فرماتے: ان آیات کو اس سورت میں رکھو جس میں اس طرح اور اس طرح کا ذکر کیا گیا ہے، جب آپ ﷺ پر کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ ﷺ فرماتے: اس آیت کو اس سورت میں رکھو جہاں یہ اور یہ ذکر کیا گیا ہے، سورۂ الانفال مدینہ میں نازل ہونے والی سورتوں کے اوائل میں سے تھی، جبکہ سورۂ براءت (التوبہ) قرآن کے آخر میں سے تھی، دونوں میں مذکور قصے کی آپس میں مشابہت تھی، میں نے گمان کیا کہ وہ اس میں سے ہے، رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے لیکن آپ ﷺ نے ہمارے لیے واضح نہیں کیا کہ وہ اس میں سے ہے، اس لیے میں نے ان دونوں کو ملا دیا اور ان کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی، اور اسے سبع طوال میں نقل کر دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اس کو صرف عوف عن یزید الفارسی عن ابن عباس کی روایت سے ہی جانتے ہیں۔ اور یزید فارسی نے ابن عباس سے کئی احادیث

الْفَارِسِيُّ قَدْ رَوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ غَيْرَ حَدِيثٍ وَيُقَالُ هُوَ يَزِيدُ بْنُ هُرْمُزَ وَيَزِيدُ الرَّقَاشِيُّ هُوَ يَزِيدُ بْنُ أَبَانَ الرَّقَاشِيُّ وَلَمْ يُدْرِكِ ابْنَ عَبَّاسٍ إِنَّمَا رَوَى عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَكِلَاهُمَا مِنَ التَّابِعِينَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ وَيَزِيدُ الْفَارِسِيُّ أَقْدَمُ مِنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ.

روایت کی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ یزید بن ہرمز ہے۔ اور (دوسرا) یزید رقاشی جو ہے وہ یزید بن ابان رقاشی ہے۔ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا زمانہ نہیں پایا۔ بے شک اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور یہ دونوں (یزید بن ہرمز اور یزید رقاشی) بصرہ کے تابعین میں سے ہیں۔ اور یزید بن ہرمز فارسی یہ بڑے ہیں یزید رقاشی سے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابى داؤد: ١٤٠، بعض کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٧٨٦، ٧٨٧، سنن نسائی، فی فضائل القرآن: ٣٢، مسند احمد : ٣٩٩، ابن حبان: ٤٣

فوائد الحدیث: قرآن مجید کی تمام سورتوں کا آغاز بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے ہوتا ہے صرف یہی ایک سورۃ ہے جس کے شروع میں بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نہیں لکھی گئی۔ اگرچہ مفسرین نے اس کی کئی ایک توجیہات بیان کی ہیں لیکن سب سے بہتر یہی ہے کہ اس کے شروع میں رسول اللہ ﷺ نے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نہیں لکھوائی اور نہ ہی بعد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے لکھی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارک تھا کہ جب بھی کوئی سورت یا چند آیات یا کوئی ایک آیت بھی نازل ہوتی تو آپ ﷺ اپنے کاتبین کو خود ارشاد فرماتے کہ اس سورت کو فلاں سورتوں میں لکھو، یا ان آیات کو فلاں سورت کی آیات میں لکھو، وغیرہ وغیرہ۔

لہٰذا آج بھی جو شخص مسلسل تلاوت کرتے آرہا ہے تو وہ سورۃ الانفال مکمل کرنے کے بعد بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نہ پڑھے بلکہ ساتھ ہی سورہ التوبہ کی تلاوت شروع کر دے، اور جو شخص اسی سورت سے تلاوت شروع کر رہا ہے تو وہ صرف اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ کر تلاوت شروع کر دے۔

3087: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَبِي أَنَّهُ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ ثُمَّ قَالَ ((أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمُ أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمُ، أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمُ)). قَالَ: فَقَالَ النَّاسُ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ ((فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ وَلَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا وَلَدٌ عَلَى وَالِدِهِ، أَلَا إِنَّ الْمُسْلِمَ أَخُو الْمُسْلِمِ فَلَيْسَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ إِلَّا مَا أَحَلَّ مِنْ نَفْسِهِ، أَلَا وَإِنَّ كُلَّ رِبًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، لَكُمْ رُءُوسُ

سیدنا عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، وعظ و نصیحت کی پھر فرمایا: ”کون سا دن زیادہ حرمت والا ہے؟ کون سا دن زیادہ حرمت والا ہے؟ کون سا دن زیادہ حرمت والا ہے؟“ حاضرین نے کہا: اللہ کے رسول! حج اکبر کا دن۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری جانیں، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر تمہارے اس دن کی تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس ماہ میں حرمت کی طرح حرام ہیں، سنو! جو بھی کوئی جرم کرے گا اس کا بوجھ اسی پر ہوگا، والد کا گناہ بیٹے پر ہوگا نہ بیٹے کا گناہ والد پر ہوگا، سنو! مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، کسی مسلمان کے لیے اپنے بھائی سے کوئی چیز حلال

أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ غَيْرَ رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ.

أَلَا وَإِنَّ كُلَّ دَمٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، وَأَوَّلُ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ دَمُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي لَيْثٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ، أَلَا وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَلِكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا. أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا، وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ فَلَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ، وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ أَلَا وَإِنَّ حَقَّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ)).

نہیں سوائے اس کے جو اس نے اپنی جان کے لیے حلال کیا ہے، سنو! دور جاہلیت کا سارا سود کالعدم ہے۔

تم اپنے اصل اموال کے حق دار ہو تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے سوائے عباس بن عبدالمطلب کے سود کے وہ سارے کا سارا کالعدم ہے، سنو! دور جاہلیت کا ہر خون (قتل) کالعدم ہے۔ میں دور جاہلیت کے خون میں سے سب سے پہلے حارث بن عبدالمطلب کے خون کو کالعدم قرار دیتا ہوں جسے بنو لیث میں ایام رضاعت میں دودھ پلایا جاتا تھا پس ہذیل نے اسے قتل کر دیا، سنو! عورتوں سے اچھا سلوک کرو، وہ تمہارے پاس باندیاں ہیں، تم ان میں سے کسی چیز کی ملکیت نہیں رکھتے الّا یہ کہ وہ کسی واضح بے حیائی کا ارتکاب کریں، اگر وہ کریں تو ان کے بستر الگ کر دو، اور انہیں ایسا مارو کہ وہ بُری طرح پٹائی کرنے کے زمرے میں نہ آتا ہو، اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو پھر ان کے خلاف کوئی سبیل / بہانہ نہ ڈھونڈو۔ سنو! تمہاری عورتوں پر تمہارا حق ہے، اور تمہاری عورتوں کا تم پر حق ہے، تمہارا تمہاری عورتوں پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر تمہارے ناپسندیدہ شخص کو نہ آنے دیں، اور تمہارے گھروں میں تمہارے ناپسندیدہ اشخاص کو نہ آنے دیں۔ سنو! ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کی پوشاک و خوراک کا بہترین انتظام کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابواحوص نے شبیب بن غرقدہ سے اسے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں حدیث ۱۱۶۳

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۱۸۵۱، شرح مشكل الآثار: ۲۵۲٤، مسند احمد: ۱۵۵۰۷، صحيح مسلم: ۱۲۱۸

فوائد الحدیث: حدیث الباب میں موجود حقوق کی تفصیل ایک ایسا "انسانی حقوق کا چارٹ" ہے، جسے سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا اگر آج بھی ایک دوسرے کے حقوق ادا کیے جائیں خواہ وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی تو پورے کا پورا معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بن جائے، لیکن افسوس تو یہ ہے کہ آج ہم دوسرے سے اپنے حقوق کا مطالبہ تو کرتے ہیں لیکن اپنے ذمہ جو دوسروں کے حقوق ہیں ان کو ادا نہیں کرتے، نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ نہ گھر میں سکون ہے اور ہی معاشرے کی اجتماعی زندگی میں، اگر ہم امن و سکون کے

خواہاں ہیں تو ہمیں باہمی احترام اور ایک دوسرے کی جان، مال اور عزت کا تحفظ کرنا ہوگا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو انفرادی و اجتماعی اطمینان و سکون کی نعمت سے مالا مال فرمائیں۔ (آمین)

3088: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِالْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ يَوْمِ الْحَجِّ الأَكْبَرِ فَقَالَ ((يَوْمُ النَّحْرِ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حج اکبر کے دن کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "قربانی کا دن"

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ١، صحيح ابي داؤد: ١٧٠٠-١٧٠١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣١٧٧، صحیح مسلم: ١٣٤٧

3089: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ يَوْمُ الْحَجِّ الأَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے۔

قَالَ هَذَا الْحَدِيثُ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ لأَنَّهُ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوفًا وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ إِلَّا مَا رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث محمد بن اسحاق کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ وہ کئی ایک طرق سے مروی ہے۔ یہ حدیث عن ابی اسحق عن الحارث عن علی کی سند سے موقوف بیان کی گئی ہے۔ ہم کسی ایک کو بھی نہیں جانتے کہ اس نے اسے مرفوع بیان کیا ہو۔ سوائے محمد بن اسحق کی روایت کے۔

وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوفًا.

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ابو اسحاق عن عبداللہ بن مرہ عن الحارث کی سند سے علی رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣١٧٧، صحیح مسلم: ١٣٤٧

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حج اور عمرہ ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے، حج کے مناسک زیادہ ہیں جو کہ آٹھ ذوالحجہ ظہر کی نماز سے شروع ہو کر ١٣ ذوالحجہ غروب آفتاب تک اپنے اپنے وقت اور مقامات پر ادا کرنا ہوتے ہیں۔ جبکہ اس کے مقابلے میں عمرہ صرف اور صرف احرام کی حالت میں بیت اللہ کے طواف، صفا و مروہ کی سعی اور حجامت بنوانے سے مکمل ہو جاتا ہے۔ جو کہ مسجد حرام کی حدود میں ہی پورے ہوتے ہیں اور اس کے لیے کوئی خاص وقت بھی مقرر نہیں۔ اس لیے: حج، کو "حج اکبر" اور "عمرے" کو "حج اصغر" کہا جاتا ہے۔ عوام الناس میں جو مشہور ہے کہ جو "حج" جمعہ کے دن ہو وہ "حج اکبر" ہے اس کی کوئی دلیل نہیں۔

3090: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ:

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے (مشرکوں سے) براءت کا حکم دے کر سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو (مکہ) بھیجا، پھر انہیں بلا کر فرمایا: "کسی شخص کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اسے

بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بِبَرَاءَةَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ ((لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُبَلِّغَ هَذَا إِلَّا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِي)). فَدَعَا عَلِيًّا فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا.

پہنچائے سوائے اس شخص کے جو میرے اہل سے ہو۔" پھر آپ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں اس کام پر بھیجا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (حسن الإسناد) اخرجه ابن ابي شيبة: ٨٤/١٢، ابو يعلى: ٣٠٩٥، والطحاوي في شرح المشكل: ٣٥٨٨

تخریج الحدیث: منهاج السنة: ٥/٦٣، تفسيرابن كثير: ٤/٤٨، مسند احمد: ١٣٢١٤

3091: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ أَبَا بَكْرٍ وَأَمَرَهُ أَنْ يُنَادِيَ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ ثُمَّ أَتْبَعَهُ عَلِيًّا. فَبَيْنَا أَبُو بَكْرٍ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ إِذْ سَمِعَ رُغَاءَ نَاقَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْقَصْوَاءِ فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَزِعًا فَظَنَّ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ عَلِيٌّ، فَدَفَعَ إِلَيْهِ كِتَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يُنَادِيَ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَانْطَلَقَا، فَحَجَّا فَقَامَ عَلِيٌّ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ فَنَادَى، ذِمَّةُ اللهِ وَرَسُولِهِ بَرِيئَةٌ مِنْ كُلِّ مُشْرِكٍ، فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَلَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَكَانَ عَلِيٌّ يُنَادِي فَإِذَا عَيِيَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَادَى بِهَا.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کر دیں، پھر ان کے پیچھے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا، ابو بکر رضی اللہ عنہ ابھی راستے ہی میں تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی قصویٰ کی آواز سنی تو سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ گھبرا کر باہر تشریف لائے۔ انہوں نے سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں، دیکھا تو وہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تحریر ان کے حوالے کی اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ان چیزوں کا اعلان کریں، پس وہ دونوں چلے، حج کیا، تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ایام تشریق میں کھڑے ہوئے اور اعلان کیا: اللہ اور اس کے رسول کا ہر مشرک سے ذمہ و امان ختم ہے، تم چار ماہ زمین میں چلو پھرو، اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرے گا نہ وہ عریاں رنگی حالت میں بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ اور جنت میں صرف مومن شخص ہی جائے گا۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اعلان فرماتے تھے، پس جب وہ تھک جاتے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے اور ان چیزوں کا اعلان فرماتے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) بعض کہتے ہیں ضعیف ہے۔ حکم نے یہ حدیث مقسم سے نہیں سنی۔

تخریج الحدیث: شرح مشكل الآثار: ٣٥٨٥

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب ۹ ہجری میں امیر حج بنا کر بھیجا تو ان کے بعد سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس لیے بھیجا کہ عرب کا دستور تھا کہ اگر کوئی شخص کسی بھی فرد یا قبیلے سے کیے ہوئے معاہدے کو ختم کرنا چاہتا تو یا وہ خود اس کا اعلان کرتا یا پھر

اپنے کسی قریبی رشتے دار سے اعلان کرواتا۔ سنن نسائی میں اس واقعہ کی مزید تفصیل موجود ہے کہ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے رفقاء کے ہمراہ "عرج" مقام پر تھے فجر کی نماز کے لیے اقامت ہوگئی تو سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کی آواز سنی تو فرمایا یہ آواز تو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی "جدعا" کی ہے، شاید آپ ﷺ کا حج کرنے کا پروگرام بن گیا ہو تو آپ ﷺ تشریف لے آئے ہیں لہٰذا ہم انتظار کر لیں اگر تو رسول اللہ ﷺ ہوئے تو پھر آپ ﷺ کی امامت میں نماز ادا کریں گے۔ جب سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اونٹنی پر سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں تو سیّدنا ابو بکر نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے فرمایا امیر أمر رسولٌ "کہ آپ امیر بن کر آئے ہیں یا صرف کوئی پیغام لائے ہیں" (اگر امیر بن کر آئے ہیں تو پھر آئیں جماعت کروائیں ابو بکر آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرے گا) تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لا بل رسول ارسلني رسول الله ﷺ ببراءة اقرأها على الناس في مواقف الحج (نسائی ص ۲/۳۷۷، کتاب الحج) "نہیں! بلکہ میں تو صرف پیغام رساں بن کر آیا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے سورۂ توبہ کے ساتھ بھیجا ہے کہ میں حج کے مقامات پر انہیں لوگوں کو پڑھ کر سناؤں"۔ چنانچہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتدا اور امارت میں حج ادا کیا اور مختلف مقامات پر لوگوں کو "سورۃ براۃ" کی آیات پڑھ کر سنائیں جب ان کا گلا بیٹھ گیا تو پھر سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں تک یہ پیغام پہنچایا۔

(۲) اس تفصیل سے چند امور واضح ہوئے کہ

۱۔ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ سے اتنا قریبی تعلق تھا کہ وہ آپ ﷺ کی اونٹنیوں کی آوازیں بھی پہچانتے تھے کہ یہ آواز فلاں اونٹنی کی ہے۔

۲۔ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امارت و قیادت کا لالچ نہیں تھا تبھی تو وہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرما رہے ہیں کہ۔ امیر أمر رسولٌ

۳۔ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی قیادت و سیادت کی خواہش سے بے نیاز تھے اسی لیے انہوں نے صاف صاف فرما دیا کہ "میں تو صرف پیغام لے کر آیا ہوں" اور سارا حج سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں ادا کیا۔

۴۔ یہ واقعہ دونوں (سیّدنا ابو بکر صدیق اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما) کے باہمی احترام اور ایک دوسرے کے لیے ایثار کی واضح دلیل ہے۔ اور ان لوگوں کے لیے باعث عبرت بھی ہے جو چودہ سو سال بعد بھی "حق خلافت" کی آڑ میں امت مسلمہ میں تفرقے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

3092: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا بِأَيِّ شَيْءٍ بُعِثْتَ فِي الْحَجَّةِ قَالَ: بُعِثْتُ بِأَرْبَعٍ أَنْ لَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ عَهْدٌ فَهُوَ إِلَى مُدَّتِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ عَهْدٌ فَأَجَلُهُ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ، وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ، وَلَا يَجْتَمِعُ الْمُشْرِكُونَ وَالْمُسْلِمُونَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا.

زید بن یثیع نے بیان کیا کہ ہم نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ انہیں کیا چیز دے کر حج کے موقع پر بھیجا گیا تھا، تو انہوں نے فرمایا: مجھے چار چیزیں دے کر بھیجا گیا: کوئی شخص عریاں حالت میں بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا، جس کا نبی ﷺ کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے تو وہ اس کی مدت تک ہے، اور جس کے ساتھ معاہدہ نہیں تو اس کی مدت چار ماہ ہے، جنّت میں صرف مومن شخص ہی جائے گا، اس سال کے بعد مسلمان اور مشرک اکٹھے نہیں ہوں گے۔ (یعنی حج میں)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهُوَ حَدِيثُ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ وَرَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور یہ سفیان بن عیینہ عن ابی اسحاق کی روایت ہے۔ اور سفیان ثوری نے عن

عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ عَلِيٍّ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.
حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ.
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أُثَيْعٍ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ.

ابی اسحق عن بعض اصحابہ عن علی کی سند سے روایت کی ہے۔ اور اس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔
سفیان بن عیینہ نے ابو اسحاق عن زید بن یثیع کی سند سے علی رضی اللہ عنہ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ ہم کو علی بن خشرم نے حدثنا سفیان بن عیینہ عن ابی اسحق عن زید بن اثیع کی سند سے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ كِلْتَا الرِّوَايَتَيْنِ يُقَالُ عَنْهُ عَنِ ابْنِ أُثَيْعٍ وَعَنِ ابْنِ يُثَيْعٍ وَالصَّحِيحُ هُوَ زَيْدُ بْنُ أُثَيْعٍ وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدٍ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ فَوَهِمَ فِيهِ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أُثَيْلٍ وَلَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: دونوں روایتیں ابن عیینہ سے روایت کی جاتی ہیں، ان کے بارے میں ابن اثیع اور ابن یثیع کہا جاتا ہے جبکہ صحیح وہ زید بن اثیع ہیں۔ شعبہ نے ابو اسحاق عن زید کی سند سے اس کے علاوہ روایت کی ہے اور اس میں وہم کا شکار ہوتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا زید بن اثیل لیکن اس پر ان کی متابعت نہیں کی گئی۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث: ۸۷۲

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٥٩٤

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے عرب کے بعض قبائل سے معاہدے کیے جن میں سے بعض کی مدت مقرر تھی اور بعض غیر معینہ مدت کے لیے تھے۔ جو لوگ اپنے معاہدوں پر پورا اترے انہیں تو ان کی مدت مقررہ تک مہلت دی گئی لیکن جن لوگوں نے خلاف ورزی کی تھی یا ان کی مدت معاہدہ چار ماہ سے کم تھی انہیں چار ماہ تک مہلت دی گئی کہ وہ سوچ و بچار کر لیں۔

۱۔ یا تو وہ اسلام قبول کر کے مُسلمان ہو جائیں۔
۲۔ یا پھر جنگ کے لیے تیار ہوں کہ چار ماہ کے بعد انہیں حربی کافر سمجھا جائے گا اور انہیں سرزمین اسلام خصوصاً مکہ مکرمہ میں رہنے کی اجازت نہ ہوگی۔

(۲) نیز یہ اعلان بھی کر دیا گیا کہ

۱۔ آج کے بعد کوئی شخص بیت اللہ کا ننگے ہو کر طواف نہیں کرے گا۔ (کیونکہ زمانہ جاہلیت میں لوگ ایسا کیا کرتے تھے)۔
۲۔ جنّت میں صرف اور صرف ایمان دار آدمی ہی داخل ہوگا، (لہٰذا بہتر ہے کہ تم مُسلمان ہی ہو جاؤ تاکہ قیامت کے دن دوزخ سے بچ کر جنّت میں داخل ہو جاؤ)۔
۳۔ آئندہ سال کوئی مشرک حج کے موقعہ پر مُسلمانوں کے ساتھ شریک نہیں ہوگا۔ (یعنی آج کے بعد کفار و مشرکین کے لیے بیت اللہ اور مسجد حرام میں داخلے پر پابندی ہے)۔

3093: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالإِيمَانِ. قَالَ اللهُ تَعَالَى ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ﴾)).

(التوبہ: ۱۸) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ ((يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو الْهَيْثَمِ اسْمُهُ سُلَيْمَانُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْعُتْوَارِيُّ وَكَانَ يَتِيمًا فِي حَجْرِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم آدمی کو مسجد میں آتا جاتا دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ﴾ ”اللہ کی مساجد کو صرف وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے البتہ انہوں نے یہ الفاظ روایت کیے ہیں ((يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ))

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ابوالہیثم کا نام سُلیمان بن عمرو بن عبد العتواری ہے اور وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے زیر پرورش یتیم لڑکے تھے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٦٠٠، دیکھیں حدیث ۲۶۱۷

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٨٠٢، مسند احمد : ١١٦٥١، صحيح ابن حبان: ١٨٢١

فوائد الحدیث: یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے، لیکن اس مسئلہ کی تائید قرآن مجید اور صحیح احادیث سے بھی ہوتی ہے کہ۔ مساجد کی تعمیر، ان کو آباد کرنا، ایمان والوں کا حق ہے لہٰذا جو شخص بھی مسجد کو تعمیر کرے یا عبادت کے لیے پابندی کے ساتھ آئے، اور اس کے انتظام و انصرام میں منتظم ہو یا انتظامیہ سے معاونت کرے تو یہ اس کے ایمان دار ہونے کی دلیل اور نشانی ہے۔

3094: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتِ ﴿الَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ (التوبة: ٣٤) قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: أُنْزِلَ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ مَا أُنْزِلَ. لَوْ عَلِمْنَا أَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ فَنَتَّخِذَهُ فَقَالَ ((أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِينُهُ عَلَى إِيمَانِهِ)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ فَقُلْتُ لَهُ سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ سَمِعَ مِنْ ثَوْبَانَ فَقَالَ لَا.

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت: ﴿الَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ ”جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں۔“ نازل ہوئی تو ہم نبی ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں شریک تھے، آپ ﷺ کے بعض اصحاب نے کہا: یہ سونے اور چاندی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اگر ہمیں علم ہو جائے کہ کون سا مال بہتر ہے تو ہم اسے حاصل کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بہتر: ذکر کرنے والی زبان، شکر گزار دل اور مومن بیوی جو کہ اس کے ایمان پر اس کی معاونت کرتی ہے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: سالم بن ابی الجعد نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے سنا

فَقُلْتُ لَهُ مِمَّنْ سَمِعَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ سَمِعَ مِنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَذَكَرَ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، تو میں نے کہا کہ انہوں نے نبی ﷺ کے کس صحابی سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: جابر بن عبداللہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے کئی ایک صحابہ کا ذکر کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں یہ ضعیف ہے سالم کا ثوبان سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٨٥٦، مسند احمد : ٢٢٣٩٢

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے جب سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۳۴، ۳۵ نازل فرمائی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ سونے چاندی کے جمع کرنے پر تو اللہ تعالیٰ نے وعید نازل فرمادی ہے۔ اگر ہمیں معلوم ہو کہ کون سا مال بہتر ہے تو ہم وہ جمع کرلیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کا مال جمع کرنے کی چیز نہیں بلکہ آخرت کے لیے جمع کرنے والے تو نیک اعمال ہیں جو قیامت کے دن انسان کی نجات کا ذریعہ بنیں گے اور ان میں بھی افضل عمل یہ ہے کہ آدمی ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے اور اس کو یاد رکھے، اور اس کا دل ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرے۔ نیز نیک بیوی بھی کہ وہ انسان کو اس کے ایمان اور نیکی پر معاونت کرتی ہے۔ لہٰذا شادی کرتے وقت مال و دولت اور حسب و نسب کی بجائے ایمان اور دین داری کو ترجیح دینی چاہیے۔

3095: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ غُطَيْفِ بْنِ أَعْيَنَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَفِي عُنُقِي صَلِيبٌ مِنْ ذَهَبٍ. فَقَالَ ((يَا عَدِيُّ اطْرَحْ عَنْكَ هَذَا الْوَثَنَ)). وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي سُورَةِ بَرَاءَةَ ﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ﴾ (التوبة: ٣١) قَالَ ((أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَعْبُدُونَهُمْ وَلَكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا أَحَلُّوا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوهُ وَإِذَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوهُ)).

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میری گردن میں سونے کی صلیب تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”عدی! اس بت کو اپنے سے اتار پھینکو،“ اور میں نے آپ ﷺ کو سورۂ التوبہ کی یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: ﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ﴾ ”انہوں نے اپنے علماء و مشائخ کو اللہ کو چھوڑ کر رب بنالیا۔“ انہوں نے کہا: وہ ان کی پوجا تو نہیں کیا کرتے تھے، لیکن جب وہ ان کے لیے کسی چیز کو حلال قرار دیتے تھے تو وہ اسے حلال سمجھتے تھے اور وہ جس چیز کو ان کے لیے حرام قرار دے دیتے تھے تو وہ اسے حرام قرار دیتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ.
وَغُطَيْفُ بْنُ أَعْيَنَ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف عبدالسلام بن حرب کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔ اور غطیف بن اعین حدیث میں معروف نہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کہتے ہیں یہ غطیف کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: تفسير ابن جرير: ١٠/١١٤، معجم الكبير للطبراني: ١٧/٢١٨ ، ٢١٩

فوائد الحدیث: اس حدیث مبارک سے یہ بات معلوم ہوئی کہ تقلید بھی شرک ہے کیونکہ مقلد اپنے متبوع (مفتی، امام وغیرہ) کو حلت و

حرمت کا اختیار دے دیتا ہے جبکہ یہ حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔

حدیث کے الفاظ بھی واضح ہیں اور آئمہ مفسرین نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے یہاں اختصار کی وجہ سے صرف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے، (ترجمہ ملاحظہ فرمائیں)

"جو عامی (انجان) شخص فقہاء میں سے کسی ایک کی تقلید کرتا ہے یہ سمجھتے ہوئے کہ اس جیسے فقیہ سے غلطی ناممکن ہے اور جو اس (میرے امام، متبوع) نے کہا وہی صحیح ہے اور دل میں اس نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اس (اپنے متبوع) کی تقلید کو ہرگز (کبھی بھی) نہیں چھوڑے گا، اگرچہ دلیل (قرآن وحدیث) اس (امام) کے قول کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ وہ بھی اس حدیث کا مصداق ہے جو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن حاتم سے نقل کی ہے، سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آیت (اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ ... الخ) پڑھتے سنا۔ فرمایا کہ وہ اپنے عُلماء کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ (یعنی ان کو سجدہ وغیرہ نہیں کرتے تھے) لیکن جس چیز (کام) کو وہ (عُلماء) حلال قرار دے دیتے، حلال سمجھتے اور جس کو حرام کہہ دیتے (مقلدین) اس چیز کو حرام سمجھتے تھے۔" (بحوالہ: عقد الجیدہ ص ۶۷، حجۃ اللہ البالغہ ص ۱/۱۵۵)

3096: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَابَكْرٍ حَدَّثَهُ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ فِي الْغَارِ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَنْظُرُ إِلَى قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ. فَقَالَ ((يَا أَبَابَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا يُعْرَفُ مِنْ حَدِيثِ هَمَّامٍ تَفَرَّدَ بِهِ. وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ هَمَّامٍ نَحْوَ هَذَا.

سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا جبکہ ہم غار میں تھے: اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کی طرف دیکھے تو اپنے قدموں تلے ہمیں دیکھ لے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: "ابو بکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن دو کا تیسرا اللہ ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور یہ حدیث ہمام کے حوالے سے جانی جاتی ہے اور اس میں ان کا تفرد ہے۔ اس حدیث کو حبان بن ہلال اور کئی ایک نے ہمام سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج فقه السيرة: ۱۷۳، اخرجه ابن ابي شيبة: ۱۲/۷، عبد بن حميد: ۲، وابو يعلى: ٦٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۶۵۳، صحیح مسلم: ۲۳۸۱، مسند احمد: ۱۱، صحیح ابن حبان: ٦٢٧٨

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ اور سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کے سفر میں غار ثور میں پناہ لیے ہوئے تھے تو کفار مکہ تلاش کرتے ہوئے غار تک پہنچ گئے، تو سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ! اگر ان کافروں نے جھک کر دیکھ لیا تو ہم نظر آجائیں گے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو بکر! جن دو کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو انہیں کسی دشمن سے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ جسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ (التوبہ ۴۰)

"دو میں سے دوسرا جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔

شیعہ مفسرین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اس آیت مبارکہ میں "صاحب" سے مراد سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ علامہ طبرسی

تحریر کرتے ہیں (اذا اخرجه الذين كفروا) من مكة فخرج يريد المدينة (ثانی اثنين) یعنی انه كان هو وابوبكر (اذهما فی الغار) ليس معهما ثالث اى وهو احد اثنين ومعناه فقد نصره الله منفردا من كل شئ الا من ابی بكر، والغار الثقب العظيم فی الجبل واراد به هنا غار ثور وهو جبل مكة (اذ يقول لصاحبه) اى اذ يقول الرسول لابی بكر (لا تحزن) اى لا تخف (ان الله معنا) يريد انه مطلع علينا عالم بحالنا فهو يحفظنا وينصر (تفسیر مجمع البیان ص ۳/ ۶۴ تفسیر سورہ التوبہ) (مفہوما مختصر ترجمہ ملاحظہ فرمائیں) یعنی جب کفار نے آپ ﷺ کو مکہ سے نکالا تو آپ ﷺ مدینہ منورہ کے ارادہ سے نکلے غار میں صرف دو ہی آدمی تھے، ایک آپ ﷺ اور دوسرے ابو بکر (صدیق رضی اللہ عنہ) ان دونوں کے ساتھ تیسرا کوئی نہیں تھا۔

مزید فرماتے ہیں، اذ یقول لصاحبہ سے مراد ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابو بکر سے کہہ رہے تھے کہ لا تحزن آپ خوف زدہ نہ ہوں ان اللہ معنا یعنی وہ ہمارے حالات کو جانتا ہے وہ ہماری حفاظت بھی کرے گا اور مدد بھی"۔

شیعہ حضرات کی ایک دوسری تفسیر جسے سات شیعہ علماء و مجتہدین نے باہمی کاوش سے مرتبہ کیا ہے کا مذکورہ آیت کی تفسیر میں ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ "پیغمبر اکرم (ﷺ) جو حکم خدا سے اس سازش سے آگاہ ہو چکے تھے مکہ سے باہر جانے اور مدینہ کی طرف ہجرت کے لیے تیار ہوئے لیکن ابتدا میں کفار کی دسترس سے محفوظ رہنے کے لیے غار ثور میں پناہ گزین ہوئے جو مکہ کے جنوب میں مدینہ کے راستے کی مخالف سمت میں تھی۔ اس سفر میں ابو بکر (رضی اللہ عنہ) بھی رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ تھے۔

دشمنوں نے رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے کی بہت کوشش کی لیکن مایوس ہو کر پلٹ گئے، رسول اللہ تین راتیں اور دن غار میں ٹھہرے رہے۔ جب دشمن کے پلٹ جانے کا اطمینان ہو گیا تو رات کے وقت عام راستے سے ہٹ کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ چند دنوں میں آپ صحیح وسالم مدینہ پہنچ گئے اور اس طرح تاریخ اسلام میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ مندرجہ بالا آیت اس تاریخی سفر کے ایک حساس ترین موقع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتی ہے: خدا نے اپنے پیغمبر کی اس وقت مدد کی جب کافروں نے انہیں نکال باہر کیا۔ (اذ اخرجه الذين كفروا)

البتہ کفار کا ارادہ انہیں مکہ سے خارج کرنے کا نہیں تھا بلکہ وہ آپ کو قتل کرنے کا مصمم ارادہ کر چکے تھے لیکن ان کے کام کے نتیجے میں چونکہ پیغمبر خدا کو مکہ سے باہر نکل جانا پڑا لہٰذا یہ نسبت ان کی طرف کر دی گئی۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے: یہ اس حالت میں تھا کہ آپ دو میں سے دوسرے تھے۔ (ثانی اثنین) یہ اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کے ساتھ صرف ایک ہی شخص تھا اور یہ چیز اس پُر خطر سفر میں آپ کی انتہائی تنہائی کی نشاندہی کرتی ہے۔ ابو بکر آپ کے ہمسفر تھے، جس وقت ان دونوں نے غار (یعنی غار ثور) میں پناہ لی (اذهما فی الغار) اس موقع پر پیغمبر کے ساتھی اور ہمسفر کو خوف اور وحشت نے گھیر رکھا تھا اور پیغمبر نے اسے تسلی دی اور کہا غم نہ کھاؤ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ (اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا)" (تفسیر نمونہ ص ۴/ ۶۱۰، تفسیر سورہ التوبہ)

3097: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ دُعِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهِ فَلَمَّا وَقَفَ عَلَيْهِ يُرِيدُ الصَّلَاةَ تَحَوَّلْتُ حَتَّى قُمْتُ فِي

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: جب عبداللہ بن اُبی فوت ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے بلایا گیا، آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے، جب آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے بالکل تیار ہو گئے تو میں نے جگہ تبدیل کی حتیٰ کہ آپ ﷺ کے بالکل مقابل کھڑا ہو گیا اور عرض کیا،

صَدْرِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَعَلَى عَدُوِّ اللهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ الْقَائِلِ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا يَعُدُّ أَيَّامَهُ.

اللہ کے رسول! کیا اللہ کے دشمن عبداللہ بن اُبی کی نماز جنازہ پڑھائیں گے جس نے فلاں اور فلاں دن یہ اور یہ کہا تھا۔ وہ اس کے ایام گننے لگے۔

قَالَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ حَتَّى إِذَا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ ((أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ. إِنِّي خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ قَدْ قِيلَ لِي ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ﴾ (التوبة: ٨٠) لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي لَوْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ غُفِرَ لَهُ لَزِدْتُ)). قَالَ: ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَمَشَى مَعَهُ فَقَامَ عَلَى قَبْرِهِ حَتَّى فُرِغَ مِنْهُ قَالَ: فَعَجِبٌ لِي وَجُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَوَاللهِ مَا كَانَ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتْ هَاتَانِ الْآيَتَانِ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾ (التوبة: ٨٤) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ فَمَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَهُ عَلَى مُنَافِقٍ وَلَا قَامَ عَلَى قَبْرِهِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ.

جبکہ رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے تھے حتیٰ کہ جب انہوں نے بہت زیادہ مرتبہ ایسے کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! مجھ سے پیچھے ہٹ جاؤ، مجھے اختیار دیا گیا تو میں نے اختیار کر لیا، مجھے کہا گیا: ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ﴾ ''آپ ﷺ ان کے لیے مغفرت کی دعا کریں یا مغفرت کی دعا نہ کریں، اگر آپ ﷺ ان کے لیے ستر بار بھی مغفرت طلب کریں تو اللہ ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔'' ''اگر مجھے پتا چل جائے کہ اگر میں اس کے لیے ستر بار سے زائد مرتبہ استغفار کروں اور اسے بخش دیا جائے گا تو میں اس کے لیے (ستر بار سے) زیادہ مرتبہ استغفار کروں۔'' پس آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے ساتھ چلے اس کی تدفین تک اس کی قبر پر کھڑے رہے، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے آپ ﷺ کے متعلق اس جرأت پر تعجّب ہوا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، اللہ کی قسم! کچھ ہی دیر بعد یہ دو آیتیں نازل ہوئیں: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾ ''آپ ان میں سے مرنے والے کسی شخص کی بالکل نماز جنازہ پڑھیں نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔'' پس رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد زندگی بھر کسی منافق کی نماز جنازہ پڑھائی نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) احكام الجنائز: ٩٣-٩٥، اخرجه عبد بن حميد: ١٩، البزار: ١٩٣، الطبري في تفسيره: ١٧٠٥٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٣٦٦، سنن نسائی: ٤/٦٧ـ ٦٨، مسند احمد: ٩٥، صحيح ابن حبان: ٣١٧٦

فوائد الحدیث: (۱) حدیث الباب میں مذکور تفصیل سے جہاں رسول اکرم ﷺ کی رحمت و شفقت کا اثبات ہوتا ہے کہ آپ ﷺ تو اپنے دشمنوں کی مغفرت کے لیے بھی کوشاں تھے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کا کفار، مشرکین اور منافقین سے اظہار ناراضگی بھی ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ مختار کل نہیں تھے کہ جسے چاہیں بخش دیں یا بخشوا دیں بلکہ آپ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنے نبی کی دعا کو قبول کرے چاہے تو نہ کرے۔ جو لوگ یہ سمجھتے اور کہتے ہیں کہ

خدا کا پکڑا چھڑائے محمد (ﷺ) محمد کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکدا

انہیں اپنے اس باطل عقیدے سے توبہ کر کے خالص عقیدہ توحید اپنانا چاہیے کہ نجات صرف اور صرف اہل توحید کی ہوگی، مشرک تو ابدی جہنمی ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے کہ اہل توحید کو اپنے عقیدے و مذہب پر پختگی سے کاربند رہنا چاہیے اور مشرکوں کے متعلق کسی قسم کا نرم گوشہ نہ رکھیں۔ رسول اللہ ﷺ بھی جب قبرستان تشریف لے جاتے تو یوں دعا فرماتے السلام علیکم اهل الديار من المومنين والمسلمين وانا ان شاء الله بكم لا حقون انتم لنا فرط ونحن لكم تبع اسال الله العافية لنا ولكم (نسائی ص ۱/ ۲۳۳، کتاب الجنائز) ''سلامتی ہو تم پر گھروں (قبروں) والو، مومنوں مسلمانوں میں سے، اور بے شک ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں تم ہم سے پہلے آگئے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں، میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتا ہوں'' یعنی آپ ﷺ بھی صرف مومن، مسلمان کے لیے ہی سلامتی کی دعا کرتے تھے مشرکوں، منافقوں کے لیے نہیں، آج جو لوگ مذہبی ہم آہنگی اور اعتدال و رواداری کے نام پر مشرکوں اور بدعتیوں کے جنازوں میں شامل ہوتے ہیں یا ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور ایسا نہ کرنے والوں کو متعصب، شدت پسند وغیرہ جیسے القاب سے نوازتے ہیں انہیں اس حدیث، اور اس میں مذکور آیات اور اپنے طرز عمل کا جائزہ ضرور لینا چاہیے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟

3098: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حِينَ مَاتَ أَبُوهُ فَقَالَ أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ. فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَقَالَ ((إِذَا فَرَغْتُمْ فَآذِنُونِي)). فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ جَذَبَهُ عُمَرُ وَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ نَهَى اللهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ ((أَنَا بَيْنَ خِيرَتَيْنِ ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ (التوبة: ۸۰))). فَصَلَّى عَلَيْهِ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾ (التوبة: ٨٤) فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی اپنے والد کی وفات کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو عرض کیا: آپ ﷺ اپنی قمیض مجھے عطا فرمائیں تاکہ میں اسے اس میں کفن دوں، آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اور اس کے لیے مغفرت کی دعا کریں آپ ﷺ نے اپنی قمیض اسے عطا فرمادی، اور فرمایا: ''جب تم (اس کی تکفین سے) فارغ ہو جاؤ تو مجھے مطلع کرنا۔'' جب آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو پیچھے سے کھینچ لیا اور عرض کیا: کیا اللہ نے آپ ﷺ کو منافقوں کی نماز جنازہ پڑھانے سے منع نہیں فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے دو میں سے ایک چیز کا اختیار دیا گیا ہے، ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ ''آپ ان کے لیے مغفرت کی دعا کریں یا ان کے لیے مغفرت کی دعا نہ کریں۔'' تو آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھادی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى

أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾ ”پس آپ ان میں سے مرجانے والے کی بالکل نماز جنازہ پڑھائیں نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں“ تب ان کی نماز جنازہ پڑھانا چھوڑ دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه النسائي في الكبري: ٢٠٢٧، الطبري في تفسيره: ١٧٠٥٠، سنن بيهقي: ١٩٩/٨

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٢٦٩، صحيح مسلم: ٢٤٠٠، سنن ابن ماجه: ١٥٢٣، سنن نسائی: ٤/٣٦، مسند احمد: ٤٦٨٠، صحيح ابن حبان: ٣١٧٥

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن اور مخالف کو اگر رسول اکرم ﷺ کی قمیض کا کفن اور دعائے استغفار بھی کوئی فائدہ نہیں دیتی تو دنیا میں اور کون بزرگ ہستی ہے کہ جس کے تبرکات یا سفارش کسی مشرک و بدعتی کی بخشش کا سامان کر دے؟ لہٰذا ہمیں اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کرنی چاہیے کہ ہمارے عقیدے میں شرک اور عمل میں بدعت نہ ہو تاکہ ہم آپ ﷺ کی شفاعت کے حق دار ٹھہریں۔ اور ہمارے حق میں آپ ﷺ کی سفارش قبول بھی ہو۔

3099: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: تَمَارَى رَجُلَانِ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ فَقَالَ رَجُلٌ هُوَ مَسْجِدُ قُبَاءَ وَقَالَ الآخَرُ هُوَ مَسْجِدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((هُوَ مَسْجِدِي هَذَا)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دو آدمیوں نے اس مسجد کے بارے میں بحث و مباحثہ کیا جو کہ اول روز سے تقویٰ پر تعمیر کی گئی تھی، ایک نے کہا: وہ مسجد قبا ہے، دوسرے نے کہا: وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ میری یہ مسجد ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ عمران بن ابی انس کی روایت سے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ رَوَاهُ أُنَيْسُ بْنُ أَبِي يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه.

اور یہ ابو سعید سے اس طریق کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔ انیس بن ابی یحییٰ نے اپنے والد سے انہوں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٧٢/٢، الحاكم: ٣٣٤/٢، البيهقي في الدلائل: ٢٦٣/٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٣٩٨، سنن نسائی: ٢/٣٦، مسند احمد: ١١٠٤٦، صحيح ابن حبان: ١٦٠٦

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلے دن سے ہی تقویٰ و پرہیز گاری پر تعمیر کی گئی مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس اخلاص اور تقویٰ سے اس کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی، اور اس سے بھی پہلے جب رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ کے مالک بنو نجار سے یہ جگہ خریدنی چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے اس کی قیمت لے لو تو انہوں نے عرض کیا واللہ ما نطلب ثمنه الا الى الله عزوجل (نسائی ص ۱/۸۱، کتاب المساجد) ”اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم تو اس کی قیمت صرف اللہ تعالیٰ سے طلب (وصول) کریں گے“۔

(۲) آئندہ حدیث نمبر ۳۱۰۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسس علی التقوی سے مراد مسجد قباء ہے۔ تو ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں کہ مسجد قبا اسلامی تاریخ میں پہلی تعمیر کی گئی مسجد ہے جو رسول اللہ ﷺ نے سفر ہجرت میں تعمیر فرمائی، لہٰذا دونوں ہی اسس علی التقوی ہیں۔ ان شاء اللہ۔

3100: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فِي أَهْلِ قُبَاءَ ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾(التوبة: ۱۰۸)). قَالَ كَانُوا يَسْتَنْجُونَ بِالْمَاءِ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فِيهِمْ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ آیت: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ قباء والوں کے بارے میں نازل ہوئی، فرمایا: ”وہ پانی کے ساتھ استنجا کیا کرتے تھے، پس یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ اور انہوں نے کہا: اس باب میں ابو ایوب، انس بن مالک اور محمد بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٤٧٦، اخرجه البيهقي: ١/١٠٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٤، سنن ابن ماجه: ٣٥٧، مسند احمد: ١٥٤٨٥

فوائد الحدیث: جب سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۰۸ انازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اہل قباء سے پوچھا کہ تم کیا عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ تمہاری طہارت و پاکیزگی کی تعریف فرماتے ہیں تو انہوں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہم پانی کے ساتھ استنجاء کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہی وجہ ہے، کیونکہ پانی کے ساتھ طہارت اچھی طرح حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو اس سے آگاہ فرمایا، تاکہ لوگ طہارت و پاکیزگی کا زیادہ اہتمام کر کے اللہ تعالیٰ کی محبّت حاصل کر سکیں۔

3101: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ كُوفِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلاً يَسْتَغْفِرُ لِأَبَوَيْهِ وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقُلْتُ لَهُ أَتَسْتَغْفِرُ لأَبَوَيْكَ وَهُمَا مُشْرِكَانِ. فَقَالَ أَوَلَيْسَ اسْتَغْفَرَ إِبْرَاهِيمُ لأَبِيهِ وَهُوَ مُشْرِكٌ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَتْ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾. (التوبة: ١١٣)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو اپنے مشرک والدین کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہوئے سنا تو میں نے اسے کہا: کیا تم اپنے مشرک والدین کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہو؟ اس نے کہا: کیا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لیے دعا نہیں کی جبکہ وہ مشرک تھا، میں نے اس کا نبی ﷺ سے ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾ ”نبی اور مومنوں کے لیے مناسب نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے استغفار کریں خواہ وہ ان کے قریبی رشتے دار ہی ہوں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ
قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔
اور انہوں نے کہا اس باب میں سعید بن مسیب عن ابیہ کی سند سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس کی سند ابی اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٧١، سنن نسائی: ٤/٩١

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کی نافرمانی اور گناہ ناپسند ہے لیکن شرک بہت زیادہ ناپسندیدہ ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا کہ جو شخص مشرک ہوا اور بغیر توبہ کے مر گیا تو فرمایا کہ ایسے شخص کو میں نے معاف نہیں کرنا اور جس کو چاہوں گا معاف کر دوں گا۔ حتیٰ کہ ارشاد فرمایا:

إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ (المائدہ:٧٢)

"جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنّت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے"۔

نیز فرمایا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ (التوبہ:٢٨) "بے شک مشرک پلید ہیں" لہٰذا مشرکین کے اس جرم کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے پابندی لگا دی کہ جو شخص بھی شرک کی حالت میں مرجائے تو اس کے لیے نہ تو نبی ﷺ ہی بخشش کی دعا فرمائیں اور نہ ہی کوئی مومن مسلمان، اگرچہ وہ مشرک ان کا کتنا ہی زیادہ قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو۔ آج جو لوگ اپنے ذاتی یا سیاسی مفادات کے لیے اس کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ کفار، مشرکین اور مبتدعین کے جنازوں میں شریک ہوتے اور ان کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں انہیں ضرور اپنے اس طرز عمل سے باز آجانا چاہیے کہ کہیں ان کا شمار اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں میں نہ ہو جائے۔

3102: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا حَتَّى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ إِلَّا بَدْرًا وَلَمْ يُعَاتِبِ النَّبِيُّ ﷺ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْ بَدْرٍ إِنَّمَا خَرَجَ يُرِيدُ الْعِيرَ، فَخَرَجَتْ قُرَيْشٌ مُغِيثِينَ لِعِيرِهِمْ، فَالْتَقَوْا عَنْ غَيْرِ مَوْعِدٍ كَمَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَعَمْرِي إِنَّ أَشْرَفَ مَشَاهِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ لَبَدْرٌ، وَمَا أُحِبُّ أَنِّي كُنْتُ شَهِدْتُهَا مَكَانَ بَيْعَتِي لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حَيْثُ تَوَاثَقْنَا عَلَى الإِسْلَامِ، ثُمَّ لَمْ أَتَخَلَّفْ بَعْدُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ وَهِيَ آخِرُ غَزْوَةٍ غَزَاهَا، وَآذَنَ النَّبِيُّ ﷺ بِالرَّحِيلِ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ.

سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے غزوہ بدر کے سوا ہر غزوہ میں نبی ﷺ کے ساتھ شرکت کی حتیٰ کہ غزوہ تبوک آگئی۔ نبی ﷺ نے غزوہ بدر سے پیچھے رہ جانے والے کسی شخص کی سرزنش نہیں کی آپ ﷺ تو قافلے کے ارادے سے روانہ ہوئے تھے، پس قریش اپنے قافلے کی مدد کے لیے نکلے، تو ان کی مڈبھیڑ ایسی جگہ ہوئی جس کا وعدہ نہیں کیا گیا تھا جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا، اور مجھے قسم ہے! لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کا بہترین معرکہ بدر ہے، بیعت عقبہ کے مقابلے میں مجھے اس میں شرکت کرنا زیادہ پسند نہیں تھا جس جگہ ہم نے اسلام پر معاہدہ کیا، پھر میں اس کے بعد نبی ﷺ سے کبھی پیچھے نہیں رہا حتیٰ کہ غزوہ تبوک کا وقت آگیا اور وہ آپ ﷺ کا آخری غزوہ ہے، نبی ﷺ نے لوگوں کو کوچ کرنے کی اجازت دی۔ پس پوری حدیث ذکر کی۔

قَالَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحَوْلَهُ الْمُسْلِمُونَ وَهُوَ يَسْتَنِيرُ كَاسْتِنَارَةِ الْقَمَرِ، وَكَانَ إِذَا سُرَّ بِالأَمْرِ اسْتَنَارَ فَجِئْتُ فَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ ((أَبْشِرْ يَا كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ بِخَيْرِ يَوْمٍ أَتَى عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ)). فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ أَمِنْ عِنْدِ اللهِ أَمْ مِنْ عِنْدِكَ قَالَ ((بَلْ مِنْ عِنْدِ اللهِ)). ثُمَّ تَلَا هَؤُلَاءِ الآيَاتِ ﴿لَقَدْ تَابَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿إِنَّ اللهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ (التوبة: ١١٧) قَالَ: وَفِينَا أُنْزِلَتْ أَيْضًا ﴿اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ (التوبة: ١١٩)

راوی نے بیان کیا: پس میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، مسلمان آپ ﷺ کے اردگرد تھے اور آپ ﷺ چاند کے چمکنے دمکنے کی طرح چمک دمک رہے تھے، آپ جب کسی کام سے خوش ہوتے تھے تو آپ ﷺ کا چہرہ چمک جاتا تھا، پس میں آیا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: ''کعب بن مالک! بہتر دن کی بشارت ہو جو کہ تمہاری زندگی کا بہترین دن ہے۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! کیا اللہ کی طرف سے ہے یا آپ ﷺ کی طرف سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: ﴿لَقَدْ تَابَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ ''اللہ نے نبی پر مہاجرین اور انصار پر رحمت فرمائی جنہوں نے تنگی کے وقت (غزوہ تبوک میں) آپ ﷺ کا ساتھ دیا، بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل پیدا ہو گیا تھا، پھر اس نے رحمت کے ساتھ ان پر توجہ فرمائی، بے شک وہ ان پر مشفق مہربان ہے۔'' حتیٰ کہ یہاں تک پڑھا، ﴿إِنَّ اللهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ ''بے شک اللہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے'' انہوں نے فرمایا: یہ آیت بھی ہمارے بارے میں نازل ہوئی: ﴿اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ ''اللہ سے ڈر جاؤ اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔''

قَالَ: قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا وَأَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي كُلِّهِ صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)). فَقُلْتُ فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ قَالَ: فَمَا أَنْعَمَ اللهُ عَلَيَّ نِعْمَةً بَعْدَ الإِسْلَامِ أَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ صَدَقْتُهُ أَنَا وَصَاحِبَايَ لَا نَكُونُ كَذَبْنَا فَنَهْلِكَ كَمَا هَلَكُوا، وَإِنِّي

راوی نے بیان کیا، میں نے عرض کیا: اللہ کے نبی ﷺ! میری توبہ کا حصہ ہے کہ میں صرف سچ ہی بولوں گا، اور میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول کے لیے صدقہ کرتا ہوں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔'' میں نے کہا: میں اپنا خیبر والا حصہ رکھ لیتا ہوں، انہوں نے بیان کیا: اسلام کے بعد اللہ نے جو مجھ پر میرے خیال میں سب سے بڑا انعام فرمایا وہ میرا رسول اللہ ﷺ سے سچ بولنا

لأَرْجُو أَنْ لَا يَكُونَ اللهُ أَبْلَى أَحَدًا فِي الصِّدْقِ مِثْلَ الَّذِي أَبْلَانِي، مَا تَعَمَّدْتُ لِكَذِبَةٍ بَعْدُ وَإِنِّي لأَرْجُو أَنْ يَحْفَظَنِيَ اللهُ فِيمَا بَقِيَ.

ہے جس وقت میں اور میرے دو ساتھیوں نے آپ ﷺ سے سچ بولا اور ہم جھوٹ بولنے والے نہیں تھے ورنہ ہم بھی ہلاک ہو جاتے جس طرح وہ ہلاک ہوئے تھے، اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ نے جس طرح صدق پر مجھے انعام سے نوازا وہ کسی اور کو نہیں نوازا، اور پھر اس کے بعد میں نے کبھی جھوٹ بولنے کا قصد نہیں کیا، اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ مجھے میری باقی زندگی میں بھی محفوظ رکھے گا۔

قَالَ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثُ بِخِلَافِ هَذَا الإِسْنَادِ وَقَدْ قِيلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ كَعْبٍ وَقَدْ قِيلَ غَيْرُ هَذَا وَرَوَى يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام زہری سے یہی حدیث اس اسناد کے خلاف روایت کی گئی ہے کبھی سند اس طرح بیان کی گئی ہے: عن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک (اور کبھی) عن عمہ عبیداللہ عن کعب۔ اور کبھی اس کے علاوہ کہا گیا ہے۔
اور یونس بن یزید نے یہ حدیث زہری سے عن عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک کے واسطے سے بیان کی کہ ان کو ان کے والد (عبداللہ بن کعب) نے کعب بن مالک سے بیان کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابی داؤد: ۱۹۱۲، اخرجه عبدالرزق: ۱۶۳۹۵، والبیهقي: ۲/۳۷۰

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٤١٨، صحیح مسلم: ۲۷۶۹، سنن ابو داود: ۲۲۰۲، ۲۶۰۵، ۲۷۷۳، ۲۷۸۱، ۳۳۱۷۔ ۳۳۱۹، ۳۳۲۱، ٤٦٠٠، سنن ابن ماجه: ۱۳۹۳، سنن نسائی: ۲/۵۳، ٦/۱۵۲، ۱۵۳، ۷/۲۲، ۲۳، مسند احمد: ۱۵۷۸۹، صحیح ابن حبان: ۳۳۷۰

فوائد الحدیث: (۱) اسلام کی تاریخ میں کئی ایک جنگیں اور جہادی معرکے بڑے سخت اور مشکل تھے جن میں ایک جنگ تبوک بھی تھی کہ جسے قرآن مجید میں سَاعَةِ الْعُسْرَةِ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ باغات کا پھل پک چکا تھا اور یہ دن زمیندار کے لیے انتہائی اہم ہیں کہ اسے سارے سال کے اخراجات نکالنے ہوتے ہیں، کئی ایک قرض ادا کرنے اور کئی اہم کاموں کو فصل کی کٹائی پر موخر کیا ہوتا ہے۔ اور پھر مالی لحاظ سے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے وہ تنگی کے دن تھے۔ اس کے باوجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور فنڈ جمع کیا نیز اپنی جانیں لے کر دشمن کے مقابلے کے لیے نکل پڑے۔ رضی اللہ عنہم

(۲) سیدنا کعب بن مالک، سیدنا مرارہ بن ربیع اور سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم جو مخلص مسلمان تھے بس سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تو انہوں نے کوئی عذر بہانہ کیے بغیر حقیقت حال کھول کر آپ ﷺ سے بیان کر دی تو پھر پچاس دن ان پر بڑی آزمائش کے گزرے کہ جب تمام مسلمانوں نے بائیکاٹ کر دیا حتیٰ کہ بیوی بچوں نے بھی منہ پھیر لیا تو پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ کی جسے رحمان ورحیم رب تعالیٰ نے قبول فرمایا۔

(۳) سیدنا کعب رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے اس واقعہ میں کئی ایک نصیحتیں موجود ہیں۔

۱۔ ہمیشہ انسان کو سچ بولنا چاہیے کہ سچ میں ہی نجات ہے۔

۲۔ اگر ساتھیوں اور رفقاء سے ناراضگی ہو جائے تو جماعت نہیں چھوڑ دینی چاہیے۔ جیسا کہ کئی ایک لوگوں نے تنظیمی طور پر وطیرہ بنایا ہوا ہے کہ ایک پارٹی سے ناراض ہوئے تو دوسری میں شامل ہو گئے، اگر کوئی دو ساتھی مل گئے تو الگ جماعت بنالی، یا پھر مساجد میں، کہ نمازی کسی دوسرے نمازی سے ناراض ہوا تو مسجد میں آنا ہی چھوڑ دیا، یہ سب غلط ہے۔ دیکھیں سیّدنا کعب بن مالک اور ان کے رفقاء پچاس دن کس قدر آزمائش اور اذیت میں گزارتے ہیں لیکن نا تو باجماعت نماز ہی چھوڑی اور نہ ہی دشمنوں سے رابطہ کیا بلکہ ان کے رابطے کے بعد بھی ان سے کسی قسم کی ہمدردی اور نرم گوشہ نہیں رکھا۔

۳۔ ہمیشہ سچے لوگوں کی معیت اور رفاقت میں رہنا چاہیے۔

۴۔ پریشانی آجائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اسی سے مصیبتوں کے ٹلنے کی دعا کرنی چاہیے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ خوشی دکھائیں تو اس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور صدقہ وخیرات کرنا چاہیے۔

3103: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ، فَقَالَ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَدْ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ يَوْمَ الْيَمَامَةِ، وَإِنِّي لَأَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيرٌ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ.

عبید بن سباق سے روایت ہے کہ سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیّدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ سے جنگ کے موقع پر انہیں بلا بھیجا، تب سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس تھے، انہوں نے کہا: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے تو انہوں نے کہا: یمامہ کی جنگ میں قرآن کے قاریوں کی بہت زیادہ شہادت ہوئی اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر تمام جگہوں پر قاریوں کی بہت زیادہ شہادت ہوئی تو پھر بہت سا قرآن جاتا رہے گا، اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ جمع قرآن کرنے کا حکم دیں۔

قَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِي فِي ذَلِكَ حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ عُمَرَ وَرَأَيْتُ فِيهِ الَّذِي رَأَى.

سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں وہ کام کس طرح کروں جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ بہتر ہے۔ پس وہ اس بارے میں مجھ سے بحث کرتے رہے حتی کہ اللہ نے اس چیز کے لیے میرا سینہ کھول دیا جس کے لیے اس نے سیّدنا عمر (رضی اللہ عنہ) کے سینے کو کھولا تھا، اور اس بارے میں میری بھی وہی رائے ہو گئی جو کہ ان کی تھی۔

قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ الْوَحْيَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ. قَالَ فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنْ ذَلِكَ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ

سیّدنا زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ عقل مند نوجوان ہیں ہم تمہیں کسی کام میں تہمت بھی نہیں دیتے، آپ رسول اللہ ﷺ کے لیے وحی بھی لکھتے رہے ہیں پس آپ قرآن تلاش کریں، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر وہ

رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ. فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِي فِي ذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ صَدْرَهُمَا صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْعُسُبِ وَاللِّخَافِ يَعْنِي الْحِجَارَةَ الرِّقَاقَ وَصُدُورِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ بَرَاءَةَ مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ (التوبة: ١٢٩).

مجھے ایک پہاڑ کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا پابند کر دیتے تو وہ میرے لیے اس سے زیادہ ثقیل نہ تھا۔ میں نے کہا: آپ حضرات وہ کام کس طرح کر رہے ہیں جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ بہتر ہے۔ پس سیّدنا ابو بکر و سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما بار بار مجھے یہی بات کہتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے میرے سینے کو اسی چیز کے لیے کھول دیا جس کے لیے اس نے ان دونوں کا سینہ کھولا تھا: سیّدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ، پس میں نے قرآن تلاش کیا، میں اسے چمڑے، کھجور کی چھال، پتھر کی سلوں اور آدمیوں کے سینوں سے جمع کرتا، میں نے سورۂ براءت کا آخری حصہ سیّدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس پایا: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٣، البزار: ٣١، ابو يعلى: ٦٣، الطبراني في الكبير: ٤٩٠٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٦٧٩، سنن نسائی کبریٰ: ٧٩٩٥، مسند احمد : ٥٧، صحيح ابن حبان: ٤٥٠٦

فوائد الحدیث: (۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ وہ نزول قرآن مجید کے اولین گواہ ہیں اور پھر اس منزل من اللہ شریعت اور وحی کو سنبھالنے اور اسے محفوظ کرنے میں بھی گراں قدر خدمات ہیں۔ خصوصاً خلفاء راشدین کے اس ضمن میں احسانات کا بدلہ امت کبھی بھی چکا نہ سکے گی۔ یہی دیکھ لیں کہ قرآن مجید کو مختلف چیزوں سے ایک جگہ کتابی شکل میں جمع کرنا ان کی کتنی بڑی خدمت اسلام ہے، آپ ذرا تصور کریں کہ اگر خدانخواستہ اس وقت قرآن مجید جمع نہ کیا جاتا تو آج امت کی حالت کیا ہوتی ہے؟ اس لیے امت کے ہر ہر فرد کو ان کے لیے ہمیشہ دعا گو رہنا چاہیے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۲) رسول اللہ ﷺ سراپا رحمت تھے لیکن مومنوں کے لیے تو آپ ﷺ بہت ہی نرم دل اور مہربان تھے کسی بھی مسلمان کو تکلیف میں دیکھ کر آپ ﷺ بے چین ہو جایا کرتے تھے اور آپ ﷺ ہمیشہ ہی کوشاں رہے کہ امت کے لیے دین و دنیا کے معاملات میں آسانیاں ہی آسانیاں رہیں، تنگی اور دشواری نہ ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم

3104: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ حُذَيْفَةَ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَكَانَ يُغَازِي أَهْلَ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ آرمینیہ و آذربائیجان کی فتح میں اہل عراق کے ساتھ اہل شام سے لڑتے رہے تھے، حذیفہ رضی اللہ عنہ

الشَّامِ فِي فَتْحِ أَرْمِينِيَّةَ وَأَذْرَبِيجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَرَأَى حُذَيْفَةُ اخْتِلَافَهُمْ فِي الْقُرْآنِ، فَقَالَ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِكْ هَذِهِ الأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ كَمَا اخْتَلَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى، فَأَرْسَلَ إِلَى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ، فَأَرْسَلَتْ حَفْصَةُ إِلَى عُثْمَانَ بِالصُّحُفِ، فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَسَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنِ انْسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ.
حَتَّى نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ بَعَثَ عُثْمَانُ إِلَى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِنْ تِلْكَ الْمَصَاحِفِ الَّتِي نَسَخُوا.

نے قرآن (کی قراءت) میں ان کا اختلاف دیکھا، تو انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا: امیر المومنین! اس امت کی خبر لیں اس سے پہلے کہ وہ کتاب (قرآن کریم) میں اختلاف کریں جس طرح یہود و نصاری نے اختلاف کیا، پس انہوں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ ہمیں وہ مصحف بھیجیں ہم اسے مصاحف میں نقل کر لیں گے پھر ہم وہ آپ کو لوٹا دیں گے، پس حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنا مصحف عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، سعید بن العاص، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے پاس وہ مصحف بھیجا کہ وہ اس مصحف کو دوسرے مصاحف میں نقل کریں، اور انہوں نے تینوں قریشیوں سے کہا: جس بات (قراءت) میں تمہارے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف ہو جائے تو اسے قریش کی زبان میں لکھو، وہ ان کی زبان ہی میں نازل ہوا ہے۔ حتی کہ انہوں نے مصحف کو مصاحف میں نقل کیا، تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان مصاحف میں سے جو انہوں نے نقل کیے تھے ہر جانب بھیج دیا۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَحَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: فَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا (مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ) (الاحزاب: ٢٣) فَالْتَمَسْتُهَا فَوَجَدْتُهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ فَأَلْحَقْتُهَا فِي سُورَتِهَا.

زہری کہتے ہیں کہ خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، سورۃ الاحزاب کی ایک آیت مجھے نہ ملی جسے میں رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا: ((مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ . . . من ينتظر)) پس میں نے اسے تلاش کیا، تو میں نے اسے خزیمہ ابن ثابت یا ابو خزیمہ رضی اللہ عنہما کے پاس پایا تو میں نے اسے اس کی سورت میں شامل کر دیا۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَاخْتَلَفُوا يَوْمَئِذٍ فِي التَّابُوتِ وَالتَّابُوهِ، فَقَالَ الْقُرَشِيُّونَ التَّابُوتُ. وَقَالَ زَيْدٌ التَّابُوهُ. فَرُفِعَ اخْتِلَافُهُمْ إِلَى عُثْمَانَ فَقَالَ اكْتُبُوهُ التَّابُوتُ فَإِنَّهُ نَزَلَ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ.

زہری رحمہ اللہ نے بیان کیا، اس وقت انہوں نے التابوت اور التابوہ میں اختلاف کیا تو قریشیوں نے تابوت کہا، اور زید رضی اللہ عنہ نے تابوہ کہا، یہ اختلاف عثمان رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: اسے تابوت لکھو، کیونکہ وہ قریش کی زبان پر نازل ہوا ہے۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَرِهَ لِزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ نَسْخَ الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ أُعْزَلُ عَنْ نَسْخِ كِتَابَةِ الْمُصْحَفِ وَيَتَوَلَّاهَا رَجُلٌ، وَاللهِ لَقَدْ أَسْلَمْتُ وَإِنَّهُ لَفِي صُلْبِ رَجُلٍ كَافِرٍ يُرِيدُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَلِذَلِكَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ اكْتُمُوا الْمَصَاحِفَ الَّتِي عِنْدَكُمْ وَغُلُّوهَا، فَإِنَّ اللهَ يَقُولُ ﴿وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ (آل عمران: ١٦١) فَالْقُوا اللهَ بِالْمَصَاحِفِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَبَلَغَنِي أَنَّ ذَلِكَ كَرِهَهُ مِنْ مَقَالَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ رِجَالٌ مِنْ أَفَاضِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: عبید اللہ بن عبداللہ ابن عتبہ نے مجھے بتایا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قرآن نقل کرنے کو ناپسند کیا، اور کہا: مسلمانوں کی جماعت! میں مصحف کی کتابت نقل کرنے سے معزول کیا جاؤں اور ایک ایسے شخص کو یہ ذمے داری سونپی جائے، اللہ کی قسم! میں اسلام لا چکا تھا جبکہ وہ کافر شخص کی صلب میں تھا۔ وہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مراد لیتے تھے۔ اسی لیے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: عراق والو! وہ مصاحف جو کہ تمہارے پاس ہیں انہیں چھپالو اور انہیں خفیہ طور پر لے لو۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ "جو کوئی خیانت کرے گا تو وہ اسی خیانت کو قیامت کے روز لے کر آئے گا۔" پس تم اللہ سے ان مصاحف کے ساتھ ملاقات کرنا۔
زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے یہ خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کبار صحابہ کرام نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات کو ناپسند کیا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور یہ زہری کی روایت ہے، ہم اسے صرف اسی کی روایت سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ١٥٥٦٨، عبد بن حميد: ٢٤٦، ابو يعلى: ٩٢
تخریج الحدیث: فضائل القرآن لابی عبید، ص: ٢٨٢، ٢٨٣، صحيح بخاری: ٤٩٨٧، مسند احمد : ٢١٦٤٠
فوائد الحدیث: قرآن مجید، سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تحریک پر سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کے حکم سے جمع کر دیا گیا تھا۔ لیکن وہ مختلف قراتوں پر مشتمل تھا۔ جب سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا دور آیا، اسلام عرب و عجم میں پھیل چکا تھا تو لوگوں کا مختلف قراتوں کی وجہ سے اختلاف ہو جاتا تو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قریش کی زبان پر ایک ہی قرأت پر قرآن مجید کو جمع کروایا اور اسی کے نسخے تیار کروا کر سلطنت اسلامیہ کے تمام علاقوں میں بھجوائے، باقی تمام نسخے تلف کر دیے تاکہ اختلافات کا خاتمہ ہو، قرآن مجید کے اس نسخے کو "مصحف عثمانی" کہا جاتا ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

11- باب وَمِنْ سُورَةِ يُونُسَ

سورۂ یونس کی آیات کی تفسیر

3105: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ﴾ قَالَ ((إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ نَادَى مُنَادٍ: إِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللهِ مَوْعِدًا يُرِيدُ أَنْ يُنْجِزَكُمُوهُ قَالُوا: أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَتُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ قَالَ فَيُكْشَفُ الْحِجَابُ. قَالَ فَوَاللهِ مَا أَعْطَاهُمُ اللهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَيْهِ)).

سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ﴾ "جنہوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے انجام بھی اچھا (جنّت) ہے اور مزید بھی ہے۔" کی تفسیر میں بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب جنتی جنّت میں چلے جائیں گے تو اعلان کرنے والا ایک اعلان کرے گا: تمہارے لیے اللہ کے ہاں ایک وعدہ ہے اور وہ تمہیں جزا دینا چاہتا ہے، وہ کہیں گے: کیا ہمارے چہرے روشن نہیں کر دیے گئے اور ہمیں جہنم سے بچا کر جنّت میں داخل نہیں کر دیا گیا؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر پردہ اٹھا دیا جائے گا۔ "پس اللہ کی قسم! اللہ نے انہیں جو کچھ عطا کر رکھا ہو گا اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنا ان کے لیے سب سے زیادہ محبوب ہو گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ مَرْفُوعًا. وَرَوَى سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَوْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حماد بن سلمہ کی روایت اسی طرح ہے، اور کئی ایک نے حماد بن سلمہ سے مرفوع روایت کیا ہے۔ اور سلیمان بن مغیرہ نے اس حدیث کو ثابت عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلی سے ان کا قول نقل کیا ہے۔ اور اس میں عن صہیب عن النبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۵۵۲۔

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۱۸۱، سنن ابن ماجه: ۱۸۷، وسنن نسائی کبریٰ: ۷۷٦٦، ۱۱۲۳٤، مسند احمد: ۱۸۹۳۵، صحیح ابن حبان: ۷٤٤۱

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے جنّت میں مومنوں کو بے شمار اور بے مثال نعمتوں سے نوازنا ہے کہ جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہیں کان نے سنا نہیں اور نہ ہی کسی کے وہم و گمان میں ان کا تصور آیا ہے، لیکن ان تمام نعمتوں سے بڑھ کر ایک نعمت ہو گی "دیدار الٰہی" کہ اللہ رب العزت جنتیوں کو اپنا دیدار نصیب فرمائیں گے۔ جو جنتیوں کو تمام نعمتوں سے محبوب تر ہو گا۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا دیدار صرف جنّت میں ہی ہو گا، اس دنیا میں نہ کسی کو ہوا ہے نہ ہو گا اور نہ ہی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: لَا

تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ ۖ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۚ (الانعام:۱۰۳)

(۳) جو لوگ اللہ تعالیٰ کا چہرہ نہیں مانتے انہیں اپنے باطل عقیدے سے توبہ کرنی چاہیے۔ کہیں وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے محروم ہی نہ کر دیے جائیں۔

3106: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ عَنْ هَذِهِ الآيَةِ ﴿لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ (يونس: ٦٤) قَالَ مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْهَا، فَقَالَ ((مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ غَيْرُكَ مُنْذُ أُنْزِلَتْ: فَهِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ)).

عطاء بن یسار نے اہل مصر کے ایک شخص سے روایت کیا، اس نے کہا: میں نے سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اس آیت: ﴿لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ "ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بشارت ہے۔" کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے جس وقت سے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا ہے کسی نے اس کے متعلق مجھ سے نہیں پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جس وقت سے یہ آیت نازل ہوئی ہے اس وقت سے تمہارے علاوہ کسی نے اس کے متعلق مجھ سے نہیں پوچھا: یہ اچھے خواب مراد ہیں جنہیں مسلمان شخص دیکھتا ہے یا اس کے لیے کسی کو دکھایا جاتا ہے۔"

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ہم کو ابن ابی عمر نے حدثنا سفیان عن عبدالعزیز بن رُفیع عن ابی صالح السمان عن عطاء بن یسار کی سند سے اہل مصر کے ایک شخص کے حوالے سے سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس کی مثل بیان کیا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَيْسَ فِيهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ.

احمد بن عبدہ ضبی نے حدثنا حماد بن زید عن عاصم بن بہدلۃ عن ابی صالح کی سند سے ابو درداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے، اور اس میں عطاء بن یسار کے حوالہ کا ذکر نہیں۔ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس باب میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ رجل من اہل المصر مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٢٦٨٧، ٧٠٤٤، تفسیر الطبری: ١٧٧٢٦، ١٧٧٢٨۔ مسند احمد: ٢٧٥١٠

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دنیا و آخرت میں عزت و شرف، امن و اطمینان سے نوازتے ہیں اسی لیے جو لوگ ایمان لائے اور متقی و پرہیزگار ہوئے ان کے لیے دنیا و آخرت میں بشارتیں اور خوشخبریاں ہیں۔

۱۔ دنیا میں بشارت سے مراد ایک تو رسول اللہ ﷺ نے خود ہی بیان فرمایا کہ اچھے اور سچے خواب جو مومن آدمی دیکھتا ہے۔

۲۔ اور دوسرا اس سے وہ بشارت بھی مراد ہے جو فرشتے موت کے وقت ایک مومن آدمی کو دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ أَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (حٰمٓ السجدہ:۳۰)

"بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ اس بات پر پکے ہوگئے (تو موت کے وقت) فرشتے (یہ کہتے ہوئے) نازل ہوتے ہیں کہ تم ڈرو نہیں اور نہ ہی غم کرو (بلکہ) اس جنّت کی بشارت سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا المومن اذا حضرہ الموت بُشر برضوان اللہ و کرامتہ فلیس شئی احب الیہ مما أمامہ فاحب لقاء اللہ واحب اللہ لقاءہٗ (بخاری ص ۲/ ۹۶۳، کتاب الرقاق) "مومن بندے کے پاس جب موت آتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی طرف سے عزت ملنے کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ اس وقت مومن آدمی کے لیے اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب اور پیاری نہیں ہوتی، تو (اس وجہ سے) وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات پسند کرتے ہیں"۔

آخرت کی بشارتیں۔ آخرت کی بشارتوں میں قبر سے لے کر حشر کے میدان میں اور پھر جنّت کی بہاروں میں مومن آدمی سے جو جو بھی انعامات کے وعدے ہیں وہ سب آخرت کی زندگی کی خوشخبریاں ہیں۔

3107: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَمَّا أَغْرَقَ اللهُ فِرْعَوْنَ قَالَ: آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ، فَقَالَ جِبْرِيلُ يَا مُحَمَّدُ فَلَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا آخُذُ مِنْ حَالِ الْبَحْرِ فَأَدُسُّهُ فِي فِيهِ مَخَافَةَ أَنْ تُدْرِكَهُ الرَّحْمَةُ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ نے فرعون کو غرق کیا تو اس نے کہا: میں ایمان لاتا ہوں کہ صرف وہی معبود ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، جبریل علیہ السلام نے فرمایا: محمد (ﷺ)! کاش آپ ﷺ مجھے دیکھتے کہ میں سمندر کی کالی مٹی اٹھا کر اس اندیشے کے پیش نظر اس کے منہ میں ٹھونس رہا تھا کہ رحمت اس کے شامل حال نہ ہو جائے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح بما بعدہ) بعض کہتے ہیں یہ علی بن زید بن جدعان کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ۲۲۰۳

3108: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، ذَكَرَ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ ((أَنَّ جِبْرِيلَ ﷺ جَعَلَ يَدُسُّ فِي فِي فِرْعَوْنَ الطِّينَ خَشْيَةَ أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَيَرْحَمَهُ اللهُ أَوْ خَشْيَةَ أَنْ يَرْحَمَهُ اللهُ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ذکر کیا: "کہ جبریل علیہ السلام اس اندیشے کے پیش نظر فرعون کے منہ میں مٹی ٹھونسنے لگے کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ لے تو اللہ اس پر رحم فرمادے۔ یا اس اندیشے کے پیش نظر کہ اللہ اس پر رحم نہ فرمادے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه الحاكم: ٢/٣٤٠، البيهقي: في الشعب: ٩٣٩١-٩٣٩٣

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١٢٣٨، مسند احمد : ٢١٤٤، صحيح ابن حبان: ٦٢١٥

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جب انسان کو موت کے آثار یا موت کا فرشتہ نظر آجائے تو پھر توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے پھر اس کا ایمان لانا یا توبہ کرنا اسے کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ قادر مطلق اور رحمان ورحیم ذات ہے، وہ جو چاہے کرے کسی کو بھی اس کے فیصلے پر اعتراض کی مجال نہیں۔ اسی وجہ سے جب فرعون غرق ہوتے وقت کلمہ پڑھنے لگ گیا تو جبریل علیہ السلام نے اس کے منہ میں گارا ٹھونس دیا کہ مبادا اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئے اور اس پر رحمت کر دی جائے، حالانکہ یہ اپنے مظالم اور خدائی دعوے کے پیش نظر کسی قسم کے رحم کا مستحق نہیں۔

12- باب وَمِنْ سُورَةِ هُودٍ

سورۂ ھود کی آیات کی تفسیر

3109: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَكِيعِ بْنِ حُدُسٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ؟ قَالَ ((كَانَ فِي عَمَاءٍ مَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ، وَخَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ)).

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ الْعَمَاءُ أَيْ لَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَكِيعُ بْنُ حُدُسٍ وَيَقُولُ شُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَهُشَيْمٌ وَكِيعُ بْنُ عُدُسٍ وَهُوَ أَصَحُّ وَأَبُو رَزِينٍ اسْمُهُ لَقِيطُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

سیّدنا ابو رزین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہمارا رب مخلوق تخلیق کرنے سے پہلے کہاں تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ بادل میں اکیلا تھا، اس کے نیچے اور اس کے اوپر خلا تھا اور اس نے اپنا عرش پانی پر تخلیق فرمایا۔"

احمد بن منیع نے کہا کہ یزید بن ہارون نے بیان کیا کہ (الْعَمَاءُ) سے مراد ہے کہ "وہ اکیلا تھا اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی"۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حماد بن سلمہ اسی طرح وکیع بن حُدس بیان کرتے ہیں جبکہ شعبہ، ابو عوانہ اور ہشیم نے وکیع بن عُدس بیان کیا اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ ابو رزین کا نام لقیط بن عامر ہے۔ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں وکیع بن حدس راوی مجہول ہے۔ ضعیف ابن ماجہ: ٣٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٨٢، مسند احمد : ١٦١٨٨، صحيح ابن حبان: ٦١٤١

فوائد الحدیث: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن یہ مسئلہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ مخلوقات کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ان رسول اللہ ﷺ قال قال اللہ أنفق أنفق علیك وقال ید اللہ ملأیٰ لا تغیضها نفقة سحّاء اللیل والنهار وقال ارایتم ما انفق منذ خلق السماء والارض فانه لم یغض ما فی یدہٖ وكان عرشه علی الماء وبیدہٖ المیزان یخفض ویرفع (بخاری ص ٢/٦٧٧ کتاب التفسیر) "بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے بندو! میرے راستے میں خرچ کرو، میں بھی تم پر خرچ کروں گا، اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ دن اور رات میں خرچ کرنا بھی اس کو کم نہیں کرتا، اور فرمایا کیا تم نے دیکھا نہیں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے مسلسل خرچ کیے جا رہا ہے لیکن اس کے ہاتھ میں کوئی کمی

نہیں ہوئی، اس کا عرش پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں ترازو ہے جسے جھکاتا اور اٹھاتا رہتا ہے"۔ نیز سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كتب الله مقادير الخلائق قبل ان يخلق السموات والارض بخمسين الف سنة قال وعرشه على الماء (مسلم ص ۳۳۵/۲، کتاب القدر) "میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے تمام مخلوقات کی تقدیر لکھی اور (اس وقت) اس کا عرش پانی پر تھا"۔

3110: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يُمْلِي وَرُبَّمَا قَالَ يُمْهِلُ لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ)). ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى﴾ (هود: ۱۰۲) الآيَةَ.

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تبارک و تعالیٰ ظالم کو مہلت اور ڈھیل دیتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب وہ اسے پکڑتا ہے تو پھر اسے ہرگز نہیں چھوڑتا۔" پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى﴾۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ نَحْوَهُ وَقَالَ يُمْلِي.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور ابو اسامہ نے اسے برید سے اسی مانند روایت کیا ہے اور انہوں نے لفظ يُمْلِي بیان کیا ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَقَالَ يُمْلِي وَلَمْ يَشُكَّ فِيهِ.

ہم کو ابراہیم بن سعید جوہری نے عن ابی اسامۃ عن برید بن عبداللہ بن ابی بردۃ عن جدہ ابی بردہ کی سند سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند مروی ہے۔ اور انہوں نے کہا: ((يُمْلِي)) "وہ ڈھیل دیتا ہے" اور انہوں نے اس (لفظ) میں شک نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ۸۲۸۷، الطبري في تفسيره: ۱۸۵۵۹، البغوي: ٤١٦٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٦٨٦، صحيح مسلم: ۲۵۸۳، سنن ابن ماجه: ٤٠١٨، سنن نسائی الكبرى: ١١٢٤٥، صحيح ابن حبان: ٥١٧٥

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے جو لوگ زندگی کے اس مقصد کو پورا کرتے ہیں ان کے لیے دنیا و آخرت میں بہترین جزا اور اچھے بدلے کا وعدہ ہے۔ اور جو لوگ نافرمانی کریں گے تو ان کے لیے سزا اور عذاب ہے، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی کمال مہربانی ہے کہ وہ بعض اوقات انسان کو مہلت دے دیتا ہے کہ شاید یہ توبہ کر لے نافرمانی سے باز آجائے اور اللہ تعالیٰ سے اجر و انعام کا مستحق ٹھہرے۔ لیکن جب وہ لوگ حد سے بڑھتے ہیں تو پھر بعض اوقات اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دنیا میں کسی عذاب سے دوچار کر دیتا ہے، نافرمانوں کے لیے آخرت کا عذاب تو ہے ہی اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ظلم یا زیادتی نہیں ہوتی بلکہ اس کا قانون ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بن کر رہیں اور اس کی ہر قسم کی نافرمانی سے بچیں۔

3111: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ هُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ((فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ)) "پس ان میں سے کچھ

سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ) (هود: ١٠٥) سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ فَعَلَى مَا نَعْمَلُ؟ عَلَى شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ أَوْ عَلَى شَيْءٍ لَمْ يُفْرَغْ مِنْهُ؟ قَالَ ((بَلْ عَلَى شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ وَجَرَتْ بِهِ الأَقْلَامُ يَا عُمَرُ وَلَكِنْ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ)).

بد نصیب اور کچھ سعادت مند ہوں گے۔" تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اللہ کے نبی! ہم کس چیز پر عمل کریں: ایسی چیز پر جس سے فراغت ہو چکی ہے، یا ایسی چیز پر جس سے فراغت نہیں ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "بلکہ ایسی چیز پر جس سے فراغت ہو چکی ہے اور عمر! اس پر قلم جاری ہو چکے ہیں، لیکن ہر شخص کے لیے وہ چیز آسان و میسر کر دی گئی ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔"

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ اور ہم اسے عبدالملک بن عمرو ہی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں یہ سُلیمان بن سفیان کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند عبد بن حمید: ٢٠، السنة لابن ابی عاصم: ١٧٠، تفسیرالطبری: ١٢/١١٧، مسند احمد : ٥١٤٠

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے انسان کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی اپنے علم کی بنیاد پر اس کے اعمال، کھانے پینے اور زندگی موت حتیٰ کہ آخرت میں اس کے انجام کے متعلق کہ یہ جنتی ہے یا جہنمی۔ لکھوا دیا ہے اسی کا نام تقدیر ہے اور ہر شخص نے اسی کے مطابق زندگی گزارنی ہے اور اس لکھے ہوئے کے مطابق ہی اس کا انجام ہوگا۔ لیکن کوئی انسان نہیں جانتا کہ اس کا انجام کیا ہے لہٰذا اپنی آخرت کو سنوارنے اور اچھے انجام کے لیے مقدور بھر کوشش کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ راستوں پر چل کر جنت کے حصول کی شکل میں اپنی کامیابی کو یقینی بنانا چاہیے۔

3112: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّي عَالَجْتُ امْرَأَةً فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَإِنِّي أَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُونَ أَنْ أَمَسَّهَا وَأَنَا هَذَا، فَاقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَكَ اللهُ لَوْ سَتَرْتَ عَلَى نَفْسِكَ. فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَأَتْبَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلاً فَدَعَاهُ، فَتَلَا عَلَيْهِ ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ﴾ (هود: ١١٤) إِلَى آخِرِ الآيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ هَذَا لَهُ خَاصَّةً قَالَ ((لَا بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: میں نے مدینے کے دوسرے سرے پر ایک عورت پر غلبہ حاصل کر لیا، میں نے تعلق زن و شو کے علاوہ اس کے ساتھ سب کچھ کیا۔ اور میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ جو چاہیں میرے بارے میں فیصلہ فرمائیں، تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: اللہ نے تمہاری پردہ پوشی کی تھی کاش کہ تم خود بھی اپنی پردہ پوشی کرتے: رسول اللہ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا، تو وہ آدمی چلا گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے پیچھے ایک آدمی بھیج کر اسے بلایا اور اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ﴾ "دن کے دونوں کناروں پر نماز قائم کرو اور رات

کے بھی کچھ حصے ہیں، بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں اور یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔" حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: کیا یہ اس کے لیے خاص ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، بلکہ سب لوگوں کے لیے ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَكَذَا رَوَى إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ وَرِوَايَةُ هَؤُلَاءِ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ الثَّوْرِيِّ وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسرائیل نے سماک عن ابراہیم عن علقمہ والاسود عن عبداللہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ امام سفیان ثوری نے سماک عن ابراہیم عن عبدالرحمٰن بن یزید عن عبداللہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مثل روایت کیا ہے اور ان حضرات کی روایت امام ثوری کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ اور امام شعبہ نے سماک بن حرب عن ابراہیم عن الاسود عن عبداللہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند رویات کیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الأَعْمَشِ وَسِمَاكٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

ہم کو محمد بن یحییٰ نیساپوری نے حدثنا محمد بن یوسف عن سفیان عن الاعمش، و سماک عن ابراہیم عن عبدالرحمن بن یزید عن عبداللہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل اس کا معنی بیان کیا ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الأَعْمَشَ وَقَدْ رَوَى سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

محمود بن غیلان نے ہم کو حدثنا الفضل بن موسیٰ عن سفیان عن سماک عن ابراہیم عن عبدالرحمن بن یزید عن عبداللہ بن مسعود کی سند سے اسی طرح اس کا معنی بیان کیا ہے۔ اور اس میں انہوں نے اعمش کا ذکر نہیں کیا۔ اور سلیمان تیمی نے یہ حدیث عن ابی عثمان النہدی عن ابن مسعود کی سند سے نبی کریم ﷺ سے بیان کی ہے۔

حكم الحديث: (حسن صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ١٣٨٢٩، ابن خزيمه: ٣١٣، ابو يعلى: ٥٣٤٣، والبيهقي: ٢٤١/٨

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٤٠، ٢٧٦٣ـ ٤٣، سنن ابو داود: ٤٤٦٨، وسنن نسائی كبرىٰ: ٧٣١٧، ٧٣٢٦، ١١٢٤٧ مسند احمد: ٣٦٥٣، ٤٢٥٠، صحيح ابن حبان: ١٧٢٩، ١٧٢٨، صحيح بخاری: ٥٢٦، سنن ابن ماجه: ١٣٩٨، ٤٢٥٤

فوائد الحديث: (۱) اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر احسان اور شفقت ہے کہ اس نے گناہ گاروں کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے، انسان جب بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے گا تو اللہ کریم اسے معاف فرمادیں گے اور اس سے بھی بڑھ کر اس خالق و مالک کی رحمت ہے کہ بعض گناہ وہ

بعض نیکیوں کے سبب ہی معاف فرمادیتے ہیں۔ خصوصی طور پر نماز ایک ایسا عمل ہے کہ جو شخص بھی اس کی پابندی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے بچالیتے ہیں، اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ (العنکبوت:۴۵) "بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے" اور اگر بتقاضہ بشریت گناہ ہو جائے تو نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث الباب سے ثابت ہے۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، انه سمع رسول الله ﷺ يقول ارأيتم لو ان نهرا بباب احدكم يغتسل فيه كل يوم خمسا ما تقول ذالك يبقى من درنه قالوا لا يبقى من درنه شيأ قال فذالك مثل الصلوٰت الخمس يمحوالله بها الخطايا۔ (بخاری ص ۷۶۱ر، کتاب مواقیت الصلاۃ) "کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ ﷺ (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مخاطب) فرمارہے تھے کہ کیا خیال ہے تمہارا، اگر تم میں سے کسی کے دروازے (گھر) کے سامنے نہر ہو اور وہ شخص ہر روز اس میں پانچ دفعہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہے گی، تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ نہیں اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی نہیں رہے گی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ نمازوں کی یہی مثال ہے کہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹادیتا ہے،"

(۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس قدر پاکیزہ اور متقی پرہیز گار ہستیاں تھیں کہ اگر ان سے کوئی غلطی ہو جاتی تو فوراً توبہ کرتے اور اپنے آپ کو سزا کے لیے پیش کر دیتے تاکہ ان کا معاملہ دنیا میں ہی صاف ہو جائے، آخرت میں عذاب سے بچ جائیں۔

(۳) کسی شخص کو جان بوجھ کر اس نیت سے گناہ نہیں کرنا چاہیے کہ بعد میں نماز پڑھ لوں گا تو معاف ہو جائے گا، نہیں ہرگز نہیں، بلکہ وہ نماز کی پابندی کرے فرض سمجھ کر اور گناہ سے بچنے کی کوشش کرے اللہ کا حکم قبول کرتے ہوئے پھر اگر کوئی غلطی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے کیونکہ نماز وغیرہ سے چھوٹے (صغیرہ) گناہ ہی معاف ہوتے ہیں اس میں بھی شرط یہ ہے کہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچے۔

3113: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ رَجُلاً لَقِيَ امْرَأَةً وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا مَعْرِفَةٌ فَلَيْسَ يَأْتِي الرَّجُلُ شَيْئًا إِلَى امْرَأَتِهِ إِلَّا قَدْ أَتَى هُوَ إِلَيْهَا، إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُجَامِعْهَا. قَالَ: فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ﴾ (هود: ١١٤) فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ وَيُصَلِّيَ. قَالَ مُعَاذٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَهِيَ لَهُ خَاصَّةً أَمْ لِلْمُؤْمِنِينَ عَامَّةً قَالَ ((بَلْ لِلْمُؤْمِنِينَ عَامَّةً)).

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اس شخص کے متعلق بتائیں کہ وہ کسی عورت سے ملاقات کرتا ہے ان دونوں کے درمیان کوئی معرفت اور جان پہچان نہیں، آدمی اپنی بیوی کے ساتھ جو کچھ کرتا ہے وہ اس کے ساتھ جماع کے علاوہ باقی سب کچھ وہی کرتا ہے؟ تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ﴾ آپ ﷺ نے اسے حکم فرمایا کہ وہ وضوء کرے اور نماز پڑھے، معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا وہ اس کے لیے خاص ہے یا مومنوں کے لیے عام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "بلکہ مومنوں کے لیے عام ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُعَاذٍ وَمُعَاذُ بْنُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد متصل نہیں۔ عبد الرحمٰن بن ابی لیلی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ معاذ

جَبَلٍ مَاتَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ وَقُتِلَ عُمَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى غُلَامٌ صَغِيرٌ ابْنُ سِتِّ سِنِينَ وَقَدْ رَوَى عَنْ عُمَرَ وَرَآهُ. وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ.

بن جبل رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی، جب عمر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو عبدالرحمٰن بن ابی لیلی اس وقت چھ سال کے کمسن لڑکے تھے۔ انہوں نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور انہیں دیکھا ہے۔ شعبہ نے اس حدیث کو عبدالملک بن عمیر عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ سلسلة الضعيفة: ١٠٠٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٢١١٢

3114: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلاً أَصَابَ مِنَ امْرَأَةٍ قُبْلَةَ حَرَامٍ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ كَفَّارَتِهَا فَنَزَلَتْ ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (هود: ١١٤) فَقَالَ الرَّجُلُ: أَلِيَ هَذِهِ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ ((لَكَ وَلِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي)).

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ایک ایسی عورت کو بوسہ دیا جو کہ اس پر حرام تھا، وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ سے اس کے کفارے کے متعلق پوچھا، تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ اس آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا یہ میرے لیے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے لیے اور میری امت میں سے اس پر عمل کرنے والے کے لیے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ١٣٨٣٠، ابن خزيمه: ٢١٢، البيهقي: ٨/٢٣١، البغوي: ٣٤٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٩، ٢٧٦٣-٤٣، سنن ابو داود: ٤٤٦٨، وسنن نسائی کبریٰ: ٧٣١٧، ٧٣٢٦، ١١٢٤٧، مسند احمد: ٣٦٥٣، ٤٢٥٠، صحيح ابن حبان: ١٧٢٩، ١٧٢٨، صحيح بخاری: ٥٢٦، سنن ابن ماجه: ١٣٩٨، ٤٢٥٤

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۳۱۱۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3115: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي الْيَسَرِ قَالَ: أَتَتْنِي امْرَأَةٌ تَبْتَاعُ تَمْرًا فَقُلْتُ إِنَّ فِي الْبَيْتِ تَمْرًا أَطْيَبَ مِنْهُ. فَدَخَلَتْ مَعِي فِي الْبَيْتِ، فَأَهْوَيْتُ إِلَيْهَا فَقَبَّلْتُهَا فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، قَالَ اسْتُرْ عَلَى نَفْسِكَ وَتُبْ وَلَا تُخْبِرْ أَحَدًا. فَلَمْ أَصْبِرْ فَأَتَيْتُ عُمَرَ فَذَكَرْتُ

ابو الیسر نے بیان کیا، ایک عورت کھجوریں خریدنے میرے پاس آئی تو میں نے کہا: گھر میں اس سے بہتر کھجوریں ہیں۔ وہ میرے ساتھ گھر کے اندر چلی گئی، میں نے اس کی طرف جھک کر اس کا بوسہ لے لیا، میں سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے اس کا ذکر کیا، تو انہوں نے فرمایا: اپنی پردہ پوشی کر، توبہ کر اور کسی کو نہ بتا، میں صبر نہ کر سکا اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو میں نے ان سے بھی اس کا ذکر کیا، انہوں نے فرمایا: اپنی پردہ

ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ اسْتُرْ عَلَى نَفْسِكَ وَتُبْ وَلَا تُخْبِرْ أَحَدًا. فَلَمْ أَصْبِرْ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ. فَقَالَ لَهُ ((أَخَلَفْتَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ فِي أَهْلِهِ بِمِثْلِ هَذَا)). حَتَّى تَمَنَّى أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ أَسْلَمَ إِلَّا تِلْكَ السَّاعَةَ، حَتَّى ظَنَّ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ. قَالَ وَأَطْرَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ طَوِيلاً حَتَّى أَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ (أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ) إِلَى قَوْلِهِ (ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ) (هود: ١١٤). قَالَ أَبُو الْيَسَرِ فَأَتَيْتُهُ، فَقَرَأَهَا عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَصْحَابُهُ يَا رَسُولَ اللهِ أَلِهَذَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ ((بَلْ لِلنَّاسِ عَامَّةً)).

پوشی کر، توبہ کر اور کسی کو نہ بتا، لیکن میں نہ رہ سکا، میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے بھی اس کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ”کیا تو نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی غیر موجودگی میں اس کے اہل کے ساتھ اس طرح کیا ہے؟“ حتیٰ کہ اس نے تمنّا کی کہ کاش اس نے اس وقت اسلام قبول نہ کیا ہوتا، حتیٰ کہ اس نے گمان کیا کہ وہ جہنمیوں میں سے ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سر جھکا کر دیر تک خاموش رہے حتیٰ کہ اللہ نے آپ ﷺ کی طرف وحی نازل فرمائی: (أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ) ابو الیسر نے بیان کیا کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے یہ آیت مجھے پڑھ کر سنائی، تو آپ ﷺ کے اصحاب نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا یہ اس کے لیے خاص ہے یا لوگوں کے لیے عام؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلکہ لوگوں کے لیے عام ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَقَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ ضَعَّفَهُ وَكِيعٌ وَغَيْرُهُ وَأَبُو الْيَسَرِ هُوَ كَعْبُ بْنُ عَمْرٍو. قَالَ وَرَوَى شَرِيكٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللهِ هَذَا الْحَدِيثَ مِثْلَ رِوَايَةِ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيعِ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَوَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ قیس بن ربیع کو وکیع وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور ابوالیسر کا نام کعب ابن عمرو ہے۔ انہوں نے کہا: شریک نے عثمان بن عبداللہ سے اس حدیث کو قیس بن ربیع کی روایت کے مثل روایت کیا ہے۔ اور اس باب میں ابوامامہ، واثلہ بن اسقع اور انس بن مالک سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (حسن) انظر تحفة الاشراف حديث: ١١١٢٥

تخريج الحديث: تفسير الطبري: ١٢/١٣٧، معجم الكبير للطبراني: ١٩/٣٧١

فوائد الحديث: (۱) اگر کسی سے کوئی گناہ ہو جائے تو اسے اس کی تشہیر کی بجائے پردہ پوشی کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے۔

(۲) اگر کسی دوسرے مسلمان بھائی کی غلطی پر انسان مطلع ہو جائے تو نا صرف کہ خود اس کے گناہ پر پردہ ڈالے بلکہ اسے بھی مشورہ دے کہ لوگوں کو بتانے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے توبہ کر کے معافی مانگ لے تاکہ قیامت کے دن کے عذاب سے بچ سکے۔

(۳) سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی دوسرے مسلمان بھائی سے ہمدردی اور خیر خواہی کا بھی اس حدیث سے اظہار ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

13- باب وَمِنْ سُورَةِ يُوسُفَ

سورۂ یوسف کی آیات کی تفسیر

3116: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ الْكَرِيمَ بْنَ الْكَرِيمِ بْنِ الْكَرِيمِ بْنِ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ ثُمَّ جَاءَنِي الرَّسُولُ أَجَبْتُ. ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ﴾ (يوسف: ٥٠) قَالَ وَرَحْمَةُ اللهِ عَلَى لُوطٍ إِنْ كَانَ لَيَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ إِذْ قَالَ (لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ) (هود: ٨٠) فَمَا بَعَثَ اللهُ مِنْ بَعْدِهِ نَبِيًّا إِلَّا فِي ذِرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ)).

فرمایا: ''الکریم بن الکریم بن الکریم بن الکریم: یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم (علیہم السلام)'' فرمایا: ''جتنی دیر یوسف علیہ السلام قید میں رہے اگر اتنی دیر میں قید میں رہتا اور پھر قاصد میرے پاس آتا تو میں اس کے پیغام کو قبول کر لیتا۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ﴾ ''جب قاصد اس (یوسف علیہ السلام) کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: اپنے مالک (بادشاہ) کے پاس واپس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ جن عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے ان کا کیا معاملہ ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی لوط (علیہ السلام) پر رحمت ہو اگر وہ کسی زبردست سہارے کا آسرا پکڑتے۔ ''جب انہوں نے کہا: ((لو ان لی بکم قوۃ أو آوی إلی رکن شدید)) ''اے کاش مجھے تمہارے مقابلے کی قوت ہوتی یا میں کسی زبردست سہارے کا آسرا پکڑتا۔'' ''پس اللہ نے ان کے بعد ہر نبی کو اس کی قوم کے بڑے قبیلے میں سے مبعوث فرمایا۔''

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو نَحْوَ حَدِيثِ الْفَضْلِ بْنِ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ قَالَ ((مَا بَعَثَ اللهُ بَعْدَهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي ثَرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ)). قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الثَّرْوَةُ الْكَثْرَةُ وَالْمَنَعَةُ.

ہم کو ابو کریب نے حدثنا عبدۃ و عبدالرحیم عن محمد بن عمرو کی سند سے فضل بن موسیٰ کی حدیث کے مانند بیان کیا سوائے اس کے انہوں نے کہا ((مَا بَعَثَ اللهُ بَعْدَهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي ثَرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ)) محمد بن عمرو نے کہا کہ (ثروہ) سے مراد (الکثرۃ والمنعۃ) کثرت اور طاقت والا قبیلہ مراد ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ الْفَضْلِ بْنِ مُوسَى وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور یہ فضل بن موسیٰ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن بلفظ ((ثروة))) ذروۃ کی بجائے ثروۃ کے الفاظ سے حسن ہے۔ سلسلة الصحيحة: ١٦١٧، ١٨٦٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٣٧٢، صحيح مسلم: ١٥١، سنن ابن ماجه: ٤٠٢٦، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٢٥٤، مسند احمد : ٨٣٩١، ٨٣٩٢، صحيح ابن حبان: ٦٢٠٦

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کے صبر اور ثابت قدمی کی تعریف فرمائی اور ان کی عظمت کو بیان کیا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ کسی دوسرے کی کوئی خوبی اور صلاحیت دیکھ کر برملا اس کا اظہار کریں حسد کرتے ہوئے اس کے متعلق بُغض اور کینہ ہی نہ پالتے پھریں۔

(۲) سیّدنا لوط علیہ السلام جب اپنے مہمانوں (جو حقیقت میں فرشتے تھے) کے معاملے میں قوم کے سامنے بے بس ہوگئے تو پھر دنیاوی لحاظ سے اپنی دفاعی قوت کی کمی کا احساس کرتے ہوئے اس خواہش کا اظہار فرمایا۔ دنیا میں ظاہری اسباب و وسائل کو استعمال میں لانا اور ان سے فائدہ اٹھانا ایک فطری عمل ہے، یہ توکل کے منافی نہیں۔ خود رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تھی اللهم اعز الاسلام بابی جهل بن هشام او بعمر بن الخطاب (ترمذی ص ۲/۲۰۹، ابواب المناقب) "اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب یا ابو جہل عمرو بن ہشام کے ذریعے عزت عطا فرما"۔

(۳) بڑے خاندانوں اور امیر کبیر گھرانوں کو دین اسلام کی سربلندی اور ترویج و اشاعت کے لیے آگے بڑھنا چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلائیں تاکہ وہ موثر طریقے سے دین کی تبلیغ کر سکیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

14- باب وَمِنْ سُورَةِ الرَّعْدِ

سورۂ الرعد کی آیات کی تفسیر

3117: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْوَلِيدِ وَكَانَ يَكُونُ فِي بَنِي عِجْلٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقْبَلَتْ يَهُودُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا يَا أَبَا الْقَاسِمِ! أَخْبِرْنَا عَنِ الرَّعْدِ مَا هُوَ؟ قَالَ ((مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ، مَعَهُ مَخَارِيقُ مِنْ نَارٍ يَسُوقُ بِهَا السَّحَابَ حَيْثُ شَاءَ اللهُ)). فَقَالُوا: فَمَا هَذَا الصَّوْتُ الَّذِي نَسْمَعُ قَالَ ((زَجْرُهُ بِالسَّحَابِ إِذَا زَجَرَهُ حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى حَيْثُ أُمِرَ)). قَالُوا: صَدَقْتَ فَقَالُوا فَأَخْبِرْنَا عَمَّا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَى نَفْسِهِ قَالَ ((اشْتَكَى عِرْقَ النَّسَا فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يُلَائِمُهُ إِلَّا لُحُومَ الْإِبِلِ وَأَلْبَانَهَا، فَلِذَلِكَ حَرَّمَهَا)). قَالُوا صَدَقْتَ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہود نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا: ابو القاسم! ہمیں رعد کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ایک فرشتہ ہے جو کہ بادلوں کے ساتھ مامور ہے، اس کے پاس آگ کے کوڑے ہیں وہ اللہ کے حکم کے مطابق بادلوں کو چلاتا ہے۔" انہوں نے کہا تو پھر ہم یہ جو آواز سنتے ہیں وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ اس کا بادلوں کو ڈانٹنا ہے جب وہ انہیں ڈانٹتا ہے حتی کہ وہ اس جگہ پہنچ جاتے ہیں جہاں کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔" انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے ٹھیک فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا: اسرائیل نے جس چیز کو اپنے اوپر حرام کیا تھا اس کے متعلق ہمیں بتائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "انہیں عرق النساء کی تکلیف ہوئی تو انہیں اسے ٹھیک کرنے کے

لیے صرف اونٹوں کا گوشت اور دودھ ملا تو اس لیے انہوں نے اسے حرام قرار دے لیا۔" انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے ٹھیک کہا ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ١٨٧٢، اخرجه الطبراني في الكبير: ١٢٤٢٩، ابو نعيم في الحلية: ٣٠٤/٤

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ٩٠٧٢، مسند احمد : ٢٤٨٣

فوائد الحدیث: (۱) یہود وقتاً فوقتاً آپ ﷺ سے سوال کرتے رہتے تھے بعض تو تحقیق کے لیے جنہیں بعد میں اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمادیتے اور بعض صرف آپ ﷺ کی آزمائش اور امتحان کے لیے پوچھتے تھے کیونکہ انہی سوالوں کے جواب تو ان کی اپنی کتاب توراۃ میں بھی موجود ہوتے تھے، اسی لیے آپ ﷺ کے جواب سن کر صَدَقْتَ (آپ نے سچ فرمایا) کہنے پر مجبور ہوتے تھے۔ حدیث الباب میں مذکور سوال و جواب کی بھی یہی کیفیت ہے۔

(۲) سیّدنا یعقوب علیہ السلام نے بیماری کی وجہ سے اونٹ کا گوشت اور اونٹنیوں کا دودھ استعمال کرنا چھوڑ دیا ورنہ اللہ تعالیٰ نے تو ان کے لیے حرام نہیں کیا تھا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَآءِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَىٰةُ (آل عمران:٩٣)

"تمام کھانے بنی اسرائیل کے لیے حلال تھے سوائے ان کے جو یعقوب علیہ السلام نے خود اپنے آپ پر حرام کر لیے، تورات کے نازل ہونے سے پہلے"۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے کسی بھی چیز کے حلال یا حرام کرنے کا اختیار اپنے پاس رکھا ہے کسی اور کو اس کی اجازت نہیں دی اس لیے شریعت محمدیہ میں کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام نہیں کر سکتا۔ طبیعت کے نہ چاہنے یا کسی بیماری کی وجہ سے حلال سمجھتے ہوئے کسی چیز کا استعمال ترک کرنا الگ مسئلہ ہے جیسے آج کل شوگر کا مریض چینی اور بلڈ پریشر والا، نمک وغیرہ سے پرہیز کرتا ہے۔

3118: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خِدَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّوْرِيُّ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الأُكُلِ) قَالَ ((الدَّقَلُ وَالْفَارِسِيُّ وَالْحُلْوُ وَالْحَامِضُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((ونفضل بعضها على بعض فى الأكل)) کی تفسیر میں فرمایا: "ردی کھجور اور عمدہ کھجور، میٹھی اور کڑوی و ترش۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنِ الأَعْمَشِ نَحْوَ هَذَا. وَسَيْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ أَخُو عَمَّارِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعَمَّارٌ أَثْبَتُ مِنْهُ وَهُوَ ابْنُ أُخْتِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور اس حدیث کو ابو اُنیسہ نے اعمش سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔ سیف بن محمد، یہ عمار بن محمد کا بھائی ہے۔ عمار اس سے زیادہ پختہ ہے۔ اور وہ سفیان ثوری کا بھانجا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ اس میں سیف ضعیف ہے۔ انظر العلل لابن ابي حاتم: ١٧٣٣

تخریج الحدیث: تفسیر الطبری: ۱۳/۱۰۳، وابن عدی فی الکامل: ۳/۱۲۷۰

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی توحید، واحدانیت اور قدرت کی زبردست دلیل ہے کہ ایک ہی زمین میں ایک ہی پانی سے اگنے اور پرورش پانے والی فصلیں رنگ، ذائقے اور تاثیر میں الگ حیثیت اور پہچان رکھتی ہیں، مثلاً ایک ہی کھیت میں کماد اور بانس کا درخت ہے، ایک ہی زمین بلکہ "کھیل یاوٹ" پر کریلے، تربوز، خربوزے کی بیل ہے، ایک ہی لائن میں مرچ، ٹماٹر وغیرہ کے پودے ہیں زمیندار سپرے کرتا ہے تو سب کو ایک ہی وقت میں ایک جیسی، پانی بھی سب کو ایک جیسا مل رہا ہے لیکن مذکورہ تمام چیزوں کو دیکھیں تو ہر کوئی اپنے رنگ، ذائقے، شکل وصورت اور تاثیر میں دوسرے سے الگ اور جدا ہے، بلکہ ایک ہی پودے پر خواہ وہ آم، کھجور، امرود اور کینو وغیرہ کا ہو یا کوئی پھل کچھ دانے اچھے ہوتے ہیں اور کچھ ردی اور نکمے، آپس میں بھی ان کے رنگ ذائقے اور سائز میں فرق آجاتا ہے۔ سبحان اللہ العظیم

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

15- باب وَمِنْ سُورَةِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

سورۂ ابراہیم کی آیات کی تفسیر

3119: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقِنَاعٍ عَلَيْهِ رُطَبٌ فَقَالَ: ((﴿مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا﴾ (ابراهيم: ٢٥) قَالَ: هِيَ النَّخْلَةُ ﴿وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ﴾ (ابراهيم: ٢٦) قَالَ هِيَ الْحَنْظَلَةُ)). قَالَ فَأَخْبَرْتُ بِذَلِكَ أَبَا الْعَالِيَةِ فَقَالَ صَدَقَ وَأَحْسَنَ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تازہ کھجوروں کا ایک خوشہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ﴿مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا﴾ "اچھی بات کی مثال اچھے درخت کی طرح ہے اس کا تنا ثابت و مضبوط ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں، وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا ہے۔" فرمایا: "وہ کھجور کا درخت ہے۔" ﴿وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ﴾ "اور خبیث و بری بات کی مثال برے درخت کی طرح ہے جو کہ زمین کی اوپر کی سطح سے اکھاڑ لیا جاتا ہے اور اسے قرار و ثبات حاصل نہیں۔" فرمایا: "وہ حنظلہ (اندرائن، تُمہ) ہے۔" انہوں نے فرمایا میں نے اس بات کی خبر ابو العالیہ کو دی تو انہوں نے کہا کہ سچ فرمایا ہے اور اچھا بیان کیا ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ أَبِي الْعَالِيَةِ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ حَمَّادٍ

ہم کو قتیبہ نے بیان کیا کہ ہم کو ابو بکر بن شعیب بن حبحاب نے عن ابیہ عن انس بن مالک کی سند سے اس کی مثل اس کا معنی بیان کیا اور انہوں نے اسے مرفوع بیان نہیں کیا اور نہ ہی ابو

بْنِ سَلَمَةَ وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِثْلَ هَذَا مَوْقُوفًا وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ.

العالیہ کا قول ذکر کیا ہے۔ اور یہ حماد بن سلمہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ اور کئی ایک نے اس کی مثل موقوف بیان کیا ہے۔ اور ہم حماد بن سلمہ کے علاوہ کسی کو بھی نہیں جانتے کہ اس نے اس کو مرفوع بیان کیا ہو۔ اور معمر، حماد بن سلمہ اور کئی ایک نے اسے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس کو مرفوع بیان نہیں کیا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَ حَدِيثِ قُتَيْبَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

احمد بن عبدہ ضبی نے حماد بن زید سے شعیب بن حبحاب کے حوالے سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قتیبہ کی حدیث کے مانند روایت کیا اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (ضعيف مرفوعا) نبی ﷺ کی طرف نسبت اگر کی جائے تو ضعیف ہے۔ اخرجه الحاكم: ٢/٣٥٢

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١١٩٨، صحيح ابن حبان: ٤٧٥

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے بعض مسائل مثالوں کے ساتھ سمجھائے ہیں تاکہ لوگوں کو آسانی سے اور اچھی طرح سمجھ آجائے مثلاً: ''کلمہ طیبہ'' (عقیدہ توحید، اسلام یا کلمہ لا إله الا الله) کی مثال ایسے درخت سے دی ہے جو بہت بلند اور مضبوط ہو کہ حوادثات میں بھی ڈٹ کر کھڑا رہتا ہے، حدیث میں وہ کھجور کا درخت بیان کیا گیا ہے۔ اور پھر مومن بندے کی مثال بیان کی ہے کہ جس طرح کھجور کا درخت ہر وقت اور ہر لحاظ سے مفید ہے اسی طرح مومن آدمی کے چھوٹے بڑے تمام اعمال بھی اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو کر ذخیرہ بنتے اور مفید ہو جاتے ہیں۔ جبکہ اس کے مقابلے میں کفر اور شرک ہے کہ جس کی کوئی اصل اور بنیاد (دلیل) ہی نہیں آدمی تھوڑا سا غور و فکر کرے تو اسے سمجھ آجاتی ہے کہ شرکیہ اعمال بجالانے کسی طور بھی درست، جائز اور مناسب نہیں، یعنی جس طرح اندرائن یا تمہ کے پودے کو آسانی سے اکھاڑا جا سکتا ہے اس سے بھی زیادہ آسانی سے شرک و کفر کی تردید ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے، بحمد للہ تعالیٰ۔ پھر مشرک کو اپنے اعمال کا بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ وہ شرک اور کفر کے سبب ضائع ہو جاتے ہیں۔

3120: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِ اللهِ (يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ) (ابراهيم: ٢٧) قَالَ ((فِي الْقَبْرِ إِذَا قِيلَ لَهُ مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِينُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ)).

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ)) ''اللہ ایمان داروں کو دنیا و آخرت میں قول ثابت (کلمہ توحید) پر ثابت رکھے گا۔'' کی تفسیر میں فرمایا: ''قبر میں جب اس سے پوچھا جائے گا: تمہارا رب کون ہے، تمہارا دین کیا ہے اور تمہارے نبی کون ہیں؟'' (تو اللہ وہاں انہیں ثابت رکھے گا)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٧٤٥، ابن منده في الايمان: ١٠٦٢، البغوي: ١٥٢٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٣٦٩، صحيح مسلم: ٢٨٧١، سنن ابو داود: ٤٧٥٠، سنن ابن ماجه: ٤٢٦٩، سنن نسائی: ٤/١٠١، ١٠٢، مسند احمد : ١٨٤٨٢، صحيح ابن حبان: ٢٠٦

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کا مومن آدمی پر احسان ہے کہ اس کو عقیدہ توحید کی برکت سے دین اسلام پر قائم اور ثابت رکھتا ہے، مصائب ومشکلات سے گھبرا کر نہ تو شرک وکفر کو اختیار کرتا ہے اور نہ ہی بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے رب تعالیٰ کے گلے شکوے شروع کر دیتا ہے بلکہ پریشانیوں میں بھی اسلام کی سنہری تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔ اور اگر خوشحالی اور آسانی ہو تو پھر بھی آپے سے باہر ہو کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتا بلکہ شکر ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو اپنی آخرت کو سنوارنے پہ صرف کرتا ہے۔

(۲) آخرت میں ثابت قدمی سے مراد، قبر میں فرشتوں کے سوالات کے جوابات دینا ہیں کہ مومن بندہ جس نے دنیا کی زندگی اللہ تعالیٰ کی بندگی، محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری اور اسلامی تعلیمات کے مطابق گزاری ہوگی وہ تو صحیح اور درست جواب دے کر اپنی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنوا کر قیامت تک سکون کی نیند سوئے گا۔ اللهم اجعلنا منهم

جبکہ نافرمان مشرک، بدعتی اور غیر اسلامی مذاہب کا پیروکار صحیح جواب نہ دے سکنے کی پاداش میں قبر کا عذاب سہے گا۔ اعاذنا الله منه

(۳) ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے عقائد کو کفر، شرک اور نفاق سے پاک صاف رکھیں۔ اپنے اعمال کو بدعات کی آمیزش سے بچائیں اور ساری زندگی اسلامی ہدایات کے مطابق گزاریں تاکہ دنیا میں بھی عزت پائیں اور آخرت میں بھی عذاب سے بچ جائیں۔

3121: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: تَلَتْ عَائِشَةُ هَذِهِ الآيَةَ (يَوْمَ تُبَدَّلُ الأَرْضُ غَيْرَ الأَرْضِ) (ابراهيم: ٤٨) قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ! فَأَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ قَالَ ((عَلَى الصِّرَاطِ)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ عَائِشَةَ.

مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ((يَوْمَ تُبَدَّلُ الأَرْضُ غَيْرَ الأَرْضِ)) "جب زمین کو دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا۔" انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "پل صراط پر"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ حدیث سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طریق کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٢٧٤، الدارمي: ٢٨١٢، الحاكم: ٢/٥٢٢، والبغوي في تفسيره: ٣/٤١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧٩١، سنن ابن ماجه: ٤٢٧٩، مسند احمد : ٢٤٠٦٩، ابن حبان: ٣٣١، ٧٣٨٠

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب قیامت برپا ہوگی تو اس زمین کو چٹیل میدان میں تبدیل کر دیا جائے گا اور اس کے سمندر دریا وغیرہ سب خشک کر دیے جائیں گے۔ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ، اللہ کے رسول ﷺ! اس وقت لوگ کہاں ہوں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا "پل صراط" پر۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

16- باب وَمِنْ سُورَةِ الْحِجْرِ

سورۂ الحجر کی آیات کی تفسیر

3122: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ الْحُدَّانِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةٌ تُصَلِّي خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَسْنَاءُ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، فَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَتَقَدَّمُ حَتَّى يَكُونَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ لِئَلَّا يَرَاهَا، وَيَسْتَأْخِرُ بَعْضُهُمْ حَتَّى يَكُونَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ فَإِذَا رَكَعَ نَظَرَ مِنْ تَحْتِ إِبْطَيْهِ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ﴾ (الحجر: ٢٤).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک انتہائی حسین و جمیل عورت رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی، کچھ لوگ آگے بڑھتے تھے حتیٰ کہ وہ پہلی صف میں شریک ہو جاتے تاکہ وہ اسے نہ دیکھ سکیں۔ جبکہ ان میں سے بعض پیچھے ہٹتے حتیٰ کہ وہ پچھلی صف میں ہوں، جب اس نے رکوع کیا تو اپنی بغلوں کے نیچے سے دیکھا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ﴾ ”ہم نے تم میں سے آگے بڑھنے والوں اور پیچھے ہٹنے والوں کو جان لیا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَذَا أَشْبَهُ أَنْ يَكُونَ أَصَحَّ مِنْ حَدِيثِ نُوحٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: جعفر بن سلیمان نے اس حدیث کو عمرو بن مالک کے حوالے سے ابو الجوزاء سے اسی مانند روایت کیا ہے، اور اس میں ابن عباس کے حوالے کا ذکر نہیں کیا۔ اور یہ زیادہ مشابہ ہے کہ نوح کی حدیث سے زیادہ صحیح ہو۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٤٧٢، بعض کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٠٤٦، سنن نسائي: ٢/١١٨، مسند احمد: ٢٧٨٣، صحيح ابن حبان: ٤٠١

فوائد الحدیث: جو لوگ نیکی کرتے ہیں، آگے بڑھنے سبقت لے جانے اور خوش دلی سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کرنے والے ہیں اور وہ جو سست روی کا شکار ہیں اور کاہلی کی وجہ سے نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ نہیں لیتے بلکہ صرف خانہ پُری کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جانتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی نیت اور کوشش کے مطابق ان کو اجر دیا جائے گا۔ لہٰذا ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ نیکی کے کاموں میں خوش دلی سے اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

3123: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ جُنَيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ بَابٌ مِنْهَا لِمَنْ سَلَّ السَّيْفَ عَلَى أُمَّتِي أَوْ قَالَ عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جہنم کے سات دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازہ میری امت پر تلوار سونتنے والے کے لیے ہے۔“ یا فرمایا: ”امت محمد (ﷺ) پر۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے

حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ.

صرف مالک بن مغول کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٣٥٣٠- التحقيق الثاني، اس میں جنید راوی مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٥٦٨٩

فوائد الحدیث: جس طرح جنّت کے آٹھ دروازے ہیں اور ہر دروازہ ایک مخصوص عمل کرنے والوں کے لیے خاص ہے مثلاً نمازیوں کے لیے "باب الصلوٰۃ" روزے داروں کے لیے "باب الریان" وغیرہ اسی طرح جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازہ خاص عقائد و اعمال گناہ والوں کے لیے خاص ہے مثلاً یہودیوں، عیسائیوں، مشرکوں، بدعتیوں اور عام گناہ گاروں اور مجرموں کے لیے۔ وغیرہ وغیرہ۔

3124: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ أُمُّ الْقُرْآنِ وَأُمُّ الْكِتَابِ وَالسَّبْعُ الْمَثَانِي)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "((الحمدللہ))، ام القرآن، ام الکتاب اور سبع مثانی (بار بار پڑھی جانے والی سات آیات) ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٣١، اخرجه البيهقي: ٢/٣٧٦، البغوي: ١١٨٧، الدارمي: ٣٣٧٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٧٠٤، سنن ابو داود: ١٤٥٧، مسند احمد: ٩٧٨٨

فوائد الحدیث: سورۃ فاتحہ کے کئی ایک نام قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور تفاسیر میں مذکور ہیں انہی میں سے "الحمدللہ"، "ام القرآن"، "ام الکتاب" اور "سبع مثانی" بھی ہیں۔

(۲) "سبع مثانی" "یعنی بار بار دھرائی جانے والی سات آیات" سورۃ فاتحہ چونکہ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اس لیے اسے "سبع مثانی" کہا جاتا ہے۔

3125: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا أَنْزَلَ اللهُ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ مِثْلَ أُمِّ الْقُرْآنِ وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَهِيَ مَقْسُومَةٌ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ)).

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے تورات و انجیل میں ام القرآن کے مثل کوئی چیز نازل نہیں فرمائی، وہ سبع مثانی ہے، اور (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) وہ میرے اور میرے بندے کے درمیان تقسیم کر دی گئی ہے، اور میرے بندے کے لیے وہی ہے جس کا اس نے سوال کیا۔"

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَى أُبَيٍّ وَهُوَ يُصَلِّي فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

قتیبہ نے ہم کو حدثنا عبدالعزیز بن محمد عن العلاء بن عبدالرحمن عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ابی (بن کعب) کے پاس تشریف لائے اور وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ تو اس کی مثل اس کا معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَطْوَلُ وَأَتَمُّ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبدالعزیز بن محمد کی روایت زیادہ طویل اور زیادہ کامل ہے۔ اور یہ عبدالحمید بن جعفر کی روایت سے زیادہ صحیح ہے اور کئی ایک نے علاء بن عبدالرحمٰن سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/٢١٦، نیز دیکھیں حدیث ۲۸۷۵

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ٢/١٣٩، مسند احمد : ٢١٠٩٤، صحيح ابن حبان: ٧٧٥

فوائد الحدیث: سورۃ فاتحہ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اس کا نام "الصلوٰۃ" (نماز) ہے، اور اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے بندے (نمازی) کے درمیان تقسیم کیا ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ فانی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول قال اللہ تعالی قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی نصفین ولعبدی ما سأل.... الخ۔ "کہ بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے صلوٰۃ (نماز) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر لیا ہے اور میرے بندے کے لیے وہ کچھ ہے جو اس نے سوال کیا" اور جو چیز تقسیم کی گئی ہے وہ سورۃ فاتحہ ہے تو اس لحاظ سے سورۃ فاتحہ کو ہی نماز کہا گیا جیسا کہ "صحیح مسلم ص ۱/۱۷۰، اور سنن نسائی ص ۱/۱۰۹" کی روایت میں صراحت موجود ہے۔ (اس مسئلہ کی تفصیل اور اس حدیث کی تشریح کے لیے حدیث نمبر ۲۹۵۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)۔

3126: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ بِشْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ) (الحجر: ٩٣) قَالَ ((عَنْ قَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((لنسئلنهم اجمعين عما كانوا يعملون)) "ہم ان سب سے ان کے اعمال کے بارے میں سوال کریں گے۔" کی تفسیر میں فرمایا: "لا الہ الا اللہ کہنے کے متعلق (سب سے سوال کیا جائے گا)۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ. وَقَدْ رَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ بِشْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف لیث بن ابی سلیم کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ عبداللہ بن ادریس نے لیث بن ابی سُلیم عن بشر عن انس بن مالک کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں لیث بن ابی سلیم راوی ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٦٠٨

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٤٠٥٨، تفسير الطبرى: ١٤/٦٧، حلية الاولياء لابى نعيم: ٣/٩٥،

فوائد الحدیث: حدیث الباب میں مذکورہ آیت مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہر شخص سے سوال کیا جائے گا اور خصوصی طور پر کلمہ توحید کے متعلق پوچھا جائے گا کیونکہ اسی کی بنیاد پر باقی اعمال کا دارومدار ہے، اگر ایمان ہی نہیں ہوگا تو باقی اعمال کہاں ہوں گے؟ اس لیے کفار کے متعلق فرمایا:

فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ (الکہف:۱۰۵) "تو ہم قیامت کے دن ان کے لیے کوئی وزن (ترازو) ہی قائم نہیں کریں گے"۔

3127: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الطَّيِّبِ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ سَلاَّمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ، فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللهِ)). ثُمَّ قَرَأَ (إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ). (الحجر: ٧٥)

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کی فراست سے بچو / ڈرو، کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ((إن فی ذلك لآيات للمتوسمين)) ”بے شک اس میں عقلمند لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں“۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الآيَةِ (إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ) (الحجر: ٧٥) قَالَ لِلْمُتَفَرِّسِينَ.

بعض اہل علم نے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا کہ ”متوسمین“ سے فراست والے مراد ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ١٨٢١، اس میں عطیہ عوفی ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٦٠٨

تخریج الحدیث: تفسير الطبرى: ١٤/٤٦، الضعفاء للعقيلى: ٤/١٢٩

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

(۲) ”المتوسمین“ سے مراد ہے گہری فہم و فراست والے لوگ، یعنی جو نشانات اور علامتیں دیکھ کر بات کی تہہ تک پہنچ جائیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

17- باب وَمِنْ سُورَةِ النَّحْلِ

سورۂ النحل کی آیات کی تفسیر

3128: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ يَحْيَى الْبَكَّاءِ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ فِي صَلاَةِ السَّحَرِ)). قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَلَيْسَ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَهُوَ يُسَبِّحُ اللهَ تِلْكَ السَّاعَةَ)). ثُمَّ قَرَأَ ﴿تَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ﴾ (النحل: ٤٨) الآيَةَ كُلَّهَا.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا نماز تہجد کی چار رکعتوں کے برابر ثواب رکھتی ہیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس وقت ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿تَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ﴾ ”ان کے سائے اللہ کے حضور سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں پھرتے ہیں جبکہ وہ نہایت عجز کا اظہار کرتے ہیں۔“ (مکمل آیت کی قرأت کی)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف

حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمٍ.

علی بن عاصم کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں یحییٰ البکاء راوی ضعیف ہے۔ الصحيحة تحت الحديث: ١٤٣١

تخریج الحدیث: مسند عبد بن حميد: ٢٤، قيام الليل للمروزي: ٢٤٦

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن قرآن مجید کی ہی متعدد آیات میں اس بات کا اثبات ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد بیان کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتی بھی ہے، یعنی مطیع و فرمانبردار ہے۔

3129: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أُصِيبَ مِنَ الْأَنْصَارِ أَرْبَعَةٌ وَسِتُّونَ رَجُلاً، وَمِنَ الْمُهَاجِرِينَ سِتَّةٌ فِيهِمْ حَمْزَةُ، فَمَثَّلُوا بِهِمْ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ، لَئِنْ أَصَبْنَا مِنْهُمْ يَوْمًا مِثْلَ هَذَا لَنُرْبِيَنَّ عَلَيْهِمْ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ﴾ (النحل: ١٢٦) فَقَالَ رَجُلٌ: لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كُفُّوا عَنِ الْقَوْمِ إِلَّا أَرْبَعَةً)).

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب غزوہ احد کا معرکہ ہوا تو اس میں چونسٹھ انصار صحابہ کرام اور چھ مہاجر صحابہ کرام شہید ہوئے، حمزہ رضی اللہ عنہ بھی ان میں شامل تھے، انہوں نے ان کا مثلہ کر دیا تھا۔ انصار نے کہا: اگر کسی موقع پر ہم ان پر اس طرح غالب آئے تو ہم ان کے دوگنا زیادہ لوگوں کا مثلہ کریں گے۔ پس جب فتح مکہ کا موقع آیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ﴾ "اگر تم نے بدلہ لینا ہے تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تمہیں تکلیف پہنچی ہے، اور اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے۔" ایک آدمی نے کہا: آج کے بعد قریش باقی نہیں رہیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چار اشخاص کے علاوہ باقی لوگوں کو کچھ نہ کہو۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابی بن کعب کی حدیث سے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح الإسناد) اخرجه الحاكم: ٢/٣٥٨، البيهقي في الدلائل: ٣/٢٨٩

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١٢٧٩، مسند احمد : ٢١٢٢٩، صحيح ابن حبان: ٤٨٧

فوائد الحدیث: (۱) جس شخص پر ظلم و زیادتی کی جائے اسے حق ہے کہ وہ بدلہ لے لے لیکن بدلہ لینے میں اپنے حق سے تجاوز نہیں کرنا، جتنی اسے تکلیف پہنچی ہے بس اتنی ہی تکلیف یہ پہنچائے اس سے زیادہ نہیں۔

(۲) یہ چار آدمی تھے: ۱۔ عکرمہ بن ابی جہل۔ ۲۔ عبداللہ بن خطل۔ ۳۔ مقیس بن صبابہ۔ اور ۴۔ عبداللہ بن ابی السرح۔

عکرمہ بن ابی جہل تو مسلمان ہو کر رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی سعادت پا گئے۔ عبداللہ بن ابی سرح سے بھی آپ ﷺ نے کچھ توقف کے بعد بیعت لے لی۔ باقی دونوں عبداللہ بن خطل اور مقیس بن صبابہ قتل کر دیے گئے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

18- باب وَمِنْ سُورَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ

سورۂ بنی اسرائیل کی آیات کی تفسیر

3130: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((حِينَ أُسْرِيَ بِي لَقِيتُ مُوسَى. قَالَ فَنَعَتَّهُ فَإِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهُ قَالَ: مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّأْسِ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شُنُوءَةَ، قَالَ: وَلَقِيتُ عِيسَى. قَالَ فَنَعَتَّهُ قَالَ رَبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ يَعْنِي الْحَمَّامَ، وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ. قَالَ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ قَالَ: وَأُتِيتُ بِإِنَاءَيْنِ أَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالآخَرُ خَمْرٌ فَقِيلَ لِي خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ. فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ، فَقِيلَ لِيَ هُدِيتَ الْفِطْرَةَ، أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس وقت مجھے معراج کرائی گئی تو میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا، راوی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے ان کا تعارف کرایا۔'' وہ ایک ایسے شخص ہیں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہیں جیسے شنوءہ قبیلہ کے لوگوں میں سے ہوں'' راوی نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ فرمایا: ''میانہ قد، سرخ رنگت گویا کہ وہ ابھی حمام سے نکلے ہیں۔'' اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں ان کی اولاد میں ان سے بہت متشابہ ہوں۔'' فرمایا: ''مجھے دو برتن پیش کیے گئے ان میں سے ایک دودھ اور دوسرے میں شراب تھی، مجھے کہا گیا: ان میں سے جو چاہو لے لو، پس میں نے دودھ لے لیا اور اسے پی لیا، تو مجھے کہا گیا: آپ ﷺ کی فطرت کی طرف راہنمائی کی گئی، یا آپ ﷺ نے فطرت کو پالیا، اگر آپ ﷺ شراب لے لیتے تو آپ ﷺ کی امت گمراہ ہو جاتی۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٩٧١٩، الدارمي: ٢٠٩٤، ابو عوانه: ١/١٢٩، ابن منده: ٧٢٨

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٣٩٤، صحيح مسلم: ١٦٨، ص: ١٥٩٢، سنن نسائی: ٨/٣١٢، مسند احمد: ٧٧٨٩، صحيح ابن حبان: ٥١

فوائد الحدیث: (۱) معراج کا واقعہ اول تا آخر سارے کا سارا ایک معجزہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو بعض نشانیاں دکھا کر پریشان کن حالات میں حوصلہ دیا اور آپ ﷺ کی امت پر اعمال کا نتیجہ اور رزلٹ بھی واضح فرمایا، تاکہ امت محمدیہ کے لوگ اچھے اعمال کریں اور بُرے کاموں سے بچیں۔

(۲) سفر معراج میں بعض انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات حقیقت پر مبنی ہے لیکن ان کے حالات کو دنیاوی زندگی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا کیونکہ معجزے کا مطلب ہی یہ ہے کہ خرق عادت کسی واقعہ کا ظہور ہونا تاکہ مومن آدمی اس پر ایمان لائے اور منکرین کے لیے عبرت ہو۔ اس لیے جو لوگ معراج کے واقعات سے انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے دنیاوی حیات ثابت کرتے ہیں ان کا موقف درست نہیں۔

(۳) دودھ چونکہ ایک فطری چیز ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور قدرت کا مظہر ہے، جبکہ شراب مصنوعی ہے جو مخلوق کی تیار کردہ ہے۔ معراج کے موقع پر دونوں چیزوں کو پیش کرنا پھر آپ ﷺ کے دودھ کو پسند کرنے پر جبریل علیہ السلام کا یہ کہنا کہ ھدیت الفطرۃ (آپ کی فطرت کی طرف راہنمائی کی گئی) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہدایت یافتہ وہی شخص ہوگا جو اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا بتایا ہوا خالص دین و شریعت قبول کرے گا اور اس پر عمل پیرا ہوگا، اور جو لوگ مخلوق اور امتیوں کے بنائے ہوئے دین و مذہب کو اپنائیں گے وہ ہدایت یافتہ نہیں ہوں گے بلکہ گمراہ ہو جائیں گے۔

3131: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مُلْجَمًا مُسْرَجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ أَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هَذَا فَمَا رَكِبَكَ أَحَدٌ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ مِنْهُ قَالَ ((فَارْفَضَّ عَرَقًا)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات نبی ﷺ کو معراج کرائی گئی تو آپ ﷺ کی خدمت میں براق پیش کیا گیا اسے لگام دی ہوئی تھی اور اس پر زین بھی لگی ہوئی تھی، پس آپ ﷺ نے اس پر دشواری محسوس کی، تو جبریل علیہ السلام نے اسے کہا: کیا تو محمد (ﷺ) کے ساتھ یہ سلوک کرتا ہے؟! تجھ پر کسی نے سواری نہیں کی جو اللہ کے ہاں ان سے زیادہ عزیز ہو۔ پس وہ پسینے سے شرابور ہو گیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف عبدالرزاق کی روایت سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) بعض کہتے ہیں اس کی سند قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٢٦٧٣، صحيح ابن حبان: ٤٦

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کا سفر معراج دو حصوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، اسے "اسراء" کہا جاتا ہے۔

۲۔ اور دوسرا مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک جسے "معراج" کہا گیا ہے۔

(۲) سفر کا پہلا حصہ چونکہ زمینی سفر سے تعلق رکھتا ہے اس لیے ظاہری اسباب کے طور پر آپ ﷺ کو "براق" کی شکل میں سواری بھی مہیا کی گئی۔

3132: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ جُنَادَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ جِبْرِيلُ، بِإِصْبَعِهِ فَخَرَقَ بِهِ الْحَجَرَ وَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ)).

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب ہم بیت المقدس پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا تو اس سے پتھر کو سوراخ کر دیا اور براق کو اس کے ساتھ باندھ دیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه الحاكم: ٢/٣٦٠، المزي في تهذيب الكمال: ٩/٣٠١

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٤٧

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کے بیت المقدس پہنچنے پر، جبریل علیہ السلام نے براق کو ایک پتھر کے ساتھ باندھ دیا۔ جب کہ جبریل علیہ السلام کی انگلی کے اشارے سے اس میں سوراخ ہو گیا تھا۔

(۲) پھر آپ ﷺ کو بیت المقدس، مسجد اقصیٰ سے آسمانوں پر لے جایا گیا اور آپ ﷺ کی مختلف مقامات پر بعض انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات کروائی گئی، جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کروایا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے، اس موقعہ پر آپ ﷺ کو پچاس نمازوں کا تحفہ دیا گیا جو بعد میں ادائیگی کے لحاظ سے کم کر کے پانچ کر دی گئیں لیکن ان کا اجر پچاس کا ہی رکھا۔

3133: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب قریش نے (معراج کے واقعہ میں) میری تکذیب کی تو میں مقام حجر پر کھڑا ہوا تو اللہ نے بیت المقدس میرے سامنے ظاہر کر دیا، میں اس کی نشانیاں انہیں بتانے لگا جبکہ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ.

اور اس باب میں مالک بن صعصعہ، ابو سعید، ابن عباس، ابو ذر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج فقه السيرة: ١٤٥، اخرجه ابو يعلى: ٢٠٩١، ابو عوانه: ١/١٢٤، البغوي: ٣٧٦٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٨٨٦، صحيح مسلم: ١٧٠، سنن نسائی: ١١٢٨٢، مسند احمد: ١٥٠٣٤، ابن حبان: ٥٥

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ معراج کی رات مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ اور پھر آسمانوں کی سیر کر کے رات کے تھوڑے سے وقت میں ہی واپس آ گئے تو مسلمانوں نے تو فوراً مان لیا اور یقین کر لیا لیکن کفار کے لیے یہ تسلیم کرنا بہت مشکل تھا چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے بیت المقدس کی بعض نشانیاں دریافت کیں تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی مدد فرمائی اور بیت المقدس، مسجد اقصیٰ کو آپ ﷺ کے سامنے کر دیا اور درمیان سے تمام پردے ہٹا دیے تو کفار مکہ سوال کرتے جاتے اور آپ ﷺ سامنے دیکھ کر ان کو جواب دیتے جاتے جو کہ بالکل سچ اور حقیقت پر مبنی تھے۔ (ﷺ)

(۲) یہ حدیث جہاں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ مختار کل اور عالم الغیب نہیں تھے، وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو معراج بیداری کی حالت میں، رات کے تھوڑے سے حصے میں اور روح مع الجسد ہوا تھا، تبھی تو کفار نے انکار کیا اگر خواب کا واقعہ ہوتا تو پھر کسی کو انکار کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ معراج صرف ”روح“ کو ہوا ہے جسم کے ساتھ نہیں تھا، یا جو کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ”خواب“ کا ہے بیداری کی حالت میں نہ تھا، یا جو لوگ یہ موقف رکھتے ہیں کہ کائنات کا نظام روک کر رات کو لمبا کر دیا گیا اور آپ ﷺ کو یہ سفر مکمل کروایا گیا۔ ان میں سے کسی کا موقف بھی درست نہیں۔

3134: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((وما جعلنا

دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ) (الاسراء: ٦٠) قَالَ: هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ. (وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ) (الاسراء: ٦٠) هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ.

الرؤیا التی اریناك إلا فتنة للناس)) ''ہم نے (معراج کی رات) جو جو مناظر آپ ﷺ کو دکھلائے تھے ہم نے انہیں لوگوں کی آزمائش کا سبب بنادیا۔'' کی تفسیر میں مروی ہے: یہ جو دیکھنا ہے یہ آنکھ سے دیکھنا ہے وہ جو معراج کی رات نبی ﷺ کو دکھایا گیا تھا۔ اور قرآن میں جو ((الشجرة الملعونة)) کا ذکر ہے اس سے زقوم (تھوہر) کا درخت مراد ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه في التوحيد: ٢٠١، الطبراني في الكبير: ١١٦٤١، والحاكم: ٣٦٢/٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٨٨٨، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٢٩١، ١١٢٩٢، مسند احمد: ١٩١٦، ابن حبان: ٥٦

فوائد الحدیث: (۱) قرآن مجید کے الفاظ الرؤیا سے بعض حضرات کو غلط فہمی ہوئی کہ یہ رویت خواب کی حالت میں تھی، تو سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ھی رؤیا عین کہ یہ خواب نہیں بلکہ بیداری کی حالت میں آنکھ کا دیکھنا مراد ہے۔

(۲) سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ٦٠ میں جس الشجرۃ الملعونہ کا ذکر ہے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ ''تھوہر'' کا درخت ہے، جو جہنمیوں کا کھانا ہے۔

3135: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ قُرَشِيٌّ كُوفِيٌّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا) (الاسراء: ٧٨) قَالَ ((تَشْهَدُهُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الأَعْمَشِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((وقرآن الفجر إن قرآن الفجر كان مشهودا)) ''بے شک صبح کی نماز فرشتوں کی حاضری کا وقت ہے۔'' کی تفسیر میں مروی ہے، فرمایا: ''اس وقت رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ علی بن مسہر نے الاعمش عن ابی صالح، عن ابی ہریرہ، اور ابی سعید کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه البخاري في القرأة خلف الامام: ٢٥١، الطبري في التفسير: ١٣٩/١٥

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٦٧٠، سنن نسائی کبریٰ: ١١٢٩٣، مسند احمد: ١٠١٣٣

فوائد الحدیث: فجر کی نماز میں چونکہ قرأت لمبی ہوتی اس لیے اس کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا پھر اس موقعہ پر دن اور رات کے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں اس لیے ان کی حاضری کا بھی ذکر آگیا، کیونکہ فجر کے وقت فرشتوں کی ڈیوٹی تبدیل ہوتی ہے رات والے واپس چلے جاتے ہیں اور دن والے آکر چارج سنبھالتے ہیں۔ یہ ڈیوٹی تو عصر کے وقت بھی تبدیل ہوتی ہے اور فرشتوں کا اجتماع اس میں بھی ہوتا ہے لیکن اس میں قرأت جہری نہیں ہوتی اس لیے اس وقت کا ذکر نہیں کیا۔

3136: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِ اللهِ (يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ) (الاسراء: ٧١) قَالَ ((يُدْعَى أَحَدُهُمْ فَيُعْطَى كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ وَيُمَدُّ لَهُ فِي جِسْمِهِ سِتُّونَ ذِرَاعًا، وَيُبَيَّضُ وَجْهُهُ، وَيُجْعَلُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ يَتَلأْلأُ، فَيَنْطَلِقُ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَيَرَوْنَهُ مِنْ بَعِيدٍ فَيَقُولُونَ: اللّٰهُمَّ ائْتِنَا بِهَذَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي هَذَا حَتَّى يَأْتِيَهُمْ، فَيَقُولُ أَبْشِرُوا لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْكُمْ مِثْلُ هَذَا.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((یوم ندعوا کل اناس بإمامهم)) "جس دن ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ پکاریں گے۔" کی تفسیر میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ان میں سے کسی کو بلایا جائے گا تو اسے اس کے دائیں ہاتھ میں اس کی کتاب (نامہ اعمال) دی جائے گی، اور اس کے جسم کو ساٹھ ہاتھ بڑھا دیا جائے گا، اس کے چہرہ کو سفید چمکٹ دار بنا دیا جائے گا، اس کے سر پر چمکتے موتیوں کا تاج سجایا جائے گا، وہ اپنے ساتھیوں کی طرف چلے گا، وہ اسے دور سے دیکھ لیں گے، تو کہیں گے: اے اللہ! ہمیں بھی یہی عطا فرما، اس میں ہمارے لیے برکت عطا فرما، حتیٰ کہ وہ ان کے پاس آئے گا، اور انہیں کہے گا: خوش ہو جاؤ تم میں سے ہر شخص کے لیے اس کے مثل ہے۔"

قَالَ: وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُسَوَّدُ وَجْهُهُ، وَيُمَدُّ لَهُ فِي جِسْمِهِ سِتُّونَ ذِرَاعًا عَلَى صُورَةِ آدَمَ فَيُلْبَسُ تَاجًا، فَيَرَاهُ أَصْحَابُهُ، فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شَرِّ هَذَا، اللّٰهُمَّ لَا تَأْتِنَا بِهَذَا. قَالَ: فَيَأْتِيهِمْ، فَيَقُولُونَ اللّٰهُمَّ اخْزِهِ. فَيَقُولُ: أَبْعَدَكُمُ اللهُ فَإِنَّ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْكُمْ مِثْلَ هَذَا)).

فرمایا: رہا کافر تو اس کا چہرہ کالا کر دیا جائے گا، اس کا جسم بھی آدم علیہ السلام کی صورت پر ساٹھ ہاتھ دراز کر دیا جائے گا، اسے بھی ایک تاج پہنایا جائے گا، اس کے ساتھی اسے دیکھیں گے تو وہ کہیں گے: ہم اس کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اے اللہ! ہمیں یہ عطا نہ کرنا، فرمایا: وہ ان کے پاس آئے گا، وہ کہیں گے: اے اللہ! اسے دور کر دے، وہ کہے گا: اللہ تمہیں دور کر دے، تم میں سے ہر شخص کے لیے اس کے مثل ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَالسُّدِّيُّ اسْمُهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ سدی کا نام اسماعیل بن عبدالرحمٰن ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں سدی کا والد مجہول راوی ہے۔ ضعيف الترمذي: ٦١٠

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٧٣٤٩

فوائد الحدیث: (۱) "امام" سے مراد، ہر امت کا نبی ہے کہ ہر امت کو اس کے نبی کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔

(۲) اس سے مراد ہر ایک پیشوا اور مقتدیٰ ہے جن کی لوگ پیروی کرتے رہے اسی لیے امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وقال بعض السلف هذا اكبر شرف لاصحاب الحديث لان امامهم النبي ﷺ (ابن کثیر ص ۳/ ۷۳)

اس لیے کہ اہل حدیث نے صرف اور صرف سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ہی اتباع اور پیروی کی، مخلوق میں سے کسی دوسرے کی غیر مشروط اطاعت نہیں کی۔ اس لیے انہیں امام الانبیاء سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے نام کے ساتھ بلایا جائے گا۔

(۳) ''امام'' سے مراد اعمال نامے بھی ہیں۔ جس کی تفصیل حدیث الباب میں موجود ہے۔ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن قرآن مجید کی آیت سے بھی اس معنی کی تائید ہوتی ہے۔

3137: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ يَزِيدَ الزَّعَافِرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي قَوْلِهِ (عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا) (الاسراء: ۷۹) سُئِلَ عَنْهَا قَالَ ((هِيَ الشَّفَاعَةُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَدَاوُدُ الزَّعَافِرِيُّ هُوَ دَاوُدُ الأَوْدِيُّ ابْنُ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ عَمُّ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِدْرِيسَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا)) کی تفسیر میں فرمایا جبکہ ان سے پوچھا گیا، فرمایا: ''اس (مقام محمود) سے شفاعت مراد ہے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

داود زعافری سے مراد یہ داود اودی ابن یزید بن عبد اللہ ہے۔ اور یہ عبد اللہ بن ادریس کے چچا ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٦٣٩، الظلال: ٧٨٤، اخرجه البيهقي في الدلائل: ٤٨٤/٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٩٦٨٤

فوائد الحدیث: ''مقام محمود'' قیامت کے دن حشر کے میدان میں وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ ﷺ سات دن اور راتیں اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو کر اللہ تعالیٰ کی ان کلمات کے ساتھ حمد و تسبیح بیان کریں گے جو اللہ تعالیٰ اسی موقعہ پر آپ ﷺ کو سکھائے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ''ارفع راسك سَلْ تُعطه'' (آپ ﷺ اپنا سر اٹھائیں، سوال کریں آپ کو دے دیا جائے گا)۔ تو آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے کہ اللہ کریم لوگوں کا حساب شروع ہو جائے، اس کو ''شفاعت کبریٰ'' کہا جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ آپ کی سفارش کو قبول فرما کر لوگوں کا حساب شروع کر دیں گے۔ (بخاری ۲/۱۰۷۱، کتاب الرقاق)

3138: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ نُصُبًا، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَطْعَنُهَا بِمِخْصَرَةٍ فِي يَدِهِ وَرُبَّمَا قَالَ بِعُودٍ، وَيَقُولُ (جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا) (الاسراء: ۸۱) (جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ). (سباء: ٤٩)

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے جبکہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے، نبی ﷺ کے ہاتھ میں چھڑی تھی آپ ﷺ اس کے ساتھ انہیں چرکے لگانے لگے اور فرماتے: ((جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا)) ''حق آگیا اور باطل ناپید ہو گیا، بے شک باطل ناپید ہی ہونا تھا۔''

اور یہ آیت پڑھتے تھے: ((جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ)) ''حق آگیا، باطل نابود ہوا اور باطل نابود ہونے والا ہی تھا۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٤٨٨/١٤، ابو يعلى: ٤٩٦٧، الطبراني في الكبير: ١٠٥٣٥

تخریج الحدیث: .صحيح بخاری: ٢٤٧٨، صحيح مسلم: ١٧٨١، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٢٩٧، مسند احمد : ٣٥٨٤، صحيح ابن حبان: ٥٨٦٢

فوائد الحدیث: دین اسلام اور عقیدہ توحید کو "حق" اور شرک وبت پرستی کو "باطل" سے تعبیر کیا گیا ہے، بت پرستی اور شرک، صرف وہاں پہنچ سکتے ہیں جہاں عقیدہ توحید اور دین اسلام کی خالص تعلیمات نہیں ہوں گی، جونہی لوگوں کو عقیدہ توحید سمجھ آئے گا تو وہ اپنے سے شرک کو نکال باہر کریں گے، اور ایک لمحے کے لیے بھی اسے گوارہ نہیں کریں گے جیسا کہ فتح مکہ کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کو بتوں سے پاک کر دیا۔

3139: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَابُوسَ بْنِ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ ﴿وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا﴾. (الاسراء: ٨٠)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مکہ میں تھے، پھر آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا گیا، تو آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا﴾ "اور کہہ: اے میرے رب مجھے داخل کر سچا داخل کرنا اور مجھے نکال سچا نکالنا اور میرے لیے اپنے پاس سے ایک بادشاہ مددگار مقرر فرما دے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں قابوس بن ابی ظبیان راوی ضعیف ہے۔ضعيف الترمذي: ٦١١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٩٤٨، اخرجه ابن عدي في الكامل: ٢٠٧٢/٦، الحاكم: ٣/٣

فوائد الحدیث: (۱) یہ ایک دعا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو سکھائی ہے، اس کا شان نزول اگر ہجرت کے موقعہ کے ساتھ خاص ہو تب بھی اس کا مفہوم بڑا وسیع ہے۔ مثلاً

۱۔ دنیاوی زندگی میں جہاں کہیں، کسی دفتر، گھر، مسجد یا کسی فرد کے ساتھ کسی کام کی غرض سے جانا اور واپس آنا ہو، اس دعا میں عزت و آبرو کے ساتھ جانے اور آنے کی درخواست و دعا اللہ تعالیٰ سے کی جا رہی ہے۔

۲۔ دنیا کی زندگی سے نکل کر آخرت کی زندگی میں داخل ہونا سعادت کے ساتھ عطا فرما۔

۳۔ قبر میں داخلہ اور قیامت کے دن اٹھنا بھی صدق و سچائی کے ساتھ ہو۔

۴۔ حشر کے میدان میں جانا اور پھر وہاں سے نکلنا بھی کامیابی کے ساتھ ہو وغیرہ وغیرہ۔

(۲) شیخ التفسیر علامہ حافظ عبد السلام بن محمد بھٹوی حفظہ اللہ فرماتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ اور آپ کے ہر امتی کو یہ دعا سکھائی، کہ اے میرے رب! تو مجھے دنیا و آخرت میں جس جگہ بھی داخل کرے باعزت اور آبرومندانہ طریقے سے داخل کر اور جس جگہ سے بھی نکالے باعزت طریقے سے نکال اور میرے لیے دلیل و برہان کے ساتھ قوت و سلطنت کا ایسا غلبہ عطا فرما جو میرا مددگار ہو۔

دلیل کے غلبے کے لیے دعوت اور سلطنت کے غلبے کے لیے جہاد ضروری ہے، جس کا پہلا قدم دار الکفر سے ہجرت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت اس وقت اتری جب آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا گیا، چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی اور آپ آبرومندانہ طور پر مدینہ وارد ہوئے،

انصار سے اور مہاجرین سے دین کی مدد بھی ہوئی۔ (تفسیر القرآن الکریم ص ۲/ ۵۰۳، تفسیر سورۂ بنی اسرائیل)

3140: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَتْ قُرَيْشٌ لِيَهُودَ اعْطُونَا شَيْئًا نَسْأَلُ عَنْهُ هَذَا الرَّجُلَ! فَقَالَ: سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ قَالَ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلاً﴾ (الاسراء: ۸۵) قَالُوا: أُوتِينَا عِلْمًا كَبِيرًا، اوْتُوِينَا التَّوْرَاةَ وَمَنْ أُوتِيَ التَّوْرَاةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا، فَأُنْزِلَتْ (قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ) إِلَى آخِرِ الآيَةِ (الكهف: ۱۰۹).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، قریش نے یہود سے کہا: ہمیں کوئی چیز بتاؤ ہم اس کے متعلق اس شخص (نبی ﷺ) سے پوچھیں، اس نے کہا: ان سے روح کے متعلق سوال کرو، پس انہوں نے آپ سے روح کے متعلق سوال کیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلاً﴾ ”وہ آپ ﷺ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ ﷺ کہہ دیں کہ روح میرے پروردگار کے حکم ہی سے ہے، اور تمہیں علم تو تھوڑا ہی دیا گیا ہے۔“ انہوں نے کہا: ہمیں علم کبیر عطا کیا گیا ہے، ہمیں تورات دی گئی ہے، اور جسے تورات دی گئی اسے تو خیر کثیر عطا کر دی گئی، تب یہ آیت نازل ہوئی: ((قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ)) ”کہہ دیجیے اگر سمندر میرے رب کے کلمات لکھنے کے لیے روشنائی بن جائے تو سمندر ختم ہو جائے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليقات الحسان: ۹۹، اخرجه ابو يعلى: ۲۵۰۱، الحاكم: ۲/ ۵۳۷

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ۱۱۳۱٤، مسند احمد: ۲۳۰۹، صحیح ابن حبان: ۹۹

3141: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ، فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ سَأَلْتُمُوهُ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ فَإِنَّهُ يُسْمِعُكُمْ مَا تَكْرَهُونَ. فَقَالُوا لَهُ يَا أَبَا الْقَاسِمِ حَدِّثْنَا عَنِ الرُّوحِ. فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً وَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ حَتَّى صَعِدَ الْوَحْيُ ثُمَّ قَالَ (الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا). (الاسراء: ۸۵)

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں مدینہ میں ایک کھیت میں نبی ﷺ کے ساتھ چلا کرتا تھا جبکہ آپ ﷺ کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ ﷺ یہود کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے ان میں سے بعض نے کہا: اگر تم ان سے کوئی سوال کرو، کسی نے کہا: ان سے سوال نہ کرو، وہ تمہیں ایسی بات سنائیں گے جو کہ تمہارے لیے ناگوار ہوگی۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا: ابو القاسم (ﷺ)! ہمیں روح کے بارے میں بتائیں، نبی ﷺ کچھ دیر کے لیے کھڑے ہو گئے اور اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا، میں نے پہچان لیا

کہ آپ ﷺ کی طرف وحی اتر رہی ہے۔ حتیٰ کہ وحی اوپر چڑھ گئی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ((الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا))

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٥٣٩٠، الطبراني في الصغير: ١٠٠٣، الطبري في تفسيره: ١٥/١٥٥

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ١٢٥، صحيح مسلم: ٢٧٩٤، وسنن نسائی كبرىٰ: ١١٢٩٩، مسند احمد: ٣٦٨٨، صحيح ابن حبان: ٩٧

فوائد الحديث: (۱) قریش مکہ نے جب رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف ہر اذیت ناک حربہ آزمالیا لیکن اسلام کی دعوت کو نہ روک پائے اور نہ ہی وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پایہ استقلال میں لرزش پیدا کر سکے تو پھر انہوں نے یہودیوں کی طرف رجوع کیا کہ ہمیں کوئی ایسا سوال بتائیں جو ہم محمد ﷺ سے کریں (اور وہ جواب نہ دے سکیں گے تو ہمیں ان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کا موقعہ مل جائے گا، معاذ اللہ) تو یہودیوں نے انہیں بتایا کہ تم روح کے متعلق سوال کرو کہ یہ کیا چیز ہے، جب انسان کے جسم میں ہوتی ہے تو اس کا سارا جسم کام کرتا ہے۔ آنکھیں دیکھتی، کان سنتے، زبان بولتی اور دماغ سوچتا ہے وغیرہ وغیرہ لیکن جب روح نکل جاتی ہے تو پھر یہ سارے اعضا تو موجود ہوتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی کار آمد نہیں ہوتا۔

جب انہوں نے یہ سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ یہ روح کوئی محسوس کرنے والی یا نظر آنے والی چیز نہیں یہ تو بس اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، جب اس کا حکم ہوتا ہے تو انسان چلتا پھرتا اور اپنی زندگی کا ثبوت دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے تو یہ بے روح ہو کر مردہ ہو جاتا ہے۔ تمہارے سمجھنے کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے اس سے زیادہ علم نہ تمہیں ضرورت ہے اور نا ہی تم سمجھ سکتے ہو اس لیے تمہیں دیا بھی نہیں گیا۔ پھر یہی بات جب قوم یہود نے ڈائریکٹ نبی اکرم ﷺ سے پوچھی تو انہیں بھی یہی جواب دیا گیا۔

(۲) قوم یہود کو یہ گھمنڈ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں توراۃ عطا فرمائی ہے لہٰذا خیر کثیر (بہت سی بھلائیاں) ہمارے پاس ہیں دوسرے لوگ اس سے محروم ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات کوئی ختم ہونے والے نہیں، توراۃ کے بعد بھی قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے مسلمانوں کو عطا فرمایا ہے۔

(۳) اس آیت مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کلام کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور وہ کلام کرتا ہے، جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا انکار کرتے ہیں وہ راہ راست پر نہیں۔

3142: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَوْسِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةَ أَصْنَافٍ: صِنْفًا مُشَاةً وَصِنْفًا رُكْبَانًا وَصِنْفًا عَلَى وُجُوهِهِمْ)). قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَمْشُونَ عَلَى

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن لوگوں کو تین اصناف پر اکٹھا کیا جائے گا: پیدل چلنے والے، سواری پر اور چہرے کے بل۔“ عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! وہ اپنے چہروں کے بل کس طرح چلیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ذات جس نے انہیں ان کے قدموں پر چلایا وہ اس پر قادر ہے کہ وہ انہیں ان کے چہروں کے بل

وُجُوهِهِمْ؟ قَالَ ((إِنَّ الَّذِي أَمْشَاهُمْ عَلَى أَقْدَامِهِمْ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُمْ عَلَى وُجُوهِهِمْ، أَمَا إِنَّهُمْ يَتَّقُونَ بِوُجُوهِهِمْ كُلَّ حَدَبٍ وَشَوْكَةٍ)).

چلائے، سنو! وہ ہر ٹیلے اور کانٹے سے اپنے چہروں کے ذریعے بچیں گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَى وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا مِنْ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ وہیب نے ابن طاؤس عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اس میں سے کچھ حصہ روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں علی بن زید ضعیف ہے۔ المشکاۃ: ٥٥٤٦، التعلیق الرغیب: ١٩٤/٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٦٤٧، ١٢٧٠٨، ٢٠٠١١، ١٣٣٩٢، صحیح بخاری: ٤٧٦٠، صحیح مسلم: ٢٨٠٦

3143: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ رِجَالاً وَرُكْبَانًا وَتُجَرُّونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ)).

بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہیں پیدل اور سوار کر کے جمع کیا جائے گا اور تم اپنے چہروں کے بل گھسیٹے جاؤ گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں حدیث ٢١٩٢

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠٠٣١

فوائد الحدیث: قیامت کے دن لوگ مختلف حالتوں میں اٹھائے جائیں گے مثلاً سود خور ایسے ہوں گے جیسے پاگل ہوتے ہیں، بھیک مانگنے والوں کے چہروں پر گوشت نہیں ہوگا، ناانصافی کرنے والے فالج زدہ ہوں گے، وغیرہ وغیرہ تو اس طرح کچھ لوگ پیدل ہوں گے اور کچھ سواریوں پر، کچھ اپنے پاؤں پر چل کر آ رہے ہوں گے تو بعض چہروں کے بل۔ ہر کوئی اپنے عقیدے اور عمل کی بنیاد پر اچھی یا بُری حالت میں ہوگا۔

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ (آمین یاارحم الراحمین)

3144: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَأَبُو الْوَلِيدِ وَاللَّفْظُ لَفْظُ يَزِيدَ وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ الْمُرَادِيِّ أَنَّ يَهُودِيَّيْنِ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اذْهَبْ بِنَا إِلَى هَذَا النَّبِيِّ نَسْأَلُهُ فَقَالَ لَا تَقُلْ لَهُ نَبِيٌّ فَإِنَّهُ إِنْ سَمِعَنَا نَقُولُ نَبِيٌّ كَانَتْ لَهُ أَرْبَعَةُ أَعْيُنٍ فَأَتَيَا النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَاهُ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ) (الاسراء: ١٠١)

سیّدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو یہودیوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: ہمیں اس نبی کے پاس لے چلو ہم اس سے سوال کرتے ہیں، اس نے کہا: اسے نبی نہ کہو، اگر اس نے اسے سن لیا کہ ہم اسے نبی کہتے ہیں۔ تو (خوشی سے) اس کی آنکھیں چار ہو جائیں گی، پس وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ((ولقد اتینا موسی تسع آیات بینات)) "ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو نو واضح نشانیاں عطا کیں" کے متعلق پوچھا۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا تَزْنُوا،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَسْحَرُوا، وَلَا تَمْشُوا بِبَرِيءٍ إِلَى سُلْطَانٍ فَيَقْتُلَهُ، وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا وَلَا تَقْذِفُوا مُحْصَنَةً، وَلَا تَفِرُّوا مِنَ الزَّحْفِ. شَكَّ شُعْبَةُ. وَعَلَيْكُمْ الْيَهُودَ خَاصَّةً أَنْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ)). فَقَبَّلَا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالَا نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ. قَالَ ((فَمَا يَمْنَعُكُمَا أَنْ تُسْلِمَا)). قَالَا إِنَّ دَاوُدَ دَعَا اللهَ أَنْ لَا يَزَالَ فِي ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ، وَإِنَّا نَخَافُ إِنْ أَسْلَمْنَا أَنْ تَقْتُلَنَا الْيَهُودُ.

ٹھہراؤ، زنا نہ کرو، اللہ نے جس نفس کو قتل کرنا حرام قرار دیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو، چوری نہ کرو، جادو نہ کرو، کسی بے گناہ شخص کو بادشاہ کے پاس نہ لے جاؤ کہ وہ اسے قتل کر دے، سود نہ کھاؤ، پاک دامن عورت پر تہمت نہ لگاؤ، میدان کارزار سے راہ فرار اختیار نہ کرو، اور یہود کی جماعت تم خصوصی طور پر ہفتے کے دن زیادتی نہ کرو۔" پس ان دونوں نے آپ ﷺ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر تمہیں اسلام قبول کرنے سے کون سی چیز مانع ہے؟" ان دونوں نے کہا: داود علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ ان کی ذریت میں نبی رہے گا، ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر ہم نے اسلام قبول کر لیا تو یہود ہمیں قتل کر دیں گے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) دیکھیں حدیث ۲۷۳۳

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۳۷۰۵، سنن نسائی: ۱۱۱/۷۔۱۱۲، والکبری: ۸٦٥٦، مسند احمد : ۱۸۰۹۲

فوائد الحدیث: (۱) "ایمان" تین چیزوں کا نام ہے۔

۱۔ "تصدیق بالقلب" دل سے سچا جاننا اور یقین کرنا۔

۲۔ "اقرار باللسان" زبان سے اقرار کرنا۔

۳۔ "عمل بالارکان" اپنے جسم واعضاء کے ساتھ عمل کرنا۔

اگر یہ تین چیزیں بیک وقت ہوں گی تو بندہ مومن اور ایمان دار ہے، وگرنہ مومن نہیں ہو سکتا، اِلّا یہ کہ کوئی شرعی عذر ہو مثلاً بندہ گونگا ہے زبان سے اقرار نہیں کر سکتا، یا کسی کے مُسلمان ہونے کے بعد اسے عمل کرنے کا موقعہ نہیں ملا اور وہ فوت ہو گیا وغیرہ تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ حدیث الباب میں ہی دیکھ لیں کہ ان یہودیوں میں پہلی دونوں چیزیں موجود ہیں لیکن تیسری بات "عمل بالارکان" نہیں ہے تو وہ مومن مُسلمان نہیں سمجھے گئے

(۲) یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اس مسئلہ کی تائید قرآن وحدیث کے دلائل وافرہ سے ہوتی ہے، لہٰذا اس کا معنی ومفہوم درست ہے۔

3145: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُشَيْمٍ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها)) "آپ ﷺ نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھیں اور نہ ہی بہت چپکے سے۔" کی تفسیر میں مروی

جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ) (الاسراء: ١١٠) قَالَ نَزَلَتْ بِمَكَّةَ، كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ سَبَّهُ الْمُشْرِكُونَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَأَنْزَلَ اللهُ (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ) فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ (وَلَا تُخَافِتْ بِهَا) (الاسراء: ١١٠) عَنْ أَصْحَابِكَ بِأَنْ تُسْمِعَهُمْ حَتَّى يَأْخُذُوا عَنْكَ الْقُرْآنَ.

ہے، فرمایا: یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی، رسول اللہ ﷺ جب بلند آواز سے قرآن پڑھتے تھے تو مشرک اس کو اسے نازل کرنے والے (اللہ) کو اور اسے لانے والے (جبریل علیہ السلام) کو برا بھلا کہتے تھے، تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''آپ ﷺ نماز میں بہت پکار کر قرآن نہ پڑھیں۔'' اس طرح وہ قرآن، اللہ تعالیٰ اور جبریل علیہ السلام کو برا بھلا کہیں گے، ''اور نہ ہی بہت چپکے سے۔'' کہ اپنے اصحاب کو بھی نہ سنا پائیں کہ وہ آپ ﷺ سے قرآن نہ سیکھ سکیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ١٥٨٧، الطبراني في الكبير: ١٢٤٥٤، البيهقي: ٢/١٨٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٧٢٢، صحیح مسلم: ٤٤٦، سنن نسائی: ٢/١٧٧، ١٧٨، مسند احمد: ١٥٥، صحیح ابن حبان: ١٧٩٦

3146: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلاً﴾ (الاسراء: ١١٠) قَالَ: نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ، وَكَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ، فَكَانَ الْمُشْرِكُونَ إِذَا سَمِعُوهُ شَتَمُوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ، فَقَالَ اللهُ لِنَبِيِّهِ (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ) (الاسراء: ١١٠) أَيْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ (وَلَا تُخَافِتْ بِهَا) عَنْ أَصْحَابِكَ (وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا) (الاسراء: ١١٠).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلاً﴾ کی تفسیر میں مروی ہے، انہوں نے کہا: یہ آیت نازل ہوئی جبکہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں چھپے رہتے، جب آپ ﷺ اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو بلند آواز سے قرآن پڑھتے، مشرک جب سنتے تو وہ قرآن، اس کے نازل کرنے والے اور اس کے لانے والے کو برا بھلا کہتے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: ((وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ)) اپنی قراءت بلند آواز سے نہ کرو، مشرک سن کر قرآن کو برا بھلا کہیں گے۔ ((وَلَا تُخَافِتْ بِهَا)) اور اسے اس قدر پست آواز سے نہ پڑھیں کہ آپ ﷺ کے اصحاب بھی نہ سن پائیں۔ ((وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا)) ''اس کے درمیان درمیان کوئی سبیل تلاش کریں۔''

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں گزشتہ حدیث

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٧٢٢، صحیح مسلم: ٤٤٦، سنن نسائی: ٢/١٧٧، ١٧٨، مسند احمد: ١٥٥، صحیح ابن حبان: ١٧٩٦

فوائد الحدیث: حدیث الباب میں تصریح موجود ہے کہ اس سے مراد نماز میں قرأت ہے کیونکہ مشرکین مکہ جب رسول اللہ ﷺ کے قرآن مجید پڑھنے کی آواز سنتے تو اللہ تعالیٰ، جبریل علیہ السلام اور قرآن مجید کو گالی دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ آپ اتنی بلند آواز سے نہ پڑھیں کہ مشرکین سن کر گالیاں دیں اور اتنا پوشیدہ اور آہستہ بھی نہ پڑھیں کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام سن ہی نہ سکیں، لہٰذا درمیانہ سا انداز اختیار کرلیں۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم

3147: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: قُلْتُ لِحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ: أَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ قَالَ لَا. قُلْتُ بَلَى. قَالَ أَنْتَ تَقُولُ ذَاكَ يَا أَصْلَعُ بِمَا تَقُولُ ذَلِكَ قُلْتُ بِالْقُرْآنِ بَيْنِي وَبَيْنَكَ الْقُرْآنُ. فَقَالَ حُذَيْفَةُ: مَنِ احْتَجَّ بِالْقُرْآنِ فَقَدْ أَفْلَحَ قَالَ سُفْيَانُ يَقُولُ فَقَدِ احْتَجَّ. وَرُبَّمَا قَالَ قَدْ أَفْلَحَ فَقَالَ (سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى) (الاسراء: ١) قَالَ أَفَتَرَاهُ صَلَّى فِيهِ قُلْتُ لَا. قَالَ لَوْ صَلَّى فِيهِ لَكُتِبَ عَلَيْكُمْ فِيهِ الصَّلَاةُ كَمَا كُتِبَتِ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ حُذَيْفَةُ قَدْ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِدَابَّةٍ طَوِيلَةِ الظَّهْرِ مَمْدُودَةٍ هَكَذَا خَطْوُهُ مَدُّ بَصَرِهِ فَمَا زَايَلَا ظَهْرَ الْبُرَاقِ حَتَّى رَأَيَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَوَعْدَ الآخِرَةِ أَجْمَعَ، ثُمَّ رَجَعَا عَوْدَهُمَا عَلَى بَدْئِهِمَا. قَالَ وَيَتَحَدَّثُونَ أَنَّهُ رَبَطَهُ لِمَا؟ لِيَفِرَّ مِنْهُ وَإِنَّمَا سَخَّرَهُ لَهُ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ.

زر بن حبیش نے بیان کیا کہ میں نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، میں نے کہا: نہیں پڑھی ہے۔ انہوں نے کہا: گنجے! تم یہ کہتے ہو، تم کس بنیاد پر یہ کہتے ہو؟ میں نے کہا: قرآن کے ساتھ، میرے اور تمہارے درمیان قرآن ہے۔ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے قرآن سے دلیل لی تو وہ کامیاب ہوگیا، فرمایا: ((سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى)) (یہ دلیل پیش کی)۔ انہوں نے کہا کیا تو اس سے سمجھتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس میں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا: نہیں، انہوں نے کہا: اگر آپ ﷺ نے اس میں نماز پڑھی ہوتی تو تم پر بھی اس میں نماز پڑھنا فرض کر دیا جاتا جس طرح مسجد حرام میں نماز پڑھنا فرض کر دیا گیا، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک جانور لایا گیا جس کی کمر لمبی تھی، حد نظر تک اس کا قدم پڑتا تھا، وہ دونوں براق کی پشت پر رہے حتیٰ کہ دونوں نے جنّت، جہنم اور آخرت کے سارے وعدے کی چیزیں دیکھ لیں، پھر وہ دونوں وہاں واپس آگئے جہاں سے سفر کا آغاز کیا تھا، انہوں نے کہا: جبکہ تم بیان کرتے ہو کہ انہوں نے اس (براق) کو باندھا تھا، کس لیے؟ وہ ان سے بھاگ نہ جائے؟ حالانکہ حاضر و غائب جاننے والے (اللہ تعالیٰ) نے اسے ان کے تابع کر دیا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن الإسناد) اخرجه الحميدى: ٤٤٨، ابن ابي شيبة: ١١/٤٦٠، الحاكم: ٢/٣٥٩

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١٢٨٠، مسند احمد: ٢٣٢٨٥، صحيح ابن حبان: ٤٥

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کا سفر معراج میں بیت المقدس میں نماز پڑھنا ثابت ہے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ان

رسول اللہ ﷺ قال أتيت بالبراق وهو دابة ابيض طويل فوق الحمار ودون البغل يضع حافره عند منتهى طرفه قال فركبته حتى اتيت بيت المقدس قال فربطته بالحلقة التى يربط به الانبياء قال ثم دخلت المسجد فصليت فيه ركعتين ثم خرجت..... الخ (مسلم ص ۱۹۱، کتاب الایمان باب الاسرا) ''بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس براق لایا گیا وہ سفید رنگ اور لمبے جسم والا جانور ہے، گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ہے، وہ اپنا پاؤں اپنی نگاہ کی انتہاء تک رکھتا ہے (یعنی اس کا ایک قدم اتنا بڑا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس پہنچا تو میں نے اس کو اس کڑے (کنڈے) کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام (اپنی سواریوں کو) باندھتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر میں باہر آیا..... (سارا واقعہ بیان فرمایا)'' اور اس حدیث سے براق کو باندھنا بھی ثابت ہوا، لہٰذا سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے انکار کے مقابلے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہی حجّت ہے۔

3148: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِي، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَلَا فَخْرَ. قَالَ فَيَفْزَعُ النَّاسُ ثَلَاثَ فَزَعَاتٍ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ أَبُونَا آدَمُ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ. فَيَقُولُ إِنِّي أَذْنَبْتُ ذَنْبًا أُهْبِطْتُ مِنْهُ إِلَى الْأَرْضِ، وَلَكِنِ ائْتُوا نُوحًا. فَيَأْتُونَ نُوحًا، فَيَقُولُ إِنِّي دَعَوْتُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ دَعْوَةً فَأُهْلِكُوا، وَلَكِنِ اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ. فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ، فَيَقُولُ إِنِّي كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں قیامت کے دن آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا لیکن میں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا، حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا لیکن میں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا، اس دن آدم علیہ السلام اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام میرے پرچم تلے ہوں گے، اور اس دن سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی لیکن میں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ تین بار گھبراہٹ کا شکار ہوں گے: وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو کہیں گے: آپ ہمارے باپ آدم علیہ السلام ہیں اپنے رب سے ہماری سفارش کریں، وہ کہیں گے: مجھ سے ایک لغزش ہوگئی تھی اس وجہ سے مجھے زمین پر اتار دیا گیا تھا، تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے: میں نے زمین والوں کے لیے بددعا کی تھی تو وہ ہلاک کر دیے گئے تھے، پس تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے: میں نے تین جھوٹ بولے تھے۔''

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْهَا كَذْبَةٌ إِلَّا مَا حَلَّ بِهَا عَنْ دِينِ اللهِ وَلَكِنِ ائْتُوا مُوسَى. فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ إِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا، وَلَكِنِ ائْتُوا عِيسَى. فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ إِنِّي عُبِدْتُ مِنْ دُونِ اللهِ وَلَكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا قَالَ: فَيَأْتُونَنِي فَأَنْطَلِقُ مَعَهُمْ)). قَالَ ابْنُ جُدْعَانَ: قَالَ

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انہوں نے جو بھی جھوٹ بولا اس سے دین کی تائید مقصود تھی، (وہ کہیں گے) تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے: میں نے ایک جان کو قتل کیا تھا، لیکن تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، تو

أَنَسٌ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ ((فَآخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَأُقَعْقِعُهَا فَيُقَالُ مَنْ هَذَا؟ فَيُقَالُ مُحَمَّدٌ. فَيَفْتَحُونَ لِي وَيُرَحِّبُونَ فَيَقُولُونَ مَرْحَبًا، فَأَخِرُّ سَاجِدًا، فَيُلْهِمُنِي اللهُ مِنَ الثَّنَاءِ وَالْحَمْدِ فَيُقَالُ لِي ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَقُلْ يُسْمَعْ لِقَوْلِكَ وَهُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ الَّذِي قَالَ اللهُ (عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا)). قَالَ سُفْيَانُ لَيْسَ عَنْ أَنَسٍ إِلَّا هَذِهِ الْكَلِمَةُ ((فَآخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَأُقَعْقِعُهَا)).

وہ کہیں گے: اللہ کو چھوڑ کر میری پوجا کی گئی، تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ، پس وہ میرے پاس آئیں گے، تو میں ان کے ساتھ چلوں گا۔" انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں جنّت کے دروازہ کا حلقہ تھام کر اسے کھٹکھٹاؤں گا تو کہا جائے گا: کون؟ بتایا جائے گا: محمد (ﷺ)، وہ میرے لیے دروازہ کھولیں گے اور مجھے خوش آمدید کہیں گے، پس میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا، اللہ مجھے حمد و ثنا القاء کرے گا، پھر مجھے کہا جائے گا: اپنا سر اٹھائیں، مانگیں آپ ﷺ کو دیا جائے گا، شفاعت کریں آپ ﷺ کی شفاعت قبول کی جائے گی، آپ ﷺ بات کریں آپ ﷺ کی بات سنی جائے گی، یہ وہی مقام محمود ہے جو اللہ نے فرمایا: ((عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا)) سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ سے صرف یہی کلمہ ہے: "میں جنّت کے دروازے کا حلقہ تھام کر اسے کھٹکھٹاؤں گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ.

بعض محدثین نے اس حدیث کو عن ابی نضرۃ عن ابن عباس کی سند سے اس کو مفصل بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٥٧١، بعض کہتے ہیں یہ علی بن زید بن جدعان کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٣٠٨، مسند احمد : ١٠٩٨٧

فوائد الحدیث: (۱) کائنات میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جو اپنے مقام و مرتبہ، عظمت و شان اور کردار کے لحاظ سے سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ کہ جس کی ایک جھلک اس حدیث مبارک میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے کہ ہر نبی اپنے کسی نہ کسی عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے سفارش کرتے ہوئے جھجکتا ہے اور پھر اپنے علاوہ دوسروں کو بہتر اور برتر سمجھتے ہوئے دوسروں کی طرف راہنمائی کر دیتا ہے۔ حالانکہ ان کی وہ غلطی معاف ہو چکی ہے یا پھر وہ سرے سے غلطی تھی ہی نہیں۔

(۲) پھر امام الانبیاء سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیجئے کہ تمام انبیاء کے بھی سردار ہیں، خاتم الانبیاء ہیں، حشر کے میدان میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی عظمتوں سے نوازنا ہے۔ شفاعت کبریٰ سے لے کر جنّت کا دروازہ کھلوانے تک آپ کی ہی عظمت کا ثبوت ہے لیکن آپ کمال عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے ولا فخر فرماتے ہیں۔ (ﷺ)

(۳) ہمارے لیے اس میں نصیحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی بھی نعمت عطا فرمائیں تو اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اور یہ کہ جتنا بڑا کسی کا منصب، عہدہ اور مقام ہو اسے اسی قدر عاجزی و انکساری کا اظہار کرنا چاہیے۔ وباللہ التوفیق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

19- باب وَمِنْ سُورَةِ الْكَهْفِ

سورۂ الکہف کی آیات کی تفسیر

3149: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَيْسَ بِمُوسَى صَاحِبِ الْخَضِرِ. قَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللهِ سَمِعْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((قَامَ مُوسَى خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا أَعْلَمُ. فَعَتَبَ اللهُ عَلَيْهِ، إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ. قَالَ مُوسَى أَيْ رَبِّ، فَكَيْفَ لِي بِهِ؟ فَقَالَ لَهُ احْمِلْ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ، فَحَيْثُ تَفْقِدُ الْحُوتَ فَهُوَ ثَمَّ. فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ فَتَاهُ وَهُوَ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ فَجَعَلَ مُوسَى حُوتًا فِي مِكْتَلٍ فَانْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ يَمْشِيَانِ حَتَّى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ، فَرَقَدَ مُوسَى وَفَتَاهُ، فَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمِكْتَلِ حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْمِكْتَلِ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ. قَالَ وَأَمْسَكَ اللهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْمَاءِ حَتَّى كَانَ مِثْلَ الطَّاقِ وَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا، وَكَانَ لِمُوسَى وَلِفَتَاهُ عَجَبًا، فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا، وَنَسِيَ صَاحِبُ مُوسَى أَنْ يُخْبِرَهُ.

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: نوف البکالی (کعب احبار کا ربیب) کہتا ہے کہ بنی اسرائیل کے موسیٰ علیہ السلام وہ موسیٰ نہیں جن کی خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کے دشمن نے غلط کہا ہے، میں نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو وعظ سنانے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا: لوگوں میں سے سب سے بڑا عالم کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔ پس اللہ نے ان کی سرزنش کی جب انہوں نے علم کو اس کی طرف منسوب نہیں کیا، پس اللہ نے ان کی طرف وحی کی کہ دو دریاؤں (فارس اور روم) کے سنگم پر میرا ایک بندہ ہے وہ تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: رب جی! میں اس شخص تک کس طرح پہنچ سکتا ہوں؟ اس نے انہیں فرمایا: ایک مچھلی لے کر زنبیل میں رکھ لو، وہ جس جگہ گم ہو جائے وہیں وہ مل جائے گا، پس وہ چلے تو ان کے ایک خادم یوشع بن نون بھی ان کے ساتھ روانہ ہوئے، موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی کو زنبیل میں رکھا اور دونوں نے سفر شروع کر دیا حتیٰ کہ وہ ایک چٹان کے پاس آئے، تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کا خادم سو گئے، مچھلی زنبیل میں تڑپی اور وہ زنبیل میں سے نکل کر دریا میں جا گری۔ اللہ نے وہاں پانی کی روانی کو روک لیا اور پانی اس پر ایک طاق کی طرح بن گیا اور وہ مچھلی کے لیے ایک سرنگ بن گیا، یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے غلام کے لیے ایک تعجّب کی بات تھی، پھر وہ دن اور رات کا باقی حصہ بھی چلتے رہے، وہ خادم موسیٰ علیہ السلام کو بتانا بھول گیا۔

فَلَمَّا أَصْبَحَ مُوسَى (قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا) (الكهف: ٦٢) قَالَ وَلَمْ يَنْصَبْ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أُمِرَ بِهِ (قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا) قَالَ مُوسَى (ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا) (الكهف: ٦٤) قَالَ فَكَانَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا. قَالَ سُفْيَانُ يَزْعُمُ نَاسٌ أَنَّ تِلْكَ الصَّخْرَةَ عِنْدَهَا عَيْنُ الْحَيَاةِ، وَلَا يُصِيبُ مَاؤُهَا مَيِّتًا إِلَّا عَاشَ. قَالَ وَكَانَ الْحُوتُ قَدْ أُكِلَ مِنْهُ، فَلَمَّا قُطِرَ عَلَيْهِ الْمَاءُ عَاشَ. قَالَ فَقَصَّا آثَارَهُمَا حَتَّى أَتَيَا الصَّخْرَةَ فَرَأَى رَجُلاً مُسَجًّى عَلَيْهِ بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَقَالَ أَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوسَى.

جب صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا: "ہمارا کھانا لاؤ ہمیں اس سفر نے بہت تھکا دیا ہے۔" فرمایا: وہ اس سے پہلے نہیں تھکے تھے حتیٰ کہ وہ اس جگہ سے آگے گزر گئے جہاں کا انہیں حکم دیا گیا تھا، فرمایا: "آپ نے نہیں دیکھا جب ہم چٹان کے پاس تھے تو میں مچھلی کے متعلق بتانا بھول گیا اور یہ صرف شیطان نے مجھے بھلایا ہے کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے سمندر میں عجیب طور پر اپنا راستہ بنا لیا تھا۔" موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "یہ وہی جگہ تھی جس کی تلاش میں ہم تھے، پس وہ دونوں پیچھے اسی راستے واپس ہوئے۔" پس وہ دونوں اپنے نشانات پر لوٹے۔ سفیان رحمہ اللہ نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ اس چٹان کے پاس آب حیات کا چشمہ ہے کسی مردہ پر اس کا پانی ڈال دیا جائے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ مچھلی کا کچھ حصہ کھایا جا چکا تھا جب اس پر پانی گرایا گیا تو وہ زندہ ہو گئی۔ اور ان نشانات پر چلتے ہوئے اس چٹان کے پاس آئے وہاں ایک آدمی کو کپڑے میں لپٹے ہوئے دیکھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا، انہوں نے کہا: تمہارے ملک میں سلام کہاں سے آ گیا؟ انہوں نے کہا: میں موسیٰ ہوں۔

قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ. قَالَ يَا مُوسَى إِنَّكَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَكَهُ اللهُ لَا أَعْلَمُهُ وَأَنَا عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ فَقَالَ مُوسَى (هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا) قَالَ لَهُ الْخَضِرُ (فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا) (الكهف: ٦٦-٧٠) قَالَ: نَعَمْ فَانْطَلَقَ الْخَضِرُ وَمُوسَى يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ فَكَلَّمَاهُ أَنْ يَحْمِلُوهُمَا، فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ، فَعَمَدَ الْخَضِرُ إِلَى لَوْحٍ مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِينَةِ

انہوں نے کہا: بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ انہوں نے کہا: ہاں، انہوں نے کہا: موسیٰ! اللہ کی طرف آپ ایک ایسے علم پر ہیں جو اس نے آپ کو سکھایا ہے اور میں اسے نہیں جانتا، اور میں ایک ایسے علم پر ہوں جو اللہ نے مجھے سکھایا ہے اور تم اسے نہیں جانتے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "کیا میں آپ کے ساتھ رہوں کہ اللہ نے جو ہدایت کا علم آپ کو سکھایا ہے وہ مجھے بھی سکھا دیں۔" انہوں نے کہا: تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے، اور اس بات پر کس طرح صبر کر سکتے ہو جبکہ تمہیں اس کی خبر ہی نہیں۔ انہوں نے کہا: اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں کسی معاملے میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ خضر علیہ السلام نے انہیں کہا: اگر تم نے میرے ساتھ چلنا ہے تو پھر

فَنَزَعَهُ، فَقَالَ لَهُ مُوسَى قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا) (الكهف: ٧١-٧٣)

مجھ سے کسی چیز کے متعلق سوال نہ کرنا حتیٰ کہ میں خود اس کے متعلق تمہیں بتا دوں گا۔" انہوں نے کہا: جی ٹھیک ہے۔ پس موسیٰ اور خضر علیہما السلام دونوں ساحل سمندر پر چلنے لگے، ان کے پاس سے ایک کشتی گزری، انہوں نے ان سے بات کی کہ وہ انہیں اس پر سوار کر لیں۔ انہوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا تو انہوں نے ان دونوں کو بغیر کرائے کے سوار کر لیا تو خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ نکال دیا، تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: ان لوگوں نے ہمیں بغیر کرائے کے کشتی پر سوار کیا اور آپ نے ان کی کشتی چیر ڈالی۔ تاکہ آپ اس کے سواروں کو غرق کر دیں۔ آپ نے یہ بڑا ناگوار کام کیا۔" انہوں نے کہا: "کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔" انہوں نے کہا: میں جو بات بھول گیا تھا اس پر آپ میرا مواخذہ نہ کریں اور میرے معاملے میں تنگی نہ کریں۔"

ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ، فَبَيْنَمَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ وَإِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى (أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا) (الكهف: ٧٤-٧٥)

پھر وہ دونوں کشتی سے اتر گئے، اس اثنا میں کہ وہ دونوں ساحل پر چل رہے تھے کہ وہاں ایک لڑکا دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا تو خضر علیہ السلام نے اسے سر سے پکڑا اور اس کو اپنے ہاتھ سے (گردن سے) اکھاڑ کر اسے قتل کر دیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے انہیں کہا: آپ نے ایک بے گناہ شخص کو کسی جان کے بدلے کے بغیر قتل کر دیا، آپ نے ایک انتہائی ناپسندیدہ کام کیا۔

قَالَ وَهَذِهِ أَشَدُّ مِنَ الْأُولَى (قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ) (الكهف: ٧٦-٧٧) يَقُولُ: مَائِلٌ فَقَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهِ هَكَذَا (فَأَقَامَهُ) فَقَالَ لَهُ مُوسَى: قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُضَيِّفُونَا وَلَمْ يُطْعِمُونَا (لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا) (الكهف: ٧٧-٧٨)

انہوں نے کہا: کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ اور کہا: یہ (قتل کرنا) تو پہلے کام سے بھی زیادہ سنگین تھا۔ انہوں نے کہا: اگر میں نے اس کے بعد آپ سے کسی چیز کے متعلق پوچھا تو پھر آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں آپ میرا بار بار عذر سن چکے ہیں۔ پس وہ دونوں چلے حتیٰ کہ جب وہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان سے مہمان نوازی کا مطالبہ کیا تو انہوں نے انکار کر دیا، ان دونوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو کہ بس گرنے ہی والی تھی تو انہوں (خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے) اسے سیدھا کر دیا، تو

موسیٰ علیہ السلام نے انہیں کہا: یہ ایسے لوگ ہیں کہ ہم ان کے پاس آئے اور انہوں نے ہماری مہمان نوازی کی نہ ہمیں کھانا مہیا کیا۔ اگر آپ چاہتے تو اس پر اجر / مزدوری لے سکتے تھے۔ انہوں نے کہا: اب میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے، اور تم نے جس پر صبر نہ کیا میں اس کی تاویل کے متعلق تمہیں بتاتا ہوں۔"[1]

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((يَرْحَمُ اللهُ مُوسَى لَوَدِدْنَا أَنَّهُ كَانَ صَبَرَ حَتَّى يَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَخْبَارِهِمَا)). قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْأُولَى كَانَتْ مِنْ مُوسَى نِسْيَانٌ قَالَ وَجَاءَ عُصْفُورٌ حَتَّى وَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ ثُمَّ نَقَرَ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا نَقَصَ عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللهِ إِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنَ الْبَحْرِ)). قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَكَانَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَأُ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ موسیٰ (علیہ السلام) پر رحم فرمائے، ہم نے چاہا کہ اگر وہ صبر کرتے حتیٰ کہ ان دونوں کے اخبار ہمیں بیان کر دیے جاتے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پہلی بار (پوچھنا) موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے بھول جانے کی وجہ سے تھا۔" اور فرمایا: "ایک چڑیا ان کے پاس آئی حتیٰ کہ کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی۔ پھر اس نے سمندر میں چونچ ماری، تو خضر علیہ السلام نے ان سے کہا: میرے علم اور تمہارے علم نے اللہ کے علم سے صرف اتنی کمی کی ہے جو کہ اس چڑیا نے سمندر (کے پانی) سے کمی کی ہے۔ (یعنی نا تو چڑیا کے چونچ مارنے سے سمندر کے پانی میں کوئی کمی ہوئی ہے اور نا ہی میرے اور تیرے علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی کمی ہوئی ہے)" سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، وہ یعنی: ابن عباس رضی اللہ عنہما پڑھا کرتے تھے: "ان کے آگے ایک بادشاہ تھا وہ ہر اچھی کشتی پر غاصبانہ قبضہ کر لیا کرتا تھا۔" اور وہ یہ بھی پڑھتے تھے: رہا وہ لڑکا (جسے خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا) تو وہ کافر تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَرَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ أَبَا مُزَاحِمٍ السَّمَرْقَنْدِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ يَقُولُ حَجَجْتُ حَجَّةً وَلَيْسَ لِي هِمَّةٌ إِلَّا أَنْ أَسْمَعَ مِنْ سُفْيَانَ

امام زہری نے اس حدیث کو عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ عن ابن عباس عن ابی بن کب عن النبی ﷺ کی سند سے بیان کیا ہے۔ اور ابو اسحق ہمدانی نے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن ابی بن کعب کی سند سے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ابو مزاحم سمرقندی کو سنا وہ فرماتے تھے میں نے علی بن مدینی کو سنا وہ کہتے ہیں کہ

يَذْكُرُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ الْخَبَرَ حَتَّى سَمِعْتُهُ يَقُولُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَقَدْ كُنْتُ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ سُفْيَانَ مِنْ قَبْلِ ذَلِكَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْخَبَرَ.

میں نے حج کیا تو میں نے صرف یہی ارادہ کیا کہ میں سفیان سے اس حدیث میں جو واقعہ ہے اس کا بیان سنوں حتیٰ کہ میں نے ان کو سنا وہ فرماتے تھے حدثنا عمرو بن دینار کہ عمرو بن دینار نے ہم کو بیان کیا۔ اور میں اس سے پہلے سفیان سے یہ سن چکا تھا اور اس میں انہوں نے اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا تھا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميد: ١٦٩، ابن عدي في الكامل: ٦١/١، الطبري في تفسيره: ٢٧٨/١٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۲۲، صحیح مسلم: ۲۳۸۰، سنن ابو داود: ٤٧٠٧، وسنن نسائی کبریٰ: ۱۱۳۰۷، ۱۱۳۰۸، مسند احمد : ٢١١١٤، صحيح ابن حبان: ٦٢٢٠

فوائد الحدیث: سورۃ الکہف میں مذکور یہ واقعہ بالتفصیل حدیث الباب میں بیان ہو گیا ہے اس میں بہت سی نصائح موجود ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱۔ انسان کو ہمیشہ اپنی صلاحیتوں پر فخر و غرور کرنے کی بجائے، اللہ تعالیٰ کی طرف ان کی نسبت کرنی چاہیے اور ہر وقت باری تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی پیروی کرنی چاہیے خواہ اس کی حکمت سمجھ آئے یا نہ آئے وحی الٰہی (قرآن وحدیث) کو اپنی عقل کے تابع کر کے نہیں سمجھنا چاہیے۔

۳۔ جہاں تک ممکن ہو سکے مظلوم اور حق دار کی مدد کرنی چاہیے۔

۴۔ یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ کامل واکمل علم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کا ہے، اپنے بندوں میں سے وہ جس کو جتنا چاہے عطا فرما دے، وہ بس اتنا ہی علم رکھتا ہے جتنا اس کو بتایا اور سکھایا گیا اس سے زیادہ نہیں خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔

۵۔ تلامذہ کو اپنے اساتذہ سے علم سیکھنے کے لیے ان کی خدمت میں وقت گزارنا چاہیے، آج کے ٹیوشن سسٹم کی وجہ سے علم کی وہ برکت ہی ختم ہو گئی ہے جو اس کی خاصیت تھی اس لیے گھر گھر جا کر قرآن وحدیث کی تعلیم دینے والوں کو اس طرف توجہ دینی چاہیے، لوگوں کو مساجد کی طرف راغب کریں اور مسجدوں کو تعلیم و تعلّم سے آباد کریں، جب سے مساجد سے ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم ختم ہو گئی ہے مسجدیں بھی بے آباد ہو گئیں اور آئندہ نسلیں بھی بے نماز ہو گئی ہیں، الا ماشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ رزق کے دروازے کھول دے گا، آپ اللہ تعالیٰ کے گھر آباد کریں اللہ تعالیٰ آپ کے گھروں کو آباد کر دے گا، (ان شاء اللہ)

۶۔ اساتذہ کو بھی اپنے طلبہ کی تسلی اور تشفی کروانے کے لیے پیار محبّت اور دلائل کے ساتھ بالتفصیل علم سکھانا چاہیے، محض خانہ پُری نہیں کرنی چاہیے۔

۷۔ حدیث الباب کی سند میں امام سفیان (بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ) اپنے استاد، عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت عنعنہ بیان کرتے ہیں لہٰذا امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کو شوق اور خواہش ہوئی کہ میں اس حدیث کو امام سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدثنا یا اخبرنا کے صراحت کے صیغہ کے ساتھ سنوں تو وہ خصوصی طور حج کے موقعہ پر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ اس سے محدثین کا حدیث رسول ﷺ سے محبّت اور اس کے حصول کے لیے لازوال جدوجہد و قربانیوں کا ثبوت ملتا ہے۔ رحمهم الله تعالیٰ

۸۔ قرآن مجید اور حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا خضر علیہ السلام بھی نبی تھے جو لوگ ان کی نبوت کا انکار کر کے انہیں ولی ثابت کرتے ہیں تاکہ ولایت کا درجہ نبوت سے بھی افضل قرار دیا جائے، جیسا کئی لوگوں نے "امامت" کو "نبوت" سے اعلیٰ سمجھ لیا تو ان کا موقف درست نہیں۔

۹۔ سیدنا خضر علیہ السلام وفات پا چکے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے خبردار کیا کہ اس وقت جو بھی ذی روح روئے زمین پر موجود ہے سو سال کے بعد یہ زندہ نہیں رہے گا۔ (مسلم ۲/۳۱۰، کتاب فضائل الصحابہ)

لہٰذا سیدنا خضر علیہ السلام اس وقت دنیاوی زندگی کے ساتھ دنیا میں موجود نہیں۔

۱۰۔ جو لوگ سیدنا خضر علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں ان کی پانیوں پر حکومت ہے اور انہیں خوش کرنے کے لیے بطور نذرانہ نہروں اور دریاؤں میں پیسے پھینکتے ہیں ان کا عقیدہ باطل ہے۔

3150: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَبَّاسِ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْغُلَامُ الَّذِي قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ يَوْمَ طُبِعَ كَافِرًا)).

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ لڑکا جسے خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا وہ کافر پیدا ہوا تھا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ظلال الجنة: ١٩٤-١٩٥، اخرجه البغوي في معالم التنزيل: ٣/١٧٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٣٨٠، سنن ابو داود: ٤٧٠٥، ٤٧٠٦، وسنن نسائی كبرىٰ: ٥٨٤٤، ١١٣٠٧، مسند احمد: ٢١١١٨، صحيح ابن حبان: ٦٢٢١

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو فطرت اسلام پر پیدا کیا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل مولود یولد علی الفطرة (بخاری ص ۱/۱۸۵، کتاب الجنائز)

یہ بچہ کہ جس کو سیدنا خضر علیہ السلام نے قتل کیا ہے، کے متعلق فرمانا کہ طبع یوم طبع کافرا، کا مطلب ہے کہ اس کی فطرت میں کفر رکھا گیا تھا اس نے بلوغت کے بعد، شعور کی زندگی میں بھی اسلام کی طرف راغب نہیں ہونا تھا، چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا اس لیے اسے قتل کروا دیا تاکہ وہ اپنے مومن والدین کے لیے سرکشی اور کفر کا باعث نہ بن جائے۔

(۲) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ مخلص ایمان دار ہوں، اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے ان کی حفاظت فرماتے ہیں۔

(۳) یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن آدمی پر جب بھی کوئی مصیبت آئے تو اسے صبر کرنا چاہیے ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کے علم میں اس نقصان میں بھی خیر و بھلائی ہو، جسے انسان وقتی طور پر نہیں سمجھ سکتا۔

3151: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرَ لِأَنَّهُ جَلَسَ عَلَى

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان کا نام خضر اس لیے رکھا گیا کہ وہ سفید پوستین پر بیٹھے ہوئے تھے تو وہ ان کے نیچے سبز ہو گئی۔"

فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَاهْتَزَّتْ تَحْتَهُ خَضِرًا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه همام في صحيفته: ١١٤، الطيالسي: ٢٥٤٨، البغوي في معالم التنزيل: ١٧٢/٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٤٠٢، مسند احمد : ٨١١٣، صحیح ابن حبان: ٦٢٢٢

فوائد الحدیث: اس حدیث میں سیّدنا خضر علیہ السلام کے نام "خَضِر" کی وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہے۔ اس مفہوم کی حدیث صحیح بخاری کتاب الانبیاء میں بھی موجود ہے۔

3152: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ الْجَزَرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يُوسُفَ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا) (الكهف: ٨٢) قَالَ ((ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ)).

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((اس (دیوار) کے نیچے ان دونوں کا خزانہ تھا)) کی تفسیر میں روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "سونا اور چاندی تھا۔"

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يُوسُفَ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ مَكْحُولٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

ہم کو حسن بن علی الخلال نے حدثنا صفوان بن صالح حدثنا الولید بن مسلم عن یزید بن یوسف الصنعانی عن یزید بن یزید بن جابر عن مکحول کی اسناد سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف جداً) الروض النضير: ٩٤٠، اس میں یزید بن یوسف راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: التاريخ الكبير للبخاري: ٣٦٩/٨، ابن عدی فی الکامل: ٢٧٢٣/٧

فوائد الحدیث: (١) یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن قرآن مجید میں اس کی صراحت موجود ہے کہ اس دیوار کے نیچے خزانہ مدفون تھا جس کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے دو نبیوں کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ اس دیوار کو تعمیر کریں۔

(٢) یہ بھی ثابت ہوا کہ آدمی کی نیکی کے اثرات اس کی اولاد تک بھی پہنچتے ہیں اس لیے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد کا مستقبل اچھا ہو اور ہمارے فوت ہونے کے بعد انہیں پریشانی نہ ہو بلکہ ان کی معاش کا مسئلہ بھی حل ہو تو پھر ہمیں اپنے آپ کو صحیح عقیدے کا حامل اور قرآن و حدیث کا عامل بن کر زندگی گزارنی چاہیے تاکہ ہماری اس نیکی اور صالحیت کا فائدہ ہمارے بچوں کو بھی حاصل ہو۔

3153: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ وَاللَّفْظُ لِابْنِ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي السَّدِّ قَالَ ((يَحْفِرُونَهُ كُلَّ يَوْمٍ حَتَّى إِذَا كَادُوا يَخْرِقُونَهُ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمُ ارْجِعُوا فَسَتَخْرِقُونَهُ غَدًا فَيُعِيدُهُ اللهُ كَأَمْثَلِ مَا كَانَ حَتَّى إِذَا

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس دیوار / بند کے بارے میں روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ہر روز اسے کھودتے ہیں حتیٰ کہ جب وہ اسے کھودنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان کا لیڈر کہتا ہے: واپس آجاؤ ہم اسے کل کھودیں گے۔ اللہ اسے اس سے زیادہ مضبوط صورت میں لوٹا دیتا ہے، اور یہ عمل جاری رہتا ہے حتیٰ کہ جب وہ اپنی اس مدت کو پہنچ جائیں گے

بَلَغَ مُدَّتَهُمْ وَأَرَادَ اللهُ أَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمُ ارْجِعُوا فَسَتَخْرِقُونَهُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ، وَاسْتَثْنَى. قَالَ: فَيَرْجِعُونَ فَيَجِدُونَهُ كَهَيْئَتِهِ حِينَ تَرَكُوهُ، فَيَخْرِقُونَهُ فَيَخْرُجُونَ عَلَى النَّاسِ فَيَسْتَقُونَ الْمِيَاهَ وَيَفِرُّ النَّاسُ مِنْهُمْ فَيَرْمُونَ بِسِهَامِهِمْ فِي السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ مُخَضَّبَةً بِالدِّمَاءِ، فَيَقُولُونَ قَهَرْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ وَعَلَوْنَا مَنْ فِي السَّمَاءِ قَسْوَةً وَعُلُوًّا. فَيَبْعَثُ اللهُ عَلَيْهِمْ نَغَفًا فِي أَقْفَائِهِمْ فَيَهْلِكُونَ قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ دَوَابَّ الْأَرْضِ تَسْمَنُ وَتَبْطَرُ وَتَشْكَرُ شَكْرًا مِنْ لُحُومِهِمْ)).

جس کا اللہ نے ارادہ فرمایا ہے کہ وہ انہیں لوگوں پر نکالے تو ان کا سربراہ کہے گا: آجاؤ، تم کل ان شاءاللہ اسے کھود لو گے، وہ ان شاءاللہ کہہ دیتا ہے۔ پس وہ واپس آجائیں گے تو اگلے دن وہ اسے اسی حالت میں پائیں گے جس پر انہوں نے اسے چھوڑا تھا، وہ اسے کھود لیں گے اور لوگوں پر چڑھ دوڑیں گے۔ وہ سب دریاؤں کا پانی پی لیں گے، لوگ ان سے بھاگ جائیں گے وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے تو وہ خون سے رنگین ہو کر واپس آئیں گے۔ وہ کہیں گے: ہم زمین والوں اور آسمان والوں پر غالب آچکے، وہ ازراہ تکبّر یہ بات کریں گے۔ تو اللہ ان کی گدیوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا جس سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! زمین کے جانور ان کا گوشت کھا کھا کر خوب موٹے تازے ہو جائیں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِثْلَ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے اس کی مثل صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٧٣٥، بعض کہتے ہیں یہ قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٠٨٠، مسند احمد : ١٠٦٣٢، صحيح ابن حبان: ٦٨٢٩

فوائد الحدیث: یاجوج ماجوج قوم کے متعلق جاننے کے لیے حدیث نمبر ۲۱۸۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3154: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ مِينَاءَ عَنْ أَبِي سَعْدِ بْنِ أَبِي فَضَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا جَمَعَ اللهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ، نَادَى مُنَادٍ مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلَّهِ أَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ، فَإِنَّ اللهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ)).

سیّدنا ابو سعید بن ابی فضالہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب اللہ قیامت کے دن لوگوں کو ایک ایسے دن میں جمع فرمائے گا جس میں کسی قسم کا کوئی شک ہی نہیں تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: جس نے کسی عمل میں کسی کو شریک ٹھہرایا تو وہ اللہ کو چھوڑ کر کسی اور ہی سے اس کا ثواب طلب کرے، کیونکہ اللہ تو شرک سے سب شرکاء سے زیادہ بے نیاز ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف محمد بن بکر کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه الطبراني في الكبير: ٧٧٨/٢٢، المزي في تهذيب الكمال: ٣٤٤/٣٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٠٣، مسند احمد : ١٥٨٣٨، صحيح ابن حبان: ٤٠٤، ٧٣٤٥، مسند احمد: ٧٩٩٩

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کو انسان کے اعمال میں سے سب سے ناپسندیدہ عمل شرک ہے کہ جس کی وجہ سے آدمی کے دوسرے عمل اور نیکیاں بھی ضائع ہو جاتی ہیں، اور جو شخص شرک کی حالت میں بغیر توبہ کے مر گیا اللہ تعالیٰ نے اس کو بخشنا بھی نہیں۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص کوئی بھی نیکی کرتے ہوئے اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو شریک کر لیتا ہے مثلاً کسی شخص سے دنیاوی مفاد کے لیے یا ریاکاری کرتے ہوئے لوگوں کو دکھانے اور شہرت حاصل کرنے کے لیے نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی قبول نہیں فرماتا، بلکہ قیامت کے دن تمام لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جس کے لیے تم نے یہ عمل کیا تھا اس سے جا کر بدلہ اور جزا لے لو، مجھے تمہارے اس عمل کی بھی کوئی پرواہ نہیں اور جسے تو نے میرا شریک ٹھہرالیا اس سے بھی میں بے نیاز ہوں۔

(۲) انسان کو ہمیشہ عمل ﷲ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کے رسول سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی سُنت کے مطابق کرنے چاہئیں کہ یہی نیکی اور اعمال صالحہ ہیں، باقی سب شرک و بدعت جو نا صرف کہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے بلکہ ان کی نحوست کی وجہ سے دوسرے نیک اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

20- باب وَمِنْ سُورَةِ مَرْيَمَ

سورۂ مریم کی آیات کی تفسیر

3155: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ وَأَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى نَجْرَانَ فَقَالُوا لِي: أَلَسْتُمْ تَقْرَءُونَ (يَا أُخْتَ هَارُونَ) (مريم: ٢٨) وَقَدْ كَانَ بَيْنَ عِيسَى وَمُوسَى مَا كَانَ فَلَمْ أَدْرِ مَا أُجِيبُهُمْ. فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ((أَلَا أَخْبَرْتَهُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يُسَمُّونَ بِأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِينَ قَبْلَهُمْ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ إِدْرِيسَ.

۲۱۵۵۔ سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نجران کی طرف بھیجا، تو انہوں نے مجھے کہا: کیا تم یہ نہیں پڑھتے: "ہارون کی بہن" جب کہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان بہت زیادہ وقفہ ہے؟ مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں انہیں کیا جواب دوں، میں نبی ﷺ کے پاس واپس آیا تو میں نے آپ ﷺ کو بتایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے انہیں یہ کیوں نہ بتایا کہ وہ اپنے سے پہلے انبیاء اور صالحین کے ناموں پر نام رکھتے تھے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے ہم اسے صرف ابن ادریس کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن ابي شيبة: ٥٥١/١٤، البيهقي في دلائل النبوة: ٣٩٢/٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢١٣٥، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٣١٥، مسند احمد : ١٨٢٠١، صحيح ابن حبان: ٦٢٥٠

فوائد الحدیث: (۱) نجران کے عیسائیوں نے سیدہ مریم صدیقہ علیہا السلام کے بھائی ہارون کو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام سمجھ کر اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی کہ یہ نبی ہارون علیہ السلام نہیں تھے بلکہ اس قوم کا نیک اور صالح آدمی ہارون تھا جو مریم صدیقہ کا بھائی تھا، اس لیے کہ وہ لوگ اپنے بچوں کے نام پہلے انبیاء کرام علیہم السلام اور نیک لوگوں کے ناموں پر رکھ لیا کرتے تھے۔

(۲) یہ حدیث دلیل ہے کہ قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے حدیث کو حجّت ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے، دیکھیے صحابی رسول سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی قرآن مجید کی آیت کو سمجھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے پوچھ رہے ہیں۔

3156: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو الْمُغِيرَةِ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ (وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ) قَالَ ((يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَأَنَّهُ كَبْشٌ أَمْلَحُ حَتَّى يُوقَفَ عَلَى السُّورِ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقَالُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ. فَيَسْتَرِيبُونَ.

وَيُقَالُ يَا أَهْلَ النَّارِ. فَيَسْتَرِيبُونَ. فَيُقَالُ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ هَذَا الْمَوْتُ. فَيُضْجَعُ فَيُذْبَحُ، فَلَوْلَا أَنَّ اللهَ قَضَى لأَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَيَاةَ فِيهَا وَالْبَقَاءَ لَمَاتُوا فَرَحًا، وَلَوْلَا أَنَّ اللهَ قَضَى لأَهْلِ النَّارِ الْحَيَاةَ فِيهَا وَالْبَقَاءَ لَمَاتُوا تَرَحًا)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ((وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ)) "ان (کافروں) کو حسرت ناک دن سے ڈرائیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "موت کو لایا جائے گا گویا کہ وہ چتکبرا مینڈھا ہے حتیٰ کہ اسے جنّت اور جہنم کے درمیان دیوار پر کھڑا کیا جائے گا، کہا جائے گا: جنتیو! تو وہ گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے۔

پھر کہا جائے گا: جہنمیو! وہ بھی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے، پھر کہا جائے گا: کیا تم اسے جانتے ہو؟ وہ کہیں گے: جی ہاں، یہ موت ہے، اسے لٹا کر ذبح کر دیا جائے گا، اگر اللہ نے جنّت والوں کے لیے جنّت میں زندہ اور باقی رہنے کا فیصلہ نہ کیا ہوتا تو وہ خوشی کے مارے مر جاتے، اور اگر اللہ نے جہنمیوں کے بارے میں جہنم میں زندہ اور باقی رہنے کا فیصلہ نہ کیا ہوتا تو وہ غم کے مارے مر جاتے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح دون قوله: ((وَلَوْلَا أن الله قضى..))) "اگر اللہ تعالیٰ نے فیصلہ نہ کیا ہوتا...." کے الفاظ کے علاوہ صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٧٣٠، صحيح مسلم: ٢٨٤٩، سنن نسائی کبریٰ: ١١٣١٦

فوائد الحدیث: جب تمام لوگ حشر کے میدان میں اپنے اپنے حسابات سے فارغ ہو کر اپنے آخری ٹھکانے جنّت یا دوزخ میں چلے جائیں گے تو پھر اس وقت جنتیوں اور دوزخیوں کے سامنے موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا اور اعلان ہوگا کہ اب جنتی ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے جس سے ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوگا۔ اور اس اعلان سے کہ جہنمی، دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اب انہیں موت نہیں آئے گی۔ جہنمیوں کے لیے مزید حسرت، افسوس اور تکلیف کا باعث ہوگا۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۲۵۷ اور ۲۲۵۸ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

3157: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ (وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا)

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((ورفعنه مكانا عليا)) کی تفسیر میں مروی ہے انہوں نے کہا، انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے

(مریم: ٥٧) قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَمَّا عُرِجَ بِي رَأَيْتُ إِدْرِيسَ فِي السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ)).

ہمیں حدیث بیان کی کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی نبی کریم ﷺ سے روایت مروی ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ وَهَمَّامٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثَ الْمِعْرَاجِ بِطُولِهِ وَهَذَا عِنْدَنَا مُخْتَصَرٌ مِنْ ذَاكَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سعید بن ابی عروبہ، ہمام اور کئی ایک نے قتادہ سے انس بن مالک بن صعصعہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے حدیث معراج مکمل بیان کی ہے۔ جبکہ یہ ہمارے ہاں اس سے مختصر ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابويعلى: ٢٩١٤، الطبري في تفسيره: ٩٧/١٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٢٥٠٥، ١٣٧٣٩، صحيح مسلم: ١٦٢

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا ادریس علیہ السلام کے بلند مقام و مرتبے کا بیان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رفیع المرتبت بنایا ہے۔

(۲) بعض لوگوں نے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرح سیّدنا ادریس علیہ السلام کو بھی اٹھائے جانے کے متعلق بیان کیا ہے لیکن اس کی کوئی صریح نص موجود نہیں۔

3158: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِجِبْرِيلَ ((مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا)). قَالَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ﴾ (مریم: ٦٤) إِلَى آخِرِ الآيَةِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا: ”جیسا کہ آپ اب ہماری ملاقات کو آئے ہیں آپ اس سے زیادہ ہم سے ملنے کے لیے کیوں نہیں آتے؟“ تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ﴾ ”ہم (فرشتے) آپ ﷺ کے رب کے حکم ہی سے نازل ہوئے ہیں، جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اسی کی ملک ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ ذَرٍّ نَحْوَهُ.

ہم کو حسین بن حریث نے حدثنا وکیع عن عمر بن ذرّ کی سند سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطبري في تفسيره: ١٠٣/١٦، الطبراني في الكبير: ١٢٣٨٥، الحاكم: ٦١١/٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٢١٨، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٣١٩، مسند احمد: ٢٠٤٣

فوائد الحدیث: فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی آسمانوں سے زمین پر آتے ہیں، وہ کسی معاملے میں بھی اپنی مرضی نہیں کرتے۔

قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ (التحریم:٦)

"یعنی وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے"۔

تو جو فرشتے امام کی قرأت میں سورہ فاتحہ سن کر غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ کے بعد "آمین" کہتے ہیں وہ بھی اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہتے ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ کہے تو تم "آمین" کہو۔ کیونکہ اس وقت فرشتے بھی "آمین" کہتے ہیں اور امام بھی "آمین" کہتا ہے فمن وافق تامینه تامین الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه (بخاری ۱/۱۰۸، کتاب الاذان) "جس شخص کی "آمین" فرشتوں کی "آمین" کے موافق ہوگئی اللہ تعالیٰ اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف فرمادیں گے"۔

3159: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ سَأَلْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا) (مریم: ٧١) فَحَدَّثَنِي أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ، ثُمَّ يَصْدُرُونَ مِنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ، فَأَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ، ثُمَّ كَالرِّيحِ، ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ، ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِي رَحْلِهِ، ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ، ثُمَّ كَمَشْيِهِ)).

سدی نے بیان کیا، میں نے مرہ ہمدانی سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((وإن منكم إلا واردها)) "تم میں سے ہر ایک کو اس (جہنم) پر وارد ہونا ہے۔" کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے مجھے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگ جہنم پر وارد ہوں گے، پھر اپنے اعمال کے حساب سے اس سے نکلیں / روانہ ہوں گے، ان میں سے پہلے بجلی چمکنے کی طرح، پھر ہوا کی طرح، پھر گھوڑا دوڑنے کی طرح، پھر اونٹ پر سوار کی طرح، پھر آدمی کے دوڑنے کی طرح اور پھر آدمی کے پیدل چلنے کی طرح۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ السُّدِّيِّ فَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ شعبہ نے اسے سُدی سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٣١١، اخرجه الدارمي: ٢٨١٣، ابو يعلى: ٥٠٨٩، الحاكم: ٢/٣٧٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٤١٤١

3160: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ (وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا) (مریم: ٧١) قَالَ: يَرِدُونَهَا ثُمَّ يَصْدُرُونَ بِأَعْمَالِهِمْ.

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ((وإن منكم إلا واردها)) کی تفسیر میں بیان کیا: وہ (لوگ) اس پر وارد ہوں گے پھر اپنے اعمال کے مطابق وہاں سے لوٹیں گے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ السُّدِّيِّ بِمِثْلِهِ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ قُلْتُ لِشُعْبَةَ إِنَّ إِسْرَائِيلَ حَدَّثَنِي عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ مُرَّةَ عَنْ

محمد بن بشار نے ہم کو بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے شعبہ کے حوالے سے سدی سے اسی مثل روایت کیا ہے، عبدالرحمٰن نے بیان کیا، میں نے شعبہ سے کہا: اسرائیل نے سدی عن مرہ

عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ شُعْبَةُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنَ السُّدِّيِّ مَرْفُوعًا وَلَكِنِّي عَمْدًا أَدَعُهُ.

عن عبداللہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے، شعبہ نے کہا: میں نے اسے سدی سے مرفوعا سنا، لیکن میں نے اسے عمداً چھوڑ دیا۔

حکم الحدیث: (صحيح موقوف وهو في حكم المرفوع) سیدنا عبداللہ بن مسعود کی یہ تفسیر نبی ﷺ سے منقول تفسیر کے حکم میں ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٤١٢٨، ٤١٤١

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ ہر شخص نے جہنم پر وارد ہونا ہے یعنی وہاں پہنچنا ہے، وارد ہونے سے مراد اس کے اندر داخل ہونا نہیں بلکہ اس کے اوپر سے گزرنا ہے۔ جس کی تفصیل احادیث میں یوں بیان ہوئی ہے کہ جہنم کے اوپر ایک پُل قائم کیا جائے گا جسے پل صراط کہتے ہیں ہر شخص اس پُل پر سے گزرے گا پھر لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق تیزی کے ساتھ وہاں سے گزر جائیں گے مثلاً ہوا کی طرح، بجلی کے چمکنے کی سی تیزی سے یا گھڑ سوار کی طرح وغیرہ وغیرہ۔ بعض پیدل ہوں گے کچھ گزرتے ہوئے زخمی بھی ہوں گے اور کئی ایک جہنم کے اندر بھی گر جائیں گے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے اعمال کا اہتمام کریں جن کے سبب اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سلامت اور تیزی کے ساتھ پُل صراط سے گزار دیں۔ (آمین)

3161: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ: إِنِّي قَدْ أَحْبَبْتُ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ قَالَ فَيُنَادِي فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَنْزِلُ لَهُ الْمَحَبَّةُ فِي أَهْلِ الأَرْضِ فَذَلِكَ قَوْلُ اللهِ ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا﴾ (مريم: ٩٦) وَإِذَا أَبْغَضَ اللهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ إِنِّي قَدْ أَبْغَضْتُ فُلَانًا فَيُنَادِي فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَنْزِلُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الأَرْضِ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے: میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر، وہ آسمان میں اعلان کر دیتا ہے، پھر اس کے لیے زمین والوں کے دل میں محبت ڈال دی جاتی ہے، پس یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا﴾ ”جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے رحمان ان کے لیے (لوگوں کے دلوں میں) محبت ڈال دے گا۔“ اور جب اللہ کسی بندے سے بغض / دشمنی رکھتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے: میں فلاں شخص سے دشمنی رکھتا ہوں، وہ آسمان میں اعلان کر دیتا ہے، پھر زمین (والوں) میں اس کے لیے بغض / دشمنی ڈال دی جاتی ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار سے عن ابیہ عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الضعيفة تحت الحديث: ٢٢٠٧، اخرجه مالك: ٢٠٠٦، عبدالرزاق: ١٩٦٧٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٧٤٨٥، صحيح مسلم: ٢٦٣٧، مسند احمد: ٧٦٢٥، صحيح ابن حبان: ٣٦٤

فوائد الحدیث: (۱)اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی صفت ''محبّت'' کا اثبات ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان دار اور نیک اعمال کرنے والوں سے خود بھی محبّت فرماتے ہیں اور فرشتوں کو بھی اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ فلاں شخص سے محبّت کرو، نیز اس کے لیے یہ محبّت دنیا والوں کے دلوں میں بھی پیدا کر دی جاتی ہے اور لوگ فقط عقیدہ توحید اور اتباع سُنت کی وجہ سے ایسے لوگوں سے محبّت کرتے ہیں جن کے ساتھ ان کی کوئی رشتہ داری، یا کسی قسم کے کوئی مفادات وابستہ نہیں ہوتے بلکہ بعض کو تو دیکھا بھی نہیں ہوتا اور ان سے ملاقات بھی ممکن نہیں ہوتی لیکن انسان ان سے دل و جان سے محبّت کرتا ہے۔

(۲)اسی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے صفت ''غضب'' بھی ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں پر غصے اور ناراض ہوتا ہے اور فرشتے بھی اس سے نفرت کرتے ہیں اور دنیا میں ہر ایمان دار بھی ان سے نفرت و بغض کا اظہار کرتے ہیں۔

3162: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَّابَ بْنَ الأَرَتِّ يَقُولُ: جِئْتُ الْعَاصِ بْنَ وَائِلٍ السَّهْمِيَّ أَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِي عِنْدَهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ. فَقُلْتُ لَا حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ. قَالَ: وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ فَقُلْتُ نَعَمْ. فَقَالَ إِنَّ لِي هُنَاكَ مَالاً وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَ. فَنَزَلَتْ (أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لأُوتَيَنَّ مَالاً وَوَلَدًا) (مریم: ۷۷) الآيَةَ.

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں عاص بن وائل سہمی کے پاس اس کے ذمے اپنے حق کا تقاضا کرنے آیا، اس نے کہا: تم محمد (ﷺ) کا انکار کرو میں تب تمہیں تمہارا حق دوں گا، میں نے کہا: نہیں، حتیٰ کہ تو مر جائے اور پھر تجھے زندہ کر کے اٹھایا جائے، اس نے کہا: میں مر کر دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا؟ میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: وہاں بھی میرے پاس مال اور اولاد ہو گی تو میں وہاں ہی تمہارا حق ادا کروں گا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: ''اس شخص کے بارے میں بتائیں جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور وہ کہتا ہے کہ مجھے مال اور اولاد دی جائے گی۔''

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ نَحْوَهُ.

ہم کو ہناد نے حدثنا ابو معاویۃ عن الاعمش کی سند سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ١٠٥٤، الطبري في تفسيره: ١٦/١٢٠، الطبراني في الكبير: ٣٦٥٠.

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۰۹۱، صحیح مسلم: ۲۷۹۵، وسنن نسائی کبریٰ: ۱۱۳۲۲، مسند احمد: ۲۱۰۶۸، صحيح ابن حبان: ٤٨٨٥

فوائد الحدیث: (۱)جس شخص کو اللہ تعالیٰ دنیا میں مال و دولت یا حکومت و اختیار عطا فرمائیں تو پھر اسے گھمنڈ اور غرور نہیں کرنا چاہیے بلکہ عطیہ خداوندی سمجھ کر اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(۲)ہر آدمی کو دنیا میں ہی دوسروں کے ساتھ اپنے معاملات صاف کر لینے چاہئیں کیونکہ قیامت کے دن انسان اکیلا ہی اللہ کی عدالت میں پیش ہو گا اور اپنی زندگی کا حساب دے گا کوئی مال، اولاد، رشتے دار یا دوست احباب وہاں کام نہیں آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچے گا وہی جس کا عقیدہ درست ہو گا، اعمال رسول اللہ ﷺ کی سُنت کے مطابق ہوں گے اور کسی قسم کے حقوق العباد اس کے ذمہ نہ ہوں گے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

21- باب وَمِنْ سُورَةِ طه

سورۂ طٰہٰ کی آیات کی تفسیر

3163: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي الأَخْضَرِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ أَسْرَى لَيْلَةً حَتَّى أَدْرَكَهُ الْكَرَى أَنَاخَ فَعَرَّسَ ثُمَّ قَالَ ((يَا بِلَالُ اكْلَا لَنَا اللَّيْلَةَ)). قَالَ فَصَلَّى بِلَالٌ، ثُمَّ تَسَانَدَ إِلَى رَاحِلَتِهِ مُسْتَقْبَلَ الْفَجْرِ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ أَحَدٌ مِنْهُمْ، وَكَانَ أَوَّلَهُمُ اسْتِيقَاظًا النَّبِيُّ ﷺ. فَقَالَ ((أَيْ بِلَالُ)). فَقَالَ بِلَالٌ: بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اقْتَادُوا)). ثُمَّ أَنَاخَ فَتَوَضَّأَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ ثُمَّ صَلَّى مِثْلَ صَلَاتِهِ لِلْوَقْتِ فِي تَمَكُّثٍ ثُمَّ قَالَ ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (طٰهٰ: ١٤).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپس لوٹے تو رات کو سفر کیا حتی کہ آپ ﷺ کو نیند آنے لگی تو آپ ﷺ نے رات کے وقت آرام کی غرض سے اونٹ بٹھا دیے پھر فرمایا: ”بلال! آج رات پہرہ دینا۔“ پس سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی، پھر فجر طلوع ہونے کی سمت رخ کر کے اپنی سواری سے ٹیک لگا لی، ان پر نیند غالب آگئی تو وہ سو گئے اور ان میں سے کوئی ایک بھی بیدار نہ ہوا، ان میں سے سب سے پہلے نبی ﷺ بیدار ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلال!“ بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے والدین قربان ہوں! میری روح کو بھی اسی نے پکڑ لیا تھا جس نے آپ ﷺ کی روح کو پکڑ لیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چلو کوچ کرو۔“ پھر آپ ﷺ نے اونٹ بٹھائے وضوء کیا اور نماز کے لیے اقامت ہوئی، پھر آپ ﷺ نے نماز کو اس کے وقت پر پڑھنے کی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھا، پھر یہ آیت پڑھی: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ ”میری یاد کے لیے نماز پڑھو۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَصَالِحُ بْنُ أَبِي الأَخْضَرِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ اس حدیث کو کئی ایک حفاظ نے امام زہری سے سعید بن مسیب کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا اور س میں انہوں نے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔ صالح بن ابی اخضر حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے، یحییٰ بن سعید قطان وغیرہ نے اس کے حفظ کے حوالے سے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٤٦١، ٤٦٣، الارواء ٢٦٣، اخرجه ابو عوانه: ٢/٢٥٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٦٨٠، سنن ابو داود: ٤٣٥، سنن ابن ماجه: ٦٩٧، سنن نسائی: ١/٢٩٥۔ ٢٩٨، مسند احمد: ٩٥٣٤، صحيح ابن حبان: ٢٠٦٩

فوائد الحدیث: (۱) اگر کوئی شخص سو جائے اور نماز کا وقت گزر جائے تو جب بیدار ہو اسی وقت وہ نماز پورے اہتمام اور خشوع خضوع کے ساتھ مکمل ادا کرے۔ سنن نسائی کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے اذان کہلوائی، پھر سنتیں ادا کیں بعد ازاں اقامت کہلوا کر جماعت کروائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص بھول جائے یا سویا رہ جائے تو جب اسے یاد آئے یا نیند سے بیدار ہو تو اسی وقت نماز ادا کرے اس کی نماز کا وہی وقت ہے۔

(۲) نماز کو قضا کرنے کی شرعی طور پر صرف یہی دو صورتیں ہیں: ۱۔ بھول جانا۔ ۲۔ سویا رہ جانا۔

اس کے علاوہ نماز کو جان بوجھ کر لیٹ کرنا کہ میں قضا کر کے پڑھ لوں گا درست نہیں۔ اور پھر لوگوں نے قضا کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ صرف فرض رکعتیں پڑھ لی جائیں۔ یہ بھی ٹھیک نہیں کہ لوگ جان بوجھ کر قضا کر لیتے ہیں کہ ایک تو اپنا کام نمٹا لیا اور دوسرا تھوڑی نماز ادا کر کے فارغ ہو گئے۔ ایسے لوگ شریعت کی پابندی نہیں کرتے بلکہ خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔

(۲) سفر میں نماز جمع کرنا اور قصر کر کے پڑھنا جائز اور درست ہے۔ جیسا کہ "کتاب الصلوٰۃ" میں تفصیل گزر چکی ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

22- باب وَمِنْ سُورَةِ الأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

سورۂ الانبیاء کی آیات کی تفسیر

3164: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْوَيْلُ وَادٍ فِي جَهَنَّمَ يَهْوِي فِيهِ الْكَافِرُ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا قَبْلَ أَنْ يَبْلُغَ قَعْرَهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا: "ویل جہنم میں ایک وادی ہے کافر اس کی گہرائی تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک اس میں گرتا چلا جائے گا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابن لہیعہ کی روایت کے حوالے ہی سے مرفوع جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں ابن لہیعہ اور دراج دونوں ضعیف ہیں۔ التعلیق الرغیب: ۲۲۹/٤

تخریج الحدیث: مسند احمد : ۱۱۷۱۲

فوائد الحدیث: جہنم میں مختلف درجات ہوں گے اور ایک گڑھے کا نام "ویل" ہے وہ اتنا گہرا ہو گا کہ کافر اس میں چالیس سال تک گرتا رہے گا۔

3165: حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى بَغْدَادِيٌّ وَالْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الأَعْرَجُ بَغْدَادِيٌّ. وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَزْوَانَ أَبُو نُوحٍ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلاً قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میرے دو غلام ہیں، وہ مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، خیانت / چوری کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں، میں انہیں برا بھلا کہتا ہوں اور ان کی پٹائی کرتا ہوں، تو میرا ان سے کس طرح

لِي مَمْلُوكَيْنِ يَكْذِبُونَنِي وَيَخُونُونَنِي وَيَعْصُونَنِي وَأَشْتُمُهُمْ وَأَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ أَنَا مِنْهُمْ؟ قَالَ ((يُحْسَبُ مَا خَانُوكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَبُوكَ وَعِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ، وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ دُونَ ذُنُوبِهِمْ كَانَ فَضْلاً لَكَ وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوبِهِمُ اقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ)).

معاملہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”انہوں نے جو تم سے خیانت کی، تمہاری نافرمانی کی اور تم سے جھوٹ بولا اس کا شمار/حساب کیا جائے گا، اور تم نے جو انہیں سزا دی اس کا بھی حساب کیا جائے گا اگر تمہاری سزا ان کے گناہوں کے حساب سے ہوئی تو پھر حساب برابر برابر ہوگا نہ کوئی لین نہ کوئی دین، اور اگر تمہاری سزا ان کے گناہوں سے کم ہوئی تو پھر تمہیں مزید حق دلایا جائے گا، اور اگر تمہارا انہیں سزا دینا ان کے گناہوں سے زیادہ ہوا۔ تو پھر تم سے حق لے کر انہیں بدلہ دیا جائے گا۔“

قَالَ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَعَلَ يَبْكِي وَيَهْتِفُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَمَا تَقْرَأُ كِتَابَ اللهِ (وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ (الانبياء: ٤٧) الآيَةَ. فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَهُمْ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ، أُشْهِدُكَ أَنَّهُمْ أَحْرَارٌ كُلُّهُمْ)).

راوی نے بیان کیا: وہ آدمی ایک جانب ہو گیا اور رونے چلانے لگا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اللہ کی کتاب نہیں پڑھتے: ((وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا)) ”ہم قیامت کے دن انصاف کا ترازو قائم کریں گے اس دن کسی جان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔“ تو اس آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اپنے اور ان کے لیے ان کی مفارقت سے بہتر کوئی چیز نہیں پاتا، میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَزْوَانَ وَقَدْ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَزْوَانَ هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف حدیث عبدالرحمن بن غزوان کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن غزوان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) بعض نے اس کو زہری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٦٤٠١

فوائد الحدیث: قیامت کے دن ہر شخص کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا لہٰذا دنیا میں اپنے اختیارات اور طاقت کی وجہ سے حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے اگر کسی شخص نے کسی بھی مجرم کو اس کے جرم سے زائد سزا دے دی تو قیامت کے دن اسے اس کا بدلہ دینا ہوگا۔ لہٰذا دنیا میں کسی پر بھی ظلم نہیں کرنا چاہیے بلکہ حتی الوسع معاف کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

3166: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابراہیم علیہ السلام نے کبھی کسی چیز کے بارے میں غلط بیانی نہیں کی سوائے تین میں: انہوں نے کہا: ”میں بیمار

اللہ ﷺ ((لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ قَوْلُهُ (إِنِّي سَقِيمٌ) (الصافات: ٨٩) وَلَمْ يَكُنْ سَقِيمًا وَقَوْلُهُ لِسَارَةَ أُخْتِي وَقَوْلُهُ (بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا))). (الانبياء: ٦٣)

ہوں" حالانکہ وہ بیمار نہیں تھے۔ انہوں نے سارہ کے بارے میں کہا تھا: وہ میری بہن ہیں، اور ان کا یہ کہنا: "بلکہ ان کے بڑے نے یہ کیا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٩١٦، اخرجه الطبري في تفسيره: ٣٣/٧١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۳۵۸، صحیح مسلم: ۲۳۷۱، سنن ابو داود: ۲۲۱۲، سنن نسائی کبریٰ: ۸۳۷۳، ۸۳۷٤

فوائد الحدیث: سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے ان تین افعال کو جو جھوٹ کہا گیا ہے تو یہ فقط ظاہر کی بنا پر ہے ورنہ یہ بھی حقیقت میں جھوٹ نہیں ہیں، ایسی صورت کو "توریہ" اور "تعریض" کہا جاتا ہے جس میں آدمی اس انداز سے کلام کرے کہ سننے والا اس کے ظاہری الفاظ سے کچھ مفہوم سمجھے جبکہ بولنے والے کے ہاں ان کا مفہوم کچھ اور ہو۔ مثلاً انہوں نے فرمایا:

۱- "انی سقیم" (میں بیمار ہوں) قوم نے سمجھا کہ آپ جسمانی طور پر بیمار ہیں لیکن سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا مقصد تھا کہ میں تمہارے اس شرک اور بت پرستی کی وجہ سے غمزدہ اور پریشان ہوں۔

۲- "اختی" سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنی بیوی سیّدہ سارہ علیہا السلام کو "اختی" (یہ میری بہن ہے) کہنا اس نظریے سے تھا کہ "دینی اعتبار سے یہ میری بہن ہے" جبکہ اس ظالم بادشاہ نے اس کے ظاہری معنی مراد لیے۔

۳- "بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ" (بلکہ یہ کام ان کے بڑے نے کیا ہے) یہ بطور مذاق کے تھا کہ انہیں مشکل کشا اور حاجت روا مانتے ہو تو انہی سے پوچھ لو کہ ان کے ساتھ یہ توڑ پھوڑ والا معاملہ کس نے کیا ہے، جس کی دلیل اس کے بعد والی آیات اور سارا واقعہ ہے۔ اور یہ بات وہ مشرکین اور بت پرست بھی سمجھ گئے اسی وجہ سے تو کہنے لگے لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ ﴿٦٥﴾ (الانبیاء: ٦٥) "ابراہیم! تو تو جانتا ہے کہ یہ بولتے نہیں"۔

3167: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ وَأَبُو دَاوُدَ قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْمَوْعِظَةِ فَقَالَ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللهِ عُرَاةً غُرْلًا)). ثُمَّ قَرَأَ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا﴾ (الانبياء: ١٠٤) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ ((أَوَّلُ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ وَإِنَّهُ سَيُؤْتَى بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ رَبِّ أَصْحَابِي.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ وعظ و نصیحت کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: "لوگو! تم اللہ کے پاس ننگے بدن بے ختنہ جمع کیے جاؤ گے۔" پھر یہ آیت پڑھی: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا﴾ "جس طرح ہم نے پہلی بار پیدا کیا ہم اسی طرح اسے دوبارہ پھر لوٹائیں گے۔" فرمایا: "قیامت کے دن سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے، میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے انہیں بائیں طرف والے جہنمیوں کی طرف پکڑ کر لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا: رب جی! یہ تو میرے ساتھ

والے ہیں"۔

فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ. فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ) (المائدہ: ۱۱۸) فَيُقَالُ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ)).

تو جواب دیا جائے گا: آپ ﷺ نہیں جانتے کہ آپ ﷺ کے بعد انہوں نے دین میں کیا کیا نئے کام جاری کیے تھے: تو میں بھی وہی کہوں گا جو نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا: "میں جب تک ان لوگوں میں رہا تو میں ان کا حال دیکھتا رہا جب تو نے مجھے اوپر اٹھا لیا تو پھر تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے، اگر تو انہیں سزا دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔" تو جواب دیا جائے گا: جب سے آپ ﷺ ان سے جدا ہوئے تو یہ اپنی ایڑیوں کے بل دین سے پھرتے چلے گئے۔"

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ نَحْوَهُ.

محمد بن بشار نے ہم کو حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن المغیرۃ بن نعمان کی سند سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ نَحْوَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام سفیان ثوری نے اسے مغیرہ بن نعمان سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۴۲۳

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ۳۳۴۹، صحيح مسلم: ۲۸۶۰، سنن النسائی: ٤/١١٤ و ١١٧، مسند احمد : ١٩١٣، ٢٠٩٦، صحيح ابن حبان: ٧٣٤٧

فوائد الحدیث: (۱) قیامت کے دن تمام لوگوں کو ننگے بدن اور بغیر ختنے کے اکٹھا کیا جائے گا۔

(۲) سب سے پہلے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا، جو کہ ان کے شرف اور عظمت و شان کی دلیل ہے۔

(۳) بدعتی لوگوں کے حق میں قیامت کے دن سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی سفارش بھی کسی کام نہیں آئے گی۔ اس لیے ہمیں اس دنیا میں ہر قسم کی بدعات سے بچ کر سُنت رسول ﷺ کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیے۔ کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ بدعت کی "سیئہ" (بُری) اور "حسنہ" (اچھی) کی تقسیم کر کے اپنے آپ کو دھوکہ میں مبتلا نہ کریں۔

(۴) رسول اللہ ﷺ کو وفات کے بعد اپنی امت کے حالات و اعمال کا علم نہیں کہ وہ کس حالت میں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟

آپ ﷺ تو اپنی حیات طیبہ میں بھی صرف اپنے سامنے کے حالات کو جانتے تھے یا جو آپ کو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے بتا دیتے تو وفات کے بعد آپ ﷺ کیسے جان سکتے ہیں۔

(۵) "مرتدین" سے مراد منکرین زکوٰۃ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد زکوٰۃ کا انکار کیا اور سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا منکر صرف کافر ہی نہیں بلکہ "مرتد" ہے کہ وہ کلمہ بھی پڑھتا ہے اور اسلام کے بنیادی رکن کا انکار بھی کرتا ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

23- باب وَمِنْ سُورَةِ الْحَجِّ

سورۂ الحج کی آیات کی تفسیر

3168: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَلَكِنَّ عَذَابَ اللهِ شَدِيدٌ﴾ (الحج: ۱-۲) قَالَ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هَذِهِ وَهُوَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ ((أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ ذَلِكَ)). فَقَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾ "لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ بے شک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے۔" اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک۔ ﴿وَلَكِنَّ عَذَابَ اللهِ شَدِيدٌ﴾ "لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔" آپ ﷺ پر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ سفر میں تھے۔ "تم جانتے ہو کہ یہ دن کون سا ہے؟" انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

قَالَ ((ذَلِكَ يَوْمَ يَقُولُ اللهُ لِآدَمَ ابْعَثْ بَعْثَ النَّارِ؟ فَقَالَ يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ تِسْعُمِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ إِلَى النَّارِ وَوَاحِدٌ إِلَى الْجَنَّةِ)). قَالَ: فَأَنْشَأَ الْمُسْلِمُونَ يَبْكُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((قَارِبُوا وَسَدِّدُوا فَإِنَّهَا لَمْ تَكُنْ نُبُوَّةٌ قَطُّ إِلَّا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهَا جَاهِلِيَّةٌ، قَالَ فَيُؤْخَذُ الْعَدَدُ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنْ تَمَّتْ وَإِلَّا كَمُلَتْ مِنَ الْمُنَافِقِينَ، وَمَا مَثَلُكُمْ وَالْأُمَمِ إِلَّا كَمَثَلِ الرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الدَّابَّةِ أَوْ كَالشَّامَةِ فِي جَنْبِ الْبَعِيرِ ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). فَكَبَّرُوا ثُمَّ قَالَ ((إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). فَكَبَّرُوا ثُمَّ قَالَ ((إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). فَكَبَّرُوا: وَلَا أَدْرِي قَالَ الثُّلُثَيْنِ أَمْ لَا.

فرمایا: "یہ وہ دن ہوگا جب اللہ آدم علیہ السلام سے فرمائے گا: جہنم کا جتھا نکالو، وہ عرض کریں گے: رب جی! جہنم کا جتھا کتنا نکالوں؟ وہ فرمائے گا: ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں۔" فرمایا: مسلمان رونے لگ پڑے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میانہ روی اختیار کرو اور راست رو رہو، ہر نبوت سے آگے جاہلیت رہی ہے۔ پس یہ گنتی جاہلیت سے لی جائے گی، اگر پوری ہوگئی تو ٹھیک ورنہ منافقوں سے پوری کی جائے گی، تمہاری اور دوسری امتوں / قوموں کی مثال جانور کے بازو میں سیاہ داغ کی طرح یا اونٹ کے پہلو پر داغ کی طرح ہے،" پھر فرمایا: "مجھے امید ہے کہ جنّت والوں میں سے چوتھائی تعداد تمہاری ہوگی۔" انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا، پھر فرمایا: "مجھے امید ہے کہ ایک تہائی جنتی تم ہوگے،" انہوں نے پھر اللہ اکبر کہا، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: "مجھے امید ہے کہ نصف جنتی تم ہوگے،" انہوں نے پھر اللہ اکبر کہا، راوی نے کہا: میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے دو تہائی کا ذکر کیا یا نہیں؟

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ کئی ایک طرق سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) التعليق الرغيب: ٢٢٩/٤، اس میں ابن جدعان ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند الحمیدی: ٨٣١، مسند احمد: ١٩٨٨٤، جامع البیان: ١٧/١١١، معجم الکبیر للطبرانی: ١٨/٥٤٦

3169: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَتَفَاوَتَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فِي السَّيْرِ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَوْتَهُ بِهَاتَيْنِ الآيَتَيْنِ (يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ) إِلَى قَوْلِهِ (عَذَابَ اللهِ شَدِيدٌ) (الحج: ١-٢) فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ أَصْحَابُهُ حَثُّوا الْمَطِيَّ وَعَرَفُوا أَنَّهُ عِنْدَ قَوْلٍ يَقُولُهُ فَقَالَ ((هَلْ تَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ ذَلِكَ)). قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((ذَاكَ يَوْمٌ يُنَادِي اللهُ فِيهِ آدَمَ فَيُنَادِيهِ رَبُّهُ فَيَقُولُ يَا آدَمُ ابْعَثْ بَعْثَ النَّارِ. فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ، فَيَقُولُ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعُمِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ إِلَى النَّارِ وَوَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ)). فَيَئِسَ الْقَوْمُ حَتَّى مَا أَبْدَوْا ضَاحِكَةً.

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے، دوران سفر چلتے ہوئے آپ ﷺ کے اصحاب آگے پیچھے ہو گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے یہ دونوں آیتیں پڑھیں۔ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ... وَلَكِنَّ عَذَابَ اللهِ شَدِيدٌ)) جب آپ ﷺ کے اصحاب نے اسے سنا تو انہوں نے اپنی سواریاں دوڑائیں اور جان لیا کہ اس موقع پر آپ ﷺ کچھ فرمائیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟" انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ دن ہے کہ اللہ اس روز آدم علیہ السلام کو آواز دیں گے، ان کا رب انہیں آواز دے گا تو فرمائے گا: آدم! جہنمیوں کا جتھا نکالو، وہ عرض کریں گے: رب جی! جہنم کا جتھا کتنا نکالوں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم کے لیے اور ایک جنت کے لیے۔" وہ سب حضرات مایوس ہو گئے حتی کہ ایسے ظاہر ہوا کہ وہ اب کبھی نہ ہنسیں گے۔

فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ الَّذِي بِأَصْحَابِهِ قَالَ ((اعْمَلُوا وَأَبْشِرُوا فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَمَعَ خَلِيقَتَيْنِ مَا كَانَتَا مَعَ شَيْءٍ إِلَّا كَثَّرَتَاهُ: يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَمَنْ مَاتَ مِنْ بَنِي آدَمَ وَبَنِي إِبْلِيسَ)). قَالَ فَسُرِّيَ عَنِ الْقَوْمِ بَعْضُ الَّذِي يَجِدُونَ. فَقَالَ ((اعْمَلُوا وَأَبْشِرُوا فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّامَةِ فِي جَنْبِ الْبَعِيرِ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الدَّابَّةِ)).

جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا: "عمل کرتے رہو، خوش ہو جاؤ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تم دو ایسی مخلوقوں کے ساتھ ہو کہ وہ جس کے ساتھ ہوں گی وہ بڑھ جائیں گی: یاجوج اور ماجوج اور جو اولاد آدم اور اولاد ابلیس سے (کفر) پر مر گیا۔" پس جب حاضرین کی وہ کیفیت جاتی رہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "عمل کرتے رہو اور خوش ہو جاؤ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تم دوسرے لوگوں

کے مقابلے میں بس اس طرح ہو جس طرح اونٹ کے پہلو میں داغ یا جانور کے بازو پر سیاہ داغ۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١٣٤٠، جامع البیان: ١٧/١١١، معجم الکبیر للطبرانی: ١٨/٣٠٧، صحیح ابن حبان: ٧٣٥٤، مستدرک حاکم: ٤/٥٦٨، مسند احمد: ٣٦٦١

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تقویٰ و پرہیز گاری اور آخرت کی فکر کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کس قدر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم کی یہ تعداد یا جوج ماجوج اور کفار سے پوری کی جائے گی تو انہیں حوصلہ ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے جنّت میں ان کی تعداد کی کثرت کے متعلق بیان فرمایا تو وہ خوش ہو گئے اور نعرہ تکبیر بلند کیا۔

(۲) جنّت میں باقی تمام جنتیوں کے مقابلے میں کل تعداد کا دو تہائی حصہ امت محمدیہ کے افراد کا ہو گا، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی ان میں سے اسّی (۸۰) صفیں میری امت کی ہوں گی"۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۵۴۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

(۳) انسان کو کسی بھی لمحے مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ تحقیق کر کے صحیح عقیدے کے ساتھ، سُنّت کے مطابق عمل کرتے رہنا چاہیے، اللہ تعالیٰ عافیت فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

(۴) جس طرح جنّت میں امت محمدیہ کی کثرت ہو گی اس کے بالکل برعکس جہنم میں امت محمدیہ کی تعداد بالکل معمولی ہو گی جس کو رسول اللہ ﷺ نے مثال دے کر سمجھایا ہے کہ جس طرح بالکل سیاہ اونٹ میں سفید تل ہو یا سفید اونٹ میں سیاہ "تل" ہو۔ یا پھر کسی بھی چوپائے کی کہنی میں پیدا ہونے والا نشان۔ جس طرح سارے جسم کے مقابلے میں وہ معمولی ہوتا ہے اسی طرح دوسروں کے مقابلے میں تمہاری تعداد بھی معمولی ہو گی۔

3170: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّمَا سُمِّيَ الْبَيْتُ الْعَتِيقَ لِأَنَّهُ لَمْ يَظْهَرْ عَلَيْهِ جَبَّارٌ)).

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیت اللہ کا "البیت العتیق" اس لیے نام رکھا گیا کہ کسی جابر کو اس پر غلبہ اور قبضہ حاصل نہیں ہوا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث امام زہری کے حوالے سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ہم سے قتیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں لیث نے عقیل عن الزہری کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٣٢٢٢، بعض نے اسے ابن شہاب کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: مسند البزار: ١١٦٥۔ كشف الاستار، تفسير الطبرى: ١٥١/١٧۔١٥٢، مستدرک حاكم: ٢/٣٨٩

فوائد الحدیث: (۱)"العتیق" بیت اللہ کا ایک نام "بیت العتیق" بھی ہے، "عتیق" کا معنی ہے پرانا، قدیم۔ چونکہ روئے زمین پر سب سے پہلا تعمیر کیا جانے والا یہی گھر ہے اس لیے اسے "بیت العتیق" کہتے ہیں۔

(۲)"عتیق" کا ایک معنی آزاد بھی ہے، جس کا مطلب ہے کہ یہ گھر آزاد ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو کوئی حق نہیں کہ وہ لوگوں کو اس میں آنے اور اس کا طواف کرنے سے روکے۔

(۳) حدیث الباب سے بھی یہی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس گھر پر کسی بھی جابر اور ظالم کا قبضہ نہیں ہوا، پہلے بھی جس نے کوشش کی اللہ تعالیٰ نے اسے نیست و نابود کر کے نشان عبرت بنا دیا، آئندہ بھی جو ایسی حرکت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے تباہ و برباد کر دیں گے۔

ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يغزو جيش الكعبة فاذا كانوا ببيداء من الارض يخسف باوّلهم وآخرهم۔ (بخاری ۱/۲۸۴ کتاب البیوع، باب ماذکر فی الاسواق)

"ایک لشکر خانہ کعبے پر حملہ کرنے کے لیے آئے گا جب وہ بیداء کے مقام پر پہنچے گا تو ان کے اول سے آخر تک سب کے سب زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔"

3171: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَإِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الأَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أُخْرِجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَخْرَجُوا نَبِيَّهُمْ لَيَهْلِكُنَّ. فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ﴾ (الحج: ٣٩) الآيَةَ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ سَيَكُونُ قِتَالٌ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ کو مکہ سے نکال دیا گیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہوں نے اپنے نبی کو نکال دیا وہ ہلاک ہو جائیں گے، تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ﴾ "ان لوگوں کو جن سے قتال کیا جاتا رہا کہ وہ مظلوم ہیں اجازت دی گئی، بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔" تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے جان لیا کہ اب عنقریب قتال ہو گا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ مُرْسَلاً لَيْسَ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ عبد الرحمٰن بن مہدی وغیرہ نے سفیان عن الاعمش عن مسلم البطین عن سعید بن جبیر کی سند سے مرسل روایت کیا ہے اس میں عن ابن عباس کا ذکر نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اخرجه الحاكم: ٢/٦٦، الطبراني في الكبير: ١٢٣٣٦

تخریج الحدیث: سنن النسائى: ٦/٢، مسند احمد : ١٨٦٥، صحيح ابن حبان: ٤٧١٠

3172: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ کو مکہ سے نکال دیا گیا تو ایک آدمی نے کہا: انہوں نے اپنے نبی کو نکال دیا،

سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: لَمَّا أُخْرِجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ قَالَ رَجُلٌ: أَخْرَجُوا نَبِيَّهُمْ فَنَزَلَتْ ﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ﴾ (الحج: ٣٩) النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ.

تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ﴾ یعنی نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کو مکہ سے نکال دیا گیا (وہ مظلوم تھے تو اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے)۔

تخریج الحدیث: تفسیر الطبری: ١٧/١٧٢

فوائد الحدیث: (۱) مکہ مکرمہ میں مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے گئے، بعض کو شہید بھی کر دیا گیا، خود رسول اللہ ﷺ بھی کفار کے ظلم وستم سے محفوظ نہ رہ سکے، لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جوابی طور پر اپنے بچاؤ کے لیے بھی ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہ دی تھی حتیٰ کہ ان مظالم سے تنگ آخر کچھ مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے، جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنے دفاع کے لیے لڑنے کی اجازت دے دی۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قتال، لڑائی کی اجازت دینے کے ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرنے پر قادر ہے، تم نے اس بات سے نہیں گھبرانا کہ مقابلے میں سارے عرب کا کفر اور یہودی بھی ہیں بلکہ تمہیں اپنے رب تعالیٰ کی طاقت وقوت پر بھروسہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے لڑائی کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔

(۳) بعد ازاں پھر اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے عمومی جہاد کی اجازت بھی دے دی گئی۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

24- باب وَمِنْ سُورَةِ الْمُؤْمِنُونَ

سورۂ المومنون کی آیات کی تفسیر

3173: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ يُونُسَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ سُمِعَ عِنْدَ وَجْهِهِ كَدَوِيِّ النَّحْلِ فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ يَوْمًا فَمَكَثْنَا سَاعَةً فَسُرِّيَ عَنْهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: ﴿اللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَأَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَأَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَآثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَأَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا﴾. ثُمَّ قَالَ ﷺ ((أُنْزِلَ عَلَيَّ عَشْرُ آيَاتٍ مَنْ أَقَامَهُنَّ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ کے چہرے کے پاس شہد کی مکھی کی بنبناہٹ سی سنی جاتی تھی، ایک روز آپ ﷺ پر وحی نازل کی گئی ہم نے تھوڑی دیر انتظار کیا آپ ﷺ سے وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے قبلہ رخ ہو کر ہاتھ بلند کیے اور فرمایا: ﴿اللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَأَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَأَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَآثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَأَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا﴾ "اے اللہ! ہمیں بڑھاتے رہنا اور ہمیں کم نہ کرنا، ہمیں عزت عطا کرنا اور ہمیں رسوا نہ کرنا، ہمیں عطا کرنا اور ہمیں محروم نہ رکھنا، ہمیں غلبہ عطا کرنا اور ہمیں مغلوب نہ کرنا،

دَخَلَ الْجَنَّةَ)). ثُمَّ قَرَأَ (قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ) (المومنون: ١) حَتَّى خَتَمَ عَشْرَ آيَاتٍ.

(ہمیں ترجیح دینا اور دوسروں کو ہم پر ترجیح نہ دینا)۔ ہمیں راضی کر دے اور ہم سے راضی ہو جا۔" پھر فرمایا: "مجھ پر دس آیات نازل کی گئیں۔ جس نے ان پر عمل کیا اور ان کا اہتمام کیا تو وہ جنّت میں داخل ہوگا۔" پھر آپ ﷺ نے (سورۂ المومنون کی دس آیات) پڑھیں: ((قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ)) "مومن فلاح پا گئے۔"

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ يُونُسَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

محمد بن ابان نے بیان کیا، عبدالرزاق نے عن یونس بن سلیم عن یونس بن یزید عن الزہری کی اسناد سے اسی مانند اور اسی معنی میں روایت کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الأَوَّلِ سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ يَقُولُ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ يُونُسَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ پہلی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ میں نے اسحاق بن منصور کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ احمد بن حنبل، علی بن مدینی اور اسحاق بن ابراہیم نے عبدالرزاق عن یونس بن سلیم عن یونس بن یزید عن الزہری کی سند سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَمَنْ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَدِيمًا فَإِنَّهُمْ إِنَّمَا يَذْكُرُونَ فِيهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ وَبَعْضُهُمْ لَا يَذْكُرُ فِيهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ وَمَنْ ذَكَرَ فِيهِ يُونُسَ بْنَ يَزِيدَ فَهُوَ أَصَحُّ وَكَانَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ رُبَّمَا ذَكَرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ يُونُسَ بْنَ يَزِيدَ وَرُبَّمَا لَمْ يَذْكُرْهُ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ يُونُسَ فَهُوَ مُرْسَلٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس نے عبدالرزاق سے پہلے سن رکھا ہے وہ اس میں عن یونس بن یزید ذکر کرتے ہیں جبکہ بعض اس میں یونس بن یزید ذکر نہیں کرتے۔ اور جس نے اس کا ذکر کیا وہ زیادہ صحیح ہے۔ اگر اس کا ذکر نہ کیا جائے تو پھر وہ روایت مرسل ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٢٤٩٤ - التحقيق الثاني، اس میں یونس مجہول راوی ہے۔

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١٤٣٩، مسند احمد : ٢٢٣

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں مذکور مضمون قرآنی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ۔

۱۔ کامیابی صرف اور صرف مومنوں کو ہی حاصل ہوگی کیونکہ حقیقی اور اصلی کامیابی تو آخرت کی کامیابی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (آل عمران: ١٨٥) "جو شخص آگ سے بچا لیا گیا اور جنّت میں داخل کر دیا گیا بے شک وہ کامیاب ہو گیا"۔ دنیا کا مال و متاع، اقتدار و اختیار، انسان کی کامیابی کی دلیل نہیں بلکہ یہ تو دھوکے کا سامان ہے کہ آدمی ان چیزوں کے نشے میں دوسروں پر ظلم و زیادتی کر کے اپنی آخرت کو برباد کر لیتا ہے۔

۲۔ نیز مومنوں کی کچھ نشانیاں اور علامتیں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ وہ اپنی نمازوں میں خشوع خضوع کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ نماز پڑھیں گے تو اس میں خشوع بھی پیدا کریں گے جو شخص بے نماز ہے وہ مومن نہیں ہوسکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا بين العبد وبين الكفر ترك الصلوٰة (ابو داؤد ص ۲/۲۹۵) "بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز چھوڑنا ہے"۔

۲۔ لغویات سے منہ پھیرتے ہیں، یعنی فضول باتوں یا کاموں سے جن کا دین و دنیا میں کوئی فائدہ نہیں سے بچتے ہیں۔

۳۔ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، زکوٰۃ کا منکر بھی مومن نہیں۔ جو انکار نہیں کرتا لیکن ادا بھی نہیں کرتا یا پھر حیلے بہانے سے زکوٰۃ ادا کرنے سے بچ جاتا ہے وہ بھی حقیقتاً منکر ہی ہے۔

۴۔ شرم گاہ کی حفاظت کرتے ہیں۔ یعنی اپنی شرم گاہوں کو ناجائز استعمال نہیں کرتے۔ اور اس کا جائز استعمال صرف دو طرح ہے ایک اپنی بیوی پر، اور دوسرا لونڈی پر۔ آج کل شرعی لونڈیوں کی سہولت میسر نہیں اس لیے صرف ایک ہی طریقہ ہے بیوی والا۔ وہ بھی شریعت محمدیہ کے مقرر کردہ اصول و ضوابط کے مطابق۔

جو شخص اس کے علاوہ کوئی بھی طریقہ اختیار کرتا ہے خواہ اس کو اسلام کا لبادہ اوڑھانے کی ناکام کوشش کی جائے تب بھی وہ حرام، ناجائز اور حدود سے تجاوز ہے، جیسا کہ متعہ اور حلالہ ہے۔ دونوں ہی حرام اور بدکاری کے زمرے میں آتے ہیں۔

۵۔ امانت کی حفاظت کرتے ہیں خواہ وہ امانت مال و دولت یا کسی بھی چیز کی شکل میں ہو یا کسی راز کی بات، یا آخرت کے لحاظ سے اولاد، اپنی جان اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں آنکھ، کان وغیرہ کی صورت میں سب کا جائز استعمال کرے تو امانت داری ہے اگر ناجائز استعمال کرے تو خیانت ہوگی۔

۶۔ عہد اور وعدے کی پاسداری کرتے ہیں۔ خواہ وہ عہد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ہو یا دنیاداری میں دوسرے لوگوں کے ساتھ۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا لا ايمان لمن لا امانة له ولا دين لمن لا عهد له۔ (مسند احمد ص ۳/۱۳۵ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ) "جو شخص امانت دار نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں اور جو عہد کا پکا نہیں اس کا کوئی دین نہیں"۔

۷۔ آخر میں پھر فرمایا کہ "وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں" یعنی اس کے تمام حقوق کے ساتھ ادا کرتے ہیں، وقت پر پڑھنا، سُنت کے مطابق ادا کرنا، اور ساری کی ساری پڑھنا، وغیرہ۔ جن لوگوں میں یہ مذکورہ بالا خوبیاں اور صفات ہوں گی وہی مومن ہیں وہی کامیاب ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی جنتوں کے وارث بنیں گے۔ اللهم اجعلنا منهم

3174: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ النَّضْرِ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ ابْنُهَا حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ أُصِيبَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ أَخْبِرْنِي عَنْ حَارِثَةَ لَئِنْ كَانَ أَصَابَ خَيْرًا احْتَسَبْتُ وَصَبَرْتُ وَإِنْ لَمْ يُصِبِ الْخَيْرَ اجْتَهَدْتُ فِي الدُّعَاءِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي جَنَّةٍ وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الأَعْلَى وَالْفِرْدَوْسُ رَبْوَةُ الْجَنَّةِ وَأَوْسَطُهَا وَأَفْضَلُهَا)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے بیٹے حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شہید ہوگئے تھے اور انہیں ایسا تیر لگا تھا کہ مارنے والے کا پتا نہ تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا: مجھے حارثہ کے بارے میں بتائیں اگر تو اسے خیر حاصل ہوئی ہے تو پھر میں ثواب کی امید رکھتی ہوں اور صبر کرتی ہوں، اور اگر اس کا انجام اچھا نہیں ہوا تو پھر خوب دعا کروں، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "ام حارثہ! جنت میں کئی باغات ہیں اور تمہارا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے۔ فردوس جنّت کا بلند، بہترین

اور افضل حصہ ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث، حسن صحیح غریب ہے۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٨١١-٢٠٠٣، مختصر العلو: ٧٦، اخرجه البيهقي: ١٦٧/٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٨٠٩، وسنن نسائی کبریٰ: ٨٢٣١، ٨٢٣٢، مسند احمد : ١٣٢٠٠، ابن حبان: ٩٥٨

فوائد الحدیث: (۱) جو شخص بھی ایمان واخلاص کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہوتا ہے پھر کسی بھی وجہ سے وہ فوت ہو جاتا ہے مثلاً بخار سے، ہارٹ اٹیک سے، کہیں ڈوب کر یا گر کر یا کسی اندھی گولی وغیرہ سے تو وہ بھی شہید ہے اگرچہ اس کا کسی کافر سے ابھی مقابلہ نہیں ہوا اور نہ ہی وہ کسی کافر کے ہاتھوں قتل ہوا ہے۔

(۲) حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ، بدر کے میدان میں اندھا تیر لگنے سے ہی شہید ہوئے تھے تو ان کی والدہ محترمہ سیّدہ رُبیع بنت نضر رضی اللہ عنہا نے اطمینان قلب کے لیے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ اگر تو وہ بھی شہید ہے تو پھر میرے لیے اطمینان کا باعث ہے میں صبر بھی کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ثواب اور اجر کی امید بھی رکھتی ہوں، اگر خدانخواستہ ایسا نہیں تو پھر میں اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ دعا کرتی ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا بیٹا اعلیٰ ترین جنّت میں ہے۔ جس کا نام "فردوس" ہے۔

(۳) جنّت کے مختلف درجات میں سے فردوس سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاذا سالتم الله فاسألوه الفردوس فانه اوسط الجنة واعلى الجنة (بخاری ص ۱/۳۹۱، کتاب الجہاد) "تم جب بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو اس سے جنۃ الفردوس مانگو، بے شک وہ بہترین اور اعلیٰ جنّت ہے"۔

3175: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ الْهَمْدَانِيِّ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ هَذِهِ الآيَةِ (وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ) (المومنون: ٦٠) قَالَتْ عَائِشَةُ: أَهُمُ الَّذِينَ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُونَ قَالَ ((لَا يَا بِنْتَ الصِّدِّيقِ وَلَكِنَّهُمُ الَّذِينَ يَصُومُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَتَصَدَّقُونَ وَهُمْ يَخَافُونَ أَنْ لَا يُقْبَلَ مِنْهُمْ: أُولَئِكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ)). (المومنون: ٦١)

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت ((وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ)) "جو لوگ دیتے رہتے ہیں جو کہ وہ دیتے ہیں اور ان کے دل کانپتے ہیں۔" کے متعلق پوچھا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا یہ وہ لوگ ہیں جو کہ شراب پیتے اور چوری کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، بنت الصدیق: لیکن یہ وہ لوگ ہیں روزہ رکھتے، نماز پڑھتے اور صدقہ کرتے ہیں اور وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ ان سے قبول نہ کیا جائے گا: وہ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور وہ ان کے لیے سَبقت کرنے والے ہیں۔"

قَالَ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث عبدالرحمٰن بن سعید عن ابی حازم عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض نے اس کو ارسال کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔ اخرجه الحاكم: ٢/٣٩٣، والبغوي في التفسير: ٦/٢٥

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١٩٨، مسند احمد : ٢٥٢٦٣

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق دے انہیں اپنی نیکی پر اترانا اور تکبّر نہیں کرنا چاہیے بلکہ عاجزی وانکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں کسی غلطی یا کوتاہی کی وجہ سے ان کی یہ نیکی رد ہی نہ کر دی جائے۔

(۲) دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ نیکی کرتے ہیں ان کی زیادہ فکر کرنی چاہیے کہ وہ اپنے اس نیک عمل میں کوتاہی نہ کریں تاکہ کہیں وہ رد نہ ہو جائے، جس شخص نے عمل صالح کیا ہی نہیں اس نے تو کیا ہی نہیں لیکن جس نے کیا ہے اس کا بھی قبول نہ ہو تو زیادہ قابل افسوس ہے۔

مثلاً آج کل اگر کوئی شخص خلاف سُنت نماز پڑھ رہا ہو اور اسے سمجھایا جائے تو کئی لوگ کہیں گے کہ جو نماز نہیں پڑھتے ان کی تم فکر نہیں کرتے اور جو پڑھتے ہیں انہیں سمجھاتے اور ان پر اعتراض کرتے ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو اس کا جواب یہی ہے کہ جس نے نہیں پڑھی وہ تو بے نماز ہے ہی۔ لیکن جس نے کام چھوڑا، وضو کیا، وقت صرف کیا، مشقت اٹھائی، اگر اس کی بھی قبول نہ ہوئی تو یہ بھی بے نماز ہے، تو دونوں میں سے زیادہ قابل رحم کون ہے؟ اس لیے ایسے لوگوں کے مشوروں پر کان نہیں دھرنا چاہیے بلکہ اپنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر والا فریضہ ادا کرتے رہنا چاہیے۔

3176: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي شُجَاعٍ عَنْ أَبِي السَّمْحِ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ (وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ) (المومنون: ١٠٤) قَالَ ((تَشْوِيهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتَّى تَبْلُغَ وَسَطَ رَأْسِهِ، وَتَسْتَرْخِي شَفَتُهُ السُّفْلَى حَتَّى تَضْرِبَ سُرَّتَهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا: (وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ) "وہاں (جہنم میں) ان کے چہرے بگڑ جائیں گے۔" فرمایا: "آگ انہیں بھون کر رکھ دے گی اس کا اوپر کا ہونٹ سکڑ جائے گا حتیٰ کہ اس کے سر کے وسط میں پہنچ جائے گا، اور اس کا نچلا ہونٹ ڈھیلا پڑ جائے گا حتیٰ کہ اس کی ناف پر پڑے گا۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں ابی السمح راوی ضعیف ہے۔ دیکھیں حدیث ۲۵۸۷

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١١٨٣٦، شرح السنة للبغوي: ٤٤١٦

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن اس میں مذکورہ آیت سے جہنم کی آگ کی سختی بھی معلوم ہوتی ہے اور اس کا معنی بھی یہی ہے جو اس روایت میں بیان ہوا ہے، یعنی جہنمی انتہا درجہ کے بدصورت ہو جائیں گے۔ اعاذنا اللہ منہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

25- باب وَمِنْ سُورَةِ النُّورِ

سورۂ النور کی آیات کی تفسیر

3177: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الأَخْنَسِ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا، انہوں نے کہا، مرثد بن ابی مرثد نامی شخص مکہ

أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَرْثَدُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ وَكَانَ رَجُلاً يَحْمِلُ الأَسْرَى مِنْ مَكَّةَ حَتَّى يَأْتِيَ بِهِمُ الْمَدِينَةَ قَالَ: وَكَانَتِ امْرَأَةٌ بَغِيٌّ بِمَكَّةَ يُقَالُ لَهَا عَنَاقُ وَكَانَتْ صَدِيقَةً لَهُ، وَإِنَّهُ كَانَ وَعَدَ رَجُلاً مِنْ أُسَارَى مَكَّةَ يَحْمِلُهُ، قَالَ فَجِئْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى ظِلِّ حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ. قَالَ فَجَاءَتْ عَنَاقُ فَأَبْصَرَتْ سَوَادَ ظِلِّي بِجَنْبِ الْحَائِطِ فَلَمَّا انْتَهَتْ إِلَيَّ عَرَفَتْنِي فَقَالَتْ مَرْثَدٌ؟ فَقُلْتُ: مَرْثَدٌ. فَقَالَتْ مَرْحَبًا وَأَهْلاً هَلُمَّ فَبِتْ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ. قَالَ قُلْتُ يَا عَنَاقُ حَرَّمَ اللّٰهُ الزِّنَا. قَالَتْ: يَا أَهْلَ الْخِيَامِ هَذَا الرَّجُلُ يَحْمِلُ أَسْرَاكُمْ.

سے قیدی اٹھا کر مدینہ پہنچایا کرتا تھا، مکہ میں عناق نامی بدکار عورت تھی جو کہ اس کی سہیلی تھی۔ اس نے مکہ کے قیدیوں میں سے ایک شخص سے وعدہ کیا کہ وہ اسے اٹھا کر لے جائے گا۔ انہوں (مرثد) نے کہا میں آیا حتی کہ میں چاندنی رات میں مکہ کی ایک دیوار کے سائے میں پہنچا تو وہ عناق آگئی اس نے دیوار کی جانب / پہلو سے میرے سائے کی سیاہی دیکھ لی، پس جب وہ مجھ تک پہنچ گئی تو اس نے پہچان لیا اور کہا: مرثد؟ میں نے کہا: ہاں۔ مرثد اس نے کہا: خوش آمدید آؤ ہمارے ہاں رات بسر کرو، میں نے کہا: عناق! اللہ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ اس نے کہا: خیموں والو! یہ وہ آدمی ہے جو تمہارے قیدی اٹھاتا ہے۔

قَالَ: فَتَبِعَنِي ثَمَانِيَةٌ وَسَلَكْتُ الْخَنْدَمَةَ فَانْتَهَيْتُ إِلَى كَهْفٍ أَوْ غَارٍ فَدَخَلْتُ فَجَاءُوا حَتَّى قَامُوا عَلَى رَأْسِي فَبَالُوا فَطَلَّ بَوْلُهُمْ عَلَى رَأْسِي وَأَعْمَاهُمُ اللّٰهُ عَنِّي. قَالَ: ثُمَّ رَجَعُوا وَرَجَعْتُ إِلَى صَاحِبِي فَحَمَلْتُهُ وَكَانَ رَجُلاً ثَقِيلاً حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى الإِذْخِرِ فَفَكَكْتُ عَنْهُ كَبْلَهُ فَجَعَلْتُ أَحْمِلُهُ وَيُعِينُنِي حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنْكِحُ عَنَاقًا مَرَّتَيْنِ فَأَمْسَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا حَتَّى نَزَلَتِ ﴿الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ (النور: ٣) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا مَرْثَدُ الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ، فَلَا تَنْكِحْهَا)).

انہوں نے کہا: آٹھ آدمی میرے پیچھے لگ گئے میں نے خندمہ (پہاڑ) کی راہ لی میں ایک غار تک پہنچا اور اس میں داخل ہو گیا، وہ آئے حتی کہ میرے سر پر کھڑے ہو گئے انہوں نے پیشاب کیا ان کا پیشاب میرے سر پر آپڑا اللہ نے انہیں اندھا کر دیا اور وہ مجھے نہ دیکھ سکے، پس جب وہ واپس چلے گئے تو میں بھی واپس گیا اور اپنے اس ساتھی (جس سے وعدہ کیا تھا) کو اٹھایا وہ بھاری آدمی تھا حتی کہ میں اذخر کے مقام پر پہنچا تو میں نے اس کی زنجیریں کھولیں پس میں اسے اٹھانے لگا وہ مجھے تھکا دیتا تھا حتی کہ میں مدینہ پہنچا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، اللہ کے رسول! میں عناق سے شادی کر لوں، (دو بار کہا) رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ "زانی شخص صرف زانی عورت ہی سے شادی کرتا ہے یا مشرک عورت سے، اور زانی عورت سے صرف زانی شخص یا کوئی مشرک شخص ہی شادی کرتا ہے اور مومنوں پر یہ حرام کر دیا گیا ہے۔" تو رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: ”مرثد! ((الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً ... أَوْ مُشْرِكَ)) پس تم اس سے نکاح نہ کرو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن الإسناد) اخرجه الحاكم: ١٦٦/٢، البيهقي: ١٥٣/٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٠٥١، سنن نسائی: ٦/٦٦، شرح مشكل الآثار: ٤٥٥٢

فوائد الحدیث: اس حدیث میں مذکور مفصل واقعہ سے چند ایک نصیحتیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ہر مسلمان کو اپنے تمام تر وسائل اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے ہی استعمال کرنے چاہیے، خواہ وہ مال و دولت ہو، اقتدار و اختیار یا ذاتی طاقت و قوت۔

(۲) ایک مومن مسلمان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر ہر قسم کے تعلقات، قربتیں اور مفادات قربان کر دینے چاہئیں، خواہ اس کی وجہ سے پریشانیاں ہی کیوں نہ آئیں۔

(۳) کسی بھی پاک دامن اور صالح مومن کو کسی بھی مشرکہ یا زانیہ عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں اسی طرح کسی نیک اور پاک دامن عورت کو بھی کسی مشرک یا زانی کے نکاح میں نہیں دینا چاہیے۔ الّا یہ کہ وہ پکی سچی توبہ کر کے پاک دامنی کی زندگی گزارنے لگ جائیں۔

(۴) ان آیات میں شرک کی قباحت کو بیان کرنے اور اس کی شناعت کو واضح کرنے کے لیے زنا جیسے جرم کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کیونکہ زنا ایسا قبیح جرم ہے کہ جو بُرے سے برا آدمی بھی پسند نہیں کرتا خواہ وہ خود ہی اس جرم کا فاعل کیوں نہ ہو لیکن اس کی خواہش ہوگی کہ کسی کو پتہ نہ چلے کہ میں زانی ہوں۔ اور پھر وہ اپنے کسی عزیز یا عزیزہ کے لیے بھی اس فعل کو پسند نہیں کرتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی کہ جیسے تمہیں باقی گناہوں کے مقابلے میں زنا زیادہ بڑا جرم ہے اور تم اسے گوارہ نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ بھی چاہے تو باقی سارے گناہ معاف کر دے لیکن اس نے شرک معاف نہیں کرنا۔

(۵) مشرک اور زانی میں مماثلت یہ ہے کہ جس طرح زانی مرد اپنی جائز بیوی پر خوش نہیں بلکہ وہ کوئی غیر عورت تلاش کرتا ہے اور زانیہ عورت بھی اپنے حلال مرد، خاوند پر راضی نہیں رہتی بلکہ کسی دوسرے مرد کو چاہتی ہے۔ بالکل اسی طرح مشرک مرد اور مشرکہ عورت بھی اپنے ایک خالق و مالک رب تعالیٰ پر راضی نہیں رہتے بلکہ غیر اللہ سے اپنی حاجات کا سوال کرتے ہیں۔

3178: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِي إِمَارَةِ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا فَمَا دَرَيْتُ مَا أَقُولُ فَقُمْتُ مِنْ مَكَانِي إِلَى مَنْزِلِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَقِيلَ لِي: إِنَّهُ قَائِلٌ فَسَمِعَ كَلَامِي فَقَالَ لِي ابْنَ جُبَيْرٍ ادْخُلْ مَا جَاءَ بِكَ إِلَّا حَاجَةٌ، قَالَ: فَدَخَلْتُ فَإِذَا هُوَ مُفْتَرِشٌ بُرْدَعَةَ رَحْلٍ لَهُ

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں لعان کرنے والے جوڑے کے بارے میں مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا ان دونوں کے درمیان علیحدگی کرا دی جائے گی؟ مجھے پتا نہ چلا کہ میں کیا جواب دوں، میں اپنے گھر سے اٹھا اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر گیا ان سے اجازت طلب کی تو مجھے بتایا گیا: کہ وہ قیلولہ کر رہے ہیں پس انہوں نے میرا کلام سن لیا تو مجھے کہا: ابن جبیر؟ اندر آجاؤ تم کسی کام ہی سے

فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُتَلَاعِنَانِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ نَعَمْ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ سَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ أَحَدَنَا رَأَى امْرَأَتَهُ عَلَى فَاحِشَةٍ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ إِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى أَمْرٍ عَظِيمٍ قَالَ: فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ الَّذِي سَأَلْتُكَ عَنْهُ قَدِ ابْتُلِيتُ بِهِ فَأَنْزَلَ اللهُ هٰذِهِ الْآيَاتِ فِي سُورَةِ النُّورِ.

آئے ہوگے، میں اندر گیا تو دیکھا کہ وہ کجاوے کے نیچے اونٹ کی پیٹھ پر ڈالا جانے والا کمبل وغیرہ بچھائے اس پر لیٹے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا: ابو عبدالرحمٰن! کیا لعان کرنے والے جوڑے کے درمیان علیحدگی کرادی جائے گی؟ انہوں نے کہا: سبحان اللہ، ہاں، اس بارے میں سب سے پہلے فلاں بن فلاں نے پوچھا تھا وہ نبی ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے بتائیں کہ اگر ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کو بے حیائی کی حالت میں دیکھتا ہے تو وہ کیا کرے؟ اگر وہ کوئی بات کرتا ہے تو وہ امر عظیم کے متعلق بات کرتا ہے، اور اگر وہ خاموش رہتا ہے تو ایک امر عظیم پر خاموشی اختیار کرتا ہے۔ پس نبی ﷺ خاموش رہے اور اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد وہ جب نبی ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا: جس نے آپ ﷺ سے وہ مسئلہ پوچھا تھا وہ خود ہی اس میں مبتلا ہو گیا ہے۔ تب اللہ نے سورۃ النور میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

(وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ) (النور: ٦) حَتَّى خَتَمَ الْآيَاتِ قَالَ فَدَعَا الرَّجُلَ فَتَلَاهُنَّ عَلَيْهِ وَوَعَظَهُ وَذَكَّرَهُ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ. فَقَالَ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا. ثُمَّ ثَنَّى بِالْمَرْأَةِ وَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَأَخْبَرَهَا أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ فَقَالَتْ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا صَدَقَ. فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ثُمَّ ثَنَّى بِالْمَرْأَةِ فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

((وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ . . .)) ”وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس اپنے علاوہ کوئی اور گواہ نہ ہو تو ان کی گواہی یہ ہے کہ وہ (شوہر) چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ وہ سچا ہے۔“ آپ ﷺ نے اس شخص کو بلایا اور اسے یہ آیات پڑھ کر سنائیں، اسے وعظ و نصیحت کی اور سمجھایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلے میں انتہائی معمولی ہے۔ اس نے کہا: نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں نے اس پر جھوٹ نہیں باندھا۔ پھر آپ ﷺ نے اس عورت کی طرف رخ موڑ کر اسے وعظ و نصیحت کی اور اسے سمجھایا، اور اسے بتایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے مقابلہ میں انتہائی معمولی ہے۔ اس نے بھی یہی کہا، نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے! اس نے سچ نہیں کہا، پس آپ ﷺ نے آدمی سے آغاز کیا، اس نے چار بار اللہ کی قسم اٹھائی کہ وہ سچا ہے اور

پانچویں بار کہا: اللہ کی اس پر لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہو، پھر عورت کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے چار بار اللہ کی قسم اٹھائی کہ وہ جھوٹا ہے، اور پانچویں بار کہا: اللہ کا اس پر غضب ہو اگر وہ سچا ہو، پھر آپ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان علیحدگی کرا دی۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۱۲۰۲۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٧٤٥، صحیح مسلم: ٤٩٢، مسند احمد: ٢٢٨٣٠صحیح مسلم: ١٤٩٣، سنن نسائی: ١٧٥/٦-١٧٦، مسند احمد : ٤٦٩٣

3179: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَرِيكِ بْنِ السَّحْمَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْبَيِّنَةَ وَإِلاَّ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ)). قَالَ: فَقَالَ هِلَالٌ يَا رَسُولَ اللهِ إِذَا رَأَى أَحَدُنَا رَجُلاً عَلَى امْرَأَتِهِ أَيَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((الْبَيِّنَةَ وَإِلاَّ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ)). قَالَ فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ وَلَيُنْزِلَنَّ فِي أَمْرِي مَا يُبَرِّءُ ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ (وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ) (النور: ٦) فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ (وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ) (النور: ٩)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے پاس شریک بن سحماء کے حوالے سے اپنی بیوی پر بہتان لگایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گواہ پیش کرو ورنہ تم پر حد قائم کی جائے گی۔" ہلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو حالت غیر میں دیکھے تو وہ گواہ تلاش کرتا پھرے، رسول اللہ ﷺ یہی فرماتے رہے: "گواہ پیش کرو ورنہ تم پر (قذف کی) حد (اسّی کوڑے) نافذ کی جائے گی۔" ہلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں بالکل سچا ہوں میرے بارے میں ایسا حکم نازل ہوگا جو کہ مجھے حد سے بچا لے گا۔ پس یہ آیات نازل ہوئیں: ((وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ... مِنَ الصَّادِقِينَ))

قَالَ: فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمَا فَجَاءَا فَقَامَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ)). ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ (أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ) قَالُوا لَهَا إِنَّهَا مُوجِبَةٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَسَتْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ سَتَرْجِعُ فَقَالَتْ: لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ.

نبی ﷺ فارغ ہوئے تو ان دونوں کو بلا بھیجا، وہ دونوں آگئے تو ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور گواہی دی (قسم اٹھائی) جبکہ نبی ﷺ فرما رہے تھے: "اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم میں سے کوئی توبہ (رجوع) کرتا ہے۔" پھر وہ عورت کھڑی ہوئی تو اس نے گواہی دی، جب پانچویں بار ہوئی (تو اس نے کہا) کہ اللہ کا اس پر غضب ہو اگر وہ سچا ہو تو انہوں (حاضرین) نے اسے کہا: یہ واجب کر دینے

والی ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس نے تھوڑا سا پس و پیش سے کام لیا اور توقف کیا حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ (اپنے لعان والے موقف سے) رجوع کر لے گی۔ لیکن اس نے کہا: میں ہمیشہ کے لیے اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی۔

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَبْصِرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ بْنِ السَّحْمَاءِ)). فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لَكَانَ لَنَا وَلَهَا شَأْنٌ)).

نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے دیکھنا اگر تو وہ ایسے بچے کو جنم دے جو کہ سرمگیں آنکھوں والا، بھاری سرین والا اور بھری ہوئی پنڈلیوں والا ہو تو پھر وہ شریک بن سحماء کا ہو گا۔“ پس اس نے اسی طرح کے بچے کو جنم دیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر اللہ عزوجل کی کتاب میں پہلے سے (لعان کا) حکم نہ ہوتا تو ہمارا اور اس کا معاملہ الگ ہی ہوتا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ وَهَكَذَا رَوَى عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے حدیث ہشام بن حسان سے۔ اور اسی مانند عباد بن منصور نے اس حدیث کو عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور ایوب نے اسے عکرمہ سے مرسل روایت کیا ہے اور اس میں ابن عباس کا ذکر نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٢٧٤٠، الحاكم: ٢/٢٠٢، البيهقي: ٧/٣٩٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٦٧١، سنن ابو داود: ٢٢٥٤، ٢٢٥٦، سنن ابن ماجه: ٢٠٦٧، مسند احمد : ٢١٣١

فوائد الحدیث: باب کی دونوں حدیثوں میں ایک جیسا مسئلہ ہی بیان ہوا ہے۔ جسے شرعی اور اصطلاحی زبان میں ”لعان“ کہا جاتا ہے، اس کے متعلق تمام تر تفصیلات اور طریقہ حدیث نمبر ۱۲۰۲ کے فوائد میں بیان کیا گیا ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

3180: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهِ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِيَّ خَطِيبًا فَتَشَهَّدَ وَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ ((أَمَّا بَعْدُ! أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي أُنَاسٍ أَبَنُوا أَهْلِي وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ قَطُّ وَأَبَنُوا بِمَنْ وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَطُّ وَلَا دَخَلَ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ وَلَا غِبْتُ فِي سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِي فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: ائْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ أَضْرِبَ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میرے معاملے میں جو کچھ بیان کیا گیا مجھے اس کا پتا نہ تھا رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد فرمانے کھڑے ہوئے تو خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے، پھر فرمایا: ”امابعد! مجھے ان لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میرے اہل پر تہمت لگائی اللہ کی قسم! مجھے تو اپنے اہل کے بارے میں برائی کا قطعاً کوئی علم نہیں اور انہوں نے جس کے متعلق تہمت لگائی ہے تو اللہ کی قسم! اس کے متعلق مجھے قطعاً کسی برائی کا کوئی علم نہیں، اور وہ میری موجودگی ہی میں میرے گھر آتا ہے اور جب

أَعْنَاقَهُمْ.

میں سفر پر ہوتا ہوں تو بھی وہ میرے ساتھ ہی سفر پر ہوتا ہے۔" پس سعد بن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں کہ میں ان کی گردنیں اڑادوں۔

وَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ مِنْ رَهْطِ ذَلِكَ الرَّجُلِ فَقَالَ كَذَبْتَ أَمَا وَاللهِ أَنْ لَوْ كَانُوا مِنَ الأَوْسِ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ تُطْرَبَ أَعْنَاقُهُمْ حَتَّى كَادَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِي الْمَسْجِدِ، وَمَا عَلِمْتُ بِهِ، فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ ذَلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي وَمَعِي أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ، فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ لَهَا: أَيْ أُمَّ تَسُبِّينَ ابْنَكِ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا أَيْ أُمَّ تَسُبِّينَ ابْنَكِ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا فَقُلْتُ لَهَا أَيْ أُمَّ تَسُبِّينَ ابْنَكِ فَقَالَتْ وَاللهِ مَا أَسُبُّهُ إِلَّا فِيكِ. فَقُلْتُ فِي أَيِّ شَأْنِي؟ قَالَتْ فَبَقَرَتْ إِلَيَّ الْحَدِيثَ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ هَذَا قَالَتْ نَعَمْ.

خزرج میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا، ام حسان بن ثابت اس آدمی کے قبیلے سے تھیں، تو اس نے کہا: تم جھوٹ کہتے ہو، سنو، اللہ کی قسم! اگر وہ لوگ اوس قبیلے سے ہوتے تو تم کبھی بھی ان کی گردنیں اڑانا پسند نہ کرتے حتیٰ کہ قریب تھا کہ اوس و خزرج کے درمیان مسجد ہی میں شر و فساد پیدا ہو جاتا، مجھے اس کا علم نہ تھا، جب اس دن شام ہوئی تو میں اپنے کسی کام کی غرض سے باہر گئی جبکہ ام مسطح میرے ساتھ تھیں انہیں ٹھوکر لگی تو انہوں نے کہا: مسطح ہلاک ہو جائے، میں نے کہا: اے ماں! تم اپنے ہی بیٹے کو برا بھلا کہتی ہو، وہ خاموش ہو گئیں، پھر انہیں دوسری بار ٹھوکر لگی تو انہوں نے کہا: مسطح ہلاک ہو جائے، تو میں نے کہا کہ اے ماں! تم اپنے ہی بیٹے کو برا بھلا کہتی / بد دعا دیتی ہو۔ جب انہیں تیسری بار ٹھوکر لگی تو انہوں نے پھر کہا کہ مسطح تو ہلاک ہو جائے۔ تو میں نے انہیں ڈانٹ کر کہا: اے ماں! تم اپنے ہی بیٹے کو برا بھلا کہہ رہی ہو۔ انہوں نے کہا، اللہ کی قسم! میں آپ ہی کی خاطر اسے برا بھلا کہہ رہی رہوں میں نے کہا: میرا کیا مسئلہ ہے؟ پھر انہوں نے ساری بات مجھے واضح کی تو میں نے کہا: یہ معاملہ تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

وَاللهِ! لَقَدْ رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي وَكَأَنَّ الَّذِي خَرَجْتُ لَهُ لَمْ أَخْرُجْ: لَا أَجِدُ مِنْهُ قَلِيلاً وَلَا كَثِيرًا وَوُعِكْتُ فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَرْسِلْنِي إِلَى بَيْتِ أَبِي فَأَرْسَلَ مَعِي الْغُلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ أُمَّ رُومَانَ فِي السُّفْلِ وَأَبُو بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ، فَقَالَتْ أُمِّي مَا جَاءَ بِكِ يَا بُنَيَّةُ قَالَتْ: فَأَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيثَ فَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي، قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ خَفِّفِي عَلَيْكِ الشَّأْنَ، فَإِنَّهُ وَاللهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ حَسْنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ

اللہ کی قسم! میں اپنے گھر واپس آگئی، میں جس کام کے لیے گھر سے گئی تھیں گویا کہ میں باہر گئی ہی نہیں تھی۔ میں نے اس میں سے قلیل یا یا نہ کثیر اور مجھے بخار ہو گیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، مجھے میرے والد کے گھر چھوڑ آئیں پس آپ ﷺ نے میرے ساتھ لڑکا بھیجا، میں گھر کے اندر گئی تو میں نے ام رومان رضی اللہ عنہا کو نچلی سطح پر پایا جبکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ گھر کے اوپر قرآن پڑھ رہے تھے، میری ماں نے کہا: پیاری بیٹی! کیسے آنا ہوا؟ میں نے سارا واقعہ انہیں بتا دیا، تو انہیں اس سے وہ تکلیف نہ پہنچی

يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا حَسَدْنَهَا وَقِيلَ فِيهَا، فَإِذَا هِيَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي، قَالَتْ: قُلْتُ: وَقَدْ عَلِمَ بِهِ أَبِي قَالَتْ نَعَمْ. قُلْتُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَتْ نَعَمْ. وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ أَبُو بَكْرٍ صَوْتِي وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَنَزَلَ فَقَالَ. لِأُمِّي: مَا شَأْنُهَا قَالَتْ بَلَغَهَا الَّذِي ذُكِرَ مِنْ شَأْنِهَا. فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ: أَقَسَمْتُ عَلَيْكِ يَا بُنَيَّةُ إِلَّا رَجَعْتِ إِلَى بَيْتِكِ. فَرَجَعْتُ

جو کہ مجھے پہنچی تھی، انہوں نے کہا: پیاری بیٹی! اپنے اوپر اسے ہلکا جانیں، کیونکہ اللہ کی قسم! جب کسی شخص کے ہاں اتنی حسین جمیل بیوی ہو اور وہ اس سے محبت بھی کرتا ہو اس کی سوکنیں بھی ہوں تو پھر وہ اس سے حسد کرتی ہیں اور اس کے متعلق باتیں بناتی ہیں، پس انہیں اس سے وہ تکلیف نہ پہنچی جو مجھے پہنچی تھی، میں نے کہا: میرے والد کو اس کے متعلق علم ہے، انہوں نے کہا: ہاں، میں نے کہا، اور رسول اللہ ﷺ؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور میں رونے لگی، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے میری آواز سنی جبکہ وہ گھر کے اوپر قرآن پڑھ رہے تھے وہ اترے اور میری ماں سے کہا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا: اس کے معاملے میں جو باتیں ہو رہی ہیں ان کا اسے بھی علم ہو گیا ہے پس ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا: پیاری بیٹی! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تم اپنے گھر واپس چلی جاؤ، پس میں واپس چلی گئی۔

وَلَقَدْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْتِي فَسَأَلَ عَنِّي خَادِمَتِي فَقَالَتْ: لَا وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلَ خَمِيرَتَهَا أَوْ عَجِينَتَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَصْدِقِي رَسُولَ اللهِ ﷺ حَتَّى أَسْقَطُوا لَهَا بِهِ فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللهِ وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَى تِبْرِ الذَّهَبِ الْأَحْمَرِ فَبَلَغَ الْأَمْرُ ذَلِكَ الرَّجُلَ الَّذِي قِيلَ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ! وَاللهِ مَا كَشَفْتُ كَنَفَ أُنْثَى قَطُّ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُتِلَ شَهِيدًا فِي سَبِيلِ اللهِ، قَالَتْ: وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي فَلَمْ يَزَالَا عِنْدِي حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدِ اكْتَنَفَنِي أَبَوَايَ عَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَتَشَهَّدَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ ((أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ إِنْ كُنْتِ قَارَفْتِ سُوءًا أَوْ ظَلَمْتِ فَتُوبِي إِلَى اللهِ فَإِنَّ اللهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ)).

رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور میری خادمہ سے میرے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں تو ان میں کوئی عیب نہیں جانتی بس اتنا ہے کہ وہ (آٹا گوندھتے ہوئے) سو جاتی ہیں حتیٰ کہ بکری آکر ان کا آٹا کھا جاتی ہے، آپ ﷺ کے بعض اصحاب نے اسے ڈانٹا تو کہا: رسول اللہ ﷺ سے سچی بات کرو حتیٰ کہ اسے سخت سست کہا تو اس نے کہا: سبحان اللہ! اللہ کی قسم! میں تو ان کے بارے میں بس اتنا ہی جانتی ہوں جتنا زرگر سرخ سونے کی ڈلی کے بارے میں جانتا ہے، پس یہ بات اس شخص تک بھی پہنچی جس کے متعلق کہا گیا تھا اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے کبھی کسی عورت کا ستر نہیں کھولا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ اللہ کی راہ میں شہید کر دیا گیا، فرمایا: میرے والدین صبح کے وقت میرے پاس آئے اور میرے پاس ہی رہے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے آپ ﷺ عصر کی نماز پڑھ چکے تھے پھر تشریف لائے

میرے والدین میرے دائیں بائیں بیٹھے تھے تو نبی ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی اس کی شان کے مطابق حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: "عائشہ! اگر تم سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو اللہ کے حضور توبہ کرو اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔"

قَالَتْ: وَقَدْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهِيَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ فَقُلْتُ أَلَا تَسْتَحِي مِنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ أَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا. فَوَعَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَالْتَفَتُّ إِلَى أَبِي فَقُلْتُ أَجِبْهُ. قَالَ فَمَاذَا أَقُولُ فَالْتَفَتُّ إِلَى أُمِّي فَقُلْتُ أَجِيبِيهِ. قَالَتْ أَقُولُ مَاذَا فَلَمَّا لَمْ يُجِيبَا تَشَهَّدْتُ فَحَمِدْتُ اللهَ وَأَثْنَيْتُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قُلْتُ أَمَا وَاللهِ لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي لَمْ أَفْعَلْ وَاللهُ يَشْهَدُ إِنِّي لَصَادِقَةٌ مَا ذَاكَ بِنَافِعِي عِنْدَكُمْ لِي لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ وَأُشْرِبَتْ قُلُوبُكُمْ وَلَئِنْ قُلْتُ إِنِّي قَدْ فَعَلْتُ وَاللهُ يَعْلَمُ أَنِّي لَمْ أَفْعَلْ لَتَقُولُنَّ إِنَّهَا قَدْ بَاءَتْ بِهِ عَلَى نَفْسِهَا وَإِنِّي وَاللهِ! مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا قَالَتْ وَالْتَمَسْتُ اسْمَ يَعْقُوبَ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ (فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ). (يوسف: ١٨)

انہوں نے بیان کیا، انصار کی ایک عورت آئی وہ دروازے سے پرے بیٹھی ہوئی تھی، میں نے کہا: آپ کو کوئی چیز بیان کرتے ہوئے اس عورت سے حیا نہیں آتی، رسول اللہ ﷺ نے وعظ فرمایا تو میں نے اپنے والد کی طرف متوجہ ہو کر کہا: انہیں جواب دیں، انہوں نے کہا: میں کیا جواب دوں؟ میں نے اپنی ماں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: آپ انہیں جواب دیں، انہوں نے کہا: میں کیا جواب دوں؟ انہوں نے بیان کیا، جب ان دونوں نے کوئی جواب نہ دیا تو میں نے کہا، سنو، اللہ کی قسم! اگر میں تمہیں بتاؤں کہ میری کوئی غلطی نہیں جبکہ اللہ گواہ ہے کہ میں سچی ہوں تو اس کا تمہارے ہاں مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، کیونکہ تم اس بارے میں بات چیت کر چکے ہو اور یہ بات تمہارے دلوں میں سرایت کر چکی ہے۔ اور اگر میں کہوں کہ ہاں مجھ سے غلطی ہوئی ہے حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو تم ضرور کہو گے کہ اس نے اس کا اقرار کر لیا ہے۔ اللہ کی قسم! میں اپنے اور تمہارے لیے کوئی مثال نہیں پاتی، انہوں نے کہا: میں نے یعقوب (علیہ السلام) کا نام تلاش کیا لیکن میں اس پر (بولنے کی) قدرت نہ پا سکی سوائے اس کے کہ ابو یوسف کہہ پائی، جس وقت انہوں نے کہا: "پس صبر ہی اچھا ہے، اور تم جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔"

قَالَتْ وَأُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ سَاعَتِهِ فَسَكَتْنَا فَرُفِعَ عَنْهُ وَإِنِّي لَأَتَبَيَّنُ السُّرُورَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ يَمْسَحُ جَبِينَهُ وَيَقُولُ ((أَبْشِرِي يَا عَائِشَةُ فَقَدْ أَنْزَلَ اللهُ بَرَاءَتَكِ)). قَالَتْ وَكُنْتُ أَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِي أَبَوَايَ قُومِي إِلَيْهِ. فَقُلْتُ لَا وَاللهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُهُ

انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر اسی وقت وحی نازل ہوئی پس ہم خاموش ہو گئے، آپ ﷺ سے وہ کیفیت ختم ہوئی اور میں آپ ﷺ کے چہرے پر خوشی پہچان گئی، آپ ﷺ اپنی پیشانی صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: "عائشہ! خوش ہو جاؤ اللہ نے تمہاری براءت نازل فرما دی۔" انہوں نے بیان

وَلَا أَحْمَدُ كُمَا وَلَكِنْ أَحْمَدُ اللهَ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَاءَتِي لَقَدْ سَمِعْتُمُوهُ فَمَا أَنْكَرْتُمُوهُ وَلَا غَيَّرْتُمُوهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ أَمَّا زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللهُ بِدِينِهَا فَلَمْ تَقُلْ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا أُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي يَتَكَلَّمُ فِيهِ مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ يَسْتَوْشِيهِ وَيَجْمَعُهُ وَهُوَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ هُوَ وَحَمْنَةُ.

کیا: میں سخت غصے میں تھی میرے والدین نے مجھے کہا: آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوں، میں نے کہا، نہیں، اللہ کی قسم! میں ان کی خدمت میں پیش ہوں گی نہ آپ ﷺ کا شکریہ ادا کروں گی اور نہ ہی آپ دونوں کا، میں تو اللہ کا شکر ادا کروں گی جس نے میری براءت نازل فرمائی۔ پس تم نے اسے سنا تو تم نے اس پر اعتراض کیا نہ تم نے اسے معیوب قرار دیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں: رہیں زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اللہ نے ان کے دین کی وجہ سے انہیں بچا لیا، انہوں نے کلمہ خیر ہی کہا، رہی ان کی بہن حمنہ (رضی اللہ عنہا) تو وہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہی ہلاک ہوئی، اس موضوع پر بات کرنے والوں میں مسطح رضی اللہ عنہ بھی تھے اور عبداللہ بن ابی منافق بھی تھا یہی وہ ہے جو اس موضوع پر بات کرتا اور اسے پھیلاتا تھا اسی نے اس میں بڑا کردار ادا کیا اور اس کے ساتھ حمنہ تھیں۔

قَالَتْ فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ لَا يَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ أَبَدًا فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى هَذِهِ الْآيَةَ (وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ (أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ) يَعْنِي مِسْطَحًا إِلَى قَوْلِهِ (أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَاللهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ) (النور: ٢٢) قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلَى وَاللهِ يَا رَبَّنَا إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادَ لَهُ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ.

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حلف اٹھایا کہ وہ مسطح کو کبھی فائدہ نہیں پہنچائیں گے، تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ((وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ ... فِي سَبِيلِ اللهِ)) ”تم میں سے جو مال و دولت والے ہیں وہ قسم نہ اٹھائیں کہ وہ اپنے رشتے داروں، مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں پر خرچ نہیں کریں گے۔“ یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ (قسم نہ اٹھائیں) مسطح رضی اللہ عنہ کے بارے میں۔ ”کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ. وَقَدْ رَوَاهُ يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ وَمَعْمَرٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَائِشَةَ هَذَا الْحَدِيثَ أَطْوَلَ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَأَتَمَّ.

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ضرور، اللہ کی قسم! اے ہمارے رب! ہم پسند کرتے ہیں کہ تو ہمیں بخش دے، پس انہوں نے وہ وظیفہ دوبارہ جاری کر دیا جو وہ مسطح رضی اللہ عنہ کو دیا کرتے تھے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے ہشام بن عروہ کی روایت سے۔ یونس بن یزید اور معمر اور کئی ایک نے زہری عن عروۃ بن الزبیر و سعید بن المسیب و علقمۃ بن وقاص اللیثی و عبید اللہ بن عبد اللہ کی سند سے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کو ہشام بن عروہ کی روایت سے زیادہ طویل اور زیادہ مکمل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٤٩٢٩، البيهقي: ١٠١/٧، عبدالرزاق: ٩٧٤٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٦٦١، صحیح مسلم: ٢٧٧٠، سنن ابو داود: ٤٧٣٥، ٥٢١٩، سنن نسائی کبریٰ: ١١٣٦٠، مسند احمد: ٢٤٣١٧

فوائد الحدیث: ام المومنین سیدہ طیبہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اور منافقین نے جس طرح سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے گھرانے کو نشانہ بنایا اس کی تفصیل تو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی حدیث الباب میں موجود ہے، اس میں سے چند امور واضح ہوتے ہیں۔

۱۔ یہ واقعہ اگرچہ رسول اللہ ﷺ، ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور تمام مخلص مومن مرد اور مومنہ عورتوں کے لیے اذیت ناک تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیات نازل فرما کر مومنوں کے لیے ابدی خوشی کا سامان پیدا کر دیا کہ اب قیامت تک کوئی بھی بد باطن اور دریدہ دھن اب نبوت کے گھرانے پر زبان درازی نہیں کر سکے گا۔

۲۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کے چرچے قیامت تک ہوتے رہیں گے۔

۳۔ منافقین کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے اور ان کی حقیقت مخلص مسلمانوں کے سامنے آشکار ہو گئی۔

۴۔ جو سادہ لوح مسلمان اپنے تمام تر خلوص کے باوجود پراپیگنڈے کا شکار ہو گئے تھے، حد قذف لگ جانے کے بعد وہ اس گناہ سے پاک صاف ہو گئے۔

۵۔ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بلند حوصلگی اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وسعت ظرفی کا پتہ چلتا ہے کہ اتنی اذیت دینے کے باوجود مخلص مسلمانوں کے متعلق ہمدردی کے جذبات رکھتے ہیں۔

۶۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی استقامت واضح ہوتی ہے کہ اتنے شدید پروپیگنڈے کے باوجود ان کے پایہ استقلال میں لغزش نہیں آئی بلکہ وہ چٹان کی طرح اپنے مرشد سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑے رہے۔ رضی اللہ عنهم ورضوا عنه۔

۷۔ قیامت تک کے لیے عقیدہ توحید کی تنقیح کر دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی ہستی عالم الغیب نہیں، حتیٰ کہ سید کل کائنات محمد رسول اللہ ﷺ بھی نہیں۔ اگر امام الانبیاء سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ غیب جانتے ہوتے تو مہینہ بھر پریشان نہ رہتے بلکہ پہلے دن سے ہی اس سازش کی تردید کر دیتے اور حقیقت حال لوگوں کے سامنے بیان کر دیتے، بلکہ اس سے بھی پہلے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پیچھے چھوڑ کر نہ آتے۔ یہ سارا واقعہ اللہ تعالیٰ کی توحید فی الصفات کی واضح دلیل ہے۔

3181: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَ عُذْرِي قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذَلِكَ وَتَلَا الْقُرْآنَ فَلَمَّا نَزَلَ أَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ فَضُرِبُوا حَدَّهُمْ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب میرا عذر نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے، اس کا ذکر کیا اور قرآن کی تلاوت کی، جب آپ ﷺ منبر سے نیچے اترے تو دو آدمیوں اور ایک عورت کے بارے میں حکم دیا تو ان پر حد قائم کی گئی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف محمد بن اسحاق کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه الطبراني في الكبير: ٢٣/٢٦٣، صحيح الترمذي: ٢٥٤٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٤٧٤، سنن ابن ماجه: ٢٥٦٧، مسند احمد : ٢٤٠٦٦، شرح المشكل: ٢٩٦٣

فوائد الحدیث: مہینہ بھر کی اذیت اور تکلیف کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ پر وحی کے ذریعے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت نازل فرمائی اور آئندہ کے لیے زنا کی حد اور تہمت لگانے والوں کے لیے "حد قذف" کا حکم نازل فرمایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان تین مخلص مسلمانوں پر حد قذف قائم کی جن میں دو مرد سیّدنا حسان بن ثابت، سیّدنا مسطح رضی اللہ عنہ اور ایک عورت سیّدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا شامل تھے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

26- باب وَمِنْ سُورَةِ الْفُرْقَانِ

سورۂ الفرقان کی آیات کی تفسیر

3182: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ ((أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)). قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا قَالَ ((أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)). قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ((أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کہ تم اللہ کا شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا فرمایا ہے۔" میں نے عرض کیا، پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس اندیشے کے پیش نظر قتل کرے کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا۔" میں نے عرض کیا، پھر کون سا؟ فرمایا: "یہ کہ تو اپنے ہم سائے کی بیوی کے ساتھ زنا کرے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

محمد بن بشار بندار نے حدثنا عبدالرحمن بن مہدی حدثنا سفیان عن منصور والاعمش عن ابی وائل عن عمرو بن شرحبیل عن عبداللہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مثل روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٢٤٣٧، صحيح ابي داؤد: ٢٠٠٠، اخرجه ابو عوانه: ١/٥٥، البيهقي: ٨/١٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٤٧٧، صحیح مسلم: ٨٦، سنن ابو داود: ٢٣١٠، سنن نسائی: ٧/٨٩، ٩٠، مسند احمد : ٤١٣١، صحیح ابن حبان: ٤٤١٥

3183: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ أَبُو زَيْدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الأَحْدَبِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ قَالَ ((أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ أَجْلِ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ أَوْ مِنْ طَعَامِكَ وَأَنْ تَزْنِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ)). قَالَ وَتَلَا هَذِهِ الآيَةَ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا﴾.

(الفرقان: ٦٨-٦٩)

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اللہ کا شریک مقرر کرے جبکہ اس نے تجھے پیدا فرمایا، یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس لیے قتل کرے کہ وہ تمہارے ساتھ یا تمہارے کھانے میں سے کھائے گا اور یہ کہ تو اپنے ہم سائے کی بیوی کے ساتھ زنا کرے۔“ اور آپ ﷺ نے یہ تلاوت فرمائی: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا﴾ ”وہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے، وہ اس جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو شخص یہ کام کرے گا تو وہ گنہگار ہوگا قیامت کے دن اس کے لیے عذاب بڑھا دیا جائے گا اور وہ اس میں رسوا ہو کر ہمیشہ رہے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ وَالأَعْمَشِ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاصِلٍ لِأَنَّهُ زَادَ فِي إِسْنَادِهِ رَجُلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سفیان عن منصور اور اعمش کی روایت شعبہ عن واصل کی روایت سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ انہوں نے اس کی اسناد میں ایک شخص کا اضافہ کیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. قَالَ وَهَكَذَا رَوَى شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَمْرَو بْنَ شُرَحْبِيلَ.

محمد بن مثنی نے محمد بن جعفر عن شعبہ عن واصل عن ابی وائل عن عبداللہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا: شعبہ نے واصل عن ابی وائل عن عبداللہ کی سند سے اسی طرح روایت کیا اور انہوں نے اس میں شرحبیل کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ٥٠٩٨، ابو نعيم في الحلية: ١٤٦/٤، انظر تحفة الاشراف: ٩٣١١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣١٠، ٤٤٧٤ سنن ابن ماجه: ٢٥٦٧، مسند احمد: ٤١٣١، ٢٤٠٦٦، شرح المشكل: ٢٩٦٣۔ صحيح بخاری: ٤٤٧٧، صحيح مسلم: ٨٦، سنن نسائی: ٧/٨٩، ٩٠، صحيح ابن حبان: ٤٤١٥

فوائد الحدیث: ان احادیث میں تین بڑے گناہوں کا تذکرہ ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی ذات، صفات یا اس کے حقوق میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانا۔

(۲) بھوک کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل کرنا خواہ وہ پیدا ہونے کے بعد ہو یا پیدا ہونے سے پہلے اسے ضائع کرنا۔ کیونکہ ایسا شخص اپنے آپ کو اپنی

اولاد کا رازق سمجھتا ہے حالانکہ رزق دینے والی تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہ اسے بھی رزق دیتا ہے اور اس کی اولاد کو بھی وہی رزق دے گا۔

(۳) اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا، بدکاری ہر حالت میں اور ہر کسی کے ساتھ کبیرہ گناہ ہی ہے لیکن پڑوسی کے گھر میں ایسا معاملہ کرنا اس لحاظ سے زیادہ قبیح ہے کہ ہمسایہ ہی تو اپنے ہمسائے کی عزت، جان و مال کا محافظ تھا اور ان امور میں اسی پر زیادہ بھروسہ اور اعتماد کیا جا سکتا ہے لیکن اگر وہی اس اعتماد کو ٹھیس پہنچائے تو یہ عام زانی کے مقابلے میں زیادہ بڑا مجرم ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

27- باب وَمِنْ سُورَةِ الشُّعَرَاءِ

سورۂ الشعراء کی آیات کی تفسیر

3184: حَدَّثَنَا أَبُو الأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ) (الشعراء: ٢١٤) قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا صَفِيَّةَ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا سَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ((وانذر عشیرتك الاقربین)) "اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈرائیں" تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صفیہ بنت عبدالمطلب!، فاطمہ بنت محمد!، بنو عبدالمطلب! میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آسکوں گا میرے مال میں سے تم جو مانگنا چاہو مانگ لو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَكَذَا رَوَى وَكِيعٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيِّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسی طرح وکیع اور کئی ایک نے اس حدیث کو ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ کی سند سے محمد بن عبدالرحمٰن طفاوی کی حدیث کے مانند روایت کیا ہے۔

رَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

ان میں سے بعض نے ہشام بن عروہ عن ابیہ عن النبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اور اس باب میں سیّدنا علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۳۱۰۔

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۲۰۵، سنن نسائی: ۶/۲۵۰، مسند احمد: ۲۵۰۴۴

3185: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ((وانذر عشیرتك الاقربین)) تو رسول اللہ ﷺ نے

عُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ) (الشعراء: ٢١٤) جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قُرَيْشًا فَخَصَّ وَعَمَّ فَقَالَ ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا، يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِي قُصَيٍّ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِنَّ لَكِ رَحِمًا سَأُبُلُّهَا بِبِلَالِهَا)).

قریش کو جمع کیا اور خاص و عام کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''قریش کی جماعت! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالو، میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، بنو عبد مناف! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، بنو قصی! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالو میں اللہ کے ہاں تمہارے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، بنو عبدالمطلب اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالو، کیونکہ میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، فاطمہ بن محمد! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالو، میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، تمہارا حق قرابت ہے میں اسے ادا کرتا رہوں گا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ يُعْرَفُ مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے موسیٰ بن طلحہ کی حدیث سے پہچانی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

علی بن حجر نے ہم کو حدثنا شعیب بن صفوان عن عبدالملک بن عمیر عن موسیٰ بن طلحہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مانند اسی معنی میں روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٤٨، ابو عوانه: ٩٤/١، الطبراني في الاوسط: ٨٥٠٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٧٥٣، صحیح مسلم: ٢٠٤، سنن نسائی: ٢٤٨/٦، ٢٤٩، مسند احمد: ٨٤٠٢، صحیح ابن حبان: ٦٤٦

3186: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ عَنْ عَوْفٍ عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَيْرٍ حَدَّثَنَا الأَشْعَرِيُّ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ) (الشعراء: ٢١٤) وَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ فَرَفَعَ مِنْ صَوْتِهِ فَقَالَ ((يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ يَا صَبَاحَاهُ)).

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت: ((وانذر عشیرتك الاقربین)) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ کر بلند آواز سے فرمایا: ''بنو عبد مناف! بچو تم پر لشکر حملہ کرنے والا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى. وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَوْفٍ عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حدیث ابو موسیٰ سے غریب ہے۔ بعض نے اسے عوف عن قسامہ بن زہیر کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کیا ہے اور

عَنْ أَبِي مُوسَى وَهُوَ أَصَحُّ ذَاكَرْتُ بِهِ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ فَلَمْ يَعْرِفْهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى.

انہوں نے اس میں عن ابی موسیٰ کا ذکر نہیں کیا اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ میں نے اس کا امام بخاری سے ذکر کیا تو انہوں نے اسے حدیث ابو موسیٰ کے حوالے سے نہیں جانا۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) انظر تحفة الاشراف حديث رقم: ٩٠٢٦

تخریج الحدیث: تفسير الطبرى: ١٩/١٢٠، مسند ابو عوانة: ٢٧١، صحيح ابن حبان: ٦٥٥١

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت کے دن صرف اور صرف انسان کو اس کا صحیح عقیدہ توحید، اعمال صالحہ جو اس نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ادا کیے ہوں گے وہی کام آئیں گے۔ کیونکہ عمل صالح (نیکی) ہے ہی وہ جو آپ ﷺ کی اتباع اور پیروی میں کی جائے۔ کسی بھی بڑی شخصیت سے تعلق اور قرابت داری کچھ کام نہیں آئے گی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد ''آزر'' کا تذکرہ کیا ہے کہ اس کے شرک کی وجہ سے اس کو اپنے نبی بیٹے کی قرابت داری کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ سیدنا نوح علیہ السلام کا بیٹا اپنے باپ کی نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچ سکا۔

سیدنا نوح علیہ السلام کی بیوی اور سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی اپنے اپنے خاوند نبی کی نافرمان تھیں۔ باوجود ان کا اپنے خاوند نبی کی خدمت کرنا، اولاد جننا وغیرہ کے باوجود انہیں نبی کی قرابت داری اور خدمت کوئی فائدہ نہ دے گی بلکہ وہ دوسرے جہنمیوں کے ساتھ دوزخ میں چلی جائیں گی۔

(۲) اسی اصول اور ضابطے کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کے حکم سے سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے سارے خاندان کو جمع کر کے ہر ایک کو نام بنام اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور فرمایا کہ دنیا میں رشتے داری کی بنیاد پر میں تمہارے حقوق ادا کروں گا لیکن قیامت کے دن میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکوں گا، لہٰذا عقیدہ صحیح اپنا لو اور اچھے اعمال کا ذخیرہ کر لو، پھر نجات ہو گی۔

(۳) خصوصی طور پر اپنی پھوپھی سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب اور پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس دنیا میں میرے پاس جو مال ہے اس میں سے جو تم مانگنا چاہتی ہو مانگ لو میں تمہیں دے دوں گا، لیکن آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لیے اس دنیا میں اپنے عقیدے اور اعمال کی اصلاح سے بندوبست کر لو نہ تو میں تمہارے کسی کام آسکوں گا اور نہ ہی میری قرابت تمہیں کچھ فائدہ دے گی۔

(۴) یہ احادیث دلیل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مختار کل نہیں، اس لیے جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ؎

خدا کا پکڑا چھڑائے محمد
محمد کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکدا

انہیں اپنے عقیدے کی اصلاح کر لینی چاہیے اور شرکیہ عقائد سے توبہ کر کے عقیدہ توحید پر گامزن ہو جانا چاہیے۔ کہ ؎

بغیر توحید نجات نہیں ہونی پاویں مریے وچ مدینے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

28- باب وَمِنْ سُورَةِ النَّمْلِ

سورۂ النحل کی آیات کی تفسیر

3187: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَوْسِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مَعَهَا خَاتَمُ سُلَيْمَانَ وَعَصَا مُوسَى، فَتَجْلُو وَجْهَ الْمُؤْمِنِ وَتَخْتِمُ أَنْفَ الْكَافِرِ بِالْخَاتَمِ حَتَّى إِنَّ أَهْلَ الْخِوَانِ لَيَجْتَمِعُونَ فَيَقُولُ هَذَا يَا كَافِرُ وَيَقُولُ هَذَا يَا مُؤْمِنُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جانور نکلے گا اس کے پاس سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی ہوگی، وہ مومن کے چہرے کو روشن کر دے گا اور انگوٹھی / مہر کے ساتھ کافر کی ناک پر مہر لگا دے گا حتیٰ کہ دستر خوان والے جمع ہوں گے تو یہ کہے گا: اے مومن! اور یہ کہے گا: اے کافر!“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ فِي دَابَّةِ الْأَرْضِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے دَابَّةِ الْأَرْضِ کے بارے میں اس طریق کے علاوہ بھی مروی ہے۔

وَفِيهِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَحُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ.

اور اس باب میں ابو امامہ اور حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ١١٠٨، اس میں علی بن زید ضعیف اور اوس بن خالد مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٠٦٦، مسند احمد : ٧٩٣٧

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے، البتہ قرب قیامت جو بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہوں گی ان میں ایک دابۃ الارض بھی ہے، جو لوگوں کے سامنے زمین سے نکلے گا اور لوگوں کے ساتھ باتیں کرے گا۔ یہ بات قرآن مجید کی سورۃ النمل کی آیت نمبر ۸۲ سے بھی ثابت ہے اور کئی ایک احادیث بھی اس کی شاہد ہیں۔

صرف ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں، سیدنا حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انها لن تقوم حتى ترون قبلها عشر آيات فذكر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عيسى ابن مريم عليه السلام ويأجوج ومأجوج وثلاثة خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزيرة العرب وآخر ذالك نار تخرج من اليمن تطرد الناس الى محشرهم (مسلم ۲/ ۳۹۳، کتاب الفتن) ”بے شک قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تم دس نشانیاں دیکھ لو گے، تو آپ ﷺ نے دھواں، دجال، جانور (دابۃ الارض یعنی زمین سے نکلنے والا جانور)، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا، یاجوج ماجوج کا نکلنا اور تین خسف (زمین کا دھنسنا) ایک خسف مشرق میں ہوگا اور ایک خسف مغرب میں، ایک خسف جزیرہ عرب میں ہوگا، پھر آخر میں یمن سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو ان کے محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی“۔

(۲) جب یہ نشانی (دابۃ الارض) ظاہر ہو جائے گی تو پھر توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا، اگر کوئی کافر ایمان لائے گا تو اس کا ایمان قبول نہیں کیا جائے گا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

29- باب وَمِنْ سُورَةِ الْقَصَصِ

سورۂ القصص کی آیات کی تفسیر

3188: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ الأَشْجَعِيُّ هُوَ كُوفِيٌّ اسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلَى عَزَّةَ الأَشْجَعِيَّةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِعَمِّهِ ((قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). فَقَالَ: لَوْلَا أَنْ تُعَيِّرَنِي بِهَا قُرَيْشٌ أَنَّمَا يَحْمِلُهُ عَلَيْهِ الْجَزَعُ لأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾. (القصص: ٥٦)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے کہا: ”لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لو، میں قیامت کے دن اس کے متعلق تمہارے حق میں گواہی دوں گا۔“ انہوں نے کہا: اگر قریش مجھے اس بات پر عار نہ دلاتے کہ گھبراہٹ اور خوف نے اسے اس (کلمہ) کے اقرار پر آمادہ کیا ہے تو میں اس (کلمے کے اقرار) کے ذریعے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا، تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إنك لا تهدی من احببت ولكن الله يهدی من يشاء﴾ ”آپ ﷺ اپنی پسند سے کسی شخص کو ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف یزید بن کیسان کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابوعوانه: ١/١٥، ابن منده: ٣٨، البيهقی فی دلائل النبوة: ٢/٣٤٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٥، مسند احمد : ٩٦١٠، صحيح ابن حبان: ٦٢٧٠

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ پیغمبر اور رسول ﷺ کو لوگوں کی راہنمائی کے لیے مبعوث فرماتے ہیں لہٰذا وہ تمام لوگوں کے متعلق خواہش بھی رکھتے ہیں اور اس کی کوشش بھی کرتے ہیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بن جائیں اور عقیدہ توحید کو قبول کر لیں۔

(۲) سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ ساتھ اپنے قریبی رشتہ داروں کے متعلق بھی اسی تگ و دو میں رہتے۔ چنانچہ آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کے پاس گئے آخر وقت پر بھی اسے عقیدہ توحید کی دعوت دی لیکن اس نے ہدایت کو قبول نہ کیا۔ اور کفر کی حالت میں ہی فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا بہت زیادہ رنج تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مخاطب کر کے سورۃ القصص کی آیت نمبر ۵۶ نازل فرمائی۔

(۳) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ مختار کل نہیں تھے، اگر آپ ﷺ کے پاس اختیار ہوتا تو اپنے چچا کو کلمہ پڑھا لیتے۔

(۴) یہ بھی ثابت ہوا کہ قیامت کے دن نجات کے لیے کوئی نسب، رشتہ داری اور دوسرے تعلقات وغیرہ کام نہیں آئیں گے بلکہ انسان کا عقیدہ توحید اور اعمال صالحہ ہی اس کی نجات کا باعث ہوں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

30- باب وَمِنْ سُورَةِ الْعَنْكَبُوتِ

سورۂ العنکبوت کی آیات کی تفسیر

3189: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ قَالَ: أُنْزِلَتْ فِيَّ أَرْبَعُ آيَاتٍ. فَذَكَرَ قِصَّةً فَقَالَتْ أُمُّ سَعْدٍ أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ اللهُ بِالْبِرِّ وَاللهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتَّى أَمُوتَ أَوْ تَكْفُرَ، قَالَ: فَكَانُوا إِذَا أَرَادُوا أَنْ يُطْعِمُوهَا شَجَرُوا فَاهَا، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي) (العنكبوت: ٨) الْآيَةَ.

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے بارے میں چار آیات نازل ہوئیں: ام سعد نے بیان کیا، کیا اللہ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم نہیں دیا۔ اللہ کی قسم! میں کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی حتیٰ کہ میں مرجاؤں یا پھر تم کافر ہو جاؤ۔ بیان کیا: جب وہ (اہل خانہ) اسے کھانا کھلانا چاہتے وہ اس کے منہ کو کھول کر اس میں (کھانا) ڈالتے، تب یہ آیت نازل ہوئی، ''ہم نے انسان کو حکم دیا کہ وہ اپنے والدین سے اچھا سلوک کریں اور اگر وہ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ شرک کر (تو پھر ان کی اطاعت نہ کر۔)''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۳۰۷۹

تخریج الحدیث: صحيح مسلم، ص: ١٨٧٧، (٤٣)، مسند احمد : ١٥٦٧، صحيح ابن حبان: ٦٩٩٢

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو اس بات کا حکم ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ احسان، نیکی کرو، ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ جب سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کی والدہ نے کہا کہ سعد! دیکھو اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے، میں تیری ماں ہوں تجھے حکم دیتی ہوں کہ تو اسلام چھوڑ دے اور اپنے باپ دادا کے دین پر قائم رہ، لیکن جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات نہ مانی تو ماں کہنے لگی کہ میں نے اس وقت تک کچھ بھی کھانا پینا نہیں جب تک تو اسلام نہ چھوڑ دے اور کھانا پینا چھوڑ دیا، بھوک اور پیاس کی شدت کی وجہ سے جب انہیں غشی کے دورے پڑتے اور وہ بے ہوش ہو جاتیں تو زبردستی ان کا منہ کھول کر انہیں کھلانے پلانے کی کوشش کی جاتی، اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ حکم ارشاد فرمایا کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے لیکن اگر وہ تمہیں شرک، کفر، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پر کوشش (مجبور) کریں تو پھر ان کی بات نہیں ماننی بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہی زندگی بسر کرنی ہے۔

(۲) بعد میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجے میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرمائی اور وہ اسلام کی دولت سے بہرہ ور ہو گئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن ابنہا

(۳) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ اسلام قبول کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی نافرمان تھیں لیکن اپنے معاملے میں مقصد کو حاصل کرنے کے لیے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے کہہ رہی ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تجھے نیکی کرنے کا حکم نہیں دیا (لہٰذا میرے سے نیکی کر، کہ میری بات مان کر اسلام چھوڑ

دے)۔ حالانکہ وہ خود اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھتے ہوئے اسلام قبول نہیں کر رہیں۔

اسی طرح آج بھی کئی لوگ خود حدیث پر عمل نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات صاف انکار کر دیتے ہیں لیکن اپنے مذموم مقاصد (سُنت کی مخالفت والے) کے حصول کے لیے اہل حدیث سے کہیں گے کہ آپ اہل حدیث ہیں اور فلاں حدیث پر عمل کیوں نہیں کرتے۔؟ (اگرچہ یہ بات اہل حدیث کے لیے سعادت والی ہے کہ کم از کم ان کا مخالف یہ تو تسلیم کر رہا ہے کہ اہل حدیث کی ہی ذمہ داری ہے کہ وہ حدیث رسول ﷺ پر عمل کریں۔ حالانکہ امتی تو وہ بھی اسی نبی کے کہلاتے اور اسی کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ لیکن میں یہ بات صرف "بعض الناس" کی چالاکی کو واضح کرنے کے لیے کہہ رہا ہوں)۔

مثلاً: جب کوئی اہل حدیث، ان کی مسجد میں نماز پڑھنے چلا جائے تو اس کو رفع یدین کرنے، سینے پر ہاتھ باندھنے اور اونچی آواز سے "آمین" کہنے سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں، جب انہیں بتایا جاتا ہے کہ یہ تو سُنت ہے اور حدیث سے ثابت ہے تو کہتے ہیں ٹھیک ہے یہ آپ کا مسلک ہے لیکن حدیث میں یہ بھی تو آتا ہے کہ "امام کی اقتدا کرنی چاہیے" لہٰذا جب آپ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھیں تو پھر حدیث پر عمل کرتے ہوئے یہ سارے عمل کریں لیکن جب کسی حنفی امام کے پیچھے نماز پڑھیں تو پھر حدیث پر عمل کرتے ہوئے امام کی اقتدا میں یہ سب اعمال چھوڑ دیں، کیونکہ امام نہیں کر رہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث کا مفہوم یہ نہیں جو عوام کو گمراہ کرنے کے لیے بیان کیا جاتا ہے، ورنہ اس اصول کے تحت تو شاید ان کے اپنے مقتدی بھی اقتدا سے محروم ہی رہیں۔ اس کا تو مطلب ہے کہ نماز میں ارکان کی تبدیلی کے وقت امام کی پیروی کی جائے کسی بھی رکن میں امام سے پہلے داخل نہ ہوا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایسے چالاک لوگوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا جب آپ اہل حدیث امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں تو پھر امام کی اقتدا میں رفع یدین اور آمین بالجھر وغیرہ کرتے ہیں۔ چلو ادھر تو شاید آپ کوشش کر کے اپنے تعصب کی وجہ سے اہل حدیث کے پیچھے نماز نہ پڑھیں لیکن جب حج یا عمرے کے لیے خانہ کعبہ جاتے ہو تو پھر امام کی اقتداء میں یہ سارے عمل کرتے ہو، کیونکہ آئمہ حرمین تو "رفع یدین" بھی کرتے ہیں۔ "سینے پر ہاتھ" بھی باندھتے ہیں اور "آمین بالجہر" بھی پکارتے ہیں۔ فافھم و تدبر

3190: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ) (العنكبوت: ٢٩) قَالَ ((كَانُوا يَخْذِفُونَ أَهْلَ الأَرْضِ وَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ سِمَاكٍ.

سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((وتاتون فی نادیکم المنکر)) "تم اپنی مجلسوں میں گناہ کا ارتکاب کرتے ہو۔" کی تفسیر میں فرمایا: "وہ زمین والوں پر کنکریاں پھینکتے تھے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور ہم اسے حاتم بن ابی صغیرہ عن سماک کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد جدا) اس میں ابو صالح راوی ضعیف ہے۔ اخرجه الحاكم: ٢/٤٠٩

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٦٨٩١

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، حدیث میں مذکور سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر ۲۹ میں سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کے جس فعل بد کا تذکرہ ہوا ہے اس کا مفہوم بڑا وسیع ہے۔ مثلاً، سر عام مجلسوں میں بے حیائی، بدکاری کا ارتکاب کرنا، فخر کے طور پر اپنی مجلسوں میں دوسروں کے سامنے بدکاری کے واقعات کو بیان کرنا، راستے میں بیٹھ کر لوگوں کا مذاق اڑانا، انہیں کنکریاں مارنا، وغیرہ تمام قسم کی برائیاں چونکہ ان میں موجود تھیں لہٰذا وہ ساری بھی مراد ہو سکتی ہیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

31- باب وَمِنْ سُورَةِ الرُّومِ

سورۂ الروم کی آیات کی تفسیر

3191: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَثْمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ فِي مُنَاحَبَةٍ (الم غُلِبَتِ الرُّومُ) (الروم: ١-٢) ((أَلَا احْتَطْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ الْبِضْعَ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِ إِلَى التِّسْعِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ((الٓمٓ غُلبت الروم)) کے بارے میں شرط لگانے کے متعلق فرمایا: ”ابو بکر! تم نے شرط لگانے میں احتیاط کیوں نہ کی، کیونکہ لفظ بضع کا تین سے نو تک پر اطلاق ہوتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث زہری عن عبید اللہ عن ابن عباس کی روایت سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں عبداللہ بن عبدالرحمن الجمحی مجہول راوی ہے۔ الضعیفة: ٣٣٥٤

تخریج الحدیث: شرح المشكل: ٢٩٩٠

3192: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ ظَهَرَتِ الرُّومُ عَلَى فَارِسَ فَأَعْجَبَ ذَلِكَ الْمُؤْمِنِينَ فَنَزَلَتْ (الم غُلِبَتِ الرُّومُ) إِلَى قَوْلِهِ (يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللهِ) (الروم: ٥) قَالَ فَفَرِحَ الْمُؤْمِنُونَ بِظُهُورِ الرُّومِ عَلَى فَارِسَ.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غزوہ بدر کے موقع پر عین اسی وقت رومی فارسیوں پر غالب آگئے تو اس نے مومنوں کو خوش کر دیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی، ((الم غلبت الروم... یفرح المومنون بنصر الله)) پس مومن رومیوں کے فارسیوں پر غالب آنے کی وجہ سے خوش ہوئے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ كَذَا قَرَأَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ (غَلَبَتِ الرُّومُ).

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ نصر بن علی نے اس طرح پڑھا ہے ((غَلَبَتِ الرُّومُ))

حکم الحدیث: (صحیح بما بعده) بعض کہتے ہیں اس میں عطیہ عوفی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: تفسير الطبرى: ٢٠/٢١، ٢١

3193: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْفَزَارِيِّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى (الم غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الأَرْضِ) (الروم: ١، ٣) قَالَ غُلِبَتْ وَغَلَبَتْ كَانَ الْمُشْرِكُونَ يُحِبُّونَ أَنْ يَظْهَرَ أَهْلُ فَارِسَ عَلَى الرُّومِ لأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ أَهْلُ أَوْثَانٍ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُحِبُّونَ أَنْ يَظْهَرَ الرُّومُ عَلَى فَارِسَ لأَنَّهُمْ أَهْلُ كِتَابٍ، فَذَكَرُوهُ لأَبِي بَكْرٍ فَذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ ((أَمَا إِنَّهُمْ سَيَغْلِبُونَ)). فَذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ لَهُمْ فَقَالُوا اجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ أَجَلاً فَإِنْ ظَهَرْنَا كَانَ لَنَا كَذَا وَكَذَا وَإِنْ ظَهَرْتُمْ كَانَ لَكُمْ كَذَا وَكَذَا، فَجَعَلَ أَجَلَ خَمْسِ سِنِينَ فَلَمْ يَظْهَرُوا فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((أَلاَ جَعَلْتَهُ إِلَى دُونٍ قَالَ أُرَاهُ الْعَشْرِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے فرمایا: ((الم . غلبت الروم فی ادنی الارض)) کی تفسیر میں فرمایا: غُلِبَتْ اور غَلَبَتْ فرمایا: مشرک پسند کرتے تھے کہ فارس والے روم والوں پر غالب آئیں کیونکہ وہ اور یہ بتوں کے پجاری تھے، جبکہ مسلمانوں کو پسند تھا کہ روم والے فارس والوں پر غالب آئیں کیونکہ وہ اہل کتاب ہیں، انہوں نے اس کا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ عنقریب غالب آجائیں گے۔'' ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کا ان سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا: ہمارے اور اپنے درمیان وقت مقرر کر لو، اگر ہم غالب آگئے (جیت گئے) تو ہمارے لیے اتنا اور اتنا مال ہوگا، اور اگر تم غالب آگئے تو پھر تمہارے لیے اتنا اور اتنا مال ہوگا۔ انہوں نے پانچ سال کی مدت طے کر لی، لیکن وہ غالب نہ آئے انہوں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اسے (نو کے) قریب تک مقرر کیوں نہ کیا۔'' فرمایا: میرا خیال ہے کہ ''دس تک'' کہا۔

قَالَ: سَعِيدٌ وَالْبِضْعُ مَا دُونَ الْعَشْرِ قَالَ ثُمَّ ظَهَرَتِ الرُّومُ بَعْدُ. قَالَ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (الم غُلِبَتِ الرُّومُ) إِلَى قَوْلِهِ (يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ) (الروم: ١، ٥) قَالَ سُفْيَانُ سَمِعْتُ أَنَّهُمْ ظَهَرُوا عَلَيْهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ.

سعید رحمہ اللہ نے کہا: بضع سے مراد دس سے کم ہے۔ فرمایا: اس کے بعد رومی غالب آگئے، پس یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ((الم. غلبت الروم بنصر الله من يشاء)) سفیان رحمہ اللہ نے کہا: میں نے سُنا کہ وہ ان پر غزوہ بدر کے دن غالب آئے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف سفیان ثوری عن حبیب بن ابی عمرہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه البخاري في تاريخه الكبير ٢/٢٦٢٠، الطبراني في الكبير: ١٢٣٧٧

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١٣٨٩، مسند احمد : ٢٤٩٥

3194: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ نِيَارِ بْنِ مُكْرَمٍ الأَسْلَمِيِّ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿الم غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بِضْعِ سِنِينَ﴾ (الروم: ٤) فَكَانَتْ فَارِسُ يَوْمَ نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ قَاهِرِينَ لِلرُّومِ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُحِبُّونَ ظُهُورَ الرُّومِ عَلَيْهِمْ لأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ أَهْلُ كِتَابٍ وَفِي ذَلِكَ قَوْلُ اللهِ تَعَالَى ﴿يَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾ (الروم: ٤،٥) فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُحِبُّ ظُهُورَ فَارِسَ لأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ لَيْسُوا بِأَهْلِ كِتَابٍ وَلَا إِيمَانٍ بِبَعْثٍ، فَلَمَّا أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى هَذِهِ الآيَةَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضی اللہ عنہ يَصِيحُ فِي نَوَاحِي مَكَّةَ ﴿الم غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بِضْعِ سِنِينَ﴾ (الروم: ١-٤)

نیار بن مکرم اسلمی نے بیان کیا، جب یہ آیت: ﴿الم غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بِضْعِ سِنِينَ﴾ نازل ہوئی تو اس وقت فارس والے رومیوں پر غالب تھے جبکہ مسلمانوں کو رومیوں کو ان پر غالب آنا پسند تھا، کیونکہ یہ اور وہ دونوں اہل کتاب تھے۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾ قریش کو اہل فارس کا غالب آنا پسند تھا کیونکہ وہ دونوں اہل کتاب نہیں تھے اور نہ ہی مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان رکھتے تھے، جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ مکہ کے نواح میں نکل کر یہ آیت پڑھنے لگے: ﴿الم غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بِضْعِ سِنِينَ﴾

قَالَ: نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ لأَبِي بَكْرٍ فَذَلِكَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ زَعَمَ صَاحِبُكُمْ أَنَّ الرُّومَ سَتَغْلِبُ فَارِسًا فِي بِضْعِ سِنِينَ، أَفَلَا نُرَاهِنُكَ عَلَى ذَلِكَ قَالَ بَلَى. وَذَلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الرِّهَانِ فَارْتَهَنَ أَبُو بَكْرٍ وَالْمُشْرِكُونَ وَتَوَاضَعُوا الرِّهَانَ وَقَالُوا لأَبِي بَكْرٍ كَمْ تَجْعَلُ الْبِضْعُ ثَلَاثُ سِنِينَ إِلَى تِسْعِ سِنِينَ، فَسَمِّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ وَسَطًا تَنْتَهِي إِلَيْهِ. قَالَ فَسَمَّوْا بَيْنَهُمْ سِتَّ سِنِينَ قَالَ: فَمَضَتِ السِّتُّ سِنِينَ قَبْلَ أَنْ يَظْهَرُوا فَأَخَذَ الْمُشْرِكُونَ رَهْنَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا دَخَلَتِ السَّنَةُ السَّابِعَةُ ظَهَرَتِ الرُّومُ عَلَى فَارِسَ، فَغَابَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْمِيَةَ سِتِّ سِنِينَ لأَنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ (فِي بِضْعِ سِنِينَ) قَالَ وَأَسْلَمَ عِنْدَ ذَلِكَ نَاسٌ كَثِيرٌ.

تو کچھ قریشیوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ ہمارے اور تمہارے درمیان طے پا گیا، تمہارے صاحب (نبی ﷺ) نے کہا ہے کہ چند سالوں میں روم والے فارس والوں پر غالب آجائیں گے، کیا ہم اس پر آپ سے شرط نہ لگالیں؟ انہوں نے کہا ٹھیک ہے، یہ شرط کی حرمت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ پس ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مشرکوں نے شرط مقرر کر لی، اور انہوں نے شرط کا مال رکھوا دیا۔ انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: تم بضع سے کتنی مدت مراد لیتے ہو، تین سے نو سال تک؟ پس ہمارے اور اپنے درمیان اس کا وسط مقرر کر لو کہ اس کے اختتام تک یہ شرط اپنی مدت کو پہنچ جائے گی۔ پس انہوں نے اپنے درمیان چھ سال کی مدت مقرر کر لی، پس چھ سال گزر گئے اس سے پہلے کہ وہ غالب آتے، پس مشرکوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شرط کا مال لے لیا، جب ساتواں سال شروع ہوا تو رومی فارسیوں پر غالب آگئے، تو

مسلمانوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی چھ سال مدت مقرر کرنے پر مذمت کی، انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ((فی بضع سنین)) (راوی کہتا ہے) اس پر بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ نِيَارِ بْنِ مُكْرَمٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے نیار بن مکرم کی روایت سے۔ اور ہم اسے صرف عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) الضعيفة تحت الحديث: ٣٣٥٤، ابن الاثير في اسد الغابه: ٣٧٤/٥

تخریج الحدیث: شرح المشكل : ٢٩٩١

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی صداقت کے لیے کئی ایک دلائل بیان فرمائے اور اس کے ساتھ ساتھ کئی ایسی زمینی حقیقتیں بھی لوگوں کے سامنے آشکار کیں جو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کی سچائی کی علمبردار تھیں۔ انہی میں ایک سورۃ الروم کے شروع میں کی گئی پیش گوئی بھی ہے۔

جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو اس وقت دو بڑی طاقتیں ایران اور روم کی موجود تھیں، ایرانی، مجوسی، آتش پرست تھے اس لیے مشرکین مکہ کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں جبکہ رومی، اہل کتاب عیسائی ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے ہاں ایرانیوں کے مقابلے میں پسندیدہ تھے۔ چنانچہ رومیوں اور ایرانیوں کی ایک جنگ میں رومیوں کو شکست ہو گئی تو مشرکین مکہ بڑے خوش تھے جبکہ مسلمان پریشان۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ عنقریب چند سالوں میں رومی، ایرانیوں پر غالب آجائیں گے، اب یہ بات بظاہر ناممکن نظر آتی تھی اس لیے مشرکین مکہ مسلمانوں کا تمسخر اڑاتے اور مذاق کرتے تھے۔ جبکہ مسلمانوں کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بات ارشاد فرمائی ہے وہ یقیناً حق ہے اور ایسا ہو کر ہی رہے گا۔ چنانچہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مشرکین مکہ سے شرط لگ گئی کہ چھ سال کے اندر اندر رومی غالب آئیں گے اور ایرانیوں کو شکست ہو گی اس وقت تک ابھی شرط لگانا حرام نہیں ہوا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "بضع" کا لفظ تین سے نو (۹) تک بولا جاتا ہے لہٰذا اس شرط کی مدت چھ نہیں بلکہ نو سال تک ہونی چاہیے۔ تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دوبارہ مشرکین مکہ سے شرط لگائی جس میں مدت بڑھا کر نو سال کر دی اور شرط میں بھی اضافہ کر کے سو اونٹ کر دیے گئے۔

چنانچہ اس مدت کے دوران اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو پھر ایرانی مجوسیوں پر غالب کر دیا جس سے مسلمان خوش اور کفار مکہ شرمندہ و پریشان ہو گئے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شرط کے وہ سو اونٹ وصول کر کے اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ کر دیے تھے۔ قرآن مجید کی اس پیشین گوئی کی صداقت و سچائی دیکھ کر بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے رومیوں کی فتح کے موقعہ پر مسلمانوں کو دوہری خوشی عطا فرمائی کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بدر کے میدان میں فتح عطا فرمائی اور مشرکین مکہ کو شکست ہوئی، اسی دن رومی، ایرانیوں پر غالب آئے تھے۔ اس طرح مسلمانوں کے لیے دو خوشیاں تھیں جبکہ کفار مکہ کو دوہرا صدمہ اور غم تھا، ایک اپنی شکست کا اور دوسرا ایرانیوں کے مغلوب ہو جانے کا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

32- باب وَمِنْ سُورَةِ لُقْمَانَ

سورۂ لقمان کی آیات کی تفسیر

3195: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَبِيعُوا الْقَيْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوهُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوهُنَّ، وَلَا خَيْرَ فِي تِجَارَةٍ فِيهِنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ)). فِي مِثْلِ ذَلِكَ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هَذِهِ الآيَةُ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللهِ﴾ (لقمان: ٦) إِلَى آخِرِ الآيَةِ.

3195: سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گانے والیوں کو بیچو نہ انہیں خریدو اور نہ ہی انہیں (اس کی) تعلیم دو، ان کی تجارت میں کوئی بھلائی نہیں، اور ان کی قیمت حرام ہے۔'' اسی کے مثل آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللهِ﴾ ''بعض آدمی ایسے ہیں جو لہو و لعب کی چیز خریدتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ کر دے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا يُرْوَى مِنْ حَدِيثِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ. وَالْقَاسِمُ ثِقَةٌ وَعَلِيُّ بْنُ يَزِيدَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ الْقَاسِمُ ثِقَةٌ وَعَلِيُّ بْنُ يَزِيدَ يُضَعَّفُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ یہ صرف قاسم عن ابی امامہ کی سند سے مروی ہے۔ قاسم ثقہ جبکہ علی بن یزید حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: قاسم ثقہ ہے جبکہ علی بن یزید ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں حدیث ۱۲۸۶۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢١٦٨، مسند احمد : ٢١٦٩

فوائد الحدیث: (۱) ہر وہ کام اور چیز جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور یاد سے روک دے وہ ''لھو الحدیث'' (غافل کر دینے والی) ہے۔

(۲) جو کام حرام ہو اس کی کمائی بھی حرام ہے لہٰذا کوئی بھی ایسا کاروبار نہیں کرنا چاہیے جس سے شریعت نے منع فرمایا ہے۔ جیسے موسیقی اور گانے بجانے کے آلات یا الیکٹرونکس کا وہ سامان جو فحاشی و بے حیائی پھیلانے کا ذریعہ بنتا ہے جیسے ڈش، ٹی وی، وی سی آر وغیرہ۔

(۳) ایسی شعر و شاعری، لطیفہ بازی اور قصہ گوئی بھی اس میں شامل ہے جو عقیدہ توحید اور سنت کی اہمیت سے آدمی کو غافل کر دے۔ آج کل مذہبی اسٹیج پر بے مقصد بلکہ شرکیہ و بدعی گفتگو کرنے والے مبلغین و واعظین کو اپنے طرز عمل پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

33- باب وَمِنْ سُورَةِ السَّجْدَةِ

سورۂ السجدہ کی آیات کی تفسیر

3196: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ

یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس آیت:

بْنُ عَبْدِ اللهِ الأُوَيْسِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ هَذِهِ الآيَةَ ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ (السجدہ: ١٦) نَزَلَتْ فِي انْتِظَارِ هَذِهِ الصَّلَاةِ الَّتِي تُدْعَى الْعَتَمَةَ.

﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ "ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں۔" کی تفسیر میں روایت کیا، انہوں نے فرمایا: یہ آیت اس نماز کے انتظار کے بارے میں نازل ہوئی جسے تم عتمہ (عشاء) کہتے ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ١/١٦٠

تخریج الحدیث: تفسير الطبرى: ٢١/١٠١

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبرداروں کے اوصاف میں سے ایک یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے اپنے بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں۔ یعنی تہجد کی نماز پڑھتے ہیں، فجر کی نماز کے لیے بستر چھوڑ دیتے ہیں اور جلدی بیدار ہو کر وقت پر نماز فجر ادا کرتے ہیں۔

(۲) حدیث الباب کے تحت عشاء کی نماز کا انتظار بھی اس میں شامل ہے کہ سارے دن کا تھکا ماندہ آدمی صرف نماز عشاء کے لیے سونے اور بستر کو ترجیح نہیں دیتا تو یقیناً وہ بھی اس فضیلت سے بہرہ ور ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی عشاء اور فجر کی نماز کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ولو علموا ما فی العتمة والصبح لاتوهما ولو حبوا (نسائی ص ۱/ ۶۴، کتاب المواقیت) "اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عشاء اور فجر کی نماز میں کیا اجر و ثواب ہے تو وہ لوگ ان دونوں نمازوں میں ضرور "باجماعت" حاضر ہوں اگرچہ انہیں گھٹنوں کے بل آنا پڑے"۔

3197: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللهُ تَعَالَى أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، وَتَصْدِيقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (السجدہ: ١٧)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی وہ کسی انسان کے حاشیہ خیال میں آئی ہیں۔ اس کی تصدیق اللہ عزوجل کی کتاب میں ہے: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ "کسی شخص / جان کو معلوم نہیں جو سامان ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے (جنّت میں) چھپا کر رکھا گیا ہے جو کہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الروض النضير: ١١٠٦، اخرجه ابو يعلى: ٦٢٧٦، الحميدي: ١١٣٣

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٣٢٤٤، صحيح مسلم: ٢٨٢٤، سنن ابن ماجه: ٤٣٢٨، مسند احمد: ١٠٠١٧، صحيح ابن حبان: ٣٦٩٠

فوائد الحدیث: اس سے جنّت کی نعمتیں مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے توحید پرست اور اپنے رسول ﷺ کی پیروی کرنے والوں کے لیے تیار کر رکھی ہیں۔ دنیا میں اگرچہ ان کے نام بتا دیے گئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کی خوبصورتی، ذائقے اور تاثیر کے متعلق کوئی شخص تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ کریم اپنے خاص فضل و کرم سے ہمیں ان خوش نصیبوں میں شامل فرما دے جنہیں یہ نعمتیں نصیب ہونی ہیں۔ (آمین)

3198: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِيفٍ وَعَبْدِ الْمَلِكِ وَهُوَ ابْنُ أَبْجَرَ سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَرْفَعُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَأَلَ رَبَّهُ فَقَالَ أَيْ رَبِّ! أَيُّ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَدْنَى مَنْزِلَةً، قَالَ رَجُلٌ يَأْتِي بَعْدَ مَا يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهُ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَيَقُولُ: كَيْفَ أَدْخُلُ وَقَدْ نَزَلُوا مَنَازِلَهُمْ وَأَخَذُوا أَخَذَاتِهِمْ. قَالَ فَيُقَالُ لَهُ أَتَرْضَى أَنْ يَكُونَ لَكَ مَا كَانَ لِمَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ نَعَمْ أَيْ رَبِّ قَدْ رَضِيتُ. فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ هَذَا وَمِثْلَهُ وَمِثْلَهُ وَمِثْلَهُ فَيَقُولُ رَضِيتُ أَيْ رَبِّ. فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ هَذَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهِ فَيَقُولُ رَضِيتُ أَيْ رَبِّ. فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَعَ هَذَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ)).

شعبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، میں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو منبر پر نبی ﷺ سے مرفوع حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا: رب جی! جنت والوں میں سے سب سے کم درجے والا جنتی کون ہوگا؟ فرمایا: جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو بعد میں ایک آدمی آئے گا تو اسے کہا جائے گا: جنّت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ عرض کرے گا: میں کس طرح داخل ہو جاؤں جبکہ وہ تو اپنی اپنی جگہ پر پہنچ چکے اور اپنا اپنا حصہ لے چکے؟ اسے کہا جائے گا: اگر دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کی بادشاہت کے برابر تمہیں جنّت میں جگہ مل جائے تو پھر تم راضی ہو جاؤ گے؟ وہ عرض کرے گا: رب جی! جی ہاں، میں راضی ہو جاؤں گا، اسے کہا جائے گا: تمہارے لیے اتنا بھی ہے اور اس جتنا، اس جتنا اور اس جتنا اور بھی، وہ عرض کرے گا: رب جی! میں راضی ہوں، پھر اسے کہا جائے گا: تمہارے لیے اتنا بھی اور اس سے دس گنا مزید بھی، وہ عرض کرے گا: رب جی! میں راضی ہو گیا ہوں، اسے کہا جائے گا: تمہارے لیے اس کے ساتھ ساتھ وہ بھی جو تیرا دل چاہے اور تیری آنکھیں لذت حاصل کریں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْمُغِيرَةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَالْمَرْفُوعُ أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض نے اس حدیث کو شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اسے مرفوع روایت نہیں کیا، جبکہ مرفوع روایت زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٧٦١، الطبراني في التفسير: ٢١/١٠٤، ابو عوانه: ١/١٣٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٨٩، صحيح بن حبان: ٦٢١٦، صحيح مسلم: ١٨٩، ٣١٣

فوائد الحدیث: اگر جنّت میں داخل ہونے والے آخری جنتی کے لیے اتنا مقام و مرتبہ اور پروٹوکول ہوگا تو جو لوگ اعلیٰ درجات میں

ہوں گے ان کی شان و شوکت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جنت، اس کی وسعتیں اور اس کی نعمتوں کے متعلق کوئی انسان نہ جان سکتا ہے اور نہ ہی اس کا تصور کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہیے اور اپنے عقیدے و عمل کے ساتھ اپنے آپ کو اس کا اہل بھی ثابت کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میری ساری امت جنّت میں جائے گی صرف وہ شخص جنّت میں نہیں جائے گا جس نے جنّت میں جانے سے انکار کیا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، اللہ کے رسول ﷺ: جنّت میں جانے سے کون انکار کرے گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا من اطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد أبى۔ (بخاری ۲/۱۰۸۱، کتاب الاعتصام) "جس نے میری اطاعت کی وہ جنّت میں جائے گا جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنّت میں جانے سے انکار کر دیا" لہٰذا ہمیں اپنی خوشیاں، غمیاں، عبادات، معاملات اور اخلاقیات رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارنی چاہئیں، برادری کے رسوم و رواج، علاقے کی ثقافت اور تقلیدی بندھنوں کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

34- باب وَمِنْ سُورَةِ الأَحْزَابِ

سورۃ الاحزاب کی آیات کی تفسیر

3199: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا صَاعِدٌ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ أَخْبَرَنَا قَابُوسُ بْنُ أَبِي ظَبْيَانَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (مَا جَعَلَ اللهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ) (الاحزاب: ٤) مَا عَنَى بِذَلِكَ قَالَ: قَامَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يَوْمًا يُصَلِّي فَخَطَرَ خَطْرَةً، فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ الَّذِينَ يُصَلُّونَ مَعَهُ أَلَا تَرَى أَنَّ لَهُ قَلْبَيْنِ قَلْبًا مَعَكُمْ وَقَلْبًا مَعَهُمْ. فَأَنْزَلَ اللهُ (مَا جَعَلَ اللهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ).

قابوس بن ابی ظبیان نے بیان کیا کہ ان کے والد نے انہیں بیان کیا کہ ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اللہ عزوجل کے فرمان: ((ما جعل الله لرجل من قلبين في جوفه)) "اللہ نے کسی شخص کے پیٹ میں دو دل نہیں بنائے" کے متعلق بتائیں کہ اس سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کے نبی ﷺ ایک دن کھڑے نماز پڑھ رہے تھے دل میں کوئی خیال پیدا ہوا، منافق جو کہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے کہا: کیا تم نہیں دیکھتے کہ ان کے دو دل ہیں ایک دل تمہارے ساتھ ہے جبکہ ایک دل ان کے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ نے (ان کے رد میں) یہ آیت نازل فرمائی: "اللہ نے کسی شخص کے پیٹ میں دو دل نہیں بنائے۔"

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ نَحْوَهُ.

ہم کو عبد بن حمید نے حدثنی احمد بن یونس حدثنا زہیر کی سند سے اس کی مثل بیان کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صعيف أيضاً) اس میں قابوس بن ابی ظبیان ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٦٢٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٤١٠، ابن خزيمة: ٨٦٥

فوائد الحدیث: عرب کے معاشرے میں رواج تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ماں کہہ دیتا تو وہ اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی، شرعی اصطلاح میں یہ "ظہار" کہلاتا ہے۔ (اس کی تفصیل اور احکام حدیث نمبر ۳۲۹۹ کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں)۔ اور دوسرا ان کا عمل یہ تھا کہ اگر کوئی شخص کسی بھی بچے کو اپنا بیٹا قرار دے لیتا جسے منہ بولا یا متبنیٰ کہا جاتا ہے تو وہ اس کا حقیقی بیٹا سمجھا جاتا تھا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں رسموں کو، جو زمانہ جاہلیت سے چلی آرہی تھیں رد کرنا تھا اس لیے بطور مثال کے پہلے یہ بات بیان فرمائی کہ جس طرح کسی شخص کے پیٹ میں دو دل نہیں ہو سکتے۔

اسی طرح

۱۔ کسی شخص کی دو مائیں بھی نہیں ہو سکتیں ماں صرف وہی ہے جس نے جنا ہو۔

۲۔ کسی بھی آدمی کے دو باپ نہیں ہو سکتے، بلکہ باپ وہی ہے جس کے نطفے سے پیدا ہوا ہے۔ لہٰذا لے پالک اور منہ بولا بچہ حقیقی بیٹے والے حقوق نہیں رکھتا۔

(۲) حدیث الباب چونکہ سنداً ضعیف ہے اس لیے ان آیات کا شان نزول ثابت نہیں ہوتا۔

3200: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ سُمِّيتُ بِهِ لَمْ يَشْهَدْ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَبُرَ عَلَيْهِ فَقَالَ: أَوَّلُ مَشْهَدٍ شَهِدَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ غِبْتُ عَنْهُ، أَمَا وَاللهِ لَئِنْ أَرَانِيَ اللهُ مَشْهَدًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيَرَيَنَّ اللهُ مَا أَصْنَعُ. قَالَ: فَهَابَ أَنْ يَقُولَ غَيْرَهَا، فَشَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ مِنَ الْعَامِ الْقَابِلِ، فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا أَبَا عَمْرٍو أَيْنَ قَالَ: وَاهًا لِرِيحِ الْجَنَّةِ أَجِدُهَا دُونَ أُحُدٍ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ فَوُجِدَ فِي جَسَدِهِ بِضْعٌ وَثَمَانُونَ مِنْ بَيْنِ ضَرْبَةٍ وَطَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ. فَقَالَتْ عَمَّتِي الرُّبَيِّعُ بِنْتُ النَّضْرِ فَمَا عَرَفْتُ أَخِي إِلَّا بِبَنَانِهِ. وَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ ﴿رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً﴾ (الاحزاب: ۲۳).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ ان کے نام پر میرا نام رکھا گیا۔ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تو یہ ان پر بڑا گراں گزرا، انہوں نے کہا: یہ پہلا معرکہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے شرکت کی جس میں، میں شریک نہ ہو سکا، اللہ کی قسم! اگر اس کے بعد اللہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کوئی معرکہ دکھا دے تو پھر اللہ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ راوی نے بیان کیا: وہ اس کے علاوہ بات کرنے سے ڈر گئے، پس وہ اگلے ہی سال غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انہیں ملے تو انہوں نے کہا: ابو عمرو! کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا واہ واہ جنّت کی خوشبو میں اسے احد کے پاس محسوس کر رہا ہوں، پس وہ قتال کرتے رہے حتیٰ کہ شہید کر دیے گئے ان کے جسم پر چوٹ، نیزے اور تیر کے اسّی سے کچھ زائد زخم پائے گئے۔ میری پھوپھی ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے اپنے بھائی کو ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی: ﴿رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً﴾ "کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس میں وہ سچے

اترے، ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ وقت آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے عہد میں ذرا فرق آنے نہیں دیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٢٠٤٤، الطبري في تفسيره: ١٤٦/٢١، النسائي في فضائل الصحابه: ١٨٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٩٠٣ وسنن نسائی کبریٰ: ٨٢٩١، مسند احمد : ١٣٠١٥، صحيح ابن حبان: ٧٠٢٣

فوائد؛ لحدیث: (۱) واقعہ کی تفصیل حدیث الباب میں موجود ہے۔

(۲) اس حدیث سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت وشان ثابت ہوتی ہے۔ کہ ان کی وفاداری اور وعدے کی پابندی کی شہادت اور گواہی خود اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات دے رہی ہے۔ کہ جو لوگ میدان جہاد میں اسلام کی سربلندی کے لیے لڑتے ہوئے شہید ہو چکے ہیں انہوں نے تو اپنے رب تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدے نبھا دیے ہے اور جو زندہ ہیں وہ بھی ایمان و اسلام پر پختہ اور کاربند ہیں بلکہ وہ تو اس انتظار میں ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے موقعہ دیا تو وہ بھی اسلام کی خاطر جان قربان کر کے وعدہ ایفا کر دیں گے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ، اللھم اجعلنا معھم۔

3201: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَمَّهُ غَابَ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُشْرِكِينَ لَئِنِ اللهُ أَشْهَدَنِي قِتَالاً لِلْمُشْرِكِينَ لَيَرَيَنَّ اللهُ كَيْفَ أَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا جَاءَ بِهِ هَؤُلَاءِ. يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ وَأَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ. يَعْنِي أَصْحَابَهُ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَلَقِيَهُ سَعْدٌ فَقَالَ يَا أَخِي مَا فَعَلْتَ أَنَا مَعَكَ فَلَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَصْنَعَ مَا صَنَعَ. فَوُجِدَ فِيهِ بِضْعٌ وَثَمَانُونَ مِنْ ضَرْبَةٍ بِسَيْفٍ وَطَعْنَةٍ بِرُمْحٍ وَرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ فَكُنَّا نَقُولُ فِيهِ وَفِي أَصْحَابِهِ نَزَلَتْ (فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ) (الاحزاب: ٢٣). قَالَ يَزِيدُ يَعْنِي هَذِهِ الآيَةَ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے چچا غزوہ بدر میں شرکت نہ کر سکے تو انہوں نے کہا: میں اس پہلے معرکے میں شرکت نہ کر سکا جو رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کے ساتھ لڑا تھا، اگر اللہ نے مشرکوں کے ساتھ لڑنے کا مجھے موقع دیا تو پھر اللہ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں، جب غزوہ احد کا وقت آیا تو مسلمان ادھر اُدھر بکھر گئے تو انہوں نے کہا: اے اللہ! یہ مشرک جو لائے ہیں میں اس سے تیرے حضور لاتعلقی ظاہر کرتا ہوں، اور انہوں صحابہ کرام نے جو کیا میں اس سے تیرے حضور معذرت کرتا ہوں، پھر وہ آگے بڑھے تو سعد رضی اللہ عنہ ان سے ملے، تو انہوں نے کہا: میرے بھائی! تم نے جو کیا میں تمہارے ساتھ ہوں، پس انہوں نے جو کیا میں وہ نہ کر سکا، ان پر تلوار، نیزے اور تیر کے اسی سے زائد زخم پائے گئے، ہم کہا کرتے تھے: یہ آیت: ((فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر)) ان (انس بن نضر رضی اللہ عنہ) اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَاسْمُ عَمِّهِ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ. انس رضی اللہ عنہ کے چچا کا نام انس بن نضر رضی اللہ عنہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٤/٣٩٥، الطبري في تفسيره: ١٢/١٤٧، والبغوي في التفسير: ٣/٥٢٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۸۰۵، وسنن نسائی کبریٰ: ۱۱۴۰۳، مسند احمد : ۱۳۰۸۵

3202: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: أَلَا أُبَشِّرُكَ قُلْتُ بَلَى. قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ)).

موسیٰ بن طلحہ نے بیان کیا، میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں خوش خبری نہ دوں؟ میں نے کہا: جی ہاں، انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''طلحہ (رضی اللہ عنہ) ان میں سے ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کی۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَإِنَّمَا رُوِيَ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے حوالے سے اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور یہ صرف موسیٰ بن طلحہ عن ابیہ کی سند سے روایت کی جاتی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کہتے ہیں اسحق بن یحییٰ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حدیث ۳۲۰۳ اس سے کفایت کرتی ہے۔

تخریج الحدیث: طبقات ابن سعد: ۳/۲۱۸۔ ۲۱۹، سنن ابن ماجه: ۱۲۶، ۱۲۷، معجم الکبیرللطبرانی: ۱۹/۷۳۹

3203: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُوسَى وَعِيسَى ابْنَيْ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِمَا طَلْحَةَ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالُوا لِأَعْرَابِيٍّ جَاهِلٍ: سَلْهُ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ مَنْ هُوَ؟ وَكَانُوا لَا يَجْتَرِئُونَ عَلَى مَسْأَلَتِهِ يُوَقِّرُونَهُ وَيَهَابُونَهُ فَسَأَلَهُ الْأَعْرَابِيُّ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ إِنِّي اطَّلَعْتُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ وَعَلَيَّ ثِيَابٌ خُضْرٌ فَلَمَّا رَآنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ ((أَيْنَ السَّائِلُ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ)). قَالَ الْأَعْرَابِيُّ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((هَذَا مِمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ)).

سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے ایک نادان اعرابی / دیہاتی سے کہا: آپ ﷺ سے اس شخص کے متعلق پوچھو کس نے اپنی نذر پوری کی اور وہ کون ہے؟ جبکہ وہ خود آپ ﷺ کی عزت و توقیر اور رعب کی وجہ سے آپ سے مسئلہ پوچھنے کی جرأت نہیں کرتے تھے، پس اس اعرابی نے آپ ﷺ سے دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا، پھر اس نے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اعراض فرمایا، اس نے پھر دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اعراض فرمایا، پھر میں مسجد کے دروازے میں سے آیا جبکہ میں نے سبز کپڑے پہن رکھے تھے، نبی ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ''اپنی نذر پوری کرنے والے کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟'' اس اعرابی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ان میں سے ہے جس نے اپنی نذر پوری کی ہے۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ بُكَيْرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف یونس بن بکیر کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) الصحيحة: ٣٦/١، حديث ١٢٥، اخرجه الضيا المقدسي في المختارة: ٢٧٨/١

تخریج الحدیث: مسند البزار: ٩٤٢، مسند ابو يعلى: ٦٦٣، تفسير الطبري: ٢١/١٤٧، معجم الكبير للطبراني: ٢١٥، ٢١٧

فوائد الحدیث: ان احادیث میں خصوصی طور پر سیّدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ جو جنگ احد میں شہید ہوئے اور سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ جو جنگ جمل میں شہید ہوئے تھے کی فضیلت اور شہادت ثابت ہوتی ہے۔

3204: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها قَالَتْ: لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ ((يَا عَائِشَةُ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَسْتَعْجِلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ)). قَالَتْ: وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَايَ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ، قَالَتْ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ) حَتَّى بَلَغَ (لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا) (الاحزاب: ٢٩) فَقُلْتُ فِي أَيِّ هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، وَفَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کو اپنی ازواج مطہرات کو (آپ ﷺ کے ساتھ رہنے یا آپ ﷺ سے علیحدگی کا) اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے مجھ سے بات کی تو فرمایا: "عائشہ! میں ایک معاملہ کے بارے میں تم سے ایک بات کرنے آیا ہوں، تم پر ضروری نہیں کہ تم اس بارے میں جلد بازی سے کام لو حتیٰ کہ تم اپنے والدین سے مشورہ کر لو۔" انہوں نے بیان کیا، وہ جانتے تھے کہ میرے والدین ایسے نہیں کہ آپ ﷺ مجھے آپ ﷺ سے علیحدگی اختیار کرنے کا حکم دیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ((یا ایها النبی قل لازواجك ان كنتن .. منكن اجرا عظيما)) "اے نبی! اپنی ازواج مطہرات سے فرمادیں کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دوں (حتیٰ کہ آپ ﷺ یہاں تک پہنچے) "اور اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔" میں نے کہا: کیا میں اس معاملے میں اپنے والدین سے مشورہ طلب کروں گی، میں تو اللہ، اس کے رسول اور دار آخرت چاہتی ہوں۔ پس میں نے جو کہا اور کیا ویسے ہی نبی ﷺ کی دوسری ازواج نے کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا أَيْضًا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبري في التفسير : ٢١/١٥٨، البيهقي: ٧/٣٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٧٨٥، صحيح مسلم: ١٤٧٥، سنن ابن ماجه: ٢٠٥٣، سنن نسائی: ٦/٥٥، ١٥٩۔ ١٦٠، مسند احمد : ٢٥٢٩٩

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کی زندگی انتہائی سادہ تھی جیسا کہ "کتاب الزھد" میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے، آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن بھی اسی سادگی میں خوش تھیں اور کبھی بھی گھر کے اخراجات کا مطالبہ نہیں کیا۔ جب جہاد کی برکت سے اسلامی فتوحات دور تک پھیلیں اور مال غنیمت آنے لگا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گھروں میں خوشحالی آئی تو امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے نان و نفقہ میں اضافے کا مطالبہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس وجہ سے اپنی بیویوں سے ایک ماہ کے لیے علیحدگی اختیار کر لی جسے "ایلاء" کہا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل حدیث نمبر ۱۲۰۱ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔ پھر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو آپ ﷺ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور انہیں اختیار دیا کہ اگر دنیا کا مال و متاع چاہیے تو میں دے دیتا ہوں لیکن پھر میں آپ کو طلاق دے دوں گا۔ اور ساتھ ہی اپنے ماں باپ سے "مشورے" کا "مشورہ" دے دیا۔ تو سیدہ نے عرض کیا کہ اس معاملہ میں مجھے مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ میں آپ کو ہی اختیار کرتی ہوں، مجھے دنیا کے مال و متاع کی کوئی ضرورت نہیں۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے باقی ازواج مطہرات کو بھی اختیار دیا اور ساتھ ہی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فیصلے سے بھی آگاہ کیا تو تمام ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن نے دنیا کی بجائے آپ ﷺ کی رفاقت کو پسند فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

(۲) خاوند اگر بیوی کو طلاق کا اختیار دے دے اور بیوی طلاق کی بجائے خاوند کی زوجیت میں رہنے کو اختیار کر لے تو اسے طلاق شمار نہیں کیا جائے گا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: خیّرنا رسول اللہ ﷺ فاخترناہ فلم یعدھا علینا شیأ۔ (نسائی ۲/۹۵، کتاب الطلاق) "رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اختیار دیا تو ہم نے آپ ﷺ کو اختیار (پسند) کر لیا تو آپ ﷺ نے اس (اختیار) کو ہم پر کچھ بھی شمار نہ کیا (یعنی طلاق نہ سمجھا)"۔

3205: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الأَصْبَهَانِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَبِيبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا) (الاحزاب: ۳۳) فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فَدَعَا فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا، فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ ((اللّٰهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا)). قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأَنَا مَعَهُمْ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ ((أَنْتِ عَلَى مَكَانِكِ وَأَنْتِ عَلَى خَيْرٍ)).

عمر بن ابی سلمہ، نبی ﷺ کے سوتیلے بیٹے سے روایت ہے انہوں نے کہا: جب یہ آیت نبی ﷺ پر نازل ہوئی: ((انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا)) "اللہ چاہتا ہے کہ اہل بیت وہ تم سے (گناہ کی) نجاست دور کر دے اور وہ تمہیں خوب اچھی طرح پاک صاف کر دے۔" آپ ﷺ اس وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے آپ ﷺ نے فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ایک چادر کے ساتھ انہیں ڈھانپ لیا، علی رضی اللہ عنہ آپکی پشت کے پیچھے تھے تو آپ ﷺ نے چادر کے ساتھ انہیں بھی ڈھانپ لیا، پھر فرمایا: "اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں پس ان سے (گناہ کی) نجاست دور کر دے اور انہیں خوب اچھی طرح پاک صاف کر دے۔" ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اللہ کے نبی! میں ان کے ساتھ ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے مقام و مرتبے پر ہو اور تم خیر پر ہو۔"

قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَطَاءٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حدیث عطاء عن عمر بن ابی سلمہ سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الروض النضير: ٩٧٦، ١١٩٠، اخرجه الطبري في التفسير: ٨/٢٢

تخریج الحدیث: شرح مشكل الآثار: ٧٧١

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کے "اہل بیت" کا مصداق سب سے پہلے تو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید کے سیاق و سباق سے واضح ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ، سیدہ فاطمۃ الزہراء اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو چادر میں لے کر دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ یہ بھی میرے "اہل بیت" ہیں یعنی انہیں بھی میرے "اہل بیت" میں شامل فرمالے تو اس وقت یہ آیت مبارکہ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ نازل ہو چکی تھی۔ جب تک آپ ﷺ نے انہیں چادر میں نہیں لیا تھا تو اس سے پہلے اس آیت کا مصداق کون تھا؟۔ یقیناً وہ ازواج مطہرات ہی تھیں۔

(۳) تیسری بات کہ حدیث الباب میں بھی آپ ﷺ کا سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرمانا کہ "انت على مكانك وانت على خير"۔ "تو اپنے مقام پر ہے" یعنی تجھے تو یہ مقام پہلے سے حاصل ہے تجھے دعا کی کیا ضرورت ہے، "اور تو خیر پر ہے"۔ یعنی توں تو حقیقی طور پر میرے "اہل بیت" میں شامل ہے۔

(۴) اہل بیت کا اولین مصداق بیوی ہی ہے، جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا فقال لاهله امكثوا۔ (طہ:۱۰) "موسیٰ علیہ السلام نے اپنے "اہل" (گھر والوں) سے کہا کہ یہاں ٹھہرو"۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب فرشتے بیٹے کی بشارت دینے کے لیے آئے تو آپ کی بیوی سیّدہ سارہ علیہا السلام نے تعجّب کا اظہار کیا تو فرشتے کہنے لگے: قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ (ہود:۷۳) "کیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم (قدرت) سے تعجّب کر رہی ہے۔ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اے گھر والو"۔

ان آیات میں بیوی کو "اہل بیت" اور "اہل" کہہ کر مخاطب کیا جا رہا ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی ازواج مطہرات کو "اہل بیت" کہا ہے۔

(۱) پہلی حدیث۔ جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی تو آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ یا معشر المسلمين من يعذرني من رجل قد بلغني اذاه في اهل بيتي (بخاری: ۲/۶۹۷ کتاب التفسیر) "اے مسلمانوں کی جماعت ایک ایسے شخص کے بارے میں میری کون مدد کرے گا جس کی اذیت رسانی اب میرے "اہل بیت" تک پہنچ چکی ہے۔

(۲) دوسری حدیث جب آپ ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو آپ ﷺ، ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف گئے اور فرمایا: السلام عليكم اهل البيت ورحمة الله فقالت وعليك ورحمة الله كيف وجدت اهلك بارك الله لك۔ (بخاری ۲/۷۰۷، کتاب التفسیر) "اے "اہل بیت" (گھر والو) تم پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں، تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا کہ آپ ﷺ پر بھی سلامتی اور رحمت ہو آپ نے اپنے "اہل" (بیوی) کو کیسا پایا ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت عطا فرمائے۔

پھر آپ ﷺ باقی ازواج مطہرات کے پاس بھی گئے اور ان کو بھی وہی الفاظ کہے جو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہے تھے السلام عليكم اهل البيت ورحمة الله اور دوسری ازواج مطہرات نے بھی وہی جواب دیا جو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا۔ (رضی اللہ عنہن) اسی طرح شیعہ مورخ ملّا باقر

مجلسی نے بھی ایک طویل واقعہ نقل کرتے ہوئے یوں تحریر کیا ہے کہ "آنحضرت بجانب خانہ خدیجہ راروان شد وچون حضرت بدر خانہ، سید خدیجہ را، کنیز ان بقدوم آن حضرت بشارت دادند وخدیجہ باپای برہنہ از غرفہ بعض خانہ دوید وچون در را کشودند حضرت فرمود السّلام علیکم یا اہل البیت خدیجہ گفت گوارا باد تورا سلامتی ای نور دیدہ من.... الخ" (حیات القلوب: ص ۲/۱۰۰)

اس کا ترجمہ بھی شیعہ مترجم کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں:

"رسول کریم مکہ کی طرف جانب خدیجہ روانہ ہوئے جب آپ باب خدیجہ پر آئے کنیزوں نے جاکر آپ کی آمد کی خبر خدیجہ کو دی۔ آپ یہ سن کر ننگے پیر صحن خانہ میں دوڑی آئیں۔ اور خود دروازہ کھولا رسول کریم نے فرمایا السلام علیکم یا اھل البیت۔ آپ کو بھی اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور نور سلام قبول ہو خدیجہ نے جواب میں عرض کیا۔ (حیات القلوب مترجم ۲/۱۴۱، ترجمہ: علامہ ظہور الحسن کوثر۔ ملتان)

(۳) اس ساری بحث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کے اصلی اور حقیقی "اہل بیت" آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن ہی ہیں۔ باقی سیّدنا علی المرتضیٰ، سیّدہ فاطمہ اور سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے اعزازی طور پر "اہل بیت" میں شامل کیا ہے۔

3206: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَمُرُّ بِبَابِ فَاطِمَةَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ إِذَا خَرَجَ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ يَقُولُ ((الصَّلَاةَ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ (إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا)) (الاحزاب: ۳۳)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نماز فجر کے لیے نکلتے تو آپ چھ ماہ تک فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے پاس سے گزرتے اور فرماتے تھے: "اہل بیت! نماز، اللہ چاہتا ہے کہ اے اہل بیت وہ تم سے گناہ کی گندگی دور کر دے اور تمہیں خوب اچھی طرح پاک صاف کر دے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْحَمْرَاءِ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ ہم اسے صرف حماد بن سلمہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اور اس باب میں ابو حمراء، معقل بن یسار اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔ اخرجہ الحاکم: ۳/۱۵۸، ابو یعلی ۳۹۷۸

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۱۳۷۲۸

فوائد الحدیث: سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور ان کے اہل خانہ "اہل بیت رسول" میں شامل ہیں۔

3207: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها قَالَتْ: لَوْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَاتِمًا شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ لَكَتَمَ هَذِهِ الآيَةَ (وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللهُ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اگر اللہ کے رسول وحی میں سے کوئی چیز چھپانے والے ہوتے تو آپ ﷺ یہ آیت چھپاتے: ((وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ)) "جب آپ ﷺ اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے انعام

عَلَيْهِ) يَعْنِي بِالإِسْلَامِ (وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ) (الاحزاب: ٣٧) بِالْعِتْقِ فَأَعْتَقَتْهُ ﴿أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللهِ مَفْعُولاً﴾ (الاحزاب: ٣٧)

کیا" یعنی اسے اسلام کی نعمت عطا فرمائی۔ "اور آپ ﷺ نے اس پر انعام کیا۔" اسے آزاد کرنے کا کہ آپ ﷺ نے اسے آزاد کیا۔ ﴿أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ﴾ "اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو، اللہ سے ڈرو، اور آپ ﷺ اپنے دل میں بات چھپا رہے تھے اللہ اسے ظاہر کرنے والا ہی تھا اور آپ ﷺ لوگوں سے ڈر رہے تھے جبکہ اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک) ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللهِ مَفْعُولاً﴾ اور اللہ کا امر پورا ہو کر رہتا ہے۔"

وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَهَا قَالُوا: تَزَوَّجَ حَلِيلَةَ ابْنِهِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ) (الاحزاب: ٤٠) وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَبَنَّاهُ وَهُوَ صَغِيرٌ، فَلَبِثَ حَتَّى صَارَ رَجُلاً يُقَالُ لَهُ زَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿ادْعُوهُمْ لآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ﴾ (الاحزاب: ٥) فُلَانٌ مَوْلَى فُلَانٍ وَفُلَانٌ أَخُو فُلَانٍ (هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ) يَعْنِي أَعْدَلُ عِنْدَ اللهِ.

اور رسول اللہ ﷺ نے جب ان (زینب رضی اللہ عنہا) سے شادی کی، تو انہوں نے کہا: انہوں (رسول اللہ ﷺ) نے اپنے (منہ بولے) بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی ہے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ((ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبين)) "محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔" رسول اللہ ﷺ نے ان (زید رضی اللہ عنہ) کو متبنیٰ بنالیا تھا جبکہ وہ کم سن تھے، پس وہ آپ ﷺ کے پاس ہی رہے حتیٰ کہ آدمی (مرد) بن گئے تو انہیں زید بن محمد کہا جانے لگا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ادْعُوهُمْ لآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ﴾ "ان کو ان کے آباء کے نام سے پکارو وہ اللہ کے ہاں زیادہ انصاف کی بات ہے، اگر تم ان کے آباء کے متعلق نہیں جانتے تو وہ تمہارے دینی بھائی اور تمہارے موالی (آزاد کردہ غلام) ہیں۔" فلاں فلاں کا آزاد کردہ غلام ہے، اور فلاں فلاں کا بھائی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

قَدْ رُوِيَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث داود بن ابی ہند عن الشعبی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ كَاتِمًا شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ لَكَتَمَ هَذِهِ الآيَةَ (وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ) (الاحزاب: ٣٧) الآيَةَ هَذَا الْحَرْفُ لَمْ يُرْوَ بِطُولِهِ.

عن مسروق کی سند سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر نبی ﷺ وحی سے کوئی چیز چھپانے والے ہوتے تو آپ ﷺ یہ آیت: ((وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي....)) چھپاتے۔ اور یہ حرف مکمل طور پر روایت نہیں کئے گئے۔

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ وَضَّاحٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ.

اسی کے ساتھ ہم کو عبداللہ بن وضاح کوفی نے حدثنا عبداللہ بن ادریس عن داود بن ابی ہند کی سند سے بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد جدا) اس میں داؤد بن الزبرقان متروک ہے، یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٦٠٤١

فوائد الحدیث: سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک غلام کی حیثیت سے ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے اسے رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے متبنیٰ (منہ بولا بیٹا، لے پالک) بنالیا جس کی وجہ سے انہیں زید بن محمد کہا جانے لگا، لیکن اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ کسی بھی شخص کو اس کے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی ولدیت کی نسبت سے پکارا جائے اور حکم فرمایا: اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ (الاحزاب) تو یوں انہیں دوبارہ زید بن حارثہ کے نام سے پکارا جانے لگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کی شادی اپنے خاندان میں اپنی پھوپھی زاد، سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کر دی لیکن ان کے خانگی معاملات خوشگوار نہ رہ سکے تو سیّدنا زید رضی اللہ عنہ نے اس ارادے کا اظہار کیا کہ میں زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دوں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ انہیں روکتے رہے کہ وہ طلاق نہ دیں۔ لیکن آپ ﷺ نے ارادہ فرمالیا کہ اگر زید نے طلاق دے ہی دی تو پھر میں زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کر لوں گا تاکہ اس کی کچھ حوصلہ افزائی ہو۔ مگر آپ ﷺ اس بات سے بھی ڈرتے تھے کہ اگر میں نے شادی کر لی تو لوگ طعنہ دیں گے کہ محمد ﷺ نے اپنی بہو سے شادی کر لی ہے۔ کیونکہ عرب کے معاشرے میں متبنیٰ بیٹے کو حقیقی بیٹے کے حکم میں ہی سمجھا جاتا تھا۔ تو اس موقعہ پر یہ آیات نازل ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کی قدیم رسم کو اپنے پیغمبر ﷺ کے ذریعے خاک میں ملا دیا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ زینب بنت جحش سے شادی کر کے اس رسم کا خاتمہ کر دیا۔

3208: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها قَالَتْ: لَوْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ كَاتِمًا شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ لَكَتَمَ هَذِهِ الآيَةَ (وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ) (الاحزاب: ٣٧) الآيَةَ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، اگر نبی ﷺ وحی میں سے کوئی چیز چھپانے والے ہوتے تو آپ ﷺ یہ آیت چھپاتے: ((واذ تقول للذی انعم الله علیه وانعمت علیه))

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الكبير: ٢٤/١١١، انظر تحفة الاشراف: ١٧٦٢٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٧٧، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٤٠٨، مسند احمد: ٢٦٠٤١

فوائد الحدیث: (١) یعنی رسول اللہ ﷺ نے وحی الٰہی میں سے کوئی مسئلہ اور بات نہیں چھپائی اگر آپ چھپانا چاہتے تو یہ آیت چھپاتے، (کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کے ایک راز کو ظاہر فرمایا ہے) لیکن اگر آپ ﷺ نے یہ آیت نہیں چھپائی تو اور کون سا مسئلہ آپ نے چھپایا ہوگا۔

(۲) آج جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ فلاں مسئلہ قرآن وحدیث میں نہیں وہ ہمارے فلاں بزرگ نے بتایا ہے وغیرہ تو انہیں اپنے نظریات کا جائزہ لینا چاہیے۔

3209: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَا كُنَّا نَدْعُو زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ (ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ) (الاحزاب ٥).

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے تھے حتی قرآن کریم کی یہ آیت ((ادعوهم لابائهم هو اقسط عندالله)) "کہ ان کو ان کے باپوں کے نام کے ساتھ پکارو یہ بات اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عدل وانصاف والی ہے" نازل ہوئی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن سعد: ٣/٤٣، ابن ابي شيبة: ١٢/١٤٠، البيهقي: ٧/١٦١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٧٨٢، صحيح مسلم: ٢٤٢٥، وسنن نسائی كبرىٰ: ١١٣٩٦، مسند احمد : ٥٤٧٩، صحيح ابن حبان: ٧٠٤٢

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۳۲۰۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3210: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ بَصْرِيٌّ حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ) (الاحزاب: ٤٠) قَالَ مَا كَانَ لِيَعِيشَ لَهُ فِيكُمْ وَلَدٌ ذَكَرٌ.

عامر شعبی سے ..... فرمایا: "محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے ہے کسی ایک کے باپ نہیں" کی تفسیر میں ہے کہ (اس وقت) آپ ﷺ کے لیے کوئی مذکر / لڑکا زندہ موجود نہیں تھا۔

حکم الحدیث: (ضعيف مقطوع) اس کی سند مسلم بن علقمہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: یہ امام عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ جو جلیل القدر تابعی ہیں کا تفسیری قول ہے جو اگرچہ سند ضعیف ہے لیکن۔ حقیقت یہی ہے کہ جب سورۃ احزاب کی یہ آیت نمبر ۴۰ نازل ہوئی تو اس وقت آپ ﷺ کی اولاد میں سے کوئی بھی جوان مرد زندہ موجود نہیں تھا۔

3211: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ حُسَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أُمِّ عُمَارَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ: أَنَّهَا أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: مَا أَرَى كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا لِلرِّجَالِ وَمَا أَرَى النِّسَاءَ يُذْكَرْنَ بِشَيْءٍ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ (الاحزاب: ٣٥) الْآيَةَ.

سیّدہ ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئیں تو عرض کیا: میں دیکھتی ہوں کہ ہر چیز مردوں کے لیے ہے، اور میں نہیں سمجھتی کہ انہیں کسی چیز کے ساتھ یاد کیا گیا ہو، تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ "بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، اور مومن مرد اور مومن عورتیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَإِنَّمَا يُعْرَفُ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه ابن الاثير في اسد الغابه: ٣٧١/٧، انظر تحفة الاشراف: ١٨٣٣٧

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی: ٢٥/٥١، ٥٣، ٥٢، سنن نسائی كبریٰ: ١١٤٠٤، ١١٤٠٥، مسند احمد : ٢٦٥٧٥

فوائد الحدیث: (١) عقائد واعمال میں اللہ تعالیٰ نے قبولیت اور اجر وثواب کے لحاظ سے اس امت کے مردوں اور عورتوں میں تفریق نہیں کی، ماسوائے ان امور کے جو تخلیقی لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

(٢) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے عورتوں کے احکام کو مردوں کے احکام کے ضمن میں ہی بیان کر کے یہ مسئلہ واضح کر دیا کہ زوجین میں حاکمیت خاوند کی رہے گی۔

3212: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ) (الاحزاب: ٣٧) فِي شَأْنِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ جَاءَ زَيْدٌ يَشْكُو فَهَمَّ بِطَلَاقِهَا فَاسْتَأْمَرَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللهَ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ((وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللهُ مُبْدِيهِ)) "آپ ﷺ اپنے دل میں چھپا رہے تھے جبکہ اللہ اسے ظاہر کرنے والا ہے۔" یہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی، زید رضی اللہ عنہ ان کی شکایت کرنے آئے تو انہوں نے ان کی طلاق کا ذکر کیا اور نبی ﷺ سے مشورہ طلب کیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبد بن حمدي: ١٢٠٧، الطبري في التفسري: ١٣/٢٢، الحاكم: ٤١٧/٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٧٨٧، وسنن نسائی كبریٰ: ١١٤٠٧، مسند احمد : ١٢٥١١، صحیح ابن حبان: ٧٠٤٥

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ٣٢٠٧ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3213: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ (فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا) (الاحزاب: ٣٧) قَالَ: فَكَانَتْ تَفْتَخِرُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ زَوَّجَكُنَّ أَهْلُكُنَّ وَزَوَّجَنِي اللهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَوَاتٍ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ((فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا)) "جب زید اس سے اپنی ضرورت پوری کر چکا تو ہم نے اس کا آپ ﷺ سے نکاح کر دیا۔" پس وہ (زینب رضی اللہ عنہا) نبی ﷺ کی ازواج پر فخر کرتے ہوئی کہتی تھیں: تمہارے گھر والوں نے تمہاری شادی کی جبکہ اللہ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے میری شادی کی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البيهقي: ٥٧/٧، انظر تحفة الاشراف: ٣٠٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٧٤٢٠، سنن نسائی: ٦/٧٩۔ ٨٠، مسند احمد : ١٣٣٦١

فوائد الحدیث: (١) سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی رسول ہیں جن کا نام قرآن مجید میں ذکر ہوا ہے۔

(۲) امہات المومنین میں سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو یہ شرف اور سعادت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عام اصول اور ضابطے سے ہٹ کر ان کا نکاح امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ سے آسمانوں پر خود ہی کر دیا: جس کا تذکرہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا فخر سے کیا کرتی تھیں۔

3214: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ: خَطَبَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاعْتَذَرْتُ إِلَيْهِ فَعَذَرَنِي ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ﴾ (الاحزاب: ٥٠) الآيَةَ قَالَتْ: فَلَمْ أَكُنْ أَحِلُّ لَهُ لِأَنِّي لَمْ أُهَاجِرْ، كُنْتُ مِنَ الطُّلَقَاءِ.

سیّدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے مجھے پیغام نکاح بھیجا تو میں نے آپ ﷺ سے معذرت چاہی تو آپ ﷺ نے میری معذرت قبول فرمالی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ﴾ "ہم نے آپ ﷺ کے لیے آپ ﷺ کی وہ ازواج حلال قرار دیں جنہیں آپ نے ان کا حق مہر ادا کیا اور وہ جو مال غنیمت میں سے ملنے والی لونڈیاں، اور آپ ﷺ کے چچا کی بیٹیاں، ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور وہ مومن خاتون اگر وہ اپنے آپ کو نبی (ﷺ) کے ہبہ کر دے۔" انہوں (ام ہانی رضی اللہ عنہا) نے کہا: میں آپ ﷺ کے لیے حلال نہیں کی گئی تھی کیونکہ میں نے ہجرت نہیں کی تھی، میں طلقاء (آزاد کردہ لوگوں میں سے تھی جنہیں رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا تھا: انتم الطلقاء (تم آزاد ہو) میں سے تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ السُّدِّيِّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ہم اسے صرف حدیث سدی سے اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حكم الحديث: (ضعيف الإسناد جدا) اس میں ابی صالح مولیٰ ام ہانی ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٦٣٠

تخريج الحديث: طبقات ابن سعد: ٨/١٥٣، تفسير الطبرى: ٢٠/٢١، معجم الكبيرللطبرانى: ٢٤/١٠٠٧، مستدرک حاكم: ٢/٤٢٠، ٤/٥٣، سنن كبرىٰ للبيهقى: ٧/٥٤

3215: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما نُهِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَصْنَافٍ النِّسَاءِ إِلَّا مَا كَانَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَ ﴿لَا مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ

۲ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کرنے والی مومن عورتوں کے سوا دیگر اصناف خواتین سے شادی کرنے سے منع کر دیا گیا، فرمایا: ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ

يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ﴾ (الاحزاب: ٥٢) فَأَحَلَّ اللهُ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ (وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ) (الاحزاب: ٥٠) وَحَرَّمَ كُلَّ ذَاتِ دِينٍ غَيْرَ الإِسْلَامِ ثُمَّ قَالَ ﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِالإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (المائدہ: ٥) وَقَالَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْكَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الاحزاب: ٥٠) وَحَرَّمَ مَا سِوَى ذَلِكَ مِنْ أَصْنَافِ النِّسَاءِ.

حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ﴾ ”اس کے بعد آپ ﷺ کے لیے دوسری عورتوں سے شادی کرنا یا ان کے بدلے میں اور شادی کرنا حلال نہیں، خواہ ان کا حسن آپ ﷺ کو اچھا لگے سوائے تمہاری لونڈیوں کے۔“ اللہ نے مومن لونڈیاں تمہارے لیے حلال کی ہیں۔ اور: ”مومن عورت اگر اپنا آپ نبی کے لیے ہبہ کر دے۔“ اور اسلام کے علاوہ دیگر دین والی عورت کو حرام کر دیا، پھر فرمایا: ﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِالإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ جو ایمان کا انکار کر دے تو اس کے عمل ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔“ اور فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْكَ﴾ ”ہم نے آپ ﷺ کے لیے آپ کی وہ بیویاں حلال کر دیں جن کے تم نے مہر ادا کر دیے، اور اللہ نے مال غنیمت میں سے جو لونڈیاں تمہیں عطا کیں (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک) ﴿خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ”اور یہ مومنوں کے لیے نہیں بلکہ آپ ﷺ کے لیے خالص ہے۔“ اور اس کے علاوہ اصناف خواتین کو حرام قرار دے دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامَ. قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَا بَأْسَ بِحَدِيثِ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اسے صرف حدیث عبدالحمید بن بہرام کے حوالے سے جانتے ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے احمد بن حسن کو سنا وہ کہتے تھے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبدالحمید بن بہرام عن شہر بن حوشب کی روایت میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حكم الحديث: (ضعيف الإسناد) اس میں شہر بن حوشب ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٦٣١

تخريج الحديث: مسند احمد: ٢٩٢٢، اخرجه الطبراني في الكبير: ١٣٠١٣

3216: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى أُحِلَّ لَهُ النِّسَاءُ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے وفات نہیں پائی حتیٰ کہ آپ ﷺ کے لیے عورتیں حلال کر دی گئیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه الحميدي: ٢٣٥، ابن سعد: ١٩٤/٨، الطبري في التفسير: ٣٢/٢٢

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ٦/٥٦

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے عام مسلمانوں کے لیے زیادہ سے زیادہ ایک وقت میں چار عورتوں سے نکاح جائز قرار دیا ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کا یہ مقام و مرتبہ تھا کہ آپ ﷺ کے لیے چار سے زائد کو بیک وقت نکاح میں رکھنا حلال قرار دیا گیا۔

(۲) آپ ﷺ کا یہ بھی شرف اور خصوصیت تھی کہ اگر کوئی عورت اپنے آپ کو آپ ﷺ کے لیے ہبہ کر دے تو اگر آپ چاہیں تو اسے بحیثیت بیوی اپنی زوجیت میں رکھ سکتے ہیں۔ جبکہ عام مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں۔

3217: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَشْهَلُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ حُدِّثْنَاهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَى بَابَ امْرَأَةٍ عَرَّسَ بِهَا، فَإِذَا عِنْدَهَا قَوْمٌ، فَانْطَلَقَ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَاحْتَبَسَ، ثُمَّ رَجَعَ وَعِنْدَهَا قَوْمٌ فَانْطَلَقَ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَرَجَعَ وَقَدْ خَرَجُوا، قَالَ فَدَخَلَ وَأَرْخَى بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا قَالَ فَذَكَرْتُهُ لِأَبِي طَلْحَةَ قَالَ فَقَالَ: لَئِنْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَيَنْزِلَنَّ فِي هَذَا شَيْءٌ. فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ. عمرو بن سعید یقال له: الاصلح.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا کہ آپ ﷺ ایک عورت کے دروازے پر تشریف لائے آپ ﷺ کی ان سے شادی ہوئی تھی، دیکھا کہ ان کے پاس کچھ لوگ ہیں، پس آپ ﷺ چلے گئے اور اپنا کام کاج نمٹایا کچھ دیر رکے رہے پھر واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ ان کے پاس کچھ لوگ ہیں، آپ ﷺ پھر چلے گئے، کام کاج نمٹایا واپس آئے تو وہ حضرات جا چکے تھے، پس آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا، پس میں نے اس کا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: اگر تو ایسے ہی ہے جیسے تم کہہ رہے ہو تو پھر اس بارے میں کوئی حکم نازل ہو جائے گا، پس آیت حجاب نازل ہوئی۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ عمرو بن سعید کو اصلح کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٥٧٠، اخرجه الطبري في التفسير: ٣٨/٢٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٧٩١، صحیح مسلم: ١٤٢٨، وسنن نسائی کبریٰ: ٦٩٠٨، ١١٤١٧، مسند احمد: ١٢٠٦٣، ١٣٥٠٢، صحیح ابن حبان: ٥٥٧٩

فوائد الحدیث: (۱) ام المومنین سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کے موقعہ پر کھانا کھانے کے بعد بھی کچھ لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے، رسول اللہ ﷺ بار بار چکر لگاتے لیکن اپنے اخلاق حسنہ کی بدولت انہیں کہتے نہیں تھے کہ آپ فارغ ہو گئے ہیں تو چلے جائیں۔ اس وقت تک ابھی پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ بعد ازاں جب وہ مہمان اٹھ کر چلے گئے تو آپ ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور آپ نے پردہ لٹکا دیا۔

(۲) مہمانوں کو اپنے میزبان کی ضرورتوں کا خیال رکھنا چاہیے ان کی مروّت سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے۔

3218: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: تَزَوَّجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَدَخَلَ بِأَهْلِهِ قَالَ فَصَنَعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِي تَوْرٍ فَقَالَتْ يَا أَنَسُ اذْهَبْ بِهَذَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْ لَهُ: بَعَثَتْ إِلَيْكَ بِهَا أُمِّي وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ إِنَّ هَذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنَّ أُمِّي تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ: إِنَّ هَذَا مِنَّا لَكَ قَلِيلٌ. فَقَالَ ((ضَعْهُ)). ثُمَّ قَالَ ((اذْهَبْ فَادْعُ لِي فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا وَمَنْ لَقِيتَ)). فَسَمَّى رِجَالاً، قَالَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمَّى وَمَنْ لَقِيتُ، قَالَ قُلْتُ لأَنَسٍ: عَدَدُكُمْ كَمْ كَانُوا قَالَ زُهَاءَ ثَلَاثِمِائَةٍ.

شادی کی تو آپ ﷺ اپنی اہلیہ کے پاس گئے، میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حیس (کھجور، پنیر اور گھی کو ملا کر بنایا ہوا کھانا) تیار کیا اور اسے ایک پیالے میں ڈال کر فرمایا: انس! یہ نبی ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ اور آپ ﷺ سے عرض کرنا: میری والدہ نے یہ آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے وہ آپ ﷺ کو سلام عرض کرتی ہیں اور کہہ رہی تھیں: اللہ کے رسول! یہ آپ ﷺ کی خدمت میں ہماری طرف سے حقیر سا نذرانہ ہے۔ پس میں لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا: میری والدہ آپ ﷺ کو سلام پیش کرتی ہیں اور عرض کرتی ہیں: یہ ہماری طرف سے آپ ﷺ کی خدمت میں حقیر و قلیل سا نذرانہ ہے، آپ نے فرمایا: "اسے رکھ دو" پھر فرمایا: "جاؤ اور فلاں، فلاں اور فلاں اور جو تجھے ملے اسے میرے پاس بلا لاؤ۔" آپ ﷺ نے کچھ حضرات کے نام لیے، پس آپ ﷺ نے جس جس کا نام لیا تھا اور جس جس سے میں ملا میں نے اسے دعوت دے دی، راوی نے بیان کیا: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا: ان کی تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے کہا: تین سو کے قریب تھے۔

قَالَ: وَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا أَنَسُ هَاتِ بِالتَّوْرِ)). قَالَ: فَدَخَلُوا حَتَّى امْتَلأَتِ الصُّفَّةُ وَالْحُجْرَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لِيَتَحَلَّقْ عَشَرَةٌ عَشَرَةٌ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِمَّا يَلِيهِ)). قَالَ: فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، قَالَ فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتَّى أَكَلُوا كُلُّهُمْ. قَالَ فَقَالَ لِي ((يَا أَنَسُ ارْفَعْ)). قَالَ: فَرَفَعْتُ، فَمَا أَدْرِي حِينَ وَضَعْتُ كَانَ أَكْثَرَ أَمْ حِينَ رَفَعْتُ.

رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "انس! وہ (حیس والا) پیالہ لاؤ۔" پس وہ اندر آ گئے حتیٰ کہ صفہ اور حجرہ بھر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دس دس افراد کا حلقہ بنا لو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے۔" پس انہوں نے کھایا حتیٰ کہ شکم سیر ہو گئے، پس ایک گروہ نکلتا تو دوسرا گروہ داخل ہو جاتا حتیٰ کہ ان سب نے کھا لیا، تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: "انس! (کھانا) اٹھا لو۔" پس میں نے اٹھا لیا، اور مجھے پتا نہیں کہ جس وقت میں نے اسے رکھا تب وہ زیادہ تھا یا جس وقت میں نے اٹھایا تب وہ زیادہ تھا۔

قَالَ: وَجَلَسَ مِنْهُمْ طَوَائِفُ يَتَحَدَّثُونَ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ وَزَوْجَتُهُ مُوَلِّيَةٌ وَجْهَهَا

پس ان میں سے چند حضرات رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے، رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور

إِلَى الْحَائِطِ، فَثَقُلُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ رَجَعَ فَلَمَّا رَأَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ رَجَعَ، ظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ ثَقُلُوا عَلَيْهِ قَالَ: فَابْتَدَرُوا الْبَابَ فَخَرَجُوا كُلُّهُمْ، وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى أَرْخَى السِّتْرَ وَدَخَلَ وَأَنَا جَالِسٌ فِي الْحُجْرَةِ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى خَرَجَ عَلَيَّ وَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَاتُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَالِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ﴾ (الاحزاب: ٥٣) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. قَالَ الْجَعْدُ قَالَ أَنَسٌ أَنَا أَحْدَثُ النَّاسِ عَهْدًا بِهَذِهِ الْآيَاتِ وَحُجِبْنَ نِسَاءُ رَسُولِ النَّبِيِّ ﷺ.

آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ دیوار کی طرف رخ کیے ہوئے تھیں، پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ پر گراں بنا دیا تھا، رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے، اپنی ازواج مطہرات کو سلام کیا، پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے، جب انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لا چکے ہیں تو انہیں خیال آیا کہ انہوں نے آپ ﷺ پر بوجھ بنا دیا ہے، تو وہ تیزی کے ساتھ دروازے کی طرف گئے اور سارے باہر چلے گئے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے حتی کہ آپ ﷺ نے پردہ گرا دیا اور اندر تشریف لے گئے جبکہ میں حجرے میں بیٹھا ہوا تھا، پس تھوڑی ہی دیر بعد آپ میرے پاس تشریف لائے اور یہ آیات نازل ہوئیں، پس رسول اللہ ﷺ نے باہر جا کر انہیں لوگوں کو پڑھ کر سنایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَ لَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَالِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ﴾ ”اے ایمان دارو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو سوائے اس کے جب تمہیں کھانے کے لیے (آنے کی) اجازت دی جائے، ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ بیٹھے رہو، البتہ جب تمہیں بلایا جائے تب جایا کرو، پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور وہاں باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو، اس بات سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْجَعْدُ هُوَ ابْنُ عُثْمَانَ وَيُقَالُ هُوَ ابْنُ دِينَارٍ وَيُكْنَى أَبَا عُثْمَانَ بَصْرِيٌّ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ رَوَى عَنْهُ يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَشُعْبَةُ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ.

جعد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب سے پہلے میں نے یہ آیات سنیں، (سب سے پہلے مجھے ان آیات کا پتا چلا)، اور نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم دے دیا گیا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جعد، یہ ابن عثمان ہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ابن دینار ہیں اور ابو عثمان بصری کنیت ہے۔ وہ اہل حدیث کے ہاں ثقہ ہیں۔ یونس بن عبید، شعبہ اور حماد بن زید نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٥٧١، اخرجه الحاكم: ٤١٧/٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥١٦٣تعلیقا، صحیح مسلم: ١٤٢٨، سنن نسائی: ٦/١٣٦۔ ١٣٧، مسند احمد : ١٢٦٦٩

فوائد الحدیث: اس مفصل واقعہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

١- ولیمہ کرنا سُنت ہے۔

٢- شادی کے موقعہ پر دولہا اور دلہن کو تحفہ دینا جائز ہے۔ (البتہ تحفے کی آڑ میں نیوندرے کی شکل میں دولہا کو مقروض کر دینا اور پھر بمعہ سود اس سے وصول کرنا درست نہیں)

٣- میزبان کے ہاں دعوت سے پہلے بھی فضول جا کر نہیں بیٹھنا چاہیے اور کھانا کھانے کے بعد وہاں بیٹھ کر گپیں بھی نہیں ہانکنی چاہئیں بلکہ فارغ ہو کر چلے جانا چاہیے تاکہ میزبان کو انتظامی معاملات میں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔ البتہ جو رشتے دار یا دوست احباب معاونت کے لیے ٹھہرتے ہیں وہ مستثنیٰ ہیں۔

٤- میزبان کے ہاں جگہ یا برتنوں کی کمی ہو تو شفٹوں میں کھانا کھانے کی صورت میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے، خواہ مخواہ شور کر کے اپنی اور میزبان کی سبکی کا باعث نہیں بننا چاہیے۔

٥- مُسلمان خواتین کو ہر غیر محرم سے پردہ کرنا چاہیے۔ خصوصاً شادی کے موقعہ پر دلہن کی نمائش تو بالکل حرام ہے۔ اگر زواج مطہرات جن کی طہارت و پاکیزگی کی گواہی اللہ تعالیٰ دیتے ہیں، پردہ کیا کرتی تھیں تو اور کوئی عورت کون ہے جسے یہ چھوٹ حاصل ہو، کوئی نہیں، ہرگز کوئی نہیں۔ واللہ کوئی نہیں۔

٦- رسول اللہ ﷺ کی برکت اور معجزہ تھا کہ مہمانوں کی کثرت کے باوجود کھانے میں کوئی کمی نہیں آئی۔ صلی اللہ علیہ وسلم

3219: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ بَيَانٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: بَنَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِامْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ قَوْمًا إِلَى الطَّعَامِ فَلَمَّا أَكَلُوا وَخَرَجُوا قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُنْطَلِقًا قِبَلَ بَيْتِ عَائِشَةَ فَرَأَى رَجُلَيْنِ جَالِسَيْنِ فَانْصَرَفَ رَاجِعًا، فَقَامَ الرَّجُلَانِ فَخَرَجَا فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ﴾ (الاحزاب: ٥٣) وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ بَيَانٍ. وَرَوَى ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ هَذَا الْحَدِيثَ بِطُولِهِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی زوجہ محترمہ سے خلوت کی، آپ ﷺ نے مجھے بھیجا تو میں نے کچھ حضرات کو کھانے کی دعوت دی،، جب وہ کھا کر باہر چلے گئے، تو رسول اللہ ﷺ اٹھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف چلے تو آپ ﷺ نے دو آدمیوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ واپس آ گئے، پس وہ دونوں آدمی اٹھے اور باہر چلے گئے تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ﴾ اور حدیث میں ایک واقعہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بیان کی روایت سے ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو مطول روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٤٠٠٥، الطبري في تفسيره: ٣٨/٢٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۵۱۶۳ تعلیقا، صحیح مسلم: ١٤٢٨، سنن نسائی: ٦/١٣٦۔ ١٣٧، مسند احمد: ١٢٦٦٩

فوائد الحدیث: واقعہ کی تفصیل حدیث نمبر ۳۲۱۸ میں ملاحظہ فرمائیں۔

3220: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ الأَنْصَارِيَّ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ الَّذِي كَانَ أُرِيَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ، قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عُلِّمْتُمْ)).

سیّدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا، اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر صلوۃ بھیجیں تو ہم آپ ﷺ پر کس طرح صلوۃ بھیجیں؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ اس نے آپ ﷺ سے سوال نہ کیا ہوتا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہو: ((اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم فى العالمين انك حميد مجيد)) اور سلام جس طرح کہ تم سیکھ چکے ہو۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي حُمَيْدٍ وَكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَأَبِي سَعِيدٍ وَزَيْدِ بْنِ خَارِجَةَ وَيُقَالُ ابْنُ جَارِيَةَ وَبُرَيْدَةَ.

اور اس باب میں علی، ابو حمید، کعب بن عجرہ، طلحہ بن عبید اللہ، ابو سعید اور زید بن خارجہ اور ابن جاریہ بھی کہا جاتا ہے، اور بریدہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صفة الصلاة: صحيح ابي داؤد: ٩٠١، اخرجه ابن خزيمه: ٧١١، الدارقطني: ٣٥٤/١

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٤٠٥، سنن ابو داود: ٩٨٠، ٩٨١، سنن نسائی: ٣/٤٥، مسند احمد: ١٧٠٦٧، صحيح ابن حبان: ١٩٥٨

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حکم فرمایا ہے کہ وہ سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر صلوۃ بھی پڑھیں اور سلام بھی بھیجیں۔ جب سورۃ احزاب کی یہ آیت نمبر ۵۶ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہم ”سلام“ تو آپ پر پڑھتے ہیں کیونکہ وہ نماز پڑھتے ہوئے تشہد میں السلام علیك ایها النبی پڑھا کرتے تھے تو ہم ”صلوۃ“ کیسے پڑھیں؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد۔ اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد۔ (بخاری ۱/ ۴۷۷، کتاب الانبیاء) ”یعنی آپ ﷺ نے درود ابراہیمی جو نماز میں پڑھا جاتا ہے وہ سکھایا کہ یہ پڑھا کرو“۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ "سلام" سے مراد تشہد میں پڑھا جانے والا "سلام" ہے اور "صلوٰۃ" سے مراد 'درود ابراہیمی' ہے۔ "صلوٰۃ" (درود) کے الفاظ رسول اللہ ﷺ سے مختلف مروی ہیں جن الفاظ سے بھی پڑھ لیا جائے گا، اس حکم کی بجا آوری ہو جائے گی۔ البتہ نماز میں درود ابراہیمی ہی پڑھنا چاہیے۔

(۳) بعض لوگوں نے جو خود ساختہ الفاظ بنائے ہوئے ہیں اور انہیں "صلوٰۃ و سلام" کا نام دیا ہے اس کا نہ تو قرآن و حدیث سے ثبوت ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و دیگر سلف صالحین سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ لہٰذا درود ہمیشہ مَسْنُون ہی پڑھنا چاہیے۔

3221: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ عَوْفٍ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَخِلَاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ رَجُلاً حَيِيًّا سِتِّيرًا مَا يُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ، فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَقَالُوا مَا يَسْتَتِرُ هَذَا التَّسَتُّرَ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ وَإِمَّا آفَةٌ وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهُ مِمَّا قَالُوا، وَإِنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ خَلَا يَوْمًا وَحْدَهُ فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى حَجَرٍ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلَى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا وَإِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ فَأَخَذَ مُوسَى عَصَاهُ فَطَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ يَقُولُ: ثَوْبِي حَجَرُ ثَوْبِي حَجَرُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ النَّاسِ خَلْقًا وَأَبْرَأَهُ مِمَّا كَانُوا يَقُولُونَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی باحیا اور بہت زیادہ ستر پوشی کرنے والے شخص تھے ان کی حیا ہی کی وجہ سے ان کی جلد کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا، بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگوں نے انہیں ایذا دی، انہوں نے کہا: یہ اپنی جلد پر کسی عیب کی وجہ سے اس قدر ستر پوشی کرتے ہیں، یا تو برص کا مرض ہے۔ یا فوطے پھولنے کا مرض ہے یا کوئی اور آفت ہے، اللہ عزوجل نے ارادہ فرمایا کہ وہ جو کہہ رہے ہیں اس سے انہیں بری قرار دیں، موسیٰ علیہ السلام ایک دن اکیلے باہر گئے، اپنے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھے، پھر غسل کیا، جب فارغ ہو کر اپنے کپڑوں کی طرف آئے کہ انہیں حاصل کریں تو پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ اٹھا، موسیٰ علیہ السلام اپنی لاٹھی لے کر پتھر کے پیچھے دوڑے اور وہ کہہ رہے تھے۔ اے پتھر! میرے کپڑے، اے پتھر! میرے کپڑے، حتیٰ کہ وہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ کے پاس پہنچ گئے، انہوں نے انہیں عریاں حالت میں سب سے بہتر خلقت میں دیکھا اور وہ ان کے متعلق جو کہا کرتے تھے اس سے انہیں بری ثابت کر دیا۔

قَالَ: وَقَامَ الْحَجَرُ فَأَخَذَ ثَوْبَهُ وَلَبِسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللهِ إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ عَصَاهُ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللهِ وَجِيهًا﴾ (الاحزاب: ٦٩).

پتھر کھڑا ہو گیا انہوں نے اپنے کپڑے پہن لیے، اپنی لاٹھی سے پتھر کو مارنے لگے، اللہ کی قسم! اس پتھر پر ان کی لاٹھی کے تین یا چار یا پانچ نشان پڑ گئے، پس یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللهِ وَجِيهًا﴾ "اے ایمان دارو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا پہنچائی۔ اللہ

نے انہیں اس چیز سے بری ثابت کر دیا جو انہوں نے (ان کے متعلق) کہی تھی، اور وہ اللہ کے ہاں بڑے عزت والے تھے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِيهِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ کئی ایک طرق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مروی ہے اور اس میں عن انس عن النبی ﷺ بھی روایت مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطحاوي في شرح مشكل الآثار: ٦٧، والطبري في التفسير: ٢٢/٥١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٧٨، صحيح مسلم: ٣٣٩، وسنن نسائی كبرىٰ: ١١٤٢٤، ١١٤٢٥، مسند احمد: ٨١٧٣، صحيح ابن حبان: ٦٢١١

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں کو ہی ان کے مخالفین مختلف قسم کی تکلیفیں دیتے رہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بھی بار بار ایذائیں دی گئیں کہ ان کی تعلیمات کا نا صرف کہ انکار کیا گیا بلکہ بعض اوقات اس کا مذاق بھی اڑایا گیا۔ حتیٰ کہ ایذا رسائی کا یہ سلسلہ ان کی ذات تک پہنچ گیا کہ ان کی شرافت اور شرم وحیا کو ان کے لیے عیب کا سبب قرار دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کی برأت ظاہر ہی نہیں فرمائی بلکہ ثابت کر دی اور ایسی ثابت کی کہ اب ان کو مانے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں۔

جس کی تفصیل حدیث الباب میں مذکور ہے۔

(۲) جس طرح اللہ تعالیٰ ہر دور میں انبیاء کرام علیہم السلام کے دشمنوں کو ذلیل ورسوا کرتا رہا ہے اسی طرح جو لوگ انبیاء کے وارث "علماء دین" کو پریشان کرتے ہیں وہ بھی کسی نہ کسی طرح ذلت کا شکار ضرور ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ علماء کرام کو ہمیشہ سرخرو کرتا ہے۔ بشرطیکہ علماء کرام اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو پورے اخلاص کے ساتھ لوجہ اللہ تعالیٰ ادا کرنے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں وقف اور صرف کر دیں۔ "تجربہ شرط ہے"۔ من كان لله كان الله له۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

35- باب وَمِنْ سُورَةِ سَبَإٍ

سورۂ سبا کی آیات کی تفسیر

3222: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَكَمِ النَّخَعِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو سَبْرَةَ النَّخَعِيُّ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ مُسَيْكٍ الْمُرَادِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا أُقَاتِلُ مَنْ أَدْبَرَ مِنْ قَوْمِي مِمَّنْ أَقْبَلَ مِنْهُمْ فَأَذِنَ لِي فِي قِتَالِهِمْ وَأَمَّرَنِي، فَلَمَّا خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ سَأَلَ عَلِّي مَا فَعَلَ

فروہ بن مسیک مرادی نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا میں اپنی قوم میں سے ان لوگوں کو جو کہ اسلام قبول کریں ساتھ لے کر اپنی قوم کے ان لوگوں کے ساتھ قتال نہ کروں جو اسلام سے منہ موڑتے ہیں؟ پس آپ ﷺ نے ان کے ساتھ قتال کرنے کے متعلق مجھے اجازت دے دی، اور آپ ﷺ نے مجھے امیر

الْغُطَيْفِيُّ فَأُخْبِرَ أَنِّي قَدْ سِرْتُ قَالَ: فَأَرْسَلَ فِي أَثَرِي فَرَدَّنِي فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ ((ادْعُ الْقَوْمَ فَمَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ فَاقْبَلْ مِنْهُ، وَمَنْ لَمْ يُسْلِمْ فَلَا تَعْجَلْ حَتَّى أُحْدِثَ إِلَيْكَ)).

مقرر کیا، جب میں آپ ﷺ کے پاس سے روانہ ہوا تو آپ ﷺ نے میرے متعلق دریافت کیا: ''غطیفی کا کیا حال ہے؟'' آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ میں تو روانہ ہو چکا ہوں، آپ ﷺ نے میرے پیچھے آدمی بھیجا اور مجھے واپس بلایا، میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ اپنے چند اصحاب کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی قوم کو دعوت دو، ان میں سے جو اسلام قبول کر لے تو اس سے (اسلام) قبول کر، اور جو اسلام قبول نہ کرے تو پھر جلد بازی نہ کرنا حتیٰ کہ میں تجھے کوئی نیا حکم جاری کروں؟''

قَالَ: وَأُنْزِلَ فِي سَبَإٍ مَا أُنْزِلَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا سَبَأٌ أَرْضٌ أَوِ امْرَأَةٌ قَالَ ((لَيْسَ بِأَرْضٍ وَلَا امْرَأَةٍ وَلَكِنَّهُ رَجُلٌ وَلَدَ عَشَرَةً مِنَ الْعَرَبِ، فَتَيَامَنَ مِنْهُمْ سِتَّةٌ وَتَشَاءَمَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ فَأَمَّا الَّذِينَ تَشَاءَمُوا فَلَخْمٌ وَجُذَامُ وَغَسَّانُ وَعَامِلَةُ، وَأَمَّا الَّذِينَ تَيَامَنُوا فَالأَزْدُ وَالأَشْعَرِيُّونَ وَحِمْيَرُ وَمَذْحِجٌ وَأَنْمَارُ وَكِنْدَةُ وَمَذْحِجٌ وَأَنْمَارٌ)).

سبا کے متعلق جو نازل ہونا تھا نازل ہو چکا، تو ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! سبا زمین اور علاقہ ہے یا کوئی عورت؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''زمین اور علاقہ ہے نہ کوئی عورت، لیکن وہ عرب کا ایک آدمی ہے اس کے دس بچے پیدا ہوئے، ان میں سے چھ کو بابرکت جانا اور چار کو منحوس، پس رہے وہ جنہیں منحوس جانا: وہ لخم، جذام، غسان اور عاملہ تھے، اور رہے وہ جنہیں بابرکت جانا وہ: الازد، اشعرون، حِمیَر، کندہ، مذحج اور انمار ہیں۔''

فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا أَنْمَارُ قَالَ ((الَّذِينَ مِنْهُمْ خَثْعَمُ وَبَجِيلَةُ)).

ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! انمار کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جن میں سے خثعم اور بجیلہ ہیں۔''

وَرُوِيَ هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور یہ حدیث ابن عباس عن النبی ﷺ کے حوالے سے بھی مروی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٦٨٥٢، الطبراني في الكبير: ٨٣٦/١٨، اسد الغابة: ٣٦١/٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٨٨، شرح المشكل: ٣٣٧٩

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے عرب کے بعض قبائل کا تعارف بتایا ہے کہ ان کے جد امجد کا نام ''سبا'' تھا جو بعد میں ایک قوم اور پھر ملک کا نام پڑ گیا۔

(۲) کسی بھی قوم کے خلاف جہادی کاروائی کرنے سے پہلے انہیں وعظ و تبلیغ کے ذریعے اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے اگر وہ جانتے بوجھتے نہ مانیں تو پھر ان سے قتال کیا جائے۔

(۳) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں اپنی قوم، قبیلے وغیرہ کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔

3223: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا قَضَى اللهُ فِي السَّمَاءِ أَمْرًا ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهَا سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ، إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ) (سبا: ۲۳) قَالَ وَالشَّيَاطِينُ بَعْضُهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ آسمان میں کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اس کے فرمان کے سامنے عاجزی کے ساتھ اپنے پر مارتے ہیں، گویا کہ وہ چٹان پر زنجیر کی آواز ہو، جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں: تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ وہ کہتے ہیں: حق، اور وہ عالی شان سب سے بڑا ہے۔'' فرمایا: ''شیاطین (آسمان تک) ایک دوسرے کے اوپر ہوتے ہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ۱۱۵، ابن منده: ۷۰۰، البيهقي في الدلائل: ۲/۲۳۵

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ۴۷۰۱، سنن ابو داود: ۳۹۸۹، سنن ابن ماجه: ۱۹۴، صحيح ابن حبان: ۳۶

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ جب کوئی حکم صادر فرماتے ہیں تو عاجزی، انکساری اور اللہ تعالیٰ کی ہیبت کی وجہ سے فرشتوں کے پر پھڑ پھڑانے لگتے ہیں۔ پھر جب ان سے وہ گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو وہ دوسروں سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے تو وہ مقرب فرشتے جواب دیتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے حق فرمایا ہے''۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کلام کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ جو کچھ فرماتے ہیں وہ حق ہوتا ہے۔

3224: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ رُمِيَ بِنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ لِمِثْلِ هَذَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ)). قَالُوا: كُنَّا نَقُولُ: يَمُوتُ عَظِيمٌ أَوْ يُولَدُ عَظِيمٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فَإِنَّهُ لَا يُرْمَى بِهِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّ رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ إِذَا قَضَى أَمْرًا سَبَّحَ لَهُ حَمَلَةُ الْعَرْشِ، ثُمَّ سَبَّحَ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ التَّسْبِيحُ إِلَى هَذِهِ السَّمَاءِ، ثُمَّ سَأَلَ أَهْلُ السَّمَاءِ السَّادِسَةِ أَهْلَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالَ فَيُخْبِرُونَهُمْ ثُمَّ يَسْتَخْبِرُ أَهْلُ كُلِّ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ اپنے چند اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک ستارہ ٹوٹا تو روشنی ہو گئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دور جاہلیت میں جب تم اس کے مثل دیکھتے تھے تو تم کیا کہا کرتے تھے؟'' انہوں نے عرض کیا: ہم کہا کرتے تھے: کوئی عظیم شخصیت فوت ہو گئی ہے یا کوئی عظیم شخص پیدا ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا لیکن ہمارا رب تبارک اسمہ وتعالیٰ جب کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے تو حاملین عرش (فرشتے) تسبیح بیان کرتے ہیں، پھر ان کے ساتھ والے آسمان کے فرشتے تسبیح بیان کرتے ہیں، پھر ان کے ساتھ والے حتیٰ کہ یہ تسبیح اس آسمان تک پہنچ جاتی ہے، پھر چھٹے آسمان والے ساتویں آسمان والے سے پوچھتے ہیں: تمہارے

سَمَاءٍ حَتَّى يَبْلُغَ الْخَبَرُ أَهْلَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا، وَتَخْتَطِفُ الشَّيَاطِينُ السَّمْعَ فَيُرْمَوْنَ فَيَقْذِفُونَهُ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ، فَمَا جَاءُوا بِهِ عَلَى وَجْهِهِ فَهُوَ حَقٌّ وَلَكِنَّهُمْ يُحَرِّفُونَ وَيَزِيدُونَ)).

رب نے کیا کہا ہے؟ فرمایا: ''وہ انہیں بتاتے ہیں پھر ہر آسمان والے پوچھتے ہیں حتیٰ کہ آسمان دنیا والوں تک خبر پہنچ جاتی ہے، شیاطین اس سننے کو اچک لیتے ہیں تو انہیں مار پڑتی ہے وہ یہ باتیں اپنے اولیا (ساتھیوں) تک پہنچا دیتے ہیں، پس وہ جو اس کی صورت پر پہنچاتے ہیں تو وہ بات سچی ہوتی ہے لیکن وہ اس میں تحریف کرتے اور اس میں اضافہ کرتے ہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رِجَالٍ مِنَ الْأَنْصَارِ رضى الله عنهم قَالُوا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَى الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رِجَالٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالُوا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ.

یہ حدیث زہری عن علی بن حسین عن ابن عباس عن رجال من الانصار کی سند سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نبی ﷺ کے ہاں تھے۔ اور اوزاعی نے زہری عن عبید اللہ عن ابن عباس عن رجال من الانصار کی سند سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہم نبی ﷺ کے پاس تھے۔ تو انہوں نے اس کی مثل اس کا معنی بیان کیا۔ ہم کو یہ حسین بن حریث نے حدثنا الولید بن مسلم حدثنا الاوزاعی کی سند سے بیان کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميد: ٦٨٣، والبيهقي في الدلائل: ٢/٢٣٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٨٢

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ جب کوئی فیصلہ فرماتے ہیں اور اوپر سے نیچے تک ہر آسمان کے فرشتے دوسروں کو اس فیصلے سے آگاہ کرتے ہیں تو بعض اوقات شیاطین اس میں سے کوئی گفتگو سن لیتے ہیں پھر فرشتے ان چوروں کو مارتے ہیں بعض کو تو وہ ستارہ ''شہاب ثاقب'' لگتا ہے اور وہ مر جاتے ہیں اور بعض شیاطین اللہ تعالیٰ کے احکام کو اچکنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جنہیں وہ اپنے نجومی، کاہن وغیرہ دوستوں تک پہنچاتے ہیں اور وہ اس میں کچھ جھوٹ ملا کر اپنا کاروبار چلاتے ہیں۔ ان کی خبریں اور باتیں جو آسمان سے اچکی ہوئی ہوتی ہیں وہ سچی ہوتی ہیں باقی سب جھوٹ ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

36- باب وَمِنْ سُورَةِ الْمَلَائِكَةِ

سورۃ الملائکہ / سورۃ الفاطر کی آیات کی تفسیر

3225: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَيْزَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً مِنْ ثَقِيفٍ يُحَدِّثُ عَنْ

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے اس آیت: ﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ

رَجُلٍ مِنْ كِنَانَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذِهِ الآيَةِ ﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللهِ﴾ (فاطر: ٣٢) قَالَ ((هَؤُلَاءِ كُلُّهُمْ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ وَكُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ)).

مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللهِ﴾ ”پھر ہم نے اس کتاب کا ان کو وارث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کر لیا، پس ان میں سے کوئی اپنی جان کے لیے ظلم کرنے والا ہے، ان میں سے کوئی اعتدال والا ہے، اور ان میں سے کوئی اللہ کے حکم سے نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والا ہے۔“ کے بارے میں فرمایا: ”یہ سب ایک ہی مرتبہ پر ہیں اور وہ سب جنت میں ہیں۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس میں رجل من ثقیف اور جل من کنانہ دونوں مجہول ہیں۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢١٦٩٧، ٢١٧٢٧، ١١٧٤٥، ٢٧٠٠٥ معجم الكبير الطبرانی: ٤١٠

فوائد الحدیث: (۱) حدیث الباب میں مذکور آیات میں امت محمدیہ کے تین گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں گناہوں سے کم ہوں گی۔

۲۔ مُّقْتَصِدٌ۔ ان لوگوں کی نیکیاں اور گناہ تقریباً برابر برابر ہوں گے۔

۳۔ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ۔ یہ پہلے دونوں گروہوں کی بہ نسبت نیکی کے کاموں میں آگے بڑھ جانے والے ہیں۔

امت کے لیے تین گروہ اگرچہ مراتب کے لحاظ سے فرق رکھتے ہیں لیکن اپنے انجام کے لحاظ سے تینوں ہی جنتی ہیں۔

۱۔ کچھ بغیر حساب کے جنّت میں داخل ہوں گے۔ اللهم اجعلنا منهم۔

۲۔ کچھ ہلکا پھلکا، آسان سا حساب دے کر جنتی بن جائیں گے۔

۳۔ اور کچھ لوگ جہنم میں گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جنّت کے وارث ہوں گے۔

(۲) انسان کو کسی صورت میں بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ عقیدہ توحید پر ثابت قدم رہتے ہوئے اپنی طاقت اور بساط کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا رہے، اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کی امید رکھتے ہوئے، اس کے عذاب سے پناہ مانگتا رہے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

37- باب وَمِنْ سُورَةِ يٰسٓ

سورۂ یٰس کی آیات کی تفسیر

3226: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنو سلمہ مدینے کے کنارے پر رہتے تھے، انہوں نے مسجد کے قریب منتقل ہونے

عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَتْ بَنُو سَلِمَةَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ فَأَرَادُوا النُّقْلَةَ إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ) (يس: ١٢) فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ آثَارَكُمْ تُكْتَبُ)). فَلَمْ يَنْتَقِلُوا.

کا ارادہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ((إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ)) "ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور انہوں نے جو آگے بھیجا ہم اسے لکھ رہے ہیں اور ان کے آثار و نشانات بھی لکھ رہے ہیں۔" تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جا رہے ہیں پس وہ منتقل نہ ہوئے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ وَأَبُو سُفْيَانَ هُوَ طَرِيفٌ السَّعْدِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ثوری کی روایت سے۔ اور ابو سفیان یہ طریف سعدی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس کی سند ابی سفیان کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: تفسير الطبرى: ٢٢/١٥٤، حاكم: ٢/٤٢٨، صحيح مسلم: ٦٦٥، ٢٨٠، ٢٨١، مسند احمد : ١٤٥٦٦.

فوائد الحدیث: (۱) یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء، اس لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر انسان کے اعمال جو وہ زندگی میں کرتا ہے لکھ کر محفوظ کر لیے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ اعمال بھی جس کے اثرات انسان کے مرنے کے بعد بھی دنیا میں باقی رہتے ہیں وہ اچھے ہوں یا برے وہ بھی لکھے جاتے ہیں اور جو ان کو اپنائے گا اس میں سے اس مرنے والے شخص کا بھی حصہ ہوگا۔ لہٰذا ہر شخص کو اچھے اعمال کرنے چاہئیں اور اپنے بعد بھی نیکی کے کام چھوڑنے چاہئیں تاکہ وہ صدقہ جاریہ بنیں کوئی ایسا عمل جاری نہیں کرنا چاہیے۔ جس کو لوگ اپنا لیں اور اس کا گناہ اس کے نامہ اعمال میں بھی درج ہوتا رہے۔

(۲) اگر نیکی کے کاموں کی طرف اٹھنے والے قدموں کے نشان تک لکھے جاتے ہیں تو پھر انسان کے بڑے بڑے اعمال کیونکر محفوظ نہیں ہوں گے۔ اور اس کو ان کا پورا اجر کیوں نہیں ملے گا؟۔ یقیناً ملے گا ان شاء اللہ اس لیے ہمیشہ خیر کے کاموں میں ہی رغبت رکھنی چاہیے اور سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔

3227: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَالنَّبِيُّ ﷺ جَالِسٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَتَدْرِي يَا أَبَا ذَرٍّ أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ)). قَالَ: قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((فَإِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا اطْلُعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا)). قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ (ذَلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا) قَالَ وَذَلِكَ قِرَاءَةُ عَبْدِ اللهِ.

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا جس وقت کہ سورج غروب ہو گیا اور نبی ﷺ تشریف فرما تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "ابوذر! جانتے ہو یہ (سورج) کہاں جاتا ہے؟" میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ چلتا رہتا ہے سجدہ کرنے کی اجازت طلب کرتا ہے تو اسے اجازت دے دی جاتی ہے گویا کہ اسے کہا جاتا ہے: تو جہاں سے آیا ہے وہاں سے طلوع ہو، تو وہ اپنے غروب ہونے کی جگہ سے طلوع ہوگا۔" پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ((ذَلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا)) "یہ اس کا ٹھکانا ہے۔"

راوی نے بیان کیا، یہ عبداللہ کی قراءت میں ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۱۸۶۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ۳۱۹۹، صحيح مسلم: ۱۵۹، سنن ابو داود: ٤٠٠٢، وسنن نسائی کبریٰ: ١١١٧٦، مسند احمد : ٢١٣٠٠، صحيح ابن حبان: ٦١٥٤

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات، رب العالمین کے تابع ہیں خواہ وہ زمینی مخلوق ہو یا آسمانی، وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے، اسی لیے سورج ہر روز اللہ تعالیٰ سے طلوع ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے۔

(۲) قیامت کے قریب اسے مشرق سے طلوع ہونے کی اجازت نہیں ملے گی بلکہ حکم ہوگا کہ یہی مغرب سے ہی طلوع ہو جا۔ یہ قیامت کی بہت بڑی نشانی ہوگی اس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ پھر کسی کا ایمان لانا بھی قبول نہیں ہوگا۔

(۳) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات میں ذالك مستقرٌ لّها ہے۔ جبکہ مشہور اور متواتر قرات میں والشمس تجری لمستقر لها پڑھا جاتا ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

38- باب وَمِنْ سُورَةِ الصَّافَّاتِ

سورۂ الصافات کی آیات کی تفسیر

3228: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ بِشْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْ دَاعٍ دَعَا إِلَى شَيْءٍ إِلَّا كَانَ مَوْقُوفًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَازِمًا لَهُ لَا يُفَارِقُهُ وَإِنْ دَعَا رَجُلٌ رَجُلاً)). ثُمَّ قَرَأَ قَوْلَ اللهِ ﴿وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ﴾ (الصافات: ٢٤-٢٥).

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر داعی کو جس نے کسی چیز کی طرف دعوت دی اسے لازمی طور پر قیامت کے دن اس کے لیے کھڑا کیا جائے گا وہ اس سے جدا نہیں ہو سکے گا خواہ کسی آدمی نے کسی ایک آدمی کو دعوت دی ہو، پھر آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کا یہ فرمان پڑھا: ﴿وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ﴾ "انہیں کھڑا کرو کیونکہ ان سے پوچھا جائے گا، تمہیں کیا ہے کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) التعليق الرغيب: ١/٥٠، ظلال الجنة: ١١٢، اس میں لیث راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن الدارمی: ٥١٦، سنن ابن ماجه: ٢٠٨

فوائد الحدیث: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ غیر اللہ کی پوجا کرنے والوں اور ان کے معبودان باطلہ کو جمع کر کے مزید رسوا کرنے کے لیے فرمائیں گے تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے ہو۔ کیونکہ دنیا میں مشرکین یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے بزرگ اور پیر وغیرہ قیامت

کے دن ہمیں چھڑا لیں گے۔ یاد رکھیے قیامت کے دن صرف عقیدہ توحید کی بنا پر محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہی انسان عذاب سے بچ سکے گا۔ اس لیے ہمیں ہمیشہ عقیدہ توحید پر کاربند رہنا چاہیے۔

3229: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ﴾ (الصافات: ١٤٧) قَالَ ((عِشْرُونَ أَلْفًا)).

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ﴾ ”ہم نے اسے ایک لاکھ یا زیادہ کی طرف بھیجا۔“ کے متعلق پوچھا: آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیس ہزار“۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں رجل مجہول ہے۔ ضعيف الترمذي: ٦٣٣

تخریج الحدیث: تفسير الطبري: ٢٣/١٠٤

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، البتہ ان آیات میں سیدنا یونس علیہ السلام کی امت کی تعداد بیان کی گئی ہے کہ جب وہ مچھلی کے پیٹ سے نجات پا کر دوبارہ اپنی قوم کی طرف گئے تو ایک لاکھ سے زائد لوگ ان پر ایمان لائے۔

3230: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَثْمَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِ اللهِ (وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ) (الصافات: ٧٧) قَالَ ((حَامٌ وَسَامٌ وَيَافِثُ)). كَذَا.

سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ)) ”ہم نے ان (نوح علیہ السلام) کی اولاد ہی کو باقی رکھا۔“ کی تفسیر میں بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”حام، سام اور یافث“۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: يُقَالُ يَافِثُ وَيَافِثُ بِالتَّاءِ وَالثَّاءِ وَيُقَالُ يَفِثُ. قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یافث تاء کے ساتھ اور یافث ثاء کے ساتھ بھی کہا جاتا ہے اور یَفِثُ بھی بیان کیا جاتا ہے اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف سعید بن بشیر کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں سعید بن بشیر ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٦٣٤

تخریج الحدیث: العلل للمصنف: ٢/٨٩٢، تفسيرالطبري: ٢٤/٦٧

فوائد الحدیث: روایت ضعیف ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد تمام لوگ ہلاک ہو گئے صرف نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہی اللہ تعالیٰ نے انسانی نسل کو جاری فرمایا، اس لیے سیدنا نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے۔

3231: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((سَامٌ أَبُو الْعَرَبِ وَحَامٌ

سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سام ابوالعرب، حام ابوالحبش اور یافث ابوالروم ہیں۔“

أَبُو الْحَبَشِ وَيَافِثُ أَبُو الرُّومِ)).

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٣٦٨٣، بعض کہتے ہیں قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠٠٩٩

فوائد الحدیث: اس روایت میں سیدنا نوح علیہ السلام کے ان بیٹوں جن سے نسل جاری ہوئی اور ان کے علاقوں کا بیان ہے۔ لیکن یہ روایت صحیح نہیں اس لیے اس تفصیل کو بھی حتمی طور پر درست نہیں کہا جاسکتا۔ واللہ اعلم۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

39- باب وَمِنْ سُورَةِ ص

سورۂ صٓ کی آیات کی تفسیر

3232: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ يَحْيَى قَالَ عَبْدٌ هُوَ ابْنُ عَبَّادٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرِضَ أَبُو طَالِبٍ فَجَاءَتْهُ قُرَيْشٌ وَجَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدَ أَبِي طَالِبٍ مَجْلِسُ رَجُلٍ فَقَامَ أَبُو جَهْلٍ كَيْ يَمْنَعَهُ وَشَكَوْهُ إِلَى أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي مَا تُرِيدُ مِنْ قَوْمِكَ؟ قَالَ ((إِنِّي أُرِيدُ مِنْهُمْ كَلِمَةً وَاحِدَةً تَدِينُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَتُؤَدِّي إِلَيْهِمُ الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ)). قَالَ: كَلِمَةً وَاحِدَةً قَالَ ((كَلِمَةً وَاحِدَةً)). قَالَ ((يَا عَمِّ قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ)). فَقَالُوا إِلَهًا وَاحِدًا (مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ) قَالَ فَنَزَلَ فِيهِمُ الْقُرْآنُ ﴿صٓ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ﴾ (صٓ: ١-٧).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابو طالب بیمار ہوئے تو قریش ان کے پاس آئے، نبی ﷺ بھی ان کے پاس تشریف لائے، ابو طالب کے پاس ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی تو ابو جہل کھڑا ہوا تاکہ وہ انہیں منع کرے اور انہوں (لوگوں) نے آپ ﷺ کی ابو طالب سے شکایت کی، انہوں نے کہا: بھتیجے! آپ ﷺ اپنی قوم سے کیا چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں ان سے ایک کلمہ ہی چاہتا ہوں اس کی وجہ سے عرب ان کے ماتحت ہو جائیں گے اور عجم انہیں جزیہ ادا کریں گے۔“ انہوں نے کہا: بس ایک کلمہ، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک کلمہ“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”چچا جان! لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کہہ دو“ انہوں (حاضرین) نے کہا: ”ایک معبود؟“ ”ہم نے تو یہ بات اگلے لوگوں میں نہیں سنی یہ تو بنائی ہوئی بات ہے۔“ پس ان کے بارے میں قرآن نازل ہوا: ﴿صٓ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ﴾ ”صٓ، قسم ہے نصیحت والے قرآن کی، بلکہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ سرکشی اور ضد میں ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک ۞ ﴿مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ﴾ ”ہم نے یہ بات پچھلے دین میں نہیں سنی، یہ تو محض بنائی ہوئی بات ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ نَحْوَهُ عَنِ الأَعْمَشِ. نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ. وَرَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الأَعْمَشِ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
بندار نے کہا: یحییٰ بن سعید نے سفیان سے اس حدیث کے مانند اعمش سے روایت کیا اور یحییٰ بن عمارہ نے کہا: یحییٰ بن سعید نے سفیان عن الاعمش کی سند سے روایت کیا۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں یحییٰ بن عباد مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١٤٣٦، مسند احمد : ٢٠٠٨، صحيح ابن حبان: ٦٦٨٦

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس میں مذکور آیات بینات سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہدایت صرف وہی شخص حاصل کر سکتا ہے جس میں اسے حاصل کرنے کی تڑپ، لگن اور جستجو کے ساتھ ساتھ عاجزی وانکساری بھی ہو۔

(۲) تکبّر اور تعصب والا شخص ہمیشہ ہدایت سے دور رہتا ہے۔

(۳) جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی حدیث کے مقابلے میں اپنے سے پہلے لوگوں کے طرز زندگی اور ان کے عقائد واعمال کی تقلید کرتا ہے اور وحی الٰہی کی صداقت کو ماننے کے لیے ان کی تائید چاہتا ہے وہ گمراہی سے نہیں نکل سکتا۔

3233: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَتَانِي اللَّيْلَةَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ أَحْسَبُهُ قَالَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الأَعْلَى قَالَ: قُلْتُ: لَا. قَالَ فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ أَوْ قَالَ فِي نَحْرِي فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الأَعْلَى قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ فِي الْكَفَّارَاتِ. وَالْكَفَّارَاتُ: الْمُكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ وَالْمَشْيُ عَلَى الأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ، وَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِذَا صَلَّيْتَ فَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ قَالَ: وَالدَّرَجَاتُ إِفْشَاءُ السَّلَامِ وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس رات میرا رب تبارک و تعالیٰ بہترین صورت میں میرے پاس آیا۔ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خواب میں آیا۔“ تو فرمایا: محمد (ﷺ)! کیا آپ ﷺ جانتے ہیں کہ فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں؟ فرمایا: میں نے عرض کیا: نہیں، پس اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا حتیٰ کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ میں نے آسمانوں میں اور زمین میں موجود تمام چیزوں کو جان لیا۔ فرمایا: محمد (ﷺ)! کیا آپ ﷺ جانتے ہیں کہ فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑا / بحث و مباحثہ کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، کفارات کے بارے میں: اور کفارات: نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرنا، پیدل چل کر جماعت کے ساتھ شریک ہونا، ناگواری کے عالم میں خوب اچھی طرح وضوء کرنا، جس نے یہ امور سرانجام دیے تو وہ خیر و بھلائی پر جیا اور خیر و بھلائی پر فوت ہوا اور وہ اپنی خطاؤں سے اس طرح پاک صاف ہو گا جس طرح وہ اپنی پیدائش کے وقت (خطاؤں سے پاک صاف) تھا۔ اور فرمایا: محمد (ﷺ)! جب آپ ﷺ نماز

پڑھیں تو یہ دعا پڑھا کریں: (اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ)
"اے اللہ! میں تجھ سے نیکیاں کرنے، برائیاں ترک کرنے اور مسکینوں کی محبت کا سوال کرتا ہوں، جب تو اپنے بندوں کے متعلق فتنے کا ارادہ فرمائے تو فتنے میں مبتلا کیے بغیر مجھے اپنے پاس بلا لینا۔" فرمایا: درجات: سلام عام کرنا، کھانا کھلانا اور رات کے وقت نماز پڑھنا ہے جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ ذَكَرُوا بَيْنَ أَبِي قِلَابَةَ وَبَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ رَجُلًا، وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انہوں نے ابو قلابہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان اس حدیث میں ایک آدمی کا ذکر کیا ہے۔ قتادہ نے اسے ابو قلابہ عن خالد بن لجلاج عن ابن عباس کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الظلال: ٣٨٨، التعليق الرغيب: ١/٩٨ و ١٢٦

تخریج الحدیث: العلل للدارقطني: ٥٤/٦-٥٧، مسند احمد: ٣٤٨٤

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کا دیدار، دنیاوی زندگی میں رویت بصری کے ساتھ ممکن نہیں یہ صرف اور صرف مومنوں کو جنّت میں داخلے کے بعد نصیب ہوگا۔

(۲) حدیث میں موجود واقعہ خواب کا ہے جو بالکل حقیقت ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ہاتھ وغیرہ پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن ہم ان صفات کی کیفیت کو نہیں سمجھ سکتے۔

(۴) گناہوں کو مٹانے والے اعمال۔

۱۔ نماز کے انتظار کے لیے ٹھہرنا۔

۲۔ نماز باجماعت کی ادائیگی کے لیے مساجد کی طرف چل کر جانا۔

۳۔ ناپسندیدہ اوقات گرمی، سردی وغیرہ یا حالات بیماری، بخار وغیرہ کے باوجود اچھی طرح سُنّت کے مطابق وضو کرنا۔

(۵) درجات کو بلند کرنے والے اعمال۔

۱۔ السلام علیکم کو عام کرنا۔

۲۔ دوسروں کو کھانا کھلانا۔ اس میں ضرورت مند بھی شامل ہیں اور دوست احباب بھی۔

۳۔ رات کو تہجد کی نماز پڑھنا۔

لہٰذا ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم ان چھ کاموں کا اہتمام کریں تاکہ ہمارے گناہ بھی معاف ہوں اور اللہ تعالیٰ درجات بھی بلند فرمادے۔ (آمین)

3234: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَتَانِي رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّي وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ رَبِّي لَا أَدْرِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ. فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ وَفِي نَقْلِ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، وَمَنْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میرا رب بہترین صورت میں میرے پاس آیا، تو اس نے کہا: محمد (ﷺ)! میں نے عرض کیا، میرے رب! میں حاضر ہوں، فرمایا: فرشتے کس بات پر بحث و مباحثہ کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: رب جی! میں نہیں جانتا، پس اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے کے درمیان محسوس کی اور میں نے مشرق و مغرب کے درمیان کی تمام چیزیں جان لیں، فرمایا: محمد (ﷺ)! میں نے عرض کیا، رب جی! میں حاضر خدمت ہوں، فرمایا: فرشتے کس بات پر بحث و مباحثہ کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: درجات و کفارات کے بارے میں، جماعت کی طرف پیدل چل کر جانے کے بارے میں، ناگواریوں کے عالم میں اچھی طرح وضوء کرنے کے بارے میں، نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کے بارے میں، جو شخص ان امور پر محافظت کرے گا وہ خیر و بھلائی کی زندگی جیے گا اور خیر و بھلائی کی موت مرے گا، اور وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جائے گا جس طرح وہ اس دن تھا جس دن اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ اور اس باب میں سیّدنا معاذ بن جبل اور عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ سے مروی ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِطُولِهِ وَقَالَ ((إِنِّي نَعَسْتُ فَاسْتَثْقَلْتُ نَوْمًا فَرَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى)).

اور یہ حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مفصل / طویل مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا: ”میں سو گیا اور خوب سو گیا، تو میں نے اپنے رب کو خوب اچھی صورت میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ بلند مرتبہ لوگ کس چیز کے بارے میں بحث مباحثہ کرتے ہیں“۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي عاصم في السنة: ٤٦٩، ابو يعلى: ٢٦٠٨، ابن خزيمه في التوحيد: ٢١٧

تخریج الحدیث: العلل للدارقطني: ٥٤/٦-٥٧، مسند احمد: ٣٤٨٤

3235: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ أَبُو

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک

هَانِئٍ الْيَشْكُرِيُّ حَدَّثَنَا جَهْضَمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلاَّمٍ عَنْ أَبِي سَلاَّمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ يُخَامِرَ السَّكْسَكِيِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضي الله عنه قَالَ: احْتُبِسَ عَنَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلاَةِ الصُّبْحِ حَتَّى كِدْنَا نَتَرَاءَى عَيْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِيعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلاَةِ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتَجَوَّزَ فِي صَلاَتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهِ قَالَ لَنَا ((عَلَى مَصَافِّكُمْ كَمَا أَنْتُمْ)). ثُمَّ انْفَتَلَ إِلَيْنَا ثُمَّ قَالَ ((أَمَا إِنِّي سَأُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِي عَنْكُمُ الْغَدَاةَ إِنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِي فَنَعَسْتُ فِي صَلاَتِي فَاسْتَثْقَلْتُ، فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ. قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ.

دن ہمیں فجر کی نماز پڑھانے تشریف نہ لائے حتیٰ کہ قریب تھا کہ ہم سورج کی کرن دیکھ لیتے، پس آپ ﷺ تیزی کے ساتھ تشریف لائے نماز کے لیے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اختصار کے ساتھ نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو اپنی آواز میں پکار کر ہمیں فرمایا: ''اپنی اپنی جگہوں پر اسی طرح بیٹھے رہو۔'' پھر ہماری طرف رخ موڑ کر فرمایا: ''میں آج صبح تمہارے پاس نہ آنے کی وجہ بیان کرتا ہوں، میں رات کے وقت اٹھا، وضوء کیا، جتنا مقدر میں تھا میں نے نماز پڑھی، پس مجھے نماز کے دوران اونگھ آگئی تو میں خوب سو گیا، میں نے اچانک اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا تو اس نے فرمایا: محمد (ﷺ)! میں نے عرض کیا، رب جی! میں حاضر ہوں۔

قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلأُ الأَعْلَى؟ قُلْتُ لاَ أَدْرِي. قَالَهَا ثَلاَثًا، قَالَ فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ، حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ. قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلأُ الأَعْلَى قُلْتُ فِي الْكَفَّارَاتِ، قَالَ: مَا هُنَّ قُلْتُ مَشْيُ الأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَالْجُلُوسُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ. قَالَ: فِيمَ قُلْتُ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَلِينُ الْكَلاَمِ وَالصَّلاَةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ.

فرمایا: فرشتے کس بات پر بحث و مباحثہ کرتے ہیں! میں نے عرض کیا میرے رب! میں نہیں جانتا، اس نے تین بار یہ پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اسے دیکھا کہ اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے کے درمیان محسوس کی، پس ہر چیز مجھ پر نمایاں ہو گئی اور میں نے پہچان لی، تو اس نے فرمایا: محمد (ﷺ)! میں نے عرض کیا: رب جی! میں حاضر ہوں، فرمایا: فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: نماز کی جماعت کے لیے چل کر جانا، نماز پڑھنے کے بعد مسجد میں بیٹھنا، ناگواریوں کے عالم میں خوب اچھی طرح وضوء کرنا، فرمایا: پھر کن میں؟ میں نے عرض کیا: کھانا کھلانا، نرم گفتگو کرنا، رات کے وقت نماز پڑھنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔

قَالَ: سَلْ. قُلْتُ ''اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةَ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةَ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي

اس نے فرمایا: مانگیں، میں نے عرض کیا: ''اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ،

أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ إِلَى حُبِّكَ". قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوهَا)).

غَيْرَ مَفْتُونٍ، أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ إِلَى حُبِّكَ" اے اللہ! میں تجھ سے نیکیوں والے کام، ترک منکرات اور مساکین کی محبّت کا سوال کرتا ہوں اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور تو مجھ پر رحم فرما، جب تو کسی قوم میں فتنے کا ارادہ کرے تو مجھے فتنے میں مبتلا کیے بغیر فوت کر دینا، اور میں تجھ سے تیری محبّت کا سوال کرتا ہوں، جو تجھ سے محبت کرے اس کی محبت، اور تیری محبت کے قریب کر دینے والے عمل کی محبت کا سوال کرتا ہوں۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ حق ہے پس اسے پڑھو اور اسے سیکھو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَالَ هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ. قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ اللَّجْلَاجِ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَائِشٍ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَهَذَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ. هٰكَذَا ذَكَرَ الْوَلِيدُ فِي حَدِيثِهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ. وَرَوَى بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ هَذَا الْحَدِيثَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَهَذَا أَصَحُّ. وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَائِشٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کہا: یہ ولید بن مسلم عن عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ فرمایا: خالد بن لجلاج نے ہم کو بیان کیا کہ مجھے عبدالرحمن بن عائش حضرمی نے حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا۔ اور یہ حدیث بیان کی اور یہ غیر محفوظ ہے۔ اور ولید نے عبدالرحمٰن بن عائش سے مروی اپنی حدیث میں اسی طرح کہا ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے۔ بشر بن بکر نے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے اس حدیث کو اس سند سے عبدالرحمٰن بن عائش کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ اور عبدالرحمٰن بن عائش نے نبی ﷺ سے نہیں سنا۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر العلو: ١١٩/٨٠، الظلال: ٣٨٨، اخرجه ابن جوزي في العلل المتناهيه: ١٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٣٤٨٤، ٢٢١٠٩

فوائد الحدیث: ان احادیث میں "نرمی سے کلام" کرنے کا اضافہ ہے باقی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۲۳۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

40- باب وَمِنْ سُورَةِ الزُّمَرِ

سورۂ الزمر کی آیات کی تفسیر

3236: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ) (الزمر: ٣١) قَالَ الزُّبَيْرُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَتُكَرَّرُ عَلَيْنَا الْخُصُومَةُ بَعْدَ الَّذِي كَانَ بَيْنَنَا فِي الدُّنْيَا قَالَ ((نَعَمْ)). فَقَالَ إِنَّ الْأَمْرَ إِذًا لَشَدِيدٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب یہ آیت: ((ثم انکم یوم القیامة عند ربکم تختصمون)) "پھر قیامت کے دن تم اپنے رب کے پاس جھگڑا کرو گے۔" نازل ہوئی تو انہوں (میں) نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا اس کے بعد کہ دنیا میں ہمارے درمیان خصومت و جھگڑا تھا ہمارے درمیان دوبارہ خصومت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں" آپ نے فرمایا: "تب تو یہ معاملہ انتہائی سخت اور سنگین ہوگا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الصحيحة: ٣٤٠، اخرجه البزار: ٩٦٤ و ٩٦٥، ابو يعلى: ٦٦٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٠٥

فوائد الحدیث: (۱) اس جھگڑے سے مراد ایک تو عقائد و ایمان کے متعلق جو دنیا میں مسلمانوں اور کفار کے درمیان اختلاف ہے۔ یا پھر اللہ تعالیٰ کی صفات کو ماننے والوں اور انکار کرنے والوں کے درمیان جو معاملات ہیں یہ سب کے سب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے اور وہاں ہی حق اور باطل کا فیصلہ ہوگا کہ حق والے اپنے رب تعالیٰ سے بہتر جزا کے طور پر جنّت میں داخل ہوں گے اور باطل کی پیروی کرنے والے جہنم کا ایندھن بن جائیں گے۔ کیونکہ وہاں تو کسی کو حق قبول کرنے اور باطل سے توبہ کرنے کی مہلت نہیں ملے گی۔

(۲) حدیث کے ظاہری الفاظ سے دنیا کے عمومی جھگڑے بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ دنیا میں ہر مظلوم اپنے حق کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کرے گا تو بارگاہ الٰہی سے اسے ظالم سے اس کا حق دلایا جائے گا۔

(۳) سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی فکر مندی یہ تھی کہ آخرت کا معاملہ تو بہت سخت ہوگا لہٰذا ہر شخص کو دنیا میں ہی اپنے معاملات کو درست کر کے اپنے ذمہ دوسروں کے تمام حقوق ادا کر کے پاک صاف ہو جانا چاہیے۔

3237: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالُوا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾ (الزمر: ٥٣) وَلَا يُبَالِي.

سیّدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾ "اے میرے بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتیاں کر چکے ہو، اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو، بے شک اللہ سارے گناہ بخش دے گا" اور اسے کوئی پروا نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.
قَالَ وَشَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ يَرْوِي عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ وَأُمُّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةُ هِيَ أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف ثابت عن شہر بن حوشب کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اور شہر بن حوشب ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ اور ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مراد اسماء بنت یزید ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں شہر بن حوشب ضعیف ہے۔ اخرجه الحاكم: ٢/٢٤٩
تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٧٥٦٩
فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا کی زندگی اس لیے عطا فرمائی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں زندگی بسر کر کے اپنی آخرت کو سنوارے۔ اب انسان ہونے کے ناطے اگر اس سے کفر، شرک یا کسی اور نافرمانی کی صورت میں ظلم و زیادتی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے کمال رحمت فرماتے ہوئے اسے پیغام دیا ہے کہ گناہ کرنے کے بعد مایوس ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آ کر سچی توبہ کر لے اور آئندہ زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری میں گزارے تو اللہ تعالیٰ نا صرف کہ تیرے گذشتہ گناہ معاف فرما دے گا بلکہ تیرے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل بھی کر دے گا۔ (دیکھیے سورۃ الفرقان: آیت نمبر ٧٠)
لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آدمی فرمانبرداری تو نہ کرے لیکن رحمت کی امید سے گناہ ہی کرتا چلا جائے، یہ درست نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہے جو کہ اس کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

3238: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ يَهُودِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْجِبَالَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ، ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ. قَالَ: فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ (وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ) (الزمر: ٦٧).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا: محمد (ﷺ)! اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر، پہاڑوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھ لے گا، پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، پس نبی ﷺ ہنس دیے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے اللہ کی قدر (عظمت) نہیں کی جس طرح اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الظلال: ٥٤١ و ٥٤٤، اخرجه الطبراني في الاوسط: ٥٨٥٣، الطبري في التفسير: ٢٤/٢٦
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٨١١، صحیح مسلم: ٢٧٨٦، وسنن نسائی کبریٰ: ٧٦٨٧، ٧٧٣٦، ١١٤٥٠، ١١٤٥١، مسند احمد: ٣٥٩٠، ٤٠٨٧، صحیح ابن حبان: ٧٣٢٥

3239: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ تَعَجُّبًا

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ (اس یہودی کی بات سن کر) تعجّب و تصدیق کے طور پر ہنس دیے تھے۔

وَتَصْدِيقًا.

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٨١١، صحیح مسلم: ٢٧٨٦، وسنن نسائی کبریٰ: ٧٦٨٧، ٧٧٣٦، ١١٤٥٠، ١١٤٥١، مسند احمد: ٣٥٩٠، ٤٠٨٧، صحیح ابن حبان: ٧٣٢٥

3240: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ حَدَّثَنَا أَبُو كُدَيْنَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ يَهُودِيٌّ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا يَهُودِيُّ حَدِّثْنَا)). فَقَالَ: كَيْفَ تَقُولُ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِذَا وَضَعَ اللهُ السَّمَوَاتِ عَلَى ذِهْ وَالأَرَضِينَ عَلَى ذِهْ وَالْمَاءَ عَلَى ذِهْ وَالْجِبَالَ عَلَى ذِهْ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى ذِهْ. وَأَشَارَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ بِخِنْصَرِهِ أَوَّلاً ثُمَّ تَابَعَ حَتَّى بَلَغَ الإِبْهَامَ فَأَنْزَلَ اللهُ ((وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ)) (الزمر: ٦٧).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ایک یہودی نبی ﷺ کے پاس سے گزرا تو نبی ﷺ نے اسے فرمایا: "یہودی! ہم سے بات کر۔" اس نے کہا: ابو القاسم (ﷺ)! جب اللہ آسمانوں کو اس (انگلی) پر رکھ لے گا، زمینوں کو اس پر، پانی کو اس پر، پہاڑوں کو اس پر اور ساری مخلوقات کو اس پر رکھ لے گا تو آپ ﷺ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ محمد بن الصلت ابو جعفر نے سب سے پہلے اپنی سب سے چھوٹی انگلی کی طرف اشارہ کیا اور پھر باقی انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انگوٹھے تک پہنچے۔ تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ((وما قدروا اللہ حق قدرہ))

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو كُدَيْنَةَ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ قَالَ رَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ شُجَاعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّلْتِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ابن عباس کی حدیث سے اس سند کے ساتھ ہی جانتے ہیں۔ ابو کدینہ کا نام یحیی بن مہلب ہے۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا انہوں نے اس حدیث کو حسن بن شجاع کے حوالے سے محمد بن صلت سے روایت کیا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں عطاء بن السائب مختلط ہے۔ ضعیف الترمذي: ٦٣٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٢٦٧

فوائد الحدیث: (١) اللہ تعالیٰ کی قدر یہی ہے کہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے اور اس کی ہر قسم کی نافرمانی سے بچا جائے۔

(٢) اللہ تعالیٰ کی جو بھی صفات قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ میں بیان ہوئی ہیں ان پر بغیر کسی تاویل کے ایمان لایا جائے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرتے ہیں یا ان کی تاویل وغیرہ کرتے ہیں انہوں نے یقیناً اللہ تعالیٰ کی قدر اس طرح نہیں کی جس طرح قدر کرنے کا حق تھا۔

3241: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم جہنم کی وسعت کے متعلق جانتے ہو؟ میں نے کہا، نہیں انہوں نے

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتَدْرِي مَا سَعَةُ جَهَنَّمَ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ أَجَلْ وَاللهِ مَا تَدْرِي. حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ ﴿وَالأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ﴾ (الزمر: ٦٧) قَالَتْ: قُلْتُ: فَأَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ)). وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

فرمایا: ٹھیک ہے، اللہ کی قسم! تم نہیں جانتے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَالأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ﴾ ”قیامت کے دن ساری زمینیں اس کی مٹھی میں ہوں گی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ پر لپٹے ہوں گے۔“ کے متعلق پوچھا تو میں نے کہا: اللہ کے رسول! اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جہنم کے پل پر“ اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه الطبري في تفسيره: ٢٨/٢٤، الحاكم: ٤٣٦/٢، البغوي: ٤٤١٥

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١٤٥٣، مسند احمد : ٢٤٨٥٦

3242: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ (وَالأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ) (الزمر: ٦٧) فَأَيْنَ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَئِذٍ قَالَ ((عَلَى الصِّرَاطِ يَا عَائِشَةُ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، اللہ کے رسول! ((والارض جميعا. قبضته يوم القيامة والسموات مطويات بيمينه)) تو اس دن مومن کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! (پل) صراط پر۔“

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تفصیل کے لیے دیکھیں حدیث ۳۱۲۱۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧٩١، سنن ابن ماجه: ٤٢٧٩، مسند احمد : ٢٤٠٦٩، صحيح ابن حبان: ٣٣١، ٧٣٨٠

فوائد الحدیث: جس جہنم پر پُل اتنا بڑا ہوگا کہ سارے انسان اس پر سما جائیں گے تو وہ جہنم خود کتنا بڑا ہوگا۔ استغفر اللہ، اعاذنا اللہ منہ۔ اس لیے اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش بھی کرنی چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی۔

3243: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كَيْفَ أَنْعَمُ وَقَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ الْقَرْنَ وَحَنَى جَبْهَتَهُ وَأَصْغَى سَمْعَهُ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْمَرَ أَنْ يَنْفُخَ فَيَنْفُخَ)). قَالَ الْمُسْلِمُونَ فَكَيْفَ نَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((قُولُوا حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ تَوَكَّلْنَا عَلَى

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں کس طرح آرام کروں (اور بے خوف ہو جاؤں) جبکہ سینگ والے (اسرافیل علیہ السلام) نے سینگ (بگل) کو منہ میں لے رکھا ہے اور اپنی پیشانی کو جھکا کر (حکم سننے کے لیے) کان متوجہ کر رکھے ہیں اور وہ پھونک مارنے کے حکم کا منتظر ہے تو وہ پھونک مار دے گا۔“ مسلمانوں نے عرض کیا، اللہ کے

اللهِ رَبِّنَا)). وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا.

رسول! ہم کیا کلمہ کہا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ تَوَكَّلْنَا عَلَى اللهِ رَبِّنَا)) ”ہمارے لیے اللہ کافی ہے، وہ بہترین کارساز ہے، ہم نے اللہ اپنے پروردگار پر توکل کیا۔“ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے بسا اوقات یہ الفاظ نقل کیے: ((على الله توكلنا)) ”ہم نے اللہ پر توکل کیا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَاهُ الأَعْمَشُ أَيْضًا عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اعمش نے بھی اسے عطیہ عن ابی سعید کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٠٧٨، ١٠٧٩، بعض کے نزدیک عطیہ عوفی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١١٠٣٩، ٦٨٠٤، ٣٠٠٨، صحيح ابن حبان: ٨٢٣

3244: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَسْلَمَ الْعِجْلِيِّ عَنْ بِشْرِ بْنِ شَغَافٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ أَعْرَابِيٌّ يَا رَسُولَ اللهِ مَا الصُّورُ قَالَ ((قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک اعرابی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! صور سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک سینگ ہے اس میں پھونک ماری جائے گی“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اسے سُلیمان تیمی کی حدیث کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٠٨٠، دیکھیں حدیث ۲۴۳۰

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٧٤٢، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٣١٢، ١١٤٥٦، مسند احمد : ٦٥٠٧، صحيح ابن حبان: ٧٣١٢

فوائد الحدیث: (۱) جس شخص کو بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر حساب دینے کا یقین ہو تو پھر وہ دنیا کی زندگی عیش و عشرت میں کیسے گزار سکتا ہے؟ اسے تو ہر وقت یہی فکر دامن گیر رہتی ہے کہ میں نے حساب بھی دینا ہے۔

(۲) اگر رسول اللہ ﷺ آخرت کے معاملے میں اتنے فکر مند ہیں تو امتیوں کو بھی اس لاپرواہی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے جو اجتماعی طور پر امت کے کردار سے ہو رہا ہے۔

(۳) ”قرن“ یا ”صور“ وہ سینگ اور پائپ ہے جسے اسرافیل علیہ السلام اپنے منہ کے ساتھ لگائے بس اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر ہیں، جونہی حکم ہوگا تو وہ پھونک ماردیں گے اور قیامت برپا ہو جائے گی۔

3245: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ يَهُودِيٌّ بِسُوقِ الْمَدِينَةِ لَا وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ. قَالَ فَرَفَعَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يَدَهُ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک یہودی نے مدینہ کے بازار میں کہا: نہیں اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے انسانوں پر فضیلت دی، انصار میں سے ایک آدمی نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس کے چہرے پر طمانچہ مار دیا، اور کہا: تم

فَصَكَّ بِهَا وَجْهَهُ قَالَ: تَقُولُ هَذَا وَفِينَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ) (الزمر: ٦٨) فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا مُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَرَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ وَمَنْ قَالَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ)).

یہ کہتے ہو جبکہ اللہ کے نبی ﷺ ہم میں موجود ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز بے ہوش ہو جائے گی سوائے اس کے جسے اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو اچانک سب کے سب دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔'' ''میں سب سے پہلے اپنا سر اٹھانے والا ہوں گا لیکن میں موسیٰ (علیہ السلام) کو عرش کا پایہ تھامے ہوئے دیکھوں گا، اور میں نہیں جانتا کہ انہوں نے اپنا سر مجھ سے پہلے اٹھایا یا وہ ان میں سے تھے جنہیں اللہ نے مستثنیٰ کیا ہے۔ اور جس نے کہا: کہ میں یونس بن متی (علیہ السلام) سے بہتر ہوں تو اس نے جھوٹ بولا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (حسن صحيح) تخريج الطحاويه: ١٦٢، صحيح الترمذي: ٢٥٨٧

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٤١١، صحيح مسلم: ٢٣٧٣، سنن ابو داود: ٤٦٧١، سنن ابن ماجه: ٤٢٧٤، سنن نسائی: ٧٧٥٨، ١١٤٥٧، ١١٤٦١، مسند احمد: ٧٥٨٦، صحيح ابن حبان: ٧٣١١

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو تمام مخلوقات پر عظمت و فضیلت عطا فرمائی ہے۔ پھر انبیاء کرام علیہم السلام میں بھی بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ (البقرہ: ٢٥٣) اور پھر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے بھی سردار ہیں، لیکن آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو صرف اس لیے منع فرمایا تاکہ کسی بھی نبی کی تنقیص کا پہلو نہ نکلے۔ (ﷺ)

3246: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ أَخْبَرَنِي أَبُو إِسْحَاقَ أَنَّ الْأَغَرَّ أَبَا مُسْلِمٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يُنَادِي مُنَادٍ: إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا)). فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ) (الزخرف: ٧٢).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: تمہارے لیے یہ ہے کہ تم زندہ رہو گے تم کبھی نہیں مرو گے، تمہارے لیے یہ ہے کہ تم صحت مند رہو گے کبھی بیمار نہیں ہو گے، تم جوان ہی رہو گے کبھی بوڑھے نہیں ہو گے، اور تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے کبھی تکلیف نہ اٹھاؤ گے، پس یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''یہ جنت ہے جس کا تمہیں تمہارے اعمال کی وجہ سے وارث بنایا گیا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ وَغَيْرُهُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الثَّوْرِيِّ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسے ثوری سے روایت کیا اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں

کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميد: ٩٤٢، الدارمي: ٢٨٢٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٨٣٧، وسنن نسائی کبریٰ: ١١١٨٤، مسند احمد : ٨٢٥٨

فوائد الحدیث: (۱) جنّت کی نعمتیں جس طرح بے مثال ہیں اسی طرح لازوال بھی ہیں۔ زندگی، جوانی، صحت وغیرہ تمام نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں۔

(۲) جنّت کا حصول اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل وکرم سے ہی ہوگا۔ ایسے اعمال جو انسان کے جنّت میں جانے کا باعث ہیں وہ بھی تو آدمی اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی رحمت سے ہی کر سکتا ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

41- باب وَمِنْ سُورَةِ الْمُؤْمِنِ

سورۂ المومن کی آیات کی تفسیر

3247: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالأَعْمَشِ عَنْ ذَرٍّ عَنْ يُسَيْعٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)). ثُمَّ قَرَأَ (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ) (غافر: ٦٠)

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”دعا ہی عبادت ہے۔“ پھر فرمایا: ”تمہارے رب نے کہا: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت (دعا) سے تکبّر کرتے ہیں وہ عنقریب رسوا ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٧١٤، والحاكم: ١/٤٩١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤٧٩، سنن ابن ماجه: ٣٨٢٨، سنن نسائی کبریٰ: ١١٤٦٤، مسند احمد: ١٨٣٥٢، صحيح ابن حبان: ٨٩٠

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث اور آیت مبارکہ میں دعا کو عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ عبادت کی تین صورتیں یا اقسام ہیں:

۱۔ ”قولی عبادت“ دعا کرنا، پکارنا اور ذکر وغیرہ کرنا۔

۲۔ ”فعلی یا بدنی عبادت“ رکوع، سجدہ، قیام، حج وعمرہ وغیرہ۔

۳۔ ”مالی عبادت“ زکوٰۃ، صدقہ وخیرات اور نذر ونیاز وغیرہ۔

جس طرح باقی عبادات کا انکار اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے یا ان میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانا شرک اور حرام ہے۔ اسی طرح دعا مانگنے سے انکار کر دینا تکبّر کی علامت ہے کیونکہ ہر انسان ضرورت مند اور محتاج ہے اس کے باوجود وہ اگر اللہ تعالیٰ جیسے عظیم بادشاہ اور غنی کو نہیں پکارتا تو سوائے تکبّر وغرور کے اور کوئی وجہ نہیں؟۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے متکبر شخص کو میں ذلیل ورسوا کر کے جہنم میں داخل کروں گا۔

(۲) ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی ہر ضرورت کا سوال اپنے اللہ تعالیٰ سے ہی کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ خصوصاً دعا کی قبولیت کے مواقع پر زیادہ اہتمام کریں۔ لیکن دعا کی قبولیت کے لیے رزق حلال کا بندوبست کریں اور حرام سے بچیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

42- باب وَمِنْ سُورَةِ حم السَّجْدَةِ

سورۂ حم السجدہ کی آیات کی تفسیر

3248: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: اخْتَصَمَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ أَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ قَلِيلاً فِقْهُ قُلُوبِهِمْ، كَثِيرًا شَحْمُ بُطُونِهِمْ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: أَتَرَوْنَ أَنَّ اللهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ فَقَالَ الآخَرُ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا. وَقَالَ الآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَهُوَ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا. فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ﴾ (فصلت: ٢٢).

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بیت اللہ کے قریب تین افراد: دو قریشی اور ایک ثقفی۔ یا دو ثقفی اور ایک قریشی جھگڑ پڑے (بحث و مباحثہ کرنے لگے)، وہ سمجھ دار کم اور بڑی توند والے تھے، ان میں سے ایک نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم جو کہہ رہے ہیں اللہ اسے سنتا ہوگا؟ دوسرے نے کہا: اگر ہم بلند آواز سے بات کریں تو پھر سنتا ہوگا اور اگر ہم پست آواز سے بات کریں تو پھر نہیں سنتا ہوگا، تیسرے نے کہا: اگر وہ ہماری بلند آواز کو سنتا ہے تو پھر وہ ہماری پست آواز کو بھی سنتا ہے۔ تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ﴾ "اور تم اس بات سے اپنے آپ کو چھپا ہی نہیں سکتے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری جلدیں گواہی نہ دیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٨٧، ابو يعلى: ٥٦٤٦، الطبري في تفسيره: ٢٤/١٠٩

تخريج الحديث: صحیح بخاری: ٤٨١٦، صحیح مسلم: ٢٧٧٥، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٤٦٨، مسند احمد: ٣٦١٤، صحیح ابن حبان: ٣٩٠.

3249: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ كُنْتُ مُسْتَتِرًا بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَجَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ كَثِيرٌ شَحْمُ بُطُونِهِمْ، قَلِيلٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ، قُرَشِيٌّ وَخَتَنَاهُ ثَقَفِيَّانِ أَوْ ثَقَفِيٌّ وَخَتَنَاهُ قُرَشِيَّانِ فَتَكَلَّمُوا بِكَلَامٍ لَمْ

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا تھا کہ تین کم فہم بڑی توند والے افراد آئے، ایک قریشی اور دو ثقفی اس کے سسرالی رشتے دار، یا ایک ثقفی اور اس کے دو قریشی سسرالی رشتے دار، انہوں نے کوئی بات کی جسے میں سمجھ نہ سکا، ان میں سے ایک نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے اللہ ہمارے

أَفْهَمُهُ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتُرَوْنَ أَنَّ اللهَ يَسْمَعُ كَلَامَنَا هَذَا؟ فَقَالَ الآخَرُ إِنَّا إِذَا رَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا سَمِعَهُ وَإِذَا لَمْ نَرْفَعْ أَصْوَاتَنَا لَمْ يَسْمَعْهُ، فَقَالَ الآخَرُ إِنْ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا سَمِعَهُ كُلَّهُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (فصلت: ٢٣).

اس کلام کو سنتا ہے؟ دوسرے نے کہا: جب ہم بلند آواز سے بات کرتے ہیں تو سنتا ہے اور جب ہم پست آواز میں بات کرتے ہیں تو وہ نہیں سنتا، تیسرے نے کہا: اگر وہ اس میں سے کچھ سنتا ہے تو پھر وہ سب کچھ سنتا ہوگا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے اس کا نبی ﷺ سے ذکر کیا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ تک۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ نَحْوَهُ.

ہم کو محمود بن غیلان نے حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن الاعمش عن عمارۃ بن عمیر عن وہب بن ربیعہ عن عبداللہ کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٥٢٠٤، الواحدي في اسباب: ٣٩٣

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٤٨١٦، صحيح مسلم: ٢٧٧٥، وسنن نسائی كبرىٰ: ١١٤٦٨، مسند احمد: ٣٦١٤، صحيح ابن حبان: ٣٩٠

فوائد الحديث: جب تک انسان کو یہ یقین نہیں ہوتا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر اپنی زندگی کے اعمال کا حساب دینا ہے اس وقت تک آدمی گناہ سے نہیں بچ سکتا۔ کفار کی ہلاکت و تباہی کا باعث ہی یہی تھا کہ وہ قیامت کے دن کا انکار کرتے تھے انہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور حساب دینے پر ایمان و یقین ہی نہیں تھا۔ بلکہ حدیث الباب میں مذکور سورۃ حم السجدہ کی آیت نمبر ۲۲، ۲۳ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ اس کا علم بھی نہیں ہوتا۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ گمان بد رکھ سکتے ہو، لوگوں سے چھپ سکتے ہو لیکن بتاؤ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے اپنے اعضا ہاتھ، کان، چمڑا وغیرہ تمہارے خلاف گواہی دیں گے۔ اس لیے ہر شخص کو ہر وقت یہ یقین رکھنا چاہیے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں میرا رب تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے وہ مجھ سے حساب لے گا اور پھر مجھے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ لہٰذا ہمیشہ نیکی کی کوشش کرے اور ہر قسم کے گناہوں سے بچے۔ وباللہ التوفیق

3250: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي حَزْمٍ الْقُطَعِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ (إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا) (فصلت: ٣٠) قَالَ ((قَدْ قَالَ النَّاسُ ثُمَّ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ((إن الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا)) ”وہ لوگ جنہوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے اور پھر انہوں نے استقامت اختیار کی۔“

آپ ﷺ نے (یہ آیت پڑھ کر) فرمایا: ”لوگوں نے کہا تھا (اللہ

كَفَرَ أَكْثَرُهُمْ فَمَنْ مَاتَ عَلَيْهَا فَهُوَ مِمَّنِ اسْتَقَامَ)).

ہمارا رب ہے) پھر ان میں سے اکثر کافر ہوگئے، پس جو اسی (اقرار) پر فوت ہوا تو وہ استقامت اختیار کرنے والوں میں سے ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ يَقُولُ رَوَى عَفَّانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ حَدِيثًا وَيُرْوَى فِي هَذِهِ الآيَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضى الله عنهما مَعْنَى اسْتَقَامُوا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ میں نے ابو زرعہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ عفان نے عمرو بن علی سے ایک حدیث روایت کی، اس آیت کے بارے میں نبی ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے ((استقاموا)) کا معنی روایت کیا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں سہیل بن ابی حزم ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٦٣٩

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١٤٧٠، تفسیر طبری: ٢٤/١١٤، الکامل لابن عدی: ٣/١٢٨٨

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں مذکور آیت مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ جو لوگ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہمارا رب، مشکل کشا، حاجت روا، داتا، دستگیر، غوث اعظم، اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ اسی عقیدے پر پکے اور پختہ رہتے ہیں اور مخلوق میں سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں بناتے وہ دین اسلام پر استقامت اختیار کرتے ہیں اور فرشتوں کے ذریعے جنّت کی بشارتیں انہی کے لیے ہیں۔

(۲) جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارتے، اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے یا اس کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں وہ شرک کرتے ہیں اور وہ اس سعادت سے محروم رہیں گے۔

(۳) دین اسلام کو قبول کرنے پر جو مصیبتیں آتی ہیں انہیں برداشت کرنا اور مصائب کے باوجود عقیدہ توحید پر قائم رہنا اور سُنت رسول ﷺ کے مطابق زندگی گزارنا بھی استقامت ہے جس کا عملی نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اب تک اکابر و اسلاف امت نے پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر راضی ہو۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

43- باب وَمِنْ سُورَةِ حٰمٓ عٓسٓقٓ

سورۂ الشوریٰ کی آیات کی تفسیر

3251: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الآيَةِ (قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى) (الشوری: ٢٣) فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: قُرْبَى آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت: ((قل لا أسئلكم عليه اجرا إلا المودة فى القربى)) "میں اس پر قرابت داری کی محبّت کے سوا تم سے کسی اجر کا سوال نہیں کرتا۔" کے بارے میں پوچھا گیا، تو سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: آل محمد ﷺ کی قرابت داری مراد ہے، تو ابن

أَعَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ: إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ.

عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قریش کی ہر شاخ میں قرابت داری ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "(میں تم سے صرف) یہ چاہتا ہوں کہ تم اس قرابت داری کی وجہ سے صلہ رحمی کا معاملہ کرو جو میرے اور تمہارے درمیان میں موجود ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

اور یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کئی ایک طرق سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبري في تفسير: ٢٣/٢٥، والبغوي في معالم التنزيل: ١٢٤/٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٤٩٧، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٤٧٤، مسند احمد: ٢٠٢٤، صحيح ابن حبان: ٦٢٦٢

فوائد الحدیث: (۱) حبر الامۃ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر ۲۳ کا مفہوم بیان فرما کر کئی ایک لوگوں کی غلط فہمی دور کر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ مکرمہ میں لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دی اور عقیدہ توحید بیان کیا تو وہ تمام لوگ آپ کے دشمن بن گئے اور آپ ﷺ کو طرح طرح کی اذیتیں دینے لگے حتی کہ آپ ﷺ کے قتل کے درپے ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں جو کچھ تمہیں سناتا ہوں، اور جس دین کو قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں اس میں سراسر تمہاری ہی دنیا و آخرت کی بھلائی ہے اگر تم نہیں مانو گے تو میرا نقصان کوئی نہیں کیونکہ میری ذمہ داری تو صرف تبلیغ کی ہے اور وہ میں ادا کر رہا ہوں۔ اس سب کے باوجود میں تمہاری اس خیر خواہی اور راہنمائی کے بدلے میں تجھ سے کسی قسم کے اجر اور معاوضے کا بھی سوال نہیں کرتا تمہیں تو چاہیے کہ میری دعوت کو قبول کر کے اپنی آخرت کو سنوار لو، لیکن اگر تم ایسا نہیں کرتے تو کم از کم میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت داری ہے اس کا لحاظ رکھتے ہوئے ہی تم میری بات سنو اور میری مخالفت نہ کرو۔

(۲) بعض لوگوں نے اس کا یہ مطلب بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے کوئی اور اجر نہیں مانگتا صرف تم میرے قرابت داروں کا لحاظ رکھو اور ان سے محبت کرو۔ حالانکہ یہ مفہوم کئی ایک وجوہ سے درست نہیں۔

۱۔ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اور وہ لوگ آپ ﷺ کے جانی دشمن تھے کیا آپ ﷺ ان سے اپنے رشتے داروں سے محبت کا مطالبہ کرتے ہیں، جو لوگ آپ سے محبت نہیں کرتے وہ آپ کے رشتہ داروں سے کیسے کریں گے۔

۲۔ پھر ان رشتہ دارون سے جو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد مراد لیتے ہیں وہ بھی درست نہیں کیونکہ ابھی تک تو سیدہ رضی اللہ عنہا کی شادی بھی نہیں ہوئی اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما پیدا بھی نہیں ہوئے۔ لہٰذا اس قسم کی تاویلیں صرف اپنے فرقہ کی تائید اور امت میں افتراق کے لیے کی جاتی ہیں جو کہ قرآن مجید میں تحریف کے مترادف ہے۔

(۳) آیت مبارکہ کا مفہوم تو وہی ہے جو حاشیہ نمبر ۱ میں بیان ہوا ہے لیکن اگر قرابت داروں کی محبت وصول کرنے کا ہی شوق ہے تو پھر بھی اس کا سب سے پہلے مصداق امہات المومنین ازواج مطہرات ہیں، یہ عجیب تماشہ ہے کہ ان کی توہین اور گستاخی کی جائے اور پھر قرابت داروں سے مودت و محبت کا دعویٰ بھی کرتے رہیں۔ تلك اذا قسمة ضيزى۔

3252: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْوَازِعِ حَدَّثَنِي شَيْخٌ مِنْ بَنِي مُرَّةَ

بنو مرہ کے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں کوفہ پہنچا تو مجھے بلال بن ابی بردہ کے بارے میں بتایا گیا تو میں نے کہا: اس میں تو

قَالَ: قَدِمْتُ الْكُوفَةَ فَأُخْبِرْتُ عَنْ بِلَالِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ فَقُلْتُ إِنَّ فِيهِ لَمُعْتَبَرًا فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ مَحْبُوسٌ فِي دَارِهِ الَّتِي قَدْ كَانَ بَنَى، قَالَ: وَإِذَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ قَدْ تَغَيَّرَ مِنَ الْعَذَابِ وَالضَّرْبِ وَإِذَا هُوَ فِي قُشَاشٍ فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ يَا بِلَالُ لَقَدْ رَأَيْتُكَ وَأَنْتَ تَمُرُّ بِنَا تُمْسِكُ بِأَنْفِكَ مِنْ غَيْرِ غُبَارٍ وَأَنْتَ فِي حَالِكَ هَذَا الْيَوْمَ، فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ فَقُلْتُ مِنْ بَنِي مُرَّةَ بْنِ عَبَّادٍ. فَقَالَ أَلَا أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا عَسَى اللهُ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ قُلْتُ هَاتِ. قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا يُصِيبُ عَبْدًا نَكْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا أَوْ دُونَهَا إِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا يَعْفُو اللهُ عَنْهُ أَكْثَرُ)). قَالَ وَقَرَأَ ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾ (الشورى: ٣٠).

عبرت کا سامان ہے پس میں اس کے پاس آیا وہ اپنے ہی بنائے ہوئے گھر میں محبوس تھا، سزا اور مار سے اس کی ہر چیز تبدیل ہو چکی تھی وہ سزا کے عالم میں تھا، میں نے کہا، الحمد للہ، بلال! میں نے تمہیں اس حال میں دیکھا کہ تم ہمارے پاس سے گزرتے تھے تو کسی قسم کی گرد و غبار کے بغیر ہی تم ناک پر ہاتھ رکھ لیتے تھے، جبکہ اب تم اس حالت میں ہو، اس نے کہا: تم کس قبیلے سے ہو؟ میں نے کہا: بنو مرہ بن عباد سے، انہوں نے کہا: میں نے تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں ہو سکتا ہے کہ اللہ اس کے ذریعے تمہیں فائدہ پہنچائے؟ میں نے کہا: سنائیں، انہوں نے کہا: میرے والد ابو بردہ نے اپنے والد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندے کو جو بھی کوئی چھوٹی، بڑی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ کسی گناہ کی وجہ سے پہنچتی ہے اور اللہ جن گناہوں سے درگزر فرماتا ہے وہ تو بہت زیادہ ہیں۔“ وہ کہتے ہیں اور آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں شیخ من بنی مرہ مجہول ہے۔ ضعيف الترمذي: ٦٤٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٦٤٩

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ بعض اوقات انسانوں کو کسی نہ کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کر کے آزماتے ہیں، جو لوگ تو مومن و مسلمان ہوتے ہیں وہ خود اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ مصیبت یا تو ہمارے کسی گناہ کے سبب ہے یا اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کا ہم کماحقہ شکر یہ ادا نہیں کر سکے چنانچہ ان کی توبہ و استغفار سے اللہ تعالیٰ وہ گناہ معاف فرما دیتے ہیں اور یہ مصیبت مومن آدمی کے لیے گناہوں کا کفارہ اور درجات کی بلندی کا باعث بن جاتی ہے۔

جیسا کہ سیدنا بلال بن ابی بردہ رحمہ اللہ نے اپنے لیے مصیبت کو اپنے گناہوں کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ یہ بصرہ کے قاضی تھے اور بڑی شان و شوکت سے رہتے تھے مگر حکومت وقت کے عتاب کا نشانہ بنے اور قید کر دیے گئے اسی قید میں ہی فوت ہو گئے۔

(۲) کفار پر جو مصیبتیں آتی ہیں وہ ان کے لیے عذاب ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ (السجدہ:۲۱)

”بے شک ہم انہیں بڑے عذاب کے علاوہ قریب ترین چھوٹے سے عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے تاکہ وہ لوٹ آئیں“۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

44- باب وَمِنْ سُورَةِ الزُّخْرُفِ

سورۂ الزخرف کی آیات کی تفسیر

3253: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي غَالِبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا الْجَدَلَ)). ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللهِ ﷺ هَذِهِ الآيَةَ (مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلاً بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ) (الزخرف: ٥٨).

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی بھی قوم ہدایت حاصل کر لینے کے بعد صرف جھگڑے کی وجہ سے گمراہ ہوئی۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلاً بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ﴾ "نہیں بیان کیا انہوں نے آپ کے لیے مگر جھگڑا بلکہ وہ قوم سخت جھگڑالو ہے۔"۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ حَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ. وَحَجَّاجٌ ثِقَةٌ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ وَأَبُو غَالِبٍ اسْمُهُ حَزَوَّرُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، ہم اسے صرف حجاج بن دینار کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، اور حجاج ثقہ، مقارب الحدیث ہے، اور ابو غالب کا نام حزوّر ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه الطبري في تفسيره: ٨٨/٢٥، العقيلي في الضعفاء: ٢٨٦/١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٨، مسند احمد : ٢٢١٦٤

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص حق سمجھنے اور ہدایت کو قبول کرنے کے لیے نہیں بلکہ صرف اور صرف بحث برائے بحث کرنے کے لیے وحی الٰہی قرآن و حدیث کے دلائل اور احکام کے سامنے اپنی طرف سے فضول قسم کے اعتراض گھڑ کے قرآن و حدیث کی صریح نصوص کا انکار کرتا اور ان کا مذاق اڑاتا ہے وہ کبھی بھی ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتا، ہدایت صرف وہی شخص حاصل کرے گا جو اسے حاصل کرنے کی کوشش کرے اور حق کو تلاش کرنے کے لیے تحقیق کا راستہ اپنائے پھر حق واضح ہونے پر بغیر کسی حیل و حجّت کے دل کی خوشی سے اسے قبول کر لے۔

(۲) مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا "انہوں نے یہ مثال آپ کے لیے صرف آپ سے جھگڑنے، بحث کرنے کے لیے ہی پیش کی ہے"۔ (ورنہ وہ بھی جانتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے؟) اس کا عملی طور پر نمونہ مجھے اس وقت سمجھ آیا جب "ترگڑی" ضلع گوجرانوالہ میں بریلوی مکتبہ فکر سے "علم غیب" کے موضوع پر مناظرہ ہوا۔ ان کے مناظر جناب شمعون صاحب نے ایک روایت پیش کی جس کی سند میں مدلس راوی "عن" کے ساتھ روایت کر رہا ہے۔ تو میں نے اس بنا پر اعتراض کر دیا کہ یہ روایت حجّت نہیں ہو سکتی کیونکہ اس میں مدلس راوی "عن" سے بیان کرتا ہے۔ اس کے بعد میں نے مشکوٰۃ المصابیح سے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ تابیر النخل والی روایت پیش کی جو کہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔ لیکن مشکوٰۃ میں سند حذف ہونے کی وجہ سے تمام احادیث ہی لفظ "عن" سے شروع ہوتی ہیں مثلاً عن جابر، عن ابی ھریرہ وغیرہ وغیرہ۔ تو وہ مناظر صاحب کہنے لگے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ بھئی کیوں؟ یہ تو صحیح مسلم کی روایت ہے کہنے لگا یہ "عن" سے بیان ہو رہی ہے۔

اب جب اسے اس کی بیان کردہ روایت میں مذکور "عن" اور مشکوۃ المصابیح کے "عن" میں فرق بتایا گیا تو سمجھ تو شاید اسے پہلے بھی تھی لیکن وہ اس بات کو بار بار دھراتا رہا کہ نہیں۔ اگر میری "عن" سے روایت ضعیف ہے تو آپ کی "عن" سے بیان کردہ حدیث کیسے صحیح ہو گئی۔ یہ ہے معنی کہ وہ لوگ صرف جھگڑنے کے لیے ایسی کٹ حجتی اور مثالیں بیان کرتے ہیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

45- باب وَمِنْ سُورَةِ الدُّخَانِ

سورۃ الدخان کی آیات کی تفسیر

3254: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْجُدِّيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ وَمَنْصُورٍ سَمِعَا أَبَا الضُّحَى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللهِ فَقَالَ: إِنَّ قَاصًّا يَقُصُّ يَقُولُ إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنَ الأَرْضِ الدُّخَانُ فَيَأْخُذُ بِمَسَامِعِ الْكُفَّارِ وَيَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ، قَالَ: فَغَضِبَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ: إِذَا سُئِلَ أَحَدُكُمْ عَمَّا يَعْلَمُ فَلْيَقُلْ بِهِ قَالَ مَنْصُورٌ: فَلْيُخْبِرْ بِهِ وَإِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ فَلْيَقُلِ: اللهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنْ عِلْمِ الرَّجُلِ إِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ أَنْ يَقُولَ اللهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ (ص: ٨٦).

مسروق رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس نے کہا: ایک واعظ بیان کرتا ہے کہ زمین سے دھواں نکلے گا تو وہ کافروں کے کان بند کر دے گا اور مومن کو زکام سا ہو گا، پس وہ تو (یہ سن کر) ناراض ہو گئے، ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ تو اٹھ کر بیٹھ گئے پھر فرمایا: جب تم میں سے کسی سے کسی چیز کے متعلق پوچھا جائے جسے وہ جانتا ہو تو وہ اس کے متعلق بتائے اور جب اس سے ایسی چیز کے متعلق پوچھا جائے جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو تو وہ یوں کہہ دے: واللہ اعلم (اس کے متعلق اللہ ہی خوب جانتا ہے)، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ "آپ ﷺ کہہ دیں، میں اس پر کسی اجر کا مطالبہ کرتا ہوں نہ میں تکلّف کرنے (بناوٹی باتیں بنانے) والوں میں سے ہوں۔"

إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا رَأَى قُرَيْشًا اسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ ((اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ)). فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَأَحْصَتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ وَقَالَ أَحَدُهُمَا الْعِظَامَ قَالَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ، قَالَ: فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ قَالَ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللهَ لَهُمْ. قَالَ فَهَذَا لِقَوْلِهِ (يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ

رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ قریش آپ ﷺ کی نافرمانی میں بڑھتے جا رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! ان کے خلاف میری ایسے قحط کے ساتھ مدد فرما جس طرح کا قحط یوسف علیہ السلام کے زمانے میں پڑا تھا۔" پس ان پر قحط پڑا اور سب چیزیں ختم ہو گئیں حتیٰ کہ وہ چمڑے، مردار اور ہڈیاں کھانے لگ گئے، اور زمین سے دھوئیں کے مانند نکلنے لگا، پس ابو سفیان آپ ﷺ کے پاس آئے تو کہا: آپ ﷺ کی قوم کے لوگ

أَلِيمٌ) (الدخان: ١٠-١١). قَالَ مَنْصُورٌ هٰذَا لِقَوْلِهِ (رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ) (الدخان: ١٢) فَهَلْ يُكْشَفُ عَذَابُ الآخِرَةِ قَالَ مَضَى الْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ الدُّخَانُ وَقَالَ أَحَدُهُمَا الْقَمَرُ وَقَالَ الآخَرُ الرُّومُ.

ہلاک ہوگئے، ان کے لیے اللہ سے دعا کریں، پس یہ اس آیت کی مراد ہے: ((یوم تاتی السماء بدخان مبین۔ یغشی الناس هذا عذاب الیم)) "جس دن آسمان دھواں لائے گا۔ وہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ دردناک عذاب ہے: منصور نے کہا: یہ اس فرمان کی مراد ہے: ((ربنا اکشف عنا العذاب إنا مومنون)) "ہمارے پروردگار ہم سے عذاب دور کر دے ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔" تو کیا آخرت کا عذاب دور کر دیا جائے گا؟ پکڑ، لزام، اور دھواں گزر چکا، دونوں راویوں میں سے ایک نے کہا: القمر، اور دوسرے نے کہا: روم۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَاللِّزَامُ يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ. (قَالَ وَ) هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لزام سے مراد غزوہ بدر ہے۔ اور انہوں نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ١١٦، الطبري في تفسيره: ١١١/٢٥، الطبراني في الكبير: ٩٠٤٦

تخريج الحديث: صحیح بخاری: ١٠٠٧، صحیح مسلم: ٢٧٩٨، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٤٨١، ١١٤٨٣، مسند احمد: ٣٦١٣، صحیح ابن حبان: ٤٧٦٤، ٦٥٨٥

فوائد الحديث: سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تفصیل سے یہ بات بیان کر دی کہ قرآن مجید میں جس دھویں کا ذکر ہے اس سے مراد وہ حالات ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے کفار مکہ کی سرکشی سے تنگ آکر ان کے لیے قحط سالی کی دعا کی تو وہ اس عذاب میں اس قدر لاچار اور نڈھال ہوگئے کہ وہ جب آسمان کی طرف دیکھتے تھے تو انہیں فضا میں دھواں ہی دھواں نظر آتا۔

"البطشه" سے مراد بدر کے میدان میں کفار مکہ کی شکست ہے۔

"اللزام" جنگ احد میں قریش مکہ کے قیدیوں کی گرفتاری مراد ہے۔

"الدخان" قحط سالی کا دھواں مراد ہے۔

"القمر" سے مراد چاند کا دو ٹکڑے ہونا۔

"الروم" رومیوں کا دوبارہ ایرانیوں پر غالب آنا مراد ہے۔ یعنی یہ تمام نشانیاں گزر چکی ہیں جو کہ کفار مکہ کے لیے پریشانی اور تکلیف کا باعث تھیں لیکن کچھ لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی اور وہ مسلمان ہوگئے لیکن کئی ایک اس کے باوجود کفر پر ہی قائم رہے۔

3255: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَلَهُ بَابَانِ: بَابٌ يَصْعَدُ مِنْهُ عَمَلُهُ وَبَابٌ يَنْزِلُ مِنْهُ رِزْقُهُ فَإِذَا مَاتَ بَكَيَا عَلَيْهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ (فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر مومن کے لیے دو دروازے ہیں: ایک دروازے سے اس کا عمل اوپر چڑھتا ہے جبکہ ایک دروازے سے اس کا رزق اترتا ہے، جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو وہ دونوں اس پر روتے ہیں، پس یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ((فما بکت علیهم

السَّمَاءُ وَالأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ) (الدخان: ٢٩).

السماء والارض وما كانوا منظرين)) ''ان (کفار کے مرنے) پر آسمان روئے نہ زمین اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ وَيَزِيدُ بْنُ أَبَانَ الرَّقَاشِيُّ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے مرفوع جانتے ہیں، موسی بن عبیدہ اور یزید بن ابان رقاشی دونوں حدیث میں ضعیف قرار دیے جاتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٤٤٩١، اس میں یزید بن ابان اور موسیٰ بن عبیدہ دونوں ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٤١٣٣، حلية الاولياء لابى نعيم: ٣/٥٣

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن اس میں مذکور آیت مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کافر کے مرنے سے نہ زمین والوں کو افسوس سے رونا آتا ہے اور نہ ہی آسمان والوں کو۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

46- باب وَمِنْ سُورَةِ الأَحْقَافِ

سورۃ الاحقاف کی آیات کی تفسیر

3256: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَيَّاةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَخِي عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ لَمَّا أُرِيدَ عُثْمَانُ جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ جِئْتُ فِي نَصْرِكَ قَالَ اخْرُجْ إِلَى النَّاسِ فَاطْرُدْهُمْ عَنِّي فَإِنَّكَ خَارِجٌ خَيْرٌ لِي مِنْكَ دَاخِلٌ. فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ كَانَ اسْمِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فُلَانٌ فَسَمَّانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَبْدَ اللهِ وَنَزَلَ فِيَّ آيَاتٌ مِنْ كِتَابِ اللهِ نَزَلَتْ فِيَّ ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ (الاحقاف: ١٠) وَنَزَلَتْ فِيَّ ﴿قُلْ كَفَى بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾ (الرعد: ٤٣)

سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بھتیجے سے روایت ہے انہوں نے کہا: جب عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا گیا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ کیوں آئے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں آپ کی نصرت و مدد کرنے کے لیے آیا ہوں، انہوں نے فرمایا: لوگوں کے پاس چلے جاؤ اور انہیں مجھ سے دور رکھو، تمہارا باہر رہنا میرے لیے تمہارے اندر رہنے سے بہتر ہے، پس عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس گئے تو فرمایا: لوگو! دور جاہلیت میں میرا نام فلاں تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام عبداللہ رکھ دیا، میرے بارے میں اللہ کی کتاب کی کئی آیات نازل ہوئیں، ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ ''اور گواہی دی گواہی دینے والے نے بنی اسرائیل سے اس کی مثل پر تو وہ ایمان لے آیا اور تم نے تکبر (انکار) کیا بے شک اللہ تعالیٰ

ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتے۔" میرے بارے میں نازل ہوئی، اور یہ آیت: ﴿قُلْ كَفَى بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾ کہہ دیجئے اے پیغمبر ﷺ! اللہ تعالیٰ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔" میرے بارے میں نازل ہوئی۔

إِنَّ لِلهِ سَيْفًا مَغْمُودًا عَنْكُمْ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ جَاوَرَتْكُمْ فِي بَلَدِكُمْ هَذَا الَّذِي نَزَلَ فِيهِ نَبِيُّكُمْ، فَاللهَ اللهَ فِي هَذَا الرَّجُلِ أَنْ تَقْتُلُوهُ فَوَاللهِ إِنْ قَتَلْتُمُوهُ لَتَطْرُدُنَّ جِيرَانَكُمُ الْمَلَائِكَةَ وَلَتَسُلَّنَّ سَيْفَ اللهِ الْمَغْمُودَ عَنْكُمْ فَلَا يُغْمَدُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَقَالُوا: اقْتُلُوا الْيَهُودِيَّ وَاقْتُلُوا عُثْمَانَ.

اللہ کی ایک تلوار تم سے نیام بند ہے اور فرشتے تمہارے اس شہر میں، جہاں تمہارے نبی نے قیام کیا، تمہارے ہم سائے رہ چکے ہیں، پس اس شخص کے بارے میں تم اللہ سے ڈرو کہ تم اسے قتل کرو، اللہ کی قسم! اگر تم نے انہیں (عثمان رضی اللہ عنہ کو) شہید کر دیا تو تمہارے ہم سایہ فرشتے دور ہو جائیں گے اور اللہ کی تمہارے بارے میں جو نیام بند تلوار ہے وہ سونت لی جائے گی تو پھر قیامت کے دن تک وہ نیام میں نہیں جائے گی، انہوں (سامعین) نے کہا: اس یہودی کو قتل کر دو اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کو بھی قتل کر دو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ شعیب بن صفوان نے عبدالملک بن عمیر عن ابن محمد بن عبداللہ بن سلام عن جدہ عبداللہ بن سلام کی سند سے بھی روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابن اخی عبداللہ بن سلام مجہول ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٨١٨

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٧٣٤، مسند احمد : ٢٣٧٨٢

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے، لیکن دیگر شواہد سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس پُر فتن دور میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھرپور مخلصانہ کوششیں کیں کہ بلوائی اپنے ارادہ بد سے باز آجائیں اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید نہ کریں۔ لیکن اس وقت ان پر شیطانی بھوت اس قدر سوار تھا کہ وہ کسی بھی آدمی کی نصیحت سننے کے لیے تیار نہ تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

3257: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ أَبُو عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَأَى مَخِيلَةً أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ فَإِذَا مَطَرَتْ، سُرِّيَ عَنْهُ. قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهُ. فَقَالَ ((وَمَا أَدْرِي لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَذَا

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب بادل کا ٹکڑا دیکھتے تو آپ ﷺ کبھی اندر تشریف لاتے اور کبھی باہر، جب بارش ہو جاتی تو پھر آپ ﷺ کی یہ کیفیت ختم ہوتی، میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نہیں جانتا ہو سکتا ہے کہ وہ اس طرح ہو جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَذَا

عَارِضٌ مُمْطِرُنَا﴾ (الاحقاف: ٢٤).

عَارِضٌ مُمْطِرُنَا﴾ "جب انہوں نے بادل کو اپنی وادیوں کے اوپر آتے دیکھا تو بولے: یہ تو وہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا:"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) الصحيحة: ٢٧٥٧، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٩٠٨، البغوي: ١١٥٢

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٣٢٠٦، صحيح مسلم: ٨٩٩، سنن ابو داود: ٥٠٩٨، سنن ابن ماجه: ٣٨٩١، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٤٩٢، مسند احمد : ٢٤٣٦٩

فوائد الحديث: (۱) سیدنا ہود علیہ السلام کی قوم، قوم عاد پر اللہ تعالیٰ نے تیز ہوا کا عذاب نازل فرمایا جو کہ مسلسل ان پر آٹھ دن اور سات راتیں چلتی رہی جس سے وہ قوم تباہ و برباد ہوئی۔ اس سے پہلے جب انہوں نے اس ہوا کو بادلوں کی شکل میں دیکھا تو خوش ہوئے کہ ہم پر بارش برسے گی لیکن اس میں تو عذاب تھا۔

(۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب آسمان پر بادل دیکھتے تو پریشان ہو جاتے اور بے قراری میں کبھی گھر چلے جاتے اور کبھی باہر تشریف لے آتے۔ جب بارش برستی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جاتے کہ یہ بادل عذاب کے نہیں بلکہ بارش برسانے والے ہیں۔

3258: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه هَلْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَالَ مَا صَحِبَهُ مِنَّا أَحَدٌ وَلَكِنْ قَدِ افْتَقَدْنَاهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ بِمَكَّةَ، فَقُلْنَا اغْتِيلَ أَوِ اسْتُطِيرَ مَا فُعِلَ بِهِ؟ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ حَتَّى إِذَا أَصْبَحْنَا، أَوْ كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ إِذَا نَحْنُ بِهِ يَجِيءُ مِنْ قِبَلِ حِرَاءَ قَالَ فَذَكَرُوا لَهُ الَّذِي كَانُوا فِيهِ فَقَالَ ((أَتَانِي دَاعِيَ الْجِنِّ فَأَتَيْتُهُمْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمْ)). قَالَ: فَانْطَلَقَ فَأَرَانَا آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ.

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا، کیا جنوں والی رات تم میں سے کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا؟ انہوں نے فرمایا: ہم میں سے کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھا لیکن ایک رات ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے، ہم نے کہا: انہیں پکڑ لیا گیا یا انہیں اڑا لیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟ پس ہم نے وہ رات بہت ہی بری (پریشانی میں) گزاری حتیٰ کہ جب ہم نے صبح کی، یا صبح ہوتے ہی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حرا کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا، پس انہوں نے اپنی کیفیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنوں کی طرف سے بلانے والا میرے پاس آیا تو میں ان کے پاس گیا اور انہیں قرآن پڑھ کر سنایا۔" راوی نے بیان کیا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے آثار و نشانات اور ان کی آگ کے آثار دکھائے۔

قَالَ الشَّعْبِيُّ: وَسَأَلُوهُ الزَّادَ وَكَانُوا مِنْ جِنِّ الْجَزِيرَةِ فَقَالَ ((كُلُّ عَظْمٍ لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَ مَا كَانَ لَحْمًا، وَكُلُّ بَعْرَةٍ أَوْ رَوْثَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ)). فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا

شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زاد (توشے) کے بارے میں پوچھا اور وہ جزیرہ جن سے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے تو وہ تمہارے ہاتھوں میں پہنچتے ہی پہلے سے زیادہ گوشت والی ہو

فَإِنَّهُمَا زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ)).

جاتی ہے، اور ہر مینگنی یا گوبر تمہارے جانوروں کا چارہ ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم ان دونوں (ہڈی اور لید / گوبر) سے استنجا نہ کرو کیونکہ وہ دونوں تمہارے جن بھائیوں کا توشہ ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح دون جملة اسم الله و (علف لدوابكم)) "اللہ کا نام" اور "تمہارے جانوروں کا چارہ" کے الفاظ کے علاوہ یہ روایت صحیح ہے۔ السلسلة الضعيفة: ١٠٣٨

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٤٥٠، سنن ابو داود: ٣٩، ٨٥، وسنن نسائی كبرىٰ: ٣٨، ٣٩، مسند احمد : ٤١٤٩، صحيح ابن حبان: ١٤٣٢

فوائد الحديث: جنات نے سب سے پہلے وادی نخلہ میں رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید سنا جب آپ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ نے جنوں کو دیکھا نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے آگاہ کیا گیا۔ بعد ازاں آپ ﷺ کئی مرتبہ جنات کو قرآن سنانے کے لیے تشریف لے گئے جس کا تذکرہ حدیث الباب میں ہے۔ اس رات آپ ﷺ اکیلے ہی تھے۔ کوئی صحابی آپ ﷺ کے ساتھ موجود نہیں تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

47- باب وَمِنْ سُورَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ

سورۂ محمد (ﷺ) کی آیات کی تفسیر

3259: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ (محمد: ١٩) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ)) "اپنے گناہوں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے گناہوں کے لیے مغفرت طلب کریں۔" کے متعلق تفسیر ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "میں اللہ سے روزانہ ستر بار مغفرت طلب کرتا ہوں۔" یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَيُرْوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی نبی ﷺ سے روایت کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں دن میں سو بار اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔"

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ)). وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

نبی ﷺ سے کئی ایک طرق سے روایت کیا جاتا ہے کہ "میں دن میں اللہ سے سو بار مغفرت طلب کرتا ہوں۔" محمد بن

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. عمرو نے ابوسلمہ عن ابوہریرہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٢٩٧، البغوي: ١٢٨٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٣٠٧، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٤٣١، ٤٣٥، ٤٣٩، سنن نسائی الكبرى: ١١٤٩٥، مسند احمد : ٧٧٩٣، صحيح ابن حبان: ٩٢٥

فوائد الحدیث: ہر شخص کو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتے اور استغفار پڑھتے رہنا چاہیے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم سیّد کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: واللہ انی لاستغفر اللہ واتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ۔ (بخاری ۲/ ۹۳۳، کتاب الدعوات) ''اللہ تعالیٰ کی قسم بے شک میں دن میں ستر (۷۰) بار سے زیادہ استغفار کرتا اور توبہ کرتا ہوں'' لہٰذا ہمیں بھی اس کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

3260: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: تَلَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا هَذِهِ الآيَةَ (وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ) (محمد: ٣٩) قَالُوا وَمَنْ يُسْتَبْدَلُ بِنَا قَالَ فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى مَنْكِبِ سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ ((هَذَا وَقَوْمُهُ هَذَا وَقَوْمُهُ)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن یہ آیت تلاوت فرمائی: ((وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ)) ''اگر تم پھر جاؤ گے تو وہ تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا پھر وہ تمہارے مانند نہ ہوں گے۔'' تو انہوں (صحابہ کرام) نے کہا: ہمارے بدلے میں کس قوم کو لایا جائے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے سلمان (فارسی رضی اللہ عنہ) کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا: ''یہ اور اس کی قوم، یہ اور اس کی قوم''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ. وَقَدْ رَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ أَيْضًا هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، اس کی اسناد پر جرح کی گئی ہے۔ عبداللہ بن جعفر نے بھی اس حدیث کو علاء بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٠٧١، بعض کہتے ہیں ضعیف ہے، شیخ من اہل المدینہ مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: تاريخ اصبهان: ٣/١، والبيهقی فی الدلايل: ٦/ ٣٣٤، تفسير الطبری: ٦٦/٦٧، ٢٦، صحيح ابن حبان: ٧١٢٣ صحيح بخاری: ٤٨٩٧، صحيح مسلم: ٢٥٤٦، مسند احمد: ٩٤٠٦.

3261: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ ذَكَرَ اللهُ إِنْ تَوَلَّيْنَا اسْتُبْدِلُوا بِنَا ثُمَّ لَمْ يَكُونُوا أَمْثَالَنَا؟ قَالَ: وَكَانَ سَلْمَانُ بِجَنْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخِذَ سَلْمَانَ وَقَالَ ((هَذَا وَأَصْحَابُهُ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ حضرات نے عرض کیا، اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہیں جن کا اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اگر ہم پھر گئے تو ہمارے بدلے میں اور لوگ لائے جائیں گے اور پھر وہ ہمارے جیسے نہیں ہوں گے؟ راوی نے بیان کیا، سلمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے سلمان رضی اللہ عنہ کی ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''یہ اور اس

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَ الإِيمَانُ مَنُوطًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ)).

کے ساتھی، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ایمان ثریا (ستارے) کے ساتھ لٹک رہا ہوتا تو فارس کے کچھ لوگ اسے (وہاں سے بھی) حاصل کر لیتے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيحٍ هُوَ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ وَقَدْ رَوَى عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْكَثِيرَ. وَحَدَّثَنَا عَلِيٌّ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: عبداللہ بن جعفر بن نجیح، یہ علی بن مدینی کے والد ہیں، علی بن حجر نے عبداللہ بن جعفر سے بہت زیادہ روایت کیا ہے۔ علی نے اسماعیل بن جعفر عن عبداللہ بن جعفر کی سند سے ہمیں بیان کیا ہے۔

وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ مُعَلَّقٌ بِالثُّرَيَّا.

بشر بن معاذ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: عبداللہ بن جعفر نے علاء سے اسی مانند روایت کیا البتہ انہوں نے یہ بیان کیا: ((مُعَلَّقٌ بِالثُّرَيَّا))

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں یہ عبداللہ بن جعفر کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: تاريخ اصبهان: ١/٣، والبيهقي في الدلايل: ٦/ ٣٣٤، تفسير الطبري: ٢٦،٦٧/٦٦، صحيح ابن حبان: ٧١٢٣ صحيح بخاري: ٤٨٩٧، صحيح مسلم: ٢٥٤٦، مسند احمد: ٩٤٠٦

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ اپنے دین اسلام کی ترویج واشاعت اور سربلندی وغلبے کے لیے کسی کا محتاج نہیں وہ جس سے چاہے خدمت دین کا کام لے سکتا ہے۔ یہ تو اس شخص کی خوش قسمتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ اسلام کی خدمت کا موقعہ دے دیں خواہ وہ قرآن وحدیث کی تبلیغ کی شکل میں ہو یا مال وجان سے جہاد کے ذریعے۔ یا کسی اور طریقے سے۔ لہٰذا جس آدمی کو اللہ تعالیٰ یہ توفیق اور موقعہ دیں اسے اترانا نہیں چاہیے اور نا ہی اپنے آپ کو ناگزیر سمجھنا چاہیے کہ شاید میرے بغیر یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ دین اسلام کی خدمت کی سعادت پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہنا چاہیے۔ اللهم وفقنا لما تحب وترضى۔

(۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری اس قدر شاندار اور بے مثال انداز میں کی ہے کہ کوئی دوسرا ان سے بہتر تھا ہی نہیں۔ جسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جگہ لایا جاتا۔ رضی الله عنهم ورضوا عنه

(۳) سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کی تعریف کر کے یہ پیشین گوئی فرمائی کہ عربوں کے ساتھ ساتھ بعض عجمی بھی دین اسلام کی لازوال خدمات سرانجام دیں گے جو کہ محدثین کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے پوری فرمادی۔ رحمهم الله تعالى

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

48- باب وَمِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ

سورۂ الفتح کی آیات کی تفسیر

3262: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَقْمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے

قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ يَقُولُ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَكَلَّمْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَكَتَ ثُمَّ كَلَّمْتُهُ فَسَكَتَ ثُمَّ كَلَّمْتُهُ فَسَكَتَ، فَحَرَّكْتُ رَاحِلَتِي فَتَنَحَّيْتُ وَقُلْتُ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ نَزَرْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا يُكَلِّمُكَ مَا أَخْلَقَكَ أَنْ يَنْزِلَ فِيكَ قُرْآنٌ، قَالَ: فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي قَالَ: فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((يَا ابْنَ الْخَطَّابِ لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيَّ هَذِهِ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ (إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا)) (الفتح: ١)).

بات کی لیکن آپ ﷺ خاموش رہے، پھر میں نے آپ ﷺ سے بات کی تو آپ ﷺ خاموش رہے، پس میں نے اپنی سواری کو حرکت دی تو میں الگ کنارے پر ہو گیا، اور میں نے کہا: ابن خطاب! تیری ماں تجھے گم پائے تو نے تین بار رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے میں اصرار کیا، آپ ﷺ نے ہر بار تجھ سے کوئی بات نہیں کی۔ تو نے اپنی عزت گنوالی ہو سکتا ہے کہ تیرے بارے میں قرآن نازل ہو جائے۔ پس تھوڑی ہی دیر بعد ایک پکارنے والا مجھے پکار رہا تھا، پس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ابن خطاب! آج رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے میں نہیں چاہتا کہ اس کے بدلے میں مجھے ہر وہ چیز مل جائے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے: ((إنا فتحنا لك فتحا مبينا)) "ہم نے آپ ﷺ کو فتح مبین عطا فرمائی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَالِكٍ مُرْسَلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ بعض نے اسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ٢٧٢، ابو يعلى: ١٤٨، البزاز: ٢٦٤-٢٦٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤١٧٧، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٤٩٩، مسند احمد: ٢٠٩، صحیح ابن حبان: ٦٤٠٩

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ ذوالقعدہ ۶ ہجری میں مدینہ منورہ سے چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معیت میں عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے لیکن قریش مکہ نے آپ ﷺ کو حدیبیہ کے مقام پر روک دیا اور مکے میں داخلے کی اجازت نہ دی، کچھ سفارت کاری اور وفود کے تبادلے کے بعد مشرکین مکہ اور مسلمانوں کے درمیان چند شرائط پر ایک معاہدہ ہو گیا کہ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال آکر عمرہ کر لیں ہم مزاحمت نہیں کریں گے۔ ان شرائط کی ظاہری صورت کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کچھ تحفظات تھے جس کا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے سامنے اظہار بھی فرمایا لیکن رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو قبول کرتے ہوئے واپس جا رہے تھے۔

واپسی کے اس سفر میں یہ سورت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خصوصی طور پر بلا کر یہ آیات سنائیں اور خوشی کا اظہار فرمایا جس کا حدیث الباب میں ذکر ہے۔ تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا او فتح هُوَ "کیا یہ فتح ہے؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا نعم ہاں۔ فطابت نفسه و رجع (تو ان کا دل خوش ہو گیا اور وہ واپس لوٹ گئے۔ (مسلم ۲/۱۰۶، کتاب الجهاد، باب صلح الحدیبیة)

(۲) بعد ازاں جب اس صلح کی شرائط کا مسلمانوں کے حق میں شاندار نتیجہ نکلا تو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صلح حدیبیہ کو ہی "فتح" سمجھتے تھے۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تعدون انتم الفتح فتح مكة وقد كان فتح مكة فتحا ونحن نعدُّ

الفتح بيعة الرضوان يوم الحديبية (بخاری ۲/ ۵۹۸، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ)

"تم فتح مکہ کو فتح سمجھتے ہو، فتح مکہ تو فتح ہے ہی اور ہم حدیبیہ والے دن بیعت رضوان کو فتح سمجھتے ہیں"۔ (کیونکہ فتح مکہ کی بنیاد یہی بنی تھی)

3263: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُنْزِلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ) (الفتح: ١) مَرْجِعَهُ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آيَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَرَأَهَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا هَنِيئًا مَرِيئًا يَا نَبِيَّ اللهِ قَدْ بَيَّنَ اللهُ لَكَ مَاذَا يُفْعَلُ بِكَ فَمَاذَا يُفْعَلُ بِنَا، فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ (لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ) حَتَّى بَلَغَ (فَوْزًا عَظِيمًا) (الفتح: ٥).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ حدیبیہ سے واپس آرہے تھے تو آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی، ((لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ)) "تاکہ اللہ آپ ﷺ کی اگلی پچھلی لغزشیں معاف فرما دے۔" تو نبی ﷺ نے فرمایا: "مجھ پر ایک آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے زمین پر موجود ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے۔" پھر نبی ﷺ نے وہ آیت انہیں پڑھ کر سنائی تو انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! مبارک ہو، اللہ نے آپ ﷺ کے لیے تو واضح کر دیا کہ آپ ﷺ کے ساتھ کیا ہونے والا ہے تو ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا، تب آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: ((لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ)) "تاکہ وہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے باغات میں داخل فرما دے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔" آپ ﷺ نے ((فَوْزًا عَظِيمًا)) "بہت بڑی کامیابی" تک تلاوت فرمائی۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِيهِ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح الإسناد) اخرجه عبد بن حميد: ١١٨٨، ابو يعلى: ٢٩٣٢، البيهقي: ٥/ ٢١٧

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٤١٧٢، ٤٨٣٤، صحيح مسلم: ١٧٨٦، سنن نسائی: ١١٥٠٢، مسند احمد: ١٢٧٧٩

فوائد الحديث: رسول اللہ ﷺ جب اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ صلح حدیبیہ کے بعد واپس مدینہ منورہ جا رہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی لِّيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ "تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دے"۔ ایک تو اس سے آپ ﷺ کی عظمت و شان کو اجاگر کرنا مقصود تھا دوسرا صحابہ کرام کو یہ واضح کرنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو فیصلہ فرمایا ہے وہ بالکل اللہ تعالیٰ کی منشاء اور مرضی کے مطابق ہے لہٰذا آپ کو بھی کسی قسم کی دل گرفتگی نہیں ہونی چاہیے، یہ آیت مبارکہ سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خوش ہو گئے اور آپ ﷺ کو مبارکباد دینے لگے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ "ذنب" کا لفظ رسول اللہ ﷺ کی توہین نہیں ہے۔

(اس لفظ کی سیر حاصل تفسیر و تشریح پڑھنے کے لیے شیخ التفسیر حافظ عبد السلام بھٹوی حفظہ اللہ کی "تفسیر القرآن الکریم" سے سورۃ فتح کی تفسیر کا مطالعہ فرمائیں، حضرت حافظ صاحب نے بڑی مفصل اور جاندار وضاحت فرمائی ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیراً فی الدنیا والاخرۃ)۔

تو اللہ تعالیٰ نے تمام مومن مرد اور مومنہ عورتوں کے لیے بھی جنت کی نعمتوں میں داخلے کا اعلان فرمادیا اور اسے بہت بڑی کامیابی قرار دیا۔

3264: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ ثَمَانِينَ هَبَطُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيمِ عِنْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَهُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَقْتُلُوهُ، فَأُخِذُوا أَخْذًا فَأَعْتَقَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَنْزَلَ اللهُ (وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ كَفَّ أَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ) (الفتح: ٢٤) الآيَةَ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز فجر کے وقت اسّی افراد تنعیم پہاڑ سے اترے وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کو قتل کر دینا چاہتے تھے، پس وہ سب قیدی بنا لیے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا، تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ((وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ)) "وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٤٠٨، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٤/٤٩٢، البيهقي في دلائل: ٤/١٤١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٨٠٨، سنن ابو داود: ٢٦٨٨، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٥١٠، مسند احمد : ١٢٢٢٧

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے جو بعض اوقات انسان جان لیتا ہے اور کبھی اسے سمجھ نہیں بھی آتی۔ اسی طرح کی صورتحال صلح حدیبیہ کے موقعہ پر بھی پیش آئی کہ کفار مکہ کے بعض لوگ صلح کی بجائے جنگ کی آگ بھڑکانے کی کوشش کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت یہ تھی کہ ابھی جنگ نہ ہو تاکہ اس صلح کے نتیجے میں حاصل ہونے والے فوائد کو مسلمان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور ان کا ایمان و یقین پہلے سے بھی زیادہ پختہ ہو جائے۔

کفار مکہ کی طرف سے بدامنی اور فساد کی کوششوں میں سے ایک یہ بھی تھی جو حدیث الباب میں ذکر ہوئی۔ کہ کفار کے اسی (۸۰) آدمی نماز فجر کے وقت تنعیم کی پہاڑی سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر حملہ آور ہوئے کہ ان کی نماز میں مصروفیت سے فائدہ اٹھا کر انہیں قتل کر دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ سب کے سب گرفتار ہوئے، اب مسلمان چاہتے تو انہیں قتل کر دیتے یا قیدی بنا کر ساتھ لے جاتے لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت اس میں تھی کہ ان کو چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ وہ چھوڑ دیے گئے تو اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ فتح کی آیت نمبر ۲۴ میں بطور احسان یاد دلایا ہے۔

3265: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ (وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى) (الفتح: ٢٦) قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ.

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((والزمهم كلمة التقوى)) کی تفسیر میں فرمایا: "(تقوی کے کلمہ سے مراد) لا الہ الا اللہ ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ قَزَعَةَ قَالَ وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے حسن بن قزعہ کی روایت کے حوالے سے مرفوع جانتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے اس حدیث کے متعلق ابو زرعہ سے پوچھا تو

انہوں نے صرف اسی طریق سے اسے مرفوع جانا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبري في تفسيره: ٢٦/١٠٤، ابن عدي في الكامل: ٢/٥٣٤

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢١٢٥٥

فوائد الحدیث: صلح حدیبیہ کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے جو معاہدہ کیا بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کو خلاف مصلحت سمجھتے تھے لیکن ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ پر ایمان اور رسول اللہ ﷺ سے محبت و عقیدت اور آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ کار فرما تھا اس لیے وہ آپ ﷺ کی فرمانبرداری میں سب کچھ قبول کیے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ایک تو ان کے دلوں میں سکینت نازل فرمادی اور دوسرا ان کے ایمان و یقین کو مزید پختہ کر دیا۔ جسے کلمة التقویٰ "تقوی کی بات" کے الفاظ سے بیان کیا گیا۔ جبھی سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اسے لا الہ الا اللہ سے تعبیر فرمایا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

49- باب وَمِنْ سُورَةِ الْحُجُرَاتِ

سورۂ الحجرات کی آیات کی تفسیر

3266: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُؤَمِّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ بْنِ جَمِيلٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ اسْتَعْمِلْهُ عَلَى قَوْمِهِ. فَقَالَ عُمَرُ: لَا تَسْتَعْمِلْهُ يَا رَسُولَ اللهِ. فَتَكَلَّمَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي. فَقَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ قَالَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ (الحجرات: ٢) فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بَعْدَ ذَلِكَ إِذَا تَكَلَّمَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يُسْمِعْ كَلَامَهُ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ. قَالَ وَمَا ذَكَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ جَدَّهُ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ.

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول انہیں ان کی قوم پر عامل / گورنر مقرر فرمادیں، عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول! انہیں عامل مقرر نہ کریں، پس دونوں نبی ﷺ کے پاس بات کرنے لگے حتیٰ کہ ان دونوں کی آواز بلند ہوگئی، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے بس میری مخالفت ہی کرنی تھی، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا آپ کی مخالفت کا کوئی ارادہ نہیں۔ راوی نے بیان کیا، تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ "ایمان دارو! اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے اونچا نہ کرو۔" راوی نے بیان کیا، عمر رضی اللہ عنہ اس کے بعد جب نبی ﷺ کے پاس بات کرتے تھے تو ان کی بات سنائی نہیں دیتی تھی حتیٰ کہ آپ ﷺ ان سے دوبارہ پوچھتے تھے۔ راوی نے بیان کیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے (اس بارے میں) اپنے نانا کا ذکر نہیں کیا یعنی: ابو بکر رضی اللہ عنہ کا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَى

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض

بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ مُرْسَلٌ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ.

نے اسے ابن ابی ملیکہ سے مرسل روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں عن عبداللہ بن زبیر کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ٦٨١٦، الطبري في تفسيره: ١١٩/٢٦، شرح المشكل: ٣٣٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٣٦٧، سنن نسائی: ٨/٢٢٦، مسند احمد: ١٦١٣٣

فوائد الحدیث: حدیث الباب میں مذکور آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام کرنے کا حکم فرمایا جس کا سب سے پہلا زینہ (گفتگو) ہے کہ جس کا آدمی احترام کرتا ہے اس سے گفتگو اور بات چیت کرتے ہوئے بھی اس کا لحاظ رکھتا ہے۔ لہٰذا فرمایا کہ:

۱۔ آپ ﷺ کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہیں کرنا۔ اب جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو حاضر وناظر سمجھتے ہوئے اپنی مجلسوں اور محفلوں میں موجود بھی سمجھتے ہیں اور پھر چیخنے کے انداز میں بلند آواز میں گفتگو بھی کرتے ہیں انہیں غور کرنا چاہیے یا تو ان کا عقیدہ درست نہیں (اور حاضر وناظر رکھنے کا عقیدہ رکھنا یقیناً درست نہیں) یا پھر وہ آپ ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔
نیز۔ جو لوگ حدیث رسول ﷺ کے مقابلے میں آراء الرجال، مفتیان کے فتوے اور تاویلات باطلہ پیش کرتے ہیں ان کا یہ طرز عمل بھی آپ ﷺ کی آواز سے اپنی آواز کو بلند کرنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا اس سے بھی باز آجانا چاہیے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کو نام لے کر بلند آواز سے آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے اور بلانے کے انداز میں نہ پکارا جائے۔ آج جو لوگ آپ ﷺ کو "یا محمد" کہہ کر پکارتے ہیں اور سمجھانے کے باوجود اپنے اس فعل پر بضد ہیں انہیں بھی اپنی اصلاح کرتے ہوئے یہ طریقہ چھوڑ دینا چاہیے۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کو جب بھی مخاطب کیا ہے تو آپ ﷺ کو القاب سے مخاطب کیا ہے مثلاً یا ایها الرسول اور یا یها النبی وغیرہ پورے قرآن مجید میں ایک مرتبہ بھی "یا محمد" کہہ کر مخاطب نہیں کیا حالانکہ وہ خالق و مالک ہے، رب تعالیٰ ہے، اسے حق ہے وہ اپنی مخلوق کو جس طرح چاہے بلائے۔ لیکن افسوس کہ ہم امتی ہونے کا دعویٰ کرنے والے ادب واحترام کے تمام تقاضوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے آپ ﷺ کا نام لے کر آپ ﷺ کو پکار رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

3267: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ فِي قَوْلِهِ (إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ) (الحجرات: ٤) قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ حَمْدِي زَيْنٌ وَإِنَّ ذَمِّي شَيْنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَذَاكَ اللهُ تَعَالَى)).

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((إن الذين ينادونك من وراء الحجرات اكثرهم لا يعقلون)) "وہ لوگ جو آپ ﷺ کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔"
راوی نے بیان کیا، ایک آدمی کھڑا ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میری تعریف عزت (زینت) ہے اور میری مذمت برائی ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ اللہ کی شان ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح الترمذي: ٢٦٠٥

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١٥١٥، تفسیرالطبری: ٢٦/١٢١، اخبار اصبهان: ٢/٢٩٦۔ مسند احمد: ١٥٩٩١

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کو حجرے کے باہر سے نام لے کر پکارنا اور آواز دینا اگر گستاخی اور بے ادبی ہے اور ایسا کرنے والے کی حماقت اور بے وقوفی کی دلیل ہے تو پھر ہزاروں میل دور سے آپ ﷺ کو پکارنا اور نام لے کر نداء کرنا کیونکر عشق رسول اور عقلمندی ہو سکتی

ہے۔ لہٰذا ایسا کرنے والوں کو غور کرنا چاہیے۔

3268: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي جَبِيرَةَ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا يَكُونُ لَهُ الِاسْمَانِ وَالثَّلَاثَةُ فَيُدْعَى بِبَعْضِهَا فَعَسَى أَنْ يَكْرَهَ قَالَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ (الحجرات: ١١).

ابو جبیرہ بن ضحاک نے بیان کیا کہ ہم میں آدمی تھا اس کے دو اور تین نام ہوتے تھے، پس اسے ان میں سے کسی نام کے ساتھ پکارا جاتا تو ہو سکتا کہ وہ اسے ناپسند کرتا، پس آیت نازل ہوئی: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ "برے القاب کے ساتھ نہ پکارو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. أَبُو جَبِيرَةَ هُوَ أَخُو ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ بْنِ خَلِيفَةَ الْأَنْصَارِيُّ وَأَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ صَاحِبُ الْهَرَوِيِّ بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو جبیرہ بن ضحاک یہ ثابت بن ضحاک بن خلیفہ انصاری کے بھائی ہیں۔ ابو زید سعید بن الربیع صاحب الھروی بصری ثقہ ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي جَبِيرَةَ بْنِ الضَّحَّاكِ نَحْوَهُ.

ابو سلمہ یحییٰ بن خلف نے بیان کیا انہوں نے بشر بن مفضل عن داود بن ابی ہند عن الشعبی عن ابی جبیرہ بن ضحاک سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٦٨٥٣، الحاكم: ٤٦٣/٢، المزي في تهذيب الكمال: ١٨٣/٣٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٩٦٢، سنن ابن ماجه: ٣٧٤١، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٥١٦، مسند احمد : ١٨٢٨٨، صحيح ابن حبان: ٥٧٠٩

فوائد الحدیث: آپس میں ایک دوسرے کو ہمیشہ اچھے ناموں سے بلانا اور پکارنا چاہیے کسی کی تحقیر اور تذلیل کرنے کے لیے نہ تو اس کے نام کو بگاڑنا چاہیے اور نہ ہی اس کے کسی گناہ پر جو وہ چھوڑ چکا ہے عار دلانے کے لیے اس کی نسبت سے اسے مخاطب کرنا چاہیے۔

3269: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْمُسْتَمِرِّ بْنِ الرَّيَّانِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ: قَالَ قَرَأَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ (وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ) (الحجرات: ٧) قَالَ هَذَا نَبِيُّكُمْ ﷺ يُوحَى إِلَيْهِ وَخِيَارُ أَئِمَّتِكُمْ، لَوْ أَطَاعَهُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُوا فَكَيْفَ بِكُمُ الْيَوْمَ.

ابو نضرہ نے بیان کیا، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ((وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ)) "جان لو کہ اللہ کے رسول تم میں ہیں اگر وہ بہت زیادہ امور میں تمہاری اطاعت کریں تو تم تکلیف میں پڑ جاؤ۔" انہوں نے کہا: یہ تمہارے نبی ﷺ ہیں ان کی طرف وحی کی جاتی ہے اور تمہارے اچھے ائمہ ہیں، اگر آپ بہت زیادہ امور میں ان کی اطاعت کرتے تو وہ مشکل میں پڑ جاتے، آج تمہارے متعلق کیسی حالت ہوتی؟

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. قَالَ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ عَنِ الْمُسْتَمِرِّ بْنِ الرَّيَّانِ فَقَالَ ثِقَةٌ.

علی بن مدینی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے یحیی بن سعید القطان سے مستمر بن ریان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح الإسناد) اخرجه عبد بن حميد كما في الدر المنثور: ٥٥٩/٧

تخريج الحديث: انظر تحفة الاشراف حديث ٤٣٨٣

فوائد الحديث: (۱) اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی ہر موقعہ پر راہنمائی فرماتے ہیں اس لیے امت کو اس بات کا پابند کر دیا گیا ہے کہ وہ رسول ﷺ کی ہر حالت میں فرمانبرداری کریں خواہ آپ کی حدیث (بات) لوگوں کی "درایت" کے معیار پر ہو یا نہ ہو۔ لیکن کوئی بھی شخص اپنی رائے، قیاس، اجتہاد و فقاہت وغیرہ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مقابلے میں پیش نہیں کر سکتا۔

(۲) امتیوں کی رائے وحی الٰہی کی راہنمائی تو ہوتی نہیں اس لیے بعض اوقات عقائد و عبادات تو الگ رہے انتظامی معاملات میں بھی خود لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث بن جاتی ہے۔ لہٰذا ہمیشہ وحی الٰہی قرآن و حدیث کی پیروی ہی کرنی چاہیے اپنی عقل کو اس میں دخل نہیں دینا چاہیے۔

(۳) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس امت کے سب سے بہترین لوگ تھے اگر ان کی رائے پر عمل کرنا بعض اوقات پریشانی کا باعث بن سکتا ہے تو پھر بعد میں آنے والے کیونکر راہنمائی کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا:

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ (الاعراف:۳)

"اس چیز کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اس کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کی پیروی نہ کرو"۔

3270: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَاظُمَهَا بِآبَائِهَا، فَالنَّاسُ رَجُلَانِ رَجُلٌ بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيمٌ عَلَى اللهِ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللهِ، وَالنَّاسُ بَنُو آدَمَ وَخَلَقَ اللهُ آدَمَ مِنْ تُرَابٍ)). قَالَ اللهُ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (الحجرات: ١٣).

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا: "لوگو! اللہ نے تم سے دور جاہلیت کی نخوت اور اپنے آباد کی وجہ سے فخر و غرور کرنا ختم کر دیا ہے، پس لوگ دو (قسم کے) آدمی ہیں، ایک نیک، پرہیز گار، اللہ کے نزدیک عزت والا شخص، جبکہ فاجر، بدبخت اللہ کے ہاں انتہائی حقیر، سارے لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اللہ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ "لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے قبیلے اور شاخیں بنائیں، تاکہ تم باہم تعارف کر سکو، اللہ کے ہاں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے

حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ يُضَعَّفُ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ هُوَ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ.

عبداللہ بن دینار عن ابن عمر کی سند سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ عبداللہ بن جعفر کو حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے، یحیی بن معین وغیرہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ عبداللہ بن جعفر یہ علی بن مدینی کے والد ہیں۔ اور اس باب میں ابوہریرہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٧٠٠، بعض کہتے ہیں عبداللہ بن جعفر کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند عبد بن حميد: ٧٩٥، مسند احمد : ٨٧٣٦

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو سیدنا وابونا آدم علیہ السلام کی نسل سے پیدا فرمایا ہے اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے تھے، اس لحاظ سے تو سب لوگ برابر ہو گئے کیونکہ یہ رب تعالیٰ کی تخلیق ہے اس میں انسان کی مرضی ومنشاء کا کوئی دخل نہیں۔

البتہ اس کے بعد انسان عملی زندگی میں خود اپنی محنت اور عمل سے ایک دوسرے سے بڑھ سکتا ہے۔ اس لیے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت وشرف کا باعث برادری، قبیلہ نہیں بلکہ تقویٰ وپرہیز گاری ہے۔ جو شخص جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہو گا اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کا قریبی اور محبوب ہو گا۔ اور جو شخص جس قدر نافرمان ہو گا اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ اور عذاب کا مستحق ٹھہرے گا۔

(۲) برادری کی بنیاد پر کسی کو حقیر وکم تر اور کسی کو برتر سمجھنا زمانہ جاہلیت کے تکبّر ونخوت کی علامت ہے جس سے مسلمانوں کو اجتناب کرنا چاہیے۔

3271:: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الأَعْرَجُ الْبَغْدَادِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلاَّمِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْحَسَبُ الْمَالُ، وَالْكَرَمُ التَّقْوَى)).

سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”حسب: مال ہے، اور بزرگی وعزت: تقویٰ ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سَمُرَةَ. لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ سَلاَّمِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ وَهُوَ ثِقَةٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے سمرہ کی روایت سے۔ اور ہم اسے اس طریق سے صرف سلام بن ابی مطیع کی روایت سے جانتے ہیں اور وہ ثقہ ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١٨٧٠، بعض کہتے ہیں قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢١٩، مسند احمد : ٢٠١٠٢، ٢٢٩٩٠، ٨٧٧٤

فوائد الحدیث: (۱) ”الحسب المال“ سے مراد ہے کہ لوگ دنیاوی مال ودولت کی وجہ سے ہی کسی کی عزت کرتے اور رشتے داریاں قائم کرتے ہیں لوگ مال ودولت، کاروبار یا کوئی سرکاری منصب وعہدے کی بنیاد پر خاندان استوار کر لیتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگ تو مال ودولت کی فراوانی کی وجہ سے اپنی برادری اور قبیلے کے لحاظ سے اپنی شناخت ہی تبدیل کر لیتے ہیں۔ جبکہ یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔

(۲) ”الکرم التقویٰ“ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت وشرف صرف تقوے کی بنا پر ہے۔ دنیاوی مال ومتاع اور عہدے ومناصب کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

50- باب وَمِنْ سُورَةِ قٓ

سورۂ قٓ کی آیات کی تفسیر

3272: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ فِيهَا رَبُّ الْعِزَّةِ قَدَمَهُ، فَتَقُولُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جہنم ((هَلْ مِنْ مَزِيدٍ)) ''کیا مزید کچھ ہے۔'' کہتی رہے گی حتی کہ رب العزت اپنا قدم اس میں رکھے گا، تو وہ کہے گی: تیری عزت کی قسم! بس بس، اور اس کا بعض حصہ اس کے بعض حصے پر چڑھ جائے گا۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس سند سے۔ اور اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ظلال الجنة: ٥٣١، ٥٣٤، صحيح الترمذي: ٢١١٠، اخرجه ابو عوانه: ١/١٨٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٨٤٨، صحيح مسلم: ٢٨٤٨، وسنن نسائی کبریٰ: ٧٧١٩، ٧٧٢٥، مسند احمد: ١٢٣٨٠، صحيح ابن حبان: ٢٦٨

فوائد الحدیث: (۱) قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ تمام کفار (جن وانس) کو جہنم میں ڈال دیں گے تو جہنم کہے گی ھل من مزید اللہ پاک کیا کچھ اور بھی زیادہ ہے۔ اور وہ یہ بات مسلسل کرتی رہے گی تو پھر اللہ تعالیٰ اپنا قدم مبارک اس میں رکھ دیں گے تو وہ کہے گی کہ بس، بس۔

(۲) اس حدیث میں جہنم کا کلام کرنا اور اللہ تعالیٰ کی صفت ''قدم'' کا بیان ہوا ہے اس کی کسی قسم کی تاویل کرنے کی ضرورت نہیں اس کو اس کی حقیقت کے ساتھ ہی تسلیم کرنا چاہیے البتہ اس کی کیفیت ہم نہیں سمجھ سکتے، لیکن ناطق وحی پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے لہٰذا اسے دل و جان کے یقین سے ماننا ہی ہمارے ایمان کی علامت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

51- باب وَمِنْ سُورَةِ الذَّارِيَاتِ

سورۂ الذاریات کی آیات کی تفسیر

3273: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سَلَّامٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ رَبِيعَةَ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذُكِرَتْ عِنْدَهُ وَافِدَ عَادٍ، فَقُلْتُ: أَعُوذُ

ابو وائل نے ربیعہ قبیلے کے ایک شخص سے روایت کیا، اس نے کہا: میں مدینے پہنچا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کے پاس قوم عاد کی طرف سے آنے والے قاصد کا ذکر کیا گیا، تو میں نے کہا: میں قوم عاد کے قاصد کے

بِاللهِ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ وَافِدِ عَادٍ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَمَا وَافِدُ عَادٍ)). قَالَ: فَقُلْتُ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ إِنَّ عَادًا لَمَّا أُقْحِطَتْ بَعَثَتْ قَيْلاً فَنَزَلَ عَلَى بَكْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَسَقَاهُ الْخَمْرَ وَغَنَّتْهُ الْجَرَادَتَانِ ثُمَّ خَرَجَ يُرِيدُ جِبَالَ مَهْرَةَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي لَمْ آتِكَ لِمَرِيضٍ فَأُدَاوِيَهُ وَلَا لأَسِيرٍ فَأُفَادِيَهُ فَاسْقِ عَبْدَكَ مَا كُنْتَ مُسْقِيَهُ وَاسْقِ مَعَهُ بَكْرَ بْنَ مُعَاوِيَةَ. يَشْكُرُ لَهُ الْخَمْرَ الَّذِي سَقَاهُ فَرُفِعَ لَهُ سَحَابَاتٌ فَقِيلَ لَهُ: اخْتَرْ إِحْدَاهُنَّ فَاخْتَارَ السَّوْدَاءَ مِنْهُنَّ فَقِيلَ لَهُ. خُذْهَا رَمَادًا رَمْدَدًا، لَا تَذَرُ مِنْ عَادٍ أَحَدًا: وَذُكِرَ أَنَّهُ لَمْ يُرْسَلْ عَلَيْهِمْ مِنَ الرِّيحِ إِلَّا قَدْرُ هَذِهِ الْحَلْقَةِ يَعْنِي حَلْقَةَ الْخَاتَمِ. ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ﴾ (الذاريات: ٤١-٤٢) الآيَةَ.

مثل ہونے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عاد کا قاصد کیسا تھا؟“ میں نے عرض کیا: اس کے متعلق خبر رکھنے والے سے آپ ﷺ نے پوچھا ہے، جب عاد پر قحط پڑا تو انہوں نے قیل نامی شخص کو بھیجا، اس نے بکر بن معاویہ کے ہاں قیام کیا، اس نے اسے شراب پلائی اور دو لونڈیاں اسے گیت سناتی رہیں، پھر وہ مہرہ کے پہاڑوں کے ارادے سے نکلا تو اس نے کہا: اے اللہ! میں تیرے پاس کسی مریض کے لیے نہیں آیا کہ اس کا علاج معالجہ کروں، کسی قیدی کے لیے نہیں آیا کہ اس کا فدیہ ادا کروں، پس اپنے بندے کو پلا جو تو اسے پلانے والا ہے، اور اس کے ساتھ بکر بن معاویہ کو پلا۔ اس نے جو اسے شراب پلائی تھی اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ کہا۔ پس اس کے سامنے بادل کے ٹکڑے بلند کیے گئے اور اسے کہا گیا: ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لے، اس نے ان میں سے کالے بادل کا انتخاب کیا، تو اس (بادل) کو کہا گیا: انہیں جلی ہوئی راکھ بنا دے اور عاد میں سے کسی ایک کو باقی نہ چھوڑ، اور آپ ﷺ نے ذکر کیا کہ ان پر صرف اس حلقے۔ انگوٹھی کے حلقے۔ کے برابر آندھی چھوڑی گئی، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ﴾ ”جب ہم نے ان پر بانجھ (ہر قسم کی خیر سے خالی) ہوا بھیجی، وہ جس چیز پر بھی آئی تو اسے چورا چور کر دیا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَلاَّمٍ أَبِي الْمُنْذِرِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَسَّانَ وَيُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ بْنُ يَزِيدَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کو کئی ایک نے سلام ابو المنذر عن عاصم بن ابی النجود عن ابی وائل عن حارث بن حسان کی سند سے روایت کیا ہے، اور حارث بن حسان کو حارث بن یزید بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الضعيفة تحت الحديث: ١٢٢٨

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ٨٦٠٧، مسند احمد : ١٥٩٥٣

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نصیحت کرتے ہوئے پہلی قوموں کے حالات کی بھی نشاندھی فرماتے ہیں تاکہ آدمی جلدی بات

کو سمجھ جائے۔ تو بطور دلیل سورۃ الزاریات کی آیت نمبر ۴۱، ۴۲ میں قوم عاد کی تباہی و بربادی کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ جو اپنے آپ کو بڑا قوی، طاقتور اور جری سمجھتے تھے وہ تو ہماری ایک مخلوق "ہوا" بلکہ اس کے بھی تھوڑے سے حصے کا مقابلہ نہ کر سکے بلکہ اس "ہوا" نے انہیں توڑ کر چورا چورا کر دیا۔ جس کی تفصیل حدیث الباب میں بیان ہوئی ہے۔

3274: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا سَلاَّمُ بْنُ سُلَيْمَانَ النَّحْوِيُّ أَبُو الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ أَبِي النَّجُودِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَزِيدَ الْبَكْرِيِّ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ غَاصٌّ بِالنَّاسِ وَإِذَا رَايَاتٌ سُودٌ تَخْفُقُ وَإِذَا بِلَالٌ مُتَقَلِّدٌ السَّيْفَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قُلْتُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ قَالُوا: يُرِيدُ أَنْ يَبْعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَجْهًا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ نَحْوًا مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ بِمَعْنَاهُ. قَالَ وَيُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ بْنُ حَسَّانَ أَيْضًا.

حارث بن یزید البکری نے بیان کیا کہ میں مدینہ پہنچا تو میں مسجد میں گیا، وہ لوگوں سے بھری ہوئی تھی، کالے پرچم لہرا رہے تھے، بلال رضی اللہ عنہ تلوار حمائل کیے رسول اللہ ﷺ کے آگے تھے، میں نے کہا: لوگوں کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کسی طرف بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پھر راوی نے مکمل حدیث، سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مانند ذکر کی۔ اور اسے حارث بن حسان بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه الطبراني في الكبير: ٣٣٢٥، ابن الاثير في اسد الغابه: ٣٨٦/١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٨١٦، مسند احمد: ١٥٩٥٢، ١٥٩٥٤

فوائد الحدیث: اس روایت سے سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں کس شان و شوکت اور پروٹوکول سے روانہ فرما رہے ہیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

52- باب وَمِنْ سُورَةِ الطُّورِ

سورہ الطور کی آیات کی تفسیر

3275: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِدْبَارُ النُّجُومِ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَإِدْبَارُ السُّجُودِ الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "((وادبار النجوم)) "اور ستاروں کے ڈوبنے کے بعد" سے فجر سے پہلے کی دو رکعتیں مراد ہیں، اور ((ادبار السجود)) "سجدوں (نماز) کے بعد" سے مراد مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے محمد بن فضیل عن رشدین بن کریب کی روایت کے حوالے سے مرفوع جانتے ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَرِشْدِينَ ابْنَيْ كُرَيْبٍ أَيُّهُمَا أَوْثَقُ قَالَ مَا أَقْرَبَهُمَا وَمُحَمَّدٌ عِنْدِي أَرْجَحُ. قَالَ وَسَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هَذَا فَقَالَ مَا [illegible] كُرَيْبٍ أَرْجَحُهُمَا عِنْدِي. قَالَ [illegible] أَبُو مُحَمَّدٍ وَرِشْدِينُ أَرْجَحُ [illegible] رِشْدِينُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَرَآهُ.

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے محمد اور رشدین، جو کہ کریب کے بیٹے ہیں، کے بارے میں پوچھا کہ ان دونوں میں سے زیادہ ثقہ کون ہے، انہوں نے کہا: دونوں ایک جیسے ہیں لیکن محمد میرے نزدیک زیادہ ثقہ ہے، میں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے اس بارے پوچھا تو انہوں نے کہا: دونوں ہی یکساں ہیں۔ لیکن [illegible] بن کریب میرے نزدیک ان دونوں میں سے زیادہ راجح ہے۔ رشدین نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی زیارت کی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس [illegible] راوی ضعیف [illegible] ہے۔ الضعيفة: ٢١٧٧

تخریج الحدیث: الكامل ابن عدي ٨ ٣/١

فوائد الحدیث: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن فجر کی نماز کی دو سنتوں کی بڑی اہمیت احادیث میں بیان ہوئی ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ان النبی ﷺ قال ركعتا الفجر خير من الدنيا وما فيها (نسائی ۱/۲۰۶، کتاب قیام اللیل) ”بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فجر کی دو رکعتیں دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بہتر ہیں“۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

53- باب وَمِنْ سُورَةِ وَالنَّجْمِ

سورۂ النجم کی آیات کی تفسیر

3276: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى قَالَ ((انْتَهَى إِلَيْهَا مَا يَعْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ وَمَا يَنْزِلُ مِنْ فَوْقَ. قَالَ فَأُعْطَاهُ اللهُ عِنْدَهَا ثَلَاثًا لَمْ يُعْطِهِنَّ نَبِيًّا كَانَ قَبْلَهُ فُرِضَتْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ خَمْسًا وَأُعْطِيَ خَوَاتِمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، وَغُفِرَ لِأُمَّتِهِ الْمُقْحِمَاتُ مَا لَمْ يُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا)).

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب رسول اللہ ﷺ سدرۃ المنتہی تک پہنچے تو بیان کیا: یہ وہ مقام ہے کہ زمین سے جو چیز اوپر چڑھتی ہے اور جو چیز اوپر سے اترتی ہے وہ اس مقام تک پہنچتی ہے، پس اس جگہ اللہ نے انہیں تین چیزیں عطا فرمائیں جو آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں: آپ ﷺ پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں، انہیں سورۂ البقرہ کی آخری آیات دی گئیں۔ اور آپ ﷺ کی امت کے بڑے گناہ بخش دیے گئے جبکہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں۔“

قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ (إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى) (النجم: ١٦) قَالَ السِّدْرَةُ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ. قَالَ سُفْيَانُ: فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ وَأَشَارَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ فَأَرْعَدَهَا. وَقَالَ غَيْرُ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ إِلَيْهَا يَنْتَهِي عِلْمُ الْخَلْقِ لَا عِلْمَ

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ((إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى)) ”جب سدرۃ المنتہی پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔“ سدرہ (بیری) چھٹے آسمان پر ہے، سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سونے کہ پتنگے اور سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا اور اسے

لَهُمْ بِمَا فَوْقَ ذَلِكَ.

ہلا کر دکھایا (کہ اس طرح وہ سونے کے پتنگے اس پر اڑ رہے ہیں)۔ مالک بن مغول کے علاوہ دوسرے لوگوں نے کہا: مخلوق کا علم یہاں تک ختم ہو جاتا ہے اس کے اوپر کا انہیں کوئی علم نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١١/٤٦٠، ابو يعلى: ٥٣٠٣، الطبري في تفسيره: ٢٧/٥٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٧٣، سنن نسائی: ١/٢٢٣-٢٣٤، مسند احمد : ٣٦٦٥

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے سفر معراج کے متعلق بیان ہوا ہے کہ جب آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو آپ ﷺ نے جو منظر دیکھا اس منظر کو بیان کر دیا اور اس موقعہ پر آپ ﷺ کو تین چیزیں عطا فرمائی گئیں۔

۱۔ چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔

۲۔ سورۃ بقرہ کی آخری آیات عطا فرمائی گئیں۔

۳۔ ہر اس شخص کی معافی اور بخشش کا پروانہ دیا گیا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنے والا ہو۔ اگرچہ اس نے بڑے بڑے گناہ بھی کیے ہوں۔ یعنی وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو سزا کے بغیر ہی اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دیں گے اور چاہیں گے تو سزا دے کر جنّت میں بھیج دیں گے۔ یہ بھی اس مالک کی رحمت ہی ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

(۲) "سدرۃ المنتہیٰ" ساتویں آسمان سے اوپر ایک مقام ہے جہاں بیری کا درخت ہے جسے عربی زبان میں "سدرہ" کہتے ہیں۔ چونکہ اس سے آگے فرشتے بھی نہیں جا سکتے بس مخلوق کی رسائی کا وہ آخری مقام ہے اس لیے اسے "المنتہیٰ" کہا جاتا ہے۔

حدیث الباب کے مطابق وہ بیری کا درخت چھٹے آسمان پر ہے، بعض عُلماء کرام نے تطبیق دی ہے کہ یہ چھٹے آسمان سے شروع ہو کر ساتویں آسمان تک جاتا ہے اس لیے دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں۔ جبکہ ساتویں آسمان والی روایات کثرت سے آتی ہیں اس لیے وہی راجح ہے۔

3277: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِهِ (فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى) (النجم: ٩) فَقَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى جِبْرِيلَ وَلَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ.

شیبانی نے بیان کیا: میں نے زر بن حبیش سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((فكان قاب قوسين او ادنى)) "صرف دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا تھا یا اس سے بھی کم" کے بارے میں پوچھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ نبی ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٣٥٨، ابو يعلى: ٥٣٣٧ و ٤٩٩٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٢٣٢، صحيح مسلم: ١٧٤، وسنن نسائی كبرىٰ: ١١٥٤٢، مسند احمد : ٣٧٨٠، صحيح ابن حبان: ٦٤٢٧

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دو مرتبہ دیکھا ہے ایک دفعہ غار حرا میں اور دوسری

مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ پر۔ آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کے چھ سو پر بیان فرمائے ہیں۔

(۲) "قاب قوسین او ادنیٰ" سے مراد جبریل علیہ السلام کا رسول اللہ ﷺ کے قریب ہونا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کا معراج کی رات اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا ہے ان کی بات درست نہیں۔

3278: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا بِعَرَفَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتَّى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا بَنُو هَاشِمٍ. فَقَالَ كَعْبٌ: إِنَّ اللهَ قَسَمَ رُؤْيَتَهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى فَكَلَّمَ مُوسَى مَرَّتَيْنِ وَرَآهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ. قَالَ مَسْرُوقٌ: فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ؟ فَقَالَتْ لَقَدْ تَكَلَّمْتَ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهُ شَعْرِي، قُلْتُ: رُوَيْدًا ثُمَّ قَرَأْتُ ﴿لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾ (النجم: ۱۸) قَالَتْ أَيْنَ يُذْهَبُ بِكَ إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ، مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ، أَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُمِرَ بِهِ، أَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِي قَالَ اللهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ (لقمان: ۳٤) فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ وَلَكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ لَمْ يَرَهُ فِي صُورَتِهِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ، مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَمَرَّةً فِي جِيَادٍ، لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ.

شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کعب رضی اللہ عنہ سے عرفات میں ملے تو انہوں نے ان سے کسی چیز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اللہ اکبر کہا حتیٰ کہ پہاڑوں نے (گونج کر) انہیں جواب دیا، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم بنو ہاشم ہیں، کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ نے اپنی رؤیت اور کلام کو محمد ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کر دیا ہے، موسیٰ علیہ السلام سے دو بار کلام کیا، اور محمد (ﷺ) نے اسے دو بار دیکھا، مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے کہا: کیا محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: تم نے ایک ایسی چیز کے متعلق بات کی ہے کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں، میں نے کہا: ٹھہریں، پھر میں نے یہ آیت پڑھی: ﴿لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾ "آپ ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔" انہوں نے فرمایا: تمہاری عقل کہاں چلی گئی ہے؟ وہ تو جبریل علیہ السلام مراد ہیں، جو تمہیں بتائے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا اس نے مامور بہ چیز میں سے کچھ چھپایا ہے یا آپ ﷺ پانچ چیزوں کا علم رکھتے ہیں جن کے متعلق اللہ نے فرمایا: ﴿إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ "قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے۔" تو اس شخص نے بہت بڑا جھوٹ گھڑا ہے، آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا ہے اور انہیں بھی صرف دو بار دیکھا ہے۔ ایک دفعہ سدرۃ المنتہیٰ پر اور ایک بار جیاد (مکہ کے محلے) میں، اس کے چھ سو پر ہیں اور اس نے افق کو بھر / ڈھانپ لیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ

امام ترمذی نے فرمایا: داؤد بن ابی ہند نے شعبی عن مسروق عن عائشہ کی سند سے نبی ﷺ سے اس حدیث کے مانند روایت

وَحَدِيثُ دَاوُدَ أَقْصَرُ مِنْ حَدِيثِ مُجَالِدٍ. کیا ہے۔اور داؤد کی روایت حدیث مجالد سے مختصر ہے۔

حکم الحدیث:(ضعيف الإسناد) اس میں مجالد راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٨٥٥، صحيح مسلم: ١٧٧، وسنن نسائی كبرىٰ: ١١١٤٧، مسند احمد : ٢٤٢٢٧، صحيح ابن حبان: ٦٠

فوائد الحدیث: یہ روایت اس سند سے ضعیف ہے لیکن اس بات کی تائید قرآن مجید کی آیات اور احادیث رسول ﷺ سے بھی ہوتی ہے اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو رویت بصری کے ساتھ نہیں دیکھا۔ صحیح بخاری کی صرف ایک روایت ملاحظہ فرمائیں، سیّدنا مسروق بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا:

یا امتاہ هل رای محمد ربّه فقالت لقد قف شعری مما قلت این انت من ثلاث من حدثکهن فقد کذب من حدثك ان محمدا رای ربه فقد کذب ثم قرأت ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ ۖ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝﴾ وما كان بشر ان يكلمه الله الا وحيا ﴿أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۗ﴾ ومن حدثك انه يعلم ما فی غد فقد كذب ثم قرأت (وما تدری نفس ماذا تكسب غدا) ومن حدثك انه كتم فقد كذب ثم قرأت يايها الرسول بلّغ ما انزل اليك من ربك۔ الاية) ولكنه رأى جبرئيل فی صورة مرتين۔ (بخاری ۲/ ۷۲۰، کتاب التفسیر)

"اے ایمان والوں کی ماں! کیا محمد ﷺ نے معراج کی رات میں اپنے رب کو دیکھا تھا؟ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم نے ایسی بات کہی کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، کیا تم ان تین باتوں سے بھی ناواقف ہو؟۔ جو شخص بھی تم میں سے تین باتیں بیان کرے وہ جھوٹا ہے۔ پھر انہوں نے آیت "لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ" سے لے کر "مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ" تک تلاوت کی اور کہا کہ کسی انسان کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ سے بات کرے سوا اس کے کہ وحی کے ذریعہ ہو یا پھر پردے کے پیچھے ہو۔ اور جو شخص تم سے کہے کہ آپ ﷺ کل کی بات جانتے تھے وہ بھی جھوٹا ہے۔ اس کے لیے انہوں نے آیت "وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا" (اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا) کی تلاوت فرمائی۔ اور جو شخص تم سے کہے کہ آپ ﷺ نے تبلیغ دین میں کوئی بات چھپائی تھی وہ بھی جھوٹا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی "يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ" (اے رسول پہنچا دیجیے وہ سب کچھ جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے) ہاں آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا تھا۔

(ترجمہ، مولانا محمد داود راز رحمۃ اللہ علیہ، بخاری مترجم، مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ)

3279: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نَبْهَانَ بْنِ صَفْوَانَ الْبَصْرِيُّ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْعَنْبَرِيُّ أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ. قُلْتُ: أَلَيْسَ اللهُ يَقُولُ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾ (الانعام: ١٠٣) قَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ إِذَا تَجَلَّى بِنُورِهِ الَّذِي هُوَ نُورُهُ وَقَدْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ.

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، انہوں نے کہا: محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے، میں نے کہا: کیا اللہ یہ نہیں فرماتا: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾ "آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں جبکہ وہ آنکھوں کا ادراک کرتا ہے۔" انہوں نے کہا: تم پر افسوس! یہ تب ہے جب وہ اپنے نور سے جو کہ اس کا نور ہے تجلی فرمائے، محمد ﷺ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ظلال الجنة: ٤٣٧/١٩٠، بعض نے اس کو حسن قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: السنة لابن ابی عاصم: ٤٣٧، سنن نسائی کبریٰ: ١١٥٣٧، كتاب التوحيد لابن خزيمة، ص: ١٩٨، معجم الكبير للطبراني: ١١٦١٩

فوائد الحدیث: سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ سے بھی یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ رویت بصری کے قائل نہیں تھے اسی لیے تو فرما رہے ہیں، کہ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ "اس کو کوئی آنکھ نہیں پا سکتی" اذا تجلی بنورہ الذی ھو نورہ کہ جب وہ اپنے حقیقی نور کے ساتھ تجلی فرمائے"۔ جبکہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ وہ دل سے دیکھنے کے قائل ہیں۔ امام عطاء رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا رآہ بقلبہ (مسلم ۱/ ۹۸، کتاب الایمان) "یعنی آپ ﷺ نے اس کو اپنے دل سے دیکھا ہے"۔ تو آنکھوں سے دیکھنا خواب میں ہی ہو سکتا ہے اور ایسا ممکن ہے۔

3280: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللهِ ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى﴾ (النجم: ١٣-١٤) ﴿فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾ (النجم: ١٠) ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى﴾ (النجم: ٩). قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ رَآهُ النَّبِيُّ ﷺ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى﴾ "اس نے اسے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دوبارہ دیکھا" اور ﴿فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾ "اس نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو بھی وحی کی" اور ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى﴾ "صرف دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا تھا یا اس سے بھی کم۔" کی تفسیر میں مروی ہے انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے اس (رب تعالیٰ) کو دیکھا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) الظلال: ١٩١ و ٤٣٩، صحيح الترمذي: ٢٦١٤

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٥٧

فوائد الحدیث: (۱) سورۃ النجم کی ان آیات میں رسول اللہ ﷺ کا سیّدنا جبریل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھنا مراد ہے۔ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں انا اول هذه الامة سال عن ذالك رسول الله ﷺ فقال انما هو جبريل عليه السلام (مسلم ۱/ ۹۸، کتاب الایمان) "اس امت میں سے سب سے پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا (اس سے مراد) جبریل علیہ السلام ہیں۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کی اس صراحت کے بعد سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر حجت نہیں ہو سکتی۔

3281: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ أَبِي رِزْمَةَ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ((ما كذب الفؤاد ما راى)) "جو دیکھا اس بارے میں دل نے جھوٹ نہیں بولا۔" فرمایا: آپ ﷺ نے اسے اپنے دل سے دیکھا ہے۔

(النجم: ١١) قَالَ رَآهُ بِقَلْبِهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبري في تفسيره: ٤٨/٢٧، ابن خزيمه في التوحيد: ٢٠٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٧٦، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٥٣٥، مسند احمد : ١٩٥٦

فوائد الحدیث: یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ موقف کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ یہ رؤیت بصری نہیں بلکہ رویت قلبی تھی۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۲۸۰ کے فوائد دیکھیں)

3282: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ: لَوْ أَدْرَكْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلْتُهُ. فَقَالَ عَمَّا كُنْتَ تَسْأَلُهُ قُلْتُ كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ فَقَالَ قَدْ سَأَلْتُهُ فَقَالَ ((نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ)).

عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر میں نبی ﷺ سے ملاقات کرتا تو میں آپ ﷺ سے دریافت کرتا، انہوں نے کہا: تم ان سے کس چیز کے بارے میں سوال کرتے؟ میں نے کہا: میں آپ ﷺ سے سوال کرتا کیا محمد (ﷺ) نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے آپ ﷺ سے پوچھ لیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: "وہ نور ہے میں اسے کس طرح، دیکھ سکتا ہوں؟"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٦١٦، اخرجه ابو نعيم في الحلية: ٦١/٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٧٨، مسند احمد : ٢١٣١٣، صحيح ابن حبان: ٥٨

فوائد الحدیث: یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات رؤیت بصری سے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔

3283: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى وَابْنُ أَبِي رِزْمَةَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى) (النجم: ١١) قَالَ رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ جِبْرِيلَ فِي حُلَّةٍ مِنْ رَفْرَفٍ قَدْ مَلَأَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى)) "انہوں نے جو دیکھا دل نے اس کی تکذیب نہیں کی۔" کی تفسیر میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو سبز رنگ کا لباس پہنے ہوئے دیکھا انہوں نے زمین اور آسمان کے خلا کو بھر دیا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٥٠١٨، الطبري في تفسيره: ٤٩/٢٧، الحاكم: ٤٦٨/٢

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١٥٣١، ١١٥٤١، مسند احمد : ٣٧٤٠

فوائد الحدیث: اس حدیث میں مذکور آیت مبارکہ میں جبریل علیہ السلام کو پہلی دفعہ بعثت کے آغاز میں اس کی اصلی صورت میں دیکھنا بیان ہوا ہے۔

3284: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو عُثْمَانَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ)) "جو

عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ) (النجم: ٣٢) قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنْ تَغْفِرِ اللَّهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا وَأَيُّ عَبْدٍ لَكَ لَا أَلَمَّا)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ.

کبیرہ گناہوں، فواحش سے اجتناب کرتے ہیں سوائے چھوٹی چھوٹی لغزشوں کے۔" کی تفسیر میں بیان کیا، نبی ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! اگر تو بخش دے تو سارے گناہ بخش دے، تیرا کون سا بندہ ہے جو لغزش نہیں کرتا۔"
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔
ہم اسے صرف زکریا بن اسحاق کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشكاة: ٢٣٤٩، التحقيق الثاني، صحيح الترمذي: ٢٦١٨
تخریج الحدیث: مسند البزار: ٢٢٦٢، كشف الاستار۔ مستدرک حاكم: ٢/٤٦٩، شرح السنة: ٤١٩٠
فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کا ان مومن موحد مسلمانوں کے لیے بخشش اور جنت کا وعدہ ہے جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزاریں اور ہر قسم کی نافرمانی سے بچیں اور اگر کبھی خدانخواستہ کوئی غلطی ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور معافی مانگیں۔ اسے معمولی سمجھ کر نظر انداز نہ کریں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

54- باب وَمِنْ سُورَةِ الْقَمَرِ
سورۂ القمر کی آیات کی تفسیر

3285: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِنًى فَانْشَقَّ الْقَمَرُ فِلْقَتَيْنِ فِلْقَةٌ مِنْ وَرَاءِ الْجَبَلِ وَفِلْقَةٌ دُونَهُ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اشْهَدُوا)). يَعْنِي (اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ). (القمر: ١)
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں تھے تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا: ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے اور ایک ٹکڑا اس کے پار گرا، تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: "گواہ رہنا" یعنی: ((اقتربت الساعة وانشق القمر)) قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔"
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ٤٩٦٨، البيهقي في الدلائل: ٢/٢٦٤، الحاكم: ٢/٤٧١
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٦٣٦، صحیح مسلم: ٢٨٠٠، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٥٥٢، ١١٥٥٣، مسند احمد: ٣٥٨٣، صحیح ابن حبان: ٦٤٩٥
فوائد الحدیث: (١) اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا تو حسب ضرورت انہیں ایسے معجزات بھی عطا فرمائے جو اس نبی و رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہوا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے دیگر معجزات کے ساتھ یہ معجزہ بھی

عطا فرمایا کہ چاند کو واضح طور پر دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ جسے لوگوں نے نا صرف کہ خود دیکھا بلکہ دوسرے علاقوں سے آنے والے مسافروں سے بھی تصدیق کی کہ فلاں تاریخ کو چاند دو ٹکڑے ہوا تھا۔ لہٰذا وہ یہ ماننے پر مجبور ہو گئے کہ واقعی یہ معجزہ رونما ہوا ہے۔ کیونکہ جادو پوری دنیا میں ہر ہر علاقے میں تو نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کے باوجود کئی ایسے بد نصیب بھی تھے کہ وہ پھر بھی ایمان نہ لائے اور انہوں نے یہ کہہ کر منہ پھیر لیا کہ "یہ تو ایک جادو ہے جو گزر جانے والا ہے"۔ (یعنی ایسا ہوتا ہی رہتا ہے)۔

(۲) اس معجزے کا ذکر کرنے کے ساتھ ہی قیامت کے قریب ہونے کا بیان یہ پیغام تھا کہ جس طرح یہ چاند پھٹ گیا ہے اسی طرح یہ سارا نظام بھی تلپٹ ہو جائے گا اور پھر تمہیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہو گا لہٰذا ایمان لے آؤ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع و پیروی کرو۔ اسی میں نجات ہے۔

3286: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ النَّبِيَّ ﷺ آيَةً فَانْشَقَّ الْقَمَرُ بِمَكَّةَ مَرَّتَيْنِ فَنَزَلَتِ ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ﴾ (القمر: ۱-۲) يَقُولُ ذَاهِبٌ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، مکہ والوں نے نبی ﷺ سے معجزے کا مطالبہ کیا تو مکہ میں چاند کے دو بار ٹکڑے ہوئے، پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ "قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا" اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ﴾ تک۔ مستمر کا معنی ہے ذاہب یعنی ہمیشہ سے چلا آتا ہوا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابويعلى: ۲۹۲۹، الطبري في تفسيره: ۸۵/۲۷، الحاكم: ۴۷۲/۲

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۶۳۷، صحیح مسلم: ۲۸۰۲، وسنن نسائی کبریٰ: ۱۱۵۵۴، مسند احمد: ۱۲۶۸۸

3287: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ ((اشْهَدُوا)).

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں چاند پھٹ گیا تو نبی ﷺ نے ہمیں فرمایا: "گواہ رہنا"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۳۲۸۵

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۶۳۶، صحیح مسلم: ۲۸۰۰، وسنن نسائی کبریٰ: ۱۱۵۵۲، ۱۱۵۵۳، مسند احمد: ۳۵۸۳، صحیح ابن حبان: ۶۴۹۵

3288: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: انْفَلَقَ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اشْهَدُوا)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں چاند پھٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گواہ رہنا"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۱۸۲

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٨٠١، صحيح ابن حبان: ٦٤٩٦

3289: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى صَارَ فِرْقَتَيْنِ عَلَى هَذَا الْجَبَلِ وَعَلَى هَذَا الْجَبَلِ فَقَالُوا: سَحَرَنَا مُحَمَّدٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَئِنْ كَانَ سَحَرَنَا مَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْحَرَ النَّاسَ كُلَّهُمْ.

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چاند پھٹ گیا حتیٰ کہ اس پہاڑ پر اور اس پہاڑ پر دو ٹکڑے ہو گیا، تو انہوں نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم پر جادو کر دیا۔ تو ان میں سے بعض نے کہا: اگر انہوں نے ہم پر جادو کر دیا ہے تو وہ سارے لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ نَحْوَهُ.

امام ترمذی نے فرمایا: ان میں سے بعض نے اس حدیث کو حصین عن جبیر بن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ عن جدہ جبیر بن مطعم کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه الطبري في تفسيره: ٨٦/٢٧، الحاكم: ٤٧٢/٢

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی: ١٥٦٠، مسند احمد: ١٦٧٥٠، صحيح ابن حبان: ٦٤٩٧

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۲۸۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3290: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ دَارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ مُشْرِكُو قُرَيْشٍ يُخَاصِمُونَ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْقَدَرِ فَنَزَلَتْ ﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ (القمر: ٤٨-٤٩).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قریش کے مشرک تقدیر کے بارے میں جھگڑا کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ ”جس دن وہ جہنم کی آگ میں اپنے چہروں کے بل گھسیٹے جائیں گے (کہا جائے گا) سقر (جہنم) کا عذاب چکھو، ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۱۵۷

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٦٥٦، خلق افعال العباد للبخاری: ١٣٤، سنن ابن ماجه: ٨٣، مسند احمد: ٩٧٣٦

فوائد الحدیث: تقدیر کا مسئلہ ایمانیات میں سے ہے یعنی جہاں اللہ تعالیٰ، رسل، کتب، ملائکہ اور قیامت پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح تقدیر پر ایمان لانا بھی لازمی ہے۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۱۳۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

55- باب وَمِنْ سُورَةِ الرَّحْمَنِ

سورۂ الرحمٰن کی آیات کی تفسیر

3291: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ وَاقِدٍ أَبُو مُسْلِمٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُورَةَ الرَّحْمَنِ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا فَسَكَتُوا فَقَالَ ((لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوا أَحْسَنَ مَرْدُودًا مِنْكُمْ كُنْتُ كُلَّمَا أَتَيْتُ عَلَى قَوْلِهِ ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ (الرحمن: ١٣) قَالُوا ﴿لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ﴾.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے تو انہیں سورۂ الرحمٰن شروع سے آخر تک ساری پڑھ کر سنائی تو وہ خاموش رہے، آپ نے فرمایا: ”میں نے جنوں والی رات اسے جنوں پر پڑھا وہ جواب دینے کے حوالے سے تم سے بہتر تھے، میں جب بھی یہ آیت پڑھتا: ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ ”تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟“ تو وہ کہتے: ﴿لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ﴾ ”ہمارے رب! ہم تمہاری کسی بھی نعمت کو نہیں جھٹلاتے ہر قسم کی حمد تیرے ہی لیے ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ. قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ كَأَنَّ زُهَيْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ الَّذِي وَقَعَ بِالشَّامِ لَيْسَ هُوَ الَّذِي يُرْوَى عَنْهُ بِالْعِرَاقِ كَأَنَّهُ رَجُلٌ آخَرُ قَلَبُوا اسْمَهُ يَعْنِي لِمَا يَرْوُونَ عَنْهُ مِنَ الْمَنَاكِيرِ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيَّ يَقُولُ أَهْلُ الشَّامِ يَرْوُونَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ مَنَاكِيرَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ يَرْوُونَ عَنْهُ أَحَادِيثَ مُقَارِبَةً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف ولید بن مسلم عن زہیر بن محمد کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: گویا کہ زہیر بن محمد جو شام میں گئے وہ نہیں ہیں جن سے عراق میں روایت کیا جاتا ہے، گویا کہ وہ دوسرا شخص ہے انہوں نے اس کا نام بدل دیا تھا، یعنی: اس لیے جو وہ اس سے مناکیر روایت کرتے ہیں، اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: شام والے زہیر بن محمد سے مناکیر روایت کرتے ہیں جبکہ عراق والے اس سے احادیث مقاربہ روایت کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) الصحيحة: ٢١٥٠، بعض کے نزدیک یہ ولید بن مسلم کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: الكامل لابن عدی: ٣/١٠٧٣، مستدرک حاکم: ٢/٤٧٣، البيهقي في الدلائل: ٢/٢٣٢۔ مسند البزار: ٢٢٦٨، زوائده، تفسيرالطبری: ٢٧/١٢٣۔١٢٤

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی انسانوں پر بے شمار نعمتیں ہیں جن کا شکر ادا کرنا انسان پر واجب ہے اسی لیے فرمایا:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (ابراہیم:٧) ”اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا“۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ آدمی ان نعمتوں کے متعلق اقرار کرے کہ واقعی یہ مجھے اللہ تعالیٰ نے

عطا فرمائی ہیں۔ اس سورت میں اسی بات کی یاد دہانی کروائی گئی ہے کہ کوئی دو چار نہیں اللہ تعالیٰ کی تو بے شمار نعمتیں ہیں تم کس کس کو جھٹلاؤ گے۔ تو جنات کی یہ خوبی بیان کی گئی جسے رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی اس کا تقاضا کیا کہ ان جنات نے فوراً جواب میں کہا تھا "اے ہمارے رب! ہم تیری کسی بھی نعمت کا انکار نہیں کرتے ہر قسم کی تعریف تیرے لیے ہی ہے"۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

56- باب وَمِنْ سُورَةِ الْوَاقِعَةِ

سورہ الواقعہ کی آیات کی تفسیر

3292: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَقُولُ اللهُ أَعْدَدْتُ: لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (السجدہ: ١٧) وَفِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ (وَظِلٍّ مَمْدُودٍ) (الواقعہ: ٣٠) وَمَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾ (آل عمران: ١٨٥).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ فرماتا ہے: میں نے اپنے صالح بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا ہے پس اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ "پس کسی نفس کو معلوم نہیں کہ آنکھوں کی ٹھنڈک کے حوالے سے ان کے لیے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے یہ ان کے اعمال کی جزا ہے۔" اور جنّت میں ایک درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو سال چلے گا اور پھر بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا۔" اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو: ((وَظِلٍّ مَمْدُودٍ)) "اور دراز سائے" اور جنّت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے۔" چاہو تو یہ آیت پڑھو: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾ "جسے جہنم کی آگ سے بچا لیا گیا اور جنّت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہو گیا، دنیا کی زندگی محض دھوکے کا سامان ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) سلسلة الصحيحة: ١٩٧٨، نیز دیکھیں حدیث ۳۰۱۳۔

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١٠٨٥

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار بندوں کے لیے اخروی زندگی میں جنّت کی صورت میں بدلہ اور جزا تیار کی ہے جس میں ب

شمار نعمتیں تیار کی ہیں جو ایک سے بڑھ کر ایک خوشی کا باعث ہوگی۔ ان کی حقیقت اور اصلیت نہ تو کسی آنکھ نے دیکھی ہے اور نہ ہی کان نے سنی ہے اور نہ کسی کے دل پر ان کا خیال و گمان گزرا ہے۔ صرف رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات مشاہدہ فرمایا ہے اور کسی نے جب دیکھی نہیں ہیں تو ان کے متعلق کیا خیال کر سکتا ہے۔ بس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ کریم ہمیں بھی اپنی جنتوں کا وارث بنا دے اور اس کے لیے وہ عمل بھی کرنے چاہئیں جن کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔

3293: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَإِنْ شِئْتُمْ فَاقْرَءُوا ﴿وَظِلٍّ مَمْدُودٍ وَمَاءٍ مَسْكُوبٍ﴾ (الواقعه: ٣٠-٣١).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جنّت میں ایک درخت ہے سوار اس کے سائے میں سو سال چلتا رہے گا تو پھر بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿وَظِلٍّ مَمْدُودٍ وَمَاءٍ مَسْكُوبٍ﴾ ”دراز سائے اور بہایا گیا پانی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٢٠٨٧٦، ابو يعلى: ٢٩٩١، الطبري في تفسيره: ١٨٣/٢٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٢٥١، مسند احمد : ٦٧٧

3294: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (وَفُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ) قَالَ ((ارْتِفَاعُهَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ وَمَسِيرَةُ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسُمِائَةِ عَامٍ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((وفرش مرفوعة)) ”اونچے بچھونے“ کی تفسیر میں روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان کی اونچائی اس طرح ہوگی جس طرح آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے، اور ان دونوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَارْتِفَاعُهَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس کو صرف رشدین کی حدیث سے جانتے ہیں۔ بعض اہل علم نے اس حدیث کا یہ معنی بیان کیا ہے: ”ان کی اونچائی آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے کے برابر ہوگی۔“

قَالَ ارْتِفَاعُ الْفُرُشِ الْمَرْفُوعَةِ فِي الدَّرَجَاتِ وَالدَّرَجَاتُ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ.

فرمایا: درجات میں اونچے بچھونوں کی بلندی، اور درجات کے ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) التعليق الرغيب: ٢٦٢/٤، نیز دیکھیں حدیث ۲۵۴۰

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١١٧١٩، صحيح ابن حبان: ٧٤٠٥

فوائد الحدیث: ان احادیث میں مذکور آیات میں جنّت کی مختلف نعمتوں کا ذکر ہے۔ جو کہ بے شمار نعمتوں میں سے چند ایک ہیں، جن کی تفصیل گذشہ صفحات ”ابواب صفة الجنة“ میں بیان ہو چکی ہے۔

3295: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ) (الواقعه: ٨٢) قَالَ: شُكْرُكُمْ تَقُولُونَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، وَبِنَجْمِ كَذَا وَكَذَا)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ. وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.
حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وتجعلون رزقكم انكم تكذبون)) "اور تم اپنا رزق مقرر کرتے ہو یہ کہ تم تکذیب کرتے ہو۔" وہ اس طرح کہ تمہارا یوں کہنا: ہم پر فلاں اور فلاں ستارے کے سبب بارش ہوئی۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے، ہم اسے صرف اسرائیل کی روایت کے حوالے ہی سے مرفوع جانتے ہیں۔ سفیان ثوری نے اسے عبدالاعلیٰ عن ابی عبدالرحمٰن السلمی عن علی کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے اور اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔
محمد بن بشار نے اسے بیان کیا اور یحییٰ بن سعید نے سفیان سے یہی بیان کیا۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں عبدالاعلیٰ راوی ضعیف ہے۔
تخریج الحدیث: مسند احمد : ٦٧٧، صحيح مسلم: ٧٣
فوائد الحدیث: یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو استعمال کر کے تمہیں تو چاہیے تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور اس کی اطاعت و بندگی میں زندگی گزارتے لیکن تم نے سرے سے جھٹلا ہی دیا کہ یہ نعمتیں تمہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں بلکہ تم نے یوں کہنا شروع کر دیا کہ یہ بارش ہمیں فلاں ستارے کی وجہ سے برسائی گئی ہے۔ جیسے آج کل لوگ اولاد، مال، کاروبار وغیرہ کی نسبت پیروں، فقیروں، غیر اللہ کی طرف کر دیتے ہیں حالانکہ وہ نعمتیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہوئی ہیں۔

3296: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانَ، عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً) (الواقعه: ٣٥) قَالَ ((إِنَّ مِنَ الْمُنْشَآتِ اللَّائِي كُنَّ فِي الدُّنْيَا عَجَائِزَ عُمْشًا رُمْصًا)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ وَيَزِيدُ بْنُ أَبَانَ الرَّقَاشِيُّ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((إنا انشأنهن إنشاء)) "ہم نے انہیں نئی اٹھان اٹھایا۔" یہ دوبارہ عمدہ صورت میں پیدا ہونے والی وہی دنیا کی بڑھیا ضعف بصر اور آشوب چشم والی ہی ہوں گی۔"
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف موسیٰ بن عبیدہ کی روایت کے حوالے ہی سے مرفوع جانتے ہیں، موسیٰ بن عبیدہ اور یزید بن ابان رقاشی دونوں حدیث میں ضعیف قرار دیے جاتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الاسناد) اس میں موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے۔
تخریج الحدیث: كتاب الزهد لهناد: ٢١، تفسيرالطبرى: ١٨٥/١٨٦، ٢٧، معجم الكبير للطبرانى: ٨٧٠/٢٣

فوائد الحدیث: یعنی دنیا میں مومنہ عورتیں جس عمر یا حالت اور رنگ کی بھی ہوں گی، آخرت میں اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ پیدا فرمائے گا تو ان میں وہ تمام خوبیاں ہوں گی جو جنتی حوروں کی بیان کی گئی ہیں۔

3297: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ شِبْتَ. قَالَ ((شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَ (عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ) وَ (إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ))).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ﷺ بوڑھے ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”سورۂ ھود، الواقعہ، المرسلات، ((عم یتساءلون)) اور ((اذا الشمس کورت)) نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَرَوَى عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ نَحْوَ هَذَا. وَرُوِيَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ شَيْءٌ مِنْ هَذَا مُرْسَلًا.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اس طرق سے صرف ابن عباس کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ علی بن صالح نے اس حدیث کو ابو اسحاق عن ابی جحیفہ کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ اور اس کا کچھ حصہ ابو اسحاق عن ابی میسرہ کی سند سے مرسل روایت کیا جاتا ہے۔

وَرَوَى أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَاشِمُ بْنُ الْوَلِيدِ الْهَرَوِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ.

ابو بکر بن عیاش نے ابو اسحاق عن عکرمہ کی سند سے نبی ﷺ سے شیبان عن ابی اسحاق کی روایت کے مانند روایت کیا ہے۔ اور اس میں عن ابن عباس کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے متعلق ہاشم بن ولید ہروی نے ابو بکر بن عیاش سے ہمیں بیان کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٩٥٥، بعض نے اس کو ابی اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: طبقات ابن سعد: ١/٤٣٥، مستدرک حاکم: ٢/٣٤٣، ٤٧٦، شرح السنة للبغوی: ٤١٧٥

فوائد الحدیث: ان سورتوں میں سابقہ قوموں پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے آنے والے عذاب اور آخرت میں نافرمانوں کے لیے جہنم کے عذاب کا ذکر ہے اس لیے آپ ﷺ اسی فکر و غم میں رہتے تھے تو اس غم نے ہی آپ کو بوڑھا کر دیا۔ جیسے دنیا میں کسی کو مصیبت پہنچے تو وہ کہتا ہے فلاں دکھ نے میری کمر توڑ دی یا مجھے بوڑھا کر دیا۔ وغیرہ۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

57- باب وَمِنْ سُورَةِ الْحَدِيدِ

سورۂ الحدید کی آیات کی تفسیر

3298: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالُوا حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ اللہ کے نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ان پر

الرَّحْمٰنِ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ جَالِسٌ وَأَصْحَابُهُ إِذْ أَتَى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ ((هَلْ تَدْرُونَ مَا هَذَا)). فَقَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((هَذَا الْعَنَانُ، هَذِهِ رَوَايَا الأَرْضِ يَسُوقُهُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْكُرُونَهُ وَلَا يَدْعُونَهُ)). ثُمَّ قَالَ ((هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَكُمْ)). قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((فَإِنَّهَا الرَّقِيعُ سَقْفٌ مَحْفُوظٌ وَمَوْجٌ مَكْفُوفٌ)).

ثُمَّ قَالَ ((هَلْ تَدْرُونَ كَمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا)). قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ)). ثُمَّ قَالَ ((هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَ ذَلِكَ)). قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((فَإِنَّ فَوْقَ ذَلِكَ سَمَاءَيْنِ وَمَا بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ)). حَتَّى عَدَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ مَا بَيْنَ كُلِّ سَمَاءَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ. ثُمَّ قَالَ ((هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَ ذَلِكَ)). قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((فَإِنَّ فَوْقَ ذَلِكَ الْعَرْشَ وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءَيْنِ)).

ثُمَّ قَالَ ((هَلْ تَدْرُونَ مَا الَّذِي تَحْتَكُمْ؟)). قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((فَإِنَّهَا الأَرْضُ)). ثُمَّ قَالَ ((هَلْ تَدْرُونَ مَا الَّذِي تَحْتَ ذَلِكَ)). قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((فَإِنَّ تَحْتَهَا الأَرْضَ الأُخْرَى بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ)). حَتَّى عَدَّ سَبْعَ أَرَضِينَ بَيْنَ كُلِّ أَرْضَيْنِ مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ

بادل کا ٹکڑا آیا تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ عنان ہے، اور یہ زمین کی ضرورتیں ہیں، اللہ اسے ان لوگوں کی طرف ہانکتا ہے جو اس کا شکر کرتے ہیں نہ اس سے دعا کرتے ہیں۔'' پھر فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اوپر کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''وہ آسمان ہے، جو کہ محفوظ چھت اور روکی ہوئی موج ہے۔''

پھر فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟'' انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اور اس کے درمیان پانچ سو میل کی مسافت ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے اوپر دو آسمان ہیں اور ان دونوں کے درمیان پانچ سو میل کی مسافت ہے۔'' حتیٰ کہ آپ ﷺ نے سات آسمان گنے، فرمایا: ''ہر دو آسمان کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے اوپر عرش ہے، اور اس کے اور آسمان کے درمیان دو آسمانوں کے درمیان دوری کے برابر دوری ہے۔''

پھر فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے نیچے کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ زمین ہے'' پھر فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ اس کے نیچے کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے نیچے ایک اور زمین ہے اور ان دونوں کے درمیان پانچ سو سال کی

بِيَدِهِ لَوْ أَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ رَجُلاً بِحَبْلٍ إِلَى الأَرْضِ السُّفْلَى لَهَبَطَ عَلَى اللهِ). ثُمَّ قَرَأَ (هُوَ الأَوَّلُ وَالآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ) (الحديد: ٣).

مسافت ہے۔" حتیٰ کہ آپ ﷺ نے سات زمینیں شمار کیں، "اور ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔" پھر فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر تم کسی شخص کو رسی کے ساتھ نچلی زمین تک ڈالو تو وہ اللہ پر پہنچے۔" پھر یہ آیت پڑھی: ((هُوَ الأَوَّلُ وَالآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ)) "وہی اول و آخر وہی ظاہر و باطن اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. قَالَ وَيُرْوَى عَنْ أَيُّوبَ وَيُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَعَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ قَالُوا لَمْ يَسْمَعِ الْحَسَنُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَفَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالُوا إِنَّمَا هَبَطَ عَلَى عِلْمِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ. عِلْمُ اللهِ وَقُدْرَتُهُ وَسُلْطَانُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ وَهُوَ عَلَى الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ فِي كِتَابِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ فرمایا: اور روایت کی گئی ہے ایوب، یونس بن عبید اور علی بن زید سے انہوں نے فرمایا کہ حسن رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ بعض اہل علم نے اس حدیث کی وضاحت کی ہے: وہ اللہ کے علم، اس کی قدرت اور اس کی حکومت پر گرے۔ اللہ کا علم، اس کی قدرت اور اس کی حکومت ہر جگہ ہے اور وہ (اپنی ذات کے ساتھ) عرش پر ہے جیسا کہ اس نے اپنی کتاب میں بیان کیا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) یہ حسن اور ابو ہریرہ کے درمیان انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٨٨٢٨، ابن جوزي في العلل المتناهيه: ٨

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمانوں کا ثبوت ملتا ہے۔ زمین و آسمان اور پھر آسمانوں کے درمیان فاصلے کا تعین ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عرش کو بیان کیا گیا ہے۔ جو کہ ایک حقیقت ہے۔

(۲) حدیث میں مذکور سورۃ حدید کی آیت نمبر ۳ میں اللہ تعالیٰ کی صفات بیان ہوئی ہیں کہ

☆ وہ سب سے پہلے ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہیں۔

☆ وہ آخر ہے جب کچھ بھی نہیں ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہوگی۔

☆ وہ ظاہر ہے کہ کائنات کی ہر چیز اس کے وجود، ذات اور قدرت کی دلیل ہے کہ ان سب چیزوں کو پیدا کرنے اور بنانے والی کوئی ذات ہے اور وہ "اللہ" ہے۔

☆ وہ پوشیدہ ہے کہ اس دنیا میں کوئی آنکھ اسے دیکھ نہیں سکتی۔

☆ اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے، یعنی اس کا علم بہت وسیع اور ہر چیز کو محیط ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

58- باب وَمِنْ سُورَةِ الْمُجَادَلَةِ

سورۂ المجادلہ کی آیات کی تفسیر

3299: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كُنْتُ رَجُلاً قَدْ أُوتِيتُ مِنْ جِمَاعِ النِّسَاءِ مَا لَمْ يُؤْتَ غَيْرِي، فَلَمَّا دَخَلَ رَمَضَانُ تَظَاهَرْتُ مِنِ امْرَأَتِي حَتَّى يَنْسَلِخَ رَمَضَانُ فَرَقًا مِنْ أَنْ أُصِيبَ مِنْهَا فِي لَيْلِي فَأَتَتَابَعَ فِي ذَلِكَ إِلَى أَنْ يُدْرِكَنِي النَّهَارُ وَأَنَا لَا أَقْدِرُ أَنْ أَنْزِعَ فَبَيْنَمَا هِيَ تَخْدُمُنِي ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ تَكَشَّفَ لِي مِنْهَا شَيْءٌ فَوَثَبْتُ عَلَيْهَا فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَى قَوْمِي فَأَخْبَرْتُهُمْ خَبَرِي فَقُلْتُ: انْطَلِقُوا مَعِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأُخْبِرُهُ بِأَمْرِي. فَقَالُوا: لَا وَاللهِ! لَا نَفْعَلُ، نَتَخَوَّفُ أَنْ يَنْزِلَ فِينَا قُرْآنٌ أَوْ يَقُولَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مَقَالَةً يَبْقَى عَلَيْنَا عَارُهَا، وَلَكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ فَاصْنَعْ مَا بَدَا لَكَ.

سلمہ بن صخر انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک ایسا شخص تھا کہ مجھے عورتوں سے جماع کی اتنی قوت دی گئی تھی کہ وہ میرے علاوہ کسی اور کو نہیں دی گئی تھی، جب رمضان شروع ہوا تو میں نے اپنی اہلیہ سے ظہار کر لیا حتیٰ کہ رمضان گزر جائے میں نے یہ اس اندیشے کے پیش نظر کیا کہ میں رات کو اس سے تعلق زن و شو شروع کروں اور صبح ہونے تک یہ سلسلہ جاری رہے اور میں اس سے الگ نہ ہو سکوں، پس ایک رات وہ میری خدمت کر رہی تھی کہ اس کے کچھ جسم سے کپڑا اٹھ گیا اور میں اس پر کود پڑا، جب صبح ہوئی تو میں اپنی قوم کے پاس گیا اور اپنا واقعہ انہیں بیان کیا تو میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میرے ساتھ چلو تا کہ میں انہیں اپنا واقعہ ذکر کروں، انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم ایسا نہیں کریں گے۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمارے بارے میں قرآن نازل نہ ہو جائے یا رسول اللہ ﷺ ہمارے بارے میں کوئی بات نہ فرما دیں، کہ اس کی عار ہم میں باقی رہے، لیکن تو جا اور تیرے دل میں جو خیال آئے وہ کر۔

قَالَ فَخَرَجْتُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِي. فَقَالَ ((أَنْتَ بِذَاكَ)). قُلْتُ: أَنَا بِذَاكَ. قَالَ ((أَنْتَ بِذَاكَ)). قُلْتُ أَنَا بِذَاكَ. قَالَ ((أَنْتَ بِذَاكَ)). قُلْتُ أَنَا بِذَاكَ وَهَا أَنَا ذَا فَأَمْضِ فِيَّ حُكْمَ اللهِ فَإِنِّي صَابِرٌ لِذَلِكَ. قَالَ ((أَعْتِقْ رَقَبَةً)). قَالَ: فَضَرَبْتُ صَفْحَةَ عُنُقِي بِيَدِي، فَقُلْتُ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا أَصْبَحْتُ أَمْلِكُ غَيْرَهَا. قَالَ ((فَصُمْ شَهْرَيْنِ)). قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَهَلْ أَصَابَنِي

پس میں وہاں سے نکلا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا واقعہ آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے ہی ایسا کیا؟“ میں نے عرض کیا، میں نے ہی ایسے کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو ہی نے ایسا کیا؟“ میں نے عرض کیا، میں نے ہی ایسے کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو ہی نے ایسے کیا؟“ میں نے عرض کیا: میں نے ہی ایسے کیا، میں حاضر ہوں، پس آپ ﷺ مجھ پر اللہ کا حکم نافذ فرمائیں، میں اس پر صبر کرنے والا ہوں،

مَا أُصَابَنِي إِلَّا فِي الصِّيَامِ. قَالَ ((فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا)).

آپ ﷺ نے فرمایا: ''غلام آزاد کر۔'' راوی نے بیان کیا: میں نے اپنی گردن کے پہلو پر ہاتھ مارا، اور عرض کیا: نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں اس (اپنی ذات) کے سوا کسی اور چیز کا مالک نہیں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو ماہ کے روزے رکھ۔'' میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھ سے جو کچھ ہوا وہ روزے ہی میں تو ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔''

قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا لَيْلَتَنَا هَذِهِ وَحُشَى مَا لَنَا عَشَاءٌ. قَالَ ((اذْهَبْ إِلَى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ فَقُلْ لَهُ: فَلْيَدْفَعْهَا إِلَيْكَ، فَأَطْعِمْ عَنْكَ مِنْهَا وَسْقًا سِتِّينَ مِسْكِينًا، ثُمَّ اسْتَعِنْ بِسَائِرِهِ عَلَيْكَ وَعَلَى عِيَالِكَ)). قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَى قَوْمِي فَقُلْتُ وَجَدْتُ عِنْدَكُمُ الضِّيقَ وَسُوءَ الرَّأْيِ وَوَجَدْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ السَّعَةَ وَالْبَرَكَةَ، أَمَرَ لِي بِصَدَقَتِكُمْ فَادْفَعُوهَا إِلَيَّ، فَدَفَعُوهَا إِلَيَّ.

میں نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! ہم نے آج کی رات بھوکے بسر کی ہمارے پاس شام کا کھانا نہیں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بنو زریق کے صدقہ والے شخص کے پاس جا اسے کہہ کہ وہ اسے تمہارے حوالے کرے۔ اور اپنی طرف سے اس میں سے ایک وسق ساٹھ مسکینوں کو کھلا، پھر اس میں سے جو باقی بچے اسے اپنے اور اپنے بچوں پر خرچ کر۔'' پس میں اپنی قوم کے پاس آیا تو میں نے کہا: میں نے تمہارے پاس تنگی اور بری تجویز پائی۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس وسعت اور برکت پائی، آپ ﷺ نے مجھے تمہارے صدقے کے متعلق حکم فرمایا ہے، پس وہ میرے حوالے کرو، پس انہوں نے اسے میرے حوالے کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. قَالَ مُحَمَّدٌ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ لَمْ يَسْمَعْ عِنْدِي مِنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ. قَالَ وَيُقَالُ سَلَمَةُ بْنُ صَخْرٍ وَسَلْمَانُ بْنُ صَخْرٍ. وَفِي الْبَابِ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ وَهِيَ امْرَأَةُ أَوْسِ بْنِ الصَّامِتِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سلیمان بن یسار نے میرے نزدیک سلمہ بن صخر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ سلمہ بن صخر اور سلمان بن صخر بھی کہا جاتا ہے، اس باب میں خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے، وہ اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں ضعیف ہے سُلیمان کا سلمہ سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: صحیح ابن حبان: ٤٢٧٩، سنن کبریٰ للبیهقی: ٧/٣٩٠

فوائد الحدیث: (۱) ''ظہار'' کا مطلب ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو کہہ دے کہ ''تو میرے لیے میری ماں کی طرح ہے'' یعنی جس طرح میری ماں میرے لیے حرام ہے اسی طرح تو بھی حرام ہے۔ عرب کے معاشرے میں تو ایسی صورت میں وہ عورت ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی اور

میاں بیوی دوبارہ زوجین کی حیثیت سے زندگی نہیں گزار سکتے تھے۔ مگر اسلام نے یہ تعلیم دی کہ خاوند کفارہ ادا کرے اور پھر میاں بیوی کی حیثیت سے اکٹھے رہیں۔

(۲) "ظہار" کا کفارہ یہ ہے کہ خاوند۔

۱۔ "ایک غلام آزاد کرے"۔ (اگر اس کی طاقت نہ ہو تو)۔

۲۔ "مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے"۔ (اگر روزے رکھنے کی طاقت بھی نہ ہو تو پھر)۔

۳۔ "ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے"۔

3300: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الأَشْجَعِيُّ عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلْقَمَةَ الأَنْمَارِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً) (المجادله: ۱۲). قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ ((مَا تَرَى؟ دِينَارًا)). قُلْتُ لَا يُطِيقُونَهُ. قَالَ ((فَنِصْفُ دِينَارٍ)). قُلْتُ لَا يُطِيقُونَهُ. قَالَ ((فَكَمْ)). قُلْتُ: شَعِيرَةٌ. قَالَ ((إِنَّكَ لَزَهِيدٌ)). قَالَ: فَنَزَلَتْ ﴿أَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ﴾ (المجادله: ۱۳) الآيَةَ. قَالَ فَبِي خَفَّفَ اللهُ عَنْ هَذِهِ الأُمَّةِ.

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت: ((یایها الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقة)) "ایمان دارو! جب تم رسول ﷺ سے سرگوشی کرو تو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ کرو" نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: "تمہاری کیا رائے ہے؟ ایک دینار (صدقہ ہو)؟" میں نے عرض کیا: وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر نصف دینار۔ میں نے عرض کیا وہ لوگ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر کتنا؟" میں نے عرض کیا: جَو، آپ نے فرمایا: "تم تو بہت ہی کمی کرنے (بے رغبتی رکھنے) والے ہو۔" تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿أَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ﴾ "کیا تم ڈر گئے کہ تم اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ نہیں کر سکو گے۔" انہوں (علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میری وجہ سے اللہ نے اس امت پر تخفیف فرمائی۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ شَعِيرَةٌ يَعْنِي وَزْنَ شَعِيرَةٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَبُو الْجَعْدِ اسْمُهُ رَافِعٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس کو صرف اسی سند سے پہچانتے ہیں۔ شعیرہ (جو) سے مراد جو کے برابر سونا، ابو جعد کا نام رافع ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں علی بن علقمہ منکر الحدیث ہے۔ اخرجه العقيلي في الضعفاء: ۲۴۳/۳

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٦٩٤١، ٦٩٤٢

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، البتہ مسئلہ اسی طرح ہی ہے کہ۔ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ سے علیحدگی میں بات چیت کے متمنی ہوتے تھے بعض کی ضرورت ہوتی کچھ سعادت سمجھتے ہوئے ایسا کرتے، لیکن منافقین نے آپ ﷺ کو پریشان کرنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کر لیا کہ ایک ایک منافق دیر تک آپ ﷺ سے سرگوشیاں کرتا رہتا جس سے رسول اللہ ﷺ بھی پریشان ہوتے،

آرام کا وقت بھی نہ نکلتا اور دوسرے کئی مخلص مسلمان اپنی حاجت کا سوال بھی نہ کر سکتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ پابندی لگادی کہ جو شخص آپ ﷺ سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہے وہ پہلے صدقہ کرے بعد میں سرگوشی کرے۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے عام مسلمانوں کے لیے مشکل سمجھتے ہوئے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔ ﴿يُرِيْدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

3301: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا أَتَى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ فَقَالَ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ ((هَلْ تَدْرُونَ مَا قَالَ هَذَا)). قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ سَلَّمَ يَا نَبِيَّ اللهِ. قَالَ ((لَا وَلَكِنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا رُدُّوهُ عَلَيَّ)). فَرَدُّوهُ قَالَ ((قُلْتَ السَّامُ عَلَيْكُمْ)). قَالَ نَعَمْ. قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ ((إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقُولُوا: عَلَيْكَ)). قَالَ ((عَلَيْكَ مَا قُلْتَ)). قَالَ ((وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللهُ)) (المجادلة: ٨).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی اللہ کے نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے پاس آیا تو اس نے کہا: السام علیکم، حاضرین نے اسے جواب دیا، تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ اس نے کیا کہا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، اللہ کے نبی! اس نے سلام کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، لیکن اس نے اس طرح اور اس طرح کہا ہے، اسے میرے پاس لاؤ۔“ پس وہ اسے واپس لائے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے السام علیکم کہا ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں، اس موقع پر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب اہل کتاب میں سے کوئی تمہیں سلام کرے تو تم کہا کرو: ((عليك ما قلت)) ”تم نے جو کہا ہے وہ ہی تم پر ہو۔“ فرمایا: ((واذا جاءوك حيوك بما لم يحيك به الله)) ”جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو وہ آپ کو ایسے الفاظ کے ساتھ سلام کرتے ہیں جن کے ساتھ اللہ نے آپ کو سلام نہیں کہا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١١٧/٥، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ١١٠٥، ابو يعلى: ٢٩١٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٦٩٧، مسند احمد : ١٢٤٢٧، صحيح ابن حبان: ٥٠٣

فوائد الحدیث: مسلمانوں کے لیے لازم ہے کہ وہ آپس میں ملیں تو ایک دوسرے کو سلام کہیں السلام علیکم ورحمة الله وبركاته، دوسرا بھائی کہے وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته لیکن جب کسی غیر مسلم، کافر وغیرہ سے ملا ہے تو پھر سلام کہنے میں پہل نہیں کرنی اگر ضروری ہو تو حال احوال پوچھ لیں کہ ”آپ کا کیا حال ہے، خیریت ہے۔ وغیرہ“ اگر غیر مسلم آپ کو سلام کہے تو اس کا جواب صرف وعلیك کے الفاظ سے دینا ہے پورا سلام نہیں کہنا۔ تاکہ اس نے جو کچھ بھی کہا ہے دعا دی ہے یا بددعا وہی اس پر لوٹا دی گئی ہے۔ حساب برابر۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

59- باب وَمِنْ سُورَةِ الْحَشْرِ

سورۂ الحشر کی آیات کی تفسیر

3302: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ حَرَّقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَّعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ﴾ (الحشر: ٥).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بویرہ کے مقام پر بنو نضیر کے کھجوروں کے درخت جلا دیے تھے اور انہیں کاٹ ڈالا تھا، اس کے متعلق اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ﴾ ”تم نے جو کھجوروں کے درخت کاٹے یا انہیں ان کی جڑوں پر قائم رہنے دیا تو یہ اللہ کے حکم سے ہے، تاکہ وہ نافرمانوں کو رسوا کرے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) (متفق عليه)، دیکھیں حدیث ۱۵۵۲

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٣٢٦، صحيح مسلم: ١٧٤٦، سنن ابو داود: ٢٦١٥، سنن ابن ماجه: ٢٨٤٤ و ٢٨٤٥، سنن نسائی: ٨٦٠٨ و ٨٦٠٩، مسند احمد : ٤٥٣٢

3303: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا﴾ (الحشر: ٥). قَالَ: اللِّينَةُ النَّخْلَةُ ﴿وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ﴾ قَالَ: اسْتَنْزَلُوهُمْ مِنْ حُصُونِهِمْ قَالَ: وَأَمَرُوا بِقَطْعِ النَّخْلِ فَحَكَّ فِي صُدُورِهِمْ. فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ قَدْ قَطَعْنَا بَعْضًا وَتَرَكْنَا بَعْضًا فَلَنَسْأَلَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ هَلْ لَنَا فِيمَا قَطَعْنَا مِنْ أَجْرٍ، وَهَلْ عَلَيْنَا فِيمَا تَرَكْنَا مِنْ وِزْرٍ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا). (الحشر: ٥) الآيَةَ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ﴾ کی تفسیر میں ”لینۃ“ کے متعلق فرمایا: اس سے کھجور کے درخت مراد ہیں۔ اور ﴿وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ﴾ ”تاکہ فاسقوں کو رسوا کرے۔“ اس کی تفسیر میں فرمایا: ”انہوں (مومنوں) نے ان (یہودیوں) کو ان کے قلعوں سے اتار دیا۔“ اور انہیں کھجوروں کے درخت کاٹنے کا حکم دیا تو ان (مسلمانوں) کے دلوں میں خیال آیا کہ ہم نے بعض درخت تو کاٹ ڈالے جبکہ بعض نہیں کاٹے ہم رسول اللہ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ کیا ہم نے جو درخت کاٹ ڈالے اس پر ہمارے لیے کوئی اجر ہے اور ہم نے جو درخت نہیں کاٹے تو کیا اس پر ہمیں کوئی گناہ ملے گا؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”تم نے کھجور کے درخت جو کاٹ ڈالے یا تم نے انہیں ان کی جڑوں پر قائم رہنے دیا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. حَدَّثَنِي بِذَلِكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعَ مِنِّي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ هَذَا الْحَدِيثَ.

ان میں سے بعض نے اس حدیث کو حفص بن غیاث عن حبیب بن ابی عمرہ عن سعید بن جبیر کی سند سے مرسل روایت کیا ہے اور اس میں عن ابن عباس کا ذکر نہیں کیا۔ اور اسی کے ساتھ عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے حدثنا ہارون بن معاویہ عن حفص بن غیاث عن حبیب بن ابی عمرہ عن سعید بن جبیر عن النبی ﷺ کی سند سے اسے مرسل روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث مجھ سے سنی۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه المصنف في علله الكبير: ٦٦٦، الطبراني في الاوسط: ٥٩١

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١٥٧٤، شرح مشكل الآثار: ١١١١

فوائد الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حالت جنگ میں دشمن کا مالی نقصان بھی کیا جاسکتا ہے اگر کوئی جنگی مصلحت ہو تو ان کے باغات اور فصلیں، کھیت بھی اجاڑے جاسکتے ہیں۔

3304: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ بَاتَ بِهِ ضَيْفٌ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا قُوتُهُ وَقُوتُ صِبْيَانِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ نَوِّمِي الصِّبْيَةَ وَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَقَرِّبِي لِلضَّيْفِ مَا عِنْدَكِ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: ٩).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے ایک شخص کے ہاں رات کے وقت ایک مہمان آیا اس کے پاس اس کے اور اس کے بچوں کے لیے کھانا تھا۔ اس نے اپنی اہلیہ سے کہا: بچو کو سلا دے اور چراغ گل کر دے اور جو کچھ (کھانے کے لیے) تیرے پاس ہے وہ مہمان کی خدمت میں پیش کر دے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ "وہ دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود فاقہ میں ہوں۔"

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٣٢٧٢، اخرجه ابو يعلى: ٦١٦٨، والبيهقي: ١٨٥/٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٧٩٨، صحیح مسلم: ٢٠٥٤، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٥٨٢، ابن حبان: ٥٢٨٦

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ عظمت اور شان بخشی تھی کہ وہ ایمان کے اعلیٰ درجہ پر تھے۔ کوئی بھی اچھائی اور خوبی خواہ وہ عبادات میں ہو یا معاشرتی طور پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں وہ بدرجہ اتم موجود ہوتی یہی حدیث الباب کے واقعہ کو دیکھ لیں کہ اپنی سخت ضرورت کے باوجود میاں بیوی نے کس انداز سے اور کس قدر ایثار و قربانی کی عمدہ مثال پیش کی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن مجید کا حصہ بنا دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

60- باب وَمِنْ سُورَةِ الْمُمْتَحَنَةِ

سورۂ الممتحنہ کی آیات کی تفسیر

3305: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الأَسْوَدِ فَقَالَ ((انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَائْتُونِي بِهِ)). فَخَرَجْنَا تَتَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ. فَقَالَتْ: مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ. فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ. قَالَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا.

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، زبیر اور مقداد بن اسود (رضی اللہ عنہم) کو روانہ کیا، تو فرمایا: ”چلتے جانا حتی کہ تم خاخ کے باغ کے مقام پر پہنچو، (یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے) وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہوگا وہ اس سے لے کر میرے پاس لے آنا۔“ پس ہم روانہ ہوئے ہمارے گھوڑے تیز رفتاری کے ساتھ ہمیں لے جا رہے تھے حتی کہ ہم اس باغ پر پہنچے ہم نے وہاں ایک عورت کو دیکھا تو ہم نے کہا: وہ خط نکال، اس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں، ہم نے کہا: خط نکال یا پھر ہم تیرے سارے کپڑے اتار دیں گے (اور پھر تلاشی لیں گے)۔ پس (یہ سن کر) اس نے اسے اپنی چوٹی سے نکالا۔

قَالَ: فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((مَا هَذَا يَا حَاطِبُ)). قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنْ نَسَبٍ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الإِسْلَامِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((صَدَقَ)).

تو ہم اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ کے کچھ مشرکوں کے نام تھا، جس میں انہوں نے نبی ﷺ کے کسی مشن کے بارے میں انہیں مخبری کی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”حاطب! یہ کیا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے معاملے میں جلدی نہ فرمائیں، میں قریش کا حلیف رہا ہوں میرا ان کے ساتھ کوئی خونی / نسبی رشتہ نہیں، آپ ﷺ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی ان کے ساتھ قرابت داریاں ہیں جس وجہ سے وہ مکہ میں ان کے اہل اور ان کے اموال کی حفاظت کرتے ہیں، پس میں نے چاہا کہ جب میرا ان کے ساتھ کوئی نسبی تعلق نہیں تو میں ان کے ساتھ ایک احسان کر دوں جس وجہ سے وہ میرے قرابت داروں کی حفاظت

کریں گے، میں نے یہ کفر یا اپنے دین سے ارتداد کی وجہ سے کیا ہے نہ اسلام قبول کر لینے کے بعد کفر پسند کرنے کی وجہ سے کیا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "اس نے سچی بات کی ہے۔"

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا فَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)). قَالَ وَفِيهِ أُنْزِلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ (الممتحنه: ١) السُّورَةَ. قَالَ عَمْرٌو وَقَدْ رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي رَافِعٍ وَكَانَ كَاتِبًا لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے اجازت دے دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "انہوں نے غزوہ بدر میں شرکت کی ہے، تمہیں کیا معلوم، اللہ بدر والوں کے تمام حالات سے واقف تھا اور اس نے فرما دیا: جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔" فرمایا ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ "ایمان دارو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بنا لینا، تم ان کی طرف محبّت کا پیغام بھیجتے ہو۔" عمرو نے بیان کیا، میں نے ابن ابی رافع کو دیکھا وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کاتب / سیکرٹری تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِيهِ عَنْ عُمَرَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ. وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ هَذَا الْحَدِيثَ نَحْوَ هَذَا وَذَكَرُوا هَذَا الْحَرْفَ فَقَالُوا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ. وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُ هَذَا الْحَدِيثِ. وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ فِيهِ فَقَالَ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں عمر اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ اور کئی ایک نے اس حدیث کو سفیان بن عیینہ سے اسی مانند ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے یہی حرف ذکر کیے ہیں "کہ تم وہ خط نکالو گی یا کپڑے اتارو گی" اور ابو عبدالرحمٰن سلمی کے حوالے سے علی سے اسی حدیث کے مانند مروی ہے۔ ان میں سے بعض نے اس میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا: تم وہ خط نکال دو ورنہ ہم تمہیں برہنہ کر دیں گے۔

حكم الحديث: (صحيح) متفق عليه، صحيح ابي داؤد: ٢٣١٨

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٣٠٠٧، صحيح مسلم: ٢٤٩٤، سنن ابو داود: ٢٦٥٠، ٢٦٥١ سنن نسائی كبرىٰ: ١١٥٨٥، مسند احمد: ٦٠٠، صحيح ابن حبان: ٦٤٩٩

فوائد الحديث: رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر کفار سے جو معاہدہ کیا تھا اس میں ایک شق یہ بھی تھی کہ ہم آپس میں دس سال تک جنگ نہیں کریں گے اور دیگر قبیلے والے جن کے چاہیں حلیف بن جائیں۔ اور پھر کوئی فریق بھی کسی دوسرے کے حلیف پر نہ تو خود حملہ آور ہوگا اور نہ ہی حملہ کرنے والوں کی مدد کرے گا چنانچہ بنو خزاعہ، رسول اللہ ﷺ کے حلیف بن گئے اور بنو بکر، قریش کے۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قتل غارت کی، جبکہ قریش مکہ نے بنو بکر کی حمایت اور امداد کی کہ یہ ہمارے حلیف ہیں۔

چنانچہ قریش مکہ کی اس بد عہدی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف جہاد کی تیاری کی کہ انہیں اس عہد شکنی کی سزا ملنی چاہیے۔ اس موقعہ پر سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مکہ کے سرداروں کو خط لکھا جس کی تفصیل حدیث الباب میں مذکور ہے۔ اس حدیث سے چند ایک مسائل واضح ہوتے ہیں کہ:

۱۔ مسلمانوں کو ہمیشہ مسلمانوں سے دوستی، تعلق اور ہمدردی و خیر خواہی رکھنی چاہیے غیر مسلموں، مشرکوں بدعتیوں کو مسلمانوں کے علاوہ بھی دوست نہیں بنانا چاہیے کیونکہ مشرک اور بدعتی کبھی بھی اہل توحید اور اہل سنت وحدیث کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے اپنی رضامندی، بخشش، اجر عظیم وغیرہ کا اعلان کر دیا ہے اس کے بعد ان کے کسی بھی انتظامی یا سیاسی فیصلے کی بنیاد پر ان پر زبان طعن دراز کرنے کی کسی کو اجازت نہیں۔

۳۔ اگر مخلص لوگوں سے کوئی غلطی ہو بھی جائے تو اسے برداشت کرتے ہوئے نظر انداز کر دینا چاہیے۔

۴۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رسول اللہ ﷺ کی بات پر اس قدر پختہ یقین تھا کہ آپ ﷺ نے جو فرمایا ہے وہ حق ہے اور یہ عورت جھوٹ بول رہی ہے، تبھی تو اسے تلاشی لینے کی دھمکی دی۔ آج جو لوگ حدیث کو حجت نہیں مانتے اور اسے "ظنی" یا "خبر واحد" کہہ کر اس کا انکار کرتے ہیں انہیں اپنے طرز عمل کا ضرور جائزہ لینا چاہیے۔

3306: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْتَحِنُ إِلَّا بِالْآيَةِ الَّتِي قَالَ اللهُ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ (الممتحنه: ۱۲) الآيَةَ. قَالَ مَعْمَرٌ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ إِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ "جب مومن عورتیں آپ ﷺ سے بیعت کرنے آپ ﷺ کے پاس آئیں۔" کے نازل ہونے کے بعد امتحان لیا کرتے تھے، طاوس نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا سوائے اس عورت کے جس کے آپ ﷺ مالک ہوئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبري في تفسيره: ٦٨/٢٨، الطبراني في الاوسط: ٤١٨٥، البيهقي: ١٤٨/٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۷۱۳، صحیح مسلم: ۱۸٦٦، سنن ابو داود: ۲۹٤۱، سنن ابن ماجه: ۲۸۷۵، سنن نسائی کبریٰ: ۹۲۳۸، مسند احمد: ۲۵۱۹۸، صحیح ابن حبان: ۵۵۸۰

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ خواتین سے بیعت لیتے وقت ان سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے بلکہ صرف زبان سے بول کر ہی بیعت لیتے تھے۔

(۲) عورتوں سے جن غلطیوں کا ارتکاب زیادہ ہوتا ہے آپ ﷺ ان سے منع فرماتے اور نیکی کے کاموں کی ترغیب دلاتے۔

3307: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ شَهْرَ بْنَ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَتْنَا أُمُّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةُ قَالَتْ: قَالَتِ امْرَأَةٌ

سیّدہ ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ایک خاتون نے کہا: اس معروف سے کیا مراد ہے جس میں ہمارے لیے آپ ﷺ کی نافرمانی کرنا مناسب نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نوحہ مت

مِنَ النِّسْوَةِ مَا هَذَا الْمَعْرُوفُ الَّذِي لَا يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَعْصِيَكَ فِيهِ قَالَ ((لَا تَنُحْنَ)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ بَنِي فُلَانٍ قَدْ أَسْعَدُونِي عَلَى عَمِّي وَلَا بُدَّ لِي مِنْ قَضَائِهِنَّ، فَأَبَى عَلَيَّ فَعَاتَبْتُهُ مِرَارًا فَأَذِنَ لِي فِي قَضَائِهِنَّ فَلَمْ أَنُحْ بَعْدُ قَضَائِهِنَّ وَلَا عَلَى غَيْرِهِ حَتَّى السَّاعَةِ وَلَمْ يَبْقَ مِنَ النِّسْوَةِ امْرَأَةٌ إِلَّا وَقَدْ نَاحَتْ غَيْرِي.

کرو۔ ”میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! بنو فلاں نے میرے چچا کی وفات پر (نوحہ کرنے میں) میری مدد کی تھی ان کا بدلہ اتارنا میرے لیے انتہائی ضروری ہے، آپ ﷺ نے مجھے اجازت نہ دی، میں نے کئی بار عرض کیا تو پھر آپ ﷺ نے ان کا بدلہ اتارنے کے لیے مجھے اجازت دے دی، پس میں نے پھر ان کا بدلہ چکانے کے بعد آج تک کسی پر نوحہ نہیں کیا، اور خواتین میں سے کوئی عورت باقی نہ رہی جس نے میرے سوا نوحہ نہ کیا ہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَفِيهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی الله عنها. قَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أُمُّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةُ هِيَ أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس باب میں سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔ عبد بن حمید نے بیان کیا کہ ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا یہ اسماء بنت یزید بن سکن ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کہتے ہیں اس کی سند شہر بن حوشب کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٥٧٩، مسند احمد : ٢٦٧٢٠، ١٢٦٥٨

فوائد الحدیث: (۱) میت پر نوحہ کرنا عورتوں کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے اس لیے آپ ﷺ مسلمان ہونے والی عورتوں سے دیگر امور کے ساتھ ساتھ خصوصی طور پر اس بات کی بھی بیعت لیتے تھے کہ وہ نوحہ نہیں کرے گی۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کو ان کے اصرار پر جو ایک مرتبہ نوحہ کرنے کی اجازت دی تھی وہ اس وقت تھی کہ جب تک اس کی حرمت مکمل طور پر نازل نہیں ہوئی تھی۔ اب اس کے لیے کوئی کسی قسم کی گنجائش نہیں بلکہ آپ ﷺ نے تو نوحہ سننے والوں پر بھی لعنت فرمائی ہے۔ چہ جائیکہ خود نوحہ کیا جائے۔

3308: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنِ الْأَغَرِّ بْنِ الصَّبَّاحِ عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي نَصْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ﴾ قَالَ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ لِتُسْلِمَ حَلَّفَهَا بِاللهِ مَا خَرَجْتُ مِنْ بُغْضِ زَوْجِي مَا خَرَجْتُ إِلَّا حُبًّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ﴾ ”جب مومن عورتیں جو ہجرت کر کے آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ سے بیعت کرنے آئیں تو ان کا امتحان لے لیا کرو“۔ کی تفسیر میں فرمایا: جب کوئی عورت نبی ﷺ کی خدمت میں اسلام قبول کرنے حاضر ہوتی تو آپ ﷺ اسے اللہ کی قسم دیتے: میں اپنے شوہر کے بغض کی وجہ سے نہیں نکلی، میں صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبّت کی خاطر نکلی ہوں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

تخریج الحدیث: تفسير الطبری: ٢٨/٦٧، معجم الكبيرللطبرانی: ١٢٦٦٨، مسندالبزار: ٢٢٧٢، كشف الاستار

فوائد الحدیث: جو عورتیں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آجاتی تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق حکم فرمایا ہے کہ اس بات کی اچھی طرح تحقیق کر لو کہ یہ عورت واقعی ایمان کی وجہ سے ہجرت کر کے آئی ہے یا اپنے کسی گھریلو جھگڑے اور معاملے کی وجہ سے۔ اگر تو وہ واقعی ایمان لائی ہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں اس نے ہجرت کی ہو تو پھر انہیں واپس نہ لوٹاؤ بلکہ اپنے پاس رکھو اور مسلمان عورتوں کے جو حقوق ہیں وہ ان کو دو۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

61- باب وَمِنْ سُورَةِ الصَّفِّ

سورۂ الصف کی آیات کی تفسیر

3309: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: قَعَدْنَا نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَتَذَاكَرْنَا فَقُلْنَا: لَوْ نَعْلَمُ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ لَعَمِلْنَاهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى (سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ) (الصف: ١-٢) قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا ابْنُ سَلَامٍ. قَالَ يَحْيَى فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا أَبُو سَلَمَةَ. قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا الْأَوْزَاعِيُّ. قَالَ عَبْدُ اللهِ فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا ابْنُ كَثِيرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ خُولِفَ مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ فِي إِسْنَادِ هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ. وَرَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ أَوْ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ. وَرَوَى الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ نَحْوَ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ.

سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم رسول اللہ ﷺ کے چند اصحاب بیٹھے باتیں کر رہے تھے تو ہم نے کہا: اگر ہمیں پتا چل جائے کہ اللہ کو کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے تو ہم وہ عمل بجالائیں، تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: "آسمانوں اور زمین کی ہر چیز نے اللہ کی تسبیح بیان کی اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ ایمان دارو! تم وہ بات کیوں کرتے ہو جس پر تم عمل نہیں کرتے۔" عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ ابو سلمہ نے کہا: ابن سلام نے ہمیں یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ ابن کثیر نے کہا: اوزاعی نے ہمیں یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ عبداللہ نے کہا: ابن کثیر نے ہمیں یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

امام ترمذی نے کہا: اس حدیث کی اسناد میں اوزاعی سے بیان کرنے میں محمد بن کثیر کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ابن مبارک نے اوزاعی عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ہلال بن ابی میمونہ عن عطاء بن یسار عن عبداللہ بن سلام یا عن ابی سلمہ عن عبداللہ بن سلام کی سند سے روایت کیا ہے۔ ولید بن مسلم نے اس حدیث کو اوزاعی سے محمد بن کثیر کی روایت کے مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه الدارمي: ٢٣٩٥، ابو يعلى: ٧٤٩٩، الحاكم: ٢/٦٩، البيهقي: ٩/١٥٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٣٧٨٨، صحيح ابن حبان: ٤٥٩٤

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصف میں جہاد کے احکام اور اسلام کی سربلندی کو بیان کرنے کے ساتھ ان لوگوں کو بھی سمجھایا ہے جو بڑے بڑے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں لیکن وقت آنے پر وہ کام نہیں کرتے۔ لہٰذا آدمی کو وہی بات کہنی چاہیے جو وہ کر سکتا ہے اور جو کہہ دے پھر اسے پورا کرنا بھی اس کی ذمہ داری ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

62- باب وَمِنْ سُورَةِ الْجُمُعَةِ

سورۂ الجمعہ کی آیات کی تفسیر

3310: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ الدِّيلِيُّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ أُنْزِلَتْ سُورَةُ الْجُمُعَةِ فَتَلَاهَا فَلَمَّا بَلَغَ ﴿وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾ (الجمعہ: ٣) قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِنَا فَلَمْ يُكَلِّمْهُ قَالَ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ فِينَا قَالَ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ فَقَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَ الإِيمَانُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جس وقت سورۂ الجمعہ نازل ہوئی تو ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے آپ ﷺ نے اس کی تلاوت کی جب اس آیت پر پہنچے: ﴿وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾ "اور دوسروں کے لیے بھی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے ہیں۔" تو ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا، اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہیں جو ابھی ہم میں شامل نہیں ہوئے؟ آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا، راوی نے بیان کیا، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہم میں موجود تھے، پس رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمان (رضی اللہ عنہ) پر رکھ کر فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ایمان ثریا (ستارے) پر بھی ہوگا تو ان (فارس والوں) میں سے لوگ اسے وہاں سے بھی حاصل کر لیں گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ هُوَ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ. ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ مَدَنِيٌّ وَثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ شَامِيٌّ وَأَبُو الْغَيْثِ اسْمُهُ سَالِمٌ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ مُطِيعٍ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، اور یہ کئی ایک طرق سے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے مروی ہے۔ عبداللہ بن جعفر یہ علی بن مدینی کے والد ہیں یحیی بن معین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ ابو الغیث کا نام سالم مولی عبداللہ بن مطیع ہے مدنی ہیں ثقہ ہیں۔ ثور بن زید مدنی ہیں۔ اور ثور بن یزید شامی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٠١٧، اخرجه الطحاوي في شرح المشكل الآثار: ٢٢٩٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٨٩٧، صحیح مسلم: ٢٥٤٦، وسنن نسائی کبریٰ: ٨٢٧٨، ١١٥٩٢، مسند احمد

٩٤٠٦، صحيح ابن حبان: ٧٣٠٨،

فوائد الحديث: (۱)اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی نبوت ورسالت عالمگیر ہے وہ صرف عرب کے لوگوں کے لیے ہی نہیں تھی۔ بلکہ عجمیوں کے لیے بھی تھی جیسا کہ آپ ﷺ نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کی اس پیشین گوئی کی صداقت ہے کہ عجمیوں نے واقعی دین اسلام کی وہ خدمت سرانجام دی کہ آج تک کوئی گروہ اس کی مثال پیش نہیں کر سکا، محدثین نے ایک ایک حدیث کے حصول کے لیے کئی کئی مہینے کا سفر کیا، صعوبتیں برداشت کیں، دُکھ اٹھائے، لیکن امت کے سامنے دین اسلام کو نکھار کر پیش کر دیا۔ رحمهم الله تعالیٰ۔ پھر اسماء الرجال کا ذخیرہ جمع کرنا بھی امت محمدیہ کی ہی خصوصیت ٹھہری۔

3311: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا إِذْ قَدِمَتْ عِيرٌ الْمَدِينَةَ فَابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلاً فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَنَزَلَتِ الآيَةُ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ (الجمعه: ١٠١).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس اثنا میں کہ نبی ﷺ جمعہ کے روز کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ مدینے میں تجارتی قافلہ آگیا تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اس طرف دوڑ پڑے حتیٰ کہ صرف بارہ افراد باقی رہ گئے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں سے تھے، تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ "جب انہوں نے سامان تجارت یا تماشے کی چیز دیکھی تو اس کی طرف دوڑتے ہوئے چل گئے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

احمد بن منیع نے ہم کو حدثنا ہشیم اخبرنا حصین عن سالم بن ابی الجعد عن جابر کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الواحدي في اسباب النزول: ٢٨٦، ابن خزيمه: ١٨٥٢

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٤٨٩٩، صحيح مسلم: ٨٦٣، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٥٩٣، مسند احمد : ١٤٣٥٦، صحيح ابن حبان: ٦٨٧٦

فوائد الحديث: (۱) جمعہ پڑھنا ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے (صرف عورتیں، بچے، غلام اور بیمار مستثنیٰ ہیں)۔ خواہ وہ مسلمان کسی شہر میں رہتا ہو یا گاؤں، دیہات میں جس نے کلمہ پڑھ لیا اس پر جمعہ فرض ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ گاؤں والوں پر جمعہ فرض نہیں ان کی بات درست نہیں۔

(۲) جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے جیسا کہ قرآن مجید کی آیت سے رسول اللہ ﷺ کا طریقہ اور کیفیت بیان ہو رہی ہے۔ حدیث مبارک میں بھی اسی طرح ہے۔ (دیکھیے، صحیح مسلم ص ۱/ ۲۸۳، کتاب الجمعہ)

(۳) خطبہ جمعہ کے دوران دیگر مشاغل اختیار نہیں کرنے چاہئیں بلکہ پوری توجہ اور دھیان سے خطبہ سننا چاہیے۔ یہی بات باقی دنیا جہان کے

ہر کام اور شغل سے بہتر ہے۔

(۴) نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد آدمی اپنا کاروبار اور کام کاج کر سکتا ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

63- باب وَمِنْ سُورَةِ الْمُنَافِقِينَ

سورۂ المنافقون کی آیات کی تفسیر

3312: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ يَقُولُ لأَصْحَابِهِ (لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا) (المنافقون: ٧) وَ (لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ) (المنافقون: ٨) فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ ذَلِكَ عَمِّي لِلنَّبِيِّ ﷺ فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا، فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَدَّقَهُ، فَأَصَابَنِي شَيْءٌ لَمْ يُصِبْنِي قَطُّ مِثْلُهُ فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ عَمِّي: مَا أَرَدْتَ إِلَّا أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَقَتَكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ (المنافقون: ١) فَبَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَرَأَهَا ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ)).

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا تو میں نے عبداللہ بن اَبی ابن سلول (منافقوں کے سردار) کو اپنے ساتھیوں سے یہ کہتے ہوئے سنا: ”جو لوگ (مہاجرین) رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہیں ان پر خرچ نہ کرو حتیٰ کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے جدا ہو جائیں۔“ ”اور اب اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والوں کو نکال باہر کرے گا۔“ میں نے اس کا اپنے چچا سے ذکر کیا تو میرے چچا نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو نبی ﷺ نے مجھے بلایا تو میں نے آپ ﷺ سے بیان کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن اَبی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا، انہوں نے قسم اٹھالی کہ انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھوٹا سمجھا اور اسے سچا جانا۔ مجھے اس قدر تکلیف پہنچی کہ ایسی تکلیف مجھے کبھی نہیں پہنچی تھی۔ میں گھر میں بیٹھ گیا۔ میرے چچا نے کہا: تمہارا خیال نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے جھوٹا جانیں گے اور تجھ پر ناراض ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ ”جب منافق آپ ﷺ کے پاس آتے ہیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلوایا تو یہ آیت مجھے پڑھ کر سنائی، پھر فرمایا: ”اللہ نے تجھے سچا کر دیا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميد: ٢٦٢، الطبري في التفسير: ١٠٩/٢٨، الطبراني في الكبير: ٥٠٥٠

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٤٩٠٠۔ صحيح مسلم: ٢٧٧٢، وسنن نسائی كبریٰ: ١١٥٩٧، ١١٥٩٨، مسند احمد: ١٩٣٣٣

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ غزوہ بنی مصطلق جو ۶ ہجری میں ہوا کے موقعہ پر ایک چشمے پر ٹھہرے تو وہاں انصار اور مہاجرین میں جھگڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فریقین کو سمجھا بجھا کر معاملہ سلجھا دیا لیکن عبد اللہ بن ابی جو منافقوں کا سردار تھا نے مُسلمانوں کے خلاف بدزبانی کی اور کچھ جملے ایسے کہہ دیے کہ جو کسی طور بھی نا قابل معافی تھے۔ اس کی یہ بات سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے سنی جو ابھی چھوٹے بچے تھے اور اپنے چچا کو بتا دی، ان کے چچا نے رسول اللہ ﷺ سے سارا ماجرہ کہہ سنایا۔ رسول اکرم ﷺ نے تصدیق کرنے کے بعد، عبد اللہ بن اُبی منافق کو بلا بھیجا تو وہ آکر قسمیں اٹھانے لگے کہ ہم نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی قسموں پر اعتبار کر لیا اور زید رضی اللہ عنہ کو جھٹلا دیا۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ غمزدہ ہو کر گھر بیٹھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقون نازل فرما کر ساری حقیقت حال واضح کر دی اور منافقین کی منافقت کا پردہ چاک کر دیا۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔ واقعہ کی تفصیل حدیث الباب اور آئندہ کی احادیث میں بیان ہوئی ہے۔ اس میں چند باتیں واضح ہوئیں کہ:

۱۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے مُخلص ہو جاتا ہے۔ اللہ کریم اسے بے یارومددگار نہیں چھوڑتے اگرچہ روئے زمین پر اس کا ایک بھی حمایتی نہ رہے۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کا واقعہ اس کی بیّن دلیل ہے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہ تھے ورنہ منافقین کی قسم کو قبول نہ فرماتے۔

۳۔ صرف زبان سے کلمہ پڑھنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ ورنہ دیکھ لیں کہ منافقین قسمیں اٹھا کر کہہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ بھی قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ یہ منافق جھوٹ بولتے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ صرف کلمہ کے الفاظ پڑھ لینے کی وجہ سے ہر مشرک اور بدعتی کے متعلق نرم گوشہ رکھتے ہیں انہیں ضرور غور کرنا چاہیے۔

3313: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الأَزْدِيِّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَكَانَ مَعَنَا أُنَاسٌ مِنَ الأَعْرَابِ فَكُنَّا نَبْتَدِرُ الْمَاءَ وَكَانَ الأَعْرَابُ يَسْبِقُونَا إِلَيْهِ فَسَبَقَ أَعْرَابِيٌّ أَصْحَابَهُ فَسَبَقَ الأَعْرَابِيُّ فَيَمْلأُ الْحَوْضَ وَيَجْعَلُ حَوْلَهُ حِجَارَةً وَيَجْعَلُ النَّطْعَ عَلَيْهِ حَتَّى يَجِيءَ أَصْحَابُهُ. قَالَ فَأَتَى رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ أَعْرَابِيًّا فَأَرْخَى زِمَامَ نَاقَتِهِ لِتَشْرَبَ فَأَبَى أَنْ يَدَعَهُ فَانْتَزَعَ قِبَاضَ الْمَاءِ فَرَفَعَ الأَعْرَابِيُّ خَشَبَةً فَضَرَبَ بِهَا رَأْسَ الأَنْصَارِيِّ فَشَجَّهُ. فَأَتَى عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ رَأْسَ الْمُنَافِقِينَ فَأَخْبَرَهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِهِ فَغَضِبَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ثُمَّ قَالَ (لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا) (المنافقون: ۷) مِنْ حَوْلِهِ. يَعْنِي الأَعْرَابَ وَكَانُوا يَحْضُرُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عِنْدَ الطَّعَامِ، فَقَالَ عَبْدُ

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک غزوہ میں شرکت کی، ہمارے ساتھ کچھ اعرابی بھی تھی، ہم پانی کی طرف سبقت کرتے تھے، اعراب ہم سے پہلے وہاں پہنچ جاتے ایک اعرابی اپنے ساتھیوں سے پہلے پہنچ جاتا وہ حوض بھرتا اور اس کے گرد پتھر لگا دیتا اور اس پر چمڑا/ کھال ڈال دیتا حتیٰ کہ اس کے ساتھی آجاتے، پس انصار میں سے ایک صاحب اس اعرابی کے پاس آئے انہوں نے اپنی اونٹنی کی لگام ڈھیلی چھوڑی تاکہ وہ پانی پی لے لیکن اس نے پانی نہ پینے دیا، تو انہوں نے پانی کی رکاوٹیں ہٹا دیں، اس اعرابی نے لکڑی اٹھا کر انصاری صحابی کے سر پر ماری اور ان کا سر زخمی کر دیا، وہ منافقوں کے سردار عبد اللہ بن ابی کے پاس آیا تو اسے بتایا وہ اس کے ساتھیوں میں سے تھا، عبد اللہ بن اُبی ناراض ہو گیا پھر کہنے لگا: جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں ان پر خرچ نہ کرو حتیٰ کہ وہ یعنی: اعراب ان سے جدا ہو جائیں، وہ

اللهِ إِذَا انْفَضُّوا مِنْ عِنْدِ مُحَمَّدٍ فَائْتُوا مُحَمَّدًا بِالطَّعَامِ فَلْيَأْكُلْ هُوَ وَمَنْ عِنْدَهُ، ثُمَّ قَالَ لأَصْحَابِهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ.

کھانے کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے، عبداللہ نے کہا: جب وہ محمد ﷺ سے جدا ہو جائیں تو پھر تم محمد (ﷺ) کے پاس کھانا لاؤ تاکہ وہ اور ان کے پاس موجود لوگ کھانا کھائیں، پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو تم میں سے عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا۔

قَالَ زَيْدٌ وَأَنَا رِدْفُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ فَأَخْبَرْتُ عَمِّي فَانْطَلَقَ فَأَخْبَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَحَلَفَ وَجَحَدَ. قَالَ فَصَدَّقَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَذَّبَنِي قَالَ فَجَاءَ عَمِّي إِلَيَّ، فَقَالَ: مَا أَرَدْتَ إِلَّا أَنْ مَقَتَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَذَّبَكَ وَالْمُسْلِمُونَ. قَالَ فَوَقَعَ عَلَيَّ مِنَ الْهَمِّ مَا لَمْ يَقَعْ عَلَى أَحَدٍ. قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ قَدْ خَفَقْتُ بِرَأْسِي مِنَ الْهَمِّ إِذْ أَتَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَعَرَكَ أُذُنِي وَضَحِكَ فِي وَجْهِي فَمَا كَانَ يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الْخُلْدَ فِي الدُّنْيَا. ثُمَّ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَحِقَنِي فَقَالَ: مَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قُلْتُ مَا قَالَ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُ عَرَكَ أُذُنِي وَضَحِكَ فِي وَجْهِي. فَقَالَ أَبْشِرْ. ثُمَّ لَحِقَنِي عُمَرُ فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ قَوْلِي لأَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سُورَةَ الْمُنَافِقِينَ.

زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا میں نے عبداللہ بن اُبی کی باتیں سن لیں تو میں نے اپنے چچا کو بتایا وہ گئے اور رسول اللہ ﷺ کو بتایا، رسول اللہ ﷺ نے اسے سچا اور مجھے جھوٹا جانا، میرے چچا میرے پاس آئے تو کہا تو نے کیا چاہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے جھوٹا سمجھا اور وہ تجھ پر ناراض بھی ہوئے، اور مسلمان بھی، پس مجھے بہت صدمہ پہنچا جو کہ کسی کو نہیں پہنچا ہوگا۔ اس اثنا میں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا میں نے غم کے مارے سر جھکایا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو پیار سے میرے کان کو رگڑا مروڑا اور میرے سامنے ہنسے پس میرے لیے یہ منظر دنیا میں ہمیشہ رہنے سے بھی زیادہ خوش کن تھا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھے ملے تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تجھے کیا فرمایا؟ میں نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے کچھ بھی نہیں فرمایا، پس یہ کہ آپ ﷺ نے پیار سے میرا کان مروڑا اور میرے سامنے ہنس دیے، انہوں نے فرمایا: خوش ہو جا، پھر عمر رضی اللہ عنہ مجھے ملے، میں نے انہیں بھی وہ بتایا جو میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا تھا، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سورۃ المنافقون تلاوت فرمائی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح الإسناد) اخرجه البيهقي في الدلائل: ٤/٥٤-٥٥

تخريج الحديث: معجم الكبير للطبراني: ٥٠٤١، مستدرک حاكم: ٢/٤٨٨- ٤٨٩

فوائد الحديث: (۱) اللہ تعالیٰ نے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی صداقت کے لیے عبداللہ بن ابی منافق کے وہ الفاظ بھی نقل کر دیے جو اس

نے رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق کہے تھے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے اس سورت کے نزول کے بعد سیّدنا زید رضی اللہ عنہ سے لاڈ پیار کیا تاکہ ان کی پریشانی دور ہو اور سیدنا ابو بکر صدیق اور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے بھی مبارک باد دی۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۳۱۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

3314: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ (لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ) (المنافقون: ٨) قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَحَلَفَ، مَا قَالَهُ فَلَامَنِي قَوْمِي وَقَالُوا: مَا أَرَدْتَ إِلَى هَذِهِ فَأَتَيْتُ الْبَيْتَ وَنِمْتُ كَئِيبًا حَزِينًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ ﷺ أَوْ أَتَيْتُهُ فَقَالَ ((إِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ)). قَالَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ ﴿هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا﴾ (المنافقون: ٧).

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن اُبی نے غزوہ تبوک میں کہا: اگر ہم مدینہ لوٹ کر گئے تو ہم میں سے عزت والا ذلت والے کو وہاں سے نکال دے گا۔" پس میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، اس نے تو قسم اٹھالی کہ اس نے ایسی کوئی بات ہی نہیں کی، میری قوم نے مجھے ملامت کیا تو انہوں نے کہا: تو نے اس سے کیا ارادہ کیا، پس میں گھر پہنچ گیا اور رنجیدہ خاطر ہو کر سو گیا، پس نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے یا میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے تجھے سچا کر دیا ہے۔" پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا﴾ "وہ وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تم ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو کہ رسول اللہ کے پاس ہیں حتیٰ کہ وہ ان سے جدا ہو جائیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الكبير: ٥٠٨٢، ابو نعيم في الحلية: ٣/٢١٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٩٠٠۔ صحیح مسلم: ٢٧٧٢، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٥٩٧، ١١٥٩٨، مسند احمد: ١٩٣٣٣

فوائد الحدیث: یہ غزوہ بنو مصطلق ۶ ہجری کا واقعہ ہے۔ جنگ تبوک کا بیان کرنا راوی کا وہم ہے۔

3315: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: كُنَّا فِي غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ: يَرَوْنَ أَنَّهَا غَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ وَقَالَ الأَنْصَارِيُّ يَا لَلأَنْصَارِ فَسَمِعَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)). قَالُوا رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَسَعَ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ رَسُولُ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں تھے۔ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ غزوہ بنی مصطلق تھی۔ تو مہاجرین میں سے ایک شخص نے انصار کے ایک شخص کے سرین پر ہاتھ یا لات ماردی، مہاجر نے مہاجرین کو پکارا تو انصاری نے انصاریوں کو آواز دی، نبی ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا: "یہ کیا جاہلیت کی پکار ہے؟" انہوں نے عرض کیا: ایک مہاجر نے انصار کے ایک شخص کے سرین پر ہاتھ یا لات ماری

اللهِ ﷺ ((دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ)).
فَسَمِعَ ذَلِكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ فَقَالَ أَوَقَدْ فَعَلُوهَا وَاللهِ (لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ) (المنافقون: ٨) فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ)).

ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''چھوڑو اسے وہ تو بدبودار چیز ہے۔'' عبداللہ بن اُبی بن سلول نے یہ سنا تو اس نے کہا: کیا انہوں نے ایسے کیا ہے؟ اللہ کی قسم! ''اگر ہم مدینہ لوٹ کر گئے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔'' عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دیتا ہوں، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑو، لوگ باتیں بنائیں گے کہ محمد (ﷺ) اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔''

وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو فَقَالَ لَهُ ابْنُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَاللهِ لَا تَنْقَلِبُ حَتَّى تُقِرَّ أَنَّكَ الذَّلِيلُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ الْعَزِيزُ. فَفَعَلَ.

عمرو کے علاوہ دیگر نے روایت کیا کہ اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ نے اسے کہا: اللہ کی قسم! تو لوٹ کر نہیں جا سکتا حتی کہ تو اقرار کر لے کہ تو ذلیل ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ عزت والے ہیں، پس اس نے ایسے ہی کہا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ١٨٠٤١، الحميدي: ١٢٣٩، ابو يعلى: ١٨٢٤، الطبري في تفسيره: ١١٢/٢٨

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٣٥١٩، صحيح مسلم: ٢٥٨٤، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٥٩٩، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٩٧٧، مسند احمد: ١٤٦٣٢، صحيح ابن حبان: ٥٩٩٠

فوائد الحديث: اس سے معلوم ہوا کہ کبھی مصلحت کی بنا پر اپنے دشمنوں کو بھی نظر انداز کرنا جائز ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے قتل سے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو روک دیا۔

3316: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو جَنَابٍ الْكَلْبِيُّ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يُبَلِّغُهُ حَجَّ بَيْتِ رَبِّهِ أَوْ تَجِبُ عَلَيْهِ فِيهِ الزَّكَاةُ فَلَمْ يَفْعَلْ سَأَلَ الرَّجْعَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ. فَقَالَ رَجُلٌ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اتَّقِ اللهَ إِنَّمَا سَأَلَ الرَّجْعَةَ الْكُفَّارُ، قَالَ: سَأَتْلُو عَلَيْكَ بِذَلِكَ قُرْآنًا (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ... الخاسرون وَأَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ....فاصدق) إِلَى قَوْلِهِ (وَاللهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ) (المنافقون: ٩-١١) قَالَ فَمَا يُوجِبُ الزَّكَاةَ قَالَ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جس کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ اسے اپنے رب کے گھر کا حج کرنے کے لیے پہنچا دے یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو اور وہ (اس کے باوجود) نہ کرے تو وہ موت کے وقت واپسی کا سوال کرے گا، ایک آدمی نے کہا: ابن عباس! اللہ سے ڈرو، صرف کافر ہی واپسی کا سوال کریں گے، انہوں نے کہا: میں اس کے متعلق تمہیں قرآن پڑھ کر سناتا ہوں، ''ایمان دارو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر (یاد) سے غافل نہ کر دیں، جو یہ کرے گا تو وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا، ہم نے جو تمہیں دیا ہے اس میں سے اس سے پہلے پہلے خرچ کرو کہ

إِذَا بَلَغَ الْمَالُ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَصَاعِدًا. قَالَ فَمَا يُوجِبُ الْحَجَّ قَالَ الزَّادُ وَالْبَعِيرُ.

تم میں سے کسی کو موت آجائے اور وہ کہے: پروردگار! کاش کہ تو مجھے اجل قریب تک مہلت دے دے کہ میں صدقہ کروں... تم جو عمل کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔" اس آدمی نے کہا: کتنے مال پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ انہوں نے فرمایا: جب مال دو سو درہم اور اس سے زائد ہو، اس نے کہا: کون سی چیز حج واجب کر دیتی ہے؟ فرمایا: زاد راہ اور سواری۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي حَيَّةَ عَنِ الضَّحَّاكِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ. وَقَالَ هَكَذَا رَوَى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي جَنَابٍ عَنِ الضَّحَّاكِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ. وَأَبُو جَنَابٍ الْقَصَّابُ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي حَيَّةَ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ.

ہم کو عبد بن حمید نے حدثنا عبدالرزاق عن الثوری عن یحییٰ بن ابی حیۃ عن الضحاک عن ابن عباس کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔ اور فرمایا اسی طرح سفیان بن عیینہ اور کئی ایک محدثین نے اس حدیث کو عن ابی جناب عن ضحاک کی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کا قول نقل کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا، اور یہ عبدالرزاق کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ ابو جناب قصاب کا نام یحییٰ بن ابی حیہ ہے اور وہ حدیث میں قوی نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابو جناب ضعیف اور ضحاک کا ابن عباس سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: تفسير الطبري: ٢٨/١١٨

فوائد الحدیث: (۱) ایک مومن مسلمان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مگن رہنا چاہیے، مال، اولاد، کاروبار یا کوئی بھی مصروفیت اسے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ کر دے۔

(۲) زندگی میں ہی اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا چاہیے کہ اس کا یہی اصل مال ہے جو اس نے صدقہ کر کے آخرت کے لیے ذخیرہ کر لیا ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

64- باب وَمِنْ سُورَةِ التَّغَابُنِ

سورۂ التغابن کی آیات کی تفسیر

3317: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ هَذِهِ الآيَةِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ﴾ فَاحْذَرُوهُمْ

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے ان سے اس آیت: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ﴾ "ایمان دارو! تمہاری بعض بیویاں اور تمہاری اولاد تمہاری دشمن ہیں پس

فَاحْذَرُوهُمْ﴾ (التغابن: ١٤) قَالَ هَؤُلَاءِ رِجَالٌ أَسْلَمُوا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ وَأَرَادُوا أَنْ يَأْتُوا النَّبِيَّ ﷺ فَأَبَى أَزْوَاجُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ أَنْ يَدَعُوهُمْ أَنْ يَأْتُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَوُا النَّاسَ قَدْ فَقِهُوا فِي الدِّينِ، هَمُّوا أَنْ يُعَاقِبُوهُمْ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ) (التغابن: ١٤) الآيَةَ.

ان سے بچو۔" کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں کہ اہل مکہ میں سے مسلمان ہوئے اور انہوں نے نبی ﷺ کے پاس آنا چاہا تو ان کی بیویوں اور اولاد نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت نہ دی، جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ دین میں سوجھ بوجھ حاصل کر چکے ہیں، پس انہوں نے قصد کیا کہ وہ ان (اپنی اولاد وغیرہ) کو سزا دیں، تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: "ایمان دارو! تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہیں پس ان سے بچو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کے نزدیک ضعیف ہے۔ سماک کی عکرمہ سے روایت ضعیف ہوتی ہے۔

تخریج الحدیث: شرح مشكل الآثار: ١٤٠/١٤١، ٦

فوائد الحدیث: (۱) حدیث الباب میں سورۃ تغابن کی آیت نمبر ۱۴ کا شان نزول بیان ہوا ہے۔ شان نزول اگرچہ خاص ہی ہو لیکن حکم عام ہے۔ ہر وہ چیز جو انسان کے نیکی کمانے، آخرت سنوارنے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں رکاوٹ بنے وہ اس کی دشمن ہے لہٰذا اس سے ہوشیار اور خبردار رہنا چاہیے۔

(۲) بیوی اور اولاد کا خصوصی طور پر ذکر اس لیے ہوا کہ ان کی قربت زیادہ ہوتی ہے۔ اور یہ نیکی کرنے میں رکاوٹ بھی زیادہ بنتے ہیں لیکن سارے نہیں بلکہ بعض بیویاں اور بچے تو دین کے کاموں میں معاون ہوتے ہیں۔ فجزاهم الله خيرًا

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

65- باب وَمِنْ سُورَةِ التَّحْرِيمِ

سورۂ التحریم کی آیات کی تفسیر

3318: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما يَقُولُ لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَيْنِ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا) (التحريم: ٤) حَتَّى حَجَّ عُمَرُ وَحَجَجْتُ مَعَهُ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الإِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اس بات کا ہمیشہ خواہشمند رہا کہ میں نبی ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے ان، دو کے متعلق عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھوں: "اگر تم دونوں اللہ کے حضور توبہ کر لو پس تمہارے دل اس طرف جھک چکے ہیں۔" حتیٰ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور میں نے بھی ان کے ساتھ حج کیا، پس میں نے برتن سے ان پر پانی انڈیلا تو انہوں نے وضوء کیا، میں نے عرض کیا، امیر المومنین! نبی ﷺ کی ازواج مطہرات میں

الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَانِ قَالَ اللهُ (إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللهَ هُوَ مَوْلَاهُ) (التحريم: ٤) فَقَالَ لِي وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ.

سے وہ دو کون تھیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اگر تم اللہ کے حضور توبہ کر لو، پس تمہارے دل اس طرف جھک چکے تھے؟" انہوں نے مجھے فرمایا: ابن عباس! تم پر تعجّب ہے۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ، وَكَرِهَ وَاللهِ مَا سَأَلَهُ عَنْهُ وَلَمْ يَكْتُمْهُ. فَقَالَ لِي: هِيَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ قَالَ: ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنِي الْحَدِيثَ فَقَالَ كُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ، فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ فَتَغَضَّبْتُ عَلَى امْرَأَتِي يَوْمًا فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي فَقَالَتْ مَا تُنْكِرُ مِنْ ذَلِكَ فَوَاللهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ. قَالَ قُلْتُ فِي نَفْسِي قَدْ خَابَتْ مَنْ فَعَلَتْ ذَلِكَ مِنْهُنَّ وَخَسِرَتْ.

زہری رحمہ اللہ نے بیان کیا: اور انہوں نے ناپسند کیا اللہ کی قسم! انہوں نے اس کے بارے میں ان سے سوال کیا نہ انہوں نے اسے چھپایا۔ انہوں نے مجھے فرمایا: وہ عائشہ اور حفصہ (رضی اللہ عنہما) ہیں، پھر انہوں نے مجھ سے بات کرنا شروع کی تو فرمایا: ہم قریش کی جماعت عورتوں پر غالب تھے جب ہم مدینہ آئے تو ہم نے ایسے لوگ دیکھے کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں، پس ہماری عورتوں نے ان کی عورتوں سے سیکھنا شروع کیا، میں ایک دن اپنی اہلیہ سے ناراض ہوا تو وہ مجھے ترکی بہ ترکی جواب دینے لگی، اس نے کہا: تم اسے برا کیوں جانتے ہو اللہ کی قسم! نبی ﷺ کی ازواج مطہرات ان کو جواب دیتی ہیں اور ان میں سے کوئی آپ ﷺ سے رات دن کلام تک چھوڑ دیتی ہیں۔ پس میں نے دل میں کہا: ان میں سے جس نے یہ کیا وہ تو ناکام و نامراد ہو گئی۔

قَالَ وَكَانَ مَنْزِلِي بِالْعَوَالِي فِي بَنِي أُمَيَّةَ وَكَانَ لِي جَارٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَيَنْزِلُ يَوْمًا فَيَأْتِينِي بِخَبَرِ الْوَحْيِ وَغَيْرِهِ. وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَآتِيهِ بِمِثْلِ ذَلِكَ. قَالَ وَكُنَّا نُحَدِّثُ أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِتَغْزُوَنَا. قَالَ فَجَاءَنِي يَوْمًا عِشَاءً فَضَرَبَ عَلَيَّ الْبَابَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ. قُلْتُ: أَجَاءَتْ غَسَّانُ قَالَ: أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ طَلَّقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نِسَاءَهُ. قَالَ: قُلْتُ فِي نَفْسِي قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هَذَا كَائِنًا، قَالَ: فَلَمَّا صَلَّيْتُ الصُّبْحَ شَدَدْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ أَطَلَّقَكُنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَتْ:

انہوں نے بیان کیا، میرا گھر بنو امیہ کے محلے میں بالائی علاقے پر تھا میرا ہم سایہ انصار میں سے تھا، ہم باری باری رسول اللہ ﷺ کے پاس جایا کرتے تھے، ایک دن وہ جاتے اور وحی وغیرہ کے متعلق مجھے خبر پہنچاتے اور ایک دن میں حاضر خدمت ہوتا اور وحی وغیرہ کی خبر اسے پہنچاتا، ہمیں بتایا جاتا تھا کہ غسانی گھوڑوں کے پاؤں پر نعل لگا رہے ہیں اور وہ ہم سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں، پس ایک دن شام کے وقت وہ میرے پاس آیا اس نے دروازے پر دستک دی، میں باہر آیا تو اس نے کہا: ایک بڑا واقعہ ہو گیا، میں نے کہا: کیا غسانی آ گئے؟ اس نے کہا: اس سے بھی بڑا، رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے، میں نے دل میں کہا: حفصہ ناکام و نامراد ہو گئی، میرا خیال تھا

لَا أَدْرِي، هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِي هَذِهِ الْمَشْرُبَةِ.

کہ یہ ہو کر رہے گا، پس جب میں نے صبح کی نماز پڑھی میں نے اپنی تیاری کی پھر چلا حتیٰ کہ (اپنی بیٹی) حفصہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس گیا دیکھا کہ وہ رو رہی ہے، میں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے پتا نہیں، آپ ﷺ اس بالاخانے میں الگ رہ رہے ہیں۔

قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فَأَتَيْتُ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ. قَالَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ. قَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. قَالَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا حَوْلَ الْمِنْبَرِ نَفَرٌ يَبْكُونَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَأَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ. فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. قَالَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ أَيْضًا فَجَلَسْتُ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَأَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ. فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا.

پس میں چلا اور اس سیاہ فام لڑکے کے پاس آیا اور کہا: عمر (رضی اللہ عنہ) کے لیے اندر جانے کی اجازت طلب کرو، پس وہ اندر گیا اور باہر آ گیا، اس نے کہا: میں نے آپ ﷺ سے آپ کا ذکر کیا لیکن آپ ﷺ نے کوئی بات نہیں کی، پس میں مسجد میں چلا گیا، وہاں منبر کے آس پاس کچھ لوگ بیٹھے رو رہے تھے، میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور پھر میری کیفیت و حالت مجھ پر غالب آئی اور میں اس لڑکے کے پاس آیا اور کہا: عمر (رضی اللہ عنہ) کے لیے اندر جانے کی اجازت طلب کرو، وہ اندر گیا اور باہر آ گیا، اس نے کہا: میں نے آپ ﷺ سے آپ کا ذکر کیا ہے لیکن آپ ﷺ نے کوئی بات نہیں کی، پس میں مسجد کی طرف چلا گیا وہاں بیٹھ گیا اور پھر مجھ پر وہی کیفیت غالب آئی اور میں اس لڑکے کے پاس آیا تو میں نے کہا: عمر کے لیے اندر جانے کی اجازت طلب کرو، وہ اندر گیا اور باہر آ کر کہا: میں نے آپ ﷺ سے آپ کا ذکر کیا لیکن آپ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا۔

قَالَ فَوَلَّيْتُ مُنْطَلِقًا فَإِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي فَقَالَ: ادْخُلْ فَقَدْ أُذِنَ لَكَ فَدَخَلْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ مُتَّكِئٌ عَلَى رَمْلٍ حَصِيرٍ قَدْ رَأَيْتُ أَثَرَهُ فِي جَنْبِهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ قَالَ: لَا. قُلْتُ اللهُ أَكْبَرُ لَقَدْ رَأَيْتُنَا يَا رَسُولَ اللهِ وَنَحْنُ مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ فَتَغَضَّبْتُ يَوْمًا عَلَى امْرَأَتِي فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِي فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ فَقَالَتْ: مَا تُنْكِرُ فَوَاللهِ

پس میں چلتے ہوئے مڑا تو وہ لڑکا مجھے بلانے لگا کہ اندر چلے جائیں آپ کو اجازت مل گئی ہے، میں اندر گیا تو نبی ﷺ کو ایک بوریے پر تکیہ لگائے دیکھا اس کے نشان آپ ﷺ کے پہلو پر تھے، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں،“ میں نے کہا، اللہ اکبر۔ اللہ کے رسول! آپ ﷺ ہمارے بارے جانتے ہی ہیں کہ ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب تھے۔ جب ہم مدینہ آئے تو ہم نے لوگوں کو دیکھا کہ

إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ. قَالَ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ أَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَتْ نَعَمْ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَانَا الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ. فَقُلْتُ قَدْ خَابَتْ مَنْ فَعَلَتْ ذَلِكَ مِنْكُنَّ وَخَسِرَتْ أَتَأْمَنُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ يَغْضَبَ اللهُ عَلَيْهَا لِغَضَبِ رَسُولِهِ فَإِذَا هِيَ قَدْ هَلَكَتْ، فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ.

ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں۔ ہماری عورتیں بھی ان کی عورتوں سے سیکھنے لگیں، میں ایک دن اپنی بیوی سے ناراض ہوا تو وہ مجھے ترکی بہ ترکی جواب دینے لگی، میں نے اسے برا محسوس کیا تو اس نے کہا: آپ کیوں برا محسوس کرتے ہیں، اللہ کی قسم! نبی ﷺ کی بیویاں بھی آپ ﷺ کو جواب دے دیتی ہیں۔ ان میں سے کوئی تو دن سے رات تک آپ ﷺ سے قطعی تعلق کر لیتی ہیں، میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا: کیا تم رسول اللہ ﷺ کو جواب دے لیتی ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں، ہم میں سے کوئی تو دن سے رات تک آپ ﷺ سے قطع تعلق کر لیتی ہے۔ میں نے کہا: تم میں سے جس نے ایسے کیا وہ تو ناکام و نامراد ہو گئی، کیا تم میں سے کوئی اس سے بے خوف ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کی وجہ سے اللہ اس پر ناراض ہو جائے تب تو وہ ہلاک ہو گئی؟ پس نبی ﷺ نے تبسم فرمایا۔

قَالَ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ لَا تُرَاجِعِي رَسُولَ اللهِ ﷺ وَلَا تَسْأَلِيهِ شَيْئًا وَسَلِينِي مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ صَاحِبَتُكِ أَوْسَمَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَ: فَتَبَسَّمَ أُخْرَى فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَسْتَأْنِسُ قَالَ ((نَعَمْ)). قَالَ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَمَا رَأَيْتُ فِي الْبَيْتِ إِلَّا أَهَبَةً ثَلَاثَةً. قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يُوَسِّعَ عَلَى أُمَّتِكَ فَقَدْ وَسَّعَ عَلَى فَارِسَ وَالرُّومِ وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَهُ. فَاسْتَوَى جَالِسًا فَقَالَ ((أَوَفِي شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولَئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا)).

میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا: رسول اللہ ﷺ کو جواب دیا کرو نہ آپ ﷺ سے کسی چیز کا مطالبہ کیا کرو تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے مانگا کریں، کہیں دھوکے میں نہ رہنا کہ تمہاری ساتھی (عائشہ رضی اللہ عنہا) تم سے زیادہ خوب صورت اور رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب ہیں، پس نبی ﷺ نے دوسری بار تبسم فرمایا، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں (آپ ﷺ کا) دل لگاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے گھر میں صرف تین چمڑے ہی دیکھے، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ آپ ﷺ کی امت کو خوشحالی عطا فرمائے اس نے فارس و روم کو خوش حالی عطا کی ہے جبکہ وہ اس کی پوجا بھی نہیں کرتے، پس آپ ﷺ صحیح ہو کر سیدھے بیٹھ گئے تو فرمایا: ''ابن خطاب! کیا تم ابھی تک شک میں ہو؟ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کی اچھائیوں کا بدلہ انہیں دنیا کی زندگی میں ہی دے دیا گیا ہے۔''

قَالَ وَكَانَ أَقْسَمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى نِسَائِهِ شَهْرًا فَعَاتَبَهُ

آپ ﷺ نے قسم اٹھائی تھی کہ آپ ﷺ مہینہ بھر اپنی

اللهُ فِي ذَلِكَ وَجَعَلَ لَهُ كَفَّارَةَ الْيَمِينِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ بَدَأَ بِي فَقَالَ ((يَا عَائِشَةُ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ شَيْئًا فَلَا تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ)). قَالَتْ: ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ) (الاحزاب: ٥٩) الآيَةَ. قَالَتْ: عَلِمَ وَاللهِ! أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ، فَقُلْتُ أَفِي هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الآخِرَةَ. قَالَ مَعْمَرٌ فَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ لَا تُخْبِرْ أَزْوَاجَكَ أَنِّي اخْتَرْتُكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّمَا بَعَثَنِي اللهُ مُبَلِّغًا وَلَمْ يَبْعَثْنِي مُتَعَنِّتًا)).

بیویوں کے پاس نہیں جائیں گے اللہ نے اس پر آپ کی سرزنش کی اور اسے قسم کے کفارے میں بدل دیا۔ امام زہری کہتے ہیں عروہ نے مجھے بتایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب انتیس دن گزر گئے تو نبی ﷺ سب سے پہلے میرے ہاں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! میں تم سے ایک چیز ذکر کرنے لگا ہوں جلدی میں کوئی فیصلہ نہ کرنا حتی کہ تم اپنے والدین سے مشورہ کر لو۔" پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "اے نبی! اپنی بیویوں سے فرما دیں..." انہوں نے بیان کیا، اللہ کی قسم! آپ ﷺ خوب جانتے تھے کہ میرے والدین کبھی بھی مجھے آپ ﷺ سے علیحدگی اختیار کرنے کا حکم نہیں دیں گے، میں نے کہا: کیا میں اس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی؟ میں اللہ، اس کے رسول اور دار آخرت کو چاہتی ہوں، معمر نے کہا کہ مجھے ایوب نے خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کیا، اللہ کے رسول! اپنی ازواج مطہرات کو نہ بتانا کہ میں نے آپ ﷺ کا انتخاب کیا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "مجھے مبلغ (پہنچا دینے والا) بنا کر بھیجا گیا ہے، مجھے مشقت میں ڈالنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ کئی ایک طرق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ١٥١٦

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٤٦٨، صحيح مسلم: ١٤٧٩، سنن ابن ماجه: ٤١٥٣، مسند احمد : ٢٢٢، صحيح ابن حبان: ٤١٨٨،

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے درمیان باریاں تقسیم کی ہوئی تھیں جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ مغرب سے دوسرے دن عصر تک ایک بیوی کا وقت ہوتا اسی میں عبادات اور وفود وغیرہ سے ملاقاتیں بھی ہوتیں لہٰذا جو وقت بچتا وہ آپ ﷺ اپنی اسی زوجہ محترمہ کے ہاں گزارتے جس کی باری ہوتی تھی۔ نماز عصر کے بعد مغرب تک آپ ﷺ اپنے تمام گھروں میں تھوڑے تھوڑے وقت کے لیے تشریف لے جاتے، حال احوال معلوم کرتے اور پھر مغرب کے بعد دوسری بیوی کی باری شروع ہو جاتی۔

(۲) آپ ﷺ اس دوران سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں کچھ زیادہ وقت گزارتے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے باہمی مشورے سے معلوم کیا تو آپ ﷺ کی تاخیر کا سبب یہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ وہاں شہد استعمال کرتے ہیں چنانچہ دونوں نے مشورہ کیا

کہ رسول اللہ ﷺ جس کے پاس بھی تشریف لائیں تو وہ آپ ﷺ کو بتائے کہ آپ کے منہ سے مغافیر بوٹی کی بُو آرہی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو صرف زینب رضی اللہ عنہا کے گھر سے شہد ہی پیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کسی مکھی نے مغافیر کے پودے سے رس چوس لیا ہو اور اس کی بُو شہد میں آگئی ہو لہٰذا میں آئندہ شہد استعمال نہیں کروں گا اس پر آپ ﷺ نے قسم اٹھالی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کی ہے وہ اپنے آپ پر حرام کیوں کرتے ہیں لہٰذا آپ اپنی قسم کا کفارہ دے کر قسم کو ختم کر دیں۔ پھر آپ ﷺ نے سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ یہ بات کسی دوسرے کو نہ بتانا چنانچہ انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتادیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ساری صورتحال سے آگاہ فرمایا۔ جب آپ ﷺ نے سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ آپ نے یہ راز کیوں فاش کیا ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ آپ کو کس نے بتایا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جاننے والے اور خبر رکھنے والے (اللہ تعالیٰ) نے خبر دی ہے۔

(۳) ایک روایت شیعہ مفسر علی بن ابراہیم قمی نے بھی نقل کی ہے۔ کہ ایک مرتبہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی باری والے دن سیّدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے ہم بستری کرلی، جب سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو وہ ناراض ہوئیں اور انہوں نے اعتراض کیا کہ آپ نے میری باری میں سیّدہ ماریہ رضی اللہ عنہا سے تعلقات قائم کر لیے ہیں فقال کفی فقد حرمت مارية على نفسي ولا اطأها بعد هذا ابدا "تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ماریہ کو اپنے آپ پر حرام کرلیا ہے آئندہ میں کبھی بھی اس سے وطی نہیں کروں گا"۔

اور ساتھ ہی آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تجھے ایک راز کی بات بتاتا ہوں تم نے کسی اور کو یہ نہیں بتانا فقالت نعم ما هو؟ فقال ان ابابكر يلي الخلافة بعدي ثم من بعده ابوك فقالت من اخبرك بهذا قال الله اخبرني فاخبرت حفصة عائشة من يومها (تفسیر قمی ص ۲/۳۷۶، شان نزول سورۃ التحریم) "تو سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی کہ ٹھیک ہے (میں کسی کو نہیں بتاتی) وہ کیا راز کی بات ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہوگا اور اس کے بعد تیرا باپ (عمر بن خطاب) خلیفہ ہوگا۔ تو سیّدہ حفصہ کہنے لگی کہ آپ کو یہ کس نے بتایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے۔ تو سیّدہ حفصہ نے یہ بات ان کی باری والے دن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتادی۔"

اس روایت سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ آپ ﷺ نے جو چیز اپنے لیے حرام کی تھی وہ سیّدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں جس پر یہ سورت نازل ہوئی اور دوسری یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد خلافت کے حق دار اور ان کی ترتیب بھی بیان کر دی تھی۔ جسے شیعہ مفسر نے ایک طویل روایت میں ذکر کیا ہے۔

(۴) یہ دونوں واقعات شہد کو حرام کرنے والا اور سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا والا اس سورۃ کا شان نزول ہوسکتے ہیں ان میں کوئی تعارض نہیں۔

(۵) یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ مختار کل نہیں کہ اپنی مرضی سے آپ ﷺ حلال و حرام کا فیصلہ فرمائیں یہ اختیار صرف اللہ رب العزت کے پاس ہے۔ اگر یہ اختیار رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی نہیں تو پھر کسی اور مُفتی، پیر، مجتہد اور فقیہ کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ وہ وحی الٰہی کے بغیر حلال کو حرام یا حرام کو حلال قرار دے دیں اور اس کے مقلدین پر اس کی تقلید بھی لازم ہو۔ نہیں، کوئی نہیں، ہرگز کوئی نہیں۔ واللہ کوئی نہیں۔

(۶) "ایلاء" کے مسئلہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث نمبر ۱۲۰۱ کے فوائد۔

(۷) "مسئلہ تخییر" کی وضاحت کے لیے حدیث نمبر ۳۲۰۴ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

(۸) سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو وضوء کروانا ان کی آپس میں محبّت اور باہمی عقیدت واحترام کی دلیل ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

66- باب وَمِنْ سُورَةِ نٓ

سورۂ نون والقلم کی آیات کی تفسیر

3319: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ أُنَاسًا عِنْدَنَا يَقُولُونَ فِي الْقَدَرِ. فَقَالَ عَطَاءٌ لَقِيتُ الْوَلِيدَ بْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اكْتُبْ فَجَرَى بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الأَبَدِ)). وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَفِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

عبدالواحد بن سلیم نے بیان کیا، میں مکہ پہنچا تو میں عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے ملا، میں نے کہا: ابو محمد! ہمارے ہاں کچھ لوگ تقدیر کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں، عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں ولید بن عبادہ بن صامت رحمۃ اللہ علیہ سے ملا تو انہوں نے کہا: میرے والد (عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ) نے مجھے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا تو اسے کہا: لکھ پس اس نے قیامت تک ہونے والے واقعات لکھ دیے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔ اور انہوں نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک اس کی سند عبدالواحد بن سلیم کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٢٧٠٥،

فوائد الحدیث: (١) مسئلہ تقدیر کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ٢١٣٣ اور حدیث نمبر ٢١٣٧ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

(٢) واقعہ کی تفصیل حدیث نمبر ٢١٥٥ میں پڑھیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

67- باب وَمِنْ سُورَةِ الْحَاقَّةِ

سورۂ الحاقہ کی آیات کی تفسیر

3320: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قَيْسٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنِ الأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ زَعَمَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِي الْبَطْحَاءِ

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ وہ وادی بطحاء میں رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، کہ بادل کا ٹکڑا انکے اوپر سے گزرا، انہوں نے اس کی طرف دیکھا، تو رسول اللہ ﷺ نے

فِي عِصَابَةٍ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ فِيهِمْ إِذْ مَرَّتْ عَلَيْهِمْ سَحَابَةٌ فَنَظَرُوا إِلَيْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((هَلْ تَدْرُونَ مَا اسْمُ هَذِهِ)). قَالُوا نَعَمْ هَذَا السَّحَابُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَالْمُزْنُ)). قَالُوا وَالْمُزْنُ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَالْعَنَانُ)). قَالُوا وَالْعَنَانُ. ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((هَلْ تَدْرُونَ كَمْ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ)). فَقَالُوا لَا وَاللهِ مَا نَدْرِي. قَالَ ((فَإِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَهُمَا إِمَّا وَاحِدَةٌ وَإِمَّا اثْنَتَانِ أَوْ ثَلَاثٌ وَسَبْعُونَ سَنَةً وَالسَّمَاءُ الَّتِي فَوْقَهَا كَذَلِكَ)). حَتَّى عَدَّدَهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ كَذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ ((فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ أَعْلَاهُ وَأَسْفَلِهِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى السَّمَاءِ، وَفَوْقَ ذَلِكَ ثَمَانِيَةُ أَوْعَالٍ بَيْنَ أَظْلَافِهِنَّ وَرُكَبِهِنَّ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ظُهُورِهِنَّ الْعَرْشُ بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلَاهُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ وَاللهُ فَوْقَ ذَلِكَ)). قَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ أَلَا يُرِيدُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدٍ أَنْ يَحُجَّ حَتَّى نَسْمَعَ مِنْهُ هَذَا الْحَدِيثَ.

فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ اس کا نام کیا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، یہ بادل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”((وَالْمُزْن))؟“ انہوں نے عرض کیا: المزن، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”العنان“؟ انہوں نے عرض کیا، العنان، پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ و دوری ہے؟“ انہوں نے عرض کیا، نہیں، اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان دونوں کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ اکہتر، بہتر یا تہتر سال کی مسافت کے برابر ہے، اور اس کے اوپر جو آسمان ہے وہ بھی اسی طرح (دور) ہے۔“ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے انہیں سات آسمان اسی طرح شمار کیے، پھر فرمایا: ”ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے جس کی گہرائی اس طرح ہے جس طرح آسمان سے دوسرے آسمان تک فاصلہ ہے، اس کے اوپر آٹھ پہاڑی بکرے ہیں ان کے سینگوں اور گھٹنوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جس قدر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک، پھر ان کی پشت پر عرش ہے اور اس کے نچلے حصے اور بالائی حصے کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جس قدر آسمان سے دوسرے آسمان تک فاصلہ ہے، اور اللہ اس سے اوپر ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَرَوَى الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ سِمَاكٍ نَحْوَهُ وَرَفَعَهُ. وَرَوَى شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكٍ بَعْضَ هَذَا الْحَدِيثِ وَأَوْقَفَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ الرَّازِيُّ.

ولید بن ثور نے سماک سے اسی مانند روایت کیا اور اس کو مرفوع بیان کیا ہے۔ اور شریک نے سماک سے اس حدیث کا کچھ حصہ روایت کیا اور اس کو موقوف بیان کیا ہے مرفوع بیان نہیں کیا۔ عبدالرحمٰن یہ ابن عبداللہ بن سعد رازی ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں عبداللہ بن عمیرہ مجہول ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٣٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٧٢٣۔ ٤٧٢٥، سنن ابن ماجه: ١٩٣، مسند احمد: ١٧٧٠

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

لیکن امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت سے اللہ تعالیٰ کے عرش کا ثبوت پیش کیا ہے۔ کیونکہ سورۃ الحاقہ کی آیت نمبر ۱۷ میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے عرش کا ذکر ہے اسی مناسبت سے اس روایت کو سورۃ الحاقہ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے۔

3321: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ الرَّازِيُّ وَهُوَ النَّشْتَكِيُّ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ رَحِمَهُ اللهُ أَخْبَرَهُ: كَذَا قَالَ أَخْبَرَهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلاً بِبُخَارَى عَلَى بَغْلَةٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَيَقُولُ كَسَانِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سعد رازی (وہ دشتکی ہیں) نے بیان کیا کہ ان کے والد نے انہیں بتایا کہ ان کے والد نے انہیں بتایا کہ میں نے بخارا میں ایک آدمی کو خچر پر دیکھا اس نے کالا عمامہ باندھا ہوا تھا۔ اور وہ کہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ اسے پہنایا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں عبدالرحمن کا دادا مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠٣٨، وسنن نسائی کبریٰ: ٦٩٣٨

فوائد الحدیث: اس روایت سے صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ عبدالرحمن بن سعد الرازی کے دادا جان تابعی تھے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

68- باب وَمِنْ سُورَةِ سَأَلَ سَائِلٌ

سورۂ سأل سائل (المعارج) کی آیات کی تفسیر

3322: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (كَالْمُهْلِ) (المعارج: ٨) قَالَ ((كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَإِذَا قَرَّبَهُ إِلَى وَجْهِهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهِ فِيهِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((كَالْمُهْلِ)) کی تفسیر میں روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیل کی تلچھٹ کی طرح، پس جب وہ اسے اپنے چہرے کے قریب کرے گا تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف رشدین کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) دیکھیں حدیث ۲۵۸۱

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٤١٣، ٦٥٣٩، صحیح مسلم: ١٠١٦، سنن ابن ماجه: ١٨٥، ١٨٤٣، سنن نسائی: ٥/٧٥، مسند احمد: ١٨٢٤٦، صحیح ابن حبان: ٢٨٠٤

فوائد الحدیث: (۱) سورۃ المعارج کی آیت نمبر ۸ میں قیامت کے دن کی ہولناکیوں کو بیان کیا گیا ہے، اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ ”آسمان تیل کی تلچھٹ کی طرح پگلا ہوگا“۔ کہ اگر اس کو چہرے کے قریب کیا جائے تو اس کی حدت / گرمی کی وجہ سے چہرے کی کھال اکھڑ کر اس میں گر جائے۔

(۲) یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

69- باب وَمِنْ سُورَةِ الْجِنِّ

سورۂ الجن کی آیات کی تفسیر

3323: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ: مَا قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْجِنِّ وَلَا رَآهُمْ، انْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ، فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ إِلَى قَوْمِهِمْ، فَقَالُوا مَا لَكُمْ قَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ. فَقَالُوا مَا حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا مِنْ أَمْرٍ حَدَثَ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنوں کو قرآن پڑھ کر سنایا نہ انہیں دیکھا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کی جماعت میں عکاظ کے بازار کا قصد کیا، اس زمانہ میں شیاطین اور آسمان کی خبریں چُرا لینے کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی گئی تھی اور ان پر آسمان سے آگ کے انگارے چھوڑے جاتے تھے، پس وہ شیاطین اپنی قوم کے پاس لوٹ کر آئے تو انہوں نے کہا: تمہارا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی گئی ہے اور ہم پر آسمان سے آگ کے انگارے چھوڑے جاتے ہیں، انہوں نے کہا: ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ کسی خاص بات کے پیش آنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے پس ساری زمین پر اس کے مشرق و مغرب میں پھیل جاؤ اور دیکھو کہ یہ کیا چیز ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان حائل ہو گئی ہے۔

قَالَ: فَانْطَلَقُوا يَضْرِبُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَبْتَغُونَ مَا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَانْصَرَفَ أُولَئِكَ النَّفَرُ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا إِلَى تِهَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدًا إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ اسْتَمَعُوا لَهُ فَقَالُوا: هَذَا وَاللهِ الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ. قَالَ فَهُنَالِكَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا يَا قَوْمَنَا ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا﴾ (الجن: ١-٢) فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ﴾ (الجن: ١) وَإِنَّمَا أُوحِيَ

پس وہ زمین کے مشرق و مغرب میں پھیل کر اس چیز کو تلاش کرنے لگے جو ان کے اور آسمان کی خبروں کے درمیان حائل ہوئی ہے، پس وہ جو تلاش میں نکلے تھے ان میں سے کچھ تہامہ کی طرف آ نکلے اور وہاں رسول اللہ ﷺ کھجور کے ایک باغ میں ٹھہرے ہوئے تھے آپ ﷺ کا قصد سوق عکاظ کا تھا، آپ وہاں اپنے ساتھیوں کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے، جب انہوں نے قرآن سنا تو غور کے ساتھ اسے سنا، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ وہ چیز ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان حائل ہو گئی ہے۔ پس وہ وہیں سے اپنی قوم کے پاس واپس گئے اور کہا: ہماری قوم! ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي

إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ.

إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا﴾ ”ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے، جو نیکی کی راہ دکھلاتا ہے، ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں، اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔“ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: ﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ﴾ ”آپ فرما دیں کہ میرے پاس وحی آئی ہے اس بات کی کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن مجید سنا۔“ جنوں کا قول آپ ﷺ کی طرف وحی کیا گیا۔

قَالَ وَبِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَوْلُ الْجِنِّ لِقَوْمِهِمْ ﴿لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾ (الجن: ١٩) قَالَ لَمَّا رَأَوْهُ يُصَلِّي وَأَصْحَابُهُ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ فَيَسْجُدُونَ بِسُجُودِهِ قَالَ تَعَجَّبُوا مِنْ طَوَاعِيَةِ أَصْحَابِهِ لَهُ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ ﴿لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾ (الجن: ١٩).

اسی اسناد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا: جنوں کا اپنی قوم سے یہ قول ہے: ﴿لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾ ”جب اللہ کا بندہ کھڑا ہوا وہ اسے پکارتا تھا قریب تھا کہ لوگ اس پر اکٹھے ہو کر گر پڑتے۔“ فرمایا: جب انہوں نے آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے اصحاب کو آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے ہیں تو وہ بھی سجدہ کرتے ہیں۔ پس وہ صحابہ کرام کو آپ ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے دیکھ کر تعجّب کرنے لگے پس انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ﴿لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٢٣٦٩، الطبري في تفسيره: ٢٩/٢، ١٠، الحاكم: ٢/٥٠٣

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٧٧٣، صحيح مسلم: ٤٤٩، وسنن نسائی كبرىٰ: ١١٦٢٤، ١١٦٢٥، مسند احمد: ٢٢٧١، صحيح ابن حبان: ٦٥٢٦

فوائد الحديث: (١) حدیث الباب میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان کرنا کہ ما قرء رسول اللہ ﷺ علی الجن ولا رآهم ”رسول اللہ ﷺ نے جنوں کو قرآن پڑھ کر سنایا اور نہ ہی ان کو دیکھا“۔

پہلی مرتبہ کے متعلق ہے کہ آپ ﷺ نے جنات کو سنانے کے لیے نہیں پڑھا تھا بلکہ آپ ﷺ تو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے تو جنوں نے گزرتے ہوئے قرآن مجید سنا تو انہوں نے اپنی قوم کو جا کر بتایا کہ ”ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے“۔ نیز انہوں نے یہ بھی سمجھ لیا کہ اس قرآن مجید کے نزول کی وجہ سے ہی اب ہم آسمان سے خبریں نہیں لا سکتے بلکہ ہمیں آگ کے انگارے مارے جاتے ہیں۔

(٢) اس واقعہ کے بعد آپ ﷺ جنات کی دعوت پر آپ ﷺ انہیں خصوصی طور پر قرآن مجید سنانے کے لیے تشریف لے گئے۔

جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ گم ہو گئے تو ہم نے آپ ﷺ کو تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور آپ ﷺ کو وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا لیکن آپ ﷺ نہ ملے تو ہم نے وہ رات بڑی تکلیف اور پریشانی میں گزاری، جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ حراء کی طرف سے تشریف لائے تو ہم نے رات کی ساری پریشانی کے متعلق آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اتانی داعی الجن فذهبت معه فقرأت عليهم القران "کہ میرے پاس جنوں کا دعوت دینے والا آیا تو میں اس کے ساتھ گیا اور جنوں کو قرآن پڑھ کر سنایا"۔ پھر آپ ﷺ نے ہمیں لے جا کر ان کے نشانات اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے۔ (صحیح مسلم ص ۱/ ۱۸۴، کتاب الصلوٰۃ، ملخصاً)

3324: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الْجِنُّ يَصْعَدُونَ إِلَى السَّمَاءِ يَسْتَمِعُونَ الْوَحْيَ فَإِذَا سَمِعُوا الْكَلِمَةَ زَادُوا فِيهَا تِسْعًا، فَأَمَّا الْكَلِمَةُ فَتَكُونُ حَقًّا وَأَمَّا مَا زَادُ فَيَكُونُ بَاطِلاً، فَلَمَّا بُعِثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُنِعُوا مَقَاعِدَهُمْ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِإِبْلِيسَ: وَلَمْ تَكُنِ النُّجُومُ يُرْمَى بِهَا قَبْلَ ذَلِكَ، فَقَالَ لَهُمْ إِبْلِيسُ مَا هَذَا إِلَّا مِنْ أَمْرٍ قَدْ حَدَثَ فِي الأَرْضِ، فَبَعَثَ جُنُودَهُ فَوَجَدُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ قَائِمًا يُصَلِّي بَيْنَ جَبَلَيْنِ أُرَاهُ قَالَ بِمَكَّةَ فَلَقَوْهُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ هَذَا الَّذِي حَدَثَ فِي الأَرْضِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: جن آسمان کی طرف چڑھتے تھے اور وہ وحی سن لیتے تھے، پس جب وہ ایک بات سن لیتے تو اس میں نو باتیں شامل کر لیتے تھے، پس وہ بات (جو انہوں نے سنی ہوتی تھی وہ) تو حق پر مبنی ہوتی تھی اور جو انہوں نے اضافہ کیا ہوتا تھا وہ باطل ہوتا تھا، جب رسول اللہ ﷺ مبعوث کیے گئے تو انہیں ان کے بیٹھنے کی جگہوں سے روک دیا گیا، انہوں نے اس کا ابلیس سے ذکر کیا، اس سے پہلے ان پر ستارے (آگ کے انگارے) نہیں مارے جاتے تھے، ابلیس نے ان سے کہا: یہ معاملہ زمین پر کوئی خاص بات پیش آنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس نے اپنے لشکر بھیجے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دو پہاڑوں کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا کہ مکہ میں۔ پس وہ اسے جا کر ملے اور اسے بتایا، تو اس (ابلیس) نے کہا: یہی وہ خاص واقعہ ہے جو زمین پر ہوا ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٢٥٠٢، الطبراني في الكبير: ١٢٤٣١، البيهقي في الدلائل: ٢/٢٣٩

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٤٨٢

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے شیاطین آسمانوں پہ جاتے اور وہاں سے کوئی نہ کوئی خبر لے اڑتے پھر ایک کے ساتھ نو جھوٹ ملا لیتے اور لوگوں میں وہ باتیں پھیلا دیتے یا بعض روایات کے مطابق وہ خبریں نجومیوں کو بتاتے۔ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی حفاظت کے لیے فرشتوں کو مقرر فرما دیا اب جو شیاطین آسمان کی طرف جاتے تو انہیں "ستارے" مارے جاتے جنہیں "شہاب ثاقب" کہا گیا ہے۔ تو ان شیطان جنوں کو فکر لاحق ہوئی کہ ضرور کوئی نہ کوئی ایسا معاملہ پیش آگیا ہے کہ ہم آسمان سے خبریں سننے سے محروم کر دیے گئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مختلف گروپ تشکیل دیے جو گھوم پھر کر کھوج لگاتے تھے کہ کیا معاملہ پیش آگیا ہے تو ایک گروپ نے رسول اللہ ﷺ سے "وادی نخلہ" میں قرآن مجید سنا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دے دی وہ خود بھی ایمان

لے آئے اور اپنی قوم کو بھی توحید کی دعوت دینے لگے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کو جنات کے قرآن مجید سننے کی خبر بذریعہ وحی دی گئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

70- باب وَمِنْ سُورَةِ الْمُدَّثِّرِ

سورۂ المدثر کی آیات کی تفسیر

3325: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ ((بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءَ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي. فَدَثَّرُونِي فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ﴾ (المدثر: ۱-۲) إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ (المدثر: ٥) قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ)).

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جبکہ آپ ﷺ فترۃ الوحی (وحی میں وقفے) کے متعلق بات کر رہے تھے۔ فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے اپنی گفتگو میں فرمایا: "اس اثنا میں کہ میں چل رہا تھا تو میں نے آسمان سے آواز سنی، میں نے سر اٹھایا تو ایک فرشتہ تھا جو کہ حراء میں میرے پاس آیا تھا وہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا، پس میں اس کے ڈر سے گھبرا گیا، اور گھر واپس آگیا، تو میں نے کہا: مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو، پس انہوں نے مجھے کپڑا اوڑھا دیا۔" اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ﴾ "اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھیے اور (لوگوں کو) ڈرایئے"۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ "بتوں سے الگ رہیے۔" یہ نماز کی فرضیت سے پہلے نازل ہوئی تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرٍ أَبُو سَلَمَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس حدیث کو یحییٰ بن ابی کثیر نے عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمٰن عن جابر کی سند سے بیان کیا ہے۔ ابوسلمہ کا نام عبداللہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ١٩٤٨، الطبري في تفسيره: ٢٩/٩٠، ابو عوانه: ١/٩١٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤، صحیح مسلم: ١٦١، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٦٣١۔ ١١٦٣٣، مسند احمد: ١٤٢٨٧، صحیح ابن حبان: ٣٤، ٣٥

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ پر وحی غار حرا میں نازل ہوئی پھر کچھ عرصہ کے لیے وحی بند ہوگئی جس کی وجہ سے آپ ﷺ غمگین رہنے لگے تو ایک دن آپ ﷺ جا رہے تھے کہ آپ کو فضا میں جبریل علیہ السلام نظر آئے یہ پہلا موقعہ تھا کہ آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دیکھا آپ ﷺ گھبرائے گھر تشریف لائے اور کمبل اوڑھ کر سو گئے تو یہ دوسری وحی سورۃ المدثر کی صورت میں نازل ہوئی۔

(۲) سورت کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ کو چند ہدایات دی گئیں جو کہ ہر داعی اسلام اور مبلغ توحید و سُنت کے لیے لازمی ہیں۔ مثلاً

۱۔ دعوت میں ترغیب کے ساتھ ساتھ ترہیب بھی ہونی چاہیے۔ کہ صرف اعمال کے فضائل ہی نہ بیان کیے جائیں بلکہ لوگوں کو گناہوں سے بھی ڈرایا جائے اور ان کی سزا بتائی جائے۔ نیز اعمال کی قبولیت کے لیے عقیدہ توحید، اتباع سُنت اور اخلاص نیت جیسے لوازمات سے آگاہ کیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ ان کے بغیر نماز، روزہ وغیرہ کوئی عمل بھی قبول نہیں ہوگا تاکہ لوگ شرک و بدعات سے اپنے آپ کو بچائیں۔

۲۔ مبلغ کو اپنے وعظ و تبلیغ کا بنیادی عنوان عقیدہ توحید، اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور کبریائی ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں یکتائی کو بیان کیا جائے۔ نیز واعظ خود بھی اپنی تبلیغ صرف اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے لیے ہی کرے دنیا کے کسی لالچ اور دنیاوی مفادات کے لیے نہ کرے اور نہ ہی کسی دوسرے کی طاقت و قوت سے مرعوب ہو کر دعوت توحید کو چھوڑے اور نہ ہی اس میں لچک پیدا کرے۔

۳۔ دین اسلام کے داعی کو اپنے دین ایمان، عقیدے و عمل، اخلاقیات و معاملات کے لحاظ سے صاف سُتھرا ہونا چاہیے کہ اس پر کوئی مخالف انگلی نہ اٹھا سکے۔ اور اسے ہر قسم کے شرک، بدعات، جھوٹ، فراڈ، اور حرام ذرائع آمدن وغیرہ کی گندگی و نجاست سے کلی طور پر پاک و صاف ہونا چاہیے۔

3326: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ ((الصَّعُودُ جَبَلٌ مِنْ نَارٍ يَتَصَعَّدُ فِيهِ الْكَافِرُ سَبْعِينَ خَرِيفًا ثُمَّ يَهْوِي بِهِ كَذَلِكَ فِيهِ أَبَدًا)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”صعود آگ کا پہاڑ ہے کافر ستر سال تک اس پر چڑھتا رہے گا اور پھر گر پڑے گا اور یہ عمل وہاں ہمیشہ جاری رہے گا۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ. وَقَدْ رُوِيَ شَيْءٌ مِنْ هَذَا عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَوْلُهُ مَوْقُوفٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے ابن لہیعہ کی روایت کے حوالے سے ہی مرفوع جانتے ہیں۔ اور اس میں سے کچھ حصہ عطیہ عن ابی سعید کے حوالے سے موقوف روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) دیکھیں حدیث ۲۵۷۶

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۱۱۷۱۲

فوائد الحدیث: (۱) ”صعود“ ایسی گھاٹی اور پہاڑ کو بولتے ہیں جس پر چڑھنا انتہائی مشکل اور دشوار ہو۔ قیامت کے دن کی تمام مصیبتوں، اور جہنم کے عذاب کو ”صعود“ (مشکل گھاٹی) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۲) حدیث الباب میں جہنم میں آگ کے پہاڑ کو ”صعود“ کہا گیا ہے جس پر جہنمی ستر سال تک بڑی مشکل سے چڑھے گا اور پھر گر پڑے گا۔ یہ عذاب اسے مسلسل ہوتا رہے گا۔ (لیکن اس روایت کی سند کمزور ہے)۔

3327: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ نَاسٌ مِنَ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کچھ یہودیوں نے نبی ﷺ کے چند اصحاب سے کہا: کیا تمہارے نبی جہنم کے

الْيَهُودِ لأُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ هَلْ يَعْلَمُ نَبِيُّكُمْ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ؟ قَالُوا لَا نَدْرِي حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا. فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ غُلِبَ أَصْحَابُكَ الْيَوْمَ. قَالَ ((وَبِمَ غُلِبُوا)). قَالَ: سَأَلَهُمْ يَهُودُ هَلْ يَعْلَمُ نَبِيُّكُمْ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالَ ((فَمَا قَالُوا)). قَالَ: قَالُوا: لَا نَدْرِي حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا. قَالَ ((أَفَغُلِبَ قَوْمٌ سُئِلُوا عَمَّا لَا يَعْلَمُونَ فَقَالُوا لَا نَعْلَمُ حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا لَكِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوا نَبِيَّهُمْ فَقَالُوا أَرِنَا اللهَ جَهْرَةً) (النساء: ١٥٣) عَلَيَّ بِأَعْدَاءِ اللهِ إِنِّي سَائِلُهُمْ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ وَهِيَ الدَّرْمَكُ)). فَلَمَّا جَاءُوا قَالُوا يَا أَبَا الْقَاسِمِ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالَ ((هَكَذَا وَهَكَذَا)). فِي مَرَّةٍ عَشَرَةٌ وَفِي مَرَّةٍ تِسْعٌ. قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا تُرْبَةُ الْجَنَّةِ)). قَالَ فَسَكَتُوا هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالُوا خُبْزَةٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْخُبْزُ مِنَ الدَّرْمَكِ)).

داروغوں کی تعداد کے بارے میں جانتے ہیں کہ وہ کتنے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم نہیں جانتے حتیٰ کہ ہم اپنے نبی ﷺ سے پوچھ لیں، پس ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا: محمد (ﷺ)! آج آپ ﷺ کے اصحاب مغلوب ہوگئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کس وجہ سے مغلوب ہوگئے؟'' اس نے کہا: یہودیوں نے ان سے پوچھا کیا تمہارے نبی جانتے ہیں کہ جہنم کے داروغوں کی تعداد کتنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہوں نے کیا کہا؟'' اس نے کہا: انہوں نے کہا: ہم نہیں جانتے حتیٰ کہ ہم اپنے نبی ﷺ سے پوچھ لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ لوگ مغلوب ہوگئے جن سے ایسی چیز کے بارے میں پوچھا گیا جسے وہ جانتے نہیں اور انہوں نے کہا: ہم نہیں جانتے حتیٰ کہ ہم اپنے نبی ﷺ سے پوچھ لیں۔ لیکن انہوں (یہود) نے تو اپنے نبی سے سوال کیا تھا تو کہا تھا: ہمیں اللہ کو ظاہر دکھادے۔ اللہ کے دشمنوں کو میرے پاس لاؤ میں ان سے جنت کی مٹی کے بارے میں پوچھتا ہوں اور وہ سفید میدہ ہے۔'' جب وہ آئے تو انہوں نے کہا: ابو القاسم (ﷺ)! جہنم کے داروغوں کی تعداد کتنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اتنی اور اتنی'' ایک بار دس اور ایک بار نو بتایا یعنی: انیس، انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، نبی ﷺ نے انہیں کہا: ''جنت کی مٹی کیسی ہے؟'' کچھ دیر وہ خاموش رہے اور پھر کہا: ابو القاسم (ﷺ)! روٹی (کی سی)، نبی ﷺ نے فرمایا: ''میدے کی روٹی۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ مُجَالِدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو اس طریق سے مجالد کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں مجالد ضعیف ہے۔ ضعیف الترمذی: ٦٥٨

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٢٩٢٨، مسند احمد: ١١٠٠٢، ١٤٨٨٣

فوائد الحدیث: (١) اہل کتاب عیسائی اور یہودی جانتے تھے کیونکہ ان کی کتاب میں دوزخ کے داروغے فرشتوں کی تعداد موجود تھی اس لیے انہوں نے بطور امتحان یہ سوال داغ دیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو ان کی تعداد انیس (١٩) بتادی۔

(۲) پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے سوال کر دیا کہ جنّت کی مٹی کیسی ہے کیونکہ پہلی کتابوں میں جنّت کی صفات بھی تو مذکور تھیں۔ چنانچہ کچھ غور کرنے کے بعد انہوں نے بتایا کہ روٹی جیسی ہے تو آپ ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ میدے کی روٹی جیسی ہے۔

3328: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ أَخْبَرَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْقُطَعِيُّ وَهُوَ أَخُو حَزْمِ بْنِ أَبِي حَزْمٍ الْقُطَعِيِّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذِهِ الآيَةِ (هُوَ أَهْلُ التَّقْوَى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ) (المدثر: ٥٦) قَالَ ((قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَا أَهْلٌ أَنْ أُتَّقَى فَمَنِ اتَّقَانِي فَلَمْ يَجْعَلْ مَعِي إِلَهًا فَأَنَا أَهْلٌ أَنْ أَغْفِرَ لَهُ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے اس آیت: ((هو أهل التقوى وأهل المغفرة)) کی تفسیر میں فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ”میں اس لائق ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے پس جو مجھ سے ڈر گیا وہ میرے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں بناتا، اور پھر میں اس لائق ہوں کہ میں اسے بخش دوں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَسُهَيْلٌ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ قَدْ تَفَرَّدَ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ ثَابِتٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ سہیل حدیث میں قوی نہیں، اس حدیث میں سہیل کا ثابت سے تفرد ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں سہیل بن عبداللہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٩٩، سنن نسائی کبریٰ: ١١٦٣٠

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ ہی اس بات کا حق رکھتا ہے کہ انسان صرف اسی سے ڈرے اس کے علاوہ کسی کا خوف اور ڈر اپنے دل میں نہ رکھے، خواہ کوئی مال دار ہو یا ظالم و جابر حکمران وغیرہ۔ کیونکہ جب انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا تو پھر وہ اس کی نافرمانی نہیں کرے گا اس کی قائم کردہ حدود سے تجاوز نہیں کرے گا۔

(۲) بخشش کی قدرت کا مالک بھی وہی اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہنا چاہیے۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

71- باب وَمِنْ سُورَةِ الْقِيَامَةِ

سورۂ القیامہ کی آیات کی تفسیر

3329: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ (القيامه: ١٦) قَالَ: فَكَانَ يُحَرِّكُ بِهِ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوتا تھا تو آپ ﷺ اسے حفظ کرنے کے ارادے سے اپنی زبان مبارک ہلایا کرتے تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ ”آپ ﷺ جلدی جلدی (قرآن یاد کرنے) کے لیے

شَفَتَيْهِ وَحَرَّكَ سُفْيَانُ شَفَتَيْهِ.

اپنی زبان نہ ہلایا کریں۔" راوی نے ﷺ بیان کیا، آپ اپنے ہونٹ ہلاتے تھے، سفیان رحمہ اللہ نے اپنے ہونٹ ہلائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ عَلِيٌّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَثْنَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَلَى مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ خَيْرًا.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ علی نے کہا: یحییٰ بن سعید نے کہا: سفیان ثوری نے موسیٰ بن ابی عائشہ کی اچھی تعریف کی۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٥٢٧، الطبراني في الكبير: ١٢٢٩٧، البغوي في تفسيره: ٤/٤٢٣

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٥، صحيح مسلم: ٤٤٨، سنن نسائی: ٢/١٤٩-١٥٠، مسند احمد: ١٩١٠، ابن حبان: ٣٩

فوائد الحديث: (۱) رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام جب وحی لے کر آتے اور آپ ﷺ کو سناتے تو رسول اکرم ﷺ جلدی جلدی پڑھتے تاکہ وحی کا کوئی حصہ رہ نہ جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو جلدی کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ جب ہم پڑھیں تو آپ بھی پیچھے پیچھے پڑھیں اس کو جمع کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمے ہے، پھر اس کی تشریح و توضیح اور بیان کے بھی ہم ہی ذمہ دار ہیں۔

(۲) ان آیات سے ثابت ہوا کہ حدیث رسول ﷺ بھی وحی الٰہی ہے۔

3330: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِي شَبَابَةُ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ ثُوَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَمَنْ يَنْظُرُ إِلَى جِنَانِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَخَدَمِهِ وَسُرُرِهِ مَسِيرَةَ أَلْفِ سَنَةٍ وَأَكْرَمَهُمْ عَلَى اللهِ مَنْ يَنْظُرُ إِلَى وَجْهِهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً)). ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (القيامه: ٢٢-٢٣).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنتیوں میں سے سب سے کم درجے والا جنتی وہ ہے جو ہزار برس کی مسافت سے اپنے باغات، اپنی ازواج، اپنے خادم اور اپنے تختوں کو دیکھ لے گا، اور اللہ عزوجل کے ہاں ان میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو صبح و شام اس کے چہرے کی طرف دیکھتا ہے،" پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ "بعض چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے اور وہ اپنے رب کا دیدار کر رہے ہوں گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ قَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ مِثْلَ هَذَا مَرْفُوعًا. وَرَوَى عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبْجَرَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ کئی ایک نے اسے اسرائیل کے حوالے سے اسی مانند مرفوع روایت کیا ہے۔ عبدالملک بن ابجر نے اسے ثویر کے حوالے سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کا قول نقل کیا ہے اور اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔

وَرَوَى الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا ذَكَرَ فِيهِ عَنْ مُجَاهِدٍ غَيْرَ الثَّوْرِيِّ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ. ثُوَيْرٌ يُكْنَى أَبَا جَهْمٍ وَأَبُو

اشجعی نے سفیان عن ثویر عن مجاہد کی سند سے ابن عمر کا قول نقل کیا ہے اور اسے مرفوع نقل نہیں کیا اور ہم کسی کو نہیں جانتے کہ اس نے اس میں ثوری کے علاوہ عن مجاہد ذکر کیا ہو۔ اسی کے ساتھ ہم کو ابو کریب نے حدثنا عبید اللہ الاشجعی عن

فَاخِتَةَ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ عِلَاقَةَ.

سفیان کی سند سے روایت کیا ہے۔ ثویر کی کنیت ابو جہم ہے، اور ابو فاختہ کا نام سعید بن علاقہ ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں ثویر راوی ضعیف ہے۔ دیکھیں حدیث ۲۵۵۳۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٤٦٢٣

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں مذکور آیات بینات اور دیگر صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جنتی لوگوں کو جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا، البتہ درجات کے لحاظ سے کسی کو کم دیدار کی سعادت ملے گی اور کوئی بہت زیادہ خوش نصیب ہوگا کہ اُسے صبح و شام یہ سعادت نصیب ہوگی اور کئی لوگوں کو اس سے بھی کم عرصے میں۔ (اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۵۲۸ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

(۲) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی صفت "چہرے" کا انکار کرتے ہیں یا اس کی تاویلیں کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے "دیدار" سے محروم ہی نہ کر دے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

72- باب وَمِنْ سُورَةِ عَبَسَ

سورۂ عبس کی آیات کی تفسیر

3331: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ هَذَا مَا عَرَضْنَا عَلَى هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُنْزِلَ (عَبَسَ وَتَوَلَّى) (عبس: ١) فِي ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرْشِدْنِي وَعِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ مِنْ عُظَمَاءِ الْمُشْرِكِينَ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعْرِضُ عَنْهُ وَيُقْبِلُ عَلَى الْآخَرِ وَيَقُولُ: أَتَرَى بِمَا أَقُولُ بَأْسًا فَيُقَالُ لَا. فَفِي هَذَا أُنْزِلَ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ((عبس وتولی)) "منہ بنایا اور منہ پھیر لیا۔" نابینا صحابی ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو کہنے لگے: اللہ کے رسول! میری راہنمائی فرمائیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بڑا مشرک بیٹھا ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ اس (صحابی) سے اعراض کرنے لگے اور دوسرے کی طرف توجہ کرنے لگے اور فرمانے لگے: "تیرا کیا خیال ہے کہ میں جو کہہ رہا ہوں اس میں کوئی حرج ہے؟" تو وہ کہتا: نہیں، پس اس کے متعلق یہ نازل ہوا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أُنْزِلَ (عَبَسَ وَتَوَلَّى) فِي ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ان میں سے بعض نے اس حدیث کو ہشام بن عروہ عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا سورہ عبس ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی اور انہوں نے اس میں عن عائشہ کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه ابو يعلى: ٤٨٤٨، الطبري في تفسيره: ٣٠/٥٠

تخریج الحدیث: العلل للمصنف: ٤٠١، صحيح ابن حبان: ٥٣٥، مستدرک حاکم: ٣٩٥١

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا اخلاص اور ہدایت کی طلب صادق تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے طرز عمل پر بھی نقد فرمایا ہے کہ جو لوگ ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں آپ کو ان کی آمد پر ناگواری کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ اور جو لوگ بے رخی اختیار کرتے ہیں اور اپنے فائدے کی چیز کے حصول میں ناز و نخرے دکھاتے ہیں ان کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں۔ آپ ﷺ تبلیغ کریں جو چاہے وہ حق بات کو قبول کرے اس میں اسی کا ہی فائدہ اور نجات ہے اور جو آپ کی نصیحت قبول نہیں کرے گا تو اس کا وبال اسی پر ہی ہوگا۔ وَ لَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۝۱۱۹

(۲) ان آیات سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مبلغ اور داعی کو ان لوگوں کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے جو اس کا اشتیاق رکھتے ہوں جو دعوت دین سے اعراض کا رویہ اپنائیں ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ خواہ وہ سرمایہ دار ہوں یا کسی بڑے عہدے پر براجمان۔ لیکن افسوس ہے کہ آج کل خطباء و مبلغین کا طرز عمل اس کے بالکل الٹ ہے جس پر انہیں غور کرنا چاہیے تاکہ اصلاح کا عمل بہتر ہو سکے۔

3332: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً)). فَقَالَتِ امْرَأَةٌ أَيُبْصِرُ أَوْ يَرَى بَعْضُنَا عَوْرَةَ بَعْضٍ قَالَ ((يَا فُلَانَةُ لِكُلِّ امْرِءٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ)) (عبس: ٣٧)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَيْضًا. وَفِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم قیامت کے دن ننگے پاؤں، ننگے بدن اور ختنوں کے بغیر جمع کیے جاؤ گے۔“ ایک خاتون نے عرض کیا: کیا ہم میں سے کوئی دوسرے کا ستر دیکھے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے فلاں عورت! اس دن ہر شخص کا ایسا معاملہ ہوگا کہ وہ اسے (دوسروں سے) بے نیاز کر دے گا۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ کئی ایک طرق سے ابن عباس سے مروی ہے۔ سعید بن جبیر نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ اور اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث مروی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) انظر تحفة الاشراف: ٦٢٣٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٣٤٩، صحیح مسلم: ٢٨٦٠، سنن نسائی: ٤/١١٤ و ١١٧، مسند احمد: ١٩١٣، ٢٠٩٦، صحیح ابن حبان: ٧٣٤٧

فوائد الحدیث: یعنی حشر کے میدان میں لوگ اسی حالت میں جمع کیے جائیں گے جس طرح وہ بے لباس اور بغیر ختنے کے پیدا ہوئے تھے۔ لیکن قیامت کے دن کی ہولناکی اتنی شدید ہوگی کہ کوئی کسی دوسرے کی طرف توجہ ہی نہیں دے گا کہ وہ کس حالت میں ہے سب کو اپنی اپنی فکر ہوگی۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

73- باب وَمِنْ سُورَةِ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

سورۂ اذا الشمس کوّرت (التکویر) کی آیات کی تفسیر

3333: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَحِيرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ الصَّنْعَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ (إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ) (التكوير: ١) وَ (إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ) (الانفطار: ١) وَ (إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ)) (الانشقاق: ١)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے یہ پسند ہو کہ وہ روز قیامت کو اس طرح دیکھے گویا کہ وہ اسے آنکھ کے دیکھنے کی طرح دیکھ رہا ہے تو وہ ”سورۂ التکویر“ ”سورۂ الانفطار“ اور ”سورۂ الانشقاق“ پڑھے۔“

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَرَوَى هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ وَغَيْرُهُ هَذَا الْحَدِيثَ بِهَذَا الإِسْنَادِ وَقَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ (إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ) وَلَمْ يَذْكُرْ وَ (إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ) وَ (إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ).

ہشام بن یوسف وغیرہ نے اس حدیث کو اس اسناد سے روایت کیا، اور بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جسے پسند ہو کہ وہ قیامت کے دن کو اس طرح دیکھے جس طرح کہ وہ آنکھ سے دیکھ رہا ہو تو وہ سورۂ التکویر پڑھے۔“ اور انہوں نے سورۂ الانفطار اور سورۂ الانشقاق کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيحة) الصحيحة: ١٠٨١، اخرجه الحاكم: ٢/٥١٥، ابو نعيم في الحلية: ٩/٢٣١

تخریج الحدیث: فتح الباری: ٨/٦٩٥، مسند احمد: ٤٨٠٦

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے انسان کو سمجھانے کے لیے ہر طریقے، مثال اور انداز سے بات کو بیان فرمایا ہے کہیں مختصر اور کہیں تفصیل سے۔ قیامت کے حالات و واقعات اور کیفیت کو اس طرح واضح اور صراحت سے بیان فرمادیا ہے کہ انہیں پڑھنے والا ایسے ہی محسوس کرتا ہے گویا کہ وہ قیامت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

(۲) حدیث الباب میں مذکور تینوں سورتوں میں تفصیل سے ذکر ہوا ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

74- باب وَمِنْ سُورَةِ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ

سورۂ ویل للمطففین کی آیات کی تفسیر

3334: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ

عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ وَهُوَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللهُ ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (المطففين: ١٤).

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے، جب وہ اس گناہ کو چھوڑ کر توبہ واستغفار کر لیتا ہے تو اس کے دل کو صیقل کر دیا جاتا ہے، اگر وہ دوبارہ گناہ کرے تو اس (سیاہ نکتوں) میں اضافہ کر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کے دل پر چھا جاتے ہیں، یہی وہ ((الرّان)) ہے جس کا اللہ نے ذکر کیا ہے: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ ”ہرگز نہیں، گناہ (زنگ) ان کے دلوں پر جم گیا ہے جو وہ کرتے تھے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) التعليق الرغيب: ٢/٢٦٨، بعض کے نزدیک یہ ابن عجلان کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٤٤، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٤١٨، مسند احمد : ٧٩٥٢، صحيح ابن حبان: ٩٣٠

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیکی اور گناہ کرنے میں اختیار دیا ہے۔ اور انجام بھی دونوں صورتوں میں بیان فرمایا ہے کہ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿١٣﴾ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿١٤﴾ (الانفطار: ١٣، ١٤) ”بے شک نیک لوگ (جنت کی) نعمتوں میں ہوں گے۔ اور بلاشبہ فاجر اور گناہ گار لوگ جہنم میں ہوں گے“۔

لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر شفقت اور رحمت ہے کہ اگر کوئی گنہگار شخص توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ نا صرف کہ اس کی توبہ کو قبول کر لیتے ہیں بلکہ اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل بھی فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس قدر رحمت کے باوجود جو لوگ گناہ تو کرتے ہیں لیکن توبہ نہیں کرتے تو ان کے دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ پھر وہ ہدایت کو قبول ہی نہیں کرتے۔ اس لیے ہر شخص کو گناہ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر خدانخواستہ ہو ہی جائے تو پھر فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے۔

3335: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ بَصْرِيٌّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَمَّادٌ هُوَ عِنْدَنَا مَرْفُوعٌ (يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ) (المطففين: ٦) قَالَ يَقُومُونَ فِي الرَّشْحِ إِلَى أَنْصَافِ آذَانِهِمْ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ حماد نے کہا: ہمارے ہاں یہ روایت مرفوع ہے۔ ”جس دن لوگ پروردگار عالم کے سامنے (حساب دینے کے لیے) کھڑے ہوں گے“ فرمایا: وہ اپنے کانوں کی لو تک پسینے میں کھڑے ہوں گے۔“

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث: ٢٤٢٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ٤٩٣٨، صحيح مسلم: ٢٨٦٢، سنن ابن ماجه: ٤٢٧٨، وسنن نسائي كبرىٰ: ١١٦٥٦، مسند احمد : ٤٦١٣، صحيح ابن حبان: ٧٣٣١، ٧٣٣٢

3336: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ (يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ) (المطففين: ٦) قَالَ ((يَقُومُ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”جس دن وہ پروردگار عالم کے سامنے کھڑے ہوں گے۔“ کی تفسیر میں فرمایا: ”ان میں سے کوئی اپنے

أَحَدُهُمْ فِي الرَّشْحِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ)).
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

کانوں کی لو تک پسینے میں کھڑا ہوگا۔"
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
اور اس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٩٣٨، صحیح مسلم: ٢٨٦٢، سنن ابن ماجه: ٤٢٧٨، سنن نسائی کبریٰ: ١١٦٥٦، مسند احمد : ٤٦١٣، صحیح ابن حبان: ٧٣٣١، ٧٣٣٢

فوائد الحدیث: قیامت کے دن لوگ اپنے اپنے گناہوں کی مناسبت سے پسینے میں شرابور ہوں گے حتیٰ کہ کچھ لوگ نصف کان تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

75- باب وَمِنْ سُورَةِ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

سورۂ اذا السماء انشقت کی آیات کی تفسیر

3337: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ يَقُولُ (فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ) إِلَى قَوْلِهِ (يَسِيرًا) (الانشقاق: ٧-٨) قَالَ ((ذَلِكَ الْعَرْضُ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جس کسی سے پوری طرح حساب لے لیا گیا تو وہ ہلاک ہوگا۔" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: "جس کسی کو نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں ملے گا تو اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ صرف پیشی ہوگی۔"
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
سوید بن نصر نے ہمیں حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: عبداللہ بن مبارک نے ہمیں اس اسناد سے عثمان بن اسود سے اسی مانند بیان کیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

محمد بن ابان اور کئی ایک نے بیان کیا: عبدالوہاب ثقفی نے عن ایوب عن ابن ابی ملیکہ عن عائشہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ٢٤٢٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٠٣، صحیح مسلم: ٢٨٧٦، سنن ابو داود: ٣٠٩٣، سنن نسائی کبریٰ: ١١٦١٨، ١١٦١٩، ١١٦٥٩، مسند احمد: ٢٤٢٠٠، صحیح ابن حبان: ٧٣٦٩۔ ٧٣٧١

فوائد الحدیث: (۱) قیامت کے دن تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ کفار تو بغیر حساب کے دوزخ میں پھینک دیے جائیں گے۔ کہ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ (الکہف:۱۰۵) اور ستر ہزار ایمان والوں کو بغیر حساب کے جنّت میں داخل کر دیا جائے گا۔ پھر کچھ لوگوں کا حساب ہو گا کہ ان کے اعمال نامے پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال اور گناہوں سے ان کو آگاہ فرما کر اپنے فضل و کرم اور رحمت سے انہیں معاف فرما دیں گے۔ یہ تو آسان حساب ہو گیا۔

(۲) لیکن جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے باز پرس کر لی کہ یہ کام کیوں کیا تھا، یا یہ کام کیوں نہیں کیا تو وہ شخص یقیناً پھنس جائے گا اور پھر اسے عذاب دیا جائے گا۔ اللھم حاسبنا حسابا یسیرا۔

3338: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کسی سے حساب لیا گیا تو اسے عذاب دیا جائے گا۔"

قَالَ وَهٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اس حدیث کو قتادہ عن انس کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) اخرجه ابن عدي في الكامل: ۱۸۳۸/۵

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۰۳، صحیح مسلم: ۲۸۷۶، سنن ابو داود: ۳۰۹۳، سنن نسائی کبریٰ: ۱۱۶۱۸، ۱۱۶۱۹، ۱۱۶۵۹، مسند احمد: ۲۴۲۰۰، صحیح ابن حبان: ۷۳۶۹۔ ۷۳۷۱

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۳۳۳۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

76- باب وَمِنْ سُورَةِ الْبُرُوجِ

سورۂ البروج کی آیات کی تفسیر

3339: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْيَوْمُ الْمَوْعُودُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، وَالْيَوْمُ الْمَشْهُودُ يَوْمُ عَرَفَةَ، وَالشَّاهِدُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى يَوْمٍ أَفْضَلَ مِنْهُ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يَدْعُو اللهَ بِخَيْرٍ إِلَّا اسْتَجَابَ اللهُ لَهُ وَلَا يَسْتَعِيذُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا أَعَاذَهُ اللهُ مِنْهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "((یوم موعود)) سے قیامت کا دن مراد ہے، "یوم مشہود" عرفہ کا دن ہے، اور "شاہد" جمعہ کا دن ہے۔" فرمایا: "ہر وہ دن جس پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے ان میں سے سب سے بہتر جمعہ کا دن ہے، اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ کوئی بندہ مومن اس وقت اللہ سے خیر کی دعا کرتا ہے تو اللہ اس کی دعا قبول فرما لیتا ہے اور اگر وہ (اس گھڑی میں) کسی چیز سے پناہ طلب کرتا ہے تو اللہ اسے اس سے پناہ دے دیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ. وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا قُرَّانُ بْنُ تَمَّامٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ الرَّبَذِيُّ يُكْنَى أَبَا عَبْدِ الْعَزِيزِ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ يَحْيَى وَغَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ عَنْهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف موسیٰ بن عبیدہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اور موسیٰ بن عبیدہ کو حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ یحییٰ بن سعید وغیرہ نے اس کے حفظ کے حوالے سے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ ہم کو علی بن حجر نے حدثنا قرآن بن تمام الاسدی عن موسیٰ بن عبیدہ کی سند سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔ موسیٰ بن عبیدہ ربذی کی کنیت ابو عبدالعزیز ہے۔ یحییٰ بن سعید وغیرہ نے ان کے حافظے کی وجہ سے ان پر جرح کی ہے۔ اور شعبہ، ثوری اور کئی ایک ائمہ نے ان سے روایت کی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ١٣٢٦، الصحيحة: ١٥٠٢، بعض کے نزدیک یہ موسیٰ بن عبیدہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: تفسير الطبری» ١٢٨/٣٠۔ ١٢٩، مسند احمد: ٧٩٧٢، مستدرک حاکم: ٥١٩/٢، سنن کبریٰ للبیهقی: ١٧٠/٣

فوائد الحدیث: (۱) "الیوم الموعود" سے مراد قیامت کا دن ہے کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ نے جزا و سزا دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۲) "شاهد" "حاضر ہونے والا" اس سے جمعہ کا دن مراد ہے کیونکہ جو شخص بھی جہاں ہوتا ہے وہی پر جمعہ کا دن طلوع (حاضر) ہو جاتا ہے، اسے جمعہ کا دن پانے کے لیے کہیں جانا نہیں پڑتا بلکہ جمعہ خود آموجود ہوتا ہے۔ اسی لیے جمعہ ہر مومن بالغ مسلمان پر فرض ہے خواہ وہ شہر میں ہو یا کسی دیہات میں۔

(۳) "مشهود" "جس کے پاس حاضر ہوا جائے" یا "حاضر کیا گیا"۔ اس سے عرفہ کا دن مراد ہے کیونکہ اس دن حاجی لوگ دور دراز کے علاقوں سے عرفات کے میدان میں آکر حاضر ہوتے ہیں اسی مناسبت سے اسے "یوم عرفہ" کہا جاتا ہے۔

(۴) جمعہ کے دن کو اللہ تعالیٰ نے باقی دنوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اس لیے تمام مسلمانوں کو اس دن اللہ تعالیٰ کی عبادت کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔

3340: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ هَمَسَ وَالْهَمْسُ فِي قَوْلِ بَعْضِهِمْ تَحَرُّكُ شَفَتَيْهِ كَأَنَّهُ يَتَكَلَّمُ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ يَا رَسُولَ اللهِ إِذَا صَلَّيْتَ الْعَصْرَ هَمَسْتَ قَالَ. ((إِنَّ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ كَانَ أُعْجِبَ بِأُمَّتِهِ فَقَالَ مَنْ يَقُومُ لِهَؤُلَاءِ،

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تو آپ ﷺ اپنے ہونٹ ہلاتے۔ گویا کہ آپ ﷺ کچھ پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا، اللہ کے رسول! جب آپ ﷺ عصر کی نماز پڑھ لیتے ہیں تو آپ ﷺ ہونٹ ہلاتے ہیں (کیا آپ ﷺ کچھ پڑھتے ہیں)، آپ ﷺ نے فرمایا: "انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کو اپنی امت پر تعجب ہوا تو کہا: ان کے مقابلے پر کون کھڑا ہو سکتا

فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ أَنْ خَيِّرْهُمْ بَيْنَ أَنْ أَنْتَقِمَ مِنْهُمْ وَبَيْنَ أَنْ أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ فَاخْتَارَ النِّقْمَةَ، فَسَلَّطَ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ فَمَاتَ مِنْهُمْ فِي يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفًا)). قَالَ وَكَانَ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ الآخَرِ.

سے؟ اللہ نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ انہیں اس بات کا اختیار دے کہ میں ان سے انتقام لوں یا ان پر ان کا دشمن مسلّط کر دوں پس انہوں نے سزا کو اختیار کیا، پس اللہ نے ان پر موت کو مسلّط کر دیا ان میں سے ایک دن میں ستر ہزار افراد مر گئے۔" آپ ﷺ جب یہ حدیث بیان کرتے تو اس کے ساتھ ایک اور حدیث بیان کرتے تھے۔

قَالَ ((كَانَ مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ وَكَانَ لِذَلِكَ الْمَلِكِ كَاهِنٌ يَكْهَنُ لَهُ فَقَالَ الْكَاهِنُ انْظُرُوا لِي غُلَامًا فَهِمًا أَوْ قَالَ فَطِنًا لَقِنًا فَأُعَلِّمُهُ عِلْمِي هَذَا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ أَمُوتَ فَيَنْقَطِعَ مِنْكُمْ هَذَا الْعِلْمُ وَلَا يَكُونُ فِيكُمْ مَنْ يَعْلَمُهُ. قَالَ: فَنَظَرُوا لَهُ عَلَى مَا وَصَفَ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَحْضُرَ ذَلِكَ الْكَاهِنَ وَأَنْ يَخْتَلِفَ إِلَيْهِ فَجَعَلَ يَخْتَلِفُ إِلَيْهِ وَكَانَ عَلَى طَرِيقِ الْغُلَامِ رَاهِبٌ فِي صَوْمَعَةٍ)).

آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک بادشاہ، تھا، اس کا ایک کاہن تھا جو اس کے لیے کہانت کرتا تھا، کاہن نے کہا: میرے لیے ایک ذہین فطین لڑکا تلاش کرو میں اسے اپنا یہ علم سکھا دوں، مجھے اندیشہ ہے کہ میں مر جاؤں گا تو تم سے یہ علم ختم ہو جائے گا اور پھر تم میں ایسا کوئی شخص نہیں ہو گا جو اسے جانتا ہو۔ انہوں نے اس کی بیان کردہ صفات کے مطابق ایک لڑکا تلاش کیا، انہوں نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کاہن کے پاس حاضر ہو اور اس کے پاس آیا جایا کرے، پس وہ اس کے پاس آنے جانے لگا، اس لڑکے کے راستے میں ایک راہب عبادت خانے میں رہتا تھا۔"

قَالَ: مَعْمَرٌ أَحْسِبُ أَنَّ أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ كَانُوا يَوْمَئِذٍ مُسْلِمِينَ قَالَ ((فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَسْأَلُ ذَلِكَ الرَّاهِبَ كُلَّمَا مَرَّ بِهِ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى أَخْبَرَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَعْبُدُ اللهَ)). قَالَ ((فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَمْكُثُ عِنْدَ الرَّاهِبِ وَيُبْطِئُ عَلَى الْكَاهِنِ، فَأَرْسَلَ الْكَاهِنُ إِلَى أَهْلِ الْغُلَامِ إِنَّهُ لَا يَكَادُ يَحْضُرُنِي فَأَخْبَرَ الْغُلَامُ الرَّاهِبَ بِذَلِكَ فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ إِذَا قَالَ لَكَ الْكَاهِنُ أَيْنَ كُنْتَ فَقُلْ عِنْدَ أَهْلِي. وَإِذَا قَالَ لَكَ أَهْلُكَ أَيْنَ كُنْتَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّكَ كُنْتَ عِنْدَ الْكَاهِنِ)).

معمر رحمہ اللہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ ان دنوں راہب مسلمان ہوتے تھے۔ پس وہ لڑکا جب بھی اس راہب کے پاس سے گزرتا تو وہ اس سے سوال کرتا پس یہ سلسلہ چلتا رہا حتیٰ کہ اس نے اسے بتا دیا کہ میں تو صرف اللہ کی عبادت کرتا ہوں، پس وہ لڑکا اس راہب کے پاس وقت دینے لگا اور کاہن کے پاس تاخیر سے پہنچتا، کاہن نے لڑکے کے گھر والوں کو پیغام بھیجا کہ لگتا ہے کہ وہ تو میرے پاس نہیں آیا کرے گا، لڑکے نے راہب کو اس کے متعلق بتایا، تو راہب نے اسے کہا: جب کاہن تجھے کہے کہ تو کہاں تھا تو کہنا: اپنے گھر والوں کے پاس: اور جب تیرے گھر والے تجھے کہیں کہ تو کہاں تھا تو کہنا کاہن کے پاس۔

قَالَ ((فَبَيْنَمَا الْغُلَامُ عَلَى ذَلِكَ إِذْ مَرَّ بِجَمَاعَةٍ مِنَ النَّاسِ كَثِيرٍ قَدْ حَبَسَتْهُمْ دَابَّةٌ)). فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ تِلْكَ الدَّابَّةَ كَانَتْ أَسَدًا قَالَ ((فَأَخَذَ الْغُلَامُ حَجَرًا قَالَ

اسی طرح سلسلہ چلتا رہا کہ وہ لوگوں کے ایک بہت بڑے گروہ کے پاس سے گزرا کہ ایک جانور نے انہیں روک رکھا تھا، ان میں سے بعض نے کہا: کہ وہ جانور شیر تھا، پس اس لڑکے نے

اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ مَا يَقُولُ الرَّاهِبُ حَقًّا فَأَسْأَلُكَ أَنْ أَقْتُلَهُ. قَالَ ثُمَّ رَمَى فَقَتَلَ الدَّابَّةَ. فَقَالَ النَّاسُ مَنْ قَتَلَهَا قَالُوا الْغُلَامُ فَفَزِعَ النَّاسُ وَقَالُوا لَقَدْ عَلِمَ هَذَا الْغُلَامُ عِلْمًا لَمْ يَعْلَمْهُ أَحَدٌ. قَالَ فَسَمِعَ بِهِ أَعْمَى فَقَالَ لَهُ إِنْ أَنْتَ رَدَدْتَ بَصَرِي فَلَكَ كَذَا وَكَذَا.

ایک پتھر پکڑا اور کہا: اے اللہ! راہب جو کہتا ہے اگر تو وہ حق ہے تو میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ میں اسے مار ڈالوں، پس اس نے پتھر پھینکا تو اس جانور کو قتل کر دیا، لوگوں نے کہا: اسے کس نے مارا ہے؟ انہوں نے کہا: اس لڑکے نے، لوگ پریشان ہو کر کہنے لگے: اس لڑکے نے ایسا علم سیکھا ہے جو کسی نے نہیں سیکھا، پس کسی نابینے نے اس کے متعلق سنا تو اس نے اسے کہا: اگر تم نے میری بینائی لوٹا دی تو تمہیں اتنا اور اتنا مال دوں گا۔

قَالَ لَهُ لَا أُرِيدُ مِنْكَ هَذَا وَلَكِنْ أَرَأَيْتَ إِنْ رَجَعَ إِلَيْكَ بَصَرُكَ أَتُؤْمِنُ بِالَّذِي رَدَّهُ عَلَيْكَ قَالَ نَعَمْ. قَالَ فَدَعَا اللهَ فَرَدَّ عَلَيْهِ بَصَرَهُ فَآمَنَ الأَعْمَى، فَبَلَغَ الْمَلِكَ أَمْرُهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَالَ لأَقْتُلَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْكُمْ قِتْلَةً لَا أَقْتُلُ بِهَا صَاحِبَهُ فَأَمَرَ بِالرَّاهِبِ وَالرَّجُلِ الَّذِي كَانَ أَعْمَى، فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ عَلَى مَفْرِقِ أَحَدِهِمَا فَقَتَلَهُ وَقَتَلَ الآخَرَ بِقِتْلَةٍ أُخْرَى. ثُمَّ أَمَرَ بِالْغُلَامِ فَقَالَ: انْطَلِقُوا بِهِ إِلَى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَأَلْقُوهُ مِنْ رَأْسِهِ فَانْطَلَقُوا بِهِ إِلَى ذَلِكَ الْجَبَلِ فَلَمَّا انْتَهَوْا بِهِ إِلَى ذَلِكَ الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادُوا أَنْ يُلْقُوهُ مِنْهُ جَعَلُوا يَتَهَافَتُونَ مِنْ ذَلِكَ الْجَبَلِ، وَيَتَرَدَّوْنَ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا الْغُلَامُ)).

اس نے کہا: میں تم سے یہ مال نہیں چاہتا، لیکن مجھے بتاؤ اگر تمہاری بینائی تمہیں واپس مل جائے تو پھر کیا تم اس ذات پر ایمان لے آؤ گے جس نے اسے تجھے لوٹایا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، پس اس نے اللہ سے دعا کی تو اس نے اس کی بینائی لوٹا دی اور وہ نابینا شخص ایمان لے آیا، ان کا معاملہ بادشاہ، تک پہنچا، اس نے انہیں بلا بھیجا اور انہیں پیش کیا گیا تو اس نے کہا: میں تم سے ہر ایک کو اس طرح قتل کروں گا کہ اس انداز سے اس کے ساتھی کو نہیں ماروں گا (اس کے لیے نیا طریقہ ہوگا)، اس نے راہب اور اس نابینے شخص کے متعلق حکم دیا تو ان میں سے ایک کے سر کے بیچ (مانگ) پر آرار کھا اور اسے قتل کر دیا، پھر دوسرے کو دوسرے انداز سے قتل کیا، پھر لڑکے کے متعلق حکم دیا، اسے فلاں فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور اس کی چوٹی سے اسے گرا دو، وہ اسے اس پہاڑ پر لے گئے جب وہ اسے اس جگہ پر لے کر پہنچے جہاں سے انہوں نے اسے گرانا تھا تو وہ اس پہاڑ سے گرنے لگے اور گرتے گئے حتیٰ کہ لڑکے کے سوا ان میں سے کوئی نہ بچا۔

قَالَ ((ثُمَّ رَجَعَ فَأَمَرَ بِهِ الْمَلِكُ أَنْ يَنْطَلِقُوا بِهِ إِلَى الْبَحْرِ فَيُلْقُونَهُ فِيهِ فَانْطُلِقَ بِهِ إِلَى الْبَحْرِ فَغَرَّقَ اللهُ الَّذِينَ كَانُوا مَعَهُ وَأَنْجَاهُ، فَقَالَ الْغُلَامُ لِلْمَلِكِ: إِنَّكَ لَا تَقْتُلُنِي حَتَّى تَصْلُبَنِي وَتَرْمِيَنِي وَتَقُولَ إِذَا رَمَيْتَنِي بِسْمِ اللهِ رَبِّ هَذَا الْغُلَامِ. قَالَ فَأَمَرَ بِهِ فَصُلِبَ ثُمَّ رَمَاهُ فَقَالَ بِسْمِ

وہ واپس آ گیا، اور بادشاہ نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اسے سمندر پر لے جاؤ اور اسے اس میں پھینک دو، وہ اسے سمندر کی طرف لے گئے تو اللہ نے اس کے ساتھ جانے والے سب افراد کو غرق کر دیا اور اسے بچا لیا، لڑکے نے بادشاہ سے کہا: تو مجھے قتل نہیں کر سکتا حتیٰ کہ تو مجھے سولی پر لٹکا کر مجھے تیر مارتے

اللهِ رَبِّ هَذَا الْغُلَامِ. قَالَ فَوَضَعَ الْغُلَامُ يَدَهُ عَلَى صُدْغِهِ حِينَ رُمِيَ ثُمَّ مَاتَ. فَقَالَ أُنَاسٌ لَقَدْ عَلِمَ هَذَا الْغُلَامُ عِلْمًا مَا عَلِمَهُ أَحَدٌ فَإِنَّا نُؤْمِنُ بِرَبِّ هَذَا الْغُلَامِ.

ہوئے یہ کہے: اللہ کے نام کے ساتھ جو اس لڑکے کا رب ہے، پس اس نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے سولی پر لٹکا دیا گیا اور اس نے اس پر تیر چلاتے ہوئے کہا: اللہ کے نام کے ساتھ جو اس لڑکے کا رب ہے۔ پس جس وقت اس لڑکے پر تیر چلایا گیا تو اس نے اپنی کنپٹی پر اپنا ہاتھ رکھ لیا اور فوت ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: اس لڑکے نے ایسا علم سیکھا جو کسی اور نے نہیں سیکھا، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لاتے ہیں۔

قَالَ: فَقِيلَ لِلْمَلِكِ: أَجَزِعْتَ أَنْ خَالَفَكَ ثَلَاثَةٌ فَهَذَا الْعَالَمُ كُلُّهُمْ قَدْ خَالَفُوكَ. قَالَ فَخَدَّ أُخْدُودًا، ثُمَّ أَلْقَى فِيهَا الْحَطَبَ وَالنَّارَ ثُمَّ جَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ مَنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ تَرَكْنَاهُ وَمَنْ لَمْ يَرْجِعْ أَلْقَيْنَاهُ فِي هَذِهِ النَّارِ، فَجَعَلَ يُلْقِيهِمْ فِي تِلْكَ الْأُخْدُودِ. قَالَ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى ﴿قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ﴾ (البروج: ٤-٨). قَالَ ((فَأَمَّا الْغُلَامُ فَإِنَّهُ دُفِنَ)). قَالَ فَيُذْكَرُ أَنَّهُ أُخْرِجَ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأُصْبُعُهُ عَلَى صُدْغِهِ كَمَا وَضَعَهَا حِينَ قُتِلَ.

بادشاہ سے کہا گیا: تو پریشان ہو گیا تھا کہ ان تین افراد نے تیری مخالفت کی تھی یہ سارا جہاں تیرا مخالف ہو گیا ہے، اس نے نالیاں، کھائیاں کھودیں، اس میں ایندھن اور آگ ڈالی، پھر لوگوں کو اکٹھا کیا، اور کہا: جو اپنے دین سے پھر جائے گا تو ہم اسے (زندہ) چھوڑ دیں گے اور جو نہیں چھوڑے گا تو ہم اسے اس آگ میں ڈال دیں گے، پس وہ انہیں ان کھائیوں میں ڈالنے لگا، اسی بارے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ﴾ ”کھائیوں والے مارے گئے، وہ ایندھن بھر کر آگ سلگا رکھنے والے“ یہاں تک کہ آپ اس آیت پر پہنچے: ﴿الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ﴾ ”زبردست ستودہ صفات والے۔“ پس اس لڑکے کو دفن کر دیا گیا، ذکر کیا جاتا ہے کہ اس لڑکے کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قبر سے نکالا گیا تو اس کی انگلی اس کی کنپٹی پر ویسے ہی تھی جیسے اس نے قتل کے وقت اسے رکھا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج الكلم الطيب: ٨٣/١٢٥، اخرجه الطبراني في الكبير: ٧٣١٩، ٧٣٢٠

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٦١٤، سنن نسائی الكبرى: ٨٦٣٣، مسند احمد : ١٨٩٣٣

ب۔ صحيح مسلم: ٣٠٠٥، وسنن نسائی كبرىٰ: ١١٦٦١، مسند احمد: ٢٣٩٣١، صحيح ابن حبان: ٨٧٣

فوائد الحدیث: (۱) واقعہ کی تفصیل حدیث الباب میں موجود ہے۔

(۲) اہل ایمان کو ہر دور میں کفار و مشرکین کی طرف سے ایذاء اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ہے اس میں مار پیٹ، قتل کرنا، آگ میں جلانا وغیرہ سبھی طریقے شامل ہیں۔

(۳) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی توحید کو قبول کرنے کے بعد اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ان کے لیے غیب سے اس اس انداز سے مدد فرماتا ہے کہ جہاں انسانی عقل صرف دھنگ ہی نہیں رہ جاتی بلکہ لاجواب ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا مسئلہ نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔ ان اللہ علی کل شئی قدیر۔

(۴) مبلغ اور داعی کو زندگی کے آخری لمحات تک اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی تبلیغ و اشاعت کے لیے منصوبہ بندی کرنی چاہیے اور کوشاں رہنا چاہیے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

77- باب وَمِنْ سُورَةِ الْغَاشِيَةِ

سورۂ الغاشیہ کی آیات کی تفسیر

3341: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ)). ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُسَيْطِرٍ﴾ (الغاشیه: ۲۱-۲۲).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیں، جب وہ اس کا اقرار کر لیں گے تو وہ اپنی جانیں اور اپنے اموال مجھ سے بچا لیں گے سوائے اس کے حق کے اور اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُسَيْطِرٍ﴾ ”آپ ﷺ بس سمجھانے والے ہیں۔ آپ ﷺ ان پر داروغہ نہیں ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح متواتر) اخرجه عبدالرزاق: ۹۷۵۱، ابن ابي شيبة: ۲۳/۱۰، البيهقي: ۱۹۶/۸

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۱٤۱٤۱، صحيح مسلم: ۲۱،۳۵، سنن نسائی: ۷/۷۹، سنن ابن ماجة: ۳۹۲۸، مسند احمد: ۱٤۲۰۹

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کے بعد نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنے کی ذمہ داری امت پر ہے اسی لیے اسے خیر امت قرار دیا گیا ہے، لیکن خود رسول اکرم ﷺ بھی اور آپ ﷺ کے بعد علماء، مبلغین اور واعظین کا کام صرف اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے، کسی کو زبردستی منوانا نہیں۔ جو ایمان لائے گا اسی کا فائدہ ہے اور جو ایمان نہیں لائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے حساب لے لیں گے۔ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

78- باب وَمِنْ سُورَةِ الْفَجْرِ

سورۂ الفجر کی آیات کی تفسیر

3342: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَأَبُو دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ عِصَامٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ فَقَالَ ((هِيَ الصَّلَاةُ بَعْضُهَا شَفْعٌ وَبَعْضُهَا وَتْرٌ)).
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ. وَقَدْ رَوَاهُ خَالِدُ بْنُ قَيْسٍ الْحُدَّانِيُّ عَنْ قَتَادَةَ أَيْضًا.

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے شفع (جفت) اور وتر (طاق) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے مراد نماز ہے ان میں سے بعض جفت ہیں اور بعض طاق (رکعت میں) ہیں۔“
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف حدیث قتادہ کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ خالد بن قیس حدانی نے بھی اسے قتادہ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں رجل من اہل البصرہ مجہول ہے۔ اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٣٤١/٢٢
تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٩٩١٩، الطبري في تفسيره: ١٧٢/٣٠، الحاكم: ٥٢٢/٢
فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے ”الشفع“ (جفت) اور ”الوتر“ (طاق) سے صرف نماز کی رکعات مراد لینا درست نہیں۔ البتہ جب ہر چیز کا ”جفت“ (جوڑا) اور ”طاق“ (سنگل) مراد لیں تو اس میں نماز کی رکعات بھی شامل ہو سکتی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

79- باب وَمِنْ سُورَةِ الشَّمْسِ وَضُحَاهَا

سورۂ والشمس وضحٰها (سورۂ الشمس) کی آیات کی تفسیر

3343: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمًا يَذْكُرُ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَهَا فَقَالَ ((إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا) (الشمس: ١٢) انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَارِمٌ عَزِيزٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ)). ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ النِّسَاءَ فَقَالَ ((إِلَى مَا يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ وَلَعَلَّهُ أَنْ يُضَاجِعَهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ)).

سیّدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک دن نبی ﷺ کو اونٹنی اور اس کی کونچیں کاٹنے والے شخص کا ذکر کرتے ہوئے سنا: تو فرمایا: ((اپنی قوم کا انتہائی بدبخت شخص اٹھا)) ”اس اونٹنی کو مار ڈالنے کے لیے شریر، بد ذات اور زبردست قوت والا اپنی قوم میں ابو زمعہ کے مثال اٹھا۔“ پھر میں نے آپ ﷺ کو عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی اپنی عورت کو غلام کی طرح کوڑے مارتا ہے حالانکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اسی دن کے آخری حصے میں

اسی سے تعلق زن وشو بھی قائم کرے۔"

قَالَ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ ((إِلَى مَا يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ)).

پھر آپ ﷺ نے گوزر آواز سے ہوا خارج ہونے کی آواز سن کر ان کے ہنسنے کے بارے میں سمجھاتے ہوئے فرمایا: "ایک کام جو تم میں سے ہر ایک کرتا ہے تو وہ اس پر کیوں ہنستا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٥٦٩، الدارمي: ٢٢٢٦، البيهقي: ٣٠٥/٧، البغوي: ٢٣٤٢

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٤٩٤٢، صحيح مسلم: ٢٨٥٥، سنن ابن ماجه: ١٩٨٣، سنن نسائی کبریٰ: ١١٦٧٥، مسند احمد : ١٦٢٢٢، صحيح ابن حبان: ٤١٩٠

فوائد الحديث: (۱) سیّدنا صالح علیہ السلام سے ان کی قوم "ثمود" نے معجزے کا مطالبہ کیا کہ ہمارے سامنے پہاڑ سے اونٹنی نکلے اور ہمارے سامنے بچہ جنے تو پھر ہم ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ دکھادیا تو بجائے ایمان لانے کے انہوں نے اس اونٹنی کو قتل کر دیا جس کی وجہ سے ان پر عذاب مسلّط ہو گیا۔

(۲) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹنے (قتل کرنے) والے شخص کو اس قوم کا بدترین شخص قرار دیا ہے۔

(۳) خاوند کو اللہ تعالیٰ نے بیوی پر فضیلت عطا فرمائی ہے لیکن خاوند کو اس حیثیّت کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے اس کی غلطی کے مقابلے میں اس کی خدمات کو پیش نظر رکھ کر مار پیٹ سے گریز کرنا چاہیے۔ اگر اشد ضرورت پیش آجائے تو پھر بھی "ہتھ ہولا" رکھنا چاہیے۔

(۴) کسی بھی ایسے کام یا فعل کی وجہ سے کسی دوسرے کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے کہ جو انسان سے خود بھی سرزد ہو سکتا ہے۔

(۵) آداب مجلس کا خیال رکھنا چاہیے آدمی کوئی بھی ایسا کام نہ کرے جو شرمندگی کا باعث ہو۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

80- باب وَمِنْ سُورَةِ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى

سورۂ واللیل إذا یغشٰی کی آیات کی تفسیر

3344: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي الْبَقِيعِ فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ، وَمَعَهُ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ فِي الْأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ ((مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَدْخَلُهَا)). فَقَالَ الْقَوْمُ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَإِنَّهُ

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم بقیع میں ایک جنازے میں شریک تھے، نبی ﷺ تشریف لائے تو بیٹھ گئے اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے، آپ ﷺ کے پاس ایک لکڑی تھی آپ ﷺ اس کے ساتھ زمین کرید رہے تھے، آپ ﷺ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا: "ہر جان کا جائے داخلہ (ٹھکانا) لکھا جا چکا ہے۔" لوگوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم اپنی کتاب و تحریر پر توکل نہ کر لیں پس جو سعادت مندوں میں سے ہے تو وہ سعادت مندی کے لیے عمل

يَعْمَلُ لِلسَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ لِلشَّقَاءِ قَالَ ((بَلِ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَإِنَّهُ يُيَسَّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَإِنَّهُ يُيَسَّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاءِ)). ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى﴾ (الليل: ٥-١٠).

کرے گا، اور جو بد نصیبوں میں سے ہوا تو وہ بد نصیبی والے عمل کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں'' بلکہ عمل کرتے رہو، ہر (شخص کے لیے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے) میسر اور آسان کر دیا گیا ہے، رہا وہ شخص جو اہل سعادت میں سے ہے تو وہ سعادت کے عمل کے لیے میسر و آسان ہے، اور جو اہل شقاوت میں سے ہے تو اس کے لیے شقاوت بد نصیبی کا عمل میسر و آسان ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى﴾ ''پس جس شخص نے دیا اور تقوی اختیار کیا، اچھی بات کی تصدیق کی، تو ہم اس کے لیے بہت جلد نیکی کی راہ آسان کر دیں گے، رہا وہ شخص جس نے بخل سے کام لیا اور (اللہ کے احکام میں) بے نیازی برتی اور اچھی بات کی تکذیب کی تو ہم اس کے لیے بدی کی راہ پر چلنا آسان کر دیں گے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث: ۲۱۳۶

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٣٦٢، صحيح مسلم: ٢٦٤٧، سنن ابو داود: ٤٦٩٤، سنن ابن ماجه: ٧٨، سنن نسائی كبرىٰ: ١١٦٧٨، ١١٦٧٩، مسند احمد: ٦٢١، صحيح ابن حبان: ٣٣٤، ٣٣٥

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے مکمل حالات پیدائش، رزق، زندگی، موت، اچھا یا برا ہونا حتیٰ کہ اس کا انجام بھی لکھ دیا ہے کہ یہ جنتی ہے یا جہنمی، اسی کا نام تقدیر ہے۔ لیکن انسان کو تقدیر پر بھروسہ کر کے اعمال نہیں چھوڑ دینے چاہیں بلکہ وہ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی کوشش کرے اللہ تعالیٰ اس کو گناہ سے بھی بچا لے گا اور نیکی کی توفیق بھی دے دے گا۔ (تقدیر کے مسئلہ کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۱۳۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

81- باب وَمِنْ سُورَةِ وَالضُّحىٰ

سورۂ والضحیٰ کی آیات کی تفسیر

3345: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبٍ الْبَجَلِيِّ قَالَ: كُنْتُ

سیدنا جندب البجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک غار میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ کی انگلی سے خون نکل آیا تو

مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَارٍ فَدَمِيَتْ أُصْبُعُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ مَا لَقِيتِ)). قَالَ وَأَبْطَأَ عَلَيْهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ قَدْ وُدِّعَ مُحَمَّدٌ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾ (الضحیٰ: ۳).

نبی ﷺ نے فرمایا: ”تو ایک انگلی ہی ہے جس سے خون نکلا ہے اور تجھے جو تکلیف پہنچی ہے وہ اللہ کی راہ میں پہنچی ہے۔“ جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے پاس آنے میں دیر کی تو مشرکوں نے کہا: محمد (ﷺ) کو چھوڑ دیا گیا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾ ”آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ کو چھوڑا ہے نہ وہ آپ ﷺ سے بیزار ہوا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعبہ اور ثوری نے اسے اسود بن قیس سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ۷۱٦/۸، الحميدي: ۷۷٦، ابو يعلى: ۱۵۳۳

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۱۲۵، ۲۸۰۲، صحیح مسلم: ۱۷۹۷، ۱۷۹٦، عمل اليوم والليلة للنسائي: ۵۵۹، ٦۲۰، مسند احمد: ۱۸۷۹۷، ۱۸۷۹٦، صحیح ابن حبان: ٦۵٦۵، ٦۵۷۷

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کی انگلی مبارک ایک جنگ کے سفر میں زخمی ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو ایک انگلی ہی تو ہے جو فی سبیل اللہ خون آلود ہوئی ہے۔

(۲) مطلب کہ اگر اس سے بڑی تکلیف بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں برداشت کرنا پڑے تو ”محمد ﷺ“ اس کے لیے بھی تیار ہے۔ (ﷺ)

(۳) رسول اللہ ﷺ پر جب بھی دشمنوں نے کوئی اعتراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا دفاع کیا اور مخالفین کو جواب دیا۔ جو کہ امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت و شان کی دلیل ہے۔ جبکہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قوموں کے مقابلے میں اپنا دفاع خود کرتے رہے۔ مثلاً

۱۔ سیدنا نوح علیہ السلام کو قوم نے کہا: إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٦٠﴾ (الاعراف: ٦۰) (کہ ہم تجھے واضح ضلالت میں دیکھتے (خیال کرتے) ہیں۔ تو سیدنا نوح علیہ السلام نے خود جواب دیا:

قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦١﴾ (الاعراف: ٦۱)

”اے میری قوم میں گمراہ نہیں ہوں بلکہ میں تو تمام جہانوں کے رب کی طرف سے رسول ہوں“۔

۲۔ سیدنا ہود علیہ السلام نے جب اپنی قوم ”عاد“ کو دعوت توحید دی تو ان کے سردار کہنے لگے:

إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٦٦﴾

”بے شک ہم آپ کو کم عقل اور جھوٹے لوگوں میں سے سمجھتے ہیں“۔

تو سیدنا ہود علیہ السلام نے جواب دیا:

يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٧﴾ (الاعراف: ٦۷)

"اے میری قوم! میں کم عقل نہیں ہوں لیکن میں تو رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں"۔

(یعنی جھوٹ بھی نہیں بولتا) دیگر کئی ایک مثالیں بھی قرآن مجید میں ہی بیان ہوئی ہیں۔ لیکن جب امام کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی بات آئی تو اللہ تعالیٰ نے خود جواب دیا اور اپنے پیغمبر ﷺ کا دفاع کیا۔ مثلاً

۱۔ رسول اکرم ﷺ نے جب اپنی قوم کو توحید رب تعالیٰ کی دعوت دی تو قوم کہنے لگی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝ (الحجر:۶)

"اے وہ شخص کہ جس پر یہ ذکر (قرآن مجید) نازل کیا گیا ہے بے شک تو مجنون ہے"۔ (معاذ اللہ)

تو اللہ تعالیٰ نے جواب ارشاد فرمایا:

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝

(سورۃ القلم:۱، ۴)

"ن، قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جو وہ فرشتے لکھتے ہیں بے شک آپ اپنے رب کی نعمت سے دیوانے نہیں ہیں، بے شک آپ کے لیے تو بے انتہا اجر ہے۔ اور بے شک آپ بہت بڑے اخلاق پر ہیں"۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کا بیٹا سیدنا ابراہیم علیہ السلام فوت ہوئے تو دشمنوں نے کہنا شروع کر دیا کہ "محمد" ﷺ کی نرینہ اولاد کوئی نہیں۔ اس کا تو معاذ اللہ نام مٹ جائے گا اور اس کی نسل ختم ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں سورۃ الکوثر نازل فرمائی۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۳۵۹ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

۳۔ سید کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام مکہ والوں کو بلا کر توحید کی دعوت دی تو آپ کے چچا ابو لہب نے آپ ﷺ کو بد دعا دی تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں سورۃ اللھب نازل فرمائی۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۳۶۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

۴۔ اسی طرح ایک مرتبہ سیدنا جبریل علیہ السلام نے وحی لانے میں کچھ وقفہ کر دیا تو آپ ﷺ کو کہا گیا کہ آپ کا رب ناراض ہو گیا اور معاذ اللہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑ دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں سورۃ الضحیٰ نازل فرمائی کہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ (کہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا بھی نہیں اور وہ ناراض بھی نہیں ہوا)۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

82- باب وَمِنْ سُورَةِ أَلَمْ نَشْرَحْ

سورۂ الم نشرح کی آیات کی تفسیر

3346: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ

سیّدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "ایک دفعہ میں نیند اور بیداری کے عالم میں بیت اللہ کے پاس تھا جب میں نے کسی کہنے والے کو کہتے

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ إِذْ سَمِعْتُ قَائِلاً يَقُولُ أَحَدٌ بَيْنَ الثَّلَاثَةِ فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهَا مَاءُ زَمْزَمَ فَشَرَحَ صَدْرِي إِلَى كَذَا وَكَذَا)). قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ يَعْنِي قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَا يَعْنِي؟ قَالَ ((إِلَى أَسْفَلِ بَطْنِي)) قَالَ: ((فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِي فَغُسِلَ قَلْبِي بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ أُعِيدَ مَكَانَهُ ثُمَّ حُشِيَ إِيمَانًا وَحِكْمَةً)). وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ.

ہوئے سنا: تین میں ایک، پس میرے پاس سونے کی ٹرے لائی گئی اس میں آب زم زم تھا، پس اس (ایک) نے یہاں سے یہاں تک میرا سینہ چاک کیا۔" قتادہ رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: "پیٹ کے نچلے حصے تک" فرمایا: "اس نے میرا دل نکالا اور میرے دل کو آب زم زم سے دھویا پھر اسے اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا اور پھر اسے ایمان و حکمت کے ساتھ بھر دیا گیا۔" اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ. وَفِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہشام دستوائی اور ہمام نے قتادہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس باب میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٤/٣٠٢، ابن خزيمه: ٣٠١، الطبراني في الكبير: ٥٩٩/١٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٢٠٧، صحیح مسلم: ١٦٤، سنن نسائی: ١/٢١٧۔ ٢٢١، مسند احمد : ١٧٨٣٣

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کے سینہ مبارک کھولنے سے ایک تو یہ مراد ہے کہ آپ ﷺ کا دل دین اسلام کے حق ہونے پر مطمئن اور نور ہدایت سے روشن ہے۔ دوسرا یہ بھی کہ آپ ﷺ بڑے حوصلے اور صبر و تحمل سے وحی الٰہی کو لوگوں تک پہنچائیں گے۔

(۲) جسمانی طور پر بھی آپ ﷺ کا "شق صدر" (سینہ کھولنا) ہوا ہے، ایک مرتبہ بچپن میں اور ایک دفعہ معراج کے موقعہ پر جیسا کہ حدیث الباب میں بھی ذکر ہے۔

(۳) "فی الحدیث قصة طويلة" سے مراد واقعہ معراج کی مفصل حدیث ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

83- باب وَمِنْ سُورَةِ التِّينِ

سورۂ التین کی آیات کی تفسیر

3347: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلاً بَدَوِيًّا أَعْرَابِيًّا يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَرْوِيهِ يَقُولُ مَنْ قَرَأَ (وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ) (التين: ١) فَقَرَأَ (أَلَيْسَ اللهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ) فَلْيَقُلْ بَلَى وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ (التين: ٨).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جو سورۂ التین پڑھے اور یہ آیت پڑھے: ((أليس الله بأحكم الحاكمين)) "کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں" تو وہ کہے: ((بلى وأنا على ذلك من الشاهدين)) "کیوں نہیں! (وہی سب سے بڑا حاکم ہے) اور میں اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا يُرْوَى بِهَذَا الإِسْنَادِ عَنْ هَذَا الأَعْرَابِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَا يُسَمَّى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اسی اسناد سے اس اعرابی کے حوالے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی جاتی ہے اور اس اعرابی کا نام نہیں لیا جاتا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں رجلا بدوی اعرابی مجہول ہے۔ ضعيف ابی داؤد: ١٥٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٨٨٧، مسند احمد : ٧٣٩١

فوائد الحدیث: (۱) سورہ کے آخر میں جواب دینا آپ ﷺ سے ثابت نہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور وہ بھی بلا شرکت غیرے تسلیم کرنا ہر مومن کے ایمان کا حصہ ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

84- باب وَمِنْ سُورَةِ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

سورۂ اقرأ باسم ربک کی آیات کی تفسیر

3348: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما ﴿سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ﴾ (العلق: ١٨) قَالَ قَالَ أَبُو جَهْلٍ لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي لَأَطَأَنَّ عَلَى عُنُقِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَوْ فَعَلَ لَأَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عِيَانًا)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ﴾ ”ہم عنقریب دوزخ کے فرشتے بلائیں گے۔“ کی تفسیر میں بیان کیا، ابو جہل نے کہا: اگر میں نے محمد (ﷺ) کو نماز پڑھتے دیکھ لیا تو میں اس (ان) کی گردن کچل ڈالوں گا، نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس نے ایسے کیا تو فرشتے اسے دیکھتے ہی پکڑ لیں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) أخرجه البزار: ٢٢٨٩، ابو يعلى: ٢٦٠٤، الطبراني في الكبير: ١١٩٥٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٩٥٨، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٠٦١، مسند احمد : ٢٢٢٥

3349: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فَجَاءَ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَزَبَرَهُ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا بِهَا نَادٍ أَكْثَرُ مِنِّي، فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ﴾ (العلق: ١٧-١٨) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَاللهِ لَوْ دَعَا نَادِيَهُ لَأَخَذَتْهُ زَبَانِيَةُ اللهِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تو ابو جہل نے آکر کہا: کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا تھا؟ نبی ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے اسے ڈانٹا، تو ابو جہل نے کہا: آپ ﷺ یقیناً جانتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ کسی کے ہم نشین نہیں، تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ﴾ ”وہ اپنے ہم نشینوں کو بلا لے، ہم عنقریب جہنم کے

فرشتوں کو بلا لیں گے۔" ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ اپنے ہم نشینوں کو بلا لیتا تو اللہ کے فرشتے اسے پکڑ لیتے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه. اور اس باب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح الاسناد) بعض کے نزدیک اس کی سند ابو خالد الاحمر کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٩٥٨، وسنن نسائی کبریٰ: ١١٠٦١، مسند احمد : ٢٢٢٥

فوائد الحدیث: (۱) ہر دور کے طاقتور لوگ اپنے سے کمزوروں کو ڈرا دھمکا کر دبانے کی کوشش کرتے ہیں ایسا ہی رویہ مشرکین مکہ نے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اختیار کیا اور آپ ﷺ کو خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے سے روک دیا۔ ایک مرتبہ ابو جہل لوگوں کو کہنے لگا کہ اگر میں نے "محمد" ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو میں اس کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا (یعنی میں آپ کو نقصان پہنچاؤں گا)۔ پھر وہ بیت اللہ کی طرف آیا تو رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تو وہ آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ میں نے آپ کو منع نہیں کیا تھا۔ (آپ پھر یہاں نماز پڑھ رہے ہیں)۔ آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر اس کو ڈانٹا تو وہ کھسیانہ سا ہو کر کہنے لگا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس وادی / علاقے میں میرے حمایتی بہت زیادہ ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں کہ یہ اپنے حمایتیوں کو لے آئے ہم بھی اپنی فوج کو لے آتے ہیں (اس سے مراد جہنم کے داروغے، فرشتے ہیں)۔

(۲) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ان کے وحی الٰہی پر ایمان و پختہ یقین کی دلیل ہے۔

(۳) صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: فاتی رسول اللہ ﷺ وھو یصلی زعم لیطأ علی رقبتہ قال فما فجئھم منہ الا وھو ینکص علی عقبیہ ویتقی بیدیہ قال فقیل لہ مالک فقال ان بینی وبینہ لخندقا من نار وھولاء واجنحۃ (مسلم ص ۲/ ۳۷۲، کتاب صفۃ المنافقین، باب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار) "تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، اس نے ارادہ کیا کہ وہ آپ ﷺ کی گردن کو روند ڈالے تو اچانک لوگوں نے دیکھا کہ وہ اپنی ایڑیوں کے بل الٹے پاؤں واپس پلٹ رہا ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ بچ رہا ہے۔ تو اسے کہا گیا کہ تجھے کیا ہوا ہے تو اس نے کہا کہ میرے اور آپ (ﷺ) کے درمیان ایک خندق، بڑا ہولناک منظر اور "پر" ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لو دنا منی لا ختطفتہ الملائکۃ عضوا عضوا (ایضا) "اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اسے ایک ایک عضو کر کے اچک لیتے" (یعنی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے)۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

85- باب وَمِنْ سُورَةِ الْقَدْرِ

سورۃ القدر کی آیات کی تفسیر

3350: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ عَنْ يُوسُفَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَامَ رَجُلٌ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ

یوسف بن سعد نے بیان کیا کہ حسن رضی اللہ عنہ نے جب معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو ایک شخص ان کے پاس آ کر کھڑا ہوا اور اس نے کہا: آپ نے مومنوں کے چہرے کالے کر دیے، انہوں

مَا بَايَعَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: سَوَّدْتَ وُجُوهَ الْمُؤْمِنِينَ. أَوْ يَا مُسَوِّدَ وُجُوهِ الْمُؤْمِنِينَ. فَقَالَ لَا تُؤَنِّبِنِي رَحِمَكَ اللهُ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُرِيَ بَنِي أُمَيَّةَ عَلَى مِنْبَرِهِ فَسَاءَهُ ذَلِكَ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ (الكوثر: ١) يَا مُحَمَّدُ يَعْنِي نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ وَنَزَلَتْ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ (القدر: ١-٣) يَمْلِكُهَا بَعْدَكَ بَنُو أُمَيَّةَ يَا مُحَمَّدُ. قَالَ الْقَاسِمُ فَعَدَدْنَاهَا فَإِذَا هِيَ أَلْفُ شَهْرٍ لَا يَزِيدُ يَوْمٌ وَلَا يَنْقُصُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ. وَقَدْ قِيلَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَازِنٍ. وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ هُوَ ثِقَةٌ وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَيُوسُفُ بْنُ سَعْدٍ رَجُلٌ مَجْهُولٌ وَلَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

نے فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے تو مجھے الزام نہ دے، نبی ﷺ کو بنوامیہ آپ ﷺ کے منبر پر دکھائے گئے تو آپ ﷺ کو یہ برا لگا، تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ "ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا فرمائی۔" اے محمد (ﷺ)! یعنی جنت میں ایک نہر، اور یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ محمد ﷺ آپ ﷺ کے بعد بنو امیہ اس کے مالک بنیں گے۔

قاسم نے بیان کیا: ہم نے اس مدت کو گنا تو وہ ہزار مہینے تھی ایک دن کی بھی کمی بیشی نہیں تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے قاسم بن فضل کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے: عن القاسم بن الفضل، عن یوسف بن مازن۔ اور قاسم بن فضل حدانی ثقہ ہے، یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمٰن ابن مہدی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ یوسف بن سعد مجہول شخص ہے۔ اور ہم اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد مضطرب، ومتنه منكر) یوسف کا حسن سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: تفسير الطبري: ٣٠/٢٥٠، المعجم الكبير للطبراني: ٢٧٥٤، مستدرک حاكم: ٣/١٧٠-١٧١، ١٧٥، دلائل النبوة للبيهقي: ٦/٥٠٩- ٥١٠

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت ضعیف ہے جس کی صراحت خود امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمادی ہے اس لیے یہ قابل استناد نہیں۔

(۲) اسی روایت کا تجزیہ شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ نے بڑا زبردست اور شاندار کیا ہے جسے لفظ بہ لفظ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ حضرت الشیخ فرماتے ہیں۔

۱۔ اس حدیث کا مضمون ہی اس کے موضوع (من گھڑت) ہونے کی دلیل ہے۔ اگر بنوامیہ اس قدر برے ہوتے تو نبی ﷺ ان کے ہاں شادی نہ کرتے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو وحی کی کتابت کا کام سپرد نہ فرماتے اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنے پر تعریف نہ فرماتے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت انتہائی امن وامان کا حامل اور فتوحات اسلامیہ کا باعث نہ بنتا۔

۲۔ لیلۃ القدر کی فضیلت کا بنوامیہ کی خلافت کے ایام سے کیا مناسبت و تعلق؟۔ اگر کسی چیز کی فضیلت و برتری بیان کرنی ہو تو اسے اچھی چیز پر ترجیح دی جاتی ہے نہ کہ بری پر۔ کیا بادشاہ کو یہ کہنا کہ تو بھنگی اور چپڑاسی سے بہتر ہے۔ یہ اس کی تعریف ہے؟۔ کیا تلوار کے

بارے میں یہ کہنا کہ وہ ڈنڈے سے زیادہ تیز ہے اس کی توصیف ہے؟

۳۔ اسی طرح سیّدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دور خلافت کس قدر خیر و برکات کا حامل تھا، نیز اگر یہ بُرے لوگ تھے تو سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہمیشہ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مراعات کیوں حاصل کرتے تھے۔

۴۔ اس کے موضوع ہونے کی یہ بھی دلیل ہے کہ بنو امیہ کا دور خلافت چالیس ہجری سے لے کر ۱۳۲ ہجری تک ہے، اسی طرح یہ عرصہ ۹۲ سال بنتا ہے۔ جو حدیث میں مذکور ہزار مہینوں سے زیادہ ہے۔ نیز سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ جو تیسرے خلیفہ راشد ہیں وہ بھی بنو امیہ کے فرد ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا داماد ہونے کا شرف بھی انہیں حاصل ہے۔ کچھ عرصہ سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کچھ علاقوں پر حکمران رہے۔ لیکن ان دنوں میں بھی بنو امیہ کی حکومت ختم نہیں ہوئی وہ حکمران ہی رہے۔ پھر یہ سورت مکی ہے اور ابھی تک منبر کا وجود ہی نہیں تھا۔ منبر پر کھڑے ہو کر تو آپ ﷺ نے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے اس کردار کی تعریف کی تھی کہ وہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کی اصلاح کا باعث ہوگا۔ جس واقعہ صلح کو یہ بد بخت مومنوں کے چہرے کو سیاہ کر دینے سے تعبیر کر رہا ہے، پھر کیا واقعی شیعان علی و حسن مومن تھے، جنہوں نے ہمیشہ انہیں رنج و الم ہی میں مبتلا رکھا اور جن سے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ جان چھڑانا چاہتے تھے۔ پھر وہ آخر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا باعث بنے۔ اور سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ جب وہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام سے جنگ کرنے کے لیے مدائن سے آگے نکلے تو کسی نے بلند آواز سے کہہ دیا کہ قیس بن سعد بن عبادہ قتل ہو گئے تو ان لوگوں نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا خیمہ اکھاڑ لیا۔

جس فرش پر وہ بیٹھے تھے اسے بھی کھینچ کر اٹھانے لگے اور اس حال میں ایک دوسرے کو زخمی کرنے لگے۔ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بھی زخمی کر ڈالا۔ (البدایہ والنہایہ ص ۸/ ۱۴) اور جب سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کی فوج میں اختلاف و انتشار ہے تو آپ ان سے بیزار اور مایوس ہوئے اور سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں ان سے صلح کی تجویز رکھی۔

(المرتضیٰ، مولانا سیّد ابو الحسن ندوی ص ۳۵۳) (بحوالہ جامع ترمذی اردو ص ۴/ ۳۸۶، مطبوعہ دار السّلام)

3351: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ وَعَاصِمٍ هُوَ ابْنُ بَهْدَلَةَ سَمِعَا زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ وَزِرُّ بْنُ حُبَيْشٍ يُكْنَى أَبَا مَرْيَمَ يَقُولُ: قُلْتُ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ أَخَاكَ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، فَقَالَ يَغْفِرُ اللهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَقَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي الْعَشْرَةِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَلَكِنَّهُ أَرَادَ أَنْ لَا يَتَّكِلَ النَّاسُ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِي أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ. قُلْتُ لَهُ بِأَيِّ شَيْءٍ تَقُولُ ذَلِكَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَوْ بِالْعَلَامَةِ أَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا.

زر بن حبیش (ان کی کنیت ابو مریم ہے) بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کے بھائی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جو سال بھر تہجد پڑھے گا وہ شب قدر پا لے گا، انہوں نے فرمایا: اللہ ابو عبد الرحمٰن کو معاف کرے، انہیں معلوم ہے کہ وہ رمضان کے آخری عشرے میں ہے، اور یہ کہ وہ ستائیسویں شب ہے لیکن انہوں نے چاہا کہ لوگ توکل و بھروسہ نہ کر بیٹھیں، پھر انہوں نے استثناء کے بغیر قسم اٹھائی کہ وہ ستائیسویں شب ہے۔ راوی نے بیان کیا: میں نے انہیں کہا: ابو منذر! آپ یہ کس بنیاد پر کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اس نشانی اور علامت کی بنیاد پر جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتائی ہے: "کہ اس دن سورج طلوع ہوگا تو اس کی کوئی شعاع نہیں ہوگی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) دیکھیں حدیث ۷۹۳

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۷٦۲و ص۸۲۸، ۲۲۰، سنن ابو داود: ۱۳۷۸، وسنن نسائی کبریٰ: ۳٤۰٦، مسند احمد: ۲۱۱۹۰، صحیح ابن حبان: ۳٦۸۹

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے لیلۃ القدر کے متعلق یہی فرمایا ہے کہ تحروا لیلۃ القدر فی العشر الاواخر من رمضان (بخاری ص ۱/۲۷۱، کتاب الصوم) "لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے میں تلاش کرو"۔ پھر آخری عشرے میں بھی طاق راتوں کی تصریح احادیث میں موجود ہے۔ (صحیح بخاری ۱/۲۷۰) اس لیے اس کے لیے کوئی خاص رات مستقل مقرر کرنا درست نہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس سال جس رات کو لیلۃ القدر کی حیثیت سے پالیا انہوں نے اسی کو ہی حتمی بیان کر دیا لیکن یہ اس سال کے رمضان المبارک کے متعلق تو کہا جاسکتا ہے، ہمیشہ کے لیے اسی رات کو خاص نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں اکیسویں رات بھی بیان ہوئی ہے۔ (بخاری ص ۱،۲۷۰)

(۲) حدیث الباب میں بھی ستائیسویں رات کو علامات کی وجہ سے ہی مقرر کیا گیا ہے۔

86- باب وَمِنْ سُورَةِ لَمْ يَكُنْ

سورۂ لم یکن (البینہ) کی آیات کی تفسیر

3352: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ. قَالَ ((ذَلِكَ إِبْرَاهِيمُ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے کہا: تمام مخلوق سے بہتر! آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو یعلی: ۳۹٤۸، الطحاوي في شرح المشكل: ۱۰۱٤، شرح المعاني: ٤/۳۱٥

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۲۳٦۹، سنن ابو داود: ٤٦۷۲، وسنن نسائی کبریٰ: ۱۱٦۹۲، مسند احمد: ۱۲۸۲٦

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے یعنی ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا یہ نہیں کہ کلمہ تو پڑھ لیا لیکن توحید و رسالت میں شرک کا ارتکاب بھی کرتے رہے۔ یا بے عملی کا مظاہرہ کیا کہ نہ نماز نہ روزہ، نہ زکوٰۃ نہ حج وغیرہ لیکن اپنے آپ کو مسلمان اور مومن کہلاتے اور سمجھتے ہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ ایمان لائے اور پھر اس کے مطابق عمل بھی کیے ساری زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزاری تو ان کو تمام مخلوقات سے بہترین قرار دیا گیا ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ چونکہ ایمان اور اعمال صالحہ کے اعلیٰ ترین درجہ پر ہیں اس لیے آپ ﷺ ساری مخلوقات میں سب سے اعلیٰ اور بہترین ہیں لیکن آپ ﷺ نے عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عزت و احترام کے لیے ان کا نام لیا ہے۔ ورنہ آپ ﷺ نے تو خود ارشاد فرمایا ہے۔ انا سید ولد آدم ولا فخر (شعب الایمان للبیہقی) "کہ میں سیّدنا آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا سردار ہوں اور کوئی فخر نہیں"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

87- باب وَمِنْ سُورَةِ إِذَا زُلْزِلَتِ الأَرْضُ

سورۂ اِذازلزلت الارض (الزلزال) کی آیات کی تفسیر

3353: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هَذِهِ الآيَةَ ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ (الزلزلة: ٤) قَالَ ((أَتَدْرُونَ مَا أَخْبَارُهَا)). قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((فَإِنَّ أَخْبَارَهَا أَنْ تَشْهَدَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلَى ظَهْرِهَا، تَقُولُ عَمِلَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا فَهَذِهِ أَخْبَارُهَا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ ''جس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی۔'' اور فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو اس کی خبریں کیا ہیں؟'' انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''اس کی خبریں یہ ہیں کہ وہ ہر بندے یا باندی پر اس کے اپنی پشت پر کیے ہوئے عمل کی گواہی دے گی، وہ کہے گی: اس نے فلاں دن فلاں، فلاں اور فلاں کام کیا، پس یہی اس کی خبریں ہیں۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں یحییٰ بن سلیمان ضعیف ہے۔ مزید دیکھیں حدیث ۲۴۲۹۔

تخریج الحدیث: سنن نسائي كبرىٰ: ١١٦٩٣، مسند احمد: ٨٨٦٧۔ صحيح ابن حبان: ٧٣٦٠،

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن قرآن مجید کی آیات سے یہی بات بیان ہو رہی ہے کہ جب قیامت کے دن انسان کے خلاف دیگر گواہیاں اور شہادتیں آئیں گی تو زمین بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے کلام کرے گی اور انسان کے حق میں اس کے خلاف گواہی دے گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

88- باب وَمِنْ سُورَةِ التَّكَاثُرِ

سورۂ الھاکم التکاثر (التکاثر) کی آیات کی تفسیر

3354: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَقْرَأُ: ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ (التكاثر: ١) قَالَ ((يَقُولُ ابْنُ آدَمَ مَالِي مَالِي وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ أَوْ أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ)).

سیّدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور آپ ﷺ یہ آیت پڑھ رہے تھے: ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ ''بہتات کی حرص نے تمہیں غفلت میں رکھا'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، حالانکہ تیرا مال تو بس یہی ہے جو تو نے صدقہ کر لیا اور اسے آگے بھیج دیا، یا تو نے کھا لیا اور ختم کر لیا، یا تو نے پہن لیا اور پرانا کر لیا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۳۴۲

تخریج الحدیث: صحيح مسلم : ٢٩٥٨، سنن نسائی: ٦/٢٣٨، مسند احمد : ١٦٣٠٥، صحيح ابن حبان: ٧٠١، ٣٣٢٧

فوائد الحدیث: ہر انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ حلال کمائے اور پھر اس میں سے زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرے کیونکہ وہ صدقہ کیا ہوا مال ہی اس کے لے نجات کا باعث ہوگا۔ ورنہ جو کھانے پینے اور پہننے کی شکل میں جسمانی ضرورت کے لیے صرف کیا وہ تو ختم ہو گیا اور جو باقی بچ جائے گا وہ لواحقین لے لیں گے اس کے ذمہ تو اس کا حساب دینا ہی ہے۔ "کہ کمایا کیسے تھا اور خرچ کہاں کیا؟"

3355: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ الرَّازِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قَيْسٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا زِلْنَا نَشُكُّ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ حَتَّى نَزَلَتْ (أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ) (التكاثر: ١) قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ مَرَّةً عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قَيْسٍ هُوَ رَازِيٌّ وَعَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ كُوفِيٌّ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم عذاب قبر کے بارے میں شک ہی میں رہے حتیٰ کہ سورۃ التکاثر نازل ہوئی۔ ابو کریب نے ایک بار عمرو بن ابی قیس کہا۔ وہ رازی ہیں اور عمرو بن قیس ملائی کوفی نے عن ابن ابی لیلی عن المنہال بن عمرو کی سند سے روایت کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف و مدلس ہے۔

تخریج الحدیث: تفسير الطبرى: ٣٠/٢٨٤

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین برزخی زندگی، قبر اور اس کے احوال پر ایمان رکھتے تھے اس لیے نماز میں دعا مانگتے تھے۔ اللھم انی اعوذبك من عذاب القبر... الخ۔

3356: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ (التكاثر: ٨) قَالَ الزُّبَيْرُ: يَا رَسُولَ اللهِ فَأَيُّ النَّعِيمِ نُسْأَلُ عَنْهُ وَإِنَّمَا هُمَا الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ. قَالَ ((أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ)).

سیّدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ "پھر اس روز تم سے نعمتوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔" تو زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کن نعمتوں کے بارے میں ہم سے باز پرس ہوگی بس یہ دو سیاہ چیزیں: کھجور اور پانی ہی تو ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "سنو یہ عنقریب (سوال) ہوگا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن الإسناد) اخرجه الحميدي: ٦١، البزار: ٩٦٣، ابو يعلى: ٦٧٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٠٥، ٢٣٦٤٠، سنن ابن ماجه: ٤١٥٨

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے جو بھی نعمتیں اپنے بندوں کو عطا فرمائی ہیں خواہ وہ تھوڑی ہوں یا زیادہ، (بظاہر) چھوٹی ہوں یا بڑی قیامت کے

دن ان کے متعلق سوال کر لینا ہے اگر تو ان نعمتوں کا استعمال صحیح ہوا ہوگا تو آدمی اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرے گا اور اگر غلط اور ناجائز استعمال کیا ہوگا تو پھر عذاب ہوگا۔ اس لیے ہر شخص کو اس بات کی فکر کرنی چاہیے کہ اس نے ان نعمتوں کے متعلق قیامت کے دن کیا جواب دینا ہے۔ اللهم حاسبنا حسابا يسيرا۔

3357: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ ﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ (التكاثر: ٨) قَالَ النَّاسُ يَا رَسُولَ اللهِ عَنْ أَيِّ النَّعِيمِ نُسْأَلُ وَإِنَّمَا هُمَا الأَسْوَدَانِ وَالْعَدُوُّ حَاضِرٌ وَسُيُوفُنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا. قَالَ ((إِنَّ ذَلِكَ سَيَكُونُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ "پھر اس روز تم سے نعمتوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔" تو لوگوں (صحابہ کرام) نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم سے کن نعمتوں کے بارے میں باز پرس ہوگی؟ یہ دو کالی چیزیں ہی تو ہیں، دشمن حاضر ہے اور ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ عنقریب ہوگا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ هَذَا. سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَحْفَظُ وَأَصَحُّ حَدِيثًا مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ابن عیینہ کی محمد بن عمرو کی سند سے مروی روایت میرے نزدیک اس سے زیادہ صحیح ہے۔ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ کی نسبت حدیث کو زیادہ یاد رکھنے والے اور زیادہ صحیح ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن بما قبله) اخرجه الدر المنثور: ٦١٣/٨، صحيح الترمذي: ٢٦٧٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٠٥، ٢٣٦٤٠، سنن ابن ماجه: ٤١٥٨

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات سے اپنی نیکیوں اور اعمال و دینی خدمات کا موازنہ نہیں کرنا چاہیے کہ نیکی کی توفیق مل جانا بھی تو اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہی ہے اس کے متعلق بھی سوال ہوگا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک تم کفار سے جہاد کے لیے ہر وقت تیار ہو اور پانی اور کھجوروں کی دستیابی کو معمولی سمجھتے ہو لیکن یاد رکھو اس کے متعلق ضرور پوچھا جائے گا۔ (لہٰذا تیاری کرو)۔

3358: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَلَاءِ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَمٍ الأَشْعَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي الْعَبْدَ مِنَ النَّعِيمِ أَنْ يُقَالَ لَهُ أَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ وَنُرْوِيكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن اس یعنی: بندے سے نعمتوں میں سے سب سے پہلے سوال کیا جائے گا تو اسے کہا جائے گا: کیا میں نے تمہارے جسم کو تمہارے لیے درست نہیں بنایا تھا، اور ہم تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب کرتے رہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَالضَّحَّاكُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَبٍ وَيُقَالُ ابْنُ عَرْزَمٍ وَابْنُ عَرْزَمٍ أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ضحاک، یہ ابن عبدالرحمٰن بن عرزب ہیں، اور ابن عرزم بھی کہا جاتا ہے، ابن عرزم زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٥٣٩، المشكاة: ٥١٩٦، اخرجه الحاكم: ١٣٨/٤

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٧٣٦٤

فوائد الحدیث: قیامت کے دن عبادات میں سب سے پہلے "نماز" کے متعلق سوال ہوگا۔ حقوق العباد میں سب سے پہلے خون کا حساب ہوگا۔ اور نعمتوں میں سے پہلا سوال صحت و تندرستی اور پانی کے متعلق ہوگا۔ عمومی طور پر لوگ صحت جیسی نعمت کی قدر نہیں کرتے اور اس سے کماحقہ فائدہ نہیں اٹھاتے، اور پانی کو بھی عام اور معمولی چیز سمجھ کر اس کا بہت زیادہ ضیاع کرتے ہیں حالانکہ یہ دونوں نعمتیں ہی کئی لاکھ نعمتوں سے بھی بہتر ہیں۔ بس اس سے پوچھیے جو بیمار ہو جائے یا جسے پانی میسر نہ ہو۔ ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے نظام زندگی ہی معطل ہو کر رہ گیا ہے۔ اگرچہ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے یہ بحران عارضی ہی کیوں نہ ہو۔ خصوصاً گرمیوں کے موسم میں۔ فافهم وتدبر۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

89- بَابُ وَمِنْ سُورَةِ الْكَوْثَرِ

سورۂ الکوثر کی آیات کی تفسیر

3359: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ (الكوثر: ١) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((هُوَ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ)). قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((رَأَيْتُ نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ، قُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي قَدْ أَعْطَاكَهُ اللهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ "ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا فرمائی۔" وہ (کوثر) جنت میں ایک نہر ہے۔" نبی ﷺ نے فرمایا: "میں نے جنّت میں ایک نہر دیکھی اس کے دونوں کناروں پر خول دار موتیوں کے خیمے تھے، میں نے کہا: جبریل یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ کوثر ہے جو اللہ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميد: ١١٩٠، الطبري في تفسيره: ٣٢٣/٣٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٩٩٤، ١١٩٩٦، ١٢٠٠٨، ١٢٦٧٥، صحيح بخاری: ٤٩٦٤، ٦٥٨١، صحيح مسلم: ٤٠٠، سنن ابو داود: ٧٨٤، ٤٧٤٧، ٤٧٤٨، سنن نسائی: ١٣٣/٢۔ ١٣٤، وفی الکبری: ١١٥٣٣، ابن حبان: ٦٤٧٤

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو چار بیٹیاں۔ (۱) زینب، (۲) رقیہ، (۳) ام کلثوم، (۴) اور فاطمۃ الزہراء رضوان اللہ علیہن اور تین بیٹے۔ (۱) قاسم۔ (۲) طیب وطاہر۔ (۳) اور ابراہیم رضی اللہ عنہم عطا فرمائے۔ چاروں بیٹیاں ماشاء اللہ جوان ہوئیں اور اپنے اپنے گھروں میں آباد ہوئیں، لیکن تینوں بیٹے بچپن میں ہی فوت ہو گئے، آخری بیٹا ابراہیم جب فوت ہوا تو آپ ﷺ بہت غمگین اور پریشان تھے، مزید برآں کفار و مشرکین نے طعنے دینے شروع کیے کہ اس کی نرینہ اولاد کوئی نہیں، اس کی نسل ختم ہو جائے گی اور اس کا نام مٹ جائے گا۔ (معاذ اللہ)

تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکوثر نازل فرما کر اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کو حوصلہ دیا کہ اگر آپ کی نرینہ اولاد زندہ نہیں رہی تو پریشان مت ہوں ہم نے آپ ﷺ کو "کوثر" (یعنی خیر کثیر، بہت زیادہ اولاد، روحانی بھی اور سیدہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا کی نسل سے جسمانی بھی، اور آپ ﷺ کا ذکر خیر ہر جگہ، ہر وقت باقی رکھا۔ وغیرہ) عطا فرمائی ہے۔

(۲) حدیث الباب کے مطابق جنّت میں ایک نہر ہے جس کا نام "کوثر" ہے وہ آپ ﷺ کو عطا کی گئی ہے کہ اس کا پانی حشر کے میدان میں آپ ﷺ کے "حوض" میں گرے گا۔ جہاں سے آپ ﷺ لوگوں کو پانی پلائیں گے۔ اسی وجہ سے اسے "حوض کوثر" بھی کہا جاتا ہے۔

3360: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((بَيْنَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ إِذْ عُرِضَ لِي نَهْرٌ حَافَّتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ. قُلْتُ لِلْمَلَكِ مَا هَذَا قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَهُ اللهُ قَالَ: ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى طِينَةٍ فَاسْتَخْرَجَ مِسْكًا ثُمَّ رُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى فَرَأَيْتُ عِنْدَهَا نُورًا عَظِيمًا)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس اثنا میں کہ میں جنّت میں چل رہا تھا تو میرے سامنے موتیوں کے خیمے تھے، میں نے فرشتے سے کہا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ کوثر ہے جو اللہ نے آپ ﷺ کو عطا کی ہے، آپ نے فرمایا: پھر اس نے اپنا ہاتھ مٹی پر مارا تو کستوری نکالی، پھر مجھے سدرۃ المنتہی تک لے جایا گیا تو میں نے وہاں نور عظیم دیکھا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
اور کئی ایک طرق سے یہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٩٩٤، ١١٩٩٦، ١٢٠٠٨، ١٢٦٧٥، صحيح بخاری: ٤٩٦٤، ٦٥٨١، صحيح مسلم: ٤٠٠، سنن ابو داود: ٧٨٤، ٤٧٤٧، ٤٧٤٨، سنن نسائی: ٢/١٣٣۔ ١٣٤، وفي الكبرى: ١١٥٣٣، صحيح ابن حبان: ٦٤٧٤

فوائد الحدیث: اس حدیث میں جنّت والی نہر "کوثر" کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں کہ اس کے کنارے موتیوں کے ہیں اور اس کی تہہ میں مٹی کستوری کی ہے۔

3361: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْكَوْثَرُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَّتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَجْرَاهُ عَلَى الدُّرِّ وَالْيَاقُوتِ، تُرْبَتُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ، وَمَاؤُهُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَبْيَضُ مِنَ الثَّلْجِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوثر جنّت میں ایک نہر ہے، اس کے کنارے سونے کے ہیں، اس کا پانی موتیوں اور یاقوت پر بہتا ہے، اس کی مٹی کستوری سے زیادہ اچھی ہے، اور اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١١/ ٤٤٠، الدارمي: ٢٨٤٠، البغوي: ٤٣٤١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٣٣٤، مسند احمد : ٥٣٥٥

فوائد الحدیث: اس حدیث میں "نہر کوثر" کے پانی کا وصف بیان ہوا ہے کہ وہ شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہوگا، یہی اوصاف حوض کوثر" کے پانی کے بھی بیان ہوئے ہیں۔ بعض روایات میں اسے دودھ سے زیادہ سفید بتایا گیا ہے۔ اللهم اسقنا بفضلك من حوض حبيبك ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

90- باب وَمِنْ سُورَةِ النَّصْرِ

سورۂ الفتح (النصر) کی آیات کی تفسیر

3362: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما قَالَ: كَانَ عُمَرُ يَسْأَلُنِي مَعَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: أَتَسْأَلُهُ وَلَنَا بَنُونَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ، فَسَأَلَهُ عَنْ هَذِهِ الآيَةِ (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ) (النصر: ١) فَقُلْتُ إِنَّمَا هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ وَقَرَأَ السُّورَةَ إِلَى آخِرِهَا، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ وَاللهِ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے اصحاب کے ساتھ مجھ سے سوال / دریافت کیا کرتے تھے، تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: کیا آپ ان سے پوچھتے ہیں جبکہ ان کے مثل (ان کے ہم عمر) تو ہمارے بیٹے ہیں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: اس کی وجہ آپ جانتے ہیں (کہ میں ان سے کیوں پوچھتا ہوں) پس انہوں نے اس (مجھ) سے اس آیت: ((اذا جاء نصر الله والفتح)) کے متعلق پوچھا تو میں نے کہا: اس سے رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے، اس نے آپ کو یہی بتایا ہے اور انہوں نے اس سورت کو آخر تک پڑھا، تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! جو آپ جانتے ہیں میں بھی وہی جانتا ہوں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَتَسْأَلُهُ وَلَنَا ابْنٌ مِثْلُهُ.

ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن ابی بشر کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل بیان کیا ہے۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا تو سیّدنا عمر کو سیّدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ان سے سوال کرتے ہیں جبکہ ان کے ہم عمر تو ہمارے بیٹے ہیں۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن سعد: ٢/٣٦٥، الطبري في تفسيره: ٣٠/٣٣٣، الطبراني في الكبير: ١٠٦١٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٦٢٧، مسند احمد: ٣١٢٧،

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو اس لیے مبعوث فرمایا کہ دین اسلام کو باقی تمام ادیان پر غالب کر دیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (التوبہ: ٣٣)

”وہ اللہ تعالیٰ وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ

مشرک اس بات کو ناپسند کریں"۔

(۲) جب مکہ فتح ہو گیا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے حتیٰ کہ جزیرۃ العرب سے کفر و شرک کا خاتمہ ہو گیا تو بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سمجھ لیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) ان لوگوں کو اپنے نظریات پر غور کرنا چاہیے جو کہتے ہیں کہ معاذ اللہ، پیغمبر ﷺ نے تو دین کے احکام بھی مکمل طور پر نہیں بتائے اور آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے، اور وہ مسائل بعد میں امت کے بعض فقہاء و مجتہدین نے مکمل فرمائے۔

(۴) اس حدیث سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا "اہل علم" کی قدر کرنا بھی ثابت ہوتا ہے اگرچہ وہ عمر میں اپنے سے چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں۔ رضی اللہ عنہم

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

91- باب وَمِنْ سُورَةِ تَبَّتْ يَدَا

سورۂ ((تبت يدا أبي لهب)) کی آیات کی تفسیر

3363: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَعِدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الصَّفَا فَنَادَى ((يَا صَبَاحَاهُ)). فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ، فَقَالَ ((إِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنِّي أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُمَسِّيكُمْ أَوْ مُصَبِّحُكُمْ أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي)). فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَكَ. فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ (المسد: ١).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صفا (پہاڑی) پر چڑھ کر پکارا: "یا صباحاہ" (تنبیہ کرنے والا ہوں) پس قریش آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آ رہا ہے، مجھے بتاؤ اگر میں تمہیں بتاؤں کہ دشمن شام کے وقت یا صبح کے وقت تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا نہیں سمجھو گے؟" ابو لہب نے کہا: (نعوذ باللہ) تو تباہ ہو، کیا تو نے ہمیں اس لیے اکٹھا کیا تھا؟ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ "ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الطبري في تفسيره: ١٩/ ١٢٠، ابن منده في الايمان: ٩٤٩، البغوي: ٣٧٤٦

تخريج الحديث: مسند احمد: ٢٥٤٤، صحيح بخاری: ١٣٩٤، صحيح مسلم: ٢٠٨، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٩٨٢، ٩٨٣، سنن نسائی الكبرى: ١١٣٧٨، ١١٧١٤، صحيح ابن خبان: ٦٥٥٠

فوائد الحديث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک دن آپ ﷺ صفا پہاڑی پر تشریف لائے تمام مکہ والوں کو جمع کیا اور ان سے اپنے حق میں سچائی و صداقت کی گواہی لینے کے بعد انہیں دعوت توحید دی تو وہ جو ابھی چند لمحے قبل آپ ﷺ

کی صداقت کی گواہی دے رہے تھے آپ ﷺ کے خلاف ہو گئے اور اول فول بولنے لگے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کے چچا ابو لہب نے آپ ﷺ کو بد دعا دے دی کہ (معاذ اللہ) "آپ کے ہاتھ ٹوٹ جائیں کیا آپ نے ہمیں اس لیے بلایا تھا"۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے دفاع اور ابو لہب کے جواب میں یہ سورت نازل فرمائی۔

کہ ابو لہب نے جو بد دعا دی ہے میں اسے پورا کروں یا نہ کروں یہ تو میری مرضی ہے۔ لیکن اس کے متعلق میرا فیصلہ یہ ہے کہ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ "کہ ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ خود بھی ہلاک ہو گیا"۔

(مزید، حدیث نمبر ۳۳۴۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

(۲) رسول اللہ ﷺ جب پیدا ہوئے تو آپ ﷺ یتیم تھے کہ آپ کے والد عبد اللہ، آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے اور ان کی کوئی اولاد نہ تھی، جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو پورے خاندان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بھائی، بھتیجے وغیرہ کی نسل کو جاری کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں آپ ﷺ کے چچا "ابو لہب" (جس کا نام عبد العزیٰ تھا اور اسے خوبصورتی کی وجہ سے ابو لہب (شعلے کا باپ) کہا جاتا تھا) کو اس کی لونڈی ثویبہ نے اطلاع دی کہ آپ کے بھائی عبد اللہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے تو اس نے خوشی میں اطلاع دینے والی لونڈی کو ہی آزاد کر دیا۔

یوں سمجھیں کہ چچا نے اپنے بھتیجے کا میلاد منایا۔ لیکن جب اسی بھتیجے نے اعلان نبوت کیا اور توحید باری تعالیٰ کی دعوت دی تو میلاد منانے والے چچا نے آپ ﷺ کی دعوت کو نا صرف کہ قبول نہ کیا بلکہ آپ ﷺ کی مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق اعلان فرما دیا کہ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝

"اس کا مال بھی اس کے کام نہ آیا اور اس کے کسب (اولاد یا میلاد منانا) نے بھی اس کو کوئی فائدہ نہ دیا، وہ ضرور شعلوں والی آگ میں داخل ہو جائے گا"۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے واضح پیغام دے دیا کہ آخرت میں نجات، جنّت میں داخلہ اور جہنم سے بچاؤ، صرف اور صرف میرے نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی اتباع و پیروی سے ہی ممکن ہے۔

آپ ﷺ کے ساتھ کوئی نسبی تعلق، رشتے داری یا آپ ﷺ کی ولادت کے موقعہ پر کیے ہوئے خوشی کے اظہار کوئی فائدہ نہیں دیں گے اور نہ ہی جہنم کی آگ سے بچا سکیں گے اگر آپ قرآن و حدیث کے متبع اور عقیدہ توحید و رسالت کے حامل نہیں۔

(۴) بعض لوگ "میلاد النّبی ﷺ" منانے کی فضیلت میں ایک خواب کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ ابو لہب نے جس انگلی سے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کرنے کا اشارہ کیا تھا وہ اس انگلی کو چوستا ہے تو اسے سکون ملتا ہے اور عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ یہ بات بھی درست نہیں کیوں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تثنیہ کے صیغے سے بیان فرمایا: تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ کہ ابو لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے / ٹوٹ گئے۔ کیا وہ انگلی ان ہاتھوں سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرمائیں کہ اس کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور ہم کہیں کہ نہیں ایک انگلی سلامت ہے۔ اہل ایمان کو یہ بات جچتی نہیں۔

(۵) (اس مسئلہ میں مفسر قرآن حافظ عبد السّلام بن محمد بھٹوی حفظہ اللہ نے اپنی تفسیر (تفسیر القرآن الکریم) میں بڑی عمدہ اور مفصل بحث کی ہے، اہل ذوق رجوع فرمائیں)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

92- باب وَمِنْ سُورَةِ الإِخْلَاصِ

سورۂ الاخلاص کی تفسیر

3364: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَعْدٍ هُوَ الصَّغَانِيُّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ الْمُشْرِكِينَ قَالُوا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ انْسُبْ لَنَا رَبَّكَ. فَأَنْزَلَ اللهُ (قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ اللهُ الصَّمَدُ) (الاخلاص: ١-٢) فَالصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ لِأَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُولَدُ إِلَّا سَيَمُوتُ، وَلَيْسَ شَيْءٌ يَمُوتُ إِلَّا سَيُورَثُ وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَمُوتُ وَلَا يُورَثُ (وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ) (الاخلاص: ٤) قَالَ ((لَمْ يَكُنْ لَهُ شَبِيهٌ وَلَا عِدْلٌ وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ)).

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اپنے رب کا ہمیں نسب بیان کریں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورۂ نازل فرمائی: ''کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہے، اللہ صمد ہے، اور صمد اسے کہتے ہیں جس کی اولاد ہو نہ والدین، کیونکہ جو بھی چیز پیدا ہوئی ہے وہ مرے گی، اور جو چیز مرتی ہے تو اس کے وارث بنتے ہیں، اللہ عزوجل نے مرنا ہے نہ اس کا کسی نے وارث بننا ہے، ((وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ)) اس کی کوئی شبیہ ہے نہ کوئی برابر اور اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔''

حکم الحدیث: (حسن دون قوله: ((والصمد الذى...)) ''اور صمد اسے کہتے ہیں.....'' آخر تک الفاظ کے علاوہ یہ روایت حسن ہے۔) ظلال الجنة: ٦٦٣-التحقيق الثاني، بعض کہتے ہیں اس کی سند ابو سعد کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢١٢١٩

فوائد الحدیث: (۱) یہ سورت عقیدہ توحید کی وضاحت میں بڑی صریح اور واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات یکتا، ایک اور اکیلی ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ نہ ذات میں، نہ صفات میں اور نہ ہی اختیارات و حقوق میں۔ وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا، نہ تو اس سے پہلے کوئی چیز تھی اور نہ ہی اس کے بعد کوئی ہوگا۔ اس کا خاندان، برادری، قبیلہ یا آگے نسل کچھ بھی نہیں بلکہ اس کا تو کوئی ہمسر اور برابری کرنے والا بھی نہیں۔

(۲) عقیدہ توحید ہی ایمان کی اساس اور بنیاد ہے اگر اس میں نقص آجائے تو آدمی کا ایمان ہی باقی نہیں رہتا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس صحابی کے لیے کہ جو اپنی نماز میں قرأت کو اس سورت کے ساتھ ختم کرتا تھا، یعنی سورۃ فاتحہ کے بعد جہاں سے بھی قرآن مجید کی قرات کرتا آخر میں سورۃ الاخلاص پڑھ کر پھر رکوع میں جاتا جب اس سے پوچھا گیا کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے تو اس نے کہا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات بیان ہوئی ہیں اس لیے مجھے اس سورت سے محبّت ہے اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں اسے پڑھوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اخبروہ ان اللہ یحبہ ''اس کو بتادو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبّت کرتا ہے''۔ (بخاری ص ۲/۱۰۹۷، کتاب التوحید)

3365: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ عَنِ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ آلِهَتَهُمْ فَقَالُوا: انْسُبْ لَنَا رَبَّكَ. قَالَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ بِهَذِهِ السُّورَةِ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾

ابو العالیہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان (مشرکوں) کے معبودوں کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ اپنے رب کا ہمیں نسب بیان کریں، تب جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس یہ سورت لے کر آئے: ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾۔

(الاخلاص: ١).

فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعْدٍ وَأَبُو سَعْدٍ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُيَسَّرٍ.

پس راوی نے اسی کے مانند ذکر کیا لیکن اس میں عن اُبی بن کعب کا ذکر نہیں کیا، یہ روایت ابو سعد کی روایت سے زیادہ صحیح ہے، اور ابو سعد کا نام محمد بن میسّر ہے۔

وَأَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ اسْمُهُ عِيسَى وَأَبُو الْعَالِيَةِ اسْمُهُ رُفَيْعٌ وَكَانَ عَبْدًا أَعْتَقَتْهُ امْرَأَةٌ صَابِئَةٌ.

ابو جعفر رازی کا نام عیسی ہے، اور ابو العالیہ کا نام رفیع ہے، وہ غلام تھے تو ایک صابی عورت نے انہیں آزاد کرایا تھا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) یہ ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔اخرجه العقيلي في الضعفاء: ٤/ ١٤١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢١٢١٩

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے جب مشرکین کے معبودان باطلہ کی تردید کی اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت کو بیان کیا تو مشرکین کہنے لگے کہ "اپنے رب کا نسب بیان کریں"۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

(۲) اس روایت کی سند اگرچہ ضعیف ہے۔ لیکن دوسری صحیح روایات سے یہ مضمون ثابت ہے۔ جو اس سورت کے نزول کا باعث ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

93- باب وَمِنْ سُورَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ

سورۃ المعوذتین کی تفسیر

3366: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو الْعَقَدِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ فَقَالَ ((يَا عَائِشَةُ اسْتَعِيذِي بِاللهِ مِنْ شَرِّ هَذَا فَإِنَّ هَذَا الْغَاسِقُ إِذَا وَقَبَ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چاند کی طرف دیکھا تو فرمایا: "عائشہ! اس کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرو، کیونکہ یہی غاسق (رات مراد) ہے جب وہ چھا جائے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) الصحيحة: ٣٧٢، المشكاة: ٢٤٧٥، اخرجه الحاكم: ٢/ ٥٤٠، البغوي: ١٣٦٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٤٣٢٣، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٣٠٥، ٣٠٦

فوائد الحدیث: (۱) معوذتین سورۃ الفلق اور سورۃ الناس میں وہ تمام چیزیں بیان ہو گئی ہیں جو انسان کے لیے کسی نہ کسی لحاظ سے نقصان دہ تھیں کہ یہ دونوں سورتیں پڑھنے سے آدمی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاتا ہے۔

(۲) رات کے اندھیرے سے خصوصی طور پر پناہ مانگی گئی ہے کیونکہ زیادہ تر گناہ اور برائیاں اندھیرے میں ہی ہوتی ہیں یا ان کی کوشش کی جاتی ہے۔ نیز شیطان بھی اس وقت زیادہ متحرک ہو جاتا ہے اور اس کے چیلے چانٹے اذیت اور تکلیف دینے کے لیے زمین پر پھیل جاتے ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے خصوصی طور پر بچوں کو مغرب کے بعد گھروں سے نکلنے یا نکالنے سے منع فرمایا ہے۔

3367: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنِي قَيْسٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَدْ أَنْزَلَ اللهُ عَلَيَّ آيَاتٍ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) (الناس: ١) إِلَى آخِرِ السُّورَةِ وَ (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) (الفلق: ١) إِلَى آخِرِ السُّورَةِ)).

سیّدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے مجھ پر کچھ آیات نازل کی ہیں جن کے مثل دیکھی نہیں گئیں۔ سورۂ الفلق اور سورۂ الناس۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۹۰۲۔

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٨١٤، سنن نسائی: ٢/١٥٨، ٢٥١/٢٥٤، ٨/٨، ٢٥٢، ٢٥٣، مسند احمد: ١٧٢٩٩، سنن ابو داؤد: ١٤٦٢، ١٤٦٣

فوائد الحدیث: (۱) ہر مومن مسلمان کا یہ عقیدہ ہے اور ہونا چاہیے دنیا جہان کی ہر تکلیف، مصیبت اور پریشانی سے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی بچا سکتی ہے، اور اسی سے ہی ہر وقت پناہ طلب کرتے رہنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ مختلف کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے، لیکن جب یہ ''معوذتین'' (سورۃ الفلق، سورۃ الناس) نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا الم تر آیات انزلت اللیلة لم یُر مثلهن قط قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس۔ (مسلم ص ۱/۲۷۲، کتاب فضائل القرآن) ''کیا آپ نے وہ آیات نہیں دیکھیں جو آج رات نازل کی گئی ہیں جن کی مثل کبھی دیکھی ہی نہیں گئی، وہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ہیں۔'' نیز اس کے بعد آپ ﷺ نے انہی دو سورتوں کے ساتھ تعوذ پڑھنے کو اختیار کر لیا اور باقی کو چھوڑ دیا۔

(۲) لہٰذا ان سورتوں کے ساتھ تعوذ پڑھنے کو اپنا معمول بنانا چاہیے۔

94- باب فی قصة خلق آدم وبدء التسليم والتشميت وجحده وجحد ذريته

آدم علیہ السلام کی تخلیق کا قصہ، تسلیم و تشمیت کی ابتداء....

3368: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَمَّا خَلَقَ اللهُ آدَمَ وَنَفَخَ فِيهِ الرُّوحَ عَطَسَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَحَمِدَ اللهَ بِإِذْنِهِ فَقَالَ لَهُ رَبُّهُ يَرْحَمُكَ اللهُ يَا آدَمُ اذْهَبْ إِلَى أُولَئِكَ الْمَلَائِكَةِ إِلَى مَلَإٍ مِنْهُمْ جُلُوسٍ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ. قَالُوا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، ان میں روح پھونکی تو انہوں نے کہا: الحمد للہ، انہوں نے اللہ کے حکم سے اس کی حمد کی، اس کے رب نے انہیں کہا: آدم! یرحمك الله (اللہ تم پر رحم فرمائے) فرشتوں کی اس جماعت کے پاس جاؤ اور کہو: السلام علیکم، انہوں نے کہا: وعلیك السلام ورحمة الله، پھر وہ اپنے رب کے پاس آئے تو اس نے کہا: یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا

اللهِ. ثُمَّ رَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ بَنِيكَ بَيْنَهُمْ.

آپس میں سلام ہے۔

فَقَالَ اللهُ لَهُ: وَيَدَاهُ مَقْبُوضَتَانِ اخْتَرْ أَيَّتَهُمَا شِئْتَ قَالَ اخْتَرْتُ يَمِينَ رَبِّي وَكِلْتَا يَدَيْ رَبِّي يَمِينٌ مُبَارَكَةٌ. ثُمَّ بَسَطَهَا فَإِذَا فِيهَا آدَمُ وَذُرِّيَّتُهُ، فَقَالَ أَيْ رَبِّ مَا هَؤُلَاءِ فَقَالَ هَؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ، فَإِذَا كُلُّ إِنْسَانٍ مَكْتُوبٌ عُمُرُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَإِذَا فِيهِمْ رَجُلٌ أَضْوَؤُهُمْ أَوْ مِنْ أَضْوَئِهِمْ. قَالَ: يَا رَبِّ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا ابْنُكَ دَاوُدُ قَدْ كَتَبْتُ لَهُ عُمُرَ أَرْبَعِينَ سَنَةً. قَالَ يَا رَبِّ زِدْهُ فِي عُمُرِهِ. قَالَ ذَاكَ الَّذِي كَتَبْتُ لَهُ. قَالَ أَيْ رَبِّ فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُ لَهُ مِنْ عُمُرِي سِتِّينَ سَنَةً قَالَ أَنْتَ وَذَاكَ. قَالَ ثُمَّ أُسْكِنَ الْجَنَّةَ مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ أُهْبِطَ مِنْهَا فَكَانَ آدَمُ يَعُدُّ لِنَفْسِهِ. قَالَ فَأَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُ آدَمُ قَدْ عَجِلْتَ قَدْ كُتِبَ لِي أَلْفُ سَنَةٍ. قَالَ بَلَى وَلَكِنَّكَ جَعَلْتَ لِابْنِكَ دَاوُدَ سِتِّينَ سَنَةً فَجَحَدَ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَنَسِيَ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ. قَالَ: فَمِنْ يَوْمِئِذٍ أُمِرَ بِالْكِتَابِ وَالشُّهُودِ)).

اللہ نے ان سے فرمایا۔ اس کی دونوں مٹھیاں بند تھیں۔ ان دونوں میں سے جسے چاہو اختیار کر لو، انہوں نے کہا: میں نے اپنے رب کے دائیں ہاتھ کو منتخب کیا، میرے رب کے دونوں ہاتھ داہنے اور بابرکت ہیں، پھر اس نے اسے کھولا تو اس میں آدم اور اس کی ذریت تھی، انہوں نے کہا: رب جی! یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ آپ کی ذریت ہے، ہر انسان کی عمر اس کی پیشانی پر لکھی ہوئی ہے، ان میں ایک شخص سب سے زیادہ روشن اور چمک دار تھا، انہوں نے کہا: رب جی! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تمہارے بیٹے داود ہیں، میں نے ان کی عمر چالیس سال لکھی ہے، انہوں نے کہا: رب جی! ان کی عمر بڑھا دے، اس نے کہا: بس یہی ہے جو لکھ دی گئی ہے، انہوں نے عرض کیا: رب جی! میں نے اپنی عمر میں سے ساٹھ سال اسے دے دیے، فرمایا: تم اور یہ، فرمایا: پھر انہیں اللہ کی منشا کے مطابق جنت میں رکھا گیا، پھر انہیں اس میں سے اتارا گیا، آدم علیہ السلام اپنی عمر کو شمار کرتے تھے۔ جب ان کے پاس ملک الموت (موت کا فرشتہ) آیا تو آدم علیہ السلام نے اسے کہا: تم جلدی آ گئے، میری عمر تو ہزار برس لکھی گئی تھی، اس نے کہا: جی ہاں، لیکن آپ نے ساٹھ سال اپنے بیٹے داؤد (علیہ السلام) کو دے دیے تھے، انہوں نے انکار کر دیا تو ان کی اولاد نے بھی انکار کیا، وہ بھول گئے تو ان کی اولاد بھی بھول گئی۔ فرمایا: اس روز سے لکھنے اور گواہی کا حکم دیا گیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ رِوَايَةِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ اور یہ کئی ایک طرق سے ابوہریرہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔ زید بن اسلم عن ابی صالح کی سند سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) المشكاة: ٤٦٦٢، ظلال الجنة: ٢٠٤، ٢٠٦، اخرجه الحاكم: ١/٦٤، ابو يعلى: ٦٥٨٠

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٢١٨، ٢٢٠، صحيح ابن حبان: ١٦١٦٧،

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کی تمام صفات جو بھی قرآن مجید اور حدیث مبارک میں بیان ہوئی ہیں ان پر ایمان لانا ضروری ہے نہ تو ان کا انکار کرنا ہے اور نہ ہی کوئی تشبیہ یا تمثیل بیان کرنی ہے اور نہ ہی ان صفات کی کسی قسم کی تاویل کی جاسکتی ہے۔ لیکن ان صفات کی کیفیت اور ہیئت کو ہم نہیں جانتے، جیسے اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے ہم اس کی تمام صفات پر ایمان لاتے ہیں۔

(۲) اپنے مومن مسلمان بھائی کو سلام کہنا اور اس کے سلام کا جواب دینا ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکماً بھی اس کی بڑی تاکید فرمائی۔ فرمایا افشوا السلام۔ ''آپس میں سلام کو زیادہ پھیلاؤ'' بلکہ فرمایا کہ جس کو جانتے ہو اسے بھی سلام کہو جس کو نہیں جانتے اسے بھی سلام کہو۔ حدیث الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک فطری عمل ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کے ساتھ ہی انہیں سکھا دیا تھا۔

(۳) سیّدنا آدم علیہ السلام نے سیّدنا داود علیہ السلام کو اپنی عمر کے ساٹھ سال دے کر واپس لے لیے، آپ چونکہ باپ تھے اپنے بیٹے کو ہبہ کی ہوئی عمر واپس لے لی، شریعت محمدیہ میں بھی مسئلہ یہی ہے کہ ''باپ اپنے بیٹے کو ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے، دوسرا کوئی شخص ہبہ واپس نہیں لے سکتا''۔ (سنن نسائی ص ۲/۱۲۷، کتاب الہبۃ)

لیکن ''بعض الناس'' نے اس کے بالکل الٹ کیا ہے وہ کہتے ہیں ''ہر شخص ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے، باپ نہیں لے سکتا''۔ (ہدایہ ص ۳/۲۳۹، کتاب الہبہ) انا للہ وانا الیہ راجعون

(۴) بھول جانا بھی انسان کی فطرت میں شامل ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے امت محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ التسلیم سے (نسیان) کو معاف کر دیا ہے۔

95- بَابٌ فِيْ حِكْمَةِ خَلْقِ الْجِبَالِ فِي الْأَرْضِ لِتَقِرَّ بَعْدَ مَيْدِهَا

زمین پر پہاڑ تخلیق کرنے / بنانے میں حکمت تاکہ وہ ہلنے کے بعد قرار و ثبات پکڑ لے

3369: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْأَرْضَ جَعَلَتْ تَمِيدُ، فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَعَادَ بِهَا عَلَيْهَا فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجِبَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ شِدَّةِ الْجِبَالِ فَقَالُوا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ؟ قَالَ نَعَمِ الْحَدِيدُ. قَالُوا: يَا رَبِّ! فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْحَدِيدِ قَالَ: نَعَمِ، النَّارُ. فَقَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمِ الْمَاءُ. قَالُوا: يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ قَالَ نَعَمُ الرِّيحُ قَالُوا يَا

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ نے زمین کو بنایا تو وہ ہلنے لگی، اس نے پہاڑ بنا دیے، تو انہیں کہا کہ وہ اس پر رہیں، پس وہ (اس پر) ٹھہر گئے تو فرشتوں نے پہاڑوں کی شدت و سختی دیکھ کر تعجب کیا، تو کہا: رب جی! کیا تیری کوئی مخلوق پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہے؟ فرمایا: ہاں، لوہا، انہوں نے عرض کیا: پروردگار! کیا تیری کوئی مخلوق لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے؟ فرمایا: ہاں، آگ، انہوں نے عرض کیا: رب جی! کیا تیری کوئی مخلوق آگ سے بھی زیادہ سخت ہے؟ فرمایا: ''ہاں، پانی، انہوں نے کہا: پروردگار! کیا تیری کوئی مخلوق پانی سے بھی زیادہ سخت ہے؟

رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الرِّيحِ قَالَ نَعَمِ ابْنُ آدَمَ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ بِيَمِينِهِ يُخْفِيهَا مِنْ شِمَالِهِ)).

فرمایا: ہاں، ہوا، انہوں نے عرض کیا، رب جی! کیا تیری کوئی مخلوق ہوا سے بھی زیادہ سخت ہے؟ فرمایا: ہاں، ابن آدم جو اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے تو اسے اپنے بائیں ہاتھ سے بھی چھپاتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے مرفوع جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ١٩٢٣، التعليق الرغيب: ٢/٣١، اس کی سند سُلیمان کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٢٢٥٣

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن دوسری روایات سے "انفاق فی سبیل اللہ" یعنی صدقہ وخیرات کی بہت زیادہ فضیلت بیان ہوئی ہے اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انسان پر آنے والی مصیبتوں کو بھی ٹال دیتے۔

(۲) حدیث الباب سے معلوم ہوا کہ جو لوگ صدقہ وخیرات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں آگ، پانی، طوفان وغیرہ ہر قسم کی آفت اور مُصیبت سے محفوظ رکھتے ہیں، آج ہمارے معاشرے میں لوگ فرض زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، کچھ لوگ تو سرے سے زکوٰۃ کا انکار ہی کر دیتے ہیں اور "بعض الناس" حیلے بہانے سے اس سے بچنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس پر بھی مستزاد کہ سودی کاروبار، جھوٹ، فریب، مکاری اور رشوت کا لین دین عام ہے۔ جس کی وجہ سے ہم آئے دن مصائب ومشکلات کا شکار رہتے ہیں۔ کبھی زلزلہ اور کبھی سیلاب۔ ضرورت ہے کہ ہم سب انفرادی واجتماعی طور پر اپنی اپنی اصلاح بھی کریں اور اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی آفتوں، مصیبتوں اور بلاؤں سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

46

كِتَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول دعائیں

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الدُّعَاءِ

دعا کی فضیلت

3370: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ تَعَالَى مِنَ الدُّعَاءِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کو دعا سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ وَعِمْرَانُ الْقَطَّانُ هُوَ ابْنُ دَاوَدَ وَيُكْنَى أَبَا الْعَوَّامِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے عمران قطان کی روایت کے حوالے ہی سے مرفوع جانتے ہیں، اور عمران قطان ابن داود ہیں، اور ابو العوام ان کی کنیت ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا عبدالرحمن بن مہدی عن عمران القطان سے اسی سند کے ساتھ اس کی مثل بیان کیا۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کہتے ہیں اس میں قتادہ مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں اس لیے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٨٢٩، مسند احمد : ٤٧٤٨، صحيح ابن حبان: ٨٧٠

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی عبادت کے طریقوں میں سے ایک طریقہ دعا مانگنا بھی ہے کہ جس میں آدمی اپنے رب تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے اپنی ضرورتوں کا سوال کرتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی، بڑائی اور عظمت وشان کا اقرار واظہار بھی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کو یہ عمل زیادہ محبوب اور پسند ہے۔ اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے اس پسندیدہ عمل کا

اہتمام کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہا کریں۔

2- بَابُ مِنْهُ ((الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ))

دعا عبادت کا مغز ہے

3371: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دعا عبادت کا مغز ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے، اور ہم اسے صرف ابن لہیعہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف بهذا اللفظ) ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس میں ابن لہیعہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الاوسط للطبرانی: ۳۲۲۰

فوائد الحدیث: جس طرح آدمی کو ہڈی کا مغز (مخ) بہت زیادہ مرغوب و محبوب ہے اسی طرح عبادت میں اللہ تعالیٰ کو بندے کا دعا مانگنا بھی بہت مطلوب ہے۔

3372: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَرٍّ عَنْ يُسَيْعٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)). ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ (غافر: ۱۰).

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دعا ہی عبادت ہے۔“ پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ ”تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے تکبّر کرتے ہیں، وہ رسوا ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ مَنْصُورٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ ذَرٍّ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ذَرٍّ. هُوَ ذَرُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَمْدَانِيُّ ثِقَةٌ وَالِدُ عُمَرَ بْنِ ذَرٍّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ منصور اور اعمش نے اسے ذر سے روایت کیا ہے، اور ہم اسے ذر کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں، یہ ذر بن عبد اللہ ہمدانی ثقہ ہیں، اور عمر بن ذر کے والد ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں حدیث ۲۹۶۹

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۱۴۷۹، سنن ابن ماجه: ۳۸۲۸، سنن النسائی الکبری: ۱۱۴۶۴، مسند احمد: ۱۸۳۵۲، صحیح ابن حبان: ۸۹۰

فوائد الحدیث: حدیث الباب اور اس میں مذکورہ آیت مبارکہ سے یہ واضح ہے کہ دعا مانگنا بھی عبادت ہے۔ لہٰذا جس طرح غیر اللہ کے لیے قیام، رکوع، سجود، نذر و نیاز وغیرہ ناجائز، حرام اور شرک ہے اسی طرح غیر اللہ سے "ما فوق الاسباب" چیزوں مثلاً اولاد، بیماری سے شفاء وغیرہ مانگنا بھی حرام اور شرک ہے۔

3- باب مِنْهُ ((مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ))

جو اللہ سے نہیں مانگتا تو اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے

3373: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ سے نہیں مانگتا تو وہ اس پر ناراض ہوتا ہے۔"

قَالَ وَرَوَى وَكِيعٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ هَذَا الْحَدِيثَ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَأَبُو الْمَلِيحِ اسْمُهُ صَبِيحٌ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُهُ وَقَالَ يُقَالُ لَهُ الْفَارِسِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وکیع رحمۃ اللہ علیہ اور کئی ایک نے اسے ابو ملیح سے روایت کیا ہے، اور ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ ابو ملیح کا نام صبیح ہے۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ اور انہیں فارسی بھی کہا جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حُمَيْدٍ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

اسحاق بن منصور نے ہمیں حدیث بیان کی انہوں نے کہا ابو عاصم عن حمید ابو ملیح عن ابو صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے ہمیں حدیث بیان کی۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کہتے ہیں اس میں ابو صالح لین الحدیث ہے اس لئے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۹۷۰۱، سنن ابن ماجه: ۳۸۲۷

فوائد الحدیث: (۱) دعا نہ کرنے والا چونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے اعراض کرتا ہے کیونکہ دعا بھی عبادت کا ایک طریقہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے ناراض ہو جاتے ہیں۔

(۲) بندے کا اللہ تعالیٰ سے مانگنا، اللہ کریم کو بہت پسند ہے لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبوب چیز اسے پیش نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر غصے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصے سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے۔

4- بَابٌ مِنْهُ كَوْنُ الذِّكْرِ خَيْرُ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ

ذکر سب سے بہتر عمل اور اللہ کے ہاں انتہائی اچھا ہے

3374: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا أَبُو نَعَامَةَ السَّعْدِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ

سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، جب ہم واپس آئے اور ہمیں مدینہ نظر آیا تو لوگ (صحابہ کرام) بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے

رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَكَبَّرَ النَّاسُ تَكْبِيرَةً وَرَفَعُوا بِهَا أَصْوَاتَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَصَمَّ وَلَا غَائِبٍ هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُؤُوسِ رِحَالِكُمْ))، ثُمَّ قَالَ: ((يَا عَبْدَاللهِ بْنَ قَيْسٍ! أَلَا أُعَلِّمُكَ كَنْزًا مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ)).

لگے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا رب بہرا ہے نہ وہ غائب ہے، وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کے سروں کے درمیان ہے۔'' پھر فرمایا: ''عبداللہ بن قیس! کیا میں تجھے جنّت کا ایک خزانہ نہ بتاؤں، لا حول ولا قوۃ الا باللہ (گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا محض اللہ کی توفیق سے ممکن ہے)۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ: عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مُلٍّ، وَأَبُو نَعَامَةَ السَّعْدِيُّ اسْمُهُ: عَمْرُو بْنُ عِيسَى.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو عثمان نہدی کا نام عبدالرحمٰن بن مل ہے اور ابو نعامہ سعدی کا نام عمرو بن عیسیٰ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) ترمذی کے بعض نسخوں میں یہ روایت درج نہیں۔

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کی ذات تو علیم بذات الصدور ہے اس لیے اسے پکارتے وقت بہت زیادہ آواز کو بلند نہیں کرنا چاہیے کہ چیخنے چلانے کا انداز ہو جائے، بلکہ راز و نیاز کے انداز میں رب تعالیٰ کو پکارا جائے تو خالق و مالک اپنے بندے کی دعاؤں کو سنتے اور قبول کرتے ہیں۔

(۲) ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' کا وظیفہ بہت زیادہ فضیلت کا حامل ہے کہ اسے جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ قرار دیا گیا ہے۔ دوسری حدیث میں اسے ایک سو بیماریوں کا علاج بتایا گیا ہے جن میں ایک آخرت میں اور ننانوے دنیا میں۔ ان میں سے سب سے ہلکی بیماری ''غم'' ہے۔

حالانکہ انسان کے لیے غم بہت بڑی اذیت اور پریشانی ہے، اگر سب سے ہلکی بیماری یہ ہے تو پھر بڑی بڑی مصیبتوں کا کیا حال ہوگا۔ اس لیے ہمیں کثرت سے یہ کلمات پڑھتے رہنا چاہیے۔ لیکن صرف یہ کلمات زبان سے ادا کر دینا ہی کافی نہیں بلکہ یہ عقیدہ بھی رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد کے بغیر کوئی انسان بھی نہ تو کوئی فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی اللہ کی توفیق کے بغیر کسی قسم کے نقصان سے بچ سکتا ہے۔

5- باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الذِّكْرِ

ذکر کی فضیلت

3375: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ شَرَائِعَ الإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ. قَالَ ((لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللهِ)).

سیّدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! شرائع اسلام مجھ پر بہت زیادہ ہوئے ہیں، آپ ﷺ مجھے کسی چیز کے متعلق بتائیں کہ میں اسے تھام لوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۳۲۹۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۳۷۹۳، مسند احمد : ۱۷۶۸۰، صحيح ابن حبان: ۸۱٤

فوائد الحدیث: "شرائع اسلام" سے مراد اللہ تعالیٰ کے احکام اور نیکی کے کام ہیں خواہ وہ فرض ہوں یا نفل۔ فرائض کی ادائیگی تو ہر صورت ضروری ہے البتہ نوافل کی کمی کو پورا کرنے کے لیے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنے کی ترغیب دلائی، کیونکہ نیکی کے باقی کام نماز، روزہ کی ادائیگی ہر وقت ممکن نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر حالت، سفر، حضر، دفتر، گھریلو کام کاج وغیرہ میں بھی ہو سکتا ہے کہ اپنا کام بھی کرے اور زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی کرتا رہے۔

6- باب مِنْهُ (فِيْ أَنْ ذَاكرين الله كَثِيْرًا أفضل مِنَ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ)

کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے افضل ہے

3376: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ ((الذَّاكِرُونَ اللهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتُ)). قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَمِنَ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ ((لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهِ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ حَتَّى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمًا لَكَانَ الذَّاكِرُونَ اللهَ كَثِيرًا أَفْضَلَ مِنْهُ دَرَجَةً)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، قیامت کے دن اللہ کے ہاں درجے کے لحاظ سے کون لوگ افضل ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں۔" میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر وہ کافروں اور مشرکوں میں اپنی تلوار چلائے حتیٰ کہ وہ ٹوٹ جائے اور خون سے رنگین ہو جائے تو بھی اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے درجے میں اس سے بہتر ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ دَرَّاجٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے دراج کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) التعليق الرغيب: ۲/۲۲۸، اس میں دراج راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ۱۱۷۲۰

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر نیکی کا ایک مقام و مرتبہ ہے اسی کے مطابق آدمی اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر عبادت کے ساتھ منسلک ہے جیسے نماز، حج، قربانی اور جہاد وغیرہ تو اس لیے اس کو سب سے افضل عمل قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت میں کیا ہوا عمل تو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہی نہیں۔

7- باب مِنْهُ

باب: گذشتہ مسئلے کے متعلق

3377: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا میں

مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ هُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ زِيَادٍ مَوْلَى ابْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ)). قَالُوا بَلَى. قَالَ ((ذِكْرُ اللهِ تَعَالَى)).

تمہارے بہترین عمل، تمہارے مالک (اللہ تعالیٰ) کے ہاں سب سے زیادہ عزیز، تمہارے درجات کو بہت زیادہ بلند کرنے والے، سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی تمہارے لیے بہتر اور اس سے بھی بہتر عمل کے بارے میں نہ بتاؤں کہ تمہارا اپنے دشمن سے مقابلہ ہو اور تم ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں؟" انہوں نے عرض کیا، ضرور بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا ذکر"۔

فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ مَا شَيْءٌ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ.

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے عذاب سے، اللہ کے ذکر سے زیادہ کوئی چیز نجات دلانے والی نہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ مِثْلَ هَذَا بِهَذَا الإِسْنَادِ وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْهُ فَأَرْسَلَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بعض نے اس حدیث کو عبداللہ بن سعید سے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے، اور بعض نے عبداللہ بن سعید سے روایت کیا تو ارسال کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحاكم: ٤٩٦/١، ابو نعيم في الحلية: ١٢/٢، المزي في تهذيب الكمال: ٤٦٩/٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢١٧٠٢، سنن ابن ماجه: ٣٧٩٠

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کا ذکر اس لیے سب سے افضل ہے کہ یہ ہر وقت اور ہر حالت میں ہو سکتا ہے۔ لہٰذا صدقہ و خیرات اور قتال فی سبیل اللہ تو کبھی کبھار اور خاص مواقع پر ہی ممکن ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر وقت ہو سکتا ہے۔

(۲) پھر یہ "ذکر اللہ" ہر عبادت کا حصہ ہے جیسے حج کے ایام کے متعلق فرمایا:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ (البقرہ:۲۰۳) "اور اللہ تعالیٰ کو گنتی کے چند دنوں (ایام تشریق ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) میں یاد کرو"۔

نیز فرمایا: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ (طٰہٰ:۱۴) "میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو"

بلکہ نماز کے متعلق تو فرمایا: وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (العنکبوت:۴۵) "اور البتہ (نماز) اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا ذکر ہے"۔ وغیرہ وغیرہ۔

8- باب مَا جَاءَ فِي الْقَوْمِ يَجْلِسُونَ فَيَذْكُرُونَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ مَا لَهُمْ مِنَ الْفَضْلِ

کسی مجلس میں اللہ کا ذکر کرنے والوں کی فضیلت

3378: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ أَنَّهُ شَهِدَ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((مَا مِنْ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللهَ إِلَّا حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ

سیّدنا ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ اپنے پاس موجود فرشتوں میں ان کا تذکرہ فرماتا ہے۔"

الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٣٠٧، ابو يعلى: ٦١٥٧، البغوي: ١٢٤٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧٠٠، سنن ابن ماجه: ٣٧٩١، مسند احمد : ١١٢٨٧، صحيح ابن حبان: ٨٥٥

فوائد الحدیث: (۱) جو لوگ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں تو اللہ کریم انہیں یہ اعزاز بخشتے ہیں کہ

۱۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان لوگوں پہ سایہ فگن ہوتی ہے۔

۲۔ فرشتے ایسے لوگوں کو گھیر لیتے ہیں۔

۳۔ ذکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اطمینان اور سکون سے نوازتے ہیں۔

۴۔ اور ان کا تذکرہ مقرب فرشتوں میں بڑے فخر سے کیا جاتا ہے۔

(۲) یاد رہے کہ یہ فضیلت مسنون اذکار کرنے والوں کے لیے ہے خود ساختہ الفاظ اور من گھڑت طریقے اختیار کر کے "مجلس ذکر" منعقد کرنے والے اس فضیلت اور اجر و ثواب سے نا صرف کہ محروم ہیں بلکہ سنت کی مخالفت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی وعید اور ڈانٹ کے مستوجب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ (النساء:۱۱۵)

"اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے ہدایت واضح ہو جانے کے بعد اور اس نے مومنوں کا راستہ (طریقہ) چھوڑ دیا تو ایسے شخص کو ہم پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرتا ہے اور اس کو جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے"

3379: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا أَبُو نَعَامَةَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَا يُجْلِسُكُمْ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ، قَالَ آللهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوا وَاللهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ. قَالَ: أَمَا إِنِّي مَا أَسْتَحْلِفُكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَقَلَّ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ ((مَا يُجْلِسُكُمْ)). قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ وَنَحْمَدُهُ لِمَا هَدَانَا لِلإِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِهِ. فَقَالَ ((آللهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ)). قَالُوا: آللهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ. قَالَ ((أَمَا إِنِّي لَمْ

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف تشریف لائے تو انہوں نے کہا: تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم صرف اسی لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے کسی تہمت کے طور پر تم سے قسم نہیں لی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں میرے مقام و مرتبہ والا کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھ سے زیادہ کم روایت کرنے والا کوئی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ایک حلقے پر تشریف لائے، تو فرمایا: "تم کیوں بیٹھے ہو؟" انہوں نے عرض کیا: ہم بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اس نے جو ہماری اسلام کی طرف راہنمائی فرمائی

أَسْتَخْلِفُكُمْ لِتُهْمَةٍ لَكُمْ إِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللهَ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ)).

اور اس کا ہم پر احسان فرمایا اس پر ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! تم صرف اسی لیے بیٹھے ہو؟“ انہوں نے عرض کیا، اللہ کی قسم! ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تم پر کسی تہمت کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی، جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَأَبُو نَعَامَةَ السَّعْدِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عِيسَى وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُلٍّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، ابو نعامہ سعدی کا نام عمرو بن عیسیٰ ہے۔ اور ابو عثمان نہدی کا نام عبدالرحمٰن بن مل ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٣٠٥، ابو يعلى: ٧٣٨٧، تهذيب الكمال: ٢٧/٣٦٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧٠١، سنن النسائي: ٨/٢٤٩، مسند احمد : ١٦٨٣٥، صحيح ابن حبان: ٨١٣

فوائد الحدیث: (۱) جو کام صرف اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے کیا جائے اسی کا اجر و ثواب ہے اور وہی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول ہے۔

(۲) کسی بات کی تاکید کے لیے قسم لی جا سکتی ہے۔

(۳) آدمی کے کسی قول یا فعل سے کسی بھی قسم کی غلط فہمی کا خدشہ ہو تو فوراً مخاطب کو حقیقت حال سے آگاہ کرنا چاہیے تاکہ کسی طرح کی بدظنی اور نفرت پیدا نہ ہو۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرشتوں پر اس بات پہ فخر کرتے ہیں کہ دیکھو میرے بندے اپنے تمام کام کاج اور خواہشات کو چھوڑ کر صرف میری یاد کے لیے ”فارغ“ ہوئے ہیں۔

(۵) مسنون اذکار کے عامل ہی اس سعادت کے اہل ہیں دوسرے نہیں۔

9- باب فِي الْقَوْمِ يَجْلِسُونَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللهَ

جو لوگ کسی مجلس میں اللہ کا ذکر نہیں کرتے

3380: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھ کر وہاں اللہ کا ذکر کرتے ہیں نہ اپنے نبی پر صلوۃ بھیجتے ہیں تو وہ ان پر نقصان اور باعث حسرت ہے۔ وہ اگر چاہے تو انہیں عذاب میں مبتلا کر دے اور اگر چاہے تو انہیں بخش دے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کئی ایک طرق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٧٤، بعض کہتے ہیں اس کی سند سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٩٧٦٤، ١٠٢٧٧، سنن ابو داود: ٤٨٥٦، ٥٠٥٩، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٤٠٤- ٤٠٨، صحيح ابن حبان: ٨٥٣

فوائد الحدیث: (١) اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اس لیے اس کا حق ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے جس کی ایک صورت اس کا ذکر کرنا بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انسان کی راہنمائی کی اور اس کے خالق و مالک کی پہچان کروائی لہٰذا آپ ﷺ کا بھی اپنے امتیوں پر یہ حق ہے کہ وہ آپ ﷺ پر درود پڑھیں اور آپ ﷺ کے لیے رحمت و برکت کی دعائیں۔

(٢) جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا اور رسول اللہ ﷺ پر درود نہیں پڑھتا تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حق ادا نہیں کرتا اور یہ بات انسان کے لیے باعث حسرت و ندامت اور نقصان ہے۔ اب یہ تو رب تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اس کو معاف کر دے یا پھر اس حق تلفی پر سزا دے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اس نقصان اور حسرت سے بچنے کے لیے اپنی ہر مجلس و محفل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنے کا اہتمام کیا کریں۔

10- باب مَا جَاءَ أَنَّ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابَةٌ

مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے

3381: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُو بِدُعَاءٍ إِلَّا آتَاهُ اللهُ مَا سَأَلَ أَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهُ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ)).

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص بھی دعا کرتا ہے تو اللہ اسے یا تو وہی کچھ عطا کر دیتا ہے جو وہ مانگتا ہے، یا اس کے مثل تکلیف اس سے روک دیتا ہے، بشرطیکہ وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ.

اس باب میں ابوسعید اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ٢٢٣٦، بعض کے نزدیک اس کی سند ابن لہیعہ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٨٧٩، ١١١٣٣

فوائد الحدیث: (١) اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت ہے کہ وہ ان کی ہر دعا اور سوال کو قبول کر کے پورا کر دیتا ہے، لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اپنے لیے وہ کچھ مانگتا ہے جو کسی لحاظ سے اس کے لیے مفید نہیں ہوتا بلکہ مضر اور نقصان دہ ہوتا ہے جسے یہ دعا مانگنے والا شخص نہیں جانتا جبکہ اللہ تعالیٰ جانتے ہوتے ہیں۔ تو اللہ کریم دعا میں مانگی ہوئی چیز اپنے بندے کو عطا نہیں کرتے اور اس کی دعا کو رائیگاں بھی نہیں جانے دیتے بلکہ اس کے عوض میں کسی نہ کسی مصیبت اور پریشانی سے اس کو بچا لیتے ہیں۔

(۲) دعا کا کثرت سے اہتمام کرنا چاہیے لیکن کسی بھی قسم کے گناہ کرنے یا قطع رحمی کی دعا نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ایسی دعائیں نہ تو عبادت کا درجہ رکھتی ہیں اور نہ ہی ان پر کوئی اجر و ثواب ہوتا بلکہ سراسر خسارہ اور گھاٹا ہی ہوتا ہے۔

3382: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَطِيَّةَ اللَّيْثِيُّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكُرَبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے یہ پسند ہو کہ سختیوں اور تکلیفوں کے وقت اللہ اس کی دعائیں قبول فرمائے تو وہ خوش حالی میں بہت زیادہ دعا کرے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الصحيحة: ٥٩٥، اخرجه ابن عدي في الكامل: ٥/١٩٩٠، وتهذيب الكمال: ١١/١٢-١٣

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٦٣٩٦، ٦٣٩٧، مستدرک حاكم: ١/٥٤٤، تاريخ بغداد: ١/٤١٤ـ ٤١٥، ٨/٣٩٩، العلل المتناهية: ٢/٨٤٢ـ٤٨٣

فوائد الحدیث: (۱) جب انسان خوش حال، شاداں و فرحاں اور ہر قسم کے رنج و غم سے آزاد ہوتا ہے تو اسے اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیے اور اس سے ان خوشیوں اور نعمتوں کے ہمیشہ رہنے اور ان کا شکر ادا کرنے کی توفیق کا سوال اور دعائیں کرتے رہنا چاہیے۔ ایسا شخص جب مصیبت اور پریشانی میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ کریم فوراً قبول فرما لیتے ہیں۔

(۲) جو آدمی صرف مشکلات اور مصائب میں ہی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے تو یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ مقام و مرتبہ حاصل نہیں کر پاتا جو خوشی و مسرت میں بھی دعائیں کرنے والا حاصل کر چکا ہوتا ہے، کیونکہ یہ شخص تو صرف اپنے مفاد کی خاطر دعائیں کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ سے ان نے اپنا ایسا تعلق بنایا ہی نہیں کہ یہ اس کا بندہ ہونے کے ناطے ہر وقت اس کے سامنے اپنی بے بسی، عاجزی و انکساری کا اظہار کرے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص کی پرواہ نہیں کرتے، جس کو فراخی میں اللہ تعالیٰ کی پرواہ نہیں ہوتی۔

3383: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ)).

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”افضل ذکر ((لا اله الا الله)) اور افضل دعا ((الحمد لله)) ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ. وَقَدْ رَوَى عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف موسیٰ بن ابراہیم کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں، اور علی بن مدینی اور دیگر کئی ایک نے اس حدیث کو موسیٰ بن ابراہیم سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه الحاكم: ١/٤٩٨، والمزي في تهذيب الكمال: ١٣/٣٩٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٨٠٠، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٨٣١، صحيح ابن حبان: ٨٤٦

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ سے منقول تمام اذکار وادعیہ ہی بڑی فضیلت والے اور اجر وثواب کا باعث ہیں لیکن کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کو افضل ذکر اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ آدمی اس میں یہ اقرار کرتا ہے کہ ہمہ قسم کی عبادت اور بندگی کا حق دار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ چونکہ انسان اللہ تعالیٰ کے سوا ہر سطح کے معبودوں کی نفی کرتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کلمہ زیادہ فضیلت والا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پہ اس کا شکر ادا کرنا نعمتوں میں مزید اضافے کا سبب بنتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (ابراہیم:۷) "اگر تم شکر ادا کروگے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا"

تو کلمہ "حمد" (الحمد للہ) میں اللہ تعالیٰ کی تمام خوبیوں اور صفات کا اقرار ہے کہ دنیا جہان کی ہر خوبی اور صفت اللہ تعالیٰ کی ذات میں بدرجہ کمال موجود ہے اس لیے ہر قسم کی نعمتوں کا حق دار بھی وہی ہے۔ لہٰذا میں اسی کی تعریف کرتے ہوئے اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اب دعا میں بھی انسان اپنے آپ کے لیے کچھ نہ کچھ مانگتا ہے اور یہاں صرف شکر ادا کرنے پر عطا کر دیا جاتا ہے اس لیے اسے افضل دعا کہا گیا ہے۔ کہ اس کی برکت سے بغیر مانگے مل جاتا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم

3384: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ عَنِ الْبَهِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہر حال اور ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ وَالْبَهِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں، البہی کا نام عبداللہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٠٧، ابو عوانه: ٢١٧/١، وابن عدي في الكامل: ٨٩٣/٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٧٣، سنن ابو داود: ١٨، سنن ابن ماجه: ٣٠٢، مسند احمد : ٢٤٤١٠، صحيح ابن حبان: ٨٠٢

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارک کے معمولات میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی بڑی اہمیت ہے کہ آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوتے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے پھر بیت الخلاء جانے، فارغ ہونے کے بعد، کھانے پینے کے وقت، بازار جانے، آنے، انفرادی واجتماعی ضرورتوں کے وقت حتیٰ کہ پھر سونے کے وقت کوئی لمحہ اور عمل ایسا نہیں کہ جہاں آپ ﷺ نے کوئی نہ کوئی دعا نہ پڑھی ہو اور اپنی امت کو تعلیم نہ دی ہو۔ اس لیے اسے "ہر وقت" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۲) دوسرا اس کا مفہوم یہ بھی ہے عام حالات میں بھی آپ ﷺ اپنی زبان سے ذکر کرتے رہتے تھے۔ جس طرح نمازوں کے اوقات مخصوص ہیں اس طرح ذکر کے لیے کوئی وقت خاص نہیں بلکہ ہر حالت اور ہر وقت یہ عبادت ہو سکتی ہے۔ سوائے پیشاب پاخانے یا ہمبستری کی حالت اور وقت کے۔

11- باب مَا جَاءَ أَنَّ الدَّاعِيَ يَبْدَأُ بِنَفْسِهِ

دعا کرنے والا پہلے اپنے لیے دعا کرے

3385: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنٍ عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا فَدَعَا لَهُ بَدَأَ بِنَفْسِهِ.

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کا ذکر کرتے (اسے یاد کرتے) تو آپ ﷺ اس کے لئے دعا فرماتے تو پہلے اپنے لیے دعا کرتے (پھر اس کے لیے)۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ وَأَبُو قَطَنٍ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ الْهَيْثَمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ ابو قطن کا نام عمرو بن ہیثم ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٢٢٥٨، اخرجه ابن ابي شيبة: ٢١٩/١٠، الحاكم: ٥٧٤/٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٨٤، سنن النسائی الکبری: ١١٣١٠، مسند احمد: ٢١١٢٦

فوائد الحدیث: (۱) دعا کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان کسی دوسرے کے لیے اللہ تعالیٰ سے سفارش کرتے وقت پہلے اپنی عاجزی و انکساری کے اظہار کے لیے اپنے لیے بھی دعا کرے پھر دوسروں کے لیے کہ اللہ تعالیٰ میں بھی تیرا فقیر اور محتاج ہوں میری بھی یہ ضرورتیں پوری فرمادے اور میرے بھائی کی بھی فلاں حاجت کو پورا کر دے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے تو نماز جنازہ میں بھی اس کا اہتمام کیا ہے اور اللھم اغفر لحینا ومیتنا کہہ کر فوت شدگان سے پہلے زندہ۔ اور وشاهدنا وغائبنا کہہ کر غائب سے پہلے موجود لوگوں کے لیے بخشش کی دعا کی ہے۔

12- باب مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الأَيْدِي عِنْدَ الدُّعَاءِ

دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا

3386: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عِيسَى الْجُهَنِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْجُمَحِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتَّى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى فِي حَدِيثِهِ لَمْ يَرُدَّهُمَا حَتَّى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تھے تو آپ ﷺ انہیں نیچے نہ گراتے حتیٰ کہ انہیں اپنے چہرے پر پھیر لیتے، محمد بن مثنی نے اپنی روایت میں بیان کیا، آپ ﷺ ہاتھ (نیچے) واپس نہیں لاتے تھے حتیٰ کہ انہیں چہرے پر پھیر لیتے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ ہم اسے

مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى. وَقَدْ تَفَرَّدَ بِهِ وَهُوَ قَلِيلُ الْحَدِيثِ وَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ النَّاسُ حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ ثِقَةٌ وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ.

صرف حماد بن عیسیٰ کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔ ان کا تفرد ہے، وہ قلیل الحدیث ہیں۔ ان سے بہت سے لوگوں نے روایت کیا ہے، حنظلہ بن ابی سفیان جمحی ثقہ ہیں، یحیی بن سعید قطان نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٢٢٤٥، اس میں حماد بن عیسیٰ ضعیف ہے۔ ارواء الغليل: ٤٣٣

تخریج الحدیث: مسند عبد بن حميد: ٣٩، مستدرک حاكم: ١/٥٣٦، ابن عساكر: ٧/ ورقة ٢٤

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہر حالت و کیفیت میں کی گئی دعاؤں اور پکار کو نہ صرف کہ سنتا ہے بلکہ انہیں قبول بھی کرتا ہے۔ اُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (البقرہ:۱۸۶) نیز فرمایا: ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (المومن) حتی کہ اسے زبان سے نہ بھی پکارا جائے تو وہ دل کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔ لیکن اس ذات باری تعالیٰ سے مانگنے کے کچھ آداب ہیں، جن میں سے ایک دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا بھی ہے، کیونکہ اس میں انتہا درجے کی عاجزی و انکساری اور اپنی بے مائیگی کا اظہار ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے نماز استسقاء کے موقعہ پر خوب مبالغے سے ہاتھ اٹھائے اور انہیں پھیلایا کیونکہ قحط سالی میں محتاجگی بہت بڑھ جاتی ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ما من عبد يرفع يديه حتى يبدو ابطه يسئل الله مسألة الا آتاها اياه (ترمذی ۲/۲۰۱، ابواب الدعوات) "کوئی بھی آدمی نہیں جو اپنے ہاتھوں کو بلند کرے حتی کہ اس کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرما دیتے ہیں"۔ مزید ارشاد فرمایا اذا سألتم الله فسئلوه ببطون اكفكم (ابوداؤد ۱/۲۱۶، کتاب الصلوۃ، باب الدعاء) بلکہ آپ ﷺ نے تو ارشاد فرمایا ان ربكم حيي كريم يستحي من عبده اذا رفع يديه ان يردهما صفرا۔ (ابوداؤد ۱/۲۱۶، کتاب الصلوۃ باب الدعاء) "بے شک تمہارا رب بہت زیادہ حیا اور کرم والا ہے وہ اپنے بندے سے حیا کرتا ہے کہ جب وہ بندہ ہاتھ اٹھاتا ہے، کہ وہ اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹائے"۔

(۲) حدیث الباب سنداً ضعیف ہے لیکن دعا کے موقعہ پر ہاتھ اٹھانا صحیح احادیث سے ثابت ہے، جیسا کہ مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوا۔ لہٰذا جب بھی آدمی دعائے سوال کرے (اذکار و وظائف نہ ہوں) تو اسے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنی چاہیے۔

13- باب مَا جَاءَ فِيمَنْ يَسْتَعْجِلُ فِي دُعَائِهِ

دعا میں جلد بازی کرنے والا

3387: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ، يَقُولُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو عُبَيْدٍ اسْمُهُ سَعْدٌ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ وَيُقَالُ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَزْهَرَ هُوَ ابْنُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کسی کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ جلد بازی نہ کرے، وہ کہتا ہے: میں نے دعا کی اور قبول نہ ہوئی۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، ابو عبید کا نام سعد ہے، وہ عبدالرحمٰن ابن ازہر کے آزاد کردہ غلام ہیں، اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام بھی کہا جاتا ہے۔

عَمِّ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

عبدالرحمٰن بن ازہر، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے چچازاد ہیں۔ اوراس باب میں انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٣٣٤، اخرجه مالك: ٦١٨، البخاري في الادب المفرد: ٦٥٤

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٦٣٤٠، صحيح مسلم: ٢٧٣٥، سنن ابو داود: ١٤٨٤، سنن ابن ماجه: ٣٨٥٣، مسند احمد : ١٠٣١٢، صحيح ابن حبان: ٩٧٥

فوائد الحديث: اللہ تعالیٰ اگر بندے کو اس کی دعا کے نتیجے میں فوری طور پر اس کی مطلوبہ چیز عطانہ فرمائیں تو پھر بھی آدمی کو مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ وہ سمجھے کہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہے جو میری مراد مجھے ملی نہیں یا اس میں تاخیر ہوگئی ہے۔ جو لوگ دعاؤں کے قبول نہ ہونے کا شکوہ کرتے ہیں وہ درست نہیں۔

14- باب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى

صبح اور شام کے وقت کی دعا

3388: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ وَهُوَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ)).

وَكَانَ أَبَانُ قَدْ أَصَابَهُ طَرَفُ فَالِجٍ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ أَبَانُ مَا تَنْظُرُ أَمَا إِنَّ الْحَدِيثَ كَمَا حَدَّثْتُكَ وَلَكِنِّي لَمْ أَقُلْهُ يَوْمَئِذٍ لِيُمْضِيَ اللهُ عَلَيَّ قَدَرَهُ.

سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ہر روز صبح کے وقت اور ہر رات شام کے وقت تین بار یہ دعا پڑھتا ہے: ”بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ“ ”اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ زمین اور آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اور وہ سننے جاننے والا ہے۔“ تو اسے کوئی چیز نقصان / تکلیف نہیں پہنچاتی۔“

ابان بن عثمان کو فالج ہو گیا تو وہ آدمی (جو حدیث سن رہا تھا) ان کی طرف دیکھنے لگا تو ابان نے اسے کہا: تم کیا دیکھ رہے ہو؟ حدیث تو ویسے ہی ہے جیسے میں نے تمہیں بیان کر دی ہے، لیکن میں اس دن یہ دعا نہ پڑھ سکا تاکہ اللہ کی تقدیر مجھ پر نافذ ہو۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حكم الحديث: (حسن صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٢٤٤، البزار: ٣٥٧، الحاكم: ١/٥١٤

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٥٠٨٨، ٥٠٨٩، سنن ابن ماجه: ٣٨٦٩، عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٥، ١٦، ٣٤٦، ٣٤٧، مسند احمد : ٤٤٦، صحيح ابن حبان: ٨٥٢، ٨٦٢

فوائد الحديث: (۱) ہر چیز چونکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے لہٰذا اس کے نقصان سے بچنے کے لیے خالق و مالک سے ہی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

(۲)حدیث الباب میں مذکور دعا کو پابندی سے پڑھنے والا ہر قسم کی بلا اور مصیبت سے محفوظ رہے گا خواہ وہ زمینی ہو یا آسمانی۔

3389: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَبِي سَعْدِ سَعِيدِ بْنِ الْمَرْزُبَانِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ ثَوْبَانَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ قَالَ حِينَ يُمْسِي رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِالإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُرْضِيَهُ)).

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شام کے وقت یہ دعا پڑھ لے: ''رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِالإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا''، ''میں اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (ﷺ) کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا'' تو اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے راضی کر دے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) نقد الكتاني: ٣٣/٣٤، الكلم الطيب: ٢٤، الضعيفة: ٢٠٥٠، سعید ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٩٦٧، ١١١٠٢

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن دوسری روایت میں صبح و شام یہ وظیفہ پڑھنا ثابت ہے لہٰذا اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

3390: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَمْسَى قَالَ ((أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ أُرَاهُ قَالَ فِيهِمَا لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ)). وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضًا ((أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب شام کرتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ أُرَاهُ قَالَ فِيهِمَا لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ)) ''ہم نے اللہ کے لیے شام کی، اور ہر قسم کی حمد اللہ کے لیے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اس میں یہ بھی پڑھا۔ اسی کے لیے بادشاہت ہے، اسی کے لیے ہر قسم کی حمد زیبا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اس رات میں اور اس کے بعد جو خیر ہے۔ میں اس کا تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں اس رات کے شر سے اور اس کے بعد جو شر ہے اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں سستی و کاہلی اور کبر کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور میں آگ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' اور جب صبح کرتے تو پھر یہ دعا پڑھتے تھے: ((أَصْبَحْنَا

وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ)) ”ہم نے اور ملک نے اللہ کے لیے صبح کی اور ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ بِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ لَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعبہ نے اسے اس اسناد سے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٣٨/١٠، ابو يعلى: ٥٠١٤، ابن السني في عمل اليوم والليلة: ٣٥

تخريج الحديث: مسند احمد: ٤١٩٢، صحيح مسلم: ٢٧٢٣، سنن ابو داود: ٥٠٧١، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٢٣، ٥٧٣، صحيح ابن حبان: ٩٦٣

فوائد الحديث: یہ دعا بہت ہی جامع ہے جس میں انسان اپنی انتہائی عاجزی و بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے دنیا و آخرت کی پریشانیوں اور عذاب سے پناہ مانگتا ہے۔

3391: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ يَقُولُ ((إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ. وَإِذَا أَمْسَى فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ النُّشُورُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کو تعلیم دیا کرتے تھے: آپ فرماتے: ”جب تم میں سے کوئی صبح کرے تو یہ دعا پڑھے: ((اللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ)) ”اے اللہ! ہم نے تیری توفیق سے صبح کی، تیری توفیق سے شام کی، ہم تیری قدرت سے زندہ ہیں اور ہم تیری ہی قدرت سے مریں گے، اور تیری ہی طرف واپس جانا ہے۔ اور جب شام کرے تو یہ دعا پڑھے: ((اللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ النُّشُورُ)) ”اے اللہ! ہم نے تیری توفیق سے شام کی، تیری توفیق سے صبح کی، ہم تیری توفیق سے زندہ ہیں اور تیری توفیق سے مریں گے اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ١١٩٩، البغوي: ١٣٢٥، وابن السني: ٣٣

تخريج الحديث: مسند احمد: ٨٦٤٩، سنن ابو داود: ٥٠٦٨، سنن ابن ماجه: ٣٨٦٨، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٨، ٥٦٤، صحيح ابن حبان: ٩٦٤، ٩٦٥

فوائد الحديث: دن رات کا نظام جس طرح انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ رحمت و فضل اور احسان ہے کہ سارے دن کی محنت و مشقت کے بعد رات کو آرام کر کے آدمی تازہ دم ہو جاتا ہے، اور پھر صبح اپنی معاش کے لیے کوشش شروع کر دیتا ہے اگر ہمیشہ رات ہی رہتی تو تب بھی انسان کے لیے مشکل تھی اگر ہمیشہ دن ہی ہوتا تو پھر بھی مصیبت ہی ہوتی۔

اسی طرح یہ آخرت کی فکر اور اس کی یاد دہانی کے لیے بھی ایک بین دلیل ہے اس لیے صبح وشام کی دعاؤں میں نموت ونحیا کے الفاظ پکار کر آپ ﷺ نے یہ تعلیم دی ہے کہ جس طرح دن کے بعد رات آگئی ہے یا رات کے بعد دن ہوا چاہتا ہے بالکل اسی طرح دنیا کی زندگی بھی ہمیشہ نہیں بلکہ اس کے بعد موت آنے والی ہے پھر اس کے بعد ایک زندگی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے، لہٰذا اس آخرت کی فکر اور تیاری کریں۔

15- باب مِنْهُ دعاء: [اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ]

دعاء اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ....

3392: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَاصِمٍ الثَّقَفِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللهِ مُرْنِي بِشَيْءٍ أَقُولُهُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ قَالَ ((قُلِ اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ قَالَ: قُلْهُ إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں کہ میں اسے صبح وشام پڑھا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: کہو: ((اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ)) ”اے اللہ! غیب و حاضر کے جاننے والے! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! ہر چیز کے رب اور ہر چیز کے مالک، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں اپنے نفس کے شر سے، شیطان کے شر اور اس کی شرکت سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم صبح کرو، جب شام کرو اور جب بستر پر لیٹو تو یہ دعا پڑھا کرو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) الصحيحة: ٢٧٥٣، الكلم الطيب: ٢٢، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٨٦/٢٢

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٥٠٦٧، سنن النسائی الکبری: ٧٦٩١، ٧٦٩٩، ٧٧١٥، عمل اليوم والليلة للنسائي: ١١، ٥٦٧، ٧٩٥، مسند احمد: ٥١، ٧٩٦١، صحيح ابن حبان: ٩٦٢

فوائد الحدیث: حدیث الباب میں مذکور دعا صبح، شام اور سونے کے وقت پڑھے اور یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم و قدرت اور بادشاہی کے لحاظ سے وحدہ لاشریک ہے۔ نیز اپنی کمزوری و بے بسی کا ہمیشہ ہی اعتراف کرے۔

16- باب مِنْهُ دعاء سَيِّدِ الاِسْتِغْفَارِ

سید الاستغفار

3393: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ ((أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى سَيِّدِ الِاسْتِغْفَارِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ وَأَبُوءُ إِلَيْكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَعْتَرِفُ بِذُنُوبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ. لَا يَقُولُهَا أَحَدُكُمْ حِينَ يُمْسِي فَيَأْتِي عَلَيْهِ قَدَرٌ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَلَا يَقُولُهَا حِينَ يُصْبِحُ فَيَأْتِي عَلَيْهِ قَدَرٌ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)).

انہیں فرمایا: ”کیا میں تمہیں سعید الاستغفار (استغفار کا سردار) نہ بتاؤں؟ ((اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ وَأَبُوءُ إِلَيْكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَعْتَرِفُ بِذُنُوبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ)) ”اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، میں اپنی طاقت کے مطابق تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں، میں اپنے اعمال کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، مجھ پر تیری جو نعمت ہے میں اس کا اقرار کرتا ہوں، اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں، پس میرے گناہ بخش دے، کیونکہ تیرے سوا کوئی بھی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ پس تم میں سے جو اسے شام کے وقت پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے وہ فوت ہو جائے تو اس کے لیے جنّت واجب ہوگی، اور جس نے اسے صبح کے وقت پڑھا اور وہ شام ہونے سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کے لیے جنّت واجب ہو جائے گی۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ أَبْزَى وَبُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہم.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابن عمر، ابن مسعود، ابن ابزی اور بریدہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ هُوَ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ الزَّاهِدِ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ عبدالعزیز بن ابی حازم یہ ابن ابی حازم زاہد ہیں۔ اور یہ حدیث اس طریق کے علاوہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٧٤٧، انظر تحفة الاشراف: ٤٨٢٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٣٠٦، سنن النسائی المجتبی: ٨/٢٧٩-٢٨٠، عمل اليوم والليلة للنسائی: ١٩، ٤٦٤، ٤٦٥، ٥٨٠، مسند احمد: ١٧١١١، صحيح ابن حبان: ٩٣٢، ٩٣٣

فوائد الحدیث: استغفار کرنے کے دنیا و آخرت میں بہت سے فوائد قرآن و حدیث میں بیان ہوئے ہیں، اور اس کے لیے مختلف کلمات بھی مروی ہیں، لیکن حدیث الباب میں مذکور کلمات کو ”سید الاستغفار“ کہا گیا ہے کیونکہ اس میں انسان اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کا اظہار و اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی انتہائی عاجزی اور بے چارگی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا اور اپنے گناہوں کی معافی کا سوال کرتا ہے۔

17- باب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ

بستر پر (سونے کے لیے) جاتے وقت کی دعا

3394: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ ((أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُولُهَا إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ وَقَدْ أَصَبْتَ خَيْرًا؟ تَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)). قَالَ الْبَرَاءُ فَقُلْتُ وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ. قَالَ فَطَعَنَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي ثُمَّ قَالَ ((وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)).

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں فرمایا: ”کیا میں تجھے چند کلمات نہ سکھاؤں کہ جب تو اپنے بستر پر سونے کے لیے جاتے وقت پڑھ لے اور پھر اگر تو اس رات میں فوت ہو جائے تو تیری موت فطرت (دین اسلام) پر ہوگی، اور اگر تجھے (خیریت سے) صبح ہوگئی تو بہت بھلائی حاصل کر چکا ہوگا؟ تم کہو: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)) ”اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیری طرف کر دیا، اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا ثواب میں رغبت کرتے ہوئے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے، میں نے اپنی پشت تیری طرف جھکائی، تیری بارگاہ کے سوا کوئی ٹھکانا اور جائے پناہ نہیں، میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی، تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا۔“ براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے کہا: تیرے اس رسول پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا، تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے میرے سینے پر کونچا مارا پھر فرمایا: ”اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْبَرَاءِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ کئی ایک طرق سے سیّدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

وَرَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ وَأَنْتَ عَلَى وُضُوءٍ.

اس حدیث کو منصور بن معتمر نے عن سعد بن عبیدۃ عن البراء کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ الّا یہ کہ انہوں نے بیان کیا: ”جب تو (سونے کے لیے) اپنے بستر پر جائے اور تو باوضوء ہو۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضی اللہ عنہ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ

سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الكلم الطيب: ٢٦/٤١، اخرجه الحميدي: ٧٢٣، ابن ابي شيبة: ٥١/٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٣١٣، ٦٣١٥، ٧٤٨٨، صحيح مسلم: ٢٧١٠، ٥٨، سنن ابن ماجه: ٣٨٧٦، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٧٥٩، ٧٧٣-٧٨٠، ٧٨٧، مسند احمد : ١٨٥١٥، صحيح ابن حبان: ٥٥٢٧

فوائد الحدیث: (۱) یہ دعا بھی بڑی جامع ہے اسے یاد کر کے زندگی کا معمول بنانا چاہیے کہ اس میں بندہ اپنے آپ کو مکمل طور پر اپنے رب تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے اپنی لاچارگی کا اظہار کرتا ہے۔ نیز اس میں وہ اپنے ایمان کی تجدید بھی کرتا ہے۔

(۲) یہ حدیث دلیل ہے کہ احادیث کے الفاظ بھی محفوظ ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو الفاظ میں تبدیلی کی اجازت نہیں دی۔

(۳) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسنون اذکار و ادعیہ میں تبدیلی نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ جیسے مروی ہوں ویسے ہی ان کا اہتمام کرنا چاہیے اِلّا یہ کہ رسول اللہ ﷺ سے ہی مختلف الفاظ روایت کیے گئے ہوں۔

(۴) اوراد و وظائف وضوء کی حالت میں کیے جائیں تو بہتر اور اولیٰ ہیں اگر وضو کے بغیر بھی پڑھ لیے جائیں تو جائز ہے۔ لیکن اس دعا کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو چند ہدایات بھی فرمائیں:

۱۔ نماز کی طرح مکمل وضوء کرنا۔

۲۔ دائیں جانب لیٹنا۔

۳۔ سوتے وقت تمام دعاؤں کے آخر میں اس دعا کو پڑھنا۔ (بخاری ص ۲/ ۹۳۴، کتاب الدعوات)

3395: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ إِسْحَاقَ ابْنِ أَخِي رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضى الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِذَا اضْطَجَعَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَنْبِهِ الأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ وَبِرُسُلِكَ)) ”اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے تابع کر دی، اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کر دیا، اپنی پشت تیری طرف جھکا دی، اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا، تیرے سوا کوئی ٹھکانا اور جائے پناہ نہیں، میں تیری کتاب اور تیرے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں،“ اگر وہ اس رات فوت ہو جائے تو وہ جنت میں جائے گا۔“

سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے دائیں پہلو پر لیٹ کر یہ دعا پڑھے: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ وَبِرُسُلِكَ)) ”اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے تابع کر دی، اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کر دیا، اپنی پشت تیری طرف جھکا دی، اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا، تیرے سوا کوئی ٹھکانا اور جائے پناہ نہیں، میں تیری کتاب اور تیرے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں،“ اگر وہ اس رات فوت ہو جائے تو وہ جنت میں جائے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضى الله عنه.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صعيف الإسناد، وقوله: ((وبرسولك)) مخالف للحديث السابق) اس کی سند ضعیف ہے اور ”تیرے رسول“ والے

الفاظ گزشتہ حدیث کے مخالف بھی ہیں۔اس کی سند یحییٰ بن ابی کثیر کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٧٧١، معجم الكبير للطبراني: ٤٤٢٠،

فوائد الحدیث: اس روایت کی سند ضعیف ہے، البتہ یہ دعا حدیث نمبر ۳۳۹۴ میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہے۔

3396: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ جب بستر پر سونے کے لیے جاتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ)) "ہر قسم کی حمد و تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا، ہمیں کفایت کیا اور ہمیں پناہ دی، کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کہ انہیں کوئی کفایت کرنے والا ہے نہ پناہ دینے والا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميد: ١٣٣٥، البخاري في الادب المفرد: ١٢٠٦، ابو يعلى: ٣٥٢٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧١٥، سنن ابو داود: ٥٠٥٣، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٧٩٩، مسند احمد : ١٢٥٥٢، صحيح ابن حبان: ٥٥٤٠

فوائد الحدیث: ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں پہ اس کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ وہی ہر قسم کی ضروریات کو پورا کرنے والا ہے۔اس کی توفیق اور مدد کے بغیر انسان محض اپنی قوت و طاقت اور علم و ہنر سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا۔

18- باب مِنْهُ دعاء: [أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ]

دعاء: أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ

3397: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْوَصَّافِيِّ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَالَ حِينَ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ. ثَلَاثَ مَرَّاتٍ غَفَرَ اللهُ ذُنُوبَهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ، وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ وَرَقِ الشَّجَرِ، وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ، وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ أَيَّامِ الدُّنْيَا)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: "جو شخص سونے کے لیے بستر پر جاتے وقت تین بار یہ دعا پڑھے: ((أَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ)) میں اللہ العظیم سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ اور قائم رکھنے والا ہے اور میں اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔" تو اللہ اس کے گناہ بخش دیتا ہے خواہ وہ سمندر کی جھاگ، درخت کے پتوں، ریت کے ڈھیر کے ذروں اور ایام دنیا کی تعداد کے برابر ہوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم

مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْوَصَّافِيِّ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْوَلِيدِ.

اسے صرف اس طریق سے عبید اللہ بن ولید وصافی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الكلم الطيب: ٣٩، التلعيق الرغيب: ١/ ٢١١، اس میں الوصافی اور عطیہ عوفی دونوں ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٠٧٤

فوائد الحدیث: اس دعا میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، توحید اور قدرت کاملہ کے اقرار کے ساتھ اپنے گناہوں کی بخشش کا سوال ہے۔ اس لیے ان کلمات کے ساتھ استغفار کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ حدیث الباب کی سند ضعیف ہے لیکن استغفار کرنے کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔

19- باب مِنْهُ دعاء: [اللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ]

دعاء: ((اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ))

3398: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ ((اللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ أَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ)).

سیّدنا حذیفہ بن یمان ﷺ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ سر کے نیچے رکھتے اور پھر یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ أَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ)) "اے اللہ! تو جس دن اپنے بندوں کو جمع کرے گا یا تو اپنے بندوں کو زندہ کر کے اٹھائے گا تو مجھے اپنے عذاب سے بچانا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٧٥٤، الكلم الطيب: ٣٩/٣٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٣٢٤٤

3399: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ هُوَ السَّلُولِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يُوسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَسَّدُ يَمِينَهُ عِنْدَ الْمَنَامِ ثُمَّ يَقُولُ ((رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ)).

سیّدنا براء ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سونے کے وقت اپنے دائیں ہاتھ لیٹ کر یہ دعا کرتے تھے: ((رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ)) "رب جی! جس دن تو اپنے بندوں کو زندہ کر کے اٹھائے گا تو مجھے اپنے عذاب سے بچانا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَرَوَى الثَّوْرِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ لَمْ يَذْكُرْ بَيْنَهُمَا أَحَدًا وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ وَرَجُلٍ آخَرَ عَنِ الْبَرَاءِ. وَرَوَى إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْبَرَاءِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ امام ثوری نے اس حدیث کو ابو اسحاق عن البراء کی سند سے روایت کیا ہے اور ان دونوں کے درمیان کسی کا ذکر نہیں کیا۔ شعبہ نے ابو اسحاق عن ابی عبیدہ اور ایک دوسرے آدمی کے حوالے سے براء ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اسرائیل

وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

نے ابواسحاق عن عبداللہ بن یزید عن البراء اور ابواسحاق عن ابی عبیدہ عن عبداللہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٧٥٤

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٧٥٢ـ ٧٥٥، ٧٥٧، ٧٥٨، ٨٦٠، مسند احمد : ١٨٤٧٢، صحيح ابن حبان: ٥٥٢٢

فوائد الحدیث: (۱) میدان محشر میں چونکہ تمام لوگ جمع ہوں گے، وہاں جس کسی کو بھی عذاب میں مبتلا کیا گیا تو سب لوگوں کے سامنے شرمندگی کا سامنا ہوگا اس لیے رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن کے عذاب سے بچنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے۔

(۲) سوتے وقت دائیں کروٹ لیٹنا چاہیے۔

20- باب مِنْهُ دعاء: اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ وَرَبَّ الأَرْضِينَ الخ

دعاء: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ وَرَبَّ الأَرْضِينَ...))

3400: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا أَخَذَ أَحَدُنَا مَضْجَعَهُ أَنْ يَقُولَ ((اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ وَرَبَّ الأَرْضِينَ وَرَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَفَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ الأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَالظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَالْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم فرماتے تھے کہ جب ہم میں سے کوئی اپنے بستر پر لیٹے تو وہ یہ دعا پڑھے: ((اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ وَرَبَّ الأَرْضِينَ وَرَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَفَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ الأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَالظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَالْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ)) ”اے اللہ! آسمانوں کے رب اور زمینوں کے رب! ہمارے رب اور ہر چیز کے رب!، دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے!، تورات، انجیل اور قرآن کے نازل کرنے والے!، میں ہر شر والی چیز کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جس کی پیشانی تیرے قبضے میں ہے، تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں، تو ہی آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں، تو ہی ظاہر (غالب) ہے تیرے اوپر کچھ نہیں، تو ہی باطن ہے تجھ سے پوشیدہ تر کوئی چیز نہیں، مجھ سے میرا قرض ادا کر دے اور مجھے فقر

سے بے نیاز کر دے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الكلم الطيب: ٤٠، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ١٢١٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧١٣، سنن ابو داود: ٥٠٥١، سنن ابن ماجه: ٣٨٣١، سنن النسائی الكبرى: ٧٦٦٨، ٧٦٦٩، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٧٩٠، مسند احمد : ٨٩٦٠، صحيح ابن حبان: ٩٦٦، ٥٥٣٧،

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ دعا کرنی چاہیے۔

(۲) مقروض اور فقیر لوگوں کے لیے یہ دعا مسنون ہے کہ ہر روز سوتے وقت یہ دعا پڑھا کریں۔

21- باب مِنْهُ دعاء: [بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي]

دعاء: ((بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي....))

3401: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ عَنْ فِرَاشِهِ ثُمَّ رَجَعَ، إِلَيْهِ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ إِزَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ بَعْدَهُ، فَإِذَا اضْطَجَعَ فَلْيَقُلْ: بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ فَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ. فَإِذَا اسْتَيْقَظَ، فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي فِي جَسَدِي وَرَدَّ عَلَيَّ رُوحِي وَأَذِنَ لِي بِذِكْرِهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی اپنے بستر سے اٹھے پھر وہاں واپس جائے تو وہ اپنے ازار کے کنارے سے تین بار اسے جھاڑے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کی غیر موجودگی میں اس (بستر) پر کیا چیز آئی، جب لیٹ جائے تو یہ دعا پڑھے: ((بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ فَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ)) "میرے رب! میں نے تیرے نام کے ساتھ اپنا پہلو (بستر پر) رکھا، تیری توفیق ہی سے اسے اٹھاؤں گا، اگر تو میری روح قبض کر لے تو اس پر رحم فرمانا، اور اگر تو اسے چھوڑ دے تو اس کی اس طریقے سے حفاظت فرمانا جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔" پس جب بیدار ہو تو یہ دعا پڑھے: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي فِي جَسَدِي وَرَدَّ عَلَيَّ رُوحِي وَأَذِنَ لِي بِذِكْرِهِ)) "ہر قسم کی حمد اللہ کے لیے ہے جس نے میرے جسم میں مجھے عافیت عطا فرمائی، میری روح مجھ پر لوٹائی اور اپنا ذکر کرنے کی مجھے اجازت بخشی۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَائِشَةَ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.
وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ وَقَالَ فَلْيَنْفُضْهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔
بعض نے اس حدیث کو روایت کیا تو کہا: "وہ اپنے ازار کے اندر والے حصے کے ساتھ اس (بستر) کو جھاڑ لے۔"

حکم الحدیث: (حسن) بعض کے نزدیک یہ ابن عجلان کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٣٦٠، صحيح بخاری: ٦٣٢٠، صحيح مسلم: ٢٧١٤، سنن ابو داود: ٥٠٥٠، سنن ابن ماجه: ٣٨٧٤، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٧٩١۔ ٧٩٣، ٨٦٦، ٨٩٠

فوائد الحدیث: (١) رات کو سوتے وقت بستر کو جھاڑ لینا چاہیے تاکہ اس پر کوئی موذی چیز اگر ہو تو وہ تکلیف نہ پہنچائے۔
(٢) ممکن ہے کہ یہ نیند آدمی کی آخری نیند ہو اس لیے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اگر تو مجھے فوت کرے تو پھر مجھ پر رحمت فرمانا اور اگر زندہ اٹھادے تو میری حفاظت کرنا۔

22- باب مَا جَاءَ فِيمَنْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ عِنْدَ الْمَنَامِ

سوتے وقت قرآن کریم پڑھنا

3402: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا (قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ) وَ (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) وَ (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہر رات جب سونے کے لیے بستر پر آتے تو اپنی ہتھیلیاں ساتھ ملا کر سورۂ الاخلاص، سورۂ الفلق اور سورۂ الناس پڑھ کر ان میں پھونک مارتے اور دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم پر جہاں تک ممکن ہوتا پھیرتے، آپ ﷺ یہ عمل اپنے سر، چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے شروع کرتے تھے، اور آپ ﷺ تین بار ایسے کرتے تھے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٢٥٢، عبد بن حميد: ١٤٨٤، البغوي: ١٢١٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٠١٧، سنن ابو داود: ٥٠٥٦، سنن ابن ماجه: ٣٨٧٥، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٧٨٨، مسند احمد: ٢٤٨٥٣، صحيح ابن حبان: ٥٥٤٤

فوائد الحدیث: سوتے وقت قرآن مجید کی آخری تینوں سورتیں (قل هو الله احد۔ قل اعوذ بربك الفلق۔ قل اعوذ برب الناس) پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پہ پھونک مار کر ہاتھوں کو اپنے جسم پر ملنا جائز ہے۔

23- باب مِنْهُ فی قراءة سور: الكافرون والسجدة والملك والزمر وبنی إسرائيل والمسبحات

سورۂ الکافرون، السجدہ، الملک، الزمر، بنی اسرائیل اور المسبحات (سبح یا یسبح سے شروع ہونے والی سورتیں) پڑھنا

3403: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ ﷺ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي شَيْئًا أَقُولُهُ إِذَا أَوَيْتُ إِلَى فِرَاشِي قَالَ ((اقْرَأْ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ)).
قَالَ شُعْبَةُ أَحْيَانًا يَقُولُ مَرَّةً وَأَحْيَانًا لَا يَقُولُهَا.

سیّدنا فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں جب میں اپنے بستر پر سونے کے لیے آؤں تو اسے پڑھ لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سورۂ الکافرون پڑھ، یہ شرک سے براءت ہے۔''
شعبہ رحمہ اللہ نے روایت کیا: ''ایک بار'' ذکر کیا، اور کبھی اس کا ذکر نہ کیا۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَهَذَا أَصَحُّ.

موسیٰ بن حزام نے ہم کو اخبرنا یحییٰ بن آدم عن اسرائیل عن ابی اسحٰق عن فروۃ بن نوفل عن ابیہ کی سند سے بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس کی مثل اس کے معنی کے ساتھ روایت کیا اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى زُهَيْرٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَهَذَا أَشْبَهُ وَأَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ. وَقَدِ اضْطَرَبَ أَصْحَابُ أَبِي إِسْحَاقَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: زہیر نے اس حدیث کو اسحاق عن فروہ بن نوفل عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے، اور یہ حدیث شعبہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ اور ابو اسحٰق کے شاگرد اس حدیث میں اضطراب کا شکار ہوئے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ قَدْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَوْفَلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ أَخُو فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ.

یہ حدیث اس سند کے علاوہ دوسری سند سے بھی مروی ہے۔ عبدالرحمٰن بن نوفل نے اپنے والد کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور عبدالرحمٰن، یہ فروہ بن نوفل کے بھائی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ١/٢٠٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٤٠٠٩/٥١، ٥٢، ٢٣٨٠٧، ٥٣، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٨٠٤، سنن ابو داود: ٥٠٥٥، صحيح ابن حبان: ٧٨٩، ٧٩٠، ٥٥٢٥، ٥٥٢٦، ٥٥٤٥، ٥٥٤٦

فوائد الحدیث: رات سوتے وقت سورۃ الکافرون بھی پڑھنی چاہیے۔ کیونکہ اس سورت کے پڑھنے سے شرک سے بیزاری کا اظہار ہوتا ہے۔

3404: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ بِتَنْزِيلَ السَّجْدَةِ وَبِتَبَارَكَ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سورۂ السجدہ اور سورۂ الملک پڑھ کر ہی سوتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى سُفْيَانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: سفیان ثوری رحمہ اللہ اور کئی ایک نے اس حدیث کو لیث عن ابی الزبیر عن جابر کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

وَرَوَى زُهَيْرٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لَهُ سَمِعْتَهُ مِنْ جَابِرٍ قَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ جَابِرٍ إِنَّمَا سَمِعْتُهُ مِنْ صَفْوَانَ أَوِ ابْنِ صَفْوَانَ. وَرَوَى شَبَابَةُ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ نَحْوَ حَدِيثِ لَيْثٍ.

زہیر نے اس حدیث کو ابوالزبیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے انہیں کہا: تم نے اسے جابر سے سُنا ہے۔ انہوں نے کہا میں نے اسے جابر سے نہیں سُنا میں نے تو اسے صفوان یا ابن صفوان سے سُنا ہے۔ اور شبابہ نے مغیرہ بن مسلم عن ابی الزبیر عن جابر کی سند سے حدیث لیث کے مثل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشكاة: ٢١٥٥، الصحيحة: ٥٨٥، الروض النضير: ٢٢٧، نیز دیکھیں حدیث ۲۸۹۲۔

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٧٠٦، ٧٠٧، ٧٠٨، مسند احمد: ١٤٦٥٩

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کے رات کے وظائف میں سورۃ السجدۃ اور سورۃ الملک کی تلاوت بھی شامل تھی۔

3405: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رضى الله عنها كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الزُّمَرَ وَبَنِي إِسْرَائِيلَ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سوتے نہیں تھے حتیٰ کہ آپ ﷺ سورۂ الزمر اور سورۂ بنی اسرائیل پڑھتے تھے۔

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ أَبُو لُبَابَةَ هَذَا اسْمُهُ مَرْوَانُ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ وَسَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ سَمِعَ مِنْهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے بیان کیا، امام بخاری رحمہ اللہ نے مجھے بتایا: اس ابو لبابہ کا نام مروان مولی عبدالرحمٰن بن زیاد ہے، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا اور ان سے حماد بن زید نے سنا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۹۲۰۔

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٧١٢، مسند احمد: ٢٤٣٨٨

فوائد الحدیث: سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ تو بہت زیادہ اذکار و تلاوت کا اہتمام فرماتے، آپ ﷺ رات کو سونے سے پہلے سورۃ الزمر اور سورۃ بنی اسرائیل بھی پڑھا کرتے ہیں۔

3406: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بِلَالٍ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ

سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مسبحات (سورتیں) پڑھ کر ہی سوتے تھے اور آپ ﷺ فرماتے تھے: "ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیت سے بہتر

لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الْمُسَبِّحَاتِ وَيَقُولُ ((فِيهَا آيَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ)).

ہے۔"

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں حدیث ۲۹۲۱۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۵۰۵۷، سنن النسائی الکبری: ۸۰۲۶، عمل الیوم واللیلة للنسائی: ۷۱۳، ۷۱۴، مسند احمد: ۱۷۱۶۰

فوائد الحدیث: "مسبحات" ان سورتوں کو کہتے ہیں جن کا آغاز تسبیح کے کلمات سے ہوتا ہے، مثلاً، لفظ "سبحان" (مصدر) "سَبَّح" (ماضی) اور "يُسَبِّحَ" (مضارع) یا "سَبِّحِ" (امر) سے اور یہ سات سورتیں ہیں (الاسراء، الحدید، الحشر، الصف، الجمعة، التغابن اور سورۃ الاعلی)

24- باب مِنْهُ دعاء: [اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الأَمْرِ...]

دعاء: اے اللہ! میں تجھ سے امر (دین) میں ثبات کا سوال کرتا ہوں

3407: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنْظَلَةَ قَالَ: صَحِبْتُ شَدَّادَ بْنَ أَوْسٍ رضي الله عنه فِي سَفَرٍ فَقَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكَ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا؟ أَنْ نَقُولَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الأَمْرِ وَأَسْأَلُكَ عَزِيمَةَ الرُّشْدِ وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَقَلْبًا سَلِيمًا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ. قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ يَقْرَأُ سُورَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ إِلَّا وَكَّلَ اللهُ بِهِ مَلَكًا فَلَا يَقْرَبُهُ شَيْءٌ يُؤْذِيهِ حَتَّى يَهُبَّ مَتَى هَبَّ)).

ابو العلاء بن شخیر نے بنو حنظلہ کے ایک شخص سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں ایک سفر میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، تو انہوں نے کہا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ سکھاؤں جس کی رسول اللہ ﷺ ہمیں تعلیم دیا کرتے تھے؟ یہ کہ ہم کہیں: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الأَمْرِ وَأَسْأَلُكَ عَزِيمَةَ الرُّشْدِ وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَقَلْبًا سَلِيمًا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ)) "اے اللہ! میں تجھ سے دین میں ثبات کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے عزیمت رشد کا سوال کرتا ہوں، میں تیری نعمت کے شکر ادا کرنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں، تیری اچھی عبادت کرنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے سچی زبان اور قلب سلیم کا سوال کرتا ہوں میں اس شر سے جسے تو جانتا ہے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں اس خیر کا جسے تو جانتا ہے تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں ان (گناہوں) سے جنہیں تو جانتا ہے تجھ سے مغفرت طلب کرتا

ہوں، بے شک تو ہر قسم کے غیب (چھپی ہوئی چیزیں) جانتا ہے۔" اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی مسلمان اپنے بستر پر لیٹتے وقت اللہ کی کتاب سے کوئی سورت پڑھتا ہے تو اللہ ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے تو کوئی تکلیف دہ چیز اس کے قریب نہیں جائے گی حتی کہ وہ جاگے جب جاگے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَالْجُرَيْرِيُّ هُوَ سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ أَبُو مَسْعُودٍ الْجُرَيْرِيُّ وَأَبُو الْعَلَاءِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، جریری کا نام سعید بن ایاس ابو مسعود جریری ہے۔ اور ابو العلاء کا نام یزید بن عبد اللہ بن شخیر ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٩٥٥، الكلم الطيب: ١٠٤/٦٥، رجل من بني حنظلة مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ٣/٥٤، مسند احمد: ١٧١١٤، صحيح ابن حبان: ١٩٧٤

فوائد الحدیث: اس دعا میں بھی ہر وہ چیز آگئی جس کی انسان کو دنیا و آخرت میں ضرورت ہے، دین اسلام پر استقامت، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پہ اس کا شکر، بہترین طریقے سے عبادت، سچی زبان اور فرمان بردار دل کے ساتھ ساتھ ہر خیر اور بھلائی کا سوال اور ہر قسم کی شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اس لیے اس کا بھی اہتمام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

25- باب مَا جَاءَ فِي التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ عِنْدَ الْمَنَامِ

سوتے وقت سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ پڑھنا

3408: حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: شَكَتْ إِلَيَّ فَاطِمَةُ مَجَلَ يَدَيْهَا مِنَ الطَّحِينِ فَقُلْتُ: لَوْ أَتَيْتِ أَبَاكِ فَسَأَلْتِيهِ خَادِمًا فَقَالَ ((أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنَ الْخَادِمِ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا تَقُولَانِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ مِنْ تَحْمِيدٍ وَتَسْبِيحٍ وَتَكْبِيرٍ)). وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی چلانے کی وجہ سے اپنے ہاتھوں پر پڑنے والے آبلوں کی مجھ سے شکایت کی تو میں نے کہا: کاش کہ آپ اپنے والد محترم کے پاس جائیں اور ان سے خادم کے لیے درخواست کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایسی چیز کے متعلق نہ بتاؤں جو کہ تم دونوں کے لیے خادم سے بہتر ہے؟ جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو تنتیس بار الحمد للہ، تنتیس بار سبحان اللہ اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔" اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَوْنٍ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ابن عون کی روایت سے۔ اور یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ سے کئی طرق سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (متفق عليه) صحيح الترمذي: ٢٧١٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٦٠٤، صحیح بخاری: ٣١١٣، صحیح مسلم: ٢٧٢٧، سنن ابو داود: ٢٩٨٨، سنن النسائی الکبری: ٩١٧٢، عمل الیوم واللیلة للنسائی: ٨١٤، ٨١٥، صحیح ابن حبان: ٥٥٢٩، ٦٩٢٢

فوائد الحدیث: (۱) یہ وظیفہ آسان بھی ہے اور انتہاء درجے کا مفید بھی، خصوصاً محنت مزدوری کرنے والوں کے لیے تو ایک اکسیر ہے۔ کہ سارے دن کے تھکے ماندے جب شام کو گھر آتے ہیں تو حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر سوتے وقت یہ پڑھ لیا کریں، ان شاء اللہ العزیز سارے دن کی تھکاوٹ بھی دور ہو جائے گی اور اگلے دن کے لیے تازہ دم بھی ہو جائیں گے۔ لیکن یاد رہے کہ کام کے دوران بھی اور شام کو گھر پر بھی تمام نمازیں پابندی سے وقت، پر سُنت کے مطابق ادا کرنا ضروری ہیں۔

(۲) سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے گھر کے کام کاج خود کیا کرتی تھیں چکی پیستیں، مشکیزے میں پانی بھر کر لاتیں وغیرہ وغیرہ۔ تو ایک مرتبہ بہت سا مال غنیمت مدینہ منورہ آیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد محترم سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں درخواست گزاری کہ مجھے کوئی لونڈی وغیرہ مل جائے، تو کام میں سہولت ہو جائے گی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ وظیفہ بتایا۔

3409: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تَشْكُو مَجْلَ يَدَيْهَا فَأَمَرَهَا بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی خدمت میں آئیں تو اپنے ہاتھوں کے آبلوں کی شکایت کی، آپ ﷺ نے انہیں سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ پڑھنے کا حکم فرمایا۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث، ضعیف الادب المفرد: ٦٣٥/١٠٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٦٠٤، صحیح بخاری: ٣١١٣، صحیح مسلم: ٢٧٢٧، سنن ابو داود: ٢٩٨٨، سنن النسائی الکبری: ٩١٧٢، عمل الیوم واللیلة للنسائی: ٨١٤، ٨١٥، صحیح ابن حبان: ٥٥٢٩، ٦٩٢٢

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۳۴۰۸ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

26- باب مِنْهُ فی فضل التسبیح والتحمید والتکبیر فی دبر الصلوات وعند النوم

نمازوں کے بعد اور سوتے وقت سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھنے کی فضیلت

3410: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، أَلَا وَهُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ يُسَبِّحُ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُهُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُهُ عَشْرًا)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو کام ایسے ہیں کہ جو مسلمان شخص ان کا اہتمام کرتا ہے وہ جنّت میں جائے گا، سنو وہ دونوں آسان ہیں جبکہ ان پر عمل کرنے والے قلیل ہیں: ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ، دس بار الحمد للہ اور دس بار اللہ اکبر کہے۔“

قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ قَالَ ((فَتِلْكَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي

راوی نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھ پر انہیں شمار کرتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ زبان پر

الْمِيزَانِ وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ تُسَبِّحُهُ وَتُكَبِّرُهُ وَتَحْمَدُهُ مِائَةً فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ، وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ، فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ)). قَالُوا: وَكَيْفَ لَا يُحْصِيهَا.

تو ایک سو پچاس بار ہیں۔ جبکہ میزان (ترازو) میں ایک ہزار پانچ سو ہوں گی، اور جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ (تنتیس بار، تنتیس بار اور چونتیس بار) سو بار پڑھو، پس یہ زبان پر سو بار ہیں، جبکہ میزان میں ہزار ہیں، تم میں سے کون ہے جو دن اور رات میں دو ہزار پانچ سو گناہ کرتا ہے؟" انہوں (صحابہ کرام) نے عرض کیا، ہم کس طرح ان کا اہتمام نہیں کر سکتے؟

قَالَ ((يَأْتِي أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ فَيَقُولُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا. حَتَّى يَنْفَتِلَ فَلَعَلَّهُ أَنْ لَا يَفْعَلَ وَيَأْتِيهِ وَهُوَ فِي مَضْجَعِهِ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهُ حَتَّى يَنَامَ)).

آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی نماز میں ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آکر اسے کہتا ہے: فلاں کام یاد کرو، فلاں کام یاد کرو، حتیٰ کہ وہ (نماز سے) فارغ ہو جاتا ہے، اور ہو سکتا ہے کہ وہ (کام یاد آجانے کی وجہ سے) یہ تسبیحات نہ پڑھ سکے، اور جب وہ اپنے بستر پر لیٹتا ہے تو وہ اسے سلاتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ سو جاتا ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ هَذَا الْحَدِيثَ. وَرَوَى الْأَعْمَشُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ مُخْتَصَرًا. وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهم.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعبہ اور امام ثوری نے اس حدیث کو عطاء بن سائب سے روایت کیا ہے جبکہ اعمش نے اس حدیث کو عطاء بن سائب سے مختصر طور پر روایت کیا ہے۔ اس باب میں زید بن ثابت، انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ١٢١٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٦٤٩٨، سنن ابو داود: ١٥٠٢، ٥٩٦٥، سنن ابن ماجه: ٩٢٦، سنن النسائی المجتبی: ٣/٧٤۔ ٧٥، ٧٩، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٨١٣، ٨١٩، صحيح ابن حبان: ٢٠١٢، ٢٠١٨

فوائد الحدیث: (۱) احادیث میں نماز کے بعد "سبحان اللہ" "الحمد للہ" "اللہ اکبر" کہنے کی تعداد مختلف بیان ہوئی ہے۔ حدیث الباب میں دس دس مرتبہ بیان ہوا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے قانون: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام: ۱۶۰) کے تحت ہر نیکی کا اجر دس گنا ہے۔ پانچ نمازوں میں تسبیحات وغیرہ کی تعداد ۱۵۰ ہے تو اجر کے اعتبار سے یہ پندرہ سو ہو جائے گی۔ جبکہ رات کے وظائف کی تعداد سو ہے تو وہ اجر کے لحاظ سے ایک ہزار کے برابر ہے۔ لہٰذا سارے دن میں آدمی نے پچیس ۲۵ سو نیکیاں کمالی ہیں، جبکہ یہ نیکیاں آدمی کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے: اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ھود ۱۱۴)

(۳) جس قدر یہ عمل آسان اور قلیل ہے اسی قدر شیطان بھی اس کار خیر سے روکنے کے لیے پوری طرح مستعد ہے، لہٰذا ہمیں کوشش کرنی

چاہیے کہ ہم پوری توجہ سے تسبیحات، تکبیرات اور تحمیدات کی یہ تعداد اسی ترتیب سے مکمل کریں۔

3411: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضى الله عنهما قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو انگلیوں پر تسبیح شمار کرتے ہوئے دیکھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الأَعْمَشِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اعمش کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٦٤٩٨، سنن ابو داود: ١٥٠٢، ٥٩٦٥، سنن ابن ماجه: ٩٢٦، سنن النسائی المجتبی: ٣/٧٤۔ ٧٥، ٧٩، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٨١٣، ٨١٩، صحيح ابن حبان: ٢٠١٢، ٢٠١٨

فوائد الحدیث: "تسبیحات" کو ہاتھوں کے پوروں پر گننا جائز ہے۔

3412: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ الأَحْمَسِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ يُسَبِّحُ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيُكَبِّرُهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ)).

سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "باری باری پڑھی جانے والی تسبیحات ہیں کہ انہیں پڑھنے والا ناکام و نامراد نہیں ہوتا، ہر نماز کے بعد تینتیس[٣٣] بار سبحان اللہ، تینتیس[٣٣] بار الحمدللہ اور چونتیس بار اللہ اکبر کہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَعَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ ثِقَةٌ حَافِظٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور عمرو بن قیس الملائی ثقہ حافظ ہیں۔

وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْحَكَمِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَرَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنِ الْحَكَمِ وَرَفَعَهُ.

اور امام شعبہ نے اس حدیث کو الحکم سے روایت کیا اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔ جبکہ منصور بن المعتمر نے اسے حکم سے روایت کیا اور اسے مرفوع روایت کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحيحة: ١٠٢، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٢٢٨، البيهقي: ٢/١٨٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٥٩٦، سنن النسائی المجتبی: ٣/٧٥، عمل اليوم والليلة للنسائی: ١٥٥،١٥٦ صحيح ابن حبان: ٢٠١٩

فوائد الحدیث: اس حدیث میں "سبحان اللہ" ٣٣ بار "الحمدللہ" ٣٣ بار "اللہ اکبر" ٣٤ بار کہنے کا ذکر ہے۔ جبکہ حدیث نمبر ٣٤١٠ میں دس دس مرتبہ بیان ہوا ہے۔ اس سے اگلی روایت حدیث نمبر ٣٤١٣ میں پچیس[٢٥] پچیس[٢٥] بار کہنے کی اجازت بھی ہے۔ لہٰذا جو بھی تعداد آدمی اختیار کرے گا وہ جائز ہے اور اسی کے مطابق اسے اجر و ثواب ملے گا۔

3413: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه قَالَ: أُمِرْنَا أَنْ نُسَبِّحَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَنَحْمَدَهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَنُكَبِّرَهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ. قَالَ فَرَأَى رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ أَمَرَكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُسَبِّحُوا فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتَحْمَدُوا اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتُكَبِّرُوا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ قَالَ نَعَمْ. قَالَ فَاجْعَلُوا خَمْسًا وَعِشْرِينَ، وَاجْعَلُوا التَّهْلِيلَ مَعَهُنَّ، فَغَدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثَهُ فَقَالَ ((افْعَلُوا)).

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم ہر نماز کے بعد تنتیس بار سبحان اللہ کہیں، تینتیس[۳۳] بار الحمد للہ کہیں اور چونتیس بار اللہ اکبر کہیں، راوی نے بیان کیا، انصار کے ایک آدمی نے خواب میں دیکھا تو اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا کہ تم ہر نماز کے بعد تنتیس بار سبحان اللہ، تنتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر کہو؟ کہا: ہاں، کہا: پچیس[۲۵] بار کر لو، اور ان کے ساتھ لا الہ الا اللہ بھی شامل کر لو، پس وہ اگلے روز نبی ﷺ کے پاس گئے اور آپ ﷺ سے بیان کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کر لو''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) ابن خزیمہ: ۷۵۲

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں کلمات چار کر دیے سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ۔ اور پڑھنے کی تعداد پچیس[۲۵] بیان ہوئی اس طرح یہ مکمل سو ہو جاتے ہیں۔

(۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے ہر عمل کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کے حکم اور اجازت پر رکھتے تھے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے کسی بھی عمل کی دلیل قرآن وحدیث سے دیکھ کر پھر وہ عمل کریں اگر قرآن وحدیث میں اس کام کی اجازت نہ ہو تو اسے چھوڑ دیں۔ نہ کریں۔

27- باب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ

جب رات کو جاگ آجائے تو اس وقت پڑھنے کی دعا

3414: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ رضي الله عنه عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي أَوْ قَالَ ثُمَّ دَعَا اسْتُجِيبَ لَهُ، فَإِنْ عَزَمَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ)).

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی رات کو آنکھ کھل گئی اور اس نے جاگ کر یہ دعا پڑھی: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)) ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اسی کے لیے ہے، سب تعریف اس کے لیے ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ پاک ہے، سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا محض اس کی توفیق سے ممکن ہے،" پھر اس نے یہ دعا کی: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي)) "رب جی! مجھے بخش دے۔" فرمایا: "پھر اس نے دعا کی تو اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے، اگر اس نے عزم کیا، اور وضوء کیا، پھر نماز پڑھی تو اس کی نماز قبول ہو جاتی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٦٩٠، ابو نعيم في الحلية: ١٥٩/٥، البيهقي: ٥/٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١١٥٤، سنن ابو داود: ٥٠٦٠، سنن ابن ماجه: ٣٨٧٨، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٨٦١، مسند احمد: ٢٢٦٧٣، صحيح ابن حبان: ٢٥٩٦

فوائد الحدیث: رات کے کسی بھی وقت آدمی نیند سے بیدار ہو جائے تو یہ دعا پڑھ کر جو بھی دعا مانگے گا وہ اللہ تعالیٰ پوری فرما دیں گے اور اگر اٹھ کر وضوء کر کے نماز پڑھ لے تو اس کی وہ نماز قبول ہو گی، اس نماز میں مانگی ہوئی دعاؤں کی قبولیت کی ضمانت بھی سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان نبوت سے مل گئی ہے۔

3415: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: كَانَ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ يُصَلِّي كُلَّ يَوْمٍ أَلْفَ سَجْدَةٍ وَيُسَبِّحُ مِائَةَ أَلْفِ تَسْبِيحَةٍ.

مسلمہ بن عمرو نے بیان کیا کہ عمیر بن ہانی ہر روز ہزار سجدے / رکعتیں پڑھتے تھے اور لاکھ بار سبحان اللہ کہتے تھے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد مقطوع) اس میں مسلمہ بن عمرو مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: تاريخ دمشق: ١٣/ورقة ٦٨٨

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے یہ بات ثابت ہی نہیں۔

28- باب مِنْهُ دعاء: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ...]

دعا: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ))

3416: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ وَأَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ وَعَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالُوا حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ عِنْدَ بَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَأُعْطِيهِ وَضُوءَهُ فَأَسْمَعُهُ الْهَوِيَّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)). وَأَسْمَعُهُ الْهَوِيَّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ

سیّدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے دروازے کے پاس رات گزارتا تھا، میں آپ ﷺ کے وضوء کا پانی آپ ﷺ کو دیتا تھا، میں آپ ﷺ کو رات کے وقت کافی دیر تک ((سمع الله لمن حمده)) پڑھتے ہوئے سنتا تھا، اور میں رات کے وقت کافی دیر تک آپ ﷺ کو ((الحمد لله رب العالمين)) پڑھتے ہوئے سنتا تھا۔

((الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ١٢١٨، الطبراني في الكبير: ٤٥٦٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٦٥٧٥، سنن ابن ماجه: ٣٨٧٩، سنن النسائی المجتبی: ٣/٢٠٩، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٨٦٢، صحيح ابن حبان: ٢٥٩٥

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رات کو نماز کے علاوہ بھی ذکر کیا جاسکتا ہے۔

(۲) یہ بھی ثابت ہوا کہ آدمی اتنی بلند آواز سے ذکر کر سکتا ہے کہ جاگتے ہوئے لوگ سن لیں۔

29- باب مِنْهُ دعاء: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَا نَفْسِي....))

دعا: سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے میری ذات کو زندہ کیا....

3417: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَالَ ((اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا)). وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَا نَفْسِي بَعْدَ مَا أَمَاتَهَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)).

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا)) ”اے اللہ! میں تیرے نام سے مرتا ہوں اور زندہ ہوں گا۔“ اور جب آپ ﷺ بیدار ہوتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَا نَفْسِي بَعْدَ مَا أَمَاتَهَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)) ”ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے میرے نفس کو زندہ کیا اس کے بعد کہ اس نے اسے مار دیا تھا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٩/٧١، البخاري في الادب المفرد: ١٢٠٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٣٢٧١، صحيح بخاری: ٦٣١٢، سنن ابو داود: ٥٠٤٩، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٧٤٧، ٨٥٧ـ ٨٥٩

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں نیند کے لیے موت اور بیداری کو زندگی سے تعبیر کر کے انسان کو بتایا گیا ہے کہ زندگی و موت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ کہ خود سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہی موت (نیند) کے بعد زندگی (بیداری) عطا فرمائی ہے۔ جو لوگ درباروں، مزاروں پر جا کر غیر اللہ سے زندگی اور شفاء وغیرہ کی بھیک مانگتے ہیں انہیں اپنے اس عمل سے توبہ کرنی چاہیے۔

(۲) سوتے اور جاگتے وقت کی اس دعا کو اپنا معمول بنانا چاہیے۔

(۳) بیدار ہونے کی معروف دعا الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور کے الفاظ بھی صحیح احادیث سے ثابت ہیں اس لیے وہ پڑھ لیں یا حدیث الباب کے الفاظ دونوں ہی درست ہیں۔

30- باب مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى الصَّلَاةِ

رات تہجد کے لیے اٹھتے وقت کی دعا

3418: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُولُ ((اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)).

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کے وقت نماز تہجد کے لیے اٹھتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)) "اے اللہ! ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لیے ہے تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے، تعریف تیرے ہی لیے تو آسمانوں اور زمین کو قائم رکھنے والا ہے، تعریف تیرے ہی لیے ہے تو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے اس کا رب ہے، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تجھ سے ملاقات حق ہے، جنّت حق ہے، جہنم حق ہے، قیامت حق ہے، اے اللہ! میں نے تیری اطاعت اختیار کر لی، میں تجھ پر ایمان لایا، میں نے تجھ پر توکل کیا، تیری ہی طرف انابت کی، تیری توفیق سے جھگڑا اور بحث و مباحثہ کیا، اور تجھے ہی فیصل تسلیم کیا، میری اگلی پچھلی پوشیدہ علانیہ لغزشیں معاف کر دے، تو میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ کئی ایک طرق سے ابن عباس رضی اللہ عنہم کے حوالے سے نبی ﷺ سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك : ٦٢٣، عبدالرزاق: ٢٥٦٤، الدارمي: ١٤٩٤، الادب المفرد: ٦٩٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۲۷۱۰، صحیح بخاری: ۱۱۲۰، صحیح مسلم: ۷۶۹، سنن ابو داود: ۷۷۱، ۷۷۲، سنن ابن ماجه: ۱۳۵۵، سنن النسائی المجتبی: ۳/۲۰۹۔ ۲۱۰، عمل الیوم واللیلة للنسائی: ۸۶۸، صحیح ابن حبان: ۲۵۹۷۔ ۲۵۹۹

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ یہ دعا جب تہجد کے لیے رات کو بیدار ہوتے تو اس وقت پڑھتے تھے۔

(۲) یہ بڑی اہم دعا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات نیز اس کی بعض تخلیقات کے حق ہونے کا اقرار کیا جاتا ہے۔ یعنی یہ تمام چیزیں حقیقت میں اپنا وجود رکھتی ہیں محض کوئی استعارہ نہیں۔ اور پھر اس میں بندے کی اپنے رب تعالیٰ کے سامنے کمال عاجزی وانکساری کا اظہار بھی ہے، اور گناہوں سے معافی کی طلب بھی۔

31- باب مِنْهُ دعاء: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ...]

دعا: اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں

3419: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي لَيْلَى حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَلِيٍّ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَيْلَةً حِينَ فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ تَهْدِي بِهَا قَلْبِي، وَتَجْمَعُ بِهَا أَمْرِي، وَتَلُمُّ بِهَا شَعَثِي، وَتُصْلِحُ بِهَا غَائِبِي وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِي وَتُزَكِّي بِهَا عَمَلِي، وَتُلْهِمُنِي بِهَا رُشْدِي، وَتَرُدُّ بِهَا أُلْفَتِي، وَتَعْصِمُنِي بِهَا مِنْ كُلِّ سُوءٍ، اللّٰهُمَّ أَعْطِنِي إِيمَانًا وَيَقِينًا لَيْسَ بَعْدَهُ كُفْرٌ، وَرَحْمَةً أَنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو نماز سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا: "اے اللہ! میں تجھ سے تیرے پاس جو رحمت ہے اس کا سوال کرتا ہوں جس کے ذریعے تو میرے دل کی راہنمائی فرما دے، اس کے ذریعے میرا معاملہ مجتمع فرما دے، میرے بکھرے امور اکٹھے ہو جائیں، اس کے ذریعے میرے غائب کی اصلاح فرما دے اور میرے حاضر کو بلند کر دے، میرے عمل کو پاکیزہ بنا دے، اس کے ذریعے میری رشد وہدایت مجھے الہام کر دے، اس کے ذریعے میری الفت لوٹا دے، اس کے ذریعے مجھے ہر قسم کی برائی / تکلیف سے بچا دے، اے اللہ! مجھے ایسا ایمان ویقین عطا فرما کہ اس کے بعد کفر نہ ہو، ایسی رحمت عطا فرما کہ میں اس کے ذریعے دنیا وآخرت کا شرف پالوں۔

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْفَوْزَ فِي الْعَطَاءِ وَيُرْوَى فِي الْقَضَاءِ وَنُزُلَ الشُّهَدَاءِ وَعَيْشَ السُّعَدَاءِ وَالنَّصْرَ عَلَى الْأَعْدَاءِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُنْزِلُ بِكَ حَاجَتِي وَإِنْ قَصَّرَ رَأْيِي وَضَعُفَ عَمَلِي افْتَقَرْتُ إِلَى رَحْمَتِكَ فَأَسْأَلُكَ يَا قَاضِيَ الْأُمُورِ وَيَا شَافِيَ الصُّدُورِ، كَمَا تُجِيرُ بَيْنَ الْبُحُورِ، أَنْ تُجِيرَنِي مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُورِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقُبُورِ، اللّٰهُمَّ مَا قَصَّرَ عَنْهُ رَأْيِي وَلَمْ تَبْلُغْهُ نِيَّتِي وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْأَلَتِي مِنْ

اے اللہ! میں تجھ سے قضاء وفیصلے میں کامیابی، شہداء کی مہمانی، سعادت مندوں کی زندگی اور دشمنوں پر نصرت ومدد کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میں اپنی ضرورت تیرے حضور پیش کرتا ہوں، اگرچہ میری رائے ناقص اور میرا عمل کمزور ہے، میں تیری رحمت کا محتاج ہوں، اے امور کا فیصلہ کرنے والے اور سینوں / دلوں کو شفا وسکون بخشنے والے! میں تجھ سے مانگتا ہوں، جس طرح کہ سمندروں کو آپس میں ملنے سے بچاتا ہے اس طرح

خَيْرٍ وَعَدْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ أَوْ خَيْرٍ أَنْتَ مُعْطِيهِ أَحَدًا مِنْ عِبَادِكَ فَإِنِّي أَرْغَبُ إِلَيْكَ فِيهِ وَأَسْأَلُكَهُ بِرَحْمَتِكَ رَبَّ الْعَالَمِينَ.

مجھے بڑھکتی ہوئی آگ (جہنم) سے، ہلاکت کی دعا اور قبروں کے فتنے سے بچانا، اے اللہ! جس خیر تک میری رائے، میری نیت اور میرا سوال کرنا رسائی نہیں کر سکا جس کا تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی سے وعدہ کر رکھا ہے یا وہ خیر جو تو اپنے کسی بندے کو عطا کرنے والا ہے میں اس کے بارے میں تیری طرف رغبت رکھتا ہوں اور اے رب العالمین! میں تیری رحمت کے واسطے سے اس کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

اللّٰهُمَّ ذَا الْحَبْلِ الشَّدِيدِ، وَالأَمْرِ الرَّشِيدِ، أَسْأَلُكَ الأَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيدِ، وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُودِ مَعَ الْمُقَرَّبِينَ الشُّهُودِ الرُّكَّعِ السُّجُودِ الْمُوفِينَ بِالْعُهُودِ إِنَّكَ رَحِيمٌ وَدُودٌ، وَأَنْتَ تَفْعَلُ مَا تُرِيدُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِينَ مُهْتَدِينَ غَيْرَ ضَالِّينَ وَلَا مُضِلِّينَ سِلْمًا لأَوْلِيَائِكَ وَعَدُوًّا لأَعْدَائِكَ نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ أَحَبَّكَ وَنُعَادِي بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ.

اے اللہ! سخت سہارے (قوت) والے! امر رشید والے میں یوم وعید میں تجھ سے امن اور عہد پورے کرنے والوں، رکوع و سجود کرنے والوں مقربین کے ساتھ ہمیشہ رہنے والے دن جنت میں داخلے کا سوال کرتا ہوں، تو مہربان محبّت والفت والا ہے، تو جو چاہے کرنے والا ہے۔ اے اللہ! ہمیں ہدایت دینے والے، ہدایت یافتہ بنا دے، ہمیں گمراہی اختیار کرنے والے اور گمراہ کرنے والے نہ بنانا، اپنے دوستوں کے لیے باعث سلامتی، اپنے دشمنوں کے دشمن بنادے۔ جو تجھ سے محبت کرے ہم تیری محبت کی وجہ سے اس سے محبت کریں، جو تیری مخالفت کرے تو تیری عداوت کی وجہ سے ہم اس سے دشمن رکھیں۔

اللّٰهُمَّ هَذَا الدُّعَاءُ وَعَلَيْكَ الإِسْتِجَابَةُ وَهَذَا الْجُهْدُ وَعَلَيْكَ التُّكْلَانُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِي نُورًا فِي قَبْرِي وَنُورًا فِي قَلْبِي وَنُورًا مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ، وَنُورًا مِنْ خَلْفِي، وَنُورًا عَنْ يَمِينِي، وَنُورًا عَنْ شِمَالِي، وَنُورًا مِنْ فَوْقِي، وَنُورًا مِنْ تَحْتِي، وَنُورًا فِي سَمْعِي، وَنُورًا فِي بَصَرِي، وَنُورًا فِي شَعْرِي، وَنُورًا فِي بَشَرِي، وَنُورًا فِي لَحْمِي، وَنُورًا فِي دَمِي، وَنُورًا فِي عِظَامِي، اللّٰهُمَّ أَعْظِمْ لِي نُورًا، وَأَعْطِنِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا سُبْحَانَ الَّذِي تَعَطَّفَ الْعِزَّ وَقَالَ بِهِ سُبْحَانَ الَّذِي لَبِسَ الْمَجْدَ وَتَكَرَّمَ بِهِ سُبْحَانَ الَّذِي لَا يَنْبَغِي التَّسْبِيحُ إِلَّا لَهُ، سُبْحَانَ ذِي الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ، سُبْحَانَ ذِي الْمَجْدِ وَالْكَرَمِ سُبْحَانَ ذِي الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ)).

اے اللہ! یہ دعا ہے، تو نے اسے قبول کرنا ہے، یہ کوشش ہے اور تجھ پر توکل ہے۔ اے اللہ! میرے لیے میرے دل میں، میری قبر میں، میرے آگے، میرے پیچھے، میرے دائیں، میرے بائیں، میرے اوپر، میرے نیچے، میری سماعت وبصارت میں، میرے بالوں اور جلد میں، میرے گوشت میں، میرے خون اور میری ہڈیوں میں نور پیدا کر دے، اے اللہ! میرے لیے نور بڑھا دے، مجھے نور عطا فرما دے اور میرے لیے نور کر دے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے عزت کی چادر اوڑھی اور اس کے متعلق فرمایا، پاک ہے وہ ذات جس نے مجد و شرف کا پہناوا پہنا اور اس کے ذریعے تکریم حاصل کی، پاک ہے وہ ذات کہ تسبیح صرف اسی کے لیے زیبا ہے، پاک ہے فضل و نعمتوں والا،

پاک ہے مجد و کرم والا، پاک ہے جلال و اکرام والا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْضَ هَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرُوهُ بِطُولِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اس کے مثل اسے صرف ابن ابی لیلی کی روایت کے حوالے سے اسی طریق سے جانتے ہیں۔ جبکہ شعبہ اور سفیان ثوری نے سلمہ بن کہیل عن کریب عن ابن عباس کی سند سے نبی ﷺ سے اس حدیث کا بعض حصہ روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابن ابی لیلیٰ ضعیف ہے۔ اخرجه ابن حبان فی المجروحين: ۱/ ۲۳۰

تخریج الحدیث: صحيح ابن خزيمة: ۱۱۱۹، معجم الكبير للطبرانی: ۱۰٦٦۸، والبيهقی فی الاسماء والصفات، ص: ٦۰۔٦۱

فوائد الحدیث: اس طویل روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو اپنی تمام تر دنیاوی و اخروی ضروریات کا سوال اپنے خالق و مالک رب رحمان سے ہی اس کی رحمت کے واسطے سے کرنا چاہیے، اور اس ذات باری تعالیٰ کے سامنے اپنی بے کسی اور عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے دست سوال دراز کرنا چاہیے۔ یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن یہ تمام مذکورہ امور دیگر احادیث سے ثابت ہیں۔ البتہ اس روایت کے الفاظ کو مَسنُون نہیں کہا جاسکتا۔

32- باب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ بِاللَّيْلِ

نماز تہجد کے شروع میں پڑھی جانے والی دعا

3420: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی الله عنها بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ فَقَالَ ((اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ)).

ابو سلمہ نے بیان کیا، میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا نبی ﷺ جب نماز تہجد پڑھتے تو آپ ﷺ کس چیز (دعا) سے اپنی نماز شروع کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ نماز تہجد پڑھتے تو اس دعا سے نماز پڑھنا شروع کرتے تھے: ((اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ)) "اے اللہ! جبریل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، غیب و حاضر کو جاننے والے، تیرے بندے جن امور میں اختلاف کیا کرتے تھے تو ان کے درمیان فیصلہ کرے گا جس امر میں حق کے حوالے سے اختلاف کیا گیا ہے تو اپنے حکم سے اس میں میری راہنمائی فرما بے شک تو صراط

مستقیم پر ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو عوانه: ٣/٣٠٤، ابن خزيمه: ١١٥٣، البيهقي: ٣/٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧٧٠، سنن ابو داود: ٧٦٧، ٧٦٨، سنن ابن ماجه: ١٣٥٧، سنن النسائی: ٣/٢١٢، مسند احمد : ٢٥٢٢٥، صحيح ابن حبان: ٢٦٠٠

فوائد الحدیث (۱) رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ کے بعد سورۃ فاتحہ کی قرات سے پہلے مختلف دعائیں پڑھتے تھے۔ نمازی آدمی ان میں سے کوئی ایک یا اس سے زیادہ پڑھ سکتا ہے۔ انہی مسنون دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے جو اس حدیث میں بیان ہوئی۔

(۲) رسول اللہ ﷺ اکثر دعاؤں میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا عاجز بندہ بیان کرتے ہوئے عقیدہ توحید واضح فرما دیتے ہیں، اس دعا میں آپ ﷺ نے یہ بھی فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کا بھی رب ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں لہٰذا کسی قسم کے امور میں وہ خود مختار یا مختار کل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہی محتاج ہیں۔

(۳) جس طرح انسان اللہ تعالیٰ سے مال، دولت، رزق، اولاد، کاروبار میں برکت اور بیماری سے شفا مانگتا ہے اسی طرح اسے اپنے رب تعالیٰ سے ہدایت بھی مانگنی چاہیے بلکہ مانگتے رہنا چاہیے، کہ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت کو جانتا ہے اور وہی اس کی طرف راہنمائی بھی کرتا ہے۔ اللهم اهدنا الصراط المستقيم۔

33- باب مِنْهُ دعاء: [وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ...]

دعا: ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ...))

3421: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا إِنَّهُ لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، آمَنْتُ بِكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)) "میں

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا إِنَّهُ لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، آمَنْتُ بِكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)) "میں

عَلَى سَيِّئَهَا إِنَّهُ لَا يَصْرِفُ عَلَى سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، آمَنْتُ بِكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)).

نے اپنا چہرہ یکسو ہو کر اس ذات کی طرف متوجہ کر دیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں، بے شک میری نماز، میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ پروردگار عالم کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں (ماننے والوں) میں سے ہوں۔ اے اللہ! تو بادشاہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا مجھے اپنے گناہ کا اعتراف ہے پس میرے سارے گناہ بخش دے تیرے سوا کوئی اور گناہ بخش نہیں سکتا میری بہترین اخلاق کی طرف راہنمائی فرما صرف تو ہی بہترین اخلاق کی طرف راہنمائی کر سکتا ہے، میرے برے اخلاق مجھ سے دور کر دے، صرف تو ہی برے اخلاق مجھ سے دور کر سکتا ہے، میں تجھ پر ایمان لایا، بابرکت اور بلند ہے تو، میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔"

فَإِذَا رَكَعَ قَالَ ((اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعِظَامِي وَعَصَبِي)). فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ ((اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِينَ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)).

جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعِظَامِي وَعَصَبِي)) "اے اللہ! میں نے تیرے لیے رکوع کیا تجھ پر ایمان لایا اور تیری اطاعت اختیار کی، میرے کان، میری آنکھیں، میرا گودا، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے تیرے لیے جھک گئے۔" اور جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِينَ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)) "اے اللہ! ہمارے رب ہر قسم کی تعریف آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کے بھراؤ کے برابر تیرے ہی لیے ہے، اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے۔"

فَإِذَا سَجَدَ قَالَ ((اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ

جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي

وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ)). ثُمَّ يَكُونُ آخِرَ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالسَّلَامِ ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)).

خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ)) ”اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا، میں تجھ پر ایمان لایا، تیرے لیے اطاعت اختیار کی، میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے تخلیق فرمایا اور اس کی صورت بنائی، اس کے کان اور آنکھوں کے شگاف بنائے، برکت والا ہے اللہ بہت اچھا پیدا کرنے والا۔“ پھر آپ ﷺ تشہد اور سلام کے درمیان آخر پر یہ دعا کرتے: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)) ”اے اللہ! میرے اگلے پچھلے، پوشیدہ علانیہ گناہ اور وہ گناہ بھی بخش دے جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور تو ہی مقدم و موخر ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) صفة الصلاة:، صحيح ابي داؤد: ٧٣٨

تخريج الحديث: مسند احمد: ٧٢٩، ٨٠٣، ٨٠٤، ٨٠٥، سنن ابن ماجه: ١٥٤، صحيح مسلم: ٧٧١، سنن ابو داود: ٧٦٠، ١٥٠٩، سنن النسائي: ٢/١٢٩۔ ١٣٠، ١٩٢، ٢٢٠۔٢٢١، صحيح ابن حبان: ١٧٧١۔ ١٧٧٤

فوائد الحديث: (۱) اس حدیث میں بھی دعائے استفتاح کے ساتھ ساتھ رکوع، سجود وغیرہ کی دعائیں بھی منقول ہیں اور نماز کے ہر رکن کی دعا میں آپ ﷺ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی وانکساری سے پیش کرتے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کا اقرار کرتے ہوئے اپنے رب تعالیٰ سے بخشش کے طلبگار ہیں۔

(۲) ان تمام دعاؤں میں ہمارے لیے بھی نصیحت موجود ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی توحید کو اسی انداز سے ہی ماننا چاہیے بس وہی ذات قادر مطلق ہے باقی ساری مخلوق اس کے سامنے فقیر، بے بس اور محتاج ہے۔

3422: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ وَيُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ حَدَّثَنِي عَمِّي وَقَالَ يُوسُفُ أَخْبَرَنِي أَبِي حَدَّثَنِي الْأَعْرَجُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے: ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي

وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)).

ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)) ”میں نے اپنا چہرہ یک سو ہو کر اس ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں، بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا اللہ پروردگار عالم کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے، اور میں مسلمانوں (ماننے والوں) میں سے ہوں۔ اے اللہ! تو بادشاہ ہے تیری سوا کوئی معبود نہیں تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا، مجھے اپنے گناہ کا اعتراف ہے، تو میرے سارے گناہ بخش دے۔ تیرے سوا کوئی اور گناہ نہیں بخش سکتا۔ میری اچھے اخلاق کی طرف راہنمائی فرما صرف تو ہی اچھے اخلاق کی طرف راہنمائی کر سکتا ہے۔ میرے بُرے اخلاق مجھ سے دور کر دے... صرف تو ہی میرے برے اخلاق دور کر سکتا ہے، میں حاضر خدمت ہوں ہر قسم کی خیر تیرے ہی ہاتھوں میں ہے، تیری طرف سے نہیں، میں تیری توفیق سے ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں، بابرکت ہے تو اور بلند ہے، میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔“

فَإِذَا رَكَعَ قَالَ ((اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَعِظَامِي وَعَصَبِي)). فَإِذَا رَفَعَ قَالَ ((اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)).

جب رکوع کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَعِظَامِي وَعَصَبِي)) جب رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ))

فَإِذَا سَجَدَ قَالَ ((اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ

جب سجدہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے: ((اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ

أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ)). ثُمَّ يَقُولُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)).

آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ)) پھر تشہد و سلام کے درمیان آخر پر یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ))

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٢٩، ٨٠٣، ٨٠٤، ٨٠٥، سنن ابن ماجه: ١٥٤، صحيح مسلم: ٧٧١، سنن ابو داود: ٧٦٠، ١٥٠٩، سنن النسائي: ٢/١٢٩- ١٣٠، ١٩٢، ٢٢٠-٢٢١، صحيح ابن حبان: ١٧٧١- ١٧٧٤

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۳۴۲۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3423: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيَصْنَعُ ذٰلِكَ أَيْضًا إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَيَصْنَعُهَا إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَإِذَا قَامَ مِنْ سَجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ فَكَبَّرَ، وَيَقُولُ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ بَعْدَ التَّكْبِيرِ ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، کہ آپ ﷺ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے تھے، جب آپ ﷺ قراءت سے فارغ ہوتے اور رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے تو بھی اسی طرح کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی ایسے ہی کرتے تھے اور جب آپ ﷺ نماز میں بیٹھے ہوتے تھے تو پھر آپ ﷺ کسی موقع پر بھی ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، جب آپ ﷺ دو سجدوں (دو رکعتوں) سے کھڑے ہوتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے تھے اور اللہ اکبر کہتے تھے، اور جب آپ ﷺ تکبیر کے بعد نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي

وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَأَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ وَلَا مَلْجَأَ إِلَّا إِلَيْكَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)). ثُمَّ يَقْرَأُ

لأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَأَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ وَلَا مَلْجَأَ إِلَّا إِلَيْكَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)) پھر آپ ﷺ قراءت کرتے، جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو رکوع کے دوران آپ ﷺ یہ پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَأَنْتَ رَبِّي خَشَعَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ))

فَإِذَا رَكَعَ كَانَ كَلَامُهُ فِي رُكُوعِهِ أَنْ يَقُولَ ((اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَأَنْتَ رَبِّي خَشَعَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)). فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)). ثُمَّ يُتْبِعُهَا ((اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)).

جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو ((سمع اللہ لمن حمدہ)) کہتے اور اس کے بعد یہ دعا کرتے تھے: ((اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ))

وَإِذَا سَجَدَ قَالَ فِي سُجُودِهِ ((اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَأَنْتَ رَبِّي سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ)). وَيَقُولُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)).

جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو سجدے میں یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَأَنْتَ رَبِّي سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ)) آپ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ))

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَبَعْضِ أَصْحَابِنَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَحْمَدُ لَا يَرَاهُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ يَقُولُ هَذَا فِي صَلَاةِ التَّطَوُّعِ وَلَا يَقُولُهُ فِي الْمَكْتُوبَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے بعض اصحاب کا اس پر عمل ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ امام احمد نے اس کو خیال نہیں کیا۔ کوفہ والوں میں سے بعض اہل علم نے کہا: یہ نفل نماز میں پڑھے گا فرض نماز میں نہیں پڑھے گا۔

سَمِعْتُ أَبَا إِسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يُوسُفَ يَقُولُ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ الْهَاشِمِيَّ يَقُولُ وَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ هَذَا عِنْدَنَا مِثْلُ حَدِيثِ

میں نے ابو اسماعیل ترمذی محمد بن اسماعیل بن یوسف سے سنا، وہ کہتے ہیں، میں نے سلیمان بن داؤد ہاشمی کو بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے اس حدیث کو ذکر کیا، انہوں نے کہا یہ ہمارے

الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ. نزدیک زہری عن سالم عن ابیہ کی روایت کے مثل ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) صحيح ابي داؤد: ٧٢٩، نیز دیکھیں حدیث ۲۶۶۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧١٧، سنن ابو داود: ٧٤٤، ٧٦١، سنن ابن ماجه: ٨٦٤

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ سے جو ادعیہ استفتاح ثابت ہیں وہ فرض نماز کے شروع میں بھی پڑھی جاسکتی ہیں اور نفل نمازوں میں بھی۔ البتہ امام کو جہری نمازوں میں یہ احتیاط رکھنی چاہیے کہ کہیں مقتدی یہ سمجھ کر کہ امام صاحب بھول گئے ہیں "سبحان اللہ، سبحان اللہ" کے ساتھ لقمہ دینا ہی شروع نہ کر دیں یا انہیں پہلے سے یہ تعلیم دی گئی ہو تو پھر درست ہے۔

(۲) حدیث میں اس دعا کو فرض نماز کے شروع میں پڑھنے کی صراحت کے بعد بھی "بعض الناس" کا اسے نفل نماز کے ساتھ خاص کرنا کوئی مناسب رویہ نہیں۔

(۳) اس حدیث میں بھی دو رکعت سے زائد رکعات والی نماز میں چار مقامات پر رفع یدین کرنا ثابت ہوتا ہے:

۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت۔ ۲۔ رکوع جاتے ہوئے۔

۳۔ رکوع سے سر اٹھاتے وقت۔ ۴۔ دو رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت۔

(نماز میں رفع یدین کے مسئلہ کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۵۵، ۲۵۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

34- باب مَا يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ

سجدۂ تلاوت کی دعا

3424: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! رَأَيْتُنِي اللَّيْلَةَ وَأَنَا نَائِمٌ كَأَنِّي أُصَلِّي خَلْفَ شَجَرَةٍ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي وَسَمِعْتُهَا وَهِيَ تَقُولُ اللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ. قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ لِي جَدُّكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدَ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ مِثْلَ مَا أَخْبَرَ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے اس رات خواب میں دیکھا گویا کہ میں درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں، میں نے سجدہ کیا تو میرے سجدے کی وجہ سے اس درخت نے بھی سجدہ کیا، میں نے اسے یہ دعا کرتے ہوئے سنا: ((اللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ)) اے اللہ! اس کے بدلے میں میرے لیے اپنے ہاں اجر لکھ دے، اس کی وجہ سے مجھ سے گناہوں کا بوجھ دور کر دے، اسے میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ بنا لے، اسے مجھ سے قبول فرما جس طرح تو نے اسے اپنے بندے داود (علیہ السلام) سے قبول فرمایا، ابن جریج نے بیان کیا، مجھے تمہارے دادا نے بتایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ نے

آیت سجدہ پڑھی اور پھر سجدہ کیا، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے آپ ﷺ کو سنا آپ ﷺ بالکل اسی طرح پڑھ رہے تھے جس طرح اس آدمی نے آپ ﷺ کو درخت کے قول کے متعلق بتایا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اس باب میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) ابن ماجه : ١٠٥٣، نیز دیکھیں حدیث ۵۷۹۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤١٥۔ صحیح مسلم: ٥٥٢، سنن ابو داود: ٤٧٤، سنن النسائی: ٢/٥٠۔٥١، مسند احمد: ١٢٠٦٢، صحیح ابن حبان: ١٦٣٥

فوائد الحدیث: (۱) سجدہ تلاوت میں اس حدیث میں مذکور دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

(۲) جو لوگ نماز نہیں پڑھتے انہیں اس پر ضرور غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تو ساری مخلوقات حتیٰ کہ درخت تک بھی سجدہ کرتے ہیں اور یہ اشرف المخلوقات ہو کر بھی بے نماز ہے اور سجدہ کرنے کی نعمت سے محروم۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

3425: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ ((سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ رات کے وقت سجدہ تلاوت میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ)) ”میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے تخلیق فرمایا، اور اپنی قوت وطاقت سے اس کے کان اور آنکھ کے شگاف بنائے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشكاة: ١٠٣٥، صحيح ابي داؤد: ١٢٧٤، نیز دیکھیں حدیث ۵۸۰۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٧٦٦، صحیح مسلم: ٥٧٨، سنن ابو داود: ١٤٠٨، ١٤٠٧۔ سنن ابن ماجه: ١٠٥٨، سنن النسائی: ٢/١٦١ و ١٦٢، مسند احمد: ٧١٤٠ و ٧٣٩٦، صحیح ابن حبان: ٢٧٦٧

فوائد الحدیث: حدیث الباب میں مذکور دعا بھی سجدہ تلاوت میں پڑھنا مسنون ہے۔

35- باب مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ

گھر سے نکلنے کی دعا

3426: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے: ((بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ)) ”اللہ کے نام

((مَنْ قَالَ يَعْنِي إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. يُقَالُ لَهُ كُفِيتَ وَوُقِيتَ. وَتَنَحَّى عَنْهُ الشَّيْطَانُ)).

کے ساتھ، میں نے اللہ پر توکل کیا، گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا محض اللہ کی توفیق سے ممکن ہے۔" تو اسے کہا جاتا ہے: تو (اللہ کے سوا) دوسروں سے بے نیاز ہو گیا ہے تیری حفاظت ہو گئی ہے، اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٢٤٤٣ – التحقيق الثاني) التعليق الرغيب: ٢٦٤/٢، الكلم اليب: ٤٩/٥٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٠٩٥، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٨٩، صحيح ابن حبان: ٨٢٢

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھ کر اپنی امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ انسان کو ہر حالت میں اور ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ پر ہی توکل اور بھروسہ کرنا چاہیے، اور اس کے سامنے عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے آپ کو اسی کے سپرد کر دینا چاہیے۔

36- باب مِنْهُ دعاء: ((بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ...))

دعا: اللہ کے نام کے ساتھ میں نے اللہ پر توکل کیا

3427: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ ((بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نَضِلَّ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا)).

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ جب گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نَضِلَّ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا)) "اللہ کے نام کے ساتھ، میں نے اللہ پر توکل کیا، اے اللہ! ہم تیری پناہ میں آتے ہیں کہ ہم لغزش کا شکار ہو جائیں یا ہم گمراہ ہو جائیں، یا ہم کسی پر ظلم کریں یا کوئی ہم پر ظلم کرے، یا ہم کسی سے جہالت والا رویہ اپنائیں یا کوئی ہم سے جہالت کا رویہ اپنائے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) بعض کہتے ہیں ضعیف ہے شعبی کا ام سلمہ سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٦٦١٦، سنن ابو داود: ٥٠٩٤، سنن ابن ماجه: ٣٨٨٤، سنن النسائي المجتبى: ٨/٢٦٨، ٢٨٥، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٨٥-٨٧

فوائد الحدیث: گھر سے باہر چونکہ آدمی کو مختلف ماحول اور لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لیے آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے کہ اللہ کریم تو مجھ سے کسی کے ساتھ ظلم وزیادتی ہو اور نہ ہی مجھ پر کوئی ظلم کرے۔ بازار میں انسان کئی قسم کے گناہوں میں مبتلا ہو سکتا ہے، یہ دعا پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اسے ہر قسم کی گمراہی اور گناہ سے بچا لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ۔

37- باب مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ السُّوقَ

بازار میں داخل ہونے کی دعا

3428: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ قَالَ: قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيَنِي أَخِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كَتَبَ اللهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ دَرَجَةٍ)).

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بازار میں داخل ہو اور وہ یہ دعا پڑھے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے، ہر قسم کی تعریف اسی کے لیے زیبا ہے وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے، وہ زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی ہر قسم کی خیر و بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ تو اللہ اس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے، اس کے ایک لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے ایک لاکھ درجے بلند کر دیتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَهُوَ قَهْرَمَانُ آلِ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ هَذَا الْحَدِيثَ نَحْوَهُ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے عمرو بن دینار نے اسے روایت کیا ہے۔ اور وہ قہرمان آل زبیر عن سالم بن عبداللہ سے اس حدیث کو اسی مانند روایت کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کے نزدیک اس کی سند ازہر بن سنان کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٢٣٥، مسند احمد: ٣٢٧

3429: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَالْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَهُوَ قَهْرَمَانُ آلِ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَالَ فِي السُّوقِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كَتَبَ اللهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَبَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)).

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بازار میں یہ دعا پڑھی: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لیے بادشاہی ہے، ہر قسم کی تعریف اسی کے لیے ہے، وہی جلاتا اور مارتا ہے، وہ زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی، ہر قسم کی خیر و بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ اللہ اس شخص کے لیے ایک لاکھ نیکی لکھ دیتا ہے،

اس کا ایک لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ هَذَا هُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ وَقَدْ رَوَى عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَحَادِيثَ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ عمرو بن دینار بصرہ کے الشیخ ہے۔ بعض محدثین نے اس پر جرح کی ہے۔ انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر سے چند احادیث روایت کی ہیں اور ان پر اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ. وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ.

اور یہ حدیث اس طریق کے علاوہ دوسری سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔ اس کو یحییٰ بن سلیم الطائفی نے عمران بن مسلم عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمر عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا اور اس میں عن عمر کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کے نزدیک اس کی سند عمرو بن دینار کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٢٣٥، مسند احمد: ٣٢٧

فوائد الحدیث: (۱) انسان اپنی جائز ضرورت کے لیے بازار جا سکتا ہے۔

(۲) بازار میں چونکہ کئی قسم کے گناہوں کا خطرہ ہوتا ہے۔ کبھی کسی غیر محرم پہ نظر پڑ گئی، کہیں سے گالی، گانے اور قوالی وغیرہ کی آواز آ گئی۔ انسان نہ چاہتے ہوئے بھی ایسے حالات سے دوچار ہو جاتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا سکھائی تاکہ آدمی بہت سی نیکیاں سمیٹ لے جو اس کے لیے گناہوں کا کفارہ بن جائیں گی۔

(۳) بازار میں چونکہ نفع و نقصان دونوں کا امکان ہوتا ہے اس لیے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی قادر مطلق، زندگی موت کا مالک ہے اور اسی کے ہاتھ میں ہر قسم کی خیر / نفع ہے لہٰذا اسی سے ہی مانگیں، سوال کریں اور اسی ذات باری تعالیٰ پر ہی توکل و اعتماد رکھیں۔

(۴) عقیدہ توحید کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے کہ یہ ایسی قیمتی شے ہے کہ کسی موقعہ پر بھی آدمی کا دامن اس سے خالی نہیں ہونا چاہیے اور پھر موحد آدمی کو گھر، مسجد، بازار وغیرہ ہر مقام پر اسی عقیدے پر ثابت قدم بھی رہنا چاہیے اور اس کا اظہار بھی کرنا چاہیے۔

38- باب مَا يَقُولُ الْعَبْدُ إِذَا مَرِضَ

حالت بیماری کی دعا

3430: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ. صَدَّقَهُ رَبُّهُ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا

سیّدنا ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص یہ کہتا ہے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ)) "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے، اس کا رب اس کی تصدیق فرماتا ہے اور وہ فرماتا ہے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا أَكْبَرُ)) "میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں سب سے بڑا ہوں،

وَأَنَا أَكْبَرُ. وَإِذَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ. قَالَ يَقُولُ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا وَحْدِي. وَإِذَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. قَالَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي لَا شَرِيكَ لِي. وَإِذَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ. قَالَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ. وَإِذَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. قَالَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِي. وَكَانَ يَقُولُ مَنْ قَالَهَا فِي مَرَضِهِ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ)).

جب وہ کہتا ہے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ)) "اللہ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں"۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا وَحْدِي)) مجھ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں، جب وہ کہتا ہے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ)) "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں" اللہ فرماتا ہے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي لَا شَرِيكَ لِي)) "مجھ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں میرا کوئی شریک نہیں"، جب وہ کہتا ہے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ)) "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہی اسی کے لیے ہے اور ہر قسم کی حمد اسی کے لیے ہے"، اللہ فرماتا ہے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ)) "میرے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہی میرے ہی لیے ہے، اور حمد بھی میرے ہی لیے ہے، جب وہ کہتا ہے:
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا محض اللہ کی توفیق سے ممکن ہے۔ اللہ فرماتا ہے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِي)) میرے سوا کوئی معبود نہیں، گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا محض میری ہی توفیق سے ممکن ہے۔" آپ فرمایا کرتے تھے: "جس نے اپنے مرض میں یہ کلمات کہے اور پھر وہ فوت ہو جائے تو آگ اسے نہیں چھوئے گی۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ بِنَحْوِ هَذَا الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ شُعْبَةُ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا.

شعبہ نے اسے ابو اسحاق عن الاغر ابی مسلم بن ابی ہریرہ و ابی سعید کی روایت سے اس حدیث کی مانند اسی معنی میں روایت کیا ہے۔ اور اس کو مرفوع بیان نہیں کیا۔ ہم کو بندار نے حدثنا محمد بن جعفر عن شعبہ کی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک اس کی سند ابی اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٧٩٤، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٣٠، ٣١، ٣٤٨، صحيح ابن حبان: ٨٥١.

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے جہاں ان کلمات اور اذکار کی عظمت و فضیلت ظاہر ہوتی ہے وہاں موحد آدمی کی اللہ تعالیٰ سے محبوبیت بھی ثابت ہوتی ہے۔ کہ اللہ کریم اپنے بندے کے ہر ہر کلمے کی تصدیق فرماتے ہیں۔

(۲) بیماری کی حالت میں آدمی خلوص نیت سے اگر کلمہ توحید پڑھ لے اور عقیدہ توحید کا اظہار کر دے تو پھر روح نکلنے کے وقت اگر کلمہ نہ

بھی پڑھ سکا تو تب بھی اللہ تعالیٰ اسے جنّت نصیب فرمادیں گے۔ سبحان اللہ

(۳) اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا بھی ثابت ہوتا ہے۔

39- باب مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى مُبْتَلًى

مُصیبت زدہ شخص کو دیکھ کر دعا پڑھنا

3431: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ مَوْلَى آلِ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ رَأَى صَاحِبَ بَلَاءٍ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا، إِلَّا عُوفِيَ مِنْ ذَلِكَ الْبَلَاءِ كَائِنًا مَا كَانَ مَا عَاشَ)).

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی مُصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا)) ”ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے بچایا جس میں تجھے مبتلا کیا ہے، اور اس نے جو مخلوق پیدا کی اس میں سے بہت سی خلقت پر مجھے فضیلت عطا کی،“ تو وہ زندگی بھر اس قسم کی مصیبت سے بچالیا جائے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَهْرَمَانُ آلِ الزُّبَيْرِ هُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ. وَقَدْ تَفَرَّدَ بِأَحَادِيثَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ إِذَا رَأَى صَاحِبَ بَلَاءٍ فَتَعَوَّذَ مِنْهُ يَقُولُ ذَلِكَ فِي نَفْسِهِ وَلَا يُسْمِعُ صَاحِبَ الْبَلَاءِ.

عمرو بن دینار قہرمان آل زبیر یہ بصری الشیخ ہے اور وہ حدیث میں قوی نہیں۔ اس کا سالم بن عبداللہ بن عمر سے احادیث میں تفرد ہے۔ ابو جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: جب وہ کسی مصیبت زدہ شخص کو دیکھ کر اس مصیبت سے پناہ طلب کرے گا تو وہ دل میں پناہ طلب کرے گا اور مصیبت میں مبتلا شخص کو نہیں سنائے گا۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کے نزدیک اس کی سند عمرو بن دینار کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: كتاب الدعاء للطبرانی : ۷۹۷، عمل اليوم والليلة لابن السنی: ۳۰۸، شعب الايمان للبيهقی: ٤٤٤٥، ١١١٤٧، شرح السنة: ١٣٣٧، سنن ابن ماجه: ٣٨٩٢

3432: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ السِّمْنَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ رَأَى مُبْتَلًى فَقَالَ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی مُصیبت میں مبتلا شخص کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا)) ”ہر قسم کی حمد اللہ کے لیے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلاً لَمْ يُصِبْهُ ذَلِكَ الْبَلَاءُ)).

ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے بچایا جس میں اس نے تجھے مبتلا کیا اور اپنی بہت سی مخلوق پر مجھے فضیلت عطا فرمائی۔" تو وہ شخص اس مصیبت میں مبتلا نہیں ہوتا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٧٣٧، بعض کے نزدیک اس میں عبداللہ بن عمر العمری ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند البزار: ٣١١٨۔ كشف الاستار: كتاب الدعاء للطبراني: ٧٩٩، الصغير: ٦٧٥، الاوسط: ٤٧٢١

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی شخص کو کسی بھی مُصیبت اور پریشانی میں دیکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہیے، ایک تو انسان کی اپنی عافیت والی حالت پہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا آئندہ کے لیے بھی اللہ تعالیٰ اس کو اس مُصیبت سے بچائے رکھے گا۔

(۲) یہ دعا آہستہ اپنے دل میں پڑھنی چاہیے تاکہ مصیبت زدہ کی دل آزاری نہ ہو۔

(۳) اس حدیث کی روشنی میں یہ مسئلہ بھی سمجھ آتا ہے کہ اگر کوئی شخص بھی اچھی اور خوبصورت چیز یا کام کو دیکھ کر ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے تو اس کی نظر بھی کسی کو نہیں لگے گی اور دوسروں کی "نظر بد" سے بھی اللہ تعالیٰ اس کو بچائے گا۔

40- باب مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ

کفارہ مجلس (مجلس سے اٹھنے کی دعا)

3433: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ الْكُوفِيُّ وَاسْمُهُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ. إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذَلِكَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کسی مجلس میں بیٹھے اور وہاں اس کی باتیں بہت زیادہ ہو جائیں پس اگر وہ وہاں سے اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)) "اے اللہ! تو اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں" تو اس کے اس مجلس میں ہو جانے والے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ وَعَائِشَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابو برزہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔ اور ہم اسے حدیث سہیل کے حوالے سے صرف

اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٢٤٣٣، اخرجه العقيلي في الضعفاء: ٢/١٥٦، الطبراني في الاوسط: ٧٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٨١٨، ١٥٧٢٩، ١٠٤١٥، ١٩٨١٢، ٢٤٤٨٦ عمل اليوم والليلة للنسائي: ٣٩٧م، صحيح ابن حبان؛ ٥٩٤، سنن ابو داود: ٤٨٥٨، صحيح ابن حبان : ٥٩٣

فوائد الحدیث: کسی بھی مجلس میں بعض اوقات دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی ایسی بات ہو جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند اور گناہ کی موجب ہوتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا سکھائی کہ اسے پڑھ لیا تو اللہ تعالیٰ اس مجلس میں کی گئی غلطیوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

3434: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ يُعَدُّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةُ مَرَّةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَقُومَ ((رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُورُ)).

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ بِهٰذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک ہی مجلس میں وہاں سے کھڑے ہونے سے پہلے سو بار یہ دعا پڑھتے تھے: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُورُ)) رب جی! مجھے بخش دے، میری توبہ قبول فرما بے شک تو توبہ قبول کرنے والا بخشنے والا ہے۔

ابن ابی عمر نے کہا سفیان نے محمد بن سوقہ کی اسناد سے اسی مانند اسی معنی میں ہمیں حدیث بیان کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيحٌ) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٢٩٧، عبد بن حميد: ٧٨٦، البغوي: ١٢٨٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٥١٦، سنن ابن ماجه: ٣٨١٤، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٤٥٨- ٤٦٠، مسند احمد : ٤٨٢٦، صحيح ابن حبان: ٩٢٧

فوائد الحدیث: مجلس کے دوران بھی انسان کو توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہیے کہ محبوب پیغمبر ﷺ کی سُنت مبارکہ ہے۔

41- باب مَا جَاءَ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ

پریشانی کے وقت کی دعا

3435: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو عِنْدَ الْكَرْبِ ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ پریشانی کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ)) ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو کہ بردبار، حوصلے والا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو کہ عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو کہ آسمانوں، زمین اور عزت والے عرش کا رب ہے۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

محمد بن بشار نے بیان کیا کہ ابن ابی عدی نے ہشام عن قتادہ عن ابی العالیہ عن ابن عباس کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مثل روایت کیا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث مروی ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبد بن حميد: ٦٥٧، ابو يعلى: ٢٥٤١، الطبراني في الدعاء: ١٠٢٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٣٤٥، صحیح مسلم: ٢٧٣٠، سنن ابن ماجه: ٣٨٨٣، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٦٥٢، ٦٥٣، مسند احمد : ٢٠١٢

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ سے جب بھی دعا کی جائے تو اس کی حمد و ثنا اور تعریف و توصیف کے ساتھ ہی کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ عمل پسند اور مقبول ہے۔ لیکن اگر صرف اللہ تعالیٰ کی صفات ہی ذکر کر کے اس کی وحدانیت اور عظمت و جلالت کا تذکرہ کیا جائے اور کوئی اپنا سوال نہ بھی کیا جائے تو یہ درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو علیم بذات الصدور ہے وہ اپنے بندوں کی ضروریات کو جانتا ہے۔

3436: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ الْمُغِيرَةِ الْمَخْزُومِيُّ الْمَدَنِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَهَمَّهُ الْأَمْرُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ ((سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ)). وَإِذَا اجْتَهَدَ فِي الدُّعَاءِ قَالَ ((يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا معمول تھا کہ جب کوئی امر آپ ﷺ کو مغموم کر دیتا تو آپ ﷺ اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھاتے اور یہ دعا کرتے تھے: ((سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ)) "پاک ہے اللہ عظمت والا" اور جب آپ ﷺ خوب دعا کرتے تو یہ الفاظ فرماتے: ((يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ)) "اے زندہ اور قائم رکھنے والے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) الكلم الطيب: ٧٧/١١٩، اس میں ابراہیم بن الفضل متروک ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٦٥٤٥، ٦٥٤٦، عمل اليوم والليلة لابن السني: ٣٣٨

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، البتہ دوسری روایات سے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بے بسی، عاجزی اور بے کسی کا اظہار کر کے اس کی صفات عالیہ کا تذکرہ کرنا تو ثابت ہے۔ لہٰذا یہ عمل درست اور جائز ہے۔

42- باب مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلاً

کسی جگہ قیام / پڑاؤ کرتے وقت کی دعا

3437: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ

سیّدہ خولہ بنت حکیم سلمیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی جگہ قیام کرتے وقت یہ دعا پڑھ لے: ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا

خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ السُّلَمِيَّةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ نَزَلَ مَنْزِلاً ثُمَّ قَالَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذَلِكَ)).

خَلَقَ)) "میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے اس شر سے پناہ طلب کرتا ہوں جسے اس نے پیدا فرمایا: "تو اسے کوئی چیز تکلیف نہیں پہنچائے گی حتیٰ کہ وہ اپنی اس جگہ سے کوچ کر جائے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هَذَا الْحَدِيثَ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَشَجِّ فَذَكَرَ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَشَجِّ وَيَقُولُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ خَوْلَةَ. قَالَ وَحَدِيثُ اللَّيْثِ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَجْلَانَ.

امام مالک بن انس نے یہ حدیث کی کہ انہیں یعقوب بن عبداللہ بن اشج سے یہ حدیث پہنچی تو انہوں نے اس کی مثل بیان کیا۔ ابن عجلان سے یہ حدیث یعقوب بن عبداللہ بن اشج سے بیان کی گئی ہے وہ سعید بن مسیب سے بیان کرتے ہیں کہ خولہ رحمۃ اللہ علیہا نے بیان کیا: لیث کی روایت ابن عجلان کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٩٩٨، الدارمي: ٢٦٨٣، ابن خزيمه: ٢٥٦٦، ابن السني: ٥٣٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧٠٨، سنن ابن ماجه: ٣٥٤٧، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٥٦٠، ٥٦١، مسند احمد : ٢٧١٢٠، صحيح ابن حبان: ٢٧٠٠

فوائد الحدیث: (۱) انسان جب سفر کرتا ہے تو بسا اوقات اس کو کچھ وقت کے لیے کہیں ٹھہرنا پڑتا ہے اور کبھی تو وہ وہاں کے حالات سے نا بلد ہوتا ہے کہ یہاں حشرات الارض یا جنگل میں درندوں کی کس قدر بہتات ہے تو اس وقت آدمی اگر یہ دعا پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر چیز سے ہر قسم کے شر سے محفوظ کر لیں گے، کیونکہ تمام مخلوقات تو اللہ تعالیٰ کی ہیں اور جب آدمی خالق کی پناہ میں آجائے تو پھر کوئی بھی چیز اسے تکلیف نہیں پہنچا سکتی۔

(۲) آج کل عارضی قیام کے لیے ہوٹل وغیرہ میسر ہیں تو آدمی ہوٹل میں داخل ہوتے وقت یا بکنگ کے بعد یہ دعا پڑھ لے تو چوری، چکاری اور دھوکہ و فراڈ وغیرہ سے اللہ تعالیٰ اسے بچا لیں گے۔

43- باب مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مُسَافِرًا

سفر پر روانہ ہونے کی دعا

3438: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرٍ الْخَثْعَمِيِّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ قَالَ بِأُصْبُعِهِ وَمَدَّ شُعْبَةُ بِأُصْبُعِهِ قَالَ ((اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر روانہ ہوتے تو سواری پر سوار ہو کر انگلی سے اشارہ کرتے اور یہ دعا پڑھتے: ((اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الأَهْلِ اللَّهُمَّ اصْحَبْنَا بِنُصْحِكَ وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ. اللَّهُمَّ قَالَ ((اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي اطْوِ لَنَا الأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ

الأَهْلِ اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا بِنُصْحِكَ وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ. اللّٰهُمَّ ازْوِ لَنَا الأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ)).

مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ)) "اے اللہ! تو سفر میں میرا ساتھی ہے، گھر والوں میں تو جانشین ہے، اے اللہ! اپنی خیر خواہی کے ساتھ ہماری رفاقت فرمانا اور پناہ کے ساتھ ہمیں لوٹانا، اے اللہ! ہمارے لیے زمین کو سمیٹ دے، ہم پر سفر کو آسان کر دے، اے اللہ! میں سفر کی مشقت اور پریشان کن واپسی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: كُنْتُ لَا أَعْرِفُ هَذَا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ حَتَّى حَدَّثَنِي بِهِ سُوَيْدٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اس حدیث کو ابن ابی عدی کی روایت کے حوالے سے نہیں جانتا تھا حتیٰ کہ سوید نے اس کے متعلق مجھے بیان کیا۔

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

ہم کو سوید بن نصر نے حدثنا عبداللہ بن المبارک حدثنا شعبۃ کی سند سے اس کی مثل اس کا معنی بیان کیا ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابوہریرہ کی حدیث سے۔ اور ہم اس کو صرف ابن ابی عدی عن شعبہ کی حدیث سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٣٣٩، اخرجه الحاكم: ٢/٩٩، الطبراني في الدعاء: ٨٠٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٥٩٨،سنن النسائی المجتبی: ٨/٢٧٣۔ ٢٧٤، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٥٠٠، ٥٠٣؛ مسند احمد : ٩٢٠٥

فوائد الحدیث: (۱) آدمی جب سفر پر روانہ ہوتا ہے تو اپنے سفر کی مشکلات وغیرہ اپنی جگہ پر۔ لیکن انسان اپنے گھر والوں کے لیے زیادہ پریشان ہوتا ہے کہ انہیں میرے بعد کسی قسم کی پریشانی اور مصیبت پیش نہ آجائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقعہ پر یہ تعلیم دی کہ اپنے تمام معاملات کو خواہ وہ آپ کے سفر کے ہوں یا گھر والوں کے متعلق سب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو۔ جب تم اپنے معاملات کو اللہ کریم کے سپرد کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ تمہارے لیے سفر میں آسانیاں پیدا فرمادے گا اور تمہارے پیچھے گھر والوں کی بھی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں گے۔

(۲) "کآبۃ المنقلب" کا مطلب ہے کہ میں ایسی حالت میں گھر نہ لوٹوں کہ پریشان ہوں مثلاً جیب کٹ جائے یا ایکسیڈنٹ ہو جائے یا گھر والوں کے متعلق ہی کوئی پریشان کن خبر ملے کہ میں واپسی پر غمزدہ اور پریشان ہوں۔

(۳) آج کے دور میں تو یہ دعا پڑھنا اس لحاظ سے بھی زیادہ ضروری اور اہم ہے کہ پہلے آدمی کو گھر پہنچ کر کوئی خبر ملتی تھی یا خبر دینے والے بھی سفر سے واپسی پر پانی وغیرہ پلا کر اور حال احوال معلوم کرنے کے بعد مناسب طریقے سے کسی پریشان کن واقعہ کے متعلق آگاہ کرتے تھے۔ لیکن اب موبائل فون سے بھی بات آگے نکل گئی ہے اور لوگ بغیر تصدیق کیے صرف "سب سے پہلے" کا اعزاز پانے کے لیے پوسٹیں لگا دیتے ہیں اور فیس بک وغیرہ پر خبر نشر کر دیتے ہیں۔ یہ دعا پڑھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ ایسی کسی بھی صورتحال سے محفوظ رکھیں گے۔ ان شاء اللہ

3439: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ

سیّدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب سفر

زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَافَرَ يَقُولُ ((اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ وَمِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَمِنْ سُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ)).

کرتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ وَمِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَمِنْ سُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ)) ”اے اللہ! تو سفر میں ہمارا ساتھی ہے، گھر والوں میں خلیفہ و جانشین ہے، اے اللہ! ہمارے سفر میں ہمارے ساتھ رہنا، ہمارے گھر والوں میں ہماری جانشینی فرمانا، اے اللہ! میں سفر کی مشقت، پریشان کن واپسی، کمال کے بعد تنزل سے (ایمان کے بعد کفر، اطاعت کے بعد معصیت سے)، مظلوم کی بددعا سے اور اہل و مال میں بری صورت حال نظر آنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ وَيُرْوَى الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ أَيْضًا قَالَ وَمَعْنَى قَوْلِهِ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ أَوِ الْكَوْرِ وَكِلَاهُمَا لَهُ وَجْهٌ يُقَالُ إِنَّمَا هُوَ الرُّجُوعُ مِنَ الإِيمَانِ إِلَى الْكُفْرِ أَوْ مِنَ الطَّاعَةِ إِلَى الْمَعْصِيَةِ إِنَّمَا يَعْنِي الرُّجُوعَ مِنْ شَيْءٍ إِلَى شَيْءٍ مِنَ الشَّرِّ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور فرمایا کہ الحور بعد الکور کے الفاظ بھی روایت کیے گئے ہیں۔ آپ ﷺ کے الفاظ الحور بعد الکون یا الکور دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ اس سے مراد ہے کہ ایمان سے کفر کی طرف یا اطاعت سے گناہ کی طرف لوٹنا۔ یعنی کسی بھی بھلائی اور خیر سے شر اور نقصان کی طرف لوٹنا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٦٧٥، ابن خزيمه: ٢٥٣٣، ابو نعيم في الحلية: ١٢٢/٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٣٤٣، سنن ابن ماجه: ٣٨٨٨، سنن النسائي المجتبى: ٢٧٢/٨، ٢٧٣، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٤٩٩، مسند احمد: ٢٠٧٨١

فوائد الحدیث: ”الحور بعد الکور یا بعد الکون“ کا ایک ہی مفہوم ہے کہ ”خوشی کے بعد پریشانی“ یہ بڑے جامع الفاظ ہیں اور وسیع معنی رکھتے ہیں مثلاً:

۱۔ ایمان کے بعد کفر کی حالت میں لوٹنا۔

۲۔ غِنیٰ اور تونگری کے بعد غربت اور فقیری۔

۳۔ نیکی کے بعد گناہ کی حالت۔

۴۔ خوشحالی کے بعد مقروض ہو جانا۔

۵۔ ملازمت و نوکری کے بعد بے روزگار ہو جانا وغیرہ۔

قصہ مختصر کہ "محبوب اور پسندیدہ حالت کے بعد ناپسند حالات سے دوچار ہونا"

(مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۴۳۸ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

44- باب مَا يَقُولُ إِذَا قَدِمَ مِنَ السَّفَرِ

سفر سے واپسی کی دعا

3440: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الرَّبِيعَ بْنَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ قَالَ ((آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)).

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)) "ہم (سفر سے) واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى الثَّوْرِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ الْبَرَاءِ وَرِوَايَةُ شُعْبَةَ أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام ثوری نے اس حدیث کو ابواسحاق عن البراء کی سند سے روایت کیا اور اس میں ربیع بن براء کا ذکر نہیں کیا جبکہ شعبہ کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں ابن عمر، انس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد تحت الحديث: ٢٣٣٩، صحيح الترمذي: ٢٧٣٦

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٥٤٩، ٥٥٠، مسند احمد : ١٨٤٧٦، صحيح ابن حبان: ٢٧١١، ٢٧١٢

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے ہر موقعہ پر توحید کی تعلیم دی ہے سفر سے واپسی پر بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف اسی کی عبادت کرنے کا اقرار اور سفر میں کسی قسم کی کوتاہی پر توبہ واستغفار کے کلمات اللہ وحدہ لا شریک کی وحدانیت کا ہی اظہار ہے۔

45- باب مِنْهُ إِيضَاعُهُ ﷺ رَاحِلَتَهُ وَتَحْرِيكُهُ دَابَّتَهُ عِنْدَ نَظَرِهِ إِلَى جُدُرَانِ الْمَدِينَةِ

نبی ﷺ (سفر سے واپسی پر) مدینے کے در و دیوار دیکھ کر اپنی سواری کو تیز دوڑاتے....

3441: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَانِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سفر سے واپسی پر مدینے کے در و دیوار دیکھتے تو آپ ﷺ اپنی سواری کو تیز دوڑاتے، اور اگر آپ ﷺ کسی جانور پر ہوتے تو اس (مدینے) کی محبت کی خاطر، اسے بھی جلد چلاتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٣٨٨٣، البيهقي: ٥/٢٦٠، البغوي: ٢٠١١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٨٠٢، ١٨٨٦، سنن النسائی الکبری: ٤٢٤٨، مسند احمد : ١٢٦١٩، صحیح ابن حبان: ٢٧١٠

فوائد الحدیث: اس میں انسانی فطرت کا بیان ہے کہ سفر سے واپسی پر آدمی کو گھر پہنچنے کی یک گونہ خوشی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتا ہے۔

46- باب مَا يَقُولُ إِذَا وَدَّعَ إِنْسَانًا

کسی شخص کو الوداع کرنے کی دعا

3442: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدِ اللهِ السُّلَيْمِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا وَدَّعَ رَجُلاً أَخَذَ بِيَدِهِ فَلَا يَدَعُهَا حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ يَدَعُ يَدَ النَّبِيِّ ﷺ وَيَقُولُ ((أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَآخِرَ عَمَلِكَ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب کسی شخص کو الوداع کرتے تو آپ ﷺ اس کا ہاتھ تھام لیتے اور اسے نہ چھوڑتے حتیٰ کہ وہ آدمی خود ہی نبی ﷺ کے ہاتھ کو چھوڑ دیتا، اور آپ ﷺ فرماتے: ((أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَآخِرَ عَمَلِكَ)) ”میں تمہارا دین، تمہاری امانت اور تمہارا آخری عمل اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَرُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ اور یہ حدیث کئی ایک طرق سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیح: ١٦ و ٢٤٨٥، الکلم الطیب: ١٢٢/١٦٩، بعض کے نزدیک یہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٨٢٦، معجم الکبیر للطبرانی: ١٣٣٨٤

3443: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ خُثَيْمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَنْ: ادْنُ مِنِّي أُوَدِّعْكَ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوَدِّعُنَا. فَيَقُولُ ((أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ)).

سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر پر جانے والے شخص سے فرماتے تھے: میرے قریب ہو جا، میں تمہیں الوداع کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں الوداع کیا کرتے تھے، آپ ﷺ فرماتے: ((أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ)) ”میں تیرا دین، تیری امانت اور تیرا آخری عمل اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اس طریق سے سالم بن عبداللہ کی حدیث سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن النسائی الکبری: ٨٧٥٤، ٨٧٥٥، کتاب الدعاء للطبرانی: ٨٢١، مسند احمد : ٤٥٢٤، سنن ابو داود: ٤٦٠١

فوائد الحدیث: سفر پر روانہ کرتے وقت آدمی جب اپنے کسی عزیز کو کئی ایک نصیحتیں کرتا ہے کہ جیب اور سامان کا خیال رکھنا، کسی اجنبی سے کوئی چیز نہ لے کر کھانا وغیرہ۔ وہاں اسے دین و ایمان کی حفاظت کی نصیحت بھی کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے دعا بھی کریں کہ اللہ کریم اس کے دین و امانت کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس کے تمام معاملات کی نگرانی بھی فرمائیں اور اسے ہر قسم کے شر سے محفوظ فرمائیں۔

47- باب منه دعاء: ((زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوَى...))

دعا: اللہ تمہیں تقوی کا زاد راہ عطا فرمائے

3444: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أُرِيدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِي. قَالَ ((زَوَّدَكَ اللهُ التَّقْوَى)). قَالَ: زِدْنِي. قَالَ ((وَغَفَرَ ذَنْبَكَ)). قَالَ زِدْنِي بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي. قَالَ ((وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں سفر پر جانا چاہتا ہوں آپ ﷺ مجھے زاد راہ عطا فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ((زَوَّدَكَ اللهُ التَّقْوَى)) ”اللہ تمہیں تقوی کا زاد راہ عطا فرمائے۔“ اس نے عرض کیا: مزید عطا فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَغَفَرَ ذَنْبَكَ)) ”وہ تمہارے گناہ معاف فرمائے۔“ اس نے عرض کیا: میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں مزید عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ)) ”تم جہاں بھی ہو اللہ تمہارے لیے خیر و بھلائی آسان فرمادے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) الكلم الطيب: ١٧٠ – التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: صحيح ابن خزيمة: ٢٥٣٢، مستدرک حاكم: ٢/٩٧، سنن الدارمی: ٢٦٧١

فوائد الحدیث: (۱) اپنے کسی بھی بڑے، بزرگ اور نیک آدمی سے اپنے حق میں دعا کروائی جاسکتی ہے خصوصاً کسی بھی جائز کام کے آغاز اور افتتاح کے موقعہ پر۔

(۲) صحابی رسول ﷺ کا آپ ﷺ سے دعائیں لینے کا اشتیاق دیکھیے کہ زیادہ سے زیادہ دعا کی درخواست کر رہے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) اگر کوئی دعا کا کہے تو موقعہ کی مناسبت اور درخواست گزار کی ضروریات کو سامنے رکھ کر دعا دینی چاہیے۔

48- باب وصيته ﷺ المسافر بِتَقْوَى اللهِ وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ

آپ ﷺ کی مسافر کو اللہ کا تقوی اختیار کرنے اور ہر اونچی جگہ / ٹیلے پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنے کی وصیت کرنا

3445: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَجُلاً قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُسَافِرَ فَأَوْصِنِي. قَالَ ((عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللهِ وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ)). فَلَمَّا أَنْ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ ((اللّٰهُمَّ اطْوِ لَهُ الأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ)).

کیا، اللہ کے رسول! میں سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں آپ ﷺ مجھے وصیت فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا تقوی اختیار کرنا اور ہر ٹیلے پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنا،'' جب وہ آدمی واپس مڑا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اللّٰهُمَّ اطْوِ لَهُ الأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ)) ''اے اللہ! اس کے لیے دوری کو لپیٹ دے اور اس پر سفر آسان کر دے۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٣٥٩، ابن خزيمه: ٢٥٦١، البيهقي: ٥/٢٥١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٧٧١، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٥٠٥، مسند احمد : ٨٣١٠، صحيح ابن حبان: ٢٦٩٢، ٢٧٠٢

فوائد الحدیث: (۱) بلندی پر چڑھتے وقت ''اللہ اکبر'' اور نیچے اترتے وقت ''سبحان اللہ'' کہنا چاہیے۔

(۲) سفر کے فارغ اوقات کو غنیمت سمجھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ اذکار کر کے اپنے وقت کو قیمتی بنالینا چاہیے۔ وباللہ التوفیق۔

(۳) کسی دوسرے کے لیے اس کی عدم موجودگی میں بھی اس کے حق میں دعا کرنی چاہیے۔

49- باب مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ النَّاقَةَ

سواری پر سوار ہونے کی دعا

3446: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ بِسْمِ اللهِ ثَلَاثًا فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ (سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ) ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا وَاللهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا سُبْحَانَكَ إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ. ثُمَّ ضَحِكَ. فَقُلْتُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرُكَ)).

علی بن ربیعہ نے بیان کیا کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو سواری کے لیے ایک جانور ان کے پاس لایا گیا، جب انہوں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو تین بار پڑھا، بسم اللہ، جب وہ اس کی پشت پر صحیح طرح بیٹھ گئے تو کہا: الحمد للہ، پھر یہ دعا پڑھی: ((سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ)) ''پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع کر دیا جبکہ ہم اس کو قابو نہیں کر سکتے تھے، اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔'' پھر تین بار الحمد للہ، اور تین بار اللہ اکبر کہا، ((إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ)) ''پاک ہے تو میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس مجھے بخش دے کیونکہ صرف تو ہی گناہ بخش سکتا ہے''۔ پھر وہ ہنس دیے، میں نے کہا: امیر

المومنین! آپ کس وجہ سے ہنسے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے کیا جس طرح میں نے کیا، تو میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ﷺ کس وجہ سے ہنسے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ یہ کہتا ہے: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرُكَ)) ''میرے رب میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی اور گناہ نہیں بخش سکتا، تو تیرا رب اپنے اس بندے سے خوش ہوتا ہے۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الكلم الطيب: ١٢٦/١٧٢، صحيح ابي داؤد: ٢٣٤٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٦٠٢، سنن النسائی الکبری: ٨٨٠٠، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٥٠٢، صحيح ابن حبان: ٢٦٩٧، ٢٦٩٨

3447: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَارِقِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ كَبَّرَ ثَلَاثًا وَيَقُولُ (سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ) ثُمَّ يَقُولُ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِي سَفَرِي هَذَا مِنَ الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا الْمَسِيرَ وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَ الْأَرْضِ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سفر کرتے تو اپنی سواری پر سوار ہو کر تین بار اللہ اکبر کہتے اور یہ دعا پڑھتے: ((سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ)) ''پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع کر دیا جبکہ ہم تو اسے قابو کرنے والے نہیں تھے، اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِي سَفَرِي هَذَا مِنَ الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا الْمَسِيرَ وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَ الْأَرْضِ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا)) ''اے اللہ! میں اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی و تقوی اور تیری پسند کے عمل کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! ہم پر چلنا آسان کر دے، زمین کی دوری کو سمیٹ / لپیٹ دے، اے اللہ! تو سفر میں ساتھی اور گھر والوں میں خلیفہ و جانشین ہے، اے اللہ! ہمارے سفر میں ہمارا رفیق سفر

رہنا اور ہمارے گھر والوں میں ہماری جانشینی کرنا۔"

وَكَانَ يَقُولُ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ ((آيِبُونَ إِنْ شَاءَ اللهُ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)).

جب آپ ﷺ اپنے گھر والوں کے پاس واپس تشریف لاتے تھے تو یہ دعا کیا کرتے تھے: ((آيِبُونَ إِنْ شَاءَ اللهُ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)) "ہم ان شاء اللہ لوٹ کر آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٣٣٩، اخرجه ابن خزيمه: ٢٥٤٢، ابن عدي في الكامل: ١٨٢٦/٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٣٤٢، سنن ابو داود: ٢٥٩٩،عمل اليوم والليلة للنسائي: ٥٤٨، مسند احمد : ٦٣١١، صحيح ابن حبان: ٢٦٩٥، ٢٦٩٦

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں جانوروں کی سواریاں تھیں اور اونٹ سب سے اچھی سواری سمجھی جاتی تھی آپ ﷺ نے اس پر سوار ہو کر تسبیح، تحمید اور تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھی۔ آج یہ تمام دعائیں موجودہ دور کی سواری، موٹر سائیکل، کار، بس، جہاز، ریل گاڑی وغیرہ پر سوار ہو کر پڑھنی چاہیے۔

(۲) سفر سے واپسی پر آپ ﷺ کی دعا کے متعلق حدیث نمبر ۳۴۴۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) سفر پر روانہ ہوتے وقت کی دعا کی وضاحت حدیث نمبر ۳۴۴۸ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ بہت محبوب اور پیارا ہے جس سے کوئی گناہ ہو جائے اور پھر وہ فوراً توبہ کر لے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے، اپنے گناہوں کی تاویلیں نہ کرے۔

(۵) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے تمام معاملات میں رسول اللہ ﷺ کی سنت پر ہو بہو عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے، جیسا کہ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے طرز عمل سے ظاہر ہے۔

50- باب مَا ذُكِرَ فِي دَعْوَةِ الْمُسَافِرِ

مسافر کی دعا کا بیان

3448: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین دعائیں قبول ہوتی ہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور والد کی اپنی اولاد کے لیے بد دعا۔"

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ. وَزَادَ فِيهِ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ.

ہم کو علی بن حجر نے حدثنا اسماعیل بن ابراہیم عن ہشام الدستوائی عن یحییٰ بن ابی کثیر کی سند سے اس کی مثل بیان کیا اور اس میں یہ اضافہ کیا کہ "ان دعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَأَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ هَذَا الَّذِي رَوَى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ يُقَالُ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ الْمُؤَذِّنُ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ غَيْرَ حَدِيثٍ وَلَا نَعْرِفُ اسْمَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ابو جعفر رازی یہ جو ہیں ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے روایت کیا، انہیں ابو جعفر المؤذن کہا جاتا ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے اس سے کئی ایک احادیث بیان کی ہیں اور ہم اس کا نام نہیں جانتے۔

حکم الحدیث: (حسن) الصحيحة: ٥٩٨، ١٧٩٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٣٣، سنن ابن ماجه: ٣٢٧٩، مسند احمد : ١٤٢٢٤، صحيح ابن حبان: ٥٢٥٣

فوائد الحدیث: (۱) دعا کرتے وقت انسان جس قدر عاجزی وانکساری اور اخلاص کا اظہار کرے گا اسی قدر اس کی دعا جلدی اور یقینی قبول ہوگی۔ حدیث الباب میں مذکور تینوں اشخاص میں یہ وصف بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے۔

(۲) مسافر کے لیے شرط ہے کہ وہ ناجائز کام کے سفر پر نہ نکلا ہو۔ اور اس کا رزق، لباس وغیرہ حرام کمائی سے نہ ہو۔

51- باب مَا يَقُولُ إِذَا هَاجَتِ الرِّيحُ

آندھی کے وقت کی دعا

3449: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الأَسْوَدِ أَبُو عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَأَى الرِّيحَ قَالَ ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ ﷺ آندھی دیکھتے تو یہ دعا کرتے: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ)) "اے اللہ! میں اس کی بھلائی کا، اس بھلائی کا جو اس میں ہے اور جو بھلائی دے کر اسے بھیجا گیا ہے اس کا تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور میں اس کے شر سے، اس میں موجود شر سے اور اس چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے اور یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٧٥٧، اخرجه البيهقي: ٣/٣٦٠، الطحاوي في شرح المشكل: ٩٢٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٨٩٩، ١٥، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٩٤٠، ٩٤١

فوائد الحدیث: تیز آندھی اور طوفان میں یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ تاکہ آدمی اس کی ہر قسم کی خیر حاصل کر سکے اور تمام قسم کی شر سے بچ سکے۔

52- باب مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ

گرج سن کر کون سی دعا پڑھنی چاہیے

3450: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ أَبِي مَطَرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ ((اللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گرج چمک کی آواز سنتے تھے تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ)) "اے اللہ! اپنے غضب کے ساتھ ہمیں ہلاک کرنا نہ اپنے عذاب کے ساتھ اور اس سے پہلے پہلے ہمیں عافیت عطا کرنا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ١٠٤٢، الكلم الطيب: ١١١/١٥٨، حجاج ضعیف اور ابو مطر مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٥٧٦٣، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٩٢٧، ٩٢٨

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے، لیکن عمومی روایات کے پیش نظر کہ رسول اللہ ﷺ تمام قسم کے حالات میں موقعہ کی مناسبت سے دعائیں کیا کرتے تھے، بجلی کی گرج چمک اور کڑک کے وقت بھی مناسب الفاظ میں کوئی بھی دعا کی جاسکتی ہے۔ اور حدیث الباب میں مذکور دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ لیکن اس کے سُنت ہونے کا عقیدہ و نظریہ نہیں ہونا چاہیے۔

53- باب مَا يَقُولُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

چاند دیکھنے کی دعا

3451: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنِي بِلَالُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ)).

سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب چاند دیکھتے تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ)) "اے اللہ! اس (چاند) کو برکت و ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ ہم پر نکال، (اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٨١٦، الكلم الطيب: ١١٤/١٦١، بعض کہتے ہیں اس میں سُلیمان بن سفیان ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٣٩٧

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نیا چاند دیکھ کر ایک تو یہ دعا فرماتے کہ اللہ تعالیٰ! اس مہینے کو خیر و برکت اور امن و سلامتی والا بنائے۔

دوسرا آپ ﷺ اس عقیدے کا اظہار فرماتے کہ یہ چاند بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جس طرح ہم رب تعالیٰ کے محتاج ہیں اسی طرح طلوع ہونے اور روشنی بکھیرنے میں یہ چاند بھی اللہ تعالیٰ کے اذن اور حکم کا پابند ہے۔ لہٰذا اس کی عبادت نہ کی جائے بلکہ اس چاند سمیت سارے جہان کے خالق اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کی جائے۔

54- باب مَا يَقُولُ عِنْدَ الْغَضَبِ

غصے کے وقت کی دعا

3452: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضي الله عنه قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى عُرِفَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ غَضَبُهُ أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)).

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو آدمی نبی ﷺ کے پاس ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے حتیٰ کہ ان میں سے ایک کے چہرے پر غصہ معلوم ہونے لگا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر وہ اسے کہہ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا (وہ کلمہ ہے): ((اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم))۔ (میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں)۔

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ.

ہم کو بندار نے حدثنا عبدالرحمن بن سفیان کی سند سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهٰذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ. عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَاتَ مُعَاذٌ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقُتِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى غُلَامٌ ابْنُ سِتِّ سِنِينَ وَهٰكَذَا رَوَى شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَرَآهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى يُكْنَى أَبَا عِيسَى وَأَبُو لَيْلَى اسْمُهُ يَسَارٌ وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ أَدْرَكْتُ عِشْرِينَ وَمِائَةً مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث مرسل ہے۔ عبدالرحمن بن ابی لیلی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو عبدالرحمن بن ابی لیلی چھ سال کے تھے، اور اسی طرح شعبہ نے عن الحکم عن عبدالرحمن بن ابی لیلی کی سند سے روایت کی ہے۔ عبدالرحمن بن ابی لیلی نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور ان سے روایت بھی کی ہے۔ عبدالرحمن بن ابی لیلی کی کنیت ابو عیسیٰ ہے، اور ابو لیلی کا نام یسار ہے۔ عبدالرحمن بن ابی لیلی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کے ایک سو بیس انصار صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الروض النضير: ٦٣٥، اخرجه الطبراني في الكبير: ٢٠/٢٨٦، ٢٨٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٧٨٠، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٣٨٩، ٣٩٠، مسند احمد: ٢٢٠٨٦، صحيح بخاری:

٣٢٨٢، صحيح مسلم: ٢٦١٠

فوائد الحدیث: غصہ آنا انسان کی فطرت میں ہے لیکن بعض اوقات شیطان اس غصے والی حالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آدمی سے کوئی نہ کوئی غلط اور نافرمانی والا عمل کروادیتا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے تعلیم دی کہ جب غصہ آئے تو "اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنی چاہیے شیطان مردود سے"۔

55- باب مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى رُؤْيَا يَكْرَهُهَا

ناپسندیدہ خواب دیکھ کر کیا پڑھنا چاہیے

3453: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللهِ فَلْيَحْمَدِ اللهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِمَا رَأَى وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے اچھا لگے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے، پس وہ اس پر اللہ کی حمد بیان کرے اور اس نے جو دیکھا ہے اسے دوسروں سے بیان کرے، اور جب وہ اس کے علاوہ ایسا خواب دیکھے جو کہ اسے ناپسند و ناگوار ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہے پس وہ اس کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرے اور اس کا کسی سے ذکر نہ کرے کیونکہ وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ. قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَابْنُ الْهَادِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ الْمَدَنِيُّ وَهُوَ ثِقَةٌ رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ وَالنَّاسُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس سند سے۔ ابن ہاد کا نام یزید ابن عبد اللہ بن اسامہ بن ہاد مدنی ہے اور وہ محدثین کے ہاں ثقہ ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/٢٦٢، صحيح الجامع: ٥٤٩-٥٥٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٩٨٥، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٨٩٣، مسند احمد: ١١٠٥٤

فوائد الحدیث: (۱) اچھا اور پسندیدہ خواب آنے کی صورت میں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس ذات باری تعالیٰ نے خوشی کا موقعہ نصیب فرمایا۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ خواب بالکل سچا ہی ہو۔ کہ سو فیصد اسی طرح پورا ہو گا جیسے دیکھا ہے۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ ایسے خواب کے ذریعے کوئی نہ کوئی نصیحت کا پہلو واضح فرماتے ہیں۔

(۲) اگر خواب ناپسندیدہ ہو تو پھر۔

۱۔ اگر دوران خواب جاگ آجائے تو تین بار اعوذباللہ من الشیطان الرجیم پڑھ کر بائیں کندھے پہ پھونک مارے اور کروٹ بدل کر سو جائے۔

۲۔ اگر جاگ نہیں آئی تو صبح دم اسے کسی کو بیان نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے اور اس ذات باری تعالیٰ کی پناہ طلب کرے۔

56- باب مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى الْبَاكُورَةَ مِنَ الثَّمَرِ

نیا پھل دیکھنے کی دعا

3454: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَأَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثِمَارِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا، اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَأَنَا أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ)). قَالَ: ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدٍ يَرَاهُ فَيُعْطِيهِ ذَلِكَ الثَّمَرَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگوں (صحابہ کرام) کا معمول تھا کہ جب وہ پہلا پہلا پھل دیکھتے تو وہ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے، جب رسول اللہ ﷺ اسے پکڑتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثِمَارِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا)) "اے اللہ! ہمارے پھلوں میں ہمارے لیے برکت عطا فرما، ہمارے لیے ہمارے مدینے (شہر) میں برکت عطا فرما، ہمارے لیے ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما، اے اللہ! تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی ابراہیم (علیہ السلام)، اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں، انہوں نے تجھ سے مکہ کے لیے دعا فرمائی، اور میں تجھ سے مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں جیسے انہوں نے مکہ کے لیے دعا کی اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی مثل مزید کی بھی دعا کرتا ہوں۔" راوی نے بیان کیا، پھر آپ ﷺ چھوٹے سے بچے کو دیکھتے تو اسے بلاتے اور وہ پھل اسے عطا فرما دیتے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ١٨٤٦، الدارمي: ٢٠٧٨، والبخاري في الادب المفرد: ٣٦٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٣٧٣، سنن ابن ماجه: ٣٣٢٩، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٣٠٢، ابن حبان: ٣٧٤٧

فوائد الحدیث: (۱) نیا پھل یا کوئی بھی جنس چونکہ لوگوں کے لیے خوشی کا باعث ہوتی ہے اس لیے اس میں خیر و برکت کی دعا کرنی چاہیے۔

(۲) جو لوگ نیا پھل دیکھ کر یا چکھ کر حدیث میں مذکور دعا پڑھتے ہیں اس سیزن میں اللہ تعالیٰ انہیں وہ پھل زیادہ نصیب فرماتا ہے، کہ وہ مالک اپنے سے مانگنے والوں کو خالی نہیں لوٹاتا اور نہ ہی مایوس کرتا ہے۔

(۳) کسی چھوٹے بچے کو وہ پھل دینے میں حکمت یہ ہوتی تھی کہ ایک تو وہ تھوڑا سا ہوتا تھا جو اس بچے کو کفایت کر جاتا۔ اور دوسرا چھوٹے بچوں کے لیے نیا پھل زیادہ خوشی کا باعث ہوتا ہے۔

(۴) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ منورہ بھی حرم ہے۔

57- باب مَا يَقُولُ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا

کھانا کھانے کی دعا

3455: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُمَرَ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَلَى مَيْمُونَةَ فَجَاءَتْنَا بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا عَلَى يَمِينِهِ وَخَالِدٌ عَلَى شِمَالِهِ فَقَالَ لِي ((الشَّرْبَةُ لَكَ فَإِنْ شِئْتَ آثَرْتَ بِهَا خَالِدًا)). فَقُلْتُ: مَا كُنْتُ أُوثِرُ عَلَى سُؤْرِكَ أَحَدًا.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں اور خالد بن ولید رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میمونہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں گئے، وہ دودھ کا برتن ہمارے پاس لائیں، رسول اللہ ﷺ نے نوش فرمایا، میں آپ ﷺ کی دائیں جانب تھا جبکہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی بائیں جانب تھے، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: "پینے کی باری تو تمہاری ہے اگر تم چاہو تو اپنی باری خالد کو دے دو۔" میں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ کے نوش فرمانے سے بچ جانے والے دودھ / جھوٹے پر اپنے پر کسی اور کو ترجیح نہیں دوں گا۔

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ أَطْعَمَهُ اللهُ الطَّعَامَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ. وَمَنْ سَقَاهُ اللهُ لَبَنًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ)).

"پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ جسے کھانا کھلائے تو وہ یہ دعا پڑھے: ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ)) اے اللہ! اس میں ہمارے لیے برکت عطا فرما اور ہمیں اس سے بہتر کھانا کھلا، اور اللہ جسے دودھ پلائے تو وہ یہ دعا پڑھے: ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ)) "اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت عطا فرما۔ اور ہمیں اس سے مزید عطا فرما۔"

وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِي مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرُ اللَّبَنِ)).

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کھانے پینے کی جگہ دودھ کے علاوہ کوئی اور چیز کفایت نہیں کرتی۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَرْمَلَةَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَمْرُو بْنُ حَرْمَلَةَ وَلَا يَصِحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ان میں سے بعض نے اس حدیث کو علی بن زید سے روایت کیا تو انہوں نے کہا: عن عمر بن حرملہ۔ ان میں سے بعض نے کہا عمرو بن حرملہ۔ اور یہ درست نہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کے نزدیک یہ عمر بن حرملہ کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٣٢٢، مسند احمد: ١٩٠٤، ١٩٧٨، سنن ابو داود: ٣٧٣٠، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٢٨٦، ٢٨٧

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں کھانا بہت بڑی نعمت ہے کہ جو انسانی ضروریات میں ایک اہم اور بنیادی ضرورت ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے تعلیم دی کہ کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے اور کھانے سے فارغ ہو کر پھر اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرنا چاہیے

اور اس سے بھی اچھے کھانے کے ملنے کی دعا کرنی چاہیے۔

(۲) دودھ پینے کی صورت میں رسول اللہ ﷺ نے خصوصی طور پر دعا سکھائی کہ دودھ کا حصول اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عظیم شاہکار اور اس کی وحدانیت کی بین دلیل ہے، اس لیے اس کے زیادہ حصول کی دعا سکھائی گئی ہے۔

(۳) حدیث میں موجود دعاؤں کو یاد کرنا چاہیے اور ان کے موقعہ و محل کے مطابق انہیں پڑھنا چاہیے۔

(۴) شرعی طور پر اگر کسی چھوٹے بچے کا بھی حق ہو تو اس کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف کرنا جائز نہیں۔

(۵) سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے کمال محبّت و عقیدت تھی کہ آپ ﷺ کے جوٹھے کو بھی پسند کرتے ہیں۔

58- باب مَا يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ

کھانے سے فارغ ہو کر کیا پڑھنا چاہیے

3456: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ يَقُولُ ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبُّنَا)).

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ ﷺ کے سامنے سے دستر خوان اٹھا لیا جاتا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبُّنَا)) ”ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے بہت زیادہ پاکیزہ بابرکت تعریف جو کہ آخری تعریف ہو نہ ہمارے رب اس سے بے نیازی برتی جائے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٧٠٥، اخرجه الدارمي: ٢٠٢٩، الطبراني في الكبير: ٧٤٦٩، الحاكم: ١٣٦/٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٤٥٨، سنن ابو داود: ٣٨٤٩، سنن ابن ماجه: ٣٢٨٤، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٢٨٣، ٢٨٤، مسند احمد : ٢٢١٦٨، صحيح ابن حبان: ٥٢١٧، ٥٢١٨

3457: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ رِيَاحِ بْنِ عَبِيدَةَ قَالَ حَفْصٌ عَنِ ابْنِ أُخْتِ أَبِي سَعِيدٍ وَقَالَ أَبُو خَالِدٍ عَنْ مَوْلًى لِأَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب کھاتے یا پیتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ)) ”ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔“

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں ابن اخی ابی سعید مجہول ہے اور حجاج ضعیف ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٧٠٩

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٢٨٣، سنن ابو داود: ٣٨٥٠، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٢٨٩، مسند احمد : ١١٢٧٦

3458: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ

سہل بن معاذ ابن انس نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے

يَزِيدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ حَدَّثَنِي أَبُو مَرْحُومٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ أَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ. غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کھانا کھا کر یہ دعا پڑھتا ہے: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ. غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ”ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے میری کسی کوشش و طاقت کے بغیر مجھے یہ کھانا کھلایا اور اسے مجھے عطا فرمایا، تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَأَبُو مَرْحُومٍ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مَيْمُونٍ.

ابو مرحوم کا نام عبدالرحیم بن میمون ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) ارواء الغليل و اخرجه الدارمي: ٢٦٩٣، ابويعلى: ١٤٨٨، والحاكم: ١/٥٠٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠٢٣، سنن ابن ماجه: ٣٢٨٥، مسند احمد : ١٥٦٣٢

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ سے کھانا کھانے کے بعد مختلف دعائیں مروی ہیں ان میں سے کوئی بھی پڑھ لی جائے تو وہ کفایت کر جائے گی۔

(۲) کھانے کے بعد کی تمام دعاؤں میں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ یہ کھانا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور احسان سے ہی انسان کو حاصل ہوا ہے اس لیے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اور انسان جس قدر بھی حمد و تعریف کر لے وہ یہ نہ سمجھے کہ میں نے حق ادا کر دیا ہے بلکہ پھر بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار ہی کرے۔

(۳) جو شخص بھی اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا ہے اور پھر اس کا اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پہ اس کا شکر ادا کرتا ہے تو رب تعالیٰ نے اسے رزق، لباس وغیرہ تو عطا فرما ہی دیا ہے مزید رحمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے۔

سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

59- باب مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ نَهِيقَ الْحِمَارِ

گدھا ہینکے تو کیا پڑھنا چاہیے

3459: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو، کیونکہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہوتا ہے، اور جب تم گدھے کی ہینک (آواز) سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہوتا ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٤٢٠، البخاري في الادب المفرد: ١٢٣٦، ابو يعلى: ٦٢٥٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٣٠٣، صحیح مسلم: ٢٧٢٩، سنن ابو داود: ٥١٠٢، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٩٤٣، ٩٤٤، مسند احمد : ٨٠٦٤، صحیح ابن حبان: ١٠٠٥

فوائد الحدیث: (۱) مرغ کی آواز سن کر اللهم انی اسئلك من فضلك (اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں) پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ مرغ اس وقت فرشتے کو دیکھتا ہے اور یہ امید رکھنی چاہیے کہ فرشتہ میری دعا پر "آمین" کہے گا، اور اللہ تعالیٰ میری دعا کو قبول فرمائے گا۔

(۲) گدھا چونکہ شیطان کو دیکھ کر آواز نکالتا ہے لہٰذا اس وقت اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ شیطان کے شر سے بچالے۔

60- باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّحْمِيدِ
تسبیح و تکبیر اور تہلیل و تحمید کی فضیلت

3460: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ السَّهْمِيُّ عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ أَبِي بَلْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا عَلَى الأَرْضِ أَحَدٌ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. إِلَّا كُفِّرَتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سطح زمین پر جو بھی لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي بَلْجٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَأَبُو بَلْجٍ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ وَيُقَالُ أَيْضًا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ شعبہ نے اس حدیث کو ابو بلج سے اس اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کہا اور ابو بلج کا نام یحییٰ بن ابی سلیم ہے اور یحییٰ بن سلیم بھی کہا جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ أَبِي بَلْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَحَاتِمٌ يُكْنَى أَبَا يُونُسَ الْقُشَيْرِيَّ.

ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا ابن ابی عدی عن حاتم بن ابی صغیرۃ عن ابی بلج عن عمرو بن میمون عن عبداللہ بن عمرو کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔ اور حاتم کی کنیت ابو یونس قشیری ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بَلْجٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

محمد بن بشار نے ہمیں حدثنا محمد بن جعفر عن شعبۃ عن ابی بلج کی سند سے اس کی مثل روایت کی ہے اور انہوں نے اس کو مرفوع بیان نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (حسن) التعليق الرغيب: ٢/٢٤٩، اخرجه الحاكم: ١/٥٠٣، البغوي: ١٢٨١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٦٤٧٩، عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٢٤، ٨٢٢،

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے۔ "لا اله الا الله" "الله اكبر" "لا حول ولا قوة الا بالله" پڑھنے کی اتنی زیادہ فضیلت ہے کہ اگر کسی شخص کے سمندر کی جھاگ کے برابر (یعنی بے شمار) گناہ بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ وہ بھی معاف فرما دیتے ہیں۔

(۲) یہ اجر و ثواب اس شخص کو ملے گا جو ان کلمات کے مطابق عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی آدمی کسی نقصان سے بچ سکتا ہے، اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت کے لائق ہے اس کے علاوہ نہ کسی کے سامنے جھکا جا سکتا ہے، نہ مشکلات میں پکارنا جائز ہے اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی دوسرے کے نام کی نذر و نیاز دی جا سکتی ہے۔ نیز اس وظیفے کو ہمیشہ اور مستقل پابندی کے ساتھ پڑھے۔

3461: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا أَبُو نَعَامَةَ السَّعْدِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَكَبَّرَ النَّاسُ تَكْبِيرَةً وَرَفَعُوا بِهَا أَصْوَاتَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَصَمَّ وَلَا غَائِبٍ هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُءُوسِ رِحَالِكُمْ)).

سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، جب ہم واپس آئے اور ہم نے مدینہ دیکھا تو لوگوں نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: "تمہارا رب بہرا ہے نہ غائب، وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کے سروں کے درمیان ہے۔"

ثُمَّ قَالَ ((يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَنْزًا مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ)).

پھر فرمایا: "عبداللہ بن قیس! کیا میں تمہیں جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کے متعلق تعلیم نہ دوں؟: ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ)) (گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا محض اللہ کی توفیق سے ہے)۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَلٍّ وَأَبُو نَعَامَةَ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عِيسَى. وَمَعْنَى قَوْلِهِ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُءُوسِ رِحَالِكُمْ يَعْنِي عِلْمَهُ وَقُدْرَتَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو عثمان نہدی کا نام عبدالرحمٰن بن مل ہے۔ ابو نعامہ کا نام عمرو بن عیسیٰ ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان: "وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کے سروں کے درمیان ہے۔" کا معنی یہ ہے کہ اس کا علم اور اس کی قدرت۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، دیکھیں حدیث ۳۳۷۴۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٩٥٢٠، صحيح بخاری: ٢٩٩٢، صحيح مسلم: ٢٧٠٤، سنن ابو داود: ١٥٢٦، ١٥٢٨، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٥٣٨، ٥٥٢، سنن ابن ماجه: ٣٨٢٤، صحيح ابن حبان: ٨٠٤

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کو پکارتے وقت ادب و احترام کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

(۲) "لا حول ولا قوة الا بالله" بہت ہی اہم اور قیمتی وظیفہ ہے کہ جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

61- باب فی أن غراس الجنة: ((سُبْحَانَ اللهِ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ...))

جنّت کے پودے

3462: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَأَنَّهَا قِيعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ)).

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”معراج کی رات میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا تو انہوں نے فرمایا: محمد (ﷺ)! اپنی امت کو میرا سلام پہنچانا اور انہیں بتانا کہ جنّت زرخیز مٹی اور میٹھے پانی والی ہے، اور یہ کہ وہ ایک چٹیل میدان ہے، سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر اس کے پودے ہیں۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (حسن) التعليق الرغيب: ٢/٢٤٥-٢٥٦، الكلم الطيب: ١٥/٦، الصحيحة: ١٠٦

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی: ١٠٣٦٣، وفی الاوسط: ٤١٨٢، وفی الصغير: ٥٣٩، تاريخ بغداد: ٢/٢٩٢

فوائد الحدیث: (۱) حدیث میں مذکور کلمات ”سبحان اللہ“ ”الحمدللہ“ ”لا الہ الا اللہ“ اور ”اللہ اکبر“ کی یہ فضیلت ہے کہ ان کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ جنّت میں درخت لگا دیتے ہیں یعنی یہ کلمات جنّت کے حصول اور اس میں دخول کا ذریعہ ہیں۔

(۲) یہ کلمات جد الانبیاء سیّدنا و ابونا ابراہیم علیہ السلام کا امت محمدیہ کے لیے بھیجا ہوا ہدیہ اور گفٹ ہے۔ اس لیے اس کی قدر کرتے ہوئے اسے کثرت سے پڑھنا چاہیے۔

3463: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُوسَى الْجُهَنِيُّ حَدَّثَنِي مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِجُلَسَائِهِ ((أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ أَلْفَ حَسَنَةٍ)). فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ كَيْفَ يَكْسِبُ أَحَدُنَا أَلْفَ حَسَنَةٍ قَالَ ((يُسَبِّحُ أَحَدُكُمْ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ تُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ وَتُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ سَيِّئَةٍ)).

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہم نشینوں سے فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ وہ ہزار نیکیاں کمائے؟“ آپ ﷺ کے ہم نشینوں میں سے ایک سائل نے آپ ﷺ سے سوال کیا ہم میں سے کوئی ایک ہزار نیکی کس طرح کما سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی سو بار سبحان اللہ کہتا ہے تو اس کے لیے ہزار نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اس کے ہزار گناہ معاف کر

دیے جاتے ہیں۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٨٠، ابن ابي شيبة: ٢٩٤/١٠، عبد بن حميد: ١٣٤، البزار: ١١٦٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٦٩٨، عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٥٢، مسند احمد : ١٤٩٦، صحيح ابن حبان: ٨٢٥

فوائد الحدیث: (۱) انسان کو اپنی آخرت کے لیے زیادہ سے زیادہ نیکیاں ذخیرہ کر لینی چاہئیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے اعمال کو اپنی زندگی کا حصہ بنالینا چاہیے۔

(۲) روزانہ سو دفعہ "سبحان اللہ" کہنے سے ایک ہزار نیکی مل گئی اور ایک ہزار ہی گناہ معاف ہو گئے۔ "سبحان اللہ" کس قدر اللہ تعالیٰ کی رحمت اسکے بندوں کیلئے وسیع ہے۔ لہٰذا اس وظیفے کا اہتمام کرنے کی کوشش کریں کہ آدمی چلتے پھرتے اور کام کاج میں بھی اس کو مکمل کر سکتا ہے۔

62- باب فی فضائل: ((سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ...))

سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ..... کے فضائل

3464: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ. غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو: سبحان اللہ العظیم وبحمدہ (پاک ہے اللہ عظمت والا اپنی حمد کے ساتھ) کہتا ہے تو اس کے لیے جنّت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

ہم اسے صرف ابوالزبیر عن جابر کی حدیث کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٦٤، الروض النضير: ٢٤٣، بعض کے نزدیک ابی الزبیر کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٨٢٧، صحيح ابن حبان: ٨٢٦، ٨٢٧

3465: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا الْمُؤَمِّلُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو: "سبحان اللہ العظیم وبحمدہ" کہتا ہے تو اس کے لیے جنّت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٨٢٧، صحيح ابن حبان: ٨٢٦، ٨٢٧

فوائد الحدیث: یہ کلمات سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ بڑی فضیلت والے ہیں کہ ان کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ جنّت میں درخت لگا دیتے ہیں۔

3466: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو سو بار سبحان اللہ وبحمدہ کہتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ٥٢١، ابن ابي شيبة: ١٠/٢٩٠، البغوي: ١٢٦٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٤٠٥، صحیح مسلم: ٢٦٩١، سنن ابن ماجه: ٣٨١٢، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٨٢٦، مسند احمد : ٨٠٠٩، صحیح ابن حبان: ٨٢٩

فوائد الحدیث: (۱) ”سبحان اللہ وبحمدہٖ“ روزانہ سو دفعہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرما دیتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

(۲) یہ اجر و ثواب حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی رب العالمین کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہرائے بلکہ اسے ذات اور صفات کے لحاظ سے وحدہٗ لا شریک سمجھے، اور پھر اپنے عمل و کردار سے اس کا ثبوت دے۔

3467: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو کلمے ایسے ہیں جو کہ زبان پر ہلکے، میزان میں ثقیل (بھاری) اور الرحمان کو پیارے ہیں: سبحان اللہ العظیم، سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٢٨٨، البغوي: ١٢٦٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٤٠٦، صحیح مسلم: ٢٦٩٤، سنن ابن ماجه: ٣٨٠٦، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٨٣٠، مسند احمد : ٦١٦٧، صحیح ابن حبان: ٨٣١، ٨٤١

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قیامت کے دن انسان کے اعمال کا وزن ہوگا۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۝ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۝ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ۝ (القارعہ:٦-٩)

”تو لیکن وہ شخص جس کے نیکیوں والے پلڑے بھاری ہوں گے، وہ تو اپنی پسندیدہ زندگی میں ہوگا، اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہ ہاویہ (جہنم) میں ہوگا“۔

(۲) قیامت کے دن بھاری وزن انہی اعمال کے ہوں گے جو عقیدہ توحید کے ساتھ سنت کے مطابق، خلوص نیت سے کیے ہوں گے، اگر ان تین چیزوں میں سے کوئی ایک بھی کم ہوگئی تو وہ عمل باطل اور بے کار ہیں اللہ تعالیٰ انہیں قبول نہیں فرماتے لہٰذا ان کا وزن بھی نہیں ہوگا۔

(۳) ”سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم“ بڑے وزنی کلمات ہیں لیکن ادا کرنا اور پڑھنا آسان ہے کوئی مشکل نہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب اور پسند ہیں اس لیے چلتے پھرتے کثرت سے یہ پڑھتے رہنا چاہئیں۔

3468: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عِدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دن میں سو بار یہ کلمات پڑھتا ہے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ہر قسم کی حمد ہے، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے، اس کے لیے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے سو گناہ بخش دیے جاتے ہیں، اور اس کے لیے اس دن کے لیے بچاؤ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ شام ہو جائے اور اس سے بہتر صرف اسی شخص کا عمل ہو سکتا ہے جو اس سے زائد بار یہ کلمات پڑھتا ہے۔“

وَبِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ)).

اسی سند سے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے ﷺ فرمایا: ”جو شخص سو بار سبحان اللہ وبحمدہ کہتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح دون قوله: يحيي ويميت) مذکورہ الفاظ کے علاوہ باقی یہ حدیث صحیح ہے۔ الكلم الطيب: ٢٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٢٩٣، صحيح مسلم: ٢٦٩١، سنن ابن ماجه: ٣٧٩٨، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٢٥، مسند احمد: ٨٠٠٨، صحيح ابن حبان: ٨٤٩

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر وہ کلمہ جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور عقیدہ توحید کا ذکر ہو محبوب اور پسندیدہ ہے اور اس پر اجر وثواب بھی بہت زیادہ ملتا ہے۔ لیکن اس کے لیے پڑھنے والے کا ان کلمات کے مطابق عقیدہ ویقین اور عمل ہو۔

(۲) حدیث الباب میں مذکور کلمات کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مشکل کشا، حاجت روا، داتا، غوث، دستگیر وغیرہ نہیں ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی زندگی اور موت کا مالک ہے بلکہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو لوگ من گھڑت قصے کہانیاں بیان کرتے ہیں کہ فلاں پیر صاحب نے اتنے مردے زندہ کر دیے یا ملک الموت سے روحوں والی تھیلی چھین کر اس میں سب روحیں پھینک دیں تو جتنے لوگ اس دن مرے تھے وہ سب زندہ ہو گئے وغیرہ وغیرہ وہ درست نہیں۔ استغفر اللہ۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس قسم کے نظریات عقیدہ توحید کے منافی ہیں،

لہٰذا ان عقائد سے اجتناب کرنا چاہیے۔

63- باب فی ذکر: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ

سو بار سبحان اللہ وبحمدہ پڑھنے کی فضیلت

3469: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمْسِي سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص صبح و شام سو بار ”سبحان اللہ وبحمدہ“ پڑھتا ہے تو قیامت کے دن کوئی شخص اس سے افضل عمل لے کر نہیں آئے گا سوائے اس کے جس نے اس کے مثل پڑھا یا اس سے زیادہ۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ١/٢٢٦، اخرجه البيهقي في الدعوات الكبير: ١١٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٦٩٢، سنن ابو داود: ٥٠٩١، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٥٦٨، مسند احمد: ٨٨٣٥، صحيح ابن حبان: ٨٦٠

فوائد الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کلمات سو مرتبہ سے زیادہ بھی پڑھے جا سکتے ہیں لہٰذا شمار کیے بغیر ہی کثرت سے ان کو پڑھتے رہنا چاہیے۔

3470: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ لِأَصْحَابِهِ ((قُولُوا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ مَنْ قَالَهَا مَرَّةً كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا، وَمَنْ قَالَهَا عَشْرًا كُتِبَتْ لَهُ مِائَةً، وَمَنْ قَالَهَا مِائَةً كُتِبَتْ لَهُ أَلْفًا وَمَنْ زَادَ زَادَهُ اللّٰهُ، وَمَنِ اسْتَغْفَرَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا: ”سو بار کہو: ”سبحان اللہ وبحمدہ“ جس نے ایک بار یہ کلمہ کہا تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ جس نے اسے دس بار کہا تو اس کے لیے اللہ زیادہ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور جو اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو اللہ اسے بخش دیتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) الضعيفة: ٤٠٦٧، اس میں داؤد متروک اور مطر ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائی: ١٦٠، تاريخ بغداد: ٣/٣٩١۔ ٢٠١، ٨/٣٩٢، الكامل لابن عدی: ٢/٧٩٦

فوائد الحدیث: روایت سنداً ضعیف ہے لیکن مسئلہ ٹھیک ہے کہ۔ ہر نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے۔ اس میں وظائف بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام:۱۶۰)
"جو شخص ایک نیکی کرے گا تو اس کے لیے اس کی مثل دس ہیں"۔

64- باب فی ثواب التسبیح والتحمید والتهلیل والتکبیر...

سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے کا ثواب

3471: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ الْحِمْيَرِيُّ هُوَ سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْوَاسِطِيُّ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ حُمْرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ سَبَّحَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ مَرَّةٍ، وَمَنْ حَمِدَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلَى مِائَةِ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، أَوْ قَالَ، غَزَا مِائَةَ غَزْوَةٍ وَمَنْ هَلَّلَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَمَنْ كَبَّرَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ لَمْ يَأْتِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ أَحَدٌ بِأَكْثَرَ مِمَّا أَتَى بِهِ إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَى مَا قَالَ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صبح و شام سو سو بار اللہ کی تسبیح کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے سو بار حج کیا۔ اور صبح و شام سو سو بار الحمد للہ کہنے والا اللہ کی راہ میں سو گھوڑے فراہم کرنے والے کی طرح ہے۔" یا فرمایا: "سو غزوات میں شرکت کرنے والے کی طرح ہے، صبح و شام سو سو بار لا الہ الا اللہ کہنے والا اولاد اسماعیل میں سے سو غلام آزاد کرنے والے کی طرح ہے، اور صبح و شام سو سو بار اللہ اکبر کہنے والا جو ہے اس روز اس سے زیادہ عمل لانے والا کوئی نہیں الّا یہ کہ جو اس کے مثل کہے یا اس سے زیادہ بار کہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (منكر) الضعيفة: ۱۳۱۵، المشكاة: ۲۳۱۲، التعليق الرغيب: ۱/۲۲۹، الضحاک ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ۸۲۱، مسند الشامين للطبراني: ۵۱۶،۵۱۷

3472: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْعِجْلِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ تَسْبِيحَةٌ فِي رَمَضَانَ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ تَسْبِيحَةٍ فِي غَيْرِهِ.

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، رمضان میں ایک بار سبحان اللہ کہنا غیر رمضان میں ہزار بار سبحان اللہ کہنے سے افضل ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد مقطوع) ضعيف الترمذي: ٦٨٦

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ۱۰/۴۳۲، تهذيب الكمال: ۷۸/۳۳-۷۹

فوائد الحدیث: یہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں اور ان میں مذکور فضیلت کسی دوسری روایت سے بھی ثابت نہیں۔

65- باب فی ثواب کلمة التوحید التی فیها: ((إِلَهًا وَاحِدًا أَحَدًا صَمَدًا))

کلمہ توحید جس میں ((اِلَهًا وَاحِدًا أَحَدًا صَمَدًا)) ہو کہنے کا ثواب

3473: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْخَلِيلِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ الأَزْهَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إِلَهًا وَاحِدًا أَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كَتَبَ اللهُ لَهُ أَرْبَعِينَ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَالْخَلِيلُ بْنُ مُرَّةَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دس بار یہ کلمات کہتا ہے: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ اکیلا ہی ہے بے نیاز ہے اس کی بیوی ہے نہ کوئی اولاد نہ ہی کوئی اس کی برابری کرنے والا ہے“، تو اس کے لیے چار کروڑ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، خلیل بن مرہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ منکر الحدیث ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) الضعیفة: ٣٦١١، اس میں خلیل بن مرہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٦٩٥٢

3474: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَالَ فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَهُوَ ثَانٍ رِجْلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمُحِيَ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَانَ يَوْمَهُ ذَلِكَ فِي حِرْزٍ مِنْ كُلِّ مَكْرُوهٍ وَحَرْسٍ مِنَ الشَّيْطَانِ وَلَمْ يَنْبَغِ لِذَنْبٍ أَنْ يُدْرِكَهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ إِلَّا الشِّرْكَ بِاللهِ)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص فجر کی نماز کے بعد جبکہ وہ اپنے پاؤں موڑے ہوئے ہو اور وہ کلام کرنے سے پہلے دس بار یہ کلمات کہتا ہے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اسی کے لیے ہے اور ہر قسم کی حمد اسی کو زیبا ہے وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اس کے دس گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اس کے دس درجات بلند کر دیے جاتے ہیں، اس کا وہ پورا دن ہر مکروہ چیز سے بچاؤ، شیطان سے حفاظت بن جاتا ہے اور اللہ کے ساتھ شرک کے علاوہ کوئی اور گناہ اس تک رسائی نہیں کر سکتا۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں شہر بن حوشب ضعیف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٢٧، مسند احمد: ١٧٩٩٠

فوائد الحدیث: یہ روائتیں ضعیف ہیں، حدیث میں مذکور وقت اور کیفیت کی پابندی کے ساتھ اس وظیفے کی یہ فضیلت ثابت نہیں۔

66- باب جَامِعِ الدَّعَوَاتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

جامع الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

3475: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الثَّعْلَبِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً يَدْعُو وَهُوَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ. قَالَ فَقَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ سَأَلَ اللهَ بِاسْمِهِ الأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى)).

سیّدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دعا کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا: اے اللہ! میں تجھ سے اس لیے سوال کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو یکتا ہے؟ بے نیاز ہے، جو کسی کا باپ ہے نہ کسی کی اولاد اور نہ ہی کوئی اس کی برابری کرنے والا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس شخص نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے واسطے سے سوال کیا ہے کہ جب اس کے ساتھ دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول فرماتا ہے، اور جب اس کے واسطے سے مانگا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے۔''

قَالَ زَيْدٌ فَذَكَرْتُهُ لِزُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ ذَلِكَ بِسِنِينَ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ. قَالَ زَيْدٌ ثُمَّ ذَكَرْتُهُ لِسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ فَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ.

زید کہتے ہیں کہ میں نے کئی سال بعد اس کا تذکرہ زہیر بن معاویہ سے کیا تو انہوں نے کہا مجھے یہ حدیث ابو اسحق نے مالک بن مغول سے بیان کی۔ زید کہتے ہیں پھر میں نے اس کا ذکر سفیان ثوری سے کیا تو انہوں نے بھی مجھے مالک سے روایت کر دی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى شَرِيكٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ وَإِنَّمَا أَخَذَهُ أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ وَإِنَّمَا دَلَّسَهُ. وَرَوَى شَرِيكٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ شریک نے اس حدیث کو ابو اسحاق عن ابن بریدہ عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ ابو اسحاق ہمدانی نے اسے مالک بن مغول سے لیا ہے۔ اور اسے مدلس قرار دیا ہے۔ شریک نے اس حدیث کو ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٧١/١٠، الحاكم: ٥٠٤/١، البغوي: ١٢٥٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٢٩٦٥، سنن ابو داود: ١٤٩٣، ١٤٩٤، سنن ابن ماجه: ٣٨٥٧، صحيح ابن حبان: ٨٩١، ٨٩٢

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے ساتھ جو بھی دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔اس حدیث میں ان صفات کا ذکر ہے جو سورۃ الاخلاص میں موجود ہیں۔

67- باب فی إيجاب الدعاء بتقديم الحمد والثناء والصلاة على النبی ﷺ قبله...

دعا کی قبولیت کے لیے اس سے پہلے اللہ کی حمد وثنا کرنا اور نبی ﷺ پر درود پڑھنا

3476: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْجَنْبِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَاعِدًا إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ)). قَالَ: ثُمَّ صَلَّى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذَلِكَ فَحَمِدَ اللهَ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((أَيُّهَا الْمُصَلِّي ادْعُ تُجَبْ)).

سیّدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے نماز پڑھ کر کہا: اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے نمازی! تو نے جلد بازی کی ہے جب تو نماز پڑھ کر بیٹھ جائے تو اللہ کی حمد بیان کر جو اس کی شان کے لائق ہے اور مجھ پر درود پڑھ اور پھر اس سے دعا کر۔“ راوی نے بیان کیا، پھر اس کے بعد ایک اور آدمی نے نماز پڑھی تو اس نے اللہ کی حمد بیان کی نبی ﷺ پر درود پڑھا تو نبی ﷺ نے اسے فرمایا: ”اے نمازی! دعا مانگ تیری دعا قبول کی جائے گی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ وَأَبُو هَانِئٍ اسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ وَأَبُو عَلِيٍّ الْجَنْبِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، اس کو حیوہ بن شریح نے ابو ہانی خولانی سے روایت کیا ہے۔ ابو ہانی کا نام حمید بن ہانی ہے، اور ابو علی جنبی کا نام عمرو بن مالک ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٣٣١، اخرجه الحاكم: ١/٢٣٠، البيهقي: ٢/١٤٧

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی: ١٨/٧٩٢، ٧٩٤

3477: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ حَدَّثَنِي أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُولُ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((عَجِلَ هَذَا)). ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ اللهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لِيَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَاءَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں دعا کرتے ہوئے سنا اس نے نبی ﷺ پر درود نہ پڑھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس نے جلد بازی کی“ پھر آپ ﷺ نے اسے بلایا، تو آپ ﷺ نے اسے یا کسی اور کو فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو وہ پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کرے اور پھر نبی ﷺ پر صلوۃ بھیجے، اور پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٣٩٣٧، سنن ابو داود: ١٤٨١، شرح مشكل الآثار: ٢٢٤٢، صحيح ابن حبان: ١٩٦٠، سنن النسائي: ٤٤/٣-٤٥

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے لیکن اس نے دعا کے کچھ آداب بھی رکھے ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دعا کرنے والا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے اس کی تعریف و توصیف سے اپنی دعا کا آغاز کرے پھر سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے، اس کے بعد جو اس کی ضرورت ہے وہ سوال کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائیں گے۔

3478: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ الْقَدَّاحِ كَذَا قَالَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اسْمُ اللهِ الأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الآيَتَيْنِ (وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ) وَفَاتِحَةِ آلِ عِمْرَانَ (الم اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ)).

سیّدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے: ((والٰهكم إله واحد لا اله إلا هو الرحمن الرحيم)) اور سورۂ آل عمران کی پہلی آیت: ((الم الله لا اله الا هو الحی القيوم))"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٢٧٢، الدارمي: ٣٣٩٢، البغوي: ١٣٦١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤٩٦، سنن ابن ماجه: ٣٨٥٥، مسند احمد: ٢٧٦١١

فوائد الحدیث: حدیث الباب میں مذکور آیات میں کلمہ "لا اله الا هو" مشترکہ ہے جسے اسم اعظم کہا گیا ہے جو آدمی بھی ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور وحدانیت کو بیان کر کے پھر دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرما لیتے ہیں۔

68- باب

باب

3479: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ وَهُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ حَدَّثَنَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((ادْعُوا اللهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالإِجَابَةِ، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے اس حال میں دعا کرو کہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو، جان لو کہ اللہ کسی غافل غیر سنجیدہ دل سے کی جانے والی دعا قبول نہیں کرتا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) الصحيحة: ٥٩٦، بعض کے نزدیک یہ صالح المری کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الاوسط للطبرانی: ٥١٠٥، كتاب الدعاء للطبرانی: ٦٢، مستدرک حاکم: ١/٤٩٣، تاریخ بغداد:

٤/٣٥٦، مسند احمد : ٦٦٥٥

فوائد الحدیث: (۱) دعا کرنے والے کے لیے لازمی ہے کہ وہ پوری توجہ، دل کی حضوری اور انتہائی عجز و انکسار کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرے، لاپرواہی کا مظاہرہ نہ کرے۔

(۲) آج کل اکثر لوگ تسبیح کے دانوں پر یا کاؤنٹر کے ذریعے وظائف پڑھتے ہیں لیکن دھیان ادھر ادھر ہوتا ہے جبکہ دانے گھمارہے ہوتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں، کوئی بھی وظیفہ اس کے الفاظ و معانی کو سمجھ کر اس پر اعتقاد و ایمان رکھ کر پڑھنا چاہیے۔

69- باب دعاء: اللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي جَسَدِي...

اے اللہ! میرے جسم میں مجھے عافیت عطا فرما

3480: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((اللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي جَسَدِي، وَعَافِنِي فِي بَصَرِي وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّي لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے: ((اللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي جَسَدِي، وَعَافِنِي فِي بَصَرِي وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّي لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)) "اے اللہ! میرے جسم میں مجھے عافیت عطا فرما، میری بصارت میں مجھے عافیت عطا فرما، اور مجھ سے اسے وارث بنا، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو کہ بردبار سخی داتا ہے، پاک ہے اللہ عرش عظیم کا رب، اور ہر قسم کی حمد اللہ کے لیے ہے جو پروردگار عالم ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ شَيْئًا وَحَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ هُوَ حَبِيبُ بْنُ قَيْسِ بْنِ دِينَارٍ وَقَدْ أَدْرَكَ عُمَرَ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَاللهُ أَعْلَمُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ حَبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن زبیر سے کچھ بھی نہیں سنا اور حبیب بن ابی ثابت یہ حَبیب بن قیس بن دینار ہیں اور انہوں نے سیّدنا عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا ہے۔ واللہ اعلم

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) بعض کے نزدیک اس میں حَبیب بن ابی ثابت مدلس ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابویعلیٰ: ٤٦٩٠، مستدرک حاکم: ١/٥٣٠

فوائد الحدیث: ہر آدمی کو اپنے جسم اور اعضاء کے متعلق اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے رہنا چاہیے۔

70- باب الدعاء الذي علمه ﷺ فاطمة حين سألته الخادم...

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے خادم کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے انہیں دعا سکھائی.....

3481: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی

الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ لَهَا ((قُولِي اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ: مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ أَنْتَ الأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ)).

خدمت میں آپ ﷺ سے خادم کا مطالبہ کرنے حاضر ہوئیں تو آپ نے انہیں فرمایا: "یہ دعا پڑھو: ((اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ: مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ أَنْتَ الأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ)) "اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے رب، عرش عظیم کے رب، ہمارے رب اور ہر چیز کے رب: تورات، انجیل اور قرآن کے نازل کرنے والے، بیج اور گٹھلی کو پھاڑنے والے، میں ہر اس چیز کے شر سے جس کی پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے تیری پناہ میں آتا ہوں، تو ہی اول تجھ سے پہلے کچھ نہیں، تو ہی آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں، تو ہی ظاہر ہے تجھ سے اوپر کچھ نہیں، تو ہی باطن ہے تجھ سے پوشیدہ تر کوئی چیز نہیں، مجھ سے میرا قرض ادا کر دے اور مجھے فقر سے (نجات دے کر) غنی کر دے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهَكَذَا رَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ الأَعْمَشِ عَنِ الأَعْمَشِ نَحْوَ هَذَا. وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مُرْسَلٌ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور اعمش کے بعض اصحاب نے اسی طرح اعمش سے روایت کیا ہے۔ جبکہ ان میں سے بعض نے اعمش عن ابی صالح سے مرسل روایت کیا ہے اور اس میں عن ابی ہریرہ ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۳۴۰۰۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧١٣، سنن ابو داود: ٥٠٥١، سنن ابن ماجه: ٣٨٣١، سنن النسائی الكبرى: ٧٦٦٨، ٧٦٦٩، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٧٩٠، مسند احمد : ٨٩٦٠، صحيح ابن حبان: ٩٦٦، ٥٥٣٧،

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو اپنے لیے خادم کا سوال کرنے پر "سبحان اللہ" "الحمد للہ" اور "اللہ اکبر" کا وظیفہ پڑھنے کا حکم فرمایا جس کی تفصیل حدیث نمبر ۳۴۰۸ میں گزر چکی ہے۔

(۲) اس حدیث میں آپ ﷺ نے حدیث میں مذکور دعا سکھائی ہے، لہٰذا یہ دونوں وظیفے ہی پڑھے جا سکتے ہیں۔

(۳) یہ وظیفہ مقروض اپنے قرض کی ادائیگی اور غریب و فقیر آدمی اپنی غربت کے خاتمے کے لیے بھی پڑھ سکتا ہے۔

71- باب دعاء: [اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ...]

اے اللہ! میں ایسے دل سے جو ڈرتا نہیں تیری پناہ چاہتا ہوں

3482: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ الأَقْمَرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَؤُلَاءِ الأَرْبَعِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَؤُلَاءِ الأَرْبَعِ)) ”اے اللہ! میں ایسے دل سے جو ڈرتا نہ ہو، ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے، ایسے نفس / دل سے جو سیر نہ ہوتا ہو اور ایسے علم سے جو نفع مند نہ ہو تیری پناہ میں آتا ہوں، میں ان چار چیزوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس باب میں سیّدنا جابر، ابوہریرہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے عبداللہ بن عمرو کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ١/٧٥-٧٦، صحيح ابي داؤد: ١٣٨٤-١٣٨٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٦٥٥٧، سنن النسائي: ٨/٢٥٤-٢٥٥

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے اسے لالچ نہیں کرنا چاہیے اور اپنے علم کے ساتھ دوسروں کو فائدہ پہنچانا چاہیے۔ نیز اللہ تعالیٰ سے اپنی دعاؤں کی قبولیت کا سوال کرتے رہنا چاہیے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کا حدیث میں مذکور چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ مختار کل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے محتاج بندے ہیں۔

72- باب قصة تعليم دعاء: ((اللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِي رُشْدِي...))

اے اللہ! میری رشد و ہدایت مجھے الہام کر دے

3483: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ شَبِيبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لأَبِي ((يَا حُصَيْنُ كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ إِلَهًا)). قَالَ أَبِي! سَبْعَةً سِتًّا فِي الأَرْضِ وَوَاحِدًا فِي

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے میرے والد سے فرمایا: ”حصین! آج کل کتنے معبودوں کی پوجا کرتے ہو؟“ میرے والد نے عرض کیا: سات کی، چھ زمین پر ہیں اور ایک آسمان میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو ان میں

السَّمَاءِ. قَالَ ((فَأَيُّهُمْ تَعُدُّ لِرَغْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ)). قَالَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ. قَالَ ((يَا حُصَيْنُ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ)). قَالَ: فَلَمَّا أَسْلَمَ حُصَيْنٌ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَعَدْتَنِي. فَقَالَ ((قُلِ اللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِي رُشْدِي، وَأَعِذْنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي)).

سے کس سے امید و خوف رکھتا ہے؟" انہوں نے کہا: جو آسمان میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "حصین! سنو، اگر تم اسلام قبول کر لو تو میں تجھے دو کلمے سکھاؤں گا جو تجھے فائدہ پہنچائیں گے۔" پس جب حصین رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے جن دو کلموں کا مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ مجھے سکھا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((قُلِ اللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِي رُشْدِي، وَأَعِذْنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي)) "کہو: اے اللہ! میری رشد و ہدایت مجھے الہام کر دے اور میرے نفس کے شر سے مجھے پناہ دے دے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ یہ حدیث عمران بن حصین سے اس کے علاوہ دیگر طرق سے بھی روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٢٤٧٦، اس میں شبیب بن شیبہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: التاريخ الكبير: ١/٣، معجم الكبير للطبراني: ٤/٣٥٥١، ١٨/ ١٨٦، ٣٩٦، الإسماء والصفات للبيهقي ص: ٤٢٣۔ ٤٢٤، مسند احمد: ١٩٩٩٢، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٩٩٣، ٩٩٣م، ٩٩٤، صحيح ابن حبان: ٨٩٩

فوائد الحدیث: ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار اور قدرت میں ہے اس لیے ہمیشہ اپنے لیے رب تعالیٰ سے ہدایت مانگنی چاہیے اور اپنے نفس کی شر سے بچنے کا سوال کرنا چاہیے۔

73- بابُ: دُعَاءِ...

اے اللہ! میں رنج و غم سے تیری پناہ میں آتا ہوں

3484: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: كَثِيرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کو ان کلمات کے ساتھ اکثر دعا کرتے ہوئے سنا کرتا تھا: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)) "اے اللہ! میں رنج و غم، عجز و سستی سے، بخل سے، قرض کے غلبے اور آدمیوں کے سخت دباؤ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے عمرو بن ابی عمرو کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) غاية المرام: ٣٧٤، صحيح ابي داؤد: ١٣٧٧-١٣٧٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٥٤١، سنن النسائی: ٨/٢٥٧م ٢٥٧-٢٥٨، ٢٥٨، ٢٧٤، مسند احمد : ١٢٢٢٥

3485: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يَدْعُو يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَفِتْنَةِ الْمَسِيحِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دعا کیا کرتے تھے: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَفِتْنَةِ الْمَسِيحِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ)) "اے اللہ! میں سستی، بڑھاپے، بزدلی، بخل، مسیح دجال اور عذاب قبر کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٣٧٧، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/١٩١، ١٩٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٨٢٣، صحیح مسلم: ٢٨٠٦، سنن ابو داود: ١٥٤٠، ٣٩٧٢، سنن النسائی: ٨/٢٥٧، ٢٦٠، ٢٧١، مسند احمد : ١٢١١٣، صحیح ابن حبان: ١٠٠٩، ١٠١٠

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ اکثر ان چیزوں سے پناہ مانگتے تھے کیونکہ یہ ایسے اوصاف ہیں جن کی وجہ سے آدمی پریشان رہتا ہے جس کی وجہ سے دنیاوی معاملات تو درکنار اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی دل جمعی سے نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ہمیں بھی یہ دعا کثرت سے کرتے رہنا چاہیے۔

74- باب مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ

ہاتھ (کی انگلیوں) پر تسبیح شمار کرنا

3486: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى بَصْرِيٌّ حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ بِيَدِهِ.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو ہاتھ (کی انگلیوں) پر تسبیح شمار کرتے ہوئے دیکھا۔

وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الأَعْمَشِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ. وَرَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ بِطُولِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ اعمش عن عطاء بن السائب کی حدیث سے۔ اور شعبہ اور سفیان ثوری نے یہ حدیث عطاء بن سائب سے مفصل روایت کی ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ يُسَيْرَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ اعْقِدْنَ بِالأَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولاَتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ)).

اس باب میں یُسیرہ بنت یاسر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خواتین کی جماعت! انگلیوں کے پوروں پر (تسبیح) شمار کیا کرو کیونکہ ان سے پوچھا جائے گا اور انہیں بلایا جائے گا۔"

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں حدیث ٣٤١٠ و ٣٤١١۔

تخریج الحدیث: وقد سلف عند المصنف برقم: ٣٤١١

فوائد الحدیث: تسبیحات کو انگلیوں پر شمار کرنا، رسول اللہ ﷺ کی سُنت ہے، لہٰذا یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

3487: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ رَجُلاً قَدْ جَهِدَ حَتَّى صَارَ مِثْلَ فُرْخٍ فَقَالَ لَهُ ((وَأَمَا كُنْتَ تَدْعُو أَمَا كُنْتَ تَسْأَلُ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ)). قَالَ كُنْتُ أَقُولُ اللّٰهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِي بِهِ فِي الآخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لِي فِي الدُّنْيَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((سُبْحَانَ اللهِ إِنَّكَ لَا تُطِيقُهُ أَوْ لَا تَسْتَطِيعُهُ أَفَلَا كُنْتَ تَقُولُ: اللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کی عیادت کی وہ بہت کمزور ہو گیا تھا حتیٰ کہ وہ چوزے کی طرح ہو گیا، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: "تو کیا دعا کیا کرتا تھا؟ کیا تو اپنے رب سے عافیت طلب نہیں کیا کرتا تھا۔" اس نے عرض کیا: میں کہا کرتا تھا: اے اللہ! تو مجھے جو سزا آخرت میں دینا چاہتا ہے تو وہ مجھے دنیا ہی میں دے دے، نبی ﷺ نے فرمایا: "سبحان اللہ، (اللہ پاک ہے)، تو اس (سزا) کی طاقت یا استطاعت نہیں رکھتا، تو یہ دعا کیوں نہ کرتا رہا: ((اللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) "اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن صحیح غریب ہے۔ اور یہ دیگر طرق سے انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ.

ہم کو محمد بن مثنی نے حدثنا خالد بن الحارث عن حمید عن ثابت عن انس کی سند سے بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٣٢٩، اخرجه ابو يعلى: ٣٤٢٩، البغوي: ١٣٨٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٦٨٨، عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٠٥٣، ١٠٥٥، مسند احمد: ١٢٠٤٩، صحيح ابن حبان: ٩٣٦، ٩٤١

3488: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ فِي قَوْلِهِ (رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً) قَالَ فِي الدُّنْيَا الْعِلْمَ وَالْعِبَادَةَ وَفِي الآخِرَةِ الْجَنَّةَ.

حسن (رحمۃ اللہ علیہ) نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة)) کی تفسیر میں فرمایا: دنیا میں علم وعبادت اور آخرت میں جنّت عطا فرما۔

حکم الحدیث: (حسن لغيره) تفسير الطبري: ٤/٢٠٥، بعض کے نزدیک یہ ہشام بن حسان کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: (۱) کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اس لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا ہی سوال کرنا چاہیے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے دنیا و آخرت کی بہتری کے لیے جو دعا سکھائی ہے یہ قرآن مجید میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۰۱ میں موجود ہے۔

(۳) دنیا میں "حسنة" (بھلائی) سے مراد علم اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ اور آخرت میں "حسنة" سے مراد جنّت ہے۔

75- باب دعاء: [اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى]

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت و تقویٰ.... کا سوال کرتا ہوں

3489: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الأَحْوَصِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُو ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى)).
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى)) "اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفاف (سوال سے بچنا، عفت و پاک دامنی) اور تونگری (بے نیازی) کا سوال کرتا ہوں۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ۲۰۸/۱۰، البخاري في الادب المفرد: ٦٧٤، البغوي: ١٣٧٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧٢١، سنن ابن ماجه: ٣٨٣٢، مسند احمد : ٣٦٩٢، صحيح ابن حبان: ٦٠٠

فوائد الحدیث: یہ چاروں چیزیں بہت اہم ہیں جن کا رسول اللہ ﷺ اپنے رب تعالیٰ سے سوال کیا کرتے تھے۔

۱۔ "ہدایت" عقیدے و عمل میں گمراہی سے بچنے کی دعا۔

۲۔ "تقویٰ" اللہ تعالیٰ سے ہر قسم کے احکام کی پابندی اور مکروہات سے بچنے کا سوال۔

۳۔ "عفاف" (پاک دامنی) عقیدے و عمل، اخلاق و کردار کا پاکیزہ ہونا۔

۴۔ "غِنیٰ" کسی بھی قسم کا کسی بھی شخص سے کوئی بھی دنیاوی لالچ نہ ہو۔

یہ خوبیاں تو ہر مسلمان میں ہونی چاہئیں لیکن خصوصی طور پر ایک داعی اور مبلغ کو ان اوصاف سے متصف ہونا چاہیے۔

76- باب دعاء داود: [اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ]

داود علیہ السلام کی دعا

3490: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ الأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبِيعَةَ الدِّمَشْقِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَائِذُ اللهِ أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "داود علیہ السلام یہ دعا کیا کرتے تھے: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ)) "اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبّت، تجھ سے محبت کرنے والے کی محبت اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں

إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ)).

جو مجھے تیری محبّت تک پہنچا دے، اے اللہ! اپنی محبت میرے نزدیک میری ذات میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔"

قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ذَكَرَ دَاوُدَ يُحَدِّثُ عَنْهُ قَالَ ((كَانَ أَعْبَدَ الْبَشَرِ)).

راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب داود علیہ السلام کا ذکر کرتے تھے تو ان کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرماتے: "وہ سب سے زیادہ عبادت گزار انسان تھے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف إلا قوله فى داود: ((كان أعبد البشر)) فهو عند (م) ابن عمر) البتہ "داؤد علیہ السلام کے متعلق: وہ سب سے زیادہ...." الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔ الصحيحة: ٧٠٧، اس میں عبداللہ بن ربیعہ مجہول ہے۔ المشكاة: ٢٤٩٦ – التحقيق الثاني

تخريج الحديث: التاريخ الكبير: ٥/٢٢٩، مسند البزار: ٢٣٥٤۔ كشف الاستار، مستدرک حاكم: ٢/٤٣٣، تهذيب الكمال: ١٤/٤٩١، صحيح مسلم: ١١٥٩، ٨٢، صحيح ابن خزيمة: ٢١١٠

فوائد الحديث: یہ دعا سیّدنا داؤد علیہ السلام کی نسبت سے ثابت نہیں لیکن اس کے الفاظ بہترین ہیں اس لیے یہ دعا کی جاسکتی ہے۔

77- باب مِنْهُ دعاء: [اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ...]

دعا: اے اللہ! مجھے اپنی محبت اور اس شخص کی محبّت عطا فرما جس کی محبّت تیرے ہاں مجھے فائدہ پہنچائے.....

3491: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ الأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ ((اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ، اللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِي فِيمَا تُحِبُّ، اللّٰهُمَّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ لِي فَرَاغًا فِيمَا تُحِبُّ)).

سیّدنا عبداللہ بن یزید خطمی الانصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے: ((اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ، اللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِي فِيمَا تُحِبُّ، اللّٰهُمَّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ لِي فَرَاغًا فِيمَا تُحِبُّ)) "اے اللہ! مجھے اپنی محبت اور اس شخص کی محبّت عطا فرما جس کی محبت تیرے ہاں مجھے فائدہ پہنچائے، اے اللہ! تو مجھے میری پسندیدہ چیز میں سے جو عطا فرمائے تو تو اسے اس چیز میں میرے لیے قوت کا باعث بنادے جسے تو پسند کرتا ہے، اے اللہ! تو میری جس پسندیدہ چیز کو مجھ سے دور کردے تو اسے میرے لیے اپنی پسندیدہ چیز میں اسے فراغت کا باعث بنا دے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَأَبُو جَعْفَرٍ الْخَطِيُّ اسْمُهُ عُمَيْرُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُمَاشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابو جعفر خطمی کا نام عمیر بن یزید بن خماشہ ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٢٤٩١-التحقيق الثاني، اس میں سفیان بن وکیع ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: اسد الغابة: ٣/٤١٦، الزهد لابن المبارک: ٤٣٠

فوائد الحدیث: آدمی کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اللہ رب العزت کی پسندیدہ چیز کا ہی سوال کرنا چاہیے کیونکہ انسان کسی بھی چیز کے نفع وضرر کو نہیں جان سکتا جبکہ اللہ تعالیٰ کی پسند میں ہی دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہیں۔ اللهم وفقنا لما تحب وترضى۔

78- باب دعاء: [اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي]

اے اللہ! میں اپنے سمع وبصر کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں.....

3492: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى الْعَبْسِيِّ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ عَنْ أَبِيهِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي تَعَوُّذًا أَتَعَوَّذُ بِهِ. قَالَ فَأَخَذَ بِكَتِفِي فَقَالَ: قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي)). يَعْنِي فَرْجَهُ.

سیّدنا شکل بن حمید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے کوئی تعوذ سکھائیں میں اس کے ساتھ پناہ طلب کیا کروں، پس آپ ﷺ نے مجھے ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا کہ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي)) "کہو: اے اللہ! میں اپنے سمع وبصر کے شر سے، اپنی زبان وقلب کے شر سے اور اپنی شرم گاہ کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، اور ہم اسے سعد بن اوس عن بلال بن یحییٰ کی روایت کے حوالے سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٢٤٧٢، صحيح ابي داؤد: ١٣٨٧، اخرجه الحاكم: ١/٥٣٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٥٥١، سنن النسائي: ٨/٢٥٥-٢٥٦، ٢٥٩، ٢٦٠، ٢٦٧، مسند احمد: ١٥٥٤١

فوائد الحدیث: (١) بعض اوقات انسان کے اپنے اعضاء ہی اس کے لیے کسی نقصان کا باعث ہوتے ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا سکھائی۔

(٢) انسان کے اپنے اعضاء کا شر یہ ہے کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف حرام وناجائز امور میں استعمال کرے۔

79- باب دعاء: [أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ]

دعا: (اے اللہ!) میں تیری ناراضی سے تیری خوشنودی کی پناہ میں آتا ہوں

3493: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ نَائِمَةً إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَفَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَهُوَ يَقُولُ ((أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں لیٹی ہوئی تھی تو ایک رات میں نے آپ ﷺ کو بستر پر نہ پایا میں نے (اندھیرے میں ٹٹول کر) آپ ﷺ کو تلاش کیا تو میرا ہاتھ آپ ﷺ کے قدموں پر لگا جبکہ آپ ﷺ سجدے کی حالت میں تھے اور یہ دعا کر رہے تھے: ((أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ)) ”میں تیری ناراضی سے تیری خوشنودی کی پناہ میں آتا ہوں، میں تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں، میں تیری پوری طرح ثنا نہیں کر سکتا تو ویسے ہی ہے جیسے تو نے اپنی خود تعریف فرمائی ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور یہ کئی ایک طرق سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ. وَزَادَ فِيهِ ((وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ)).

قتیبہ نے ہم کو لیث عن یحییٰ بن سعید کی سند سے اس اسناد سے اسی مانند روایت کیا اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: ((وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ)) ”اور میں تجھ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٦٢٠، عبدالرزاق: ٢٨٨٣، البغوي: ١٣٦٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٤٨٦، سنن ابو داود: ٨٧٩، سنن ابن ماجه: ٣٨٤١، سنن النسائی: ١٠٢/١- ١٠٣، ٢٢٢/٢، ٢٢٣، مسند احمد: ٢٥٦٥٥، صحيح ابن حبان: ١٩٣٢، ١٩٣٣

فوائد الحدیث: اس دعا کے پڑھنے میں کمال درجے کی عاجزی وانکساری ہے کہ آدمی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہی سپرد کر دیتا ہے کہ اللہ کریم بس تو راضی ہو جائے تو تیرے غصے اور عذاب سے بچا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ لہٰذا تو مجھے اپنی رضا رحمت سے ہی اپنے غصے اور ناراضگی سے بچا لے۔

80- باب

باب

3494: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں یہ دعا اس طرح سکھایا کرتے تھے جس طرح

عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)).

آپ ﷺ انہیں قرآن کی سورت سکھاتے تھے: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)) ”اے اللہ! میں عذاب جہنم اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اور میں حیات و ممات کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٦٢٢، الطبراني في الكبير: ١٠٩٣٩، البخاري في الادب المفرد: ٦٩٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٥٩٠، سنن ابو داود: ٩٨٤، ١٥٤٢، سنن ابن ماجه: ٣٨٤٠، سنن النسائي: ٤/١٠٤، ٨/٢٧٦۔ ٢٧٧، مسند احمد : ٢١٦٨، صحيح ابن حبان: ٩٩٩

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ اس دعا کو سکھانے کا بہت اہتمام فرماتے لہٰذا تمام مَسنُون دعاؤں کو سیکھنے، سکھانے پر خصوصی اور پوری توجہ دینی چاہیے۔

(۲) ”جہنم اور قبر کا عذاب“ بعض اوقات ایسے گناہوں پر بھی ہوتا ہے جنہیں آدمی گناہ نہیں سمجھتا یا انہیں معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیتا ہے، اس لیے یہ دعا پڑھنی چاہیے تاکہ عذاب کا سبب بننے والے چھوٹے بڑے ہر قسم کے گناہوں سے اللہ تعالیٰ بچالے۔

(۳) ”قرب قیامت“ دجال کا ظہور ہوگا، یہ فتنہ بھی بہت بڑا ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی پناہ کے بغیر بچنا ممکن ہی نہیں اس لیے اس فتنے سے بھی پناہ مانگی گئی۔

(۴) ”زندگی کے فتنوں سے مراد“ وہ تمام کام ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی میں کیے جائیں، مثلاً شرک، بدعات، برا اخلاق و کردار، دوسروں کے حقوق غَصب کرنا، دوسروں پر ظلم و زیادتی کرنا وغیرہ۔ یا پھر دنیاوی لحاظ سے غربت، فقر، کوئی موذی بیماری، اور مال یا اولاد کا دکھ اور غم وغیرہ۔

(۵) ”موت کے فتنوں“ کا مطلب ہے، موت کے وقت شیطان کا گمراہ کرنا، یا اس وقت کوئی گناہ ایسا ہو جانا جو عذاب کا باعث ہو، موت کی سختیاں، پیاس اور بری موت وغیرہ بھی اسی میں شامل ہے۔ اس لیے اس دعا کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے کہ اس میں دنیا و آخرت کے منافع کا سوال اور نقصانات سے پناہ مانگی گئی ہے۔

3495: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللّٰهُمَّ

شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَأَنْقِ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا أَنْقَيْتَ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ)).

وَالْبَرَدِ وَأَنْقِ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا أَنْقَيْتَ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ)) "اے اللہ! میں آگ کے فتنے سے، آگ کے عذاب، عذاب قبر اور فتنہ قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں تونگری کے فتنے کے شر، عذاب قبر کے فتنے کے شر اور مسیح دجال کے فتنے کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! میری خطائیں برف اور اولوں کے پانی کے ساتھ دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کر دیا، اور میری خطاؤں اور میرے درمیان اس طرح دوری پیدا فرما دے جس طرح تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری پیدا فرمائی، اے اللہ! میں سستی، بڑھاپے، گناہ اور تاوان سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ١٩٦٣١، ابن ابي شيبة: ١٨٩/١٠، ابو يعلى: ٤٤٧٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٨٣٢، ٦٣٦٨، صحيح مسلم: ٥٨٩، سنن ابو داود: ٨٨٠، ١٥٤٣، سنن ابن ماجه: ٣٨٣٨، سنن النسائی: ١/٥١ و ١٧٦، ٣/٥٦۔ ٥٧، ٨/٢٦٢، ٢٦٣، ٢٦٦

فوائد الحدیث: اس دعا میں بھی رسول اللہ ﷺ نے ہر وہ چیز اللہ تعالیٰ سے مانگی ہے جو دنیا میں انسان کی ضرورت اور اس کی آخرت کے لیے مفید ہے۔ اور ہر اس چیز سے پناہ مانگی ہے جو دنیا میں پریشانی اور آخرت میں عذاب کا باعث ہو سکتی ہے۔

3496: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عِنْدَ وَفَاتِهِ ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الأَعْلَى)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی وفات کے وقت فرماتے ہوئے سنا: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الأَعْلَى)) "اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٩٨٦، ابن ابي شيبة: ٢٥٧/١٠، البيهقي في الدلائل النبوة: ٢٠٩/٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٤١٨٢، ٢٥٩٤٧، صحيح بخاری: ٤٤٤٠، صحيح مسلم: ٢١٩١، ٤٦، ٢٤٤٤، ٨٥، سنن ابن ماجه: ١٦١٩، عمل اليوم والليلة للنسائی: ١٠٩٥، ١٠٩٦، صحيح ابن حبان: ٦٦١٨

فوائد الحدیث: کسی بھی شخص کو اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت سے بے نیاز نہیں ہونا چاہیے کہ لاپرواہی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے بلکہ ہر وہ کام / عمل کرنا چاہیے جس پر اللہ رب العزت نے بخشش اور رحمت کا وعدہ فرمایا ہے اور ہر اس کام سے بچنا چاہیے جو مغفرت اور رحمت سے محرومی اور اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب کو لازم کرنے والا ہو۔ نیز اس بخشش اور رحمت کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے رہنا چاہیے کہ خود رسول اللہ ﷺ بھی اپنے لیے مانگ رہے ہیں۔

81- باب [لَا يَقُولُ أَحَدُكُمُ: اِغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ]

تم میں سے کوئی یوں دعا نہ کرے: اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے.....

3497: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَقُولُ أَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی یوں نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما، اسے چاہیے کہ وہ پختہ امید کے ساتھ دعا مانگے کیونکہ اسے (اللہ تعالیٰ کو) کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ٦١٧، الحميدي: ٩٦٣، ابن ابي شيبة: ١٠/١٩٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٣٣٩، صحیح مسلم: ٢٦٧٩، سنن ابو داود: ١٤٨٣، سنن ابن ماجه: ٣٨٥٤، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٥٨٢، ٥٨٣، مسند احمد: ١٠٣١٠، صحيح ابن حبان: ٩٧٧

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اس کو کوئی بھی کسی بھی معاملے میں مجبور نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس سے ہمیشہ یقین اور پختگی کے ساتھ مانگنا چاہیے کہ اللہ پاک تو مجھے فلاں چیز عطا فرما دے اگر تو عطا نہیں کرے گا تو مجھے کون دے گا کہ تیرے سوا کوئی داتا اور دینے والا ہے ہی نہیں۔ یہ کہہ کر کہ ”اگر تو چاہے تو یہ کام کر دے“۔ تکبّر اور غرور کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔

82- باب حدیث: [يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا]

ہمارا رب ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے.....

3498: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الأَغَرِّ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ، فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، وَمَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو عَبْدِ اللهِ الأَغَرُّ اسْمُهُ سَلْمَانُ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارا رب ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے حتیٰ کہ رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، تو وہ فرماتا ہے: جو مجھ سے دعا کرے گا میں اس کی دعا قبول کروں گا، جو مجھ سے سوال کرے گا میں اسے عطا کروں گا، اور جو مجھ سے مغفرت طلب کرے گا میں اسے بخش دوں گا۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ابو عبداللہ الاغر کا نام سلمان ہے۔ اس باب میں علی،

وَأَبِي سَعِيدٍ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَرِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ.

عبداللہ بن مسعود، ابو سعید، جبیر بن مطعم، رفاعہ جہنی، ابو درداء اور عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه مالك: ٦١٩، عبدالرزاق: ١٩٦٥٣، الدارمي: ١٤٨٧، ابو يعلى: ٦١٥٥

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٧٥٨ و ١٦٩ و ١٧٢، سنن نسائی فی عمل اليوم والليلة: ٤٨١ و ٤٨٥، مسند احمد: ٧٧٩٢

فوائد الحديث: (۱) اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت اور اس کا فضل و کرم ہے کہ وہ اپنے بندوں کو خود آوازیں دے رہا ہے کہ کوئی بھی ضرورت مند اپنی ضرورت لے کر آئے اور مجھے آکر کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ میری فلاں ضرورت پوری کر دے (بیماری سے شفا دے دے، رزق کی تنگی دور کر دے، اولاد عطا فرما، میرے غم، پریشانیاں دور کر دے وغیرہ وغیرہ) تو میں اسے وہ چیز دے دوں گا جو بھی وہ مجھ سے مانگے۔ حتیٰ کہ جو شخص اپنے گناہوں کی معافی کا طلبگار ہوگا میں اسے بھی بخش دوں گا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم رات کے پچھلے پہر اٹھ کر اپنے رب تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں مانگ لیں اور دنیا و آخرت میں نقصان دہ چیزوں سے پناہ طلب کر لیں وہ قادر مطلق اپنے وعدے کے مطابق ہماری دعاؤں کو ضرور قبول کرے گا۔

(۲) اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کا آسمان دنیا پہ نزول فرمانا اور اپنے بندوں کو بلانا ثابت ہو رہا ہے جو کہ ایک حقیقت ہے، یہ نزول اور کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اس پر ایمان لانا ہمارے لیے ضروری ہے اس کی کیفیت اور ہیئت کو ہم نہیں جان سکتے۔ اور نہ ہی ہمارے لیے اس کی کوئی تاویل کرنا جائز ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی صفات کی تاویلیں کرتے ہیں انہیں رب تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔

3499: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الثَّقَفِيُّ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ ((جَوْفُ اللَّيْلِ الآخِرُ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ)).

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رات کے آخری حصے اور فرض نمازوں کے بعد (کی جانے والی دعا)۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((جَوْفُ اللَّيْلِ الآخِرُ الدُّعَاءُ فِيهِ أَفْضَلُ أَوْ أَرْجَى)). أَوْ نَحْوَ هَذَا.

ابو ذر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رات کے آخری حصے میں دعا کرنا افضل ہے یا فرمایا اس کے قبول ہونے کی زیادہ امید کی جا سکتی ہے“ اور یا اس کے مانند۔

حكم الحديث: (حسن) التعليق الرغيب: ٢/٢٨٦، الكلم الطيب: ١١٣/٧٠، بعض کے نزدیک یہ ضعیف ہے۔

تخريج الحديث: عمل اليوم والليلة للنسائی: ١٠٨، مصنف عبدالرزاق: ٣٩٤٨

فوائد الحديث: (۱) تہجد کا وقت اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے کہ اس وقت بندہ اپنی پسندیدہ چیز ”نیند“ کو قربان کر کے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اس وقت مانگی ہوئی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازتے ہیں، بلکہ اس وقت تو اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں کو عطا کرنے کے لیے بلا رہے ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ

(۲) اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھتے ہوئے انسان فرض نماز کی ادائیگی کے لیے اپنی ہر قسم کی مصروفیات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص پہ خوش ہوتے ہیں لہٰذا وہ نماز کے بعد جو دعا کرتا ہے وہ اسے قبول فرما لیتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم نمازوں کی پابندی کریں انہیں وقت مقررہ پر رسول اللہ ﷺ کی سُنت کے مطابق ادا کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ جو توفیق دیں وہ دعا کریں۔

83- باب دعاء: [اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي رِزْقِي]

دعا: ”اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے رزق میں وسعت عطا فرما.....“

3500: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عُمَرَ الْهِلَالِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي السَّلِيلِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! سَمِعْتُ دُعَاءَكَ اللَّيْلَةَ فَكَانَ الَّذِي وَصَلَ إِلَيَّ مِنْهُ أَنَّكَ تَقُولُ ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي وَبَارِكْ لِي فِيمَا رَزَقْتَنِي)). قَالَ ((فَهَلْ تَرَاهُنَّ تَرَكْنَ شَيْئًا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے رات کو آپ ﷺ کی دعا سنی اس میں سے جو الفاظ مجھ تک پہنچے وہ یہ ہیں کہ آپ ﷺ کہہ رہے تھے: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي رِزْقِي وَبَارِكْ لِي فِيمَا رَزَقْتَنِي)) ”اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، میرے گھر میں میرے لیے وسعت بخش دے، اور تو نے جو مجھے عطا فرمایا ہے اس میں میرے لیے برکت عطا فرما۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا کیا خیال ہے ان کلمات نے کوئی چیز چھوڑی ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو السَّلِيلِ اسْمُهُ ضُرَيْبُ بْنُ نُفَيْرٍ وَيُقَالُ ابْنُ نُقَيْرٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ابو سلیل کا نام ضریب بن نضیر ہے۔ اور ابن نقیر بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف لكن الدعاء حسن) اس میں ابی السلیل کا ابو ہریرہ سے سماع ثابت نہیں۔ غاية المرام: ١١٢

تخریج الحدیث: معجم الصغير للطبراني: ١٠١٩، تهذيب الكمال: ١٦/٤٢٧۔ ٤٢٨، مسند احمد: ١٦٥٩٩، ٢٣١١٤،

فوائد الحدیث: آدمی کو اپنی دنیا کی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ آخرت میں بخشش بھی مانگنی چاہیے۔

84- باب دُعَاءِ [اللّٰهُمَّ أَصْبَحْنَا أو أمسينا نشهدك ونشهد حملة عرشك...]

دعا: اے اللہ! ہم نے صبح کی یا ہم نے شام کی.....

3501: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْحِمْصِيُّ عَنْ بَقِيَّةَ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ اللّٰهُمَّ أَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ بِأَنَّكَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے: ((اللّٰهُمَّ أَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ بِأَنَّكَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ)) اے اللہ! ہم نے صبح کی ہم تجھے گواہ بناتے ہیں، ہم تیرے عرش کو اٹھانے والوں کو گواہ

وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ. إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا أَصَابَ فِي يَوْمِهِ ذَلِكَ، وَإِنْ قَالَهَا حِينَ يُمْسِي غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا أَصَابَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنْ ذَنْبٍ)).

بناتے ہیں، تیرے فرشتوں اور تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتے ہیں کہ تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو یکتا ہے تیرا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ محمد (ﷺ) تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں تو اللہ اس کے اس روز کے گناہ بخش دیتا ہے، اور اگر اس نے شام کے وقت یہ کلمات کہے تو اللہ اس کے اس رات کے گناہ بخش دیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الكلم الطيب: ٢٥، المشكاة: ٢٣٩٨، الضعيفة: ١٠٤١، بقیہ مدلس ہے۔

تخریج الحدیث: الادب المفرد: ١٢٠١، سنن ابو داود: ٥٠٧٨، ٥٠٦٩، ٢٣، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٩، ١٠، مستدرک حاكم: ١/٥٢٣، كتاب العرش لابن ابی شيبة: ٢٣، ٣٦

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی دینا موحد آدمی کے گناہوں کی معافی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پختہ اور خالص عقیدۂ توحید عطا فرمائے اور ہمارے تمام گناہوں کو بخش دے۔

85- باب دعاء: [اللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ]

اے اللہ! ہمیں اپنا اتنا خوف نصیب فرما کہ وہ ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے....

3502: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: قَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتَّى يَدْعُوَ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ لِأَصْحَابِهِ ((اللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ، وَمِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس سے اٹھتے تھے تو آپ ﷺ اپنے اصحاب کے لیے ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے: ((اللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ، وَمِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا)) "اے اللہ! ہمیں اپنا اس قدر خوف نصیب فرما جو ہمارے اور تیری معاصی کے درمیان حائل ہو جائے اور اپنی اتنی اطاعت نصیب فرما کہ تو ہمیں اس کے ذریعے ہمیں اپنی جنّت تک پہنچا دے، اس قدر یقین

عطا فرما کہ تو اس کے ذریعے دنیا کی تکلیفیں ہم پر آسان و معمولی بنا دے، تو جب تک ہمیں زندہ رکھے تو تو ہماری سماعت و بصارت اور ہماری قوت سے ہمیں فائدہ پہنچانا، ہم میں سے اسے وارث بنا، جو ہم پر ظلم کرے اس پر ہمارا انتقام مقرر کر دے، جو ہم پر زیادتی کرے اس کے خلاف ہماری مدد فرما، ہمارے دین میں ہماری مُصیبت پیدا نہ فرما، دنیا کو ہی ہمارا مطمح نظر نہ بنا دینا اور نہ ہی اسے ہمارا مبلغ علم بنانا، اور جو ہم پر رحم نہ کرے اسے ہم پر مسلّط نہ کرنا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ان میں سے بعض نے اس حدیث کو خالد بن ابو عمران عن نافع عن ابن عمر کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الكلم الطيب: ١٦٩/٢٢٥، المشكاة: ٢٤٩٢، بعض کے نزدیک اس میں عبید اللہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: الزهد لابن المبارک: ٤٣١، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٤٠٢، شرح السنة: ١٣٧٤

فوائد الحدیث: (۱) یہ دعا بڑی جامع ہے جس میں دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں جمع ہو گئی ہیں اس لیے اس کا التزام کرنا چاہیے۔

(۲) اگر کسی کو عربی کلمات یاد نہ ہوں تو نماز کے علاوہ اپنی زبان میں بھی ایسے ہی مفہوم کی دعائیں انسان کر سکتا ہے۔

(۳) دنیا کی بہتری کے ساتھ ساتھ آخرت میں کامیابی کا سوال بھی کرنا چاہیے۔

3503: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ الشَّحَّامُ حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: سَمِعَنِي أَبِي وَأَنَا أَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْكَسَلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ. قَالَ: يَا بُنَيَّ مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا؟ قَالَ: قُلْتُ: سَمِعْتُكَ تَقُولُهُنَّ. قَالَ: الْزَمْهُنَّ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُهُنَّ.

مُسلم بن ابی بکرہ نے بیان کیا، میرے والد نے مجھے یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْكَسَلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ)) اے اللہ! میں غم، سستی اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، انہوں نے فرمایا: بیٹا! تم نے یہ دعا کس سے سنی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے ان کلمات کو آپ کو پڑھتے ہوئے سنا ہے، انہوں نے فرمایا: بیٹا! ان پر دوام رکھنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/١٩٠، ابن خزيمه: ٧٤٦، الحاكم: ١/٥٣٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠٣٨١، ٢٠٤٤٧، سنن ابو داود: ٥٠٩٠، سنن نسائی المجتبی: ٣/٧٣۔ ٧٤، ٨/٢٦٢، عمل اليوم الليلة للنسائي: ٢٢، ٥٧٢، صحيح ابن حبان: ١٠٢٨

فوائد الحدیث: اس حدیث میں بھی دنیا و آخرت دونوں کو دعا میں جمع کیا گیا ہے۔

86- باب دعاء: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ))

دعا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ.....

3504: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِذَا قُلْتَهُنَّ غَفَرَ اللهُ لَكَ وَإِنْ كُنْتَ مَغْفُورًا لَكَ)). قَالَ ((قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”کیا میں تجھے چند کلمات نہ سکھاؤں کہ جب تم وہ پڑھو گے تو اللہ تمہیں بخش دے گا اگرچہ تو پہلے ہی بخشا ہوا ہے؟ فرمایا: کہو: ((قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ)) ”اللہ بلند شان والے عظمت والے کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ بردبار سخی داتا کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پاک ہے اللہ عرش عظیم کا رب۔“

قَالَ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ بِمِثْلِ ذَلِكَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي آخِرِهَا ((الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)).

علی بن خشرم نے بیان کیا کہ علی بن حسین بن واقد نے اپنے والد کے حوالے سے اسی مثل بیان کیا الاّ یہ کہ انہوں نے اس کے آخر پر الحمد للہ رب العالمین (ہر قسم کی تعریف پروردگار عالم کے لیے ہے) کہا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس کو صرف اسی طریق ابو اسحق عن الحارث عن علی کی حدیث سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الروض النضير: ٦٧٩-٧١٧، اس میں حارث ضعیف راوی ہے۔

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٦٣٧- ٦٤٠، مسند احمد : ٧١٢، ١٣٦٣، صحيح ابن حبان: ٦٩٢٨

فوائد الحدیث: کلمہ توحید اور اللہ تعالیٰ کی صفات پر ایمان لانا اور ان کو بیان کرنا انسان کی بخشش اور نجات کا باعث ہے۔

87- بَابُ فِي دَعْوَةِ ذِي النُّوْنِ

ذوالنون (یونس علیہ السلام) کی دعا

3505: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ دَعَا وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ: لَا إِلَهَ إِلَّا

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ذوالنون (یونس علیہ السلام) جب مچھلی کے پیٹ میں تھے تو انہوں نے یہ دعا کی تھی: ((لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ)) ”تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے

أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ. فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللهُ لَهُ)).

بے شک میں ظالموں میں سے تھا: مسلمان شخص ان کلمات کے ساتھ جس بھی چیز کے بارے میں دعا کرتا ہے تو اللہ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔"

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ مَرَّةً عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ.

محمد بن یحییٰ نے کہا کہ ایک مرتبہ محمد بن یوسف نے عن ابراہیم بن محمد بن سعد عن سعد کی سند سے روایت کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِيهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کئی ایک نے اس حدیث کو یونس بن ابی اسحاق عن ابراہیم بن محمد بن سعد عن سعد کی سند سے ذکر کیا اور انہوں نے اس میں عن ابیہ کا ذکر نہیں کیا۔

وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ فَقَالُوا عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدٍ وَكَانَ يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ رُبَّمَا ذَكَرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ أَبِيهِ وَرُبَّمَا لَمْ يَذْكُرْهُ.

جبکہ ان میں سے بعض نے نے یونس بن ابی اسحاق سے روایت کیا تو انہوں نے کہا: عن ابراہیم بن محمد بن سعد عن ابیہ عن سعد۔ یونس بن ابی اسحاق کبھی اس حدیث میں عن ابیہ ذکر کرتے تھے اور کبھی اسے ذکر نہیں کرتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الكلم الطيب: ٧٩/١٢٢، التعليق الرغيب: ٤٣/٣/٢٧٥/٢، المشكاة: ٢٢٩٢

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٤٦٢، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٦٥٥، ٦٥٦

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا یونس علیہ السلام جب اپنی قوم سے ناراض ہو کر اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ہی اس بستی کو چھوڑ کر چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مچھلی کا لقمہ بنا دیا۔ اب وہاں سے نجات کا کوئی ظاہری سبب موجود نہیں حتیٰ کہ کسی دوسرے انسان کو اطلاع دینا بھی ممکن نہیں تو اس وقت سیّدنا یونس علیہ السلام نے یہ کلمات کہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (الانبیاء ۸۷) ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور پاکیزگی کے بیان کے ساتھ ساتھ اپنی غلطی اور گناہ کا اعتراف بھی ہے۔

(۲) اس آیت کے وظیفے کو "آیت کریمہ" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا وظیفہ ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ نے تمام پریشانیوں کا حل اور اکسیر بیان فرمایا ہے۔ بلکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ (الصافات: ۱۴۳، ۱۴۴)

"پس اگر وہ پاکیزگی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت کے دن تک اس (مچھلی) کے پیٹ میں ہی رہتے"۔

مولانا صوفی عائش محمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس کا مطلب ہے کہ یہ وظیفہ کرنے سے انسان کے وہ کام بھی اللہ تعالیٰ کر دیتے ہیں جن کی ظاہری اسباب کی وجہ سے آدمی کو قیامت تک ہونے کی بھی امید نہیں ہوتی۔

(۳) اس وظیفے کی اصل روح عقیدہ توحید ہے کہ جہاں دنیا جہان کے سارے اسباب ختم ہو جاتے ہیں وہاں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لیے صرف ان کلمات کا وظیفہ پڑھنا اور گھروں، دکانوں وغیرہ پر اس کی مجلسیں قائم کرنا کافی نہیں بلکہ اس کے مطابق انسان عقیدہ اپنائے کہ ہر قسم کے نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کو سمجھے، ہر قسم کی عبادت کا حق دار بھی وہی ہے۔ اور ہر قسم کے نقص، عیب سے بھی وہ پاک ہے، نیز اپنی کوتاہیوں اور گناہوں کا اعتراف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے مشکل سے مشکل معاملات کو بھی آسانی سے

حل فرمادیں گے۔ان شاءاللہ۔

(۴) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وظیفہ بڑا گرم ہوتا ہے لہٰذا اسے یا تو پانی کے اندر یا کم از کم اس کے کنارے پر بیٹھ کر پڑھنا چاہیے، یہی وجہ ہے کہ جو لوگ گھروں وغیرہ میں اس کا اہتمام کرتے ہیں وہ پھر کسی برتن میں پانی ڈال کر درمیان میں رکھ لیتے ہیں، یہ سب باتیں اور طریقے محض تکلّف ہیں ان کا حقیقت کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں۔

88- باب [إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا...]

اللہ کے ننانوے نام ہیں.....

3506: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدٍ مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ننانوے ایک کم سو نام ہیں جس نے انہیں (یاد کیا) وہ جنّت میں داخل ہو جائے گا۔“

قَالَ يُوسُفُ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

یوسف نے کہا کہ ہم کو عبدالاعلی نے ہشام بن حسان عن محمد عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے بھی روایت کیا۔ یہ روایت حسن صحیح ہے۔ اور کئی ایک طرق سے بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٢٢٨٨-التحقيق الثاني، اخرجه البغوي: ١٢٥٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٧٣٦، صحیح مسلم: ٢٦٧٧، سنن نسائی الکبری: ٧٦٥٩، سنن ابن ماجه: ٣٨٦٠، مسند احمد : ٧٥٠٢، صحیح ابن حبان: ٨٠٧

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ”اللہ“ ہے اور باقی صفات ہیں، جو کہ بے شمار ہیں کوئی شخص ان کا احاطہ نہیں کر سکتا، جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے سے بھی زیادہ نام ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی نام یا صفات قرآن مجید و احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہیں وہ سب کے سب درست ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے ناموں کو یاد کرنا یا اسے شمار کرنے سے یہ مراد ہے کہ آدمی ان تمام صفات پر ایمان لائے اور ان کے مطابق ہی اپنا عقیدہ بنائے۔ اگرچہ صرف یاد کرنا بھی خیر و برکت سے خالی نہیں لیکن حدیث الباب میں مذکور اجر و ثواب ان صفات پر ایمان لانے سے ہے۔

89- بَابُ حَدِيْثٍ فِيْ أَسْمَاءِ اللهِ الْحُسْنٰى مَعَ ذِكْرِهَا تَمَامًا

اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حُسنیٰ

3507: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجُوزَجَانِيُّ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ننانوے ایک کم سو نام ہیں جس نے انہیں شمار کیا وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی

هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَى تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدَةٍ مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ هُوَ اللهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ الْحَلِيمُ الْعَظِيمُ الْغَفُورُ الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْحَفِيظُ الْمُقِيتُ الْحَسِيبُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّقِيبُ الْمُجِيبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْمَجِيدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ الْوَكِيلُ الْقَوِيُّ الْمَتِينُ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِئُ الْمُعِيدُ الْمُحْيِي الْمُمِيتُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْأَوَّلُ الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمُتَعَالِي الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّءُوفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِي الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّورُ الْهَادِي الْبَدِيعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيدُ الصَّبُورُ)).

معبود نہیں، وہ الرحمن (بہت رحم کرنے والا)، الرحیم، (نہایت مہربان)، الملك (بادشاہ) القدوس (پاک)، السلام (سلامتی والا)، المومن (امن دینے والا) المهيمن (نگہبان)، العزيز (غالب)، الجبار (زبردست) المتكبر (اپنی عظمت کا اظہار کرنے والا)، الخالق (پیدا کرنے والا) الباری (عدم سے وجود میں لانے والا) المصور (تصویر کشی کرنے والا) الغفار (بخش دینے والا)، القهار (بہت ہی غلبے والا)، الوهاب (بہت کچھ دینے والا)، الرزاق (رزق دینے والا)، الفتاح (کھولنے والا)، العليم (جاننے والا)، القابض (تنگی کرنے والا) الباسط (فراخی کرنے والا)، الخافض (پست کرنے والا)، الرافع (بلند کرنے والا)، المعز (عزت دینے والا)، المذل (ذلت دینے والا)، السميع (سننے والا) البصير (دیکھنے والا)، الحكم (فیصلہ کرنے والا)، العدل (عدل کرنے والا)، اللطيف (باریک بین)، الخبير (خبر رکھنے والا)، الحليم (بردبار)، العظيم (عظمت والا)، الغفور (بخشنے والا)، الشكور (نہایت قدردان)، العلی (بلند شان والا)، الكبير (بڑا) الحفيظ (حفاظت کرے والا)، المقيت (روزی پہنچانے والا)، الحسيب (کفایت کرنے والا)، الجليل (بزرگی والا)، الكريم (عزت والا)، الرقيب (نگہبان)، المجيب (قبول کرنے والا)، الواسع (کشائش وسعت والا)، الحكيم (حکمت والا)، الودود (محبّت کرنے والا)، المجيد (بڑی شان والا)، الباعث (اٹھانے والا)، الشهيد (حاضر) الحق (سچا)، الوكيل (کام بنانے والا)، القوی (زور آور) المتين (قوت والا) الولی (حمایت کرنے والا)، الحميد (خوبیوں والا)، المحصی (شمار کرنے والا)، المبدی (پہلی بار پیدا کرنے والا)، المعيد (دوبارہ پیدا کرنے والا)، المحيی (زندہ کرنے والا)، المميت (مارنے والا)، الحيی (زندہ) القيوم (قائم رکھنے والا)، الواجد (پانے والا)،

الماجد (عزت والا)، الاحد (ایک)، الصمد (بے احتیاج)، القادر (قدرت والا)، المقتدر (طاقتور)، المقدم (آگے کرنے والا)، المؤخر (پیچھے کرنے والا) الاول (سب سے پہلے) الأخر (سب سے آخر)، الظاهر (ظاہر، غالب)، الباطن (پوشیدہ)، الوالی (مالک)، المتعالی (بلند صفتوں والا)، البر (احسان کرنے والا)، التواب (توبہ قبول کرنے والا)، المنتقم (بدلہ لینے والا)، العفو (معاف کرنے والا)، الرؤف (نرمی کرنے والا) مالك الملك (بادشاہوں کا بادشاہ) ذوالجلال والاكرام (جلال اور اکرام والا)، المقسط (انصاف کرنے والا)، الجامع (اکٹھا کرنے والا)، الغنی (بے نیاز)، المغنی (بے نیاز کرنے والا)، المانع (روکنے والا)، الضار (نقصان پہنچانے والا)، النافع (نفع پہنچانے والا) النور (روشن کرنے والا)، الهادی (ہدایت دینے والا)، البدیع (نئی طرح پیدا کرنے والا)، الباقی (باقی رہنے والا)، الوارث (سب کا وارث)، الرشید (نیک راہ بتانے والا)، الصبور (صبر کرنے والا)۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَدَّثَنَا بِهِ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ. وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ کئی ایک نے یہ حدیث صفوان بن صالح کے حوالے سے ہمیں بیان کی، اور ہم اسے صرف صفوان بن صالح کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں، اور وہ محدثین کے ہاں ثقہ ہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا نَعْلَمُ فِي كَبِيرِ شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ ذِكْرَ الْأَسْمَاءِ إِلَّا فِي هَذَا الْحَدِيثِ.

یہ حدیث کئی ایک طرق سے ابوہریرہ عن النبی ﷺ سے مروی ہے اور ہم روایات کے بہت سے حصے میں اس کی اسناد صحیح نہیں جانتے جن میں اسماء کا ذکر ہو سوائے اس حدیث میں۔

وَقَدْ رَوَى آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ هَذَا الْحَدِيثَ بِإِسْنَادٍ غَيْرِ هَذَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَذَكَرَ فِيهِ الْأَسْمَاءَ وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ.

آدم بن ابو ایاس نے اس حدیث کو اس اسناد کے علاوہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور اس میں ان اسماء کا ذکر کیا ہے جبکہ اس کی اسناد صحیح نہیں۔

حكم الحديث: (ضعيف بسرد الأسماء) اسماء حسنی کی مذکورہ تفصیل ضعیف ہے۔ ولید بن سلم کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ٣٨٦١، صحيح ابن حبان: ٨٠٨، مستدرک حاكم: ١٦/١٧، ١، سنن كبرىٰ للبيهقي:

۲۷/ ۱۰۔۲۸، شعب الايمان للبيهقي: ۱۰۲، شرح السنة: ۱۲۵۷،

فوائد الحدیث: (۱)اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ کی جو تفصیل اس حدیث میں بیان ہوئی ہے وہ صحیح سند سے ثابت نہیں۔ لہٰذا جو بھی صفات قرآن مجید واحادیث میں بیان ہوئی ہیں وہ سب درست ہیں۔

(۲)اللہ تعالیٰ کے ناموں کی تفصیل اور ان کی شرح کے لیے معروف سیرت نگار "حضرت علامہ قاضی سُلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ" کی کتاب "شرح اسماء اللہ الحسنیٰ" بہترین ہے، صاحب ذوق اس کا مطالعہ ضرور کریں۔

3508: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ)). قَالَ وَلَيْسَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ ذِكْرُ الأَسْمَاءِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے ننانوے نام ہیں جو انہیں شمار کرے گا وہ جنّت میں جائے گا۔"

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. رَوَاهُ أَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الأَسْمَاءَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو یمان نے شعیب بن ابو حمزہ عن ابو الزناد کی سند سے روایت کیا ہے اور اس میں ان اسماء کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ۲۲۸۸ التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ۲۷۳۶، صحيح مسلم: ۲۶۷۷، سنن نسائی الکبری: ۷۶۵۹، سنن ابن ماجه: ۳۸۶۰، مسند احمد: ۷۵۰۲، صحيح ابن حبان: ۸۰۷

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۵۰۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3509: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ أَنَّ حُمَيْدًا الْمَكِّيَّ مَوْلَى ابْنِ عَلْقَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا)). قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ ((الْمَسَاجِدُ)). قُلْتُ وَمَا الرَّتْعُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ ((سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم جنّت کے باغوں کے پاس سے گزرو تو کھا پی لیا کرو،" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! جنت کے باغ کیا ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "مساجد" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کھانا پینا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ۱۱۵۰، اس میں حمید المکی ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ۶۹۸۷

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۱۲۵۲۳

3510: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ الْبُنَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم "ریاض الجنہ" کے پاس سے گزرو تو کھا پی کر لیا کرو۔" انہوں نے عرض کیا، ریاض الجنہ سے کیا مراد ہے؟

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا)). قَالُوا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ ((حِلَقُ الذِّكْرِ)).

فرمایا: "ذکر کے حلقے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے ثابت عن انس کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (حسن) الصحيحة: ٢٥٦٢، التعليق الرغيب: ٢/٣٣٥، بعض کے نزدیک ثابت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٢٥٢٣

فوائد الحدیث: (۱) ان احادیث میں مساجد اور وعظ و نصیحت کی مجلسوں کو "جنّت کے باغیچوں" سے تعبیر کیا گیا ہے لہٰذا ہر شخص کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ جب بھی مسجد میں جائے تو وہاں کچھ نہ کچھ نیکی کمانے کی کوشش کرے۔

(۲) اسی طرح دینی مجالس و محافل میں بھی توجہ سے شریک ہو اور ان سے فائدہ اٹھائے۔

90- باب مِنْهُ فِي الْاِسْتِرْجَاعِ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ

مُصیبت کے وقت انا للہ.... پڑھنا۔

3511: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمْ مُصِيبَةٌ فَلْيَقُلْ (إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) اللَّهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا وَأَبْدِلْنِي مِنْهَا خَيْرًا)). فَلَمَّا احْتُضِرَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ اللَّهُمَّ اخْلُفْ فِي أَهْلِي خَيْرًا مِنِّي فَلَمَّا قُبِضَ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ (إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) عِنْدَ اللهِ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا.

سیّدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو کوئی مُصیبت پہنچے تو وہ کہے: (إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) اللَّهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا وَأَبْدِلْنِي مِنْهَا خَيْرًا)) "ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! میں اپنی مُصیبت کا تجھ سے ثواب چاہتا ہوں"، پس اس میں تو مجھے ثواب دے، اور میرے لیے اس سے بہتر چیز بدل دے۔" جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے کہا: اے اللہ! میرے گھر (اہل) میں مجھ سے بہتر جانشین مقرر کرنا۔ پس جب وہ وفات پا گئے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ((إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ عِنْدَ اللهِ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا)) "ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ میں اپنی مُصیبت کا اللہ سے ثواب چاہتی ہوں اور اس میں مجھے اجر عطا فرما۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَرُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أُمِّ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس سند سے۔ اور یہ حدیث اس سند کے علاوہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے واسطے

سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبُو سَلَمَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الأَسَدِ.

سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔
ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا نام: عبداللہ بن عبدالاسد ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه ابن سعد: ٨/٨٩، المزي في تهذيب الكمال: ١٥/١٨٨/١٨٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٦٣٤٣، ١٦٣٤٤، سنن ابن ماجه: ١٥٩٨، عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٠٧٠، ١٠٧٢

فوائد الحدیث: (۱) انسان کو جب بھی کوئی چھوٹی موٹی پریشانی لاحق ہو تو وہ یہ دعا پڑھے اناللہ وانا الیہ راجعون تو اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں اجر و ثواب دینے کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی اسے بہتر بدلہ عطا فرماتے ہیں۔

(۲) سیّدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو ان کی زوجہ محترمہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا انتہائی پریشان تھیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ مذکورہ کلمات پڑھنے کو کہا تو فرماتی ہیں کہ جب میری عدت ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیج دیا، یعنی اللہ تعالیٰ نے صبر اور شکر کے نتیجے میں سیّدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر خاوند، سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی صورت میں عطا فرمایا اور آپ کو "ام المومنین" ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۳) ہمارے معاشرے میں عمومی طور پر یہ کلمات صرف کسی کے فوت ہونے پر ہی پڑھے جاتے ہیں، حالانکہ یہ کسی بھی پریشانی کے موقعہ پر پڑھے جاسکتے ہیں۔

91- بَابُ فِيْ فَضْلِ سُؤَالِ الْعَافِيَةِ وَالْمُعَافَاةِ

عافیت طلب کرنے کی فضیلت

3512: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ قَالَ ((سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ)). ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ. قَالَ ((فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَأُعْطِيتَهَا فِي الآخِرَةِ فَقَدْ أَفْلَحْتَ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کون سی دعا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے رب سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کر۔" پھر وہ آدمی دوسرے دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کون سی دعا افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے اسے وہی فرمایا: "پھر وہ تیسرے دن آیا تو یہی کہنے لگا تو آپ ﷺ نے اسے وہی جواب دیتے ہوئے فرمایا: جب تجھے دنیا میں عافیت مل گئی اور وہ تجھے آخرت میں عطا کر دی گئی تو تو کامیاب ہو جائے گا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سَلَمَةَ بْنِ وَرْدَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ ہم اس کو صرف سلمہ بن وردان کی حدیث سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں سلمہ بن وردان ضعیف ہے۔ اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٦٣٧

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٨٤٨، مسند احمد : ١٢٢٩١

فوائد الحدیث: دنیا میں ہر قسم کی جانی، مالی، جسمانی، خاندانی، اہل وعیال وغیرہ کی پریشانی اور ذہنی کوفت سے بچنا اور محفوظ رہنا عافیت کہلاتا ہے۔ اسی طرح آخرت میں موت کے وقت کی غمرات وسکرات، عذاب قبر، حشر کے میدان کی پریشانیوں اور جہنم کے عذاب سے بچنے کو عافیت کہتے ہیں۔ دنیا و آخرت میں عافیت نصیب ہو جانا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور احسان ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا کرتے رہنا چاہیے۔ "اللهم انی اسئلك العفو والعافية والمعافاة فی الدنيا والاخرة"

3513: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا قَالَ ((قُولِي اللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے بتائیں اگر مجھے شب قدر کے بارے میں پتا چل جائے تو میں اس میں کون سی دعا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((اللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي)) "کہو: اے اللہ! تو یقیناً معاف کرنے والا (کرم کرنے والا ہے) معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس تو مجھے معاف فرما دے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک ضعیف ہے عبداللہ بن بریدہ کا عائشہ سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٨٥٠، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٨٧٢، ٨٧٣، ٨٧٥، ٨٧٦، ٨٧٧، مسند احمد: ٢٥٣٨٤

فوائد الحدیث: (١) یہ بھی بڑی جامع دعا ہے لیلۃ القدر میں خصوصی طور پر اس کا اہتمام کرنا چاہیے، عام حالات میں بھی پڑھتے رہنا چاہیے۔

(٢) اس روایت میں "کریم" کے الفاظ صحیح سند سے ثابت نہیں باقی دعا ثابت ہے لہٰذا ان کلمات اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عني کے ساتھ اس دعا کو کثرت سے پڑھنا چاہیے۔

3514: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ. قَالَ ((سَلِ اللهَ الْعَافِيَةَ)). فَمَكَثْتُ أَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللهَ. فَقَالَ لِي ((يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُولِ اللهِ سَلِ اللهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)).

سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے کسی چیز کے متعلق بتائیں جس کا میں اللہ عزوجل سے سوال کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے عافیت طلب کرو۔" پس میں چند دن کے بعد پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے کوئی چیز سکھائیں جس کا میں اللہ سے سوال کروں، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: "میرے چچا عباس! اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کر۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے، عبداللہ وہ ابن

الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ قَدْ سَمِعَ مِنَ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

الحارث بن نوفل ہیں انہوں نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ١٥٢٣، المشكاة: ٢٤٩٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٧٦٦، ١٧٨٣

3515: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكُوفِيُّ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ الْمُلَيْكِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا سُئِلَ اللهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ الْعَافِيَةَ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ سے جو بھی چیز طلب کی جاتی ہے اس میں سے اسے سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ اس سے عافیت طلب کی جائے۔“

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْمُلَيْكِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف عبدالرحمٰن بن ابی بکر الملیکی کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) بعض کے نزدیک عبدالرحمن بن ابی بکر کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ١٠/٢٠٦، الكامل لابن عدي: ٤/١٦٠٥، مستدرک حاكم: ١/٤٩٨، الدعوات الكبير للبيهقي: ٢٥٤

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۵۱۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

92- باب دعاء: [اللّٰهُمَّ خِرْ لِي وَاخْتَرْلِي]

دعا: اے اللہ! میرے واسطے اختیار فرما....

3516: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبِي الْوَزِيرِ حَدَّثَنَا زَنْفَلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَمْرًا قَالَ ((اللّٰهُمَّ خِرْ لِي وَاخْتَرْ لِي)).

سیّدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کسی کام کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا فرماتے: ”اے اللہ! میرے لیے خیر کو اختیار فرما اور اسے میرے لیے پسند فرما۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَنْفَلٍ. وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَيُقَالُ لَهُ زَنْفَلٌ الْعَرَفِيُّ وَكَانَ سَكَنَ عَرَفَاتٍ وَتَفَرَّدَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف زنفل کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں اور وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، اسے زنفل بن عبداللہ العرفی کہا جاتا ہے اور وہ عرفات میں رہتا تھا۔ اور اس کا اس حدیث میں تفرد ہے اور اس پر اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں زُنفل راوی ضعیف ہے۔ الضعيفة: ١٥١٥

تخریج الحدیث: مسند البزار: ٥٩، مسند ابو يعلى: ٤٤، مسند الشهاب: ١٤٧١، شعب الايمان للبيهقي: ٤٠٢، شرح السنة: ١٠١٧

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے ان الفاظ کے ساتھ یہ دعا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔

93- بَابُ فِي فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالْحَمْدِلَةِ وَالتَّسْبِيْحِ

وضوء کی فضیلت

3517: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبَانُ هُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا يَحْيَى أَنَّ زَيْدَ بْنَ سَلَّامٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْوُضُوءُ شَطْرُ الإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلآنِ أَوْ تَمْلأُ مَا بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو، فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا)).

سیّدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وضوء نصف ایمان ہے، الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے، سبحان اللہ اور الحمد للہ دونوں بھر دیتے ہیں یا (ان کے کہنے سے) آسمانوں اور زمین کا درمیانی حصہ بھر جاتا ہے، نماز نور ہے، صدقہ برہان ہے، صبر ضیاء (روشنی) ہے اور قرآن تیرے حق میں حُجّت ہے یا تیرے خلاف حُجّت ہے، ہر شخص اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ اپنے نفس کا سودا کرتا ہے پس وہ اسے (جہنم سے) آزاد کرنے والا ہوتا ہے یا اسے ہلاک کرنے والا ہوتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٦٥٩، انظر تحفة الاشراف: ١٢١٦٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٢٣، سنن ابن ماجه: ٢٨٠، سنن نسائی المجتبی: ٥/٥-٨، عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٦٨، ١٦٩، مسند احمد: ٢٢٩٠٢

فوائد الحدیث: اس حدیث میں چند ایک اعمال کی فضیلت بیان ہوئی ہے:

۱۔ "وضو" وضو کو نصف ایمان کہا گیا ہے ایک تو یہ ظاہری طہارت و پاکیزگی کا باعث بھی ہے اسی لیے ایک دوسری روایت میں الفاظ ہیں الطهور شطر الايمان (مُسلم ص ۱/۱۱۸، کتاب الطہارۃ) "صفائی نصف ایمان ہے" اور دوسرا یہ نماز کے لیے بھی ضروری اور شرط ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور قرآن مجید میں نماز کو (ایمان) کہا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ (البقرہ:۱۴۳) "اور اللہ تمہارا ایمان (یعنی نماز) ضائع نہیں کرے گا"۔

۲۔ "الحمد للہ" اللہ تعالیٰ کی تعریف کا کلمہ بھی ہے اور کلمہ شکر بھی ہے، یہ کلمہ کہہ کر آدمی اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ دنیا جہان کی ہر خوبی و تعریف صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے کیونکہ وہی تمام خوبیوں کا مالک ہے۔ اور پھر اپنے اوپر ہونے والی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پہ اس کا شکر بھی ادا کرتا ہے تو اس لیے اس کی یہ فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اجر و ثواب سے نیکیوں والے میزان (ترازو) کو بھر دیتے ہیں۔

۳۔ "سبحان اللہ والحمد للہ" اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکیزگی کو بیان کرنا کہ وہ ہر قسم کے عیب، نقص اور کمزوری سے

پاک ہے، زمین و آسمان کے درمیان کا خلا نیکیوں سے بھرنے کی فضیلت رکھتے ہیں۔

۴۔ "الصلوٰۃ نور" نماز روشنی ہے مراد یہ ہے کہ نمازی آدمی گناہوں سے بچتا ہے، جس طرح آدمی روشنی میں نقصان سے بچ جاتا ہے اسی طرح آدمی برے اعمال شرک، بدعات، چوری، زنا، رشوت خوری اور دوسروں کی حق تلفی کرنے سے محفوظ رہتا ہے۔ لیکن وہی نماز آدمی کو گناہوں سے بچاتی ہے جو سنت کے مطابق ادا کی جائے اس لیے قرآن وحدیث سے سمجھ کر نماز سنت کے مطابق ادا کرنی چاہیے۔

۵۔ "الصدقة برهان" صدقہ وخیرات دینا اور زکوٰۃ ادا کرنا یہ آدمی کے ایمان کی دلیل ہے، جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، وہ بالکل اس کا انکار کرتے ہیں یا زکوٰۃ نہ دینے کے حیلے تراشتے اور اس کی تعلیم دیتے ہیں انہیں ضرور حدیث کے ان الفاظ پر غور کرنا چاہیے۔

۶۔ "الصبر ضياء" دنیا میں کسی بھی قسم کی پریشانی کو حوصلے سے برداشت کرنا، اس پر رونا پیٹنا اور جزع فزع سے پرہیز کرنا ایک ایسی روشنی ہے کہ جس میں انسان مشکلات میں بھی آسانی ڈھونڈ کر کامیابی کی منزل کو پالیتا ہے۔

۷۔ "القران حجة لك او عليك" جو شخص قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتا ہے تو قیامت کے دن قرآن مجید اس کے حق میں دلیل ہوگا یعنی اس کا حمایتی بن کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی بخشش کی سفارش کرے گا۔ اور اگر اس نے قرآن مجید کے احکام کو پس پشت ڈال دیا تو پھر یہی قرآن مجید اس کے خلاف گواہی دے گا اور اس کے خلاف حجت ودلیل بن جائے گا۔

94- بَابٌ فِيْهِ حَدِيْثَانِ: ((التَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيزَانِ))

اس میں دو حدیثیں ہیں: سبحان اللہ کہنا نصف میزان ہے

3518: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((التَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهُ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ لَيْسَ لَهَا دُونَ اللهِ حِجَابٌ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَيْهِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سبحان اللہ کہنا نصف میزان ہے، الحمد للہ اسے بھر دیتا ہے، اور لا الہ الا اللہ کا اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں حتیٰ کہ وہ اس تک پہنچ جاتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے اور اس کی اسناد قوی نہیں۔

حكم الحديث: (ضعيف) المشكاة: ۲۳۱۳، اس میں عبدالرحمن بن زیاد ضعیف ہے۔

تخريج الحديث: مسند احمد : ۱۸۲۸۷

3519: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ جُرَيٍّ النَّهْدِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ: عَدَّهُنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي يَدِي أَوْ فِي يَدِهِ ((التَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيزَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهُ وَالتَّكْبِيرُ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ، وَالطُّهُورُ

جُری نہدی نے بنو سلیم کے ایک شخص سے روایت کیا، اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ان کو میرے یا اپنے ہاتھ پر شمار کیا: "تسبیح (سبحان اللہ کہنا) نصف میزان ہے، الحمد للہ کہنا اسے بھر دیتا ہے، اللہ اکبر آسمان وزمین کے درمیانی خلا کو بھر دیتا ہے، روزہ نصف صبر ہے، طہارت نصف ایمان ہے۔"

نِصْفُ الإِيمَانِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ شعبہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہم نے اسے ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٢٩٦، التعليق الرغيب: ٢/٢٤٦، جری النہدی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٨٢٨٧

فوائد الحدیث: سند کے اعتبار سے دونوں روائتیں ضعیف ہیں، مگر ان میں مذکور کلمات و وظائف کی فضیلت دیگر احادیث سے ثابت ہے۔

95- باب دُعَاءِ عَرَفَةَ ((اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ))

عرفات کے میدان کی دعا: اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ...

3520: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ وَكَانَ مِنْ بَنِي أَسَدٍ عَنِ الأَغَرِّ بْنِ الصَّبَّاحِ عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: أَكْثَرُ مَا دَعَا بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فِي الْمَوْقِفِ ((اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِي نَقُولُ وَخَيْرًا مِمَّا نَقُولُ اللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي وَإِلَيْكَ مَآبِي، وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِي اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الأَمْرِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيءُ بِهِ الرِّيحُ)).

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات کی شام موقف میں زیادہ تر یہ دعا فرمائی: ”اے اللہ! ہر قسم کی حمد تیرے ہی لیے ہے اس طرح جس طرح تو کہتا ہے اور اس سے بہتر جو ہم بیان کرتے ہیں، اے اللہ! میری نماز، میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا تیرے ہی لیے ہے، میرا لوٹنا تیری ہی طرف ہے، رب جی! میری میراث تیرے ہی لیے ہے، اے اللہ! میں عذاب قبر سے، سینے کے وسوسے سے اور امر کے متفرق ہو جانے سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اے اللہ! میں اس شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جسے آندھی لاتی ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٢٩١٨، اس میں قیس راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح ابن خزيمة: ٢٨٤١، شعب الايمان للبيهقي: ٣٨٤٢،

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے عرفات کے میدان میں دعا کی اہمیت کئی ایک احادیث میں بیان فرمائی ہے، کسی ایک دعا کی تخصیص نہیں فرمائی بلکہ حجاج کرام جو مناسب سمجھیں اور جن الفاظ سے انہیں آسانی ہو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر سکتے ہیں۔

(۲) اس روایت میں مذکور دعا کے الفاظ درست ہیں اگر کوئی شخص مسنون نہ سمجھے تو ان الفاظ سے بھی دعا کر سکتا ہے، کیونکہ روایت ضعیف ہونے کی وجہ سے یہ کلمات رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہوتے۔

96- باب دعاء: ((اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ))

اے اللہ! ہم تجھ سے اس خیر کا سوال کرتے ہیں جس کا تیرے نبی محمد ﷺ نے تجھ سے سوال کیا!

3521: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنُ أُخْتِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا. فَقَالَ ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَجْمَعُ ذٰلِكَ كُلَّهُ تَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ بِكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ)).

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت زیادہ دعا کی ہم اس میں سے کچھ بھی یاد نہ کر سکے، ہم نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ نے بہت زیادہ دعا کی اور ہم اس میں سے کچھ بھی یاد نہ کر سکے، آپ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ان سب کی جامع دعا کے متعلق نہ بتاؤں؟ تم کہو: ((اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ بِكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ)) "اے اللہ! ہم تجھ سے اس خیر کا سوال کرتے ہیں جس کا تیرے نبی محمد ﷺ نے تجھ سے سوال کیا، اور ہم اس شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں جس سے تیرے نبی محمد ﷺ نے تجھ سے پناہ طلب کی تجھ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے، اور تجھ پر ہی پہنچانا ہے اور گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا تیری ہی توفیق سے ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٣٣٥٦، اس میں لیث بن ابی سلیم راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: الادب المفرد: ٦٧٩، معجم الكبير للطبرانی: ٧٧٩١، مسند الشاميين: ٢٢٧٨

فوائد الحدیث: اگر آدمی زیادہ دعائیں یاد نہ کر سکتا ہو تو پھر مختصر اور جامع الفاظ میں بھی دعا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ علیم بذات الصدور ہے وہ اپنے بندے کی ضرورتوں کو جانتا ہے وہ خود ہی اس کی تمناؤں کو پورا کر دے گا۔

97- بَابُ دُعَاءِ: [يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ]

دعا: یا مقلب القلوب.....

3522: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ أَبِي كَعْبٍ صَاحِبِ الْحَرِيرِ حَدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ قَالَ: قُلْتُ لِأُمِّ سَلَمَةَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ؛ مَا كَانَ

شہر بن حوشب نے بیان کیا کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ام المومنین! رسول اللہ ﷺ جب آپ کے ہاں ہوتے تھے تو زیادہ تر کون سی دعا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا:

أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ ((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ)). قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا لأَكْثَرِ دُعَائِكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ قَالَ ((يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّهُ لَيْسَ آدَمِيٌّ إِلَّا وَقَلْبُهُ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللهِ فَمَنْ شَاءَ أَقَامَ وَمَنْ شَاءَ أَزَاغَ)). فَتَلَا مُعَاذٌ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا﴾.

آپ ﷺ زیادہ تر یہ دعا کیا کرتے تھے: ((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ)) "دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھنا۔" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ زیادہ تر یہ دعا کیوں کرتے رہتے ہیں۔ دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھنا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ام سلمہ! ہر آدمی کا دل اللہ کی انگلیوں میں سے اس کی دو انگلیوں کے درمیان ہے پس جسے چاہا سیدھا رکھا اور جسے چاہا تو اسے ٹیڑھا کر دیا۔" معاذ (رضی اللہ عنہ) نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا﴾ "ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو اس کے بعد کہ تو نے ہمیں ہدایت نصیب فرمائی ٹیڑھا نہ کرنا۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالنَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَأَنَسٍ وَجَابِرٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَنُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، نواس بن سمعان، انس، جابر، عبداللہ بن عمرو اور نعیم بن ہمار سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ظلال الجنة: ٢٢٣، اخرجه عبد بن حميد: ١٥٣٤، ابو يعلى: ٦٩١٩

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٦٥١٩، ٢٦٥٧٦، ٢٢٦٧٩، ٦٥٦٩، صحيح مسلم: ٢٦٥٤

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ سے جہاں دنیا کے منافع اور فوائد انسان مانگتا ہے مثلاً اولاد، رزق، صحت و تندرستی وغیرہ اسی طرح اللہ کریم سے ہدایت اور پھر اس پر استقامت بھی مانگنی چاہیے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی انگلیاں ہیں اور انسانی دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان ہیں۔

98- بَابُ دُعَاءِ دَفْعِ الأَرَقِ ((اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ))

بے خوابی کی حالت دور کرنے کی دعا: اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ....

3523: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ ظُهَيْرٍ حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ شَكَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْمَخْزُومِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَنَامُ اللَّيْلَ مِنَ الأَرَقِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ رَبَّ

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے شکایت کی تو عرض کیا، اللہ کے رسول! میں بے خوابی کی وجہ سے اس رات سو نہیں سکا۔ تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم سونے کے لیے بستر پر آؤ تو یہ دعا پڑھو: ساتوں آسمانوں اور جن پر وہ سایہ فگن ہیں ان کے رب! زمینوں اور

السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ وَرَبَّ الأَرَضِينَ وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَضَلَّتْ كُنْ لِي جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيعًا أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَنْ يَبْغِيَ عَلَيَّ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)).

جن چیزوں کو انہوں نے اٹھا رکھا ہے ان کے رب! شیاطین اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا ان سب کے رب! اپنی ساری مخلوق کے شر سے میرا محافظ بن جا کہ ان میں سے کوئی ایک مجھ پر زیادتی نہ کرے اور مجھ پر سرکشی نہ کرے، تیری پناہ میں آنے والے نے عزت پائی، تیری ثنا شان والی ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور صرف تو ہی معبود ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ. وَالْحَكَمُ بْنُ ظُهَيْرٍ قَدْ تَرَكَ حَدِيثَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَيُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کی اسناد قوی نہیں۔ بعض محدثین نے حکم بن ظہیر کی روایت کو قبول نہیں کیا، یہ حدیث نبی ﷺ سے مرسل روایت کی جاتی ہے دوسری سند سے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں الحکم بن ظہیر متروک ہے۔ الکلم الطیب: ٣٣/٤٧، المشکاۃ: ٢٤١١

تخریج الحدیث: معجم الاوسط للطبرانی: ١٤٦، الکامل لابن عدی: ٢/٦٢٨، تہذیب الکمال: ٧/١٠٢۔ ١٠٣

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے مذکورہ دعا کو خاص اس معاملہ میں مسنون نہیں کہا جا سکتا۔

99- باب قول: ((يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ))

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ....

3524: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُكْتِبُ حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنِ الرُّحَيْلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ أَخِي زُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنِ الرَّقَاشِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَرَبَهُ أَمْرٌ قَالَ ((يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ کے لیے جب کوئی امر تکلیف کا باعث بنتا تو آپ ﷺ فرماتے: ((يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ)) "اے زندہ رہنے والے! اے! قائم رکھنے والے! تیری رحمت کے صدقے میں تیری مدد چاہتا ہوں۔"

وَبِإِسْنَادِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَلِظُّوا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ)).

اسی اسناد سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "((یا ذالجلال والاکرام)) کا ورد جاری رکھو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَنَسٍ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ سے اس طریق کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الکلم الطیب: ٧٦/١١٨

تخریج الحدیث: عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: ٣٣٧، مستدرک حاکم: ١/٥٠٩

ب۔ مسند ابن ابی شیبۃ: ٣/٣٩٥، کتاب الدعاء للطبرانی: ٩٣، الکامل لابن عدی: ٧/٢٥٦١

3525: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا الْمُؤَمِّلُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "((یا ذالجلال والاکرام)) کا وظیفہ جاری رکھو۔"

((أَلِظُّوا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ)).
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ بِمَحْفُوظٍ. وَإِنَّمَا يُرْوَى هَذَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَهَذَا أَصَحُّ وَمُؤَمِّلٌ غَلِطَ فِيهِ فَقَالَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ وَلَا يُتَابَعُ فِيهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، محفوظ نہیں۔ یہ حدیث حماد بن سلمہ عن حمید عن الحسن کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ مؤمل نے اس میں غلطی کی ہے انہوں نے کہا عن حماد عن حمید عن انس۔ اور اس میں اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحيحة تحت الرقم: ١٥٣٦، اخرجه ابويعلى: ٣٨٣٣
تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٣٨٣٣، كتاب الدعاء للطبرانى: ٩٤
فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر ایمان لانا چاہیے اور انہی صفات کا واسطہ دے کر دعا کرنی چاہیے، یہ بہترین وسیلہ ہیں۔

100- بَابُ فَضْلِ مَنْ أَوىٰ إِلَى فِرَاشِهِ طَاهِرًا يَذْكُرُ اللهَ

حالت وضوء میں اللہ کا ذکر کرتے ہوئے بستر پر سونے کے لیے آنے والے شخص کی فضیلت

3526: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ طَاهِرًا يَذْكُرُ اللهَ حَتَّى يُدْرِكَهُ النُّعَاسُ لَمْ يَنْقَلِبْ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ يَسْأَلُ اللهَ شَيْئًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ)).

سیّدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص حالت وضوء میں سونے کے لیے اپنے بستر پر آئے اور اسے اللہ کا ذکر کرتے ہوئے نیند آجائے تو رات کے کسی بھی وقت کروٹ بدلتے ہوئے وہ اللہ سے دنیا و آخرت کی جو بھی بھلائی طلب کرتا ہے تو اللہ اسے وہی چیز عطا فرما دیتا ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا أَيْضًا عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي ظَبْيَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور یہ حدیث شہر بن حوشب عن ابی ظبیہ عن عمرو بن عبسہ کی سند بھی سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) التعليق الرغيب: ١/٢٠٧، المشكاة: ١٢٥٠، الكلم الطيب: ٢٩/٤٣
تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانى: ٧٥٦٨، عمل اليوم والليلة لابن السنى: ٧١٩، مسند احمد: ٢٢٠٤٨، ٢٢٠٩٢، ٢٢١١٤، سنن ابو داود: ٥٠٤٢، سنن ابن ماجه: ٣٨٨١، عمل اليوم والليلة للنسائى: ٨٠٥، ٨٠٦
فوائد الحدیث: جو شخص ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہتا ہے وہ جس وقت بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو اللہ کریم قبول فرما لیتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے:
أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (البقرہ:١٨٦) ”جب بھی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں قبول کر لیتا ہوں“۔

101- باب

باب

3527: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْوَرْدِ عَنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً يَدْعُو يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ. فَقَالَ ((أَيُّ شَيْءٍ تَمَامُ النِّعْمَةِ)). قَالَ: دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا أَرْجُو بِهَا الْخَيْرَ. قَالَ ((فَإِنَّ مِنْ تَمَامِ النِّعْمَةِ دُخُولَ الْجَنَّةِ وَالْفَوْزَ مِنَ النَّارِ)). وَسَمِعَ رَجُلاً وَهُوَ يَقُولُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ فَقَالَ ((قَدِ اسْتُجِيبَ لَكَ فَسَلْ)).

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں تجھ سے تمام نعمت کا سوال کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمام نعمت کیا چیز ہے؟“ اس نے عرض کیا: ایک دعا ہے جو کہ میں نے دعا کی اور میں اس کے ذریعے خیر کی امید رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: ”دخول جنّت اور جہنم سے بچنا تمام نعمت سے ہے۔“ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو یوں کہتے ہوئے سنا: یاذالجلال والاکرام، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری دعا قبول ہوگئی پس اب مانگ“۔

وَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصَّبْرَ. فَقَالَ ((سَأَلْتَ اللهَ الْبَلاَءَ فَسَلْهُ الْعَافِيَةَ)).

نبی ﷺ نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں تجھ سے صبر کا سوال کرتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے اللہ سے مُصیبت کا سوال کیا ہے، پس اس سے عافیت مانگو۔“

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

احمد بن منیع نے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابراہیم نے جریری سے اس اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٤٥٠، اس میں ابی الورد لین الحدیث ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٢٠١٧، ٢٢٠٥٦

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ عافیت اور آسانیوں کا سوال کرنا چاہیے وہ مالک الملک جسے چاہے تکلیف دیے بغیر بھی اس کے درجات بلند کردے۔

102- بَابُ دُعَاءِ الْفَزَعِ فِي النَّوْمِ

نیند میں گھبراہٹ طاری ہونا

3528: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا فَزِعَ أَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نیند میں گھبرا جائے تو وہ یہ دعا پڑھے: ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ

فَلْيَقُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ. فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ)).

وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ)) ”میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے اس کے غضب و عقاب سے، اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے اور اس سے پناہ چاہتا ہوں کہ وہ (شیاطین) میرے پاس آئیں۔ تو پھر وہ اسے نقصان نہیں پہنچائیں گے۔“

قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو يُلَقِّنُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهِ، وَمَنْ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِي صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ.

راوی نے بیان کیا، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اپنی اولاد میں سے بالغ ہو جانے والے ہر شخص کو یہ دعا سکھاتے تھے، اور ان میں سے جو بالغ نہ ہوتا تو وہ ایک دستاویز / تحریر کے طور پر یہ کلمات لکھ کر اس کی گردن میں لٹکا دیتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن دون قوله: فكان عبدالله) ”عبداللہ بن عمرو اپنی اولاد میں....“ الفاظ کے علاوہ باقی روایت حسن ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٦٦٩٦، سنن ابو داود: ٣٨٩٣، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٧٦٥، ٧٦٦

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی بڑے یا بچے کے گلے میں تعویذ لٹکانا درست نہیں، صرف دم کیا جا سکتا ہے خواہ آدمی خود کرے یا کسی دوسرے کو کہے تو وہ کر دے۔

(۲) حدیث میں مذکور دعا کے ساتھ بھی دم کیا جا سکتا ہے۔

103- بَابُ دُعَاءٍ عَلَّمَهُ ﷺ أَبَا بَكْرٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جو دعا سکھائی

3529: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي رَاشِدٍ الْحُبْرَانِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْنَا مِمَّا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَأَلْقَى إِلَيَّ صَحِيفَةً فَقَالَ هَذَا مَا كَتَبَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: فَنَظَرْتُ فِيهَا فَإِذَا فِيهَا إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رضي الله عنه قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي مَا أَقُولُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ. فَقَالَ ((يَا أَبَا بَكْرٍ قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرَكِهِ وَأَنْ

ابو راشد حبرانی نے بیان کیا، میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سنا ہے اس میں سے ہمیں بیان کریں، انہوں نے ایک صحیفہ / رجسٹر وغیرہ ہمارے آگے رکھا اور فرمایا: یہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لکھوایا، میں نے اسے دیکھا تو میں نے اس میں یہ دیکھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ کے رسول! مجھے ایسی دعا سکھائیں جسے میں صبح و شام پڑھا کروں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ابو بکر! کہو: ((اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي

أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ)).

وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرَكِهِ وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ)) ”اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! غیب و حاضر کو جاننے والے! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، ہر چیز کے رب اور اس کے مالک! میں اپنے نفس کے شر سے، شیطان کے شر سے اور اس کی شراکت سے تیری پناہ میں آتا ہوں کہ میں اپنی ذات پر کسی گناہ کا بوجھ ڈالو، یا اسے کسی مسلمان کی طرف کھینچ لاؤں۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الكلم الطيب: ٩/٢٢، الصحيحة: ٢٧٦٣، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ١٢٠٤

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٦٨٥١

فوائد الحدیث: صبح و شام اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفات کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے شر اور برائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

104- باب ((لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ))

اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں

3530: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: قُلْتُ لَهُ أَأَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَعَمْ. وَرَفَعَهُ أَنَّهُ قَالَ ((لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ وَلِذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللهِ وَلِذَلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ سے بڑھ کر کوئی اور غیرت مند نہیں اسی لیے تو اس نے ظاہری اور باطنی تمام بے حیائیوں کو حرام قرار دیا ہے، اور اللہ سے زیادہ کس کو مدح سرائی زیادہ محبوب نہیں اسی لیے تو اس نے اپنی خود مدح کی ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ١٩٥٢٥، ابن ابي شيبة: ٤/٤١٩، الدارمي: ٢٢٣١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٦٣٤، صحیح مسلم: ٢٧٦٠، سنن نسائی الکبری: ١١١٧٣، ١١١٨٣، مسند احمد : ٣٦١٦، صحیح ابن حبان: ٢٩٤

فوائد الحدیث: (۱) جو شخص بھی کسی بھی قسم کی کوئی چھوٹی بڑی بے حیائی کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کو چیلنج کرتا ہے اس لیے

ہر قسم کی برائی سے بچنا چاہیے۔

(۲) کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا اس لیے اللہ تعالیٰ نے خود اپنی ثناء بیان فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی بعض دعاؤں میں یہ کلمات فرمائے لا احصی ثناء علیك انت كما اثنيت على نفسك (مسلم ص ۱/ ۱۹۲، کتاب الصلوٰۃ، نسائی ص ۱/ ۱۳۳، کتاب الافتتاح) "اے اللہ میں تیری ثناء اس طرح بیان نہیں کر سکتا جیسی ثنا تو نے اپنے آپ پر کی ہے"۔

105- باب دعاء: ((اللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْرًا...))

دعا: اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے....

3531: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَالَ يَارَسُولَ اللهِ ﷺ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ ((قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے ایک دعا سکھائیں جس کے ذریعے میں اپنی نماز میں دعا کیا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: "کہو: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ)) "اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا، صرف تو ہی گناہ بخش سکتا ہے، پس مجھے بخش دے بخشش تیرے ہی پاس ہے، مجھ پر رحم فرما، بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَأَبُو الْخَيْرِ اسْمُهُ مَرْثَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ یہ لیث بن سعد کی روایت ہے۔ ابو الخیر کا نام مرثد بن عبداللہ الیزنی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ۲۶۹/۱۰، عبد بن حميد: ٥، البزار: ۲۹

تخريج الحديث: صحيح بخارى: ۸۳٤، صحيح مسلم: ۲۷۰٥، سنن ابن ماجه: ۳۸۳٥، سنن النسائى: ۳/٥۳، مسند احمد : ۸، صحيح ابن حبان: ۱۹۷٦

فوائد الحديث: (۱) انسان کو ہمیشہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت و رحمت کا سوال کرنا چاہیے۔ کیونکہ آدمی سے کوئی نہ کوئی غلطی ہو ہی جاتی ہے بعض اوقات آدمی کو اس کا علم نہیں ہوتا۔

(۲) نماز کے تشہد میں درود شریف پڑھنے کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے مختلف دعائیں پڑھی جا سکتی ہیں، ان میں سے ایک یہ دعا بھی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی۔

3532: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

مطلب بن ابی وداعہ نے بیان کیا، عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے گویا کہ انہوں نے کوئی چیز سنی،

الْحَارِثِ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ قَالَ: جَاءَ الْعَبَّاسُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَكَأَنَّهُ سَمِعَ شَيْئًا، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((مَنْ أَنَا؟)) فَقَالُوا: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ. قَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ، فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرِهِمْ نَسَبًا)).

نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے تو فرمایا: ”میں کون ہوں؟“ انہوں نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں، علیك السلام، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں، اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس نے مجھے بہترین فرقے میں بنایا، پھر اس نے اس کے دو فرقے بنا دیے تو اس نے مجھے ان میں سے بہترین فرقے میں رکھا، پھر ان کے قبیلے بنائے تو اس نے مجھے ان میں سے بہترین قبیلے میں رکھا، پھر ان کے گھر بنائے تو اس نے مجھے بہترین گھرانے میں رکھا اور ان میں سے بہترین نسب میں رکھا۔“

قَالَ ابو عيسىٰ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٣٠٧٣، اس میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو ہر لحاظ سے اعلیٰ وارفع بنایا ہے، خاندانی لحاظ سے، ذاتی حسن و جمال اور صفات و کمالات کے لحاظ سے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور رفقاء، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صورت میں بھی آپ ﷺ باقی سارے جہان سے ممتاز ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے دوسرے لوگوں کے لیے اسوہ اور نمونہ بننا تھا، لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: ٢١) ”بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ ہے“ کوئی بد بخت ہی ہوگا جو آپ ﷺ سے متعلقہ کسی بھی قول، فعل، عمل اور افراد پر اعتراض کرے گا، ورنہ حقیقت میں ایسا قابل اعتراض کچھ بھی نہیں۔

106- بَابٌ فِي تَسَاقُطِ الذُّنُوْبِ

گناہوں کا گرنا

3533: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِشَجَرَةٍ يَابِسَةِ الْوَرَقِ فَضَرَبَهَا بِعَصَاهُ فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ فَقَالَ ((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ لَتُسَاقِطُ مِنْ ذُنُوبِ الْعَبْدِ كَمَا تَسَاقَطَ وَرَقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ)).

قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَلَا نَعْرِفُ لِلْأَعْمَشِ سَمَاعًا مِنْ أَنَسٍ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ رَآهُ وَنَظَرَ إِلَيْهِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (موسم خزاں میں) خشک پتوں والے ایک درخت کے پاس سے گزرے۔ تو آپ ﷺ نے اس پر اپنی لاٹھی ماری۔ تو پتے گر پڑے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”الحمد للہ، سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر بندے کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے گر پڑے ہیں۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اعمش کا انس رضی اللہ عنہ سے سماع کے متعلق معلوم نہیں البتہ انہوں نے انہیں دیکھا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) التعليق الرغيب: ٢/٢٤٩، اخرجه ابو نعيم في الحلية: ٥/٥٥

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٢٥٣٤

3534: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْجُلَاحِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ شَبِيبٍ السَّبَائِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. عَشْرَ مَرَّاتٍ عَلَى إِثْرِ الْمَغْرِبِ بَعَثَ اللهُ لَهُ مَسْلَحَةً يَحْفَظُونَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ مُوجِبَاتٍ وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ مُوبِقَاتٍ وَكَانَتْ لَهُ بِعَدْلِ عَشْرِ رِقَابٍ مُؤْمِنَاتٍ)).

سیّدنا عمارہ بن شبیب سبائی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مغرب کی نماز کے بعد دس بار یہ کلمات پڑھتا ہے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لیے بادشاہی اور حمد ہے وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' تو اللہ اس کے لیے ہتھیار بند محافظ بھیج دیتا ہے جو صبح ہونے تک شیطان سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، اس وجہ سے اللہ اس کے لیے واجب کرنے دینے والی دس نیکیاں لکھ دیتا ہے، ہلاک کر دینے والے دس گناہ اس سے مٹا دیتا ہے، اور اسے دس مومن غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ. وَلَا نَعْرِفُ لِعُمَارَةَ بْنِ شَبِيبٍ سَمَاعًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف لیث بن سعد کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ اور ہم عمارہ بن شبیب کے نبی ﷺ سے سماع کے متعلق نہیں جانتے۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح الترغيب والترهيب: ١/١٦٠ و ٤٧٢

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٥٧٧م، ٥٧٨، معجم الصحابة: ٢/٢٤٩، اسد الغابة: ٤/١٤٠

فوائد الحدیث: ان احادیث میں تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کی فضیلت بیان ہوئی ہے لہٰذا ہمیں زیادہ سے زیادہ ان کلمات کا وظیفہ پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ ہم شیطان کے شر سے بھی محفوظ ہوں اور ہمارے گناہ مٹا کر درجات بلند کر دیے جائیں، بشرطیکہ عقیدہ و عمل بھی ان کلمات کے مطابق ہو۔

107- باب فِي فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالاِسْتِغْفَارِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ لِعِبَادِهِ

توبہ و استغفار کی فضیلت اور اللہ کی اپنے بندوں کے لیے رحمت کا ذکر

3535: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ

زر بن حبیش نے بیان کیا، میں صفوان بن عسال المرادی کے پاس گیا تاکہ میں ان سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھوں

عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ يَا زِرُّ فَقُلْتُ ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ فَقَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ. قُلْتُ إِنَّهُ حَاكَّ فِي صَدْرِي الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَكُنْتَ امْرَأً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَجِئْتُ أَسْأَلُكَ هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي ذَلِكَ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ كَانَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ لَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ.

تو انہوں نے فرمایا: زر! کیسے آنا ہوا؟ میں نے کہا: علم تلاش کرنے کے لیے انہوں نے کہا: فرشتے طالب علم کے طلب علم پر راضی ہو کر اس کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ میں نے کہا: بول و براز کے بعد موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں میرے سینے / دل میں خیال آیا آپ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ سے پوچھوں کیا آپ ﷺ نے اس بارے میں آپ ﷺ کو کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، جب ہم سفر پر ہوتے تھے تو آپ ہمیں حکم فرماتے تھے کہ ہم نیند اور بول و براز کی وجہ سے تین دن تک اپنے موزے نہ اتاریں سوائے حالت جنابت کے۔

قَالَ: فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي الْهَوَى شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ إِذْ نَادَاهُ أَعْرَابِيٌّ بِصَوْتٍ لَهُ جَهْوَرِيٍّ يَا مُحَمَّدُ. فَأَجَابَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى نَحْوٍ مِنْ صَوْتِهِ هَاؤُمُ وَقُلْنَا لَهُ وَيْحَكَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَإِنَّكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ نُهِيتَ عَنْ هَذَا. فَقَالَ وَاللهِ لَا أَغْضُضُ. قَالَ الْأَعْرَابِيُّ الْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ.

میں نے کہا: کیا آپ نے آپ ﷺ کو میلان و محبّت کے بارے میں کچھ بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اس اثنا میں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے تو ایک اعرابی نے بلند آواز سے آپ ﷺ کو پکار کر کہا: محمد (ﷺ)! رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی انداز سے جواب دیا کہ ہاں! ادھر آؤ۔ تو ہم نے اسے کہا تجھ پر افسوس ہے، اپنی آواز پست رکھو، تم نبی ﷺ کے پاس ہو اور تمہیں اس سے منع کیا گیا ہے، اس نے کہا، اللہ کی قسم! میں آواز کو پست نہیں کروں گا، اس اعرابی نے کہا: آدمی کسی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن وہ ان سے ملا نہیں۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى ذَكَرَ بَابًا مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ مَسِيرَةُ عَرْضِهِ أَوْ يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي عَرْضِهِ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ عَامًا.

نبی ﷺ نے فرمایا: ”آدمی قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبّت کرتا ہے۔“ پس وہ ہم سے بیان کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے مغرب کی جانب ایک دروازے کا ذکر کیا جس کا عرض چالیس یا ستر سال کی مسافت کے برابر ہے۔ یا اس کے عرض میں مسافر چالیس یا ستر سال تک سفر کرتا رہے گا۔

قَالَ سُفْيَانُ: قِبَلَ الشَّامِ، خَلَقَهُ اللهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مَفْتُوحًا يَعْنِي لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ حَتَّى

سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، شام کی طرف، اللہ نے اسے اس دن پیدا فرمایا جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تھا وہ اس

تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ)).

دن سے توبہ کے لیے کھلا ہوا ہے، اور وہ بند نہیں ہوگا حتیٰ کہ وہ سورج اس (مغرب کی طرف) سے طلوع ہوگا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں حدیث ۹۶، التعليق الرغيب: ٤/٧٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۱۸۰۹۱، ۱۸۰۹۵

فوائد الحدیث: (۱) علم کے حصول کے لیے چل کر اپنے استاد کے پاس جانا چاہیے تاکہ طلب صادق ہو اور حاصل کیے ہوئے علم کی قدر ہو۔

(۲) علم سے مراد قرآن وحدیث کا علم ہے یہ فضیلت دینی علماء وطلباء کے لیے ہے۔

(۳) مسح کے مسائل تفصیل کے ساتھ کتاب الطھارہ میں بیان ہو چکے ہیں۔

(۴) انسان کو محبت کرتے وقت خوب دیکھ بھال کر اپنے محبوب کا انتخاب کرنا چاہیے کیونکہ اس نے کل قیامت کے دن انہی کے ساتھ ہونا ہے۔ ان لوگوں کو مبارک ہو جو اللہ تعالیٰ، اللہ کے رسول ﷺ، صحابہ کرام، ازواجِ مطہرات واہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین، اور محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اور پھر عملاً اس کا ثبوت بھی دیتے ہیں۔

(۵) توبہ کے دروازے کا اتنا لمبا چوڑا ہونا، اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت کی دلیل ہے، پہلے تو آدمی کو گناہ سے بچنا چاہیے، اگر گناہ ہو ہی جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی اور توبہ کرنی چاہیے۔

3536: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ فَقَالَ لِي: مَا جَاءَ بِكَ قُلْتُ ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ. قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَفْعَلُ. قَالَ: قُلْتُ إِنَّهُ حَاكَ أَوْ قَالَ حَكَّ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنَ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَهَلْ جَفِظْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهِ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ كُنَّا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أُمِرْنَا أَنْ لَا نَخْلَعَ خِفَافَنَا ثَلَاثًا إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ.

زر بن حبیش نے بیان کیا: میں صفوان بن عسال المرادی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے فرمایا: کس لیے آئے ہو، میں نے کہا: علم حاصل کرنے کے لیے، انہوں نے کہا: مجھے خبر ملی کہ طالب علم جو علم حاصل کرتا ہے تو فرشتے اس کے عمل پر راضی ہوتے ہوئے اس کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں، میں نے ان سے کہا: موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں میرے دل میں ایک وسوسہ سا پیدا ہوا ہے کیا آپ نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ یاد رکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، ہم جب سفر پر ہوتے تھے تو آپ ﷺ ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم بول و براز اور نیند کی وجہ سے اپنے موزے نہ اتاریں سوائے جنابت کی وجہ سے۔

قَالَ فَقُلْتُ فَهَلْ جَفِظْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْهَوَى شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَنَادَاهُ رَجُلٌ كَانَ فِي آخِرِ الْقَوْمِ بِصَوْتٍ جَهْوَرِيٍّ

میں نے کہا: کیا آپ نے میلان ومحبت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ایک شخص نے جو کہ

أَعْرَابِيٌّ جِلْفٌ جَافٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ. فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: مَهْ إِنَّكَ قَدْ نُهِيتَ عَنْ هَذَا. فَأَجَابَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَحْوًا مِنْ صَوْتِهِ هَاؤُمُ فَقَالَ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ.

سب سے آخر پر تھا بلند آواز سے آپ ﷺ کو پکارا، وہ ایک سخت مزاج اجڈ اعرابی تھا، اس نے کہا: محمد!، محمد! (ﷺ)، لوگوں نے اس سے کہا: ٹھہر جا، تمہیں اس چیز سے منع کیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے اس کی سی آواز میں جواب دیا، ''آؤ'' اس نے کہا: آدمی کسی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن وہ ان سے ملا نہیں۔

قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)). قَالَ زِرٌّ: فَمَا بَرِحَ يُحَدِّثُنِي حَتَّى حَدَّثَنِي أَنَّ اللهَ جَعَلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا عَرْضُهُ مَسِيرَةُ سَبْعِينَ عَامًا لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ قِبَلِهِ وَذَلِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا﴾ الآيَةَ.

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی جس سے محبت کرتا ہے وہ اس کے ساتھ ہی ہوگا۔'' زر نے بیان کیا وہ مجھے حدیث بیان کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے کہا: اللہ عزوجل نے مغرب میں ایک دروازہ بنایا ہے جو کہ توبہ کے لیے ہے، اس کا عرض ستر سال کی مسافت کے برابر ہے، وہ بند نہیں ہوگا حتیٰ کہ سورج اس کی جانب سے طلوع ہوگا اور یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا﴾ ''جس دن تیرے رب کی بعض نشانیاں آجائیں گی تو پھر کسی نفس کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) دیکھیں حدیث ۹۶۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۱۸۰۹۱، ۱۸۰۹۵

فوائد الحدیث: توبہ کا دروازہ اس وقت تک کھلا ہے جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا، اس لیے ہمیں اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر ابھی اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لینی چاہیے۔

108- باب ((إِنَّ اللهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ))

اللہ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے جبکہ اس پر نزع کا عالم طاری نہ ہو

3537: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ بندے کی توبہ قبول فرما لیتا ہے جبکہ اس پر نزع کا عالم طاری نہ ہو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا ابو عامر العقدی عن عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان عن ابیہ عن مکحول عن جبیر بن نفیر عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند اور اسی معنی میں روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه عبد بن حميد: ٨٤٧، ابويعلى: ٥٦٠٩، الحاكم: ٤/٢٥٧، البغوي: ١٣٠٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٥٣، مسند احمد : ٦١٦٠، صحيح ابن حبان: ٦٢٨

فوائد الحدیث: (۱) جب نزع کا وقت شروع ہو جاتا ہے تو اس وقت آدمی کا رابطہ دنیا سے کٹ جاتا ہے اور آخرت کے ساتھ جُڑ جاتا ہے، لہٰذا پھر اس کی زندگی کی کوئی امید باقی نہیں رہتی اس لیے اس وقت کی، کی ہوئی توبہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے۔

(۲) موت کا وقت مقرر ہے لیکن کسی شخص کو معلوم نہیں لہٰذا ہر وقت ہی توبہ کرتے رہنا چاہیے نا جانے یہ مہلت کس لمحے ختم ہو جائے۔

109- باب [لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ أَحَدِكُمْ]

تم میں سے کسی کی توبہ سے اللہ کو بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے

3538: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ أَحَدِكُمْ مِنْ أَحَدِكُمْ بِضَالَّتِهِ إِذَا وَجَدَهَا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی کو اپنی اونٹنی گم ہو جانے کے بعد مل جانے پر جتنی خوشی ہوتی ہے اللہ کو تم میں سے کسی کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، نعمان بن بشیر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مَكْحُولٍ بِإِسْنَادٍ لَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے ابو زناد کی روایت سے۔ یہ حدیث مکحول کی اسناد سے ابو ذر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٢٠٥٨٧، البغوي: ١٣٠٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٦٧٥، سنن ابن ماجه: ٤٢٤٧، مسند احمد : ٨١٩٢، صحيح ابن حبان: ٦٢١

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ و استغفار بہت پسند ہے اور بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو کسی جنگل بیابان میں زندگی سے بالکل مایوس ہو گیا ہو لیکن اچانک اسے زندگی کے تمام اسباب میسر آجائیں تو وہ خوش ہوتا ہے، اور اسی خوشی کے جذبات سے مغلوب ہو کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہتا ہے ”اے اللہ، تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں“۔ حالانکہ اس نے یہ بات غلط کہی ہے لیکن فرط جذبات سے ایسا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا مواخذہ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں۔

110- باب [لَوْلَا أَنَّكُمْ تُذْنِبُونَ لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُذْنِبُونَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ]

اگر تم گناہ نہیں کروگے تو اللہ اور لوگ پیدا فرمائے گا....

3539: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ قَاصِّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي صِرْمَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ قَالَ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَدْ كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَوْلَا أَنَّكُمْ تُذْنِبُونَ لَخَلَقَ اللهُ خَلْقًا يُذْنِبُونَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ عُمَرَ مَوْلَى غَفْرَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

سیّدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی وفات کے وقت فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی تھی اور میں نے اسے تم سے چھپا رکھا تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اگر تم گناہ نہیں کروگے تو اللہ ایسے لوگ پیدا فرمائے گا کہ وہ گناہ کریں گے (اور اللہ سے معافی مانگیں گے) تو وہ انہیں بخش دے گا۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

یہ حدیث محمد بن کعب عن ابی ایوب کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کی گئی ہے۔ قتیبہ نے ہم کو حدثنا عبد الرحمن بن ابی الرجال عن عمر مولیٰ غفرۃ عن محمد بن کعب عن ابی ایوب کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٩٦٧،٩٧٠ و ١٩٦٣، اخرجه عبد بن حميد: ٢٣٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧٤٨، مسند احمد : ٢٣٥١٥

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی تمام صفات حق اور حقیقت ہیں اس لیے کوئی ایک مخلوق ایسی ہو جو گناہ کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما کر اپنے ”غفور رحیم“ ہونے کا اظہار فرمائے۔

111- باب الحديث القدسي: ((يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي...))

حدیث قدسی: ابن آدم! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا

3540: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ فَائِدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ بَكْرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((قَالَ اللهُ يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ وَلَا أُبَالِي. يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ابن آدم! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا تو میں تجھے بخش دوں گا خواہ تیرے گناہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں اور مجھے اس کی کوئی پروا نہیں، ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کوئی پروا نہیں۔ ابن آدم! اگر تو

إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً)).

زمین کے بھراؤ کے لگ بھگ گناہ لے کر میرے پاس آئے پھر تو اس حال میں مجھ سے ملے کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو میں تیرے پاس اتنی ہی مغفرت لے کر آؤں گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٢٧-١٢٨، الروض النضير: ٣٢، المشكاة: ١٢٢٦، التعليق الرغيب: ٢/٢٦٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢١٤٧٢

فوائد الحدیث: (۱) گناہ تھوڑے ہوں یا زیادہ، چھوٹے ہوں یا بڑے، اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں بس توبہ کرنے والا بندہ عقیدہ توحید پر کاربند ہونا چاہیے اور اسکی زندگی میں شرک نہ ہو۔ یعنی معافی، توبہ اور بخشش کا پروانہ صرف اہل توحید کیلئے ہے، مشرکوں کے لیے نہیں۔
(۲) اگر کوئی مشرک شخص، حالت نزع طاری ہونے سے پہلے پہلے شرک سے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کا یہ گناہ بھی معاف فرمادیتے ہیں۔

112- باب خَلْقِ اللهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ

اللہ نے سو رحمتیں پیدا فرمائیں

3541: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((خَلَقَ اللهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَوَضَعَ رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ خَلْقِهِ يَتَرَاحَمُونَ بِهَا، وَعِنْدَ اللهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ رَحْمَةً)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ نے سو رحمتیں پیدا فرمائیں، اس نے ایک رحمت اپنی مخلوق کے درمیان رکھ دی جس کے ذریعے وہ آپس میں رحم کرتے ہیں، جبکہ ننانوے رحمتیں اللہ کے پاس ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَانَ وَجُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سلمان اور جندب بن عبداللہ بن سفیان البجلی رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسله الصحيحة: ١٦٣٤، اخرجه ابو يعلى: ٦٥٠٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٤١٥، صحيح بخاری: ٦٠٠٠، ٦٤٦٩، صحيح مسلم: ٢٧٥٢، سنن ابن ماجه: ٤٢٩٣

فوائد الحدیث: (۱) کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کا شمار تو درکنار ان کا اندازہ بھی نہیں کرسکتا پھر ان کے درمیان جو مودت و محبّت ہے وہ تو تصور سے بھی باہر ہے کہ انسان، حیوان، پرندے وغیرہ کس قدر اپنی آل اولاد یا ہم جنس سے نرمی و محبت کرتے ہیں اور یہ صرف تمام رحمت کا ایک فیصد حصہ ہے، تو باقی ۹۹ فیصد رحمت کی وسعت کیا ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے اپنے پاس رکھی ہے۔ سبحان اللہ
(۲) یہ سو (۱۰۰) کی تمثیل بھی صرف مسئلہ سمجھانے کے لیے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم

113- باب [لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ]

اگر مومن کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کے پاس کیا کیا سزا ہے....

3542: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ مَا طَمِعَ فِي الْجَنَّةِ أَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنَ الْجَنَّةِ أَحَدٌ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے پاس جو جو سزا اور عذاب ہے اس کے متعلق مومن کو معلوم ہو جائے تو پھر کوئی بھی جنّت کی طمع و لالچ نہ رکھے، اور اگر کافر کو اللہ کے ہاں موجود رحمت کے بارے پتا چل جائے تو پھر کوئی بھی جنّت سے ناامید نہ ہو۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور ہم اسے صرف علاء بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٦٣٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٤٦٩، صحيح مسلم: ٢٧٥٥، مسند احمد : ٤٨١٥، صحيح ابن حبان: ٣٤٥، ٦٥٦

فوائد الحدیث: کسی انسان کو بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے لیکن اس رحمت کے حصول کے لیے اللہ کریم نے جو ضابطہ اور اصول مقرر فرمایا ہے اس پر بھی پورا اترنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: إِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (الاعراف:٥٦) اس لیے آدمی کا شرک و بدعت اور سرکشی و بغاوت سے بچنا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا مطیع و فرمانبردار ہونا ضروری ہے۔

114- باب [إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي]

میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے

3543: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ حِينَ خَلَقَ الْخَلْقَ كَتَبَ بِيَدِهِ عَلَى نَفْسِهِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے جس وقت مخلوق کو تخلیق فرمایا تو اس نے اپنے ہاتھ سے اپنے نفس پر تحریر فرمایا: میری رحمت میرے غضب پر غالب آجائے گی۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه الحميدي: ١١٢٦، ابويعلى: ٦٢٨١، البغوي: ٤١٧٨

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ١٣/١٨٠، سنن ابن ماجه: ١٨٩، ٤٢٩٥، كتاب التوحيد لابن خزيمة: ١/١٩، ١٣٤ صحيح ابن حبان: ٦١٤٥۔ مسند احمد: ٧٥٠٠، صحيح بخاری: ٣١٩٤، ٧٤٢٢، ٧٤٥٣، صحيح مسلم: ٢٧٥١، ١٤

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے رحمت و غضب یعنی غصہ و شفقت بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔ جس کا کوئی شخص اندازہ تو نہیں کر سکتا لیکن اس کی ایک جھلک آپ دنیا میں بھی دیکھ سکتے ہیں کہ اللہ

تعالیٰ کی رحمت ہر حال میں انسان کے ساتھ شامل حال رہتی ہے حتیٰ کہ آدمی کی پیدائش سے بھی پہلے شروع ہوتی ہے اور مرنے کے بعد تک قیامت کے دن بھی اس کا حق دار محروم نہیں رہے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا غصہ ہر کسی پر اور ہر وقت نہیں ہوتا مثلاً کوئی گناہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے ورنہ نہیں، اسی طرح بچہ بلوغت سے پہلے جو عمل کرتا ہے، مجنون اور دیوانہ بے عقلی میں یا سویا ہوا آدمی نیند میں کوئی غلطی بھی کرے تو اللہ تعالیٰ مواخذہ نہیں فرماتے، یہ بھی اس کی رحمت کی وسعت اور اس کے غصے و غضب پر غلبے کی دلیل ہے۔

3544: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الثَّلْجِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَغْدَادَ أَبُو عَبْدِ اللهِ صَاحِبُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَرْبِيٍّ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ وَثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْجِدَ وَرَجُلٌ قَدْ صَلَّى وَهُوَ يَدْعُو وَيَقُولُ فِي دُعَائِهِ اللّٰهُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((تَدْرُونَ بِمَ دَعَا اللهَ دَعَا اللهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی ﷺ مسجد میں داخل ہوئے جبکہ ایک آدمی نماز پڑھ چکا تھا اور وہ دعا کر رہا تھا، وہ اپنی دعا میں یہ کہہ رہا تھا: ((اللّٰهُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ)) ”اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی احسان کرنے والا، آسمانوں اور زمین کو عدم سے وجود میں لانے والا جلال و اکرام والا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم جانتے ہو اس نے کس کے ساتھ اللہ سے دعا کی ہے؟ اس نے اللہ کے اس اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے کہ جب اس کے ساتھ اس سے دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے اور جب اس کے ساتھ اس سے سوال کیا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ثابت عن انس کی روایت سے غریب ہے۔ اور دیگر طرق سے انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٨٠٩، انظر تحفة الاشراف: ٤٠٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤٩٥، سنن ابن ماجه: ٣٨٥٨، سنن النسائي: ٣/٥٢، مسند احمد: ١٢٢٠٥، صحيح ابن حبان: ٨٩٣

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ سے دعا ہمیشہ اس کی صفات کے واسطے سے اس ذات کی تعریف کر کے کرنی چاہیے۔

(۲) ”کلمہ توحید“ کو ”اسم اعظم“ سے تعبیر کیا گیا ہے، جس کے ذریعے مانگی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتے ہیں۔

115- باب قَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ((رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ))

اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا....

3545: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا رِبْعِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر کیا

أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ. وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ)).

جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس ماہ رمضان آئے اور پھر وہ چلا جائے اس سے پہلے کہ اس کو بخش دیا جائے، اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو کہ اس کے پاس اس کے والدین بڑھاپے کو پہنچ جائیں اور وہ اسے جنّت میں نہ پہنچا سکیں۔"

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَأَظُنُّهُ قَالَ أَوْ أَحَدُهُمَا.

عبدالرحمٰن راوی نے بیان کیا، میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "یا ان دونوں میں سے ایک۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَرِبْعِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ هُوَ أَخُو إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَهُوَ ثِقَةٌ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ ربعی بن ابراہیم یہ اسماعیل بن ابراہیم کے بھائی ہیں اور وہ ثقہ ہیں اور وہ ابن علیہ ہیں۔

وَيُرْوَى عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مَرَّةً فِي الْمَجْلِسِ أَجْزَأَ عَنْهُ مَا كَانَ فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ.

بعض اہل علم سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "جب آدمی مجلس میں ایک بار نبی ﷺ پر درود پڑھتا ہے تو وہ اس کے مجلس میں رہنے تک اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔"

حكم الحديث: (حسن صحيح) المشكاة: ٩٢٧، التعليق الرغيب: ٢/٢٨٣

تخريج الحديث: مسند احمد: ٧٤٥١، صحيح مسلم: ٢٥٥١، صحيح ابن حبان: ٩٠٨

فوائد الحديث: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنے کی اہمیت، رمضان المبارک کی عظمت اور والدین کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے۔

3546: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ)).

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) المشكاة: ٩٣٣، فضل الصلاة: ١٤/٣١، ٣٩، التعليق الرغيب: ٢/٢٨٤

تخريج الحديث: مسند احمد: ١٧٣٦، سنن نسائی الكبرى: ٨١٠٠، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٥٦، ٥٥، ابن حبان: ٩٠٩

فوائد الحدیث: بخیل شخص کے متعلق خود رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا البخیل بعید من اللہ بعید من الجنة بعید من الناس قریب من النار (ترمذی ص ۲/۱۷، ابواب البر والصلۃ) "کہ بخیل اور کنجوس آدمی لوگوں سے بھی دور ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سے بھی دور ہوتا ہے، جنّت سے بھی دور ہوتا ہے اور آگ (جہنم) کے قریب ہوتا ہے"۔ اور اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک سن کر جو درود نہیں پڑھتا اسے بخیل کہا گیا ہے یعنی ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم اور دوزخ کا حق دار ہے۔

116- باب فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ اللّٰهُمَّ بَرِّدْ قَلْبِي

دعا: اے اللہ! میرے دل کو ٹھنڈا کر دے.....

3547: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((اللّٰهُمَّ بَرِّدْ قَلْبِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ اللّٰهُمَّ نَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ)).

سیّدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ! میرے دل کو برف، اولوں اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کر دے، اے اللہ! میرے دل کو گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کر دیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٦٨٦، الطيالسي: ٨١٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٩١١٨، صحيح مسلم: ٤٧٦، ٢٠٤، سنن النسائي: ١/١٩٨، ١٩٩، ابن حبان: ٩٥٦

فوائد الحدیث: دل کو ٹھنڈا کرنے سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے پاک صاف کر کے اطمینان و سکون عطا فرما، کیونکہ گناہ گار دل تو پریشان اور بے چین ہی رہتا ہے۔

117- باب ((مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابَ الدُّعَاءِ:))

تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا جائے....

3548: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْقُرَشِيِّ الْمُلَيْكِيِّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللهُ شَيْئًا يَعْنِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ الْعَافِيَةَ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا جائے تو اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اللہ سے جو بھی مانگا جاتا ہے اس میں سے اسے سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب چیز عافیت ہے۔"

وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دعا اس چیز سے نفع دیتی ہے جو

يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَاءِ)).

کہ نازل ہو چکی اور اس سے جو نازل نہیں ہوئی پس اللہ کے بندو! دعا کیا کرو۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْقُرَشِيِّ وَهُوَ الْمَكِّيُّ الْمُلَيْكِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف عبدالرحمٰن بن ابی بکر قرشی کے حوالے سے جانتے ہیں وہ مکی ملیکی ہیں اور حدیث میں ضعیف ہیں، بعض محدثین نے ان کے حفظ کے حوالے سے ان پر جرح کی ہے۔

وَقَدْ رَوَى إِسْرَائِيلُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَا سُئِلَ اللهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَافِيَةِ)).

اسرائیل نے اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن ابی بکر عن موسیٰ بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے جو بھی مانگا جائے اس میں سے اللہ کو عافیت کا طلب کیا جانا سب سے زیادہ محبوب ہے۔"

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٢٢٣٩، التعليق الرغيب: ٢/٢٧٢، دیکھیں حدیث ۳۵۱۵۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ١٠/٢٠٦، مستدرک حاکم: ١/٤٩٨، الدعوات الكبير للبيهقي: ٢٥٤

فوائد الحدیث: (۱) "دعا" کرنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ ہی بندے کو دیتے ہیں اس لیے اسے دروازہ کھولنے سے تعبیر کیا گیا ہے، جب کبھی انسان کو اس کی توفیق ملے تو اسے عافیت کا سوال کرنا چاہیے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائیاں اور ہر قسم کے شر سے حفاظت کا مفہوم ہے۔

(۲) دعا کے بہت سے فائدے ہیں اس لیے ہمیشہ اس کا التزام کرنا چاہیے۔

3549-1: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكُوفِيُّ عَنْ إِسْرَائِيلَ بِهَذَا.

یہی بات ہم کو قاسم بن دینار کوفی نے حدثنا اسحق بن منصور الکوفی عن اسرائیل کی سند سے بیان کی ہے۔

3549-2: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خُنَيْسٍ عَنْ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ بِلَالٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَإِنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ قُرْبَةٌ إِلَى اللهِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ وَتَكْفِيرٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ)).

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نماز تہجد پڑھا کرو کیونکہ وہ تم سے پہلے صالح لوگوں کا طرز عمل ہے، اور یہ کہ نماز تہجد پڑھنا اللہ کی قربت، گناہ سے رکاوٹ، گناہوں کا کفارہ اور جسم کی بیماری کو ہٹانے کا باعث ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ بِلَالٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَا يَصِحُّ مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ. قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ مُحَمَّدٌ الْقُرَشِيُّ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الشَّامِيُّ وَهُوَ ابْنُ أَبِي قَيْسٍ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ وَقَدْ تُرِكَ حَدِيثُهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے بلال کی روایت سے صرف اس طریق سے جانتے ہیں اور یہ اپنی اسناد کے حوالے سے صحیح نہیں۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: وہ فرماتے ہیں: محمد القرشی یہ محمد بن سعید شامی ہے، اور وہ ابن ابی قیس ہے، وہ محمد بن حسان ہے۔

اس کی روایت قبول نہیں کی گئی۔ اس حدیث کو معاویہ بن صالح نے ربیعہ بن یزید عن ابی ادریس خولانی عن ابی امامہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَنْهَاةٌ لِلإِثْمِ)).

آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز تہجد پڑھا کرو کیونکہ وہ تم سے پہلے صالح لوگوں کا طرز عمل ہے، وہ تمہارے رب کی قربت، گناہوں کا کفارہ اور گناہ سے رکاوٹ کا باعث ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ بِلَالٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ابو ادریس عن بلال کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الارواء: ٤٥٢، المشكاة: ١٢٢٧، التعليق الرغيب: ٢/٦١٢، محمد القرشی وضاع ہے۔

تخریج الحدیث: سنن كبرىٰ للبيهقي: ٢/٥٠٢، تاريخ دمشق: ٥/ورقة ١٢٢، معجم الكبير للطبراني : ٦١٥٤

فوائد الحدیث: (۱) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی صراحت کے مطابق سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی روایت کی نسبت زیادہ صحیح ہیں۔

(۲) نماز تہجد کے جتنے بھی فضائل و فوائد اس حدیث میں بیان ہوئے ہیں قرآن مجید کی مختلف آیات و احادیث کے مطابق وہ صحیح ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اس نماز کا اہتمام کریں تاکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل ہو اور صالحین کے اوصاف بھی ہم میں پیدا ہوں۔

118- باب [أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ سِتِّينَ إِلَى سَبْعِينَ]

میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر سال تک ہیں

3550: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ سِتِّينَ إِلَى سَبْعِينَ وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوزُ ذَلِكَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہیں، اس سے تجاوز کرنے والے کم ہی ہوں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ عن النبی ﷺ کی سند سے مروی حدیث سے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں اور یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دیگر طرق سے بھی مروی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابويعلى: ٥٩٩٠، الحاكم: ٢/٤٢٧، البيهقي: ٣/٣٧٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٣٦، صحيح ابن حبان: ٢٩٨٠

فوائد الحدیث: پہلی امتوں کی بہ نسبت امت محمدیہ کے افراد کی عمریں کم ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ساٹھ سے ستر کے درمیان میں بیان فرمایا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اس زندگی کو غنیمت سمجھیں اور زیادہ سے زیادہ نیکی کی کوشش کر کے اپنی آخرت کو بہتر بنائیں۔ ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا اعذر الله الى امرئ اخر اجله حتى بلّغه ستين سنة (بخاری ص ۲/۹۵۰، کتاب الرقاق) "اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لیے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا جس کی عمر کو ساٹھ سال تک موخر کر دیا" یعنی ساٹھ سال تک زندہ رہنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے توبہ کے لیے مہلت نہیں دی گئی، اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ ہر وقت آخرت کے سفر کے لیے تیار رہے اگر کسی کو ساٹھ سال سے زائد عمر ملے تو وہ غنیمت جانتے ہوئے زیادہ نیکی کی فکر کرے۔

119- باب فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ
نبی اکرم ﷺ کی دعا کے متعلق

3551: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ طُلَيْقِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو يَقُولُ ((رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِي وَيَسِّرِ الْهُدَى لِي وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ شَكَّارًا لَكَ ذَكَّارًا لَكَ رَهَّابًا لَكَ مِطْوَاعًا، لَكَ مُخْبِتًا، إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاغْسِلْ حَوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "رب جی! میری مدد فرمانا میرے خلاف (کسی کی) مدد نہ فرمانا، میری تائید فرما میرے خلاف کسی کی تائید نہ فرما، میرے حق میں تدبیر فرما اور میرے خلاف تدبیر نہ فرما، مجھے ہدایت نصیب فرما اور میرے لیے ہدایت کا حصول آسان فرما دے، جو مجھ پر زیادتی کرے اس کے خلاف میری تائید فرما۔ رب جی! مجھے اپنا بہت زیادہ شکر کرنے والا، اپنا بہت زیادہ ذکر کرنے والا اپنے سے بہت زیادہ ڈرنے والا، اپنی اطاعت کرنے والا، اپنے لیے جھکنے والا، اور اپنی طرف جھکنے والا بنا دے۔ رب جی! میری توبہ قبول فرما، میرے گناہ دھو دے، میری دعا قبول فرما، میری حجت و دلیل کو ثابت کر دے، میری زبان درست کر دے، میرے دل کی راہنمائی فرما اور میرے سینے سے حسد نکال دے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

محمود بن غیلان کہتے ہیں کہ محمد بن بشر العبدی نے سفیان ثوری سے اسی اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٢٨٠، عبد بن حميد: ٧١٧، الحاكم: ١/٥١٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٥١٠، ١٥١١، سنن ابن ماجه: ٣٨٣٠، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٦٠٧، مسند احمد: ١٩٩٧، صحيح ابن حبان: ٩٤٧، ٩٤٨

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے اس دعا میں اپنی امت کو تعلیم دی ہے کہ انسان کو اپنی دینی و دنیاوی تمام ضرورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے ہی سوال کرنا چاہیے کیونکہ ہر آدمی اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔

(۲) اس دعا میں رسول اللہ ﷺ نے جتنی بھی دعائیں مانگی ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم ان کی دعا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر وہ اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، ذکر کرنے کو اپنی عادت بنائیں۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے توبہ و استغفار کریں، زبان کو ہمیشہ صحیح استعمال کریں اور اپنے سینے کو بغض، حسد اور کینے سے پاک رکھیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

120- بَابُ مَنْ دَعَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَهُ فَقَدِ انْتَصَرَ

جس نے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے خلاف دعا کرلی تو اس نے بدلہ لے لیا

3552: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ دَعَا عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ فَقَدِ انْتَصَرَ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اس شخص کے لیے بددعا کردی جس نے اس پر ظلم کیا ہے تو اس نے بدلہ لے لیا۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي حَمْزَةَ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَبِي حَمْزَةَ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَهُوَ مَيْمُونٌ الأَعْوَرُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابو حمزہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، بعض اہل علم نے ابو حمزہ پر اس کے حفظ کے حوالے سے جرح کی ہے اور یہ میمون اعور ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ بِهٰذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

قتیبہ نے بیان کیا کہ حمید بن عبدالرحمٰن رواسی نے ابو الاحوص عن ابی حمزہ کی اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٤٥٩٣، اس میں ابو حمزہ راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ١٠/٣٤٧۔ ٣٤٨، مسند ابو يعلى: ٤٤٥٤، الكامل لابن عدى: ٦/٢٤٠٧

فوائد الحدیث: حتی الوسع آدمی کوشش کرے کہ اپنے اوپر ہونے والے ظلم و زیادتی پر صبر کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ اس کا اجر اور بدلہ پائے، لیکن اگر وہ ظالم کے حق میں بددعا کردے تو اسے اجازت بھی ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **اتق دعوة المظلوم** (بخاری ص ۱/۳۳۱، ابواب المظالم والقصاص) ”کہ مظلوم کی بددعا سے بچو“۔

121- بَابُ مَنْ قَالَ كَلِمَةَ التَّوْحِيْدِ الْمُفَصَّلِ عَشْرَ مَرَّاتٍ

جس نے دس بار مفصل کلمہ توحید پڑھا

3553: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ

سیّدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) ”جو دس بار

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ قَالَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. كَانَتْ لَهُ عِدْلَ أَرْبَعِ رِقَابٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ)).

یہ کلمات پڑھتا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کے لیے اور ہر قسم کی حمد اسی کے لیے ہے، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اسے اولاد اسماعیل میں سے چار غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔"

قَالَ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ مَوْقُوفًا.

یہ حدیث ابوایوب سے موقوف روایت کی جاتی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميد: ٢٢١، الضعفية تحت الحديث: ٥١٢٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٤٠٤، صحيح مسلم: ٢٦٩٣، عمل اليوم والليلة للنسائی: ١١٢، مسند احمد: ٢٣٥٨٣

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں کلمہ توحید کی فضیلت ہے کہ مذکورہ کلمات پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔

(۲) کوئی سا بھی ایک غلام جو مسلمان ہو اسے آزاد کرنا جہنم سے آزادی کا باعث ہے لیکن اگر وہ سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے اعلیٰ شرف والا غلام ہو تو پھر اجر و ثواب کا کون اندازہ کر سکتا ہے، اور وہ بھی ایک نہیں چار غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب۔ سبحان اللہ

(۳) یہ تو انسان کی کوتاہی ہے کہ وہ اس زندگی میں محنت کر کے اللہ تعالیٰ سے گناہ معاف کروانے کے ساتھ ساتھ نیکیوں کے ڈھیر اکٹھے نہ کر سکے ورنہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے بندوں کے لیے اپنے لطف و کرم کی انتہا کر دی ہے۔

122- بَابُ ثَوَابِ: سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ

سبحان اللہ عدد خلقہ.... کا ثواب

3554: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنِي كِنَانَةُ مَوْلَى صَفِيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ صَفِيَّةَ تَقُولُ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيَّ أَرْبَعَةُ آلَافِ نَوَاةٍ أُسَبِّحُ بِهَا فَقُلْتُ لَقَدْ سَبَّحْتُ بِهَذِهِ. فَقَالَ ((أَلَا أُعَلِّمُكِ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَبَّحْتِ بِهِ)). فَقُلْتُ: بَلَى عَلِّمْنِي. فَقَالَ ((قُولِي سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ)).

سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ میرے آگے چار ہزار گٹھلیاں تھیں میں ان پر تسبیح (سبحان اللہ) پڑھتی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے ان پر تسبیح بیان کی کیا تم نے جو تسبیح بیان کی میں تمہیں اس سے زیادہ کے متعلق نہ بتاؤں؟" میں نے عرض کیا، جی ہاں مجھے ضرور بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "کہو: ((سبحان اللہ عدد خلقه)) "اللہ اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر پاک ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ صَفِيَّةَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ هَاشِمِ بْنِ سَعِيدٍ الْكُوفِيِّ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمَعْرُوفٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صفیہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے حوالے سے صرف اس طریق سے ہاشم بن سعید کوفی کی روایت سے جانتے ہیں، اس کی اسناد معروف نہیں۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (منکر) اس میں ہاشم بن سعید راوی ضعیف ہے۔ الضعيفة: ٨٣

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٧١١٨، معجم الكبير للطبراني: ٢٤/١٩٥، كتاب الدعاء للطبراني: ١٧٣٩

فوائد الحدیث: حدیث میں مذکورہ الفاظ کی فضیلت آئندہ حدیث میں بھی آرہی ہے۔ ان کلمات کے ساتھ آدمی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر سکتا ہے۔ لیکن یہ گٹھلیوں پر شمار کرنے کی بات درست نہیں۔

3555: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ كُرَيْبًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهَا وَهِيَ فِي مَسْجِدٍ ثُمَّ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِهَا قَرِيبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالَ لَهَا ((مَا زِلْتِ عَلَى حَالِكِ)). فَقَالَتْ نَعَمْ. قَالَ ((أَلَا أُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهَا: سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ)).

سیّدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنی جائے نماز پر تھیں، پھر نبی ﷺ تقریبا دوپہر کے وقت ان کے پاس سے گزرے آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ”تم اپنی اسی حالت پر رہی ہو؟“ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں چند کلمات نہ بتاؤں تم انہیں پڑھ لیا کرو: ((سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ)) اللہ پاک ہے اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر، (تین بار)، ((سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ)) اللہ پاک ہے جتنی بار وہ اپنے لیے پسند فرماتا ہے (تین بار)۔ ((سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ)) اللہ پاک ہے اپنے عرش کے وزن کے برابر (تین بار)، ((سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ)) اللہ پاک ہے اپنے کلمات کی روشنائی کے برابر (تین بار)۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ وَهُوَ شَيْخٌ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ الْمَسْعُودِيُّ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ محمد بن عبدالرحمٰن یہ آل طلحہ کے مولیٰ ہیں، اور مدنی الشیخ ہیں ثقہ ہیں۔ مسعودی اور سفیان ثوری نے ان سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٢٨٢، البخاري في الادب المفرد: ٦٤٧، ابويعلى: ٧٠٦٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧٢٦، سنن نسائي المجتبى: ٣/٧٧، وفى عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٦٤، ١٦٥، مسند احمد: ٢٦٧٥٨، صحيح ابن حبان: ٨٢٨

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے جو کلمات بیان فرمائے ہیں یہ تھوڑی تعداد میں پڑھنے سے بھی اللہ تعالیٰ زیادہ ثواب عطا فرماتے ہیں۔

123- باب ((إِنَّ اللهَ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ))

اللہ حیادار سخی ہے.....

3556: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ: أَنْبَأَنَا جَعْفَرُ بْنُ مَيْمُونٍ صَاحِبُ الأَنْمَاطِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحِي إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ)).

سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ حیادار سخی ہے جب بندہ اس کے حضور ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ اس بات سے شرماتا ہے کہ وہ انہیں خالی ناکام لوٹادے / پھیر دے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ان میں سے بعض نے اسے روایت کیا ہے اور اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک اس کی سند جعفر بن میمون کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤٨٨، سنن ابن ماجه: ٣٨٦٥، مسند احمد : ٢٣٧١٥، صحيح ابن حبان: ٨٧٦

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ سے دعا ہاتھ اٹھا کر بھی مانگی جاسکتی ہے اور بغیر ہاتھ اٹھائے بھی۔ لیکن دعا کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ اگر آدمی کسی خاص موقعہ کی دعا نہیں پڑھ رہا بلکہ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات کا ہی سوال کر رہا ہے تو پھر اسے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنی چاہیے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اٹھے ہوئے ہاتھ خالی لوٹانے میں شرم محسوس کرتے ہیں۔

3557: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلاً كَانَ يَدْعُو بِأُصْبُعَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَحِدْ أَحِدْ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اپنی دو انگلیوں کے ساتھ دعا / اشارہ کرتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک، ایک''۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ إِذَا أَشَارَ الرَّجُلُ بِأُصْبُعَيْهِ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الشَّهَادَةِ لَا يُشِيرُ إِلَّا بِأُصْبُعٍ وَاحِدَةٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب آدمی تشہد میں اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے تو اشارہ کرتے وقت ایک انگلی سے اشارہ کرے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) المشکاة: ٩١٣، بعض کے نزدیک یہ محمد بن عجلان کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ٣/٣٨، مسند احمد : ١٠٧٣٩، صحيح ابن حبان: ٨٨٤

فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص اپنی دعا میں انگلی کا اشارہ کرنا چاہے تو پھر اسے ایک ہی شہادت والی انگلی کے ساتھ اشارہ کرنا چاہیے۔

ابواب الدعوات سے متفرق احادیث

124- باب ((سَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ...))

اللہ سے معافی اور عافیت طلب کرو

3558: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَامَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الأَوَّلِ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ ((سَلُوا اللهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَإِنَّ أَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ)).

معاذ بن رفاعہ نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا، ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے پھر روئے تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ (ہجرت کے) پہلے سال منبر پر کھڑے ہوئے پھر روئے تو فرمایا: ”اللہ سے معافی اور عافیت طلب کرو، کیونکہ کسی کو یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز عطا نہیں کی گئی۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٢٠٥، البزار: ٣٤، ابويعلى: ٨٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٥، ٦، ١٧، ٣٤، ٤٤، سنن ابن ماجه: ٣٨٤٩، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٨٧٩- ٨٨٨، صحيح ابن حبان: ٩٥٢

فوائد الحدیث: ایمان کے بعد سب سے بڑی اللہ تعالیٰ کی نعمت ”عافیت“ کا نصیب ہو جانا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو دنیا و آخرت کی ہر قسم کی پریشانیوں سے محفوظ فرمادے۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۵۱۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

125- باب [مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ]

استغفار کرنے والا گناہ پر اصرار کرنے والا نہیں

3559: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ أَبِي نُصَيْرَةَ عَنْ مَوْلًى لأَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَلَوْ فَعَلَهُ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً)).

سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (گناہ کر کے) استغفار کر لیا اس نے اصرار نہ کیا خواہ اس نے دن میں ستر بار ایسے کیا ہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي نُصَيْرَةَ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابو نصیرہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں اور اس کی

اسناد قوی نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں مولیٰ ابی بکر مجہول ہے۔المشكاة: ٢٣٤٠، ضعيف ابي داود: ٢٦٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٥١٤، مسند ابو يعلى: ١٣٧۔ ١٣٩، سنن كبرىٰ للبيهقي: ١٠/١٨٨، شرح السنة: ١٢٩٧

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متقی و پرہیز گار لوگوں کی ایک علامت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ ولم يُصرّوا علىٰ ما فعلوا (آل عمران:۱۳۵) یعنی ان سے جب کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو وہ اس پر اصرار نہیں کرتے اور نہ ہی اس کے لیے کوئی جواز تراشتے ہیں بلکہ فوراً اپنے رب تعالیٰ سے معافی مانگ لیتے ہیں۔

(۲) حدیث الباب اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں بھی یہی بات بیان ہوئی ہے۔

126- بَابٌ

باب

3560: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَسُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا الأَصْبَغُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي. ثُمَّ عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي، ثُمَّ عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهِ كَانَ فِي كَنَفِ اللهِ وَفِي حِفْظِ اللهِ وَفِي سَتْرِ اللهِ حَيًّا وَمَيِّتًا)).

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہنا تو یہ دعا پڑھی: ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے وہ چیز پہنائی جس کے ساتھ میں اپنا ستر چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ساتھ زینت حاصل کرتا ہوں، پھر انہوں نے اپنے پرانے کپڑے صدقہ کر دیے۔ پھر انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص نیا لباس پہنے تو وہ یہ دعا پڑھے: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي)) ”ہر قسم کی حمد اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے وہ چیز پہنائی جس کے ساتھ میں اپنا ستر ڈھانپتا ہوں اور اسی کے ساتھ اپنی زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں، پھر اس کپڑے کا قصد کیا جسے بوسیدہ کیا تھا اور اس کو صدقہ کر دیا تو وہ شخص زندگی اور موت دونوں حالتوں میں اللہ کی حفظ و امان اور اس کے پردے میں ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ یحییٰ بن ایوب نے عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید عن القاسم عن ابی امامہ کی سند سے اسے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں ابو العلاء مجہول ہے۔اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٣٤/١٥٨

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۳۵۵۷، مسند احمد : ۳۰۵

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے لباس بہت بڑی نعمت ہے کہ جس سے انسان نا صرف کہ اپنے ستر کو ڈھانپ کر شرم و حیا کا ثبوت دیتا ہے بلکہ اس سے زینت اور خوبصورتی بھی حاصل کرتا ہے خصوصا اس دور میں کہ جب لوگ ظاہری وضع قطع اور ٹھاٹھ باٹھ دیکھ کر ہی دوسرے کی حَیثِیّت کا اندازہ کرتے اور اسے اس کے مطابق مقام دیتے ہیں۔ لہٰذا تمام نعمتوں کی طرح اس نعمت پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

(۲) افسوس کہ آج لوگ خود ہی بے لباس ہوتے جا رہے ہیں بعض خواتین و حضرات نے تو لباس کو اس قدر مختصر کر دیا کہ ان کے بے لباس ہونے کا گمان ہوتا ہے اور بعض نے انتہائی تنگ لباس پہن کر اپنے اعضاء کی خوب خوب نمائش کی کہ دیکھنے والے بھی شرم محسوس کرتے ہیں، مگر پہننے والے فخر۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ ہمارے حالات پر رحم فرمائے۔ (آمین)

(۳) حدیث الباب تو سنداً ضَعیف ہے البتہ رسول اللہ ﷺ سے دوسرے الفاظ کے ساتھ دعا کرنا ثابت ہے۔ سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نیا لباس پہنتے تو اس لباس کا نام (قمیض یا عمامہ) لے کر یہ دعا پڑھتے: اللهم لك الحمد انت كسوتنيه اسألك من خيره وخير ما صنع له واعوذبك من شره وشر ما صنع له (ابو داؤد ص ۲/ ۲۰۲، کتاب اللباس) "اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہی ہیں تو نے ہی مجھے یہ لباس پہنایا ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی خیر و بھلائی کا اور اس چیز کی خیر و بھلائی کا جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔ (مجھے وہ عطا فرما) اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس لباس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی اور شر سے جن کے لیے یہ بنایا گیا ہے (مجھے اس شر سے بچا لے)"

(۴) اسی طرح آپ ﷺ جب معمول کا لباس پہنتے تو پھر یہ دعا پڑھتے الحمدلله الذی كسانی هذا الثوب ورزقنيه من غير حول منی ولا قوة (ابو داؤد ص ۲/ ۲۰۲، کتاب اللباس) "تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہیں جس نے یہ لباس مجھے میری طاقت و قوت کے بغیر مجھے پہنایا"۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے یہ دعا پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف فرما دیں گے۔

(۵) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نیا کپڑا پہننے والے کو یہ دعا دیا کرتے تھے۔ تُبْلِي وَيُخْلِفُ اللهُ تعالى (ابو داؤد ص ۲/ ۲۰۲)
"اللہ کرے تم اسے پرانا کرو (یعنی خوب استعمال کرو) اور اللہ تعالیٰ تمہیں اور بھی عطا فرمائے"۔

127- باب

باب

3561: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوا غَنَائِمَ كَثِيرَةً وَأَسْرَعُوا الرَّجْعَةَ

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نجد کی طرف ایک لشکر بھیجا انہوں نے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا، اور جلد واپسی کی، ایک شخص نے جو کہ لشکر کے ساتھ نہیں گیا تھا کہا: ہم نے اس لشکر سے جلد واپس آنے والا

فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ لَمْ يَخْرُجْ: مَا رَأَيْنَا بَعْثًا أَسْرَعَ رَجْعَةً وَلَا أَفْضَلَ غَنِيمَةً مِنْ هَذَا الْبَعْثِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى قَوْمٍ أَفْضَلُ غَنِيمَةً وَأَسْرَعُ رَجْعَةً قَوْمٌ شَهِدُوا صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ جَلَسُوا يَذْكُرُونَ اللهَ حَتَّى طَلَعَتْ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ فَأُولَئِكَ أَسْرَعُ رَجْعَةً وَأَفْضَلُ غَنِيمَةً)).

اور بہترین مال غنیمت حاصل کرنے والا کوئی اور لشکر نہیں دیکھا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں بہترین مال غنیمت حاصل کرنے والے اور جلد واپس آجانے والے لوگوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ وہ لوگ جنہوں نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی پھر سورج طلوع ہونے تک بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے رہے تو یہ لوگ جلد واپس آنے والے اور بہترین مال غنیمت حاصل کرنے والے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَحَمَّادُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ هُوَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيُّ الْمُزَنِيُّ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ الْمَدَنِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، حماد بن ابی حمید یہ ابوابراہیم انصاری مزنی ہیں اور وہ محمد بن ابی حمید مدنی ہیں اور حدیث میں ضعیف ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) التعليق الرغيب: ١/١٦٦، الصحيحة تحت الحديث: ٢٥٣١

تخریج الحدیث: الكامل لابن عدي: ٢/٦٥٨، صحيح ابن حبان: ٢٥٣٥، مسند احمد: ٦٦٣٨

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن صحیح احادیث میں فجر کی نماز باجماعت پڑھ کر بعد میں طلوع فجر تک بیٹھ کر اذکار کرنا اور پھر اشراق کی نماز پڑھنے کی بہت زیادہ فضیلت بیان ہوئی ہے۔

128- باب

باب

3562: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْعُمْرَةِ فَقَالَ ((أَيْ أُخَيَّ أَشْرِكْنَا فِي دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا)).

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے عمرے کے بارے میں اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "پیارے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں شریک کرنا اور ہمیں بھول نہ جانا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں عاصم بن عبید اللہ ضعیف ہے۔ اخرجه ابويعلى: ١٠٥٥، البيهقي: ٥/٢٥١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤٩٨، سنن ابن ماجه: ٢٨٩٤، مسند احمد: ١٩٥

فوائد الحدیث: (١) اپنے لیے دوسروں سے دعا کروائی جاسکتی ہے خواہ وہ مقام و مرتبہ سے اپنے سے کم ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً استاد شاگرد سے، والدین اولاد سے، امام مقتدیوں سے وغیرہ وغیرہ۔

(٢) دعا کرتے ہوئے کسی کے کہے بغیر بھی اپنے عزیز و اقارب، دوست احباب، اساتذہ اور شاگردوں کو اپنی دعا میں شامل کرنا چاہیے کہ غیب کی دعا غیب کے لیے اللہ تعالیٰ جلدی قبول فرماتے ہیں۔

129- باب

باب

3563: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ مُكَاتَبًا جَاءَهُ فَقَالَ إِنِّي قَدْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِي فَأَعِنِّي. قَالَ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صِيرٍ دَيْنًا أَدَّاهُ اللهُ عَنْكَ قَالَ ((قُلِ اللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکاتب ان کے پاس آیا تو اس نے کہا: میں اپنی کتابت (آزادی حاصل کرنے کے لیے طے شدہ رقم ادا کرنے) سے عاجز ہو گیا ہوں پس آپ میری مدد فرمائیں، انہوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھائے تھے؟ اگر تم پر جبل صیر کے برابر قرض ہو گا تو اللہ اسے تمہاری طرف سے ادا فرما دے گا۔ آپ نے فرمایا: کہو: ((اللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ)) ”اے اللہ! اپنی حلال کردہ چیزوں کے ذریعے مجھے اپنی حرام کردہ چیزوں سے کفایت کر دے، اور اپنے فضل و کرم کے ذریعے اپنے سوا سے مجھے بے نیاز کر دے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) التعليق الرغيب: ٢/ ٤٠، الكلم الطيب: ٩٩/١٤٣، بعض کے نزدیک یہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: زوائد مسند احمد : ١٣١٩

فوائد الحدیث: (۱) مقروض آدمی کو دوسری دعاؤں کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی پڑھنی چاہیے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ یہ دعا رسول اللہ ﷺ نے قرض کی ادائیگی کے لیے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی۔

(۲) ”مکاتب“ اس غلام کو کہتے ہیں جو اپنے مالک سے کچھ رقم کے عوض اپنی آزادی کا معاہدہ کر لیتا ہے اور پھر معاہدے کے مطابق جب وہ اپنی مقرر کردہ رقم (قیمت) ادا کر دیتا ہے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے۔

130- باب فِي دُعَاءِ الْمَرِيضِ

مریض کی دعا

3564: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَجَلِي قَدْ حَضَرَ فَأَرِحْنِي، وَإِنْ كَانَ مُتَأَخِّرًا فَارْفَعْنِي وَإِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِي.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بیمار تھا تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے جبکہ میں کہہ رہا تھا: اے اللہ! اگر میری موت کا وقت آپہنچا ہے تو پھر مجھے راحت دے، اگر دیر ہے تو پھر مجھے (بیماری کے بستر سے) اٹھا دے اور اگر کوئی آزمائش ہے تو مجھے صبر عطا فرما۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كَيْفَ قُلْتَ)). قَالَ فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ قَالَ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ فَقَالَ ((اللّٰهُمَّ عَافِهِ أَوِ اشْفِهِ)). شُعْبَةُ الشَّاكُّ. قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجَعِي بَعْدُ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے کس طرح کہا ہے؟'' پس انہوں نے اپنے وہ کلمات آپ ﷺ کو دوبارہ سنا دیے، راوی نے بیان کیا، پس آپ ﷺ نے اپنا پاؤں انہیں مارا اور فرمایا: ''اے اللہ! اسے عافیت عطا فرما۔ یا فرمایا اسے شفا عطا فرما۔'' شعبہ راوی کو شک ہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے بعد پھر میں بیمار نہیں ہوا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦٠٩٨، اس کی سند عبداللہ بن سلمہ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٠٥٨، مسند احمد : ٦٣٧، صحيح ابن حبان: ٦٩٤٠

فوائد الحدیث: (۱) موت کا ایک وقت مقرر ہے جس میں لمحہ بھر کی تاخیر و تقدیم نہیں اور اس نے ہر ذی روح کو آنا ہی ہے لیکن بیماری کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ سے موت کی دعا نہیں کرنی چاہیے بلکہ بیماری سے شفا اور مصائب و مشکلات سے عافیت مانگنی چاہیے۔

(۲) بیمار آدمی کی بیمار پرسی کرنے والا بھی صحت و شفا کی دعا دے کوئی ایسا کلمہ نہ کہے جس سے مایوسی ہو اور بیمار آدمی کی پریشانی میں اضافہ ہو۔

3565: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَادَ مَرِيضًا قَالَ ((اللّٰهُمَّ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)) ''اے اللہ! تکلیف دور کر دے لوگوں کے پروردگار، شفا عطا فرما تو ہی شفا عطا کرنے والا ہے تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں اور ایسی شفا عطا فرما جو کسی بھی بیماری کو نہ چھوڑے۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) بعض کے نزدیک یہ حارث اعور کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٥٦٥

فوائد الحدیث: (۱) بیمار کی عیادت کے لیے جانے والے کو اس کی شفا کے لیے دعا کرنی چاہیے۔

(۲) حدیث الباب میں رسول اللہ ﷺ کی دعا کے الفاظ بہت جامع ہیں لہٰذا انہیں یاد کر کے ان الفاظ کے ساتھ دعا دینی چاہیے۔

131- باب فِي دُعَاءِ الْوِتْرِ

وتر کی دعا

3566: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ وتر

أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي وِتْرِهِ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ)).

میں یہ دعا کیا کرتے تھے: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ)) ”اے اللہ! میں تیری ناراضی سے تیری خوشنودی کی پناہ میں آتا ہوں، تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں، میں تجھ سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں تیری پوری طرح تعریف نہیں کر سکتا تو ویسے ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف خود فرمائی ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے۔ اور ہم اسے اس طریق سے حماد بن سلمہ کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢/٣٠٦، ابويعلى: ٢٧٥، البيهقي: ٣/٤٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤٢٧، سنن ابن ماجه:١١٧٩، سنن النسائي: ٣/٢٤٨۔ ٢٤٩، مسند احمد : ٧٥١

فوائد الحدیث: (۱) نماز وتر کے قنوت میں یہ دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ اور دوسری دعا جو سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اللھم اھدنی فیمن ھدیت..... الخ بھی پڑھنا درست ہے۔ دونوں میں سے جونسی دعا بھی پڑھ لی جائے جائز ہے۔

(۲) کیسا حسن اتفاق ہے کہ حدیث الباب والی دعا آپ ﷺ سے وتروں میں پڑھنے کے لیے سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے روایت کی اور دوسری معروف دعا آپ ﷺ نے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بیٹے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو سکھائی اور حکم فرمایا کہ اسے نماز وتر میں پڑھا کرو۔ سبحان اللہ

132- باب فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَتَعَوُّذِهِ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ

ہر نماز کے بعد نبی ﷺ کی دعا اور تعوذ

3567: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَا: كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُكْتِبُ الْغِلْمَانَ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ))

مصعب بن سعد اور عمرو بن میمون نے بیان کیا، سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات اس طرح سکھاتے تھے جس طرح معلم لڑکوں کو تعلیم دیتا ہے اور وہ فرماتے: رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ پناہ طلب کیا کرتے تھے: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ)) ”اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں

مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ)).

بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں بڑھاپے اور لاچاری کی عمر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں دنیا کے فتنے اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ مُضْطَرِبٌ فِي هَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عُمَرَ وَيَقُولُ عَنْ غَيْرِهِ وَيَضْطَرِبُ فِيهِ قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے کہا: ابو اسحاق ہمدانی اس حدیث میں مضطرب ہے وہ یوں بیان کرتا ہے: عن عمرو بن میمون عن عمر اور وہ اس سند کے علاوہ بھی بیان کرتا ہے اور اس میں اضطراب کا شکار ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٧٤٦، البزار: ١١٤٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٨٢٢، سنن نسائی المجتبی: ٨/٢٥٦، ٢٥٦-٢٥٧، ٢٦٦، ٢٧١، ٢٧٢، عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٣١، ١٣٢، مسند احمد : ١٥٨٥

فوائد الحدیث: یہ دعا رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ عمومی طور پر بھی اس کو پڑھا جا سکتا ہے۔ اس میں دنیا و آخرت میں شرور اور پریشانی کا باعث بننے والے اسباب اور عذاب سے پناہ مانگی گئی ہے۔

3568: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ خُزَيْمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهَا أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوَاةٌ أَوْ قَالَ حَصًى تُسَبِّحُ بِهِ فَقَالَ ((أَلَا أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هَذَا أَوْ أَفْضَلُ؛ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذَلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذَلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذَلِكَ)).

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک خاتون کے پاس گئے اس کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جن کے ساتھ وہ تسبیح کر رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو کہ تم پر اس سے آسان تر اور افضل ہے؟ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذَلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذَلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذَلِكَ)) اللہ پاک ہے اتنی مقدار میں جتنی اس نے آسمان میں مخلوق تخلیق فرمائی، اللہ پاک ہے اس قدر جس قدر اس نے زمین میں مخلوق پیدا فرمائی۔ اللہ پاک ہے اس قدر جس قدر ان دونوں کے درمیان ہے، اللہ پاک ہے اس قدر جس قدر وہ پیدا کرنے والا ہے، اللہ اکبر بھی اسی مثل، الحمدللہ بھی اسی مثل اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ بھی اسی مثل۔"

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سَعْدٍ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے سعد رضی اللہ عنہ کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (منکر) المشكاة: ٢٣١١، الضعيفة: ٨٣، الكلم الطيب: ١٣/٤، اس میں خزیمہ مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٥٠٠، صحيح ابن حبان: ٨٣٧، عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٦٦، صحيح ابن حبان: ٨٣٠، مسند احمد: ٢٢١٤٤

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تحمید اور تکبیر کے فضائل کئی ایک صحیح احادیث میں بیان ہو چکے ہیں۔ (دیکھیے فوائد حدیث نمبر ۳۴۱۰ وغیرہ)

3569: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَزَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حُكَيْمٍ خَطِمِيٌّ مَوْلَى الزُّبَيْرِ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ صَبَاحٍ يُصْبِحُ الْعَبْدُ فِيهِ إِلَّا وَمُنَادٍ يُنَادِي سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ)).

سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ نے فرمایا: "ہر صبح منادی کرنے والا منادی کرتا ہے (سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ)۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٤٤٩٦، اس میں موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند عبد بن حميد: ٩٨، مسند ابو يعلى: ٦٨٥، عمل اليوم والليلة لابن السني: ٦٢

فوائد الحدیث: یہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے۔ البتہ تسبیح کے یہ کلمات پڑھے جا سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے نماز وتر کے بعد پڑھنا بھی ثابت ہیں۔ (نسائی ص ۱/۲۰۵، کتاب قیام اللیل و تطوع النہار)

133- باب فِي دُعَاءِ الْحِفْظِ

حافظے کے لیے دعا

3570: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَعِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي تَفَلَّتَ هَذَا الْقُرْآنُ مِنْ صَدْرِي فَمَا أَجِدُنِي أَقْدِرُ عَلَيْهِ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا أَبَا الْحَسَنِ أَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهِنَّ وَيَنْفَعُ بِهِنَّ مَنْ عَلَّمْتَهُ وَيُثَبِّتُ مَا تَعَلَّمْتَ فِي صَدْرِكَ)). قَالَ أَجَلْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَعَلِّمْنِي.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں، یہ قرآن میرے سینے سے نکلا جاتا ہے میں اس پر حفظ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: "ابوالحسن! کیا میں تجھے کچھ ایسے کلمات نہ سکھاؤں اللہ ان کے ذریعے تمہیں فائدہ پہنچائے گا اور اسے بھی فائدہ پہنچائے گا جسے تو وہ کلمات سکھائے گا اور تو جو چیز سیکھے گا اسے تیرے سینے میں ثابت و محفوظ رکھے گا؟" انہوں نے عرض کیا، جی ہاں اللہ

کے رسول، آپ ﷺ مجھے ضروری سکھائیں۔

قَالَ ((إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَقُومَ فِي ثُلُثِ اللَّيْلِ الآخِرِ فَإِنَّهَا سَاعَةٌ مَشْهُودَةٌ وَالدُّعَاءُ فِيهَا مُسْتَجَابٌ. وَقَدْ قَالَ أَخِي يَعْقُوبُ لِبَنِيهِ (سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي) يَقُولُ: حَتَّى تَأْتِيَ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُمْ فِي وَسَطِهَا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُمْ فِي أَوَّلِهَا فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةِ يس وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ(حم) الدُّخَانَ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالم تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ وَفِي الرَّكْعَةِ الرَّابِعَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَتَبَارَكَ الْمُفَصَّلَ.

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب شب جمعہ ہو تو رات کے آخری تہائی حصے میں اگر تو کھڑا ہو سکے تو ضرور اٹھ کر دعا کر کیونکہ اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ میرے بھائی یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا: میں عنقریب اپنے رب سے تمہارے لیے استغفار کروں گا۔ حتیٰ کہ جمعہ کی شب آجائے۔ اگر تو اس وقت نہ اٹھ سکے تو نصف شب کے وقت اٹھ، اگر اس وقت بھی نہ اٹھ سکے تو اس کے اول حصے میں اٹھ اور چار رکعتیں پڑھ پہلی رکعت میں سورۂ الفاتحہ اور سورۂ یٰسٓ پڑھ، دوسری رکعت میں سورۂ الفاتحہ اور سورۂ الدخان پڑھ، تیسری رکعت میں سورۂ الفاتحہ اور الٓمٓ تنزیل السجدہ پڑھ اور چوتھی رکعت میں سورۂ الفاتحہ اور تبارک مفصل پڑھ۔

فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ التَّشَهُّدِ فَاحْمَدِ اللهَ وَأَحْسِنِ الثَّنَاءَ عَلَى اللهِ وَصَلِّ عَلَيَّ وَأَحْسِنْ وَعَلَى سَائِرِ النَّبِيِّينَ، وَاسْتَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلإِخْوَانِكَ الَّذِينَ سَبَقُوكَ بِالإِيمَانِ ثُمَّ قُلْ فِي آخِرِ ذَلِكَ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي بِتَرْكِ الْمَعَاصِي أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِي، وَارْحَمْنِي أَنْ أَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِينِي، وَارْزُقْنِي حُسْنَ النَّظَرِ فِيمَا يُرْضِيكَ عَنِّي، اللَّهُمَّ بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا اللهُ يَا رَحْمَنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِي حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِي وَارْزُقْنِي أَنْ أَتْلُوَهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِي يُرْضِيكَ عَنِّي. اللَّهُمَّ بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا اللهُ يَا رَحْمَنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِي. وَأَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِي وَأَنْ تُفَرِّجَ بِهِ، عَنْ قَلْبِي وَأَنْ تَشْرَحَ بِهِ صَدْرِي وَأَنْ تَغْسِلَ بِهِ بَدَنِي لأَنَّهُ لَا يُعِينُنِي عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيهِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ.

جب تو تشہد سے فارغ ہو جائے تو اللہ کی حمد بیان کر اور اس کی بہترین ثنا بیان کر، مجھ پر اور باقی انبیاء علیہم السلام پر بہترین درود پڑھ، مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے اور اپنے ان ایمان دار بھائیوں کے لیے استغفار کر جو تجھ سے پہلے ایمان لا چکے، پھر آخر پر یہ کہہ: ((اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي بِتَرْكِ الْمَعَاصِي أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِي، وَارْحَمْنِي أَنْ أَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِينِي، وَارْزُقْنِي حُسْنَ النَّظَرِ فِيمَا يُرْضِيكَ عَنِّي، اللَّهُمَّ بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا اللهُ يَا رَحْمَنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِي حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِي وَارْزُقْنِي أَنْ أَتْلُوَهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِي يُرْضِيكَ عَنِّي. اللَّهُمَّ بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا اللهُ يَا رَحْمَنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِي. وَأَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِي وَأَنْ تُفَرِّجَ بِهِ، عَنْ قَلْبِي وَأَنْ تَشْرَحَ بِهِ صَدْرِي وَأَنْ تَغْسِلَ بِهِ بَدَنِي لأَنَّهُ لَا يُعِينُنِي عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيهِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا

قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ)) ”اے اللہ جب تک تو مجھے زندہ رکھے تو گناہ چھوڑ دینے پر مجھ پر رحم فرما، مجھ پر رحم فرما کہ جو امور میرے متعلق نہیں میں ان کا تکلّف نہ کروں، مجھے ان امور میں حسن نظر عطا فرما جو تجھے مجھ سے راضی کر دیں، اے اللہ آسمانوں اور زمین کو عدم سے وجود میں لانے والے جلال واکرام اور عزت والے کہ اس کی کوئی خواہش نہ کر سکے اے اللہ!، اے رحمان! میں تیرے جلال اور تیرے چہرے کے نور کے واسطے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے دل کو اپنی کتاب کے حفظ پر لازم کر دے، جس طرح تو نے مجھے سکھایا اور مجھے توفیق عطا فرما کہ میں اسے اس طرح تلاوت کروں کہ وہ تجھے مجھ سے راضی کر دے۔ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو عدم سے وجود میں لانے والے! جلال و اکرام اور عزت والے جس کی کوئی خواہش نہ کر سکے اے اللہ! اے رحمان! میں تیرے جلال اور تیرے چہرے کے نور کے واسطے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اپنی کتاب کے ذریعے میری نظر کو منور کر دے، میری زبان کو اسے پڑھنے پر چلا دے، اس کے ذریعے تو میرے دل کو کھول دے اور میرے سینے کو فراخ کر دے اس کے ذریعے میرے بدن کو دھو دے تیرے بغیر کوئی اور حق پر میری مدد نہیں کر سکتا، اور اسے صرف تو ہی دے سکتا ہے، گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا محض بلند شان والے عظمت والے اللہ کی توفیق سے ممکن ہے۔“

يَا أَبَا الْحَسَنِ! تَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ أَوْ خَمْسَ أَوْ سَبْعَ تُجَابُ بِإِذْنِ اللهِ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ مَا أَخْطَأَ مُؤْمِنًا قَطُّ)).

ابوالحسن! تین یا پانچ یا سات جمعوں کو اس طرح کر اللہ کے حکم سے تمہاری دعا قبول ہوگی، اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! کوئی مومن کبھی محروم نہیں رہا۔“

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَوَاللهِ مَا لَبِثَ عَلِيٌّ إِلَّا خَمْسًا أَوْ سَبْعًا حَتَّى جَاءَ عَلِيٌّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي مِثْلِ ذَلِكَ الْمَجْلِسِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ فِيمَا خَلَا لَا آخُذُ إِلَّا أَرْبَعَ آيَاتٍ أَوْ نَحْوَهُنَّ وَإِذَا قَرَأْتُهُنَّ عَلَى نَفْسِي تَفَلَّتْنَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، اللہ کی قسم! علی رضی اللہ عنہ پانچ یا سات جمعوں کے بعد اسی مجلس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو عرض کیا، اللہ کے رسول! پہلے میری یہ کیفیت تھی کہ میں تقریباً چار آیات یاد کرتا تھا جب میں انہیں یاد کر کے پھر

وَأَنَا أَتَعَلَّمُ الْيَوْمَ أَرْبَعِينَ آيَةً أَوْ نَحْوَهَا وَإِذَا قَرَأْتُهَا عَلَى نَفْسِي فَكَأَنَّمَا كِتَابُ اللهِ بَيْنَ عَيْنَيَّ وَلَقَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ الْحَدِيثَ فَإِذَا رَدَّدْتُهُ تَفَلَّتَ وَأَنَا الْيَوْمَ أَسْمَعُ الأَحَادِيثَ فَإِذَا تَحَدَّثْتُ بِهَا لَمْ أَخْرِمْ مِنْهَا حَرْفًا. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ ((مُؤْمِنٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ يَا أَبَا الْحَسَنِ)).

اپنے آپ کو سناتا تھا تو وہ مجھے بھول جاتی تھیں، اب میں تقریباً چالیس آیات یاد کرتا ہوں جب میں انہیں اپنے آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ قرآن کریم میرے سامنے ہے، میں حدیث سنا کرتا تھا جب میں اسے دہراتا تھا تو وہ مجھے بھول جاتی تھی، اب میں احادیث سنتا ہوں جب میں انہیں بیان کرتا ہوں تو میں ان میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑتا، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''ابو الحسن! رب کعبہ کی قسم! تو مومن ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف ولید بن مسلم کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (موضوع) التعليق الرغيب: ٢/٢١٤، الضعيفة: ٣٣٧٤

تخریج الحدیث: مستدرک حاکم: ١/٣١٦۔ ٣١٧، معجم الكبير للطبرانی: ١٢٠٣٦، عمل اليوم والليلة لابن السنی: ٥٧٨

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف بلکہ بعض کے نزدیک موضوع ہے اس لیے اس ترتیب اور کیفیت سے مذکورہ مقصد کے لیے پڑھنا ثابت نہیں۔

134- باب فِي انْتِظَارِ الْفَرَجِ وَغَيْرِ ذَلِكَ

کشادگی وخوش حالی وغیرہ کا انتظار

3571: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((سَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ أَنْ يُسْأَلَ وَأَفْضَلُ الْعِبَادَةِ انْتِظَارُ الْفَرَجِ)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو، اللہ عزوجل پسند کرتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اور خوش حالی کا انتظار کرنا افضل عبادت ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى حَمَّادُ بْنُ وَاقِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ وَقَدْ خُولِفَ فِي رِوَايَتِهِ. وَحَمَّادُ بْنُ وَاقِدٍ هَذَا هُوَ الصَّفَّارُ لَيْسَ بِالْحَافِظِ وَهُوَ عِنْدَنَا شَيْخٌ بَصْرِيٌّ.

وَرَوَى أَبُو نُعَيْمٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ وَحَدِيثُ أَبِي

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، حماد بن واقد نے اس حدیث کو اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور حماد بن واقد یہ صفار ہے حافظ نہیں، وہ ہمارے نزدیک بصری الشیخ ہے۔

ابو نعیم نے اس حدیث کو اسرائیل عن حکیم بن جبیر عن رجل عن النبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے اور ابو نعیم کی

نُعَيْمٍ أَشْبَهُ أَنْ يَكُونَ أَصَحَّ.

روایت کے زیادہ صحیح ہونے کا زیادہ امکان ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٤٩٢، اس میں حماد الصفار ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبراني: ١٠٠٨٨، والاوسط: ٥١٦٥، شعب الايمان للبيهقي: ١١٢٤، ١٠٠٠٧

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے مانگنا تو اللہ کریم کا محبوب عمل ہے اور مصائب و مشکلات میں صبر کرنا بھی بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ اس لیے معنیً اسے صحیح کہا جا سکتا ہے۔

3572: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْعَجْزِ وَالْبُخْلِ)).

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْعَجْزِ وَالْبُخْلِ)) ”اے اللہ! میں سستی و عجز اور بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

وَبِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

اور اسی اسناد سے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بڑھاپے اور عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٣٧٤، البغوي: ١٣٥٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٩٣٠٨، صحيح مسلم: ٢٧٢٢، سنن النسائي: ٨/٢٦٠، ٢٨٥

ب۔ مسند احمد: ١٩٣٠٨، صحيح مسلم: ٢٧٢٢، سنن النسائي: ٨/٢٦٠، ٢٨٥

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ یہ دعا بھی اکثر پڑھا کرتے تھے۔ تفصیل گزر چکی ہے۔

3573: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَا عَلَى الأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللّٰهَ بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهَا أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِمَأْثَمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ)). فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ إِذًا نُكْثِرَ. قَالَ ((اللّٰهُ أَكْثَرُ)).

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سطح زمین پر جو بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ اسے وہی چیز عطا کر دیتا ہے یا اس سے اس کی مثل تکلیف دور کر دیتا ہے جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔“ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: تب تو ہم زیادہ سے زیادہ دعا کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اس سے بھی زیادہ دینے والا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَابْنُ ثَوْبَانَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ الْعَابِدُ الشَّامِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے، اور ابن ثوبان یہ عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان العابد الشامی ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) التعليق الرغيب: ٢/٢٧١-٢٧٢، اخرجه الطبراني في الاوسط: ١٤٧

تخریج الحدیث: زوائد مسند احمد : ٢٢٧٨٥، مسند احمد : ١١١٣٣

فوائد الحدیث: دعا کی قبولیت کی ایک صورت تو یہ ہے کہ بندے نے جو کچھ مانگا، اللہ تعالیٰ نے وہی کچھ عطا فرما دیا۔ اور ایک صورت یہ بھی

ہے کہ انسان جو مانگتا ہے اسے وہ تو نہیں ملتا لیکن اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس شخص سے کوئی نہ کوئی مُصیبت ٹال دیتے ہیں اس لیے آدمی کو نا تو مایوس ہونا چاہیے اور نہ ہی دعا کے فوری پورا نہ ہونے پر پریشان، اس کے بدلے میں اسے کچھ نہ کچھ ضرور ملے گا، ان شاء اللہ۔
بس اسے گناہ کے کسی کام یا قطع رحمی کی دعا نہیں کرنی چاہیے۔

135- بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ النَّوْمِ

سونے کے وقت کی دعا

3574: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ: اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ. فَإِنْ مُتَّ فِي لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ)).
قَالَ فَرَدَّدْتُهُنَّ لِأَسْتَذْكِرَهُ فَقُلْتُ: آمَنْتُ بِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَقَالَ ((قُلْ آمَنْتُ بِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)).

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تو اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو نماز کے وضوء کی طرح وضوء کر، پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جا، پھر یہ دعا پڑھ: ((اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)) ”اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیرے تابع کر دیا، اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا، اپنی پُشت تیری طرف جھکائی، ثواب میں رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے، تیری بارگاہ کے سوا کوئی ٹھکانا اور جائے پناہ نہیں، تو نے جو کتاب نازل فرمائی میں اس پر ایمان لایا، تیرے اس نبی پر جسے تو نے بھیجا ایمان لایا، اگر تو اس رات فوت ہو گیا تو تیری موت فطرت پر آئے گی،“ راوی نے بیان کیا، میں نے یاد کرنے کے لیے اسے بار بار دہرایا، تو میں نے کہہ دیا: میں تیرے اس رسول پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہو: میں تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا۔“

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْبَرَاءِ وَلَا نَعْلَمُ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ ذُكِرَ الْوُضُوءُ إِلَّا فِي هَذَا الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ کئی ایک طرق سے براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ صرف اس حدیث میں وضوء کا ذکر ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٢٤٦، ابن خزيمه: ٢١٦، ابويعلى: ١٦٦٨
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤٧، ٦٣١١، صحیح مسلم: ٢٧١٠، ٥٦، ٥٧، سنن ابو داود: ٥٠٤٦، ٥٠٤٧، ٥٠٤٨، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٧٨١۔ ٧٨٥، مسند احمد : ١٨٥٨٧، ١٨٥٨٨

فوائد الحدیث: (۱)اس دعا میں آدمی اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت کا اقرار اور اپنی انتہائی عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے مکمل طور پر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔ اس لیے اسے پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے نہ جانے اسی رات موت آجائے تو زبان نبوت سے فطرت اسلام پر موت کی ضمانت ہے۔ سبحان اللہ

اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام

ومن توفيته منا فتوفه على الايمان

(۲)اس حدیث سے روایت باللفظ کے اہتمام اور حدیث رسول ﷺ کی حفاظت کی دلیل بھی ملتی ہے۔

3575: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي فُدَيْكٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْبَرَّادِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْنَا فِي لَيْلَةٍ مَطِيرَةٍ وَظُلْمَةٍ شَدِيدَةٍ نَطْلُبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي لَنَا قَالَ فَأَدْرَكْتُهُ فَقَالَ ((قُلْ)). فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ ((قُلْ)). فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا. قَالَ ((قُلْ)). قُلْتُ مَا أَقُولُ قَالَ ((قُلْ (هُوَ اللهُ أَحَدٌ) وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِينَ تُمْسِي وَتُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ)).

سیّدنا عبداللہ بن حبیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم برسات کی شدید تاریک رات میں رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے نکلے تاکہ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھائیں، پس میں نے آپ ﷺ کو دیکھ / پالیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہو“ میں نے کچھ بھی نہ کہا، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”کہو“ میں نے کچھ بھی نہ کہا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”کہو“ میں نے کچھ بھی نہ کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہو“ میں نے عرض کیا، میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”صبح و شام تین بار سورۂ الاخلاص اور معوذ تین (سورۂ الفلق اور سورۂ الناس) پڑھا کرو وہ ہر چیز سے تجھے کفایت کر جائیں گی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَأَبُو سَعِيدٍ الْبَرَّادُ هُوَ أَسِيدُ بْنُ أَبِي أَسِيدٍ مَدَنِيٌّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔ ابو سعید البرادیہ اسید بن ابی اسید مدنی ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) التعليق الرغيب: ۱/۲۲٤، الكلم الطيب: ۷/۱۹

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۵۰۸۲، سنن النسائی: ۸/۲۵۰، ۲۵۰۔ ۲۵۱، زوائد مسند احمد : ۲۲٦٦٤

فوائد الحدیث: ”سورۃ الاخلاص“ میں عقیدہ توحید کا بیان بدرجہ کمال ہے اور ”معوذتین“ میں دنیا کی ہر مضر اور نقصان دہ چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبح و شام تین تین بار پڑھنا ہر چیز سے کفایت کر جائیں گی۔ لہٰذا آدمی کو کم از کم اس وظیفے کا تو اہتمام کرنا چاہیے۔

136- باب فِي دُعَاءِ الضَّيْفِ

مہمان کی دعا

3576: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

سیّدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ

بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ الشَّامِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ: نَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى أَبِي فَقَرَّبْنَا إِلَيْهِ طَعَامًا فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ أُتِيَ بِتَمْرٍ فَكَانَ يَأْكُلُ وَيُلْقِي النَّوَى بِأُصْبُعَيْهِ جَمَعَ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى. قَالَ شُعْبَةُ: وَهُوَ ظَنِّي فِيهِ إِنْ شَاءَ اللهُ فَأَلْقَى النَّوَى بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ ثُمَّ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الَّذِي عَنْ يَمِينِهِ قَالَ فَقَالَ أَبِي وَأَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهِ ادْعُ لَنَا. فَقَالَ ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ)).

میرے والد کے ہاں مہمان ٹھہرے تو ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا، آپ ﷺ نے اس میں سے تناول فرمایا، پھر کھجوریں پیش کی گئیں آپ ﷺ انہیں تناول فرماتے اور اپنی دو انگلیوں۔ انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ساتھ گٹھلیاں پھینکتے تھے، پھر پانی پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے اسے نوش فرمایا، اور اسے اپنی دائیں جانب والے شخص کو عنایت کیا، پس میرے والد نے آپ ﷺ کی سواری کی لگام تھام کر عرض کیا، ہمارے لیے دعا فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا:
((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ))
"اے اللہ! تو نے جو انہیں عطا فرمایا ہے اس میں ان کے لیے برکت عطا فرما، انہیں بخش دے اور ان پر رحم فرما۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ حدیث اس کے علاوہ دیگر طرق سے بھی عبداللہ بن بسر سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٤٤٤، البيهقي: ٧/٢٧٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٤٢، سنن ابو داود: ٣٧٢٩، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٢٩٢، ٢٩٣، ٢٩٤، مسند احمد: ١٧٦٧٥، ١٧٦٨٣، صحيح ابن حبان: ٥٢٩٧، ٥٢٩٨

فوائد الحدیث: (۱) مہمان کی مہمان نوازی اپنے وسائل میں رہتے ہوئے اچھے طریقے اور احسن انداز سے کرنی چاہیے۔
(۲) مہمان کو بھی چاہیے کہ اپنے میزبان کے لیے رزق میں برکت، آخرت میں بخشش اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دعا کرے۔
رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث میں مذکور دعا کے الفاظ بڑے جامع ہیں۔
(۳) کسی دوسرے کو اپنے حق میں دعا کرنے کے لیے کہا جاسکتا ہے بلکہ کہہ کر دعا کروانی چاہیے۔

3577: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الشَّيْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ بِلَالَ بْنَ يَسَارِ بْنِ زَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ قَالَ أَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ. غُفِرَ لَهُ وَإِنْ كَانَ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ)).

سیّدنا زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص یہ دعا پڑھتا ہے: ((أَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ)) "میں اللہ عظیم سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور قائم رکھنے والا ہے میں اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔" تو اللہ اسے بخش دیتا ہے خواہ وہ میدان جہاد سے فرار ہوا ہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/٢٢٩، صحيح ابي داؤد: ١٣٥٨

تخریج الحدیث: طبقات ابن سعد: ٧/٦٦، سنن ابو داود: ١٥١٧، معجم الكبير للطبرانی: ٤٦٧٠، مستدرک حاکم: ١/٥١١، ٢/١١٧-١١٨

فوائد الحدیث: توبہ واستغفار کے ان دعائیہ کلمات سے اللہ تعالیٰ بڑے بڑے گناہ بھی معاف فرمادیتے ہیں اس لیے ان کلمات سے دعا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

137- باب

باب

3578: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلاً ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ادْعُ اللهَ أَنْ يُعَافِيَنِي. قَالَ ((إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)). قَالَ: فَادْعُهُ. قَالَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِي، اللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ)).

سیّدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے عافیت عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں دعا کرتا ہوں اور اگر تم چاہو تو صبر کرو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔" اس نے عرض کیا، آپ ﷺ اس سے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اسے حکم فرمایا کہ خوب اچھی طرح وضوء کرے اور یہ دعا پڑھے: "اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِي، اللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ" "اے اللہ! میں تیرے نبی محمد (ﷺ) نبی رحمت کے ذریعے تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں، میں نے تیرے ذریعے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف توجہ کی تاکہ میرے حق میں فیصلہ کیا جائے، اے اللہ! میرے بارے میں ان کی شفاعت قبول فرما۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي جَعْفَرٍ وَهُوَ غَيْرُ الْخَطْمِيِّ وَعُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ هُوَ أَخُو سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، ہم اسے صرف اس طریق سے ابو جعفر کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، اور یہ خطمی نہیں۔ عثمان بن حنیف، سہل بن حنیف کے بھائی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبد بن حمید: ۳۷۹، الحاکم: ۳۱۳/۱، ابن الاثیر في اسد الغابة: ۵۷۷/۳

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۱۳۸۵، عمل الیوم واللیلة للنسائی: ۶۵۸۔ ۶۶۰، مسند احمد: ۱۷۲۴۰۔ ۱۷۲۴۲

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی نیک اور بزرگ شخصیت سے اپنے حق میں دعا کروائی جا سکتی ہے، خود بھی انسان اپنے کسی نیک عمل کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر کے اپنی حاجت و ضرورت کا سوال کر سکتا ہے۔ لیکن کسی فوت شدہ یا غائب شخصیت کی ذات کو وسیلہ نہیں بنایا جا سکتا۔

(۲) حدیث الباب میں بھی صحابی رسول نے رسول اللہ ﷺ کو وسیلہ نہیں بنایا بلکہ آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ میرے لیے بینائی کی درستگی کی دعا فرما دیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے یہ دعا سکھائی اور آخر میں پھر اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کی کہ "اے اللہ اپنے پیغمبر ﷺ کی سفارش کو میرے حق میں قبول فرما"۔ اس لیے اس حدیث سے شخصی و ذاتی وسیلے کا جواز ڈھونڈنا محض سعی لاحاصل اور ہٹ دھرمی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

(۳) مزید برآں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد نہ تو کسی صحابی نے آپ ﷺ کی قبر پر جا کر آپ ﷺ کے وسیلے سے دعا کی اور نہ ہی دور سے آپ ﷺ کو وسیلہ بنایا۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب قحط سالی ہوئی تو سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے جا کر ان سے بارش کی دعا کروائی۔ اور خود بھی دعا میں یہ عرض کیا کہ اے اللہ اس سے پہلے ہم تیرے نبی کو وسیلہ بناتے تھے یعنی ان سے دعا کرواتے تھے۔ اب آپ ﷺ کے چچا کو لے کر آئے ہیں لہٰذا ہمیں بارش برسا دے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے صحیح بخاری)

(وسیلے کے موضوع پر شیخ الحدیث حافظ محمد الیاس اثری حفظہ اللہ کی کتاب "کتاب التوسل" بہترین اور جامع ہے اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے)

3579: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنِي مَعْنٌ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ رضي الله عنه يَقُولُ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الآخِرِ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللهَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ)).

سیّدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "رب تعالیٰ رات کے آخری حصے میں بندے کے انتہائی قریب ہوتا ہے، اگر تو استطاعت رکھے کہ تو ان لوگوں میں سے ہو جا جو اس وقت اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ہو جا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) التعلیق الرغیب: ۲۷۶/۲، المشکاة: ۱۲۹۹، اخرجه ابن خزیمه: ۱۱۴۷

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۱۷۰۱۸، سنن ابو داود: ۱۲۷۷، سنن ابن ماجه: ۱۲۵۱، سنن النسائی: ۲۷۹/۱۔ ۲۸۰، ۲۸۳، ۲۸۴

فوائد الحدیث: اس حدیث سے تہجد کے وقت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے لہٰذا اس وقت میں عبادت اور دعا کے لیے زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔

3580: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ

سیّدنا عمارہ بن زعکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ

الرَّحْمٰنِ بْنِ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عُفَيْرُ بْنُ مَعْدَانَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا دَوْسٍ الْيَحْصُبِيَّ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَائِذٍ الْيَحْصُبِيِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ زَعْكَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِنَّ عَبْدِي كُلَّ عَبْدِي الَّذِي يَذْكُرُنِي وَهُوَ مُلَاقٍ قِرْنَهُ)). يَعْنِي عِنْدَ الْقِتَالِ.

ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرا بندہ پورا بندہ تب ہے جب وہ قتال کے وقت بھی مجھے یاد کرتا ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں اس کی اسناد قوی نہیں۔

وَلَا نَعْرِفُ لِعُمَارَةَ بْنِ زَعْكَرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثَ الْوَاحِدَ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ وَهُوَ مُلَاقٍ قِرْنَهُ. إِنَّمَا يَعْنِي عِنْدَ الْقِتَالِ يَعْنِي أَنْ يَذْكُرَ اللهَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ.

ہم عمارہ بن زعکرہ کی نبی ﷺ سے مروی صرف اسی ایک حدیث کو جانتے ہیں اور ((ملاق قرنہ)) کا معنی ہے: "قتال کے وقت" یعنی یہ کہ اس وقت اللہ کا ذکر کرے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٣١٣٥، اس میں عفیر بن معدان ضعیف ہے۔

تخريج الحديث: الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: ٢٦٨٩، كتاب الجهاد لابن ابی عاصم : ١٣٠، تاريخ دمشق: ١٠/ورقة ٣٤٨، تهذيب الكمال: ١٩/ ٤٣٦ـ ٣٣٧

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے لیکن دوسری احادیث میں دعا کی قبولیت کے اوقات میں "عند القتال" لڑائی کا وقت بھی ثابت ہے۔ کیونکہ اس وقت ایک مومن آدمی اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اپنی جان ومال کے ساتھ دشمن کے مقابلے میں حاضر ہوتا ہے پھر بھی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا محتاج سمجھ کر اس سے مانگ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبول فرمالیتے ہیں۔

138- باب فِي فَضْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ

لا حول ولا قوۃ الا باللہ کی فضیلت

3581: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُورَ بْنَ زَاذَانَ يُحَدِّثُ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ دَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَخْدُمُهُ. قَالَ فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ صَلَّيْتُ فَضَرَبَنِي بِرِجْلِهِ وَقَالَ ((أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ)). قُلْتُ بَلَى. قَالَ ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ)).

قیس بن سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ میرے والد نے اسے (مجھے) نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کہ آپ ﷺ کی خدمت کروں، پس نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے جبکہ میں نماز پڑھ چکا تھا آپ ﷺ نے اپنا پاؤں مجھے مارا اور فرمایا: "کیا میں تجھے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کے متعلق نہ بتاؤں؟" میں نے عرض کیا، جی ضرور بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "لا حول ولا قوۃ الا باللہ"۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس

هَذَا الْوَجْهِ.

طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٧٤٦، اخرجه الحاكم: ٤/ ٢٩٠، المزي في تهذيب الكمال: ٢٤/ ٤٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢١٩٩٦، ١٥٤٨٠ عمل اليوم والليلة للنسائي: ٣٥٥

فوائد الحدیث: "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" کا وظیفہ پڑھنے کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ حدیث الباب میں اسے جنّت کا دروازہ کہا ہے۔ اور حدیث نمبر ۳۴۶۱ میں ان کلمات کو جنّت کا خزانہ قرار دیا گیا ہے۔

3582: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ: مَا نَهَضَ مَلَكٌ مِنَ الأَرْضِ حَتَّى قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.

صفوان بن سلیم نے بیان کیا: کوئی فرشتہ زمین سے کھڑا نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ کہتا ہے: لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

حکم الحدیث: (إسناده صحيحٌ مقطوعا) ترمذی کے کسی مستند نسخے میں یہ روایت موجود نہیں۔

فوائد الحدیث: اس حدیث میں "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" کو فرشتوں کا وظیفہ بھی قرار دیا گیا ہے۔

139- باب فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ

تسبیح و تہلیل اور تقدیس کی فضیلت

3583: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَ: سَمِعْتُ هَانِئَ بْنَ عُثْمَانَ عَنْ أُمِّهِ حُمَيْضَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ عَنْ جَدَّتِهَا يُسَيْرَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ((عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ وَاعْقِدْنَ بِالأَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ)).

سیّدہ یُسیرہ رضی اللہ عنہا انہوں نے ہجرت کی تھی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: "تسبیح و تہلیل اور تقدیس کا اہتمام کرو اور انہیں انگلیوں کے پوروں پر شمار کرو، کیونکہ ان سے پوچھا جائے گا اور انہیں بلایا جائے گا، پس غافل نہ ہونا ورنہ رحمت کو بھول جاؤ گی۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ هَانِئِ بْنِ عُثْمَانَ وَقَدْ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ هَانِئِ بْنِ عُثْمَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف ہانی بن عُثمان کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ محمد بن ربیعہ نے ہانی بن عُثمان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح ابي داؤد: ١٣٤٥، المشكاة: ٢٣١٦، الضعيفة تحت الحديث: ٨٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٥٠١، مسند احمد: ٢٧٠٨٩، صحيح ابن حبان: ٨٤٢

فوائد الحدیث: "لا الہ الا اللہ" اور "سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح" یا "سبحان الملک القدوس" کا وظیفہ پڑھنا، اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کا سبب ہے اس لیے اس کا اہتمام کرنا چاہیے، اور اگر گنتی سے پڑھنا مقصود ہو تو پھر انگلیوں کے پوروں پر شمار کرنا مسنون عمل ہے۔

140- بَابُ فِي الدُّعَاءِ إِذَا غَزَا

جہاد کے موقع کی دعا

3584: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا غَزَا قَالَ ((اللَّهُمَّ أَنْتَ عَضُدِي وَأَنْتَ نَصِيرِي وَبِكَ أُقَاتِلُ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب جہاد کرتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللَّهُمَّ أَنْتَ عَضُدِي وَأَنْتَ نَصِيرِي وَبِكَ أُقَاتِلُ)) ”اے اللہ! تو میرا معاون و مددگار ہے اور میں تیری ہی توفیق سے قتال کرتا ہوں۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَمَعْنَى قَوْلِهِ عَضُدِي. يَعْنِي عَوْنِي.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ”عضدی“ کا معنی ہے: ”میرا مددگار“۔

حکم الحدیث: (صحيح) الكلم الطيب: ١٢٥، صحيح ابي داود: ٢٣٦٦، بعض کے نزدیک یہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٦٣٢، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٦٠٤، مسند احمد: ١٢٩٠٩/٢، ابن حبان: ٤٧٦١

فوائد الحدیث: (۱) جب بھی کسی کافر اور مشرک سے مقابلہ ہو تو ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔

(۲) لڑائی کے علاوہ بھی انسان کو اللہ تعالیٰ سے ہی ہر معاملہ میں مدد مانگنی چاہیے اگرچہ الفاظ کوئی سے بھی اور کسی بھی زبان میں ہوں۔

141- باب فِي دُعَاءِ يَوْمِ عَرَفَةَ

یوم عرفہ کی دعا

3585: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو الْحَذَّاءُ الْمَدِينِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بہترین دعا یوم عرفہ کی دعا ہے، میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے جو بہترین دعا کی وہ یہ ہے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اسی کے لیے اور ہر قسم کی حمد اسی کو زیبا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَحَمَّادُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ وَهُوَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيُّ الْمَدَنِيُّ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ اور حماد بن ابی حمید یہ محمد بن ابی حمید ہے وہ ابو ابراہیم انصاری المدنی ہے اور وہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ٢٥٩٨، التعليق الرغيب: ٢٤٢/٢، الصحيحة: ١٥٠٣

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٦٩٦١

فوائد الحدیث: (۱) عرفہ (۹ ذی الحجہ) کا دن بڑی عظمت و فضیلت والا ہے کہ اس دن حجاج کرام عرفات کے میدان میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار اور شرک سے بے زاری کا اعلان کرتے ہوئے اپنے رب تعالیٰ سے معافی مانگ کر بخشش کا پروانہ حاصل کرتے ہیں۔

(۲) اگر کوئی مسلمان اس دن عرفات کے میدان میں نہیں گیا اور وہ اپنے گھر پر ہی یوم عرفہ کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دو سال کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ (مسلم ۱/۳۶۷، کتاب الصیام)

(۳) اس لیے جو شخص اس تاریخ کو عرفات کے میدان میں ہے وہ بھی دوسری دعاؤں کے ساتھ اس دعا کا بھی اہتمام کر لے عقیدہ توحید کے حوالے سے بڑی جامع دعا ہے اور جو نہیں جا سکا وہ اپنے مقام پر ہی اسے پڑھ لے، اسے بہترین دعا قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی یہ دعا ہے۔

142- باب دعاء [اللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيرَتِي خَيْرًا مِنْ عَلَانِيَتِي]

اے اللہ! میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر کر دے

3586: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنِ الْجَرَّاحِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْكِنْدِيِّ عَنْ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ ((قُلِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيرَتِي خَيْرًا مِنْ عَلَانِيَتِي وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِي صَالِحَةً. اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِي النَّاسَ مِنَ الْمَالِ وَالأَهْلِ وَالْوَلَدِ غَيْرِ الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ)).

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعا سکھائی تو فرمایا: ”کہو: ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيرَتِي خَيْرًا مِنْ عَلَانِيَتِي وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِي صَالِحَةً. اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِي النَّاسَ مِنَ الْمَالِ وَالأَهْلِ وَالْوَلَدِ غَيْرِ الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ)) ”اے اللہ! میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر کر دے، اور میرے ظاہر کو اچھا بنا دے۔ اے اللہ! لوگوں کو جو مال، اہل اور اولاد عطا کی جاتی ہے میں اس میں سے تمام چیزیں صالح مانگتا ہوں وہ خود گمراہ ہوں نہ گمراہ کرنے والے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی اسناد سے جانتے ہیں اور اس کی اسناد قوی نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٢٥٠٤ التحقيق الثاني، اس میں ابی شیبہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبہ: ١٠/٤٢٧، حلية الاولياء: ١/٥٣

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لیکن یہ دعا مسنون نہ سمجھتے ہوئے پڑھی جا سکتی ہے کہ اس کے کلمات بڑے جامع اور عمدہ ہیں۔

(۲) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ سے نعمتوں کے متعلق سوال کرتے ہوئے یہ بھی عرض گزار ہونا چاہیے کہ اللہ کریم وہ نعمتیں میرے لیے اور دوسروں کے لیے بھی مفید اور نافع ہوں گمراہی اور کسی فتنے کا باعث نہ بنیں۔

143- باب دعاء [يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ]

یامقلب القلوب ثبت قلبی....

3587: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُفْيَانَ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَعْدَانَ أَخْبَرَنِي عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي وَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ وَبَسَطَ السَّبَّابَةَ وَهُوَ يَقُولُ ((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ)).

عاصم بن کلیب جرمی نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر اور دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھا ہوا تھا (دائیں ہاتھ کی) انگلیاں بند تھیں اور انگشت شہادت کھلی تھی اور آپ ﷺ یہ دعا کر رہے تھے: ((يَامُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ)) ”اے دلوں کو بدلنے (الٹ پلٹ کرنے) والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھنا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (منكر بهذا السياق) یہ عبداللہ بن معدان کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الصحابة: ١/٣٣٧، معجم الكبير للطبراني: ٧٢٣٣، الكامل لابن عدي: ٦/٢٢٥٢، مسند احمد: ١٧٦٣٠

فوائد الحدیث: یہ روایت بھی ضعیف ہے لیکن دین اسلام اور ہدایت پر ثابت قدمی کی دعا قرآن مجید سے بھی ثابت ہے:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (آل عمران:٨)

”اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا اس کے بعد کہ جب تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما بے شک تو ہی عطا کرنے والا ہے“۔

اس لیے ان الفاظ کے ساتھ بھی دعا کی جاسکتی ہے۔

144- باب فِي الرُّقْيَةِ إِذَا اشْتَكَى

بیمار ہونے کی صورت میں دم کرنا

3588: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَالِمٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ قَالَ: قَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ! إِذَا اشْتَكَيْتَ فَضَعْ يَدَكَ حَيْثُ تَشْتَكِي ثُمَّ قُلْ: بِسْمِ اللهِ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ مِنْ هَذَا)).

ثابت البنانی نے بیان کیا، انہوں نے مجھے کہا: محمد! جب تو بیمار ہو تو تکلیف والی جگہ پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھو: ((بِسْمِ اللهِ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ مِنْ وَجَعِي هَذَا)) ”اللہ کے نام کے ساتھ، میں اس تکلیف کے شر سے

وَجَعِي هَذَا، ثُمَّ ارْفَعْ يَدَكَ ثُمَّ أَعِدْ ذَلِكَ وِتْرًا فَإِنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَدَّثَهُ بِذَلِكَ.

اللہ کی عزت و قدرت کی پناہ میں آتا ہوں"، پھر اپنا ہاتھ اٹھا اور پھر طاق عدد میں اس عمل کو دہرا، کیونکہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ حدیث بیان کی۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَالِمٍ هَذَا شَيْخٌ بَصْرِيٌّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ یہ محمد بن سالم بصرہ کے الشیخ ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٢٥٨

تخریج الحدیث: معجم الصغير للطبراني: ٥٠٤، مستدرک حاکم: ٤/٢١٩، صحيح مسلم: ٢٢٠٢۔

فوائد الحدیث: تکلیف اور درد والی جگہ پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا طاق عدد (تین، پانچ، سات مرتبہ وغیرہ) پڑھنا مسنون ہے۔

145- باب دُعَاءِ أُمِّ سَلَمَةَ

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی دعا

3589: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْأَسْوَدِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِيهَا أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ ((قُولِي اللّٰهُمَّ هَذَا اسْتِقْبَالُ لَيْلِكَ وَإِدْبَارُ نَهَارِكَ وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ وَحُضُورُ صَلَوَاتِكَ أَسْأَلُكَ أَنْ تَغْفِرَ لِي)).

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعا سکھائی تو فرمایا: "کہو: ((اللّٰهُمَّ هَذَا اسْتِقْبَالُ لَيْلِكَ وَإِدْبَارُ نَهَارِكَ وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ وَحُضُورُ صَلَوَاتِكَ أَسْأَلُكَ أَنْ تَغْفِرَ لِي)) "اے اللہ! یہ تیری رات کے آنے، تیرے دن کے جانے، تجھ سے دعائیں کرنے والوں کی آوازوں اور تیری نمازوں کی حاضری کا وقت ہے میں تجھ سے درخواست کرتی ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَحَفْصَةُ بِنْتُ أَبِي كَثِيرٍ لَا نَعْرِفُهَا وَلَا أَبَاهَا.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، اور ہم حفصہ بنت ابی کثیر کو جانتے ہیں نہ اس کے باپ کو۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الكلم الطيب: ٣٥/٧٦، ضعيف ابي داود: ٨٥، المشكاة: ٦٦٩

تخریج الحدیث: مسند عبد بن حميد: ١٥٤٣، مسند ابو يعلى: ٦٨٩٦، سنن ابو داود: ٥٣٠، عمل اليوم والليلة لابن السني: ٦٤٩، مستدرک حاکم: ١/١٩٩

فوائد الحدیث: یہ روایت بھی ضعیف ہے اور یہ کلمات مسنون ثابت نہیں۔

3590: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ الصُّدَائِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ الْوَلِيدِ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا قَالَ عَبْدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی بندہ کبیرہ گناہوں سے بچتے ہوئے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ عرش تک پہنچ جاتا ہے۔"

قَطُّ مُخْلِصًا إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتَّى تُفْضِيَ إِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ٢٣١٤-التحقيق الثاني، التعليق الرغيب: ٢/٢٣٨

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٨٣٣

فوائد الحدیث: کلمہ توحید "لا اله الا الله" کا وظیفہ بہت ہی عمدہ اور اللہ تعالیٰ کا محبوب کلمہ ہے جس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کلمے کی فوری قبولیت ہوتی ہے۔ لیکن یہ کلمہ پڑھنے والے کو ہر قسم کے کبیرہ گناہ سے بھی بچنا چاہیے چہ جائیکہ وہ شرک کرے، قتل وغارت کرے یا سودی کاروبار میں ملوث ہو۔ وغیرہ۔

3591: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ)).

زیاد بن علاقہ نے اپنے چچا سے روایت کیا انہوں نے کہا: نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ)) "اے اللہ! میں اخلاقی برائیوں، برے اعمال اور بری خواہشوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَعَمُّ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ هُوَ قُطْبَةُ بْنُ مَالِكٍ صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ زیاد بن علاقہ کے چچا قطبہ بن مالک نبی ﷺ کے صحابی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٢٤٧١-التحقيق الثاني، اخرجه الحاكم: ١/٥٣٢

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٩٦٠

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ہر قسم کی برائی خواہ وہ اعمال میں ہو یا اخلاق کردار اور خواہشات میں سے ہو پناہ مانگنی چاہیے۔

3592: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللهِ بُكْرَةً وَأَصِيلاً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنِ الْقَائِلُ كَذَا وَكَذَا)). فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ ((عَجِبْتُ لَهَا فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ)). قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: ((الله اكبر كبيرا، والحمد لله كثيرا، وسبحان الله بكرة واصيلا))، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ اور یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟" حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے ان سے خوشی ہوئی، اور ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے۔" ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے جب سے انہیں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے میں نے انہیں نہیں چھوڑا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ هُوَ حَجَّاجُ بْنُ مَيْسَرَةَ الصَّوَّافُ وَيُكْنَى أَبَا الصَّلْتِ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے، اور حجاج بن ابی عثمان یہ حجاج بن میسرہ صواف ہے، اس کی کنیت ابو صلت ہے اور وہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) صفة الصلاة: ٧٤، اخرجه ابويعلى: ٥٧٢٨، ابوعوانه: ٢/١٠٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٦٠١، سنن النسائي: ٢/١٢٥، مسند احمد : ٤٦٢٧

فوائد الحدیث: اس دعا کا محل نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد قرات سے پہلے ہے، یعنی استفتاح کی جو دعائیں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ثابت ہے۔ اس لیے یہ بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

146- باب أَيُّ الْكَلَامِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ کلام

3593: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْجَسْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَادَهُ أَوْ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ عَادَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْكَلَامِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ ((مَا اصْطَفَى اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهِ)).

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی عیادت کی یا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی عیادت کی تو انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں، اللہ عزوجل کا پسندیدہ کلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ جسے اللہ نے اپنے فرشتوں کے لیے منتخب فرمایا ہے: ((سبحان ربي وبحمده، سبحان ربي وبحمده)) (پاک ہے میرا رب اپنی حمد کے ساتھ)۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/٢٤٢، الصحيحة: ١٤٩٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧٣١، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٨٢٤، ٨٢٥، مسند احمد : ٢١٣٢٠

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کو اپنے لیے "تسبیح" (پاکیزگی بیان کرنے) اور "حمد" (تعریف) کے کلمات بہت زیادہ محبوب اور پسند ہیں اور انہی کلمات کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا وظیفہ مقرر فرمایا ہے۔

147- باب فِي الْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ

معافی اور عافیت

3594: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ عَنْ أَبِي إِيَاسٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں ہوتی۔" انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم کیا دعا کریں؟ آپ ﷺ نے

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الأَذَانِ وَالإِقَامَةِ)). قَالُوا: فَمَاذَا نَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ ((سَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ)).

فرمایا: ''اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کرو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ زَادَ يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ هَذَا الْحَرْفَ قَالُوا فَمَاذَا نَقُولُ قَالَ ((سَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ)).

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ یحییٰ بن یمان نے اس حدیث میں حرف بڑھایا ہے انہوں نے کہا: ہم کیا کہیں، انہیں فرمایا: اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کریں''

حکم الحدیث: (منکر بهذا التمام) یہ ساری روایت ہی منکر ہے۔ الكلم الطيب: ٥١/٧٤، ارواء الغليل: ٢٦٢/١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٨٦، سنن ابو داود: ٥٢٥، سنن ابن ماجه: ٧٢١، سنن نسائی: ٢/٢٦، مسند احمد: ١٥٦٥، صحيح ابن حبان: ١٦٩٣

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے البتہ اذان اور اقامت کے درمیانی وقت کو قبولیت کا وقت کہا گیا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔ (ابوداؤد ص ۱ ر ۸۴) لیکن دعا کی کوئی پابندی نہیں آدمی جو بھی اپنی ضرورت کے مطابق مانگ لے۔ بے شک وہ دنیا و آخرت میں عافیت ہی مانگ لے، صرف یہ کہ اسے مسنون عمل کہہ کر خاص نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم

3595: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو أَحْمَدَ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الأَذَانِ وَالإِقَامَةِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَكَذَا رَوَى أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ الْكُوفِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا وَهَذَا أَصَحُّ.

امام ترمذی نے کہا: ابو اسحاق ہمدانی نے اس حدیث کو برید بن ابی مریم کوفی کے حوالے سے انس عن النبی ﷺ کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں حدیث ۲۱۲۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٨٦، سنن ابو داود: ٥٢٥، سنن ابن ماجه: ٧٢١، سنن نسائی: ٢/٢٦، مسند احمد: ١٥٦٥، صحيح ابن حبان: ١٦٩٣

فوائد الحدیث: اس حدیث سے بھی اذان اور اقامت کے درمیانی وقت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

148- بَابُ: سَبَقَ الْمُفْرِدُونَ

المفردون سبقت لے گئے...

3596: وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخْبَرَنَا أَبُو

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

مُعَاوِيَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ)). قَالُوا وَمَا الْمُفَرِّدُونَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((الْمُسْتَهْتَرُونَ فِي ذِكْرِ اللهِ يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ أَثْقَالَهُمْ فَيَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِفَافًا)).

فرمایا: "المفردون سبقت لے گئے" انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! المفردون سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے ذکر میں ہمہ تن مصروف، ذکر ان سے ان کے بوجھ اتار دے گا اور وہ قیامت کے دن ہلکے پھلکے آئیں گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں عمر بن راشد ضعیف ہے۔ الضعيفة: ٣٦٩٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٦٧٦، مسند احمد: ٨٢٩٠، صحيح ابن حبان: ٨٥٨

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنے والوں کی فضیلت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، اس میں بھی بیان ہوئی ہے، اگرچہ اس تفصیل سے یہ روایت ضعیف ہے۔

3597: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لأَنْ أَقُولَ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے ((سبحان الله والحمدلله ولا اله الا الله والله اكبر)) کہنا ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٢٨٨، البغوي: ١٢٧٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٦٩٥، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٨٣٥، صحيح ابن حبان: ٨٣٤

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ کے لیے کلمہ توحید اور تسبیح و تکبیر اور تحمید کہنا ساری دنیا سے زیادہ محبوب تھا اس لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں ان کلمات کو کثرت سے پڑھتے رہنا چاہیے۔

3598: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ سَعْدَانَ الْقُبَيِّ عَنْ أَبِي مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مُدِلَّةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: الصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ، وَالإِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ وَعِزَّتِي لأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین قسم کے لوگوں کی دعا رد نہیں کی جاتی: روزہ دار جس وقت وہ افطار کرتا ہے، عادل بادشاہ اور مظلوم کی دعا (بد دعا) اللہ اسے بادلوں کے اوپر اٹھا لیتا ہے اور اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیتا ہے، رب فرماتا ہے: مجھے میری عزت کی قسم! میں تیری ضرور مدد کروں گا خواہ کچھ مدت کے بعد ہی ہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَسَعْدَانُ الْقُبَيِّ هُوَ سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ. وَقَدْ رَوَى عَنْهُ عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَأَبُو

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ سعدان (القبی) یہ سعدان بن بشر ہیں۔ عیسیٰ بن یونس اور ابو عاصم نیز

عَاصِمٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ كِبَارِ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَأَبُو مُجَاهِدٍ هُوَ سَعْدٌ الطَّائِيُّ وَأَبُو مُدِلَّةَ هُوَ مَوْلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ وَإِنَّمَا نَعْرِفُهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَيُرْوَى عَنْهُ هَذَا الْحَدِيثُ أَتَمَّ مِنْ هَذَا وَأَطْوَلَ.

کئی ایک کبار محدثین نے ان سے روایت کیا ہے۔ ابو مجاہد یہ سعد الطائی ہیں، ابو مدلہ یہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ہم انہیں صرف اسی حدیث کے حوالے سے جانتے ہیں اور یہ حدیث ان سے اس سے زیادہ مکمل اور زیادہ طویل روایت کی جاتی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف لكن صح منه الشطر الأول بلفظ: (المسافر) مكان (الإمام العادل) وفي رواية (الوالد)) امام عادل کی جگہ مسافر کے الفاظ کے ساتھ صحیح ہے۔ سلسلة الضعيفة: ١٣٥٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٠٤٣، سنن ابن ماجه: ١٧٥٢، صحيح ابن حبان: ٨٧٤، ٣٤٢٨،

فوائد الحدیث: اس حدیث میں تین آدمیوں کی دعا کی قبولیت کو بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ روزے دار کی دعا افطاری کے وقت۔

۲۔ عدل وانصاف کرنے والے حکمران اور جج کی دعا۔

۳۔ مظلوم کی ظالم کے حق میں بد دعا۔

کہ جس کی دعا کے عرش عظیم تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی حتیٰ کہ اللہ کریم قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ میں تیری مدد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے ظالم کو اپنے ظلم کے باوجود مہلت ملنے پر اترانا نہیں چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور پکڑ سے پہلے پہلے اس ظلم کا ازالہ کر دینا چاہیے۔ ورنہ برے انجام کے لیے تیار رہے۔

3599: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اللّٰهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَزِدْنِي عِلْمًا الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَأَعُوذُ بِاللهِ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اللّٰهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَزِدْنِي عِلْمًا الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَأَعُوذُ بِاللهِ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ)) ”اے اللہ! تو نے جو علم مجھے دیا ہے اس سے مجھے فائدہ دے، اور مجھے وہ علم عطا فرما جو مجھے فائدہ دے، اور میرے علم میں اضافہ فرما، ہر حال میں اللہ کی تعریف اور شکر ہے، اور میں جہنمیوں کے حال سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح دون قوله: والحمدلله) ”الحمدللہ....“ آخر تک کے علاوہ باقی روایت صحیح ہے۔ اس میں موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ١٠/٢٨١، مسند عبد بن حميد: ١٤١٩، سنن ابن ماجه: ٢٥١، ٣٨٠٤، ٣٨٣٣

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ علماء کرام کو خصوصاً یہ دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جو علم میرے پاس پہلے سے ہے اسے بھی میرے لیے نفع مند بنا دے اور مزید مجھے ایسا علم عطا فرما جو نافع ہو۔

(۲) علم نافع سے مراد وہ علم ہے جو آدمی کے لیے صدقہ جاریہ بنے اور آخرت میں اس کے کام آئے اس سے مراد کوئی دنیا کا نفع اور

منافع نہیں کہ امامت وخطابت میں ریٹ بڑھ جائے یا دنیاوی مفادات کے حصول میں یہ علم معاون ہو۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ اس سے اخروی نفع مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس علم کی برکت سے دنیا بھی دے دے تو اس کا فضل وکرم ہے لیکن مقصود یہ نہ ہو۔

(۳) علم، نافع اس وقت بنے گا جب آدمی اس پر عمل کرے گا ورنہ وبال جان اور قیامت کے دن عذاب وسزا کا موجب ہوگا۔

149- باب مَا جَاءَ أَنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ

اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین پر کثرت سے گھومتے پھرتے ہیں....

3600: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ فُضْلاً عَنْ كُتَّابِ النَّاسِ فَإِذَا وَجَدُوا أَقْوَامًا يَذْكُرُونَ اللهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَى بُغْيَتِكُمْ فَيَجِيئُونَ فَيَحُفُّونَ بِهِمْ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ اللهُ: عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تَرَكْتُمْ عِبَادِي يَصْنَعُونَ فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ يَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ وَيَذْكُرُونَكَ.

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو زمین پر کثرت سے گھومتے پھرتے ہیں، وہ لوگوں کے اعمال لکھنے والوں کے علاوہ ہیں، جب وہ اللہ کا ذکر کرنے والے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو پکارتے ہیں ادھر اپنے مقصود کی طرف آؤ، پس وہ آتے ہیں اور آسمان دنیا تک انہیں ڈھانپ لیتے ہیں، اللہ فرماتا ہے: تم نے میرے بندوں کو کون سا کام کرتے ہوئے چھوڑا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہم نے انہیں اس حال میں چھوڑا کہ وہ تیری حمد بیان کرتے ہیں، تیری شان وبزرگی بیان کرتے ہیں اور تیرا ذکر کرتے ہیں۔

قَالَ فَيَقُولُ فَهَلْ رَأَوْنِي؟ فَيَقُولُونَ: لَا. قَالَ فَيَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي قَالَ فَيَقُولُونَ لَوْ رَأَوْكَ لَكَانُوا أَشَدَّ تَحْمِيدًا وَأَشَدَّ تَمْجِيدًا وَأَشَدَّ لَكَ ذِكْرًا. قَالَ فَيَقُولُ وَأَيَّ شَيْءٍ يَطْلُبُونَ قَالَ فَيَقُولُونَ يَطْلُبُونَ الْجَنَّةَ. قَالَ فَيَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ فَيَقُولُونَ لَا. قَالَ فَيَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ فَيَقُولُونَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا لَهَا أَشَدَّ طَلَبًا وَأَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا.

وہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: نہیں، وہ فرماتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو پھر ان کی کیا کیفیت ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو وہ تیری بہت زیادہ تحمید و تمجید بیان کریں اور تیرا بہت زیادہ ذکر کریں، وہ فرماتا ہے: وہ کون سی چیز طلب کرتے ہیں؟ وہ عرض کرتے ہیں: وہ جنّت طلب کرتے ہیں، وہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں، نہیں، وہ فرماتا ہے: اگر وہ اسے دیکھ لیں تو پھر ان کی کیفیت کیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: اگر وہ اسے دیکھ لیں تو پھر وہ اس کی بہت زیادہ طلب و حرص کریں۔

قَالَ فَيَقُولُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَتَعَوَّذُونَ قَالُوا يَتَعَوَّذُونَ مِنَ النَّارِ. قَالَ: فَيَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا فَيَقُولُونَ لَا. فَيَقُولُ

وہ فرماتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ طلب کرتے ہیں؟ وہ عرض کرتے ہیں، وہ جہنم سے پناہ چاہتے ہیں، وہ فرماتا ہے: کیا انہوں

فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا فَيَقُولُونَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا مِنْهَا أَشَدَّ هَرَبًا وَأَشَدَّ مِنْهَا خَوْفًا وَأَشَدَّ مِنْهَا تَعَوُّذًا. قَالَ فَيَقُولُ فَإِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ. فَيَقُولُونَ إِنَّ فِيهِمْ فُلَانًا الْخَطَّاءَ لَمْ يُرِدْهُمْ إِنَّمَا جَاءَهُمْ لِحَاجَةٍ. فَيَقُولُ: هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى لَهُمْ جَلِيسٌ)).

نے اسے دیکھا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں، نہیں، وہ فرماتا ہے: اگر وہ اسے دیکھ لیں تو پھر ان کی کیفیت کیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں، اگر وہ اسے دیکھ لیں تو وہ اس سے بہت زیادہ دور بھاگیں، اس سے بہت زیادہ ڈریں اور اس سے بہت زیادہ پناہ مانگیں، وہ فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا، وہ کہتے ہیں: ان میں ایک فلاں شخص ایسا بھی ہے جو کہ کسی ضرورت کے تحت ان کے پاس آیا تھا وہ ذکر کے ارادے سے وہاں نہیں بیٹھا تھا، وہ فرماتا ہے: وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بھی محروم و بد نصیب نہیں رہ سکتا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طریق کے علاوہ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الدعاء: ١٨٩٥، الحاكم: ١/٤٩٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٤٢٤، صحيح بخاری: ٦٤٠٨، صحيح مسلم: ٢٦٨٩، صحيح ابن حبان: ٨٥٦، ٨٥٧

فوائد الحدیث: اس مفصل حدیث میں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی فضیلت و عظمت بیان ہوئی ہے کہ وہ کس قدر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے پسندیدہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو ان کے پاس بھی بیٹھ گیا وہ بھی بخشش و غفران کا حق دار بن گیا۔ سبحان اللہ

150- باب فَضْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

لا حول ولا قوۃ الا باللہ کی فضیلت

3601: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْغَازِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "((لا حول ولا قوة الا بالله)) کثرت سے پڑھا کرو کیونکہ وہ جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔"

قَالَ مَكْحُولٌ: فَمَنْ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ. كَشَفَ عَنْهُ سَبْعِينَ بَابًا مِنَ الضُّرِّ أَدْنَاهُنَّ الْفَقْرُ)).

مکحول نے بیان کیا، جس نے یہ دعا پڑھی: ((لا حول ولا قوة الا بالله ولا منجا من الله الا اليه)) (گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا محض اللہ کی توفیق سے ممکن ہے، اور تیری بارگاہ کے سوا کوئی اور جائے پناہ نہیں) تو اس سے ستر قسم کی تکلیفیں دور کر دیتا ہے ان میں سے سب سے ہلکی تکلیف فقر و غربت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ جو حدیث ہے اس کی اسناد متصل

مَكْحُولٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

نہیں۔ مکحول رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔

حكم الحديث: (صحيح دون قول مكحول: فمن قال؛ فإنه مقطوع) مکحول کا جملہ منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ باقی صحیح ہے۔

ضعيف الترمذي: ٧٢٩، سلسله الصحيحة: ١٠٥/١٥٢٨

تخريج الحديث: مسند احمد : ٨٤٠٦، ٧٩٦٦

فوائد الحديث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۵۸۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3602: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لأُمَّتِي وَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللهُ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کی ایک دعا قبول ہوئی ہے، میں نے اپنی دعا اپنی امت کی شفاعت کے لیے بچا کر رکھ لی ہے اور وہ ان شاء اللہ ان میں سے ہر اس شخص کو پہنچنے والی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه في التوحيد: ٢٥٨، الطبراني في الاسوسط: ١٧٤٨

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٦٣٠٤، صحيح مسلم: ١٩٨، ١٩٩، سنن ابن ماجه: ٤٣٠٧، مسند احمد : ٩٥٠٤، صحيح ابن حبان: ٦٤٦١

فوائد الحديث: اس حدیث میں ہر اس شخص کے لیے رسول اللہ ﷺ کا شفاعت کا وعدہ ہے جو عقیدہ توحید پر کاربند ہوگا اور اس نے کسی لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کیا ہوگا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے سر نہیں جھکایا ہوگا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے نام کی نذر و نیاز نہیں دی ہوگی۔

۳۔ اور نہ ہی اپنی حاجات کے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو پکارا ہوگا۔

151- باب فِي حُسْنِ الظَّنِّ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ

اللہ عزوجل کے متعلق حسن ظن رکھنا

3603: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ حِينَ يَذْكُرُنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ شِبْرًا اقْتَرَبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَإِنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا اقْتَرَبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا بندہ جیسا مجھ سے گمان رکھتا ہے میں ویسا ہی اس کے ساتھ سلوک کرتا ہوں، جس وقت وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اسے ان سے بہتر نفوس والی جماعت میں یاد کرتا ہوں، اگر وہ ایک بالشت میرے قریب

هَرْوَلَةً)).

آتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں، اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے تو میں دو ہاتھ کے برابر اس کے قریب ہوتا ہوں، اور اگر وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَيُرْوَى عَنِ الأَعْمَشِ فِي تَفْسِيرِ هَذَا الْحَدِيثِ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا يَعْنِي بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ وَهَكَذَا فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذَا الْحَدِيثَ. قَالُوا إِنَّمَا مَعْنَاهُ يَقُولُ إِذَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ الْعَبْدُ بِطَاعَتِي وَمَا أَمَرْتُ أُسْرِعُ إِلَيْهِ بِمَغْفِرَتِي وَرَحْمَتِي.

اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کی تفسیر میں روایت کیا جاتا ہے۔ "جو ایک بالشت میرے قریب آتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔" یعنی: مغفرت و رحمت کے ساتھ، بعض اہل علم نے اسی طرح اس حدیث کی تفسیر بیان کی ہے انہوں نے کہا: اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب بندہ میرے حکم کے مطابق میری اطاعت کرتا ہے تو میں اپنی مغفرت و رحمت کے ساتھ جلدی سے اس کی طرف لپکتا ہوں۔

وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذِهِ الآيَةِ (اذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ) قَالَ اذْكُرُونِي بِطَاعَتِي أَذْكُرْكُمْ بِمَغْفِرَتِي. حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى وَعَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ الرَّمْلِيُّ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ بِهَذَا.

اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس آیت: ((فاذکرونی اذکرکم)) (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) کی تفسیر میں فرمایا: تم میری اطاعت کے ذریعے مجھے یاد کرو میں اپنی مغفرت کے ساتھ تمہیں یاد کروں گا۔ عبد بن حمید نے بیان کیا کہ حسن بن موسیٰ اور عمرو بن ہاشم الرملی نے ابن لہیعہ عن عطاء بن یسار عن سعید بن جبیر کی سند سے اسے روایت کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک سعید بن جبیر کی روایت ابن لہیعہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٤٢٢، صحیح بخاری: ٧٤٠٥، صحیح مسلم: ٢٦٧٥، ص: ٢٠٦٧، ١٩، ٢٠، ٢١ و ص: ٢١٠٢(١) سنن ابن ماجه: ٣٧٩٢، ٣٨٢٢، سنن نسائی الکبری: ٧٧٣٠، صحیح ابن حبان: ٣٢٨، ٣٧٦، ٨١٠-٨١٢

فوائد الحدیث: (١) انسان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اچھا گمان رکھنا چاہیے کہ وہ میری عبادات کو قبول فرما کر اور میرے گناہوں کو معاف کر کے مجھے ضرور اپنے فضل و کرم سے بخش دے گا، اللہ تعالیٰ کی ذات سے اپنے متعلق کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے، جیسا آدمی گمان رکھے گا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ فرمائیں گے۔

(٢) اللہ تعالیٰ کے متعلق اچھا گمان اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب آدمی کا عقیدہ و عمل صحیح اور خالص ہوگا، اس لیے عقیدہ توحید اپنائیں۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں زندگی بسر کریں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی سے بچیں، اللہ تعالیٰ حسن ظن کی توفیق بھی دے گا اور اسے قبول بھی فرمائے گا۔

(٣) حدیث میں جو اللہ تعالیٰ کی صفات بیان ہوئی ہیں ان پر ایمان لانا ہر مومن مسلمان کیلئے ضروری ہے ان کی کیفیت کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔

152- باب فِي الاِسْتِعَاذَةِ

پناہ طلب کرنا

3604: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَاسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عذاب جہنم سے اللہ کی پناہ طلب کرو، عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرو، مسیح دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ طلب کرو، اور حیات و ممات کے فتنے سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) صفة الصلاة: ١٦٣، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٦٤٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٩٧٠، صحیح بخاری: ١٣٧٧، صحیح مسلم: ٥٨٨، سنن النسائی: ٤/١٠٣، ٨/٢٧٥، ٢٧٦، ٢٧٦، ٢٧٧، ٢٧٧-٢٧٨، صحیح ابن حبان: ١٠١٨، ١٠١٩

فوائد الحدیث: ”جہنم“ اور ”قبر کا عذاب“، ”مسیح دجال“ اور ”حیات و ممات“ کے فتنے بڑے سخت ہیں اس لیے ان سے پناہ مانگنے کا خصوصی طور پر حکم فرمایا گیا ہے۔ اس لیے تشہد کی دعاؤں میں اس پناہ والی دعا کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

153- باب دعاء: [أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ]

دعا: میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے....

3604م: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَالَ حِينَ يُمْسِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ حُمَةٌ تِلْكَ اللَّيْلَةَ)). قَالَ سُهَيْلٌ: فَكَانَ أَهْلُنَا تَعَلَّمُوهَا فَكَانُوا يَقُولُونَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ فَلُدِغَتْ جَارِيَةٌ مِنْهُمْ فَلَمْ تَجِدْ لَهَا وَجَعًا.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص شام کے وقت تین بار یہ دعا پڑھے: ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) ”میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے اس کی پیدا کردہ چیز کے شر سے پناہ چاہتا ہوں“ تو اس رات کوئی زہر اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ سہیل (راوی) نے بیان کیا، ہمارے گھر والوں نے اس کلمہ کو سیکھ لیا تھا وہ اسے ہر رات پڑھتے تھے، پس ان کی ایک لڑکی کو کسی زہریلے جانور نے ڈس لیا تو اسے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

یہ حدیث حسن ہے۔

وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَوَى عُبَيْدُ

مالک بن انس نے اس حدیث کو سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ عبید اللہ

اللهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُهَيْلٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

بن عمر اور کئی ایک نے اس حدیث کو سہیل سے روایت کیا اور انہوں نے اس میں عن ابی ہریرہ ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ١/٢٢٦، اخرجه الطحاوي في شرح المشكل: ٢٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٨٩٨، صحيح مسلم: ٢٧٠٩، سنن ابن ماجه: ٣٥١٨، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٥٨٥، ٥٩٢، ٥٩٨، ٥٩٩، صحيح ابن حبان: ١٠٢١، ١٠٢٢

فوائد الحدیث: صبح وشام اس دعا کا اہتمام کرنے والا ہر قسم کی موذی اور زہریلی چیز سانپ، بچھو وغیرہ کی تکلیف سے محفوظ رہے گا۔ اس لیے اس دعا کو صبح وشام کے اذکار میں ضرور شامل کرنا چاہیے۔

154- باب دعاء: ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي أُعْظِمُ شُكْرَكَ))

اے اللہ! مجھے ایسا بنادے کہ میں تیرا بڑا شکر ادا کروں.....

3604م: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ أَخْبَرَنَا أَبُو فَضَالَةَ الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: دُعَاءٌ حَفِظْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا أَدَعُهُ ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي أُعْظِمُ شُكْرَكَ وَأُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَأَتَّبِعُ نَصِيحَتَكَ وَأَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دعا ہے میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے حفظ کیا ہے میں اسے نہیں چھوڑتا: ”اے اللہ! مجھے ایسا بنادے کہ میں تیرا بہت بڑا شکر کروں، تیرا زیادہ ذکر کروں، تیری نصیحت (خیر خواہی) کی اتباع کروں اور تیری وصیت کی حفاظت کروں۔“

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٢٤٩٩-التحقيق الثاني، اس میں فرج بن فضالہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨١٠١

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اس کا زیادہ سے زیادہ ذکر کرنا اس کے احکام کی پابندی کرنا ہر ایمان والے کے لیے لازم اور ضروری ہے۔ اس لیے یہ دعا کرے یا نہ کرے ان اعمال کو ضرور بجالائے۔

155- باب مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو اللهَ بِدُعَاءٍ إِلَّا اسْتُجِيبَ لَهُ

جو بھی شخص اللہ سے دعا کرتا ہے تو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے

3604م: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ وَهُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو اللهَ بِدُعَاءٍ إِلَّا اسْتُجِيبَ لَهُ، فَإِمَّا أَنْ يُعَجَّلَ لَهُ فِي الدُّنْيَا، وَإِمَّا أَنْ يُدَّخَرَ لَهُ فِي الآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يُكَفَّرَ عَنْهُ مِنْ ذُنُوبِهِ بِقَدْرِ مَا دَعَا، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ أَوْ يَسْتَعْجِلْ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی شخص اللہ سے دعا کرتا ہے تو وہ اس کی دعا قبول فرماتا ہے، یا تو اسے جلد ہی دنیا میں عطا فرما دیتا ہے، یا اس کے لیے آخرت میں ذخیرہ کر لیتا ہے، یا اس کی دعا کے حساب سے اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے، جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے یا وہ جلد بازی نہ کرے۔“ انہوں نے عرض کیا،

قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَسْتَعْجِلُ قَالَ ((يَقُولُ دَعَوْتُ رَبِّي فَمَا اسْتَجَابَ لِي)).

اللہ کے رسول! وہ کس طرح جلد بازی کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ کہتا ہے: میں نے اپنے رب سے دعا کی تو اس نے میری دعا قبول نہیں کی۔"

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح دون قوله: ((وإما أن يكفر عنه من ذنوبه بقدر ما دعا))) "یا اس کی دعا کے حساب..." کے علاوہ باقی صحیح ہے۔ اس میں لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔ الضعيفة: ٤٤٨٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٩١٤٨، ٩٧٨٥، صحيح بخاری: ٦٣٤٠، صحيح مسلم: ٢٧٣٥، سنن ابو داود: ١٤٨٤، سنن ابن ماجه: ٣٨٥٣، صحيح ابن حبان: ٨٨١، ٩٧٥، ٩٧٦

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کا ہر بندے سے اس کی دعا قبول کرنے کا وعدہ ہے خواہ اس کا بدلہ دنیا میں دے یا آخرت میں۔ بس بندے کو تاخیر کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے شکوہ بھی نہیں کرنا چاہیے اور مایوس بھی نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی گناہ کے کسی کام کی دعا کرنی چاہیے۔

3604م: حَدَّثَنَا يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ إِبْطُهُ يَسْأَلُ اللهَ مَسْأَلَةً إِلَّا آتَاهَا إِيَّاهُ مَا لَمْ يَعْجَلْ)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ عَجَلَتُهُ قَالَ ((يَقُولُ قَدْ سَأَلْتُ وَسَأَلْتُ وَلَمْ أُعْطَ شَيْئًا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی بھی بندہ (دعا کے لیے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے حتی اس کی بغلیں ظاہر ہو جاتی ہیں وہ اللہ سے کسی چیز کی درخواست کرتا ہے تو اسے وہی چیز عطا کر دی جاتی ہے جبکہ وہ جلد بازی نہ کرے۔" انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس کی جلد بازی کس طرح ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ کہتا ہے میں نے کئی بار مانگا (دعا کی) لیکن مجھے کچھ بھی نہیں دیا گیا۔"

وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُولُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي)).

زہری نے اس حدیث کو ابو عبید مولیٰ ابن ازہر عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ جلد بازی نہ کرے، وہ کہتا ہے: میں نے دعا کی اور وہ میرے حق میں قبول نہیں ہوئی۔"

حکم الحدیث: (صحيح دون الرفع) اگر اسے مرفوع بیان نہ کیا جائے تو صحیح ہے۔ بعض کے نزدیک یحییٰ راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٩١٤٨، ٩٧٨٥، صحيح بخاری: ٦٣٤٠، صحيح مسلم: ٢٧٣٥، سنن ابو داود: ١٤٨٤، سنن ابن ماجه: ٣٨٥٣، صحيح ابن حبان: ٨٨١، ٩٧٥، ٩٧٦

فوائد الحدیث: اگر کسی شخص کی دعا فوری پوری نہیں ہوتی تو تب بھی اسے اپنے رب تعالیٰ سے مانگتے رہنا چاہیے، کہ اس تاخیر میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندے کے لیے کوئی بہتری اور خیر ہی ہو سکتی ہے۔

156- باب [إِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللهِ]

اللہ کے متعلق حسن ظن، اللہ کی حسن عبادت میں سے ہے

3604م: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ سُمَيْرِ بْنِ نَهَارٍ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے متعلق حسن ظن اللہ کی حسن عبادت کے ضمن میں سے ہے۔“

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٣١٥٠، اس میں سمیر ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داد: ٤٩٩٣، مسند احمد : ٧٩٥٦۔ صحيح ابن حبان: ٦٣١

فوائد الحدیث: اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۶۰۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

157- باب [لِيَنْظُرَنَّ أَحَدُكُمْ مَا الَّذِي يَتَمَنَّى...]

تم میں سے کوئی دیکھے کہ وہ کسی چیز کی تمنّا کرتا ہے.....

3604م: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لِيَنْظُرَنَّ أَحَدُكُمْ مَا الَّذِي يَتَمَنَّى فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا يُكْتَبُ لَهُ مِنْ أُمْنِيَّتِهِ)).

سیّدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی دیکھے کہ وہ کس چیز کی تمنّا کرتا ہے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی خواہشات و تمنّاؤں میں سے کیا لکھا جاتا ہے۔“

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٤٤٠٥، ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: انسان کو ہمیشہ اپنی خواہشات اور تمنّاؤں کو اچھا ہی رکھنا چاہیے۔

158- باب دعاء: ((اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِسَمْعِي وَ بَصَرِي...))

دعا: اے اللہ! میرے سمع و بصر کے ذریعے مجھے فائدہ پہنچا....

3604م: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ نُوحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو فَيَقُولُ ((اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّي وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ يَظْلِمُنِي، وَخُذْ مِنْهُ بِثَأْرِي)) ”اے اللہ! میرے سمع و بصر کے ذریعے مجھے فائدہ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے: ((اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّي وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ يَظْلِمُنِي، وَخُذْ مِنْهُ بِثَأْرِي))

يَظْلِمُنِي، وَخُذْ مِنْهُ بِثَأْرِي)).

پہنچا، ان دونوں کو میرا وارث بنا (یعنی: انہیں باقی رکھ)، مجھ پر ظلم کرنے والے کے خلاف میری مدد فرما، اور اس سے میرا بدلہ لے۔"

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (حسن) الروض النضير: ١٩٠، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٦٥٠، الحاكم: ١/٥٢٣

تخریج الحدیث: الادب المفرد: ٦٥٠، مسند البزار: ٣١٩٣۔ كشف الاستار، مستدرک حاکم: ١/٥٢٣، ٢/١٤٢، معجم الاوسط للطبرانی: ٥٩٧٩

فوائد الحدیث: (۱) ہر آدمی کو ہمیشہ اپنے اعضاء کی سلامتی اور ان کے نفع کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا چاہیے۔ کہ اس کے اعضا دنیا و آخرت میں اس کے لیے نفع بخش ہوں۔

(۲) اپنے لیے ہر قسم کی مدد کا سوال بھی اللہ تعالیٰ سے ہی کرنا چاہیے کہ اس کے علاوہ دوسرا کوئی بھی مدد کرنے پر قادر نہیں۔

159- باب ((لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا...))

تم میں سے ہر کوئی اپنی ہر حاجت اللہ سے طلب کرے....

3604م: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الأَشْعَثِ السِّجْزِيُّ حَدَّثَنَا قَطَنٌ الْبَصْرِيُّ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا حَتَّى يَسْأَلَ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ہر کوئی اپنی ہر حاجت اپنے رب سے طلب کرے حتیٰ کہ جب اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اس سے مانگے۔"

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَنَسٍ.

یہ حدیث غریب ہے۔ کئی ایک نے اس حدیث کو جعفر بن سلیمان عن ثابت البنانی عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے اس میں عن انس کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ١٣٦٢، جعفر بن سلیمان کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٣٤٠٣، عمل اليوم والليلة لابن السنى: ٣٥٤، صحيح ابن حبان: ٨٦٦۔ ٨٩٤، ٨٩٥، تاريخ اصبهان: ٢/٢٨٩

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ ہی ہر قسم کی ضرورتیں پوری کرنے والا ہے اس لیے آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی ہر چھوٹی بڑی ضرورت کا سوال اللہ تعالیٰ سے ہی کرے۔

3604م: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ:

سیّدنا ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ہر کوئی اپنی ہر حاجت اپنے رب سے طلب

((لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ حَتَّى يَسْأَلَهُ الْمِلْحَ وَحَتَّى يَسْأَلَهُ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ)).

وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ قَطَنٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ.

کرے حتیٰ کہ نمک بھی اسی سے مانگے، اور حتیٰ کہ وہ اپنے جوتے کا تسمہ بھی جب کہ وہ ٹوٹ جائے تو اسی سے مانگے۔"

یہ حدیث قطن عن جعفر بن سلیمان کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: الكامل ابن عدی: ٦/٢٠٧٦

فوائد الحدیث: زمانے میں بالکل معمول سمجھی جانے والی اشیاء مثلاً نمک، جوتے کے تسمے وغیرہ کی بھی اگر ضرورت پڑ جائے تو وہ اپنے رب تعالیٰ سے ہی مانگنی چاہیے کسی دوسرے کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرنا چاہیے۔ رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر۔

47

أَبْوَابُ الْمُنَاقِبْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

فضائل کا بیان

1- باب فِي فَضْلِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت

3605: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ اصْطَفَى مِنْ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَى مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ بَنِي كِنَانَةَ وَاصْطَفَى مِنْ بَنِي كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)).

سیّدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمایا، اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے بنو کنانہ کو، بنو کنانہ میں سے قریش کو، قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح دون الصطفاء الأول) اسماعیل علیہ السلام کو منتخب کرنے کے علاوہ باقی روایت صحیح ہے۔ الصحيحة: ٣٠٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٢٧٦، مسند احمد : ١٦٩٨٦، ١٦٩٨٧، صحيح ابن حبان: ٦٢٤٢، ٦٣٣٣، ٦٤٧٥

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں سے انسان کو شرف و فضیلت سے نوازا۔ پھر انسانوں میں سے انبیاء کرام علیہم السلام کو تمام بنی نوع انسانی پر افضلیت عطا فرمائی۔

انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بھی سیّد الاوّلین والاخرین، امام الانبیاء امام اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر لحاظ سے اعلیٰ و افضل بنایا، جیسا کہ حدیث الباب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسب و نسب اور خاندانی وجاہت میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اعلیٰ نسب اور بہترین خاندان و قبیلہ کا انتخاب فرمایا۔

(۲) اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے علامہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ کو اور انہیں پوری امت کی طرف سے جزائے خیر

عطا فرمائے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے نسب نامہ کو اسّی (۸۰) واسطوں سے سیّدنا آدم علیہ السلام تک بیان فرمایا ہے، نیز قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تین حصوں میں تقسیم کر کے ان کی تفصیل بیان کی ہے، (دیکھیے، "رحمۃ للعالمین")

3606: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنِي وَاثِلَةُ بْنُ الْأَسْقَعِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفَى هَاشِمًا مِنْ قُرَيْشٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)).

سیّدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے بنو کنانہ کو، کنانہ سے قریش کو، قریش سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٣٠٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٢٧٦، مسند احمد : ١٦٩٨٦، ١٦٩٨٧، صحيح ابن حبان: ٦٢٤٢، ٦٣٣٣، ٦٤٧٥

3607: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ قُرَيْشًا جَلَسُوا فَتَذَاكَرُوا أَحْسَابَهُمْ بَيْنَهُمْ فَجَعَلُوا مَثَلَكَ كَمَثَلِ نَخْلَةٍ فِي كَبْوَةٍ مِنَ الْأَرْضِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِهِمْ مِنْ خَيْرِ فِرَقِهِمْ وَخَيْرِ الْفَرِيقَيْنِ ثُمَّ تَخَيَّرَ الْقَبَائِلَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ قَبِيلَةٍ ثُمَّ تَخَيَّرَ الْبُيُوتَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ بُيُوتِهِمْ فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا)).

سیّدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! قریش نے بیٹھ کر باہم اپنے حسب نسب کا ذکر کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کے لیے کھجور کے درخت کی مثال بیان کی جو کہ ڈھلوان زمین پر ہو، نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے مخلوق کو تخلیق فرمایا، تو اس نے مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں رکھا اور دو گروہوں میں سے بہترین گروہ میں، پھر قبائل کو منتخب کیا تو مجھے بہترین قبیلے میں رکھا، پھر گھر منتخب کیے تو مجھے ان میں سے بہترین گھر میں رکھا، پس میں ان میں ذات اور گھر کے لحاظ سے سب سے بہتر ہوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ هُوَ ابْنُ نَوْفَلٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور عبد اللہ بن حارث یہ ابن نوفل ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس کی سند یزید کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ الضعيفة: ٣٠٧٣، نقد الكتاني: ٣١

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٧٥١٧، ١٧٨٨ .

3608: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ قَالَ: جَاءَ الْعَبَّاسُ

مطلب بن ابی وداعہ نے بیان کیا، عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے گویا کہ انہوں نے کوئی بات سنی تھی، پس نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے تو فرمایا: "میں کون ہوں؟"

إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَأَنَّهُ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ ((مَنْ أَنَا)). قَالُوا أَنْتَ رَسُولُ اللهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ. قَالَ ((أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرِهِمْ نَفْسًا)).

انہوں نے عرض کیا، آپ اللہ کے رسول ہیں علیک السلام، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں'' اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں رکھا، پھر انہیں دو گروہ بنادیا، تو مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں رکھا، پھر ان کے قبائل بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین قبیلے میں رکھا، پھر ان کے گھر بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین گھر میں رکھا اور نفس کے لحاظ سے بہترین بنایا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ نَحْوُ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

سفیان ثوری نے یزید بن ابی زیاد سے اسماعیل بن ابی خالد عن یزید بن ابی زیادہ عن عبداللہ بن حارث عن العباس بن عبدالمطلب کی سند سے مروی حدیث کے مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٣٠٧٣، دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٧٥١٧، ١٧٨٨

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۶۰۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3609: حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيدِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ ((وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ﷺ کے لیے نبوت کب واجب ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسد کے درمیان تھے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ مَيْسَرَةَ الْفَجْرِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں اور اس باب میں میسرۃ الفجر سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٨٥٦، المشكاة: ٥٧٥٨، اخرجه الحاكم: ٢/٦٠٩

تخریج الحدیث: العلل الكبير للمصنف: ٢/٩٢٥، مستدرک حاكم: ٢/٦٠٩، تاريخ بغداد: ٥/٨٣، مسند احمد: ١٧١٥٠

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کے نظام کی تخلیق سے بھی پچاس ہزار سال پہلے ''ما کان ومایکون'' (جو ہو چکا تھا اور جو آئندہ ہونا تھا، سب کچھ) لکھوا دیا تھا، جسے تقدیر کہتے ہیں، اس تقدیر میں تمام انسانوں کی پیدائش سے بھی پہلے ان کے ہر قسم کے معاملات پیدائش، رزق، زندگی موت، اعمال، مقام و مرتبہ، انجام وغیرہ سارا کچھ تحریر ہے۔ اسی تقدیر میں یہ بھی درج ہوا کہ سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ

کو اللہ تعالیٰ مقام نبوت سے سرفراز فرمائیں گے، لہٰذا آپ ﷺ کی نبوت اللہ تعالیٰ کے علم میں اس وقت بھی تھی جب ابھی آدم علیہ السلام بھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔

(۲) بعض لوگوں نے یہ نظریہ اپنالیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ذات کے لحاظ سے اس وقت بھی بحیثیت نبی موجود تھے، ایسے لوگوں کا موقف درست نہیں اور نہ ہی اس کی تائید میں قرآن وحدیث سے کوئی دلیل ہے۔

2- باب [أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بُعِثُوا...]

جب لوگ دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے تو میں....

3610: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ لَيْثٍ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بُعِثُوا وَأَنَا خَطِيبُهُمْ إِذَا وَفَدُوا، وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوا لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي وَأَنَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلَى رَبِّي وَلَا فَخْرَ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب لوگ دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے تو میں سب سے پہلے قبر سے نکلوں گا، جب وہ اللہ کے حضور حاضر ہوں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا، جب وہ مایوس ہو جائیں گے تو میں انہیں خوش خبری دوں گا، اس دن حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا، اور میرے رب کے ہاں میری سب سے زیادہ عزت ہوگی اور میں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس کی سند لیث کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ المشکاۃ: ٥٧٦٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٢٤٦٩، سنن الدارمی: ٤٨، دلائل النبوۃ للبیہقی: ٥/٤٨٣۔ ٤٨٤، شرح السنۃ: ٣٦٢٤

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس کا مضمون دوسری صحیح احادیث سے صراحتاً یا مفہوماً ثابت ہے۔

مثلاً: ۱۔ آپ ﷺ کا قبر مبارک سے سب سے پہلے اٹھنا۔

۲۔ آپ ﷺ کا تمام لوگوں کی نمائندگی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا، جسے "شفاعت کبریٰ" بھی کہا جاتا ہے۔

۳۔ آپ ﷺ کی سفارش کا قبول ہونا لوگوں کے لیے خوشی کا باعث ہوگا، لہٰذا آپ ﷺ کا ان کے لیے "مُبَشِّر" ہونا ثابت ہوا۔

۴۔ "لواء الحمد" کا آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہونا۔

۵۔ آپ ﷺ کا آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہونا۔ (مسلم)

یہ تمام امتیازات آپ ﷺ کی عظمت وشان اور فضیلت کی واضح دلیل ہیں۔ (ﷺ)

(۲) اللہ تعالیٰ کی ان تمام نعمتوں کے باوجود، آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں اس پر کوئی فخر بھی نہیں کرتا۔ یعنی آپ ﷺ نے اپنی امت کو تعلیم دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نعمت عطا فرمائیں تو اس پر فخر، غرور وغیرہ نہیں کرنا بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے۔

3611: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ يَزِيدَ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی، مجھے جنتی جوڑا پہنایا

عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأُكْسَى الْحُلَّةَ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذَلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي)).

جائے گا، پھر میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا اس جگہ میرے علاوہ کوئی اور کھڑا نہیں ہوگا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٥٧٦٦، اس کی سند ابی خالد کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٠٩٨٧، سنن ابن ماجه: ٤٣٠٨

فوائد الحدیث: اس حدیث میں بھی آپ ﷺ کے ان فضائل کا ذکر ہے جو کہ قیامت کے دن سے تعلق رکھتے ہیں۔

3- بَابُ [سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ]

اللہ سے میرے لیے وسیلہ طلب کرو

3612: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ لَيْثٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ حَدَّثَنِي كَعْبٌ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الْوَسِيلَةُ؟ قَالَ ((أَعْلَى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ أَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے میرے لیے وسیلہ طلب کرو۔" انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! وسیلہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جنت کا ایک اعلیٰ درجہ ہے اسے صرف ایک شخص ہی پائے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ. وَكَعْبٌ لَيْسَ هُوَ بِمَعْرُوفٍ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى عَنْهُ غَيْرَ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، اس کی اسناد قوی نہیں، کعب معروف شخص نہیں، ہم نہیں جانتے کہ لیث بن ابی سلیم کے علاوہ کسی اور نے اس سے روایت کیا ہو۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٥٧٦٧، اخرجه ابويعلى: ٦٤١٤، المزي في تهذيب الكمال: ١٩٨/٢٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٥٩٨

فوائد الحدیث: "وسیلہ" جنّت میں ایک اعلیٰ مقام ہے، جو صرف اور صرف امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا ہوگا، لیکن جو شخص اذان سن کر اس کا جواب دے، پھر آپ ﷺ پر درود پڑھے اور آپ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ سے "وسیلہ" کی دعا کرے تو وہ شخص آپ ﷺ کی سفارش کا حق دار ہوگا۔ اللهم اجعلنا منهم (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۱۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

3613: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَثَلِي فِي النَّبِيِّينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَحْسَنَهَا

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انبیاء علیہم السلام میں میری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا اسے بہترین طور پر خوبصورت طریقے سے بنایا اور وہاں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس عمارت

وَأَكْمَلَهَا وَأَجْمَلَهَا وَتَرَكَ مِنْهَا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِالْبِنَاءِ وَيَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَقُولُونَ لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ وَأَنَا فِي النَّبِيِّينَ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ)).

کے گرد چکر لگانے لگے اور اس سے خوش ہونے لگے، اور وہ کہنے لگے: کاش کہ اس اینٹ کی جگہ بھی مکمل ہو جاتی۔ انبیاء علیہم السلام کے درمیان میں اس اینٹ کی جگہ ہوں۔"

وَبِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّينَ وَخَطِيبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرُ فَخْرٍ)).

اسی اسناد سے نبی ﷺ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: "جب قیامت کا دن ہوگا تو میں انبیاء علیہم السلام کا امام اور ان کا خطیب ہوں گا اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا لیکن اس پر فخر نہیں کرتا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج فقه السيرة: ١٤١، مشكاة المصابيح: ٥٧٦٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢١٢٤٣، ٧٣٢٢

ب۔ سنن ابن ماجه: ٤٣١٤، مسند احمد : ٢١٢٤٥،

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے بھی رسول اللہ ﷺ کی عظمت و شان ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد کسی نبی و رسول، مرشد و امام اور رہبر اعظم کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۲) حدیث الباب میں مذکور مثال سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس طرح آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی نبوت کا محل مکمل ہو گیا اب کسی اور نبی کے لیے اس میں کوئی گنجائش نہیں بالکل اسی طرح سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت (قرآن و حدیث) کی تکمیل کے بعد اب کسی فقہ، فتاویٰ، اقوال و آراء کی کوئی گنجائش نہیں۔ جس طرح آپ ﷺ کی ذات آخری۔ اسی طرح آپ ﷺ کی بات بھی آخری۔

3614: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ أَخْبَرَنَا كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ جُبَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا لِيَ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ وَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جب تم مؤذن کو سنو تو تم اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے، پھر میرے لیے وسیلے کی درخواست کرو، وہ جنّت میں ایک مقام ہے، وہ اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لیے ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا، اور جس نے میرے لیے وسیلہ طلب کیا تو اس پر شفاعت حلال / واجب ہو گئی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ مُحَمَّدٌ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرٍ هَذَا قُرَشِيٌّ مِصْرِيٌّ مَدَنِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ شَامِيٌّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبدالرحمٰن بن جبیر یہ قرشی اور مصری مدنی ہیں۔ اور عبدالرحمٰن بن جبیر ابن نفیر شامی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٢٤٢، اخرجه ابن خزيمه: ٤١٨، وابو عوانه: ٣٣٦/١

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٣٨٤، سنن ابو داود: ٥٢٣، سنن نسائی المجتبی: ٢٥/٢-٢٦، عمل الیوم و اللیلة للنسائی: ٤٥، مسند احمد: ٦٥٦٨، صحیح ابن حبان: ١٦٩٠- ١٦٩٢

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ٢١١ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3615: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِي، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَلَا فَخْرَ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اولاد آدم (علیہ السلام) کا سردار ہوں گا اور میں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا، حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا، اس دن تمام انبیاء علیہم السلام میرے پرچم تلے ہوں گے، اور سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور میں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ بِهَذَا الإِسْنَادِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ اس اسناد سے ابو نضرہ عن ابن عباس کی سند سے نبی ﷺ سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک یہ ابن جدعان کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٠٩٨٧، سنن ابن ماجه: ٤٣٠٨

فوائد الحدیث: سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن بھی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے سردار اور سربراہ ہوں گے۔ مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ٣٦١٠ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3616: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ وَهْرَامَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَنْتَظِرُونَهُ قَالَ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُونَ فَسَمِعَ حَدِيثَهُمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَجَبًا إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهِ خَلِيلاً اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً. وَقَالَ آخَرُ مَاذَا بِأَعْجَبَ مِنْ كَلَامِ مُوسَى كَلَّمَهُ تَكْلِيمًا وَقَالَ آخَرُ فَعِيسَى كَلِمَةُ اللهِ وَرُوحُهُ. وَقَالَ آخَرُ آدَمُ اصْطَفَاهُ اللهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ وَقَالَ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ حضرات بیٹھے آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے، آپ ﷺ تشریف لائے حتیٰ کہ جب آپ ﷺ ان کے قریب ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں باہم باتیں کرتے ہوئے سنا تو کسی نے کہا: تعجّب ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنی مخلوق میں سے خلیل (گہرا دوست) بنالیا، اس نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، دوسرے نے کہا: یہ موسیٰ علیہ السلام کے کلام کرنے سے زیادہ عجیب نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام سے خوب کلام کیا، کسی اور نے کہا: عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ ایک اور نے کہا: آدم علیہ السلام اللہ نے انہیں منتخب فرما لیا۔ تو آپ ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو سلام کیا اور فرمایا:

((قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجِبْتُكُمْ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُ اللهِ وَهُوَ كَذَلِكَ، وَمُوسَى نَجِيُّ اللهِ وَهُوَ كَذَلِكَ وَعِيسَى رُوحُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذَلِكَ وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللهُ وَهُوَ كَذَلِكَ أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللهِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللهُ لِي فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِي فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَلَا فَخْرَ)).

"میں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجّب کرنا سن لیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل تھے یہ بات ایسے ہی ہے یہ بھی صحیح ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے کلام فرمایا وہ اسی طرح ہیں، عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں وہ اسی طرح ہیں، آدم علیہ السلام تو اللہ نے انہیں منتخب فرمایا ہے اور وہ اسی طرح ہیں، سنو میں اللہ کا حبیب ہوں اور میں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا، میں قیامت کے دن حمد کا پرچم اٹھانے والا ہوں گا اور میں کوئی فخر نہیں کرتا۔ میں قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی میں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا، میں سب سے پہلے جنّت کے حلقوں کو ہلاؤں گا تو اللہ میرے لیے کھولے گا تو وہ مجھے اس میں داخل فرمائے گا اور میرے ساتھ فقراء مومن ہوں گے اور میں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا، میں اول و آخر سب سے زیادہ معزز ہوں اور میں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٥٧٦٢، اس میں سلمہ بن وہرام ضعیف ہے

تخریج الحدیث: سنن الدارمي: ٤٧ـ السالف برقم: ٣٦١٠

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن آپ ﷺ کی شان میں اس کا مضمون دوسری روایات و دلائل سے صحیح ثابت ہے۔

3617: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنِي أَبُو مَوْدُودٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الضَّحَّاكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ. قَالَ: فَقَالَ أَبُو مَوْدُودٍ وَقَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ.

سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، تورات میں محمد ﷺ کا وصف لکھا ہوا ہے، اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا وصف تحریر ہے کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ دفن کیے جائیں گے۔ ابو مودود نے بیان کیا، اس گھر / کمرے میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. هَكَذَا قَالَ عُثْمَانُ بْنُ الضَّحَّاكِ وَالْمَعْرُوفُ الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ الْمَدَنِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اسی طرح عثمان بن ضحاک نے کہا، اور معروف، ضحاک بن عثمان مدنی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٥٧٧٢، اس میں عثمان بن الضحاک ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: تاريخ الكبير: ١/٢٦٣، تهذيب الكمال: ١٩/٣٩٥

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کی صفات، عظمت وشان اور بعثت کی بشارتیں توراۃ وانجیل میں بیان ہونے پر قرآن مجید کی آیات بھی شاہد ہیں۔ (دیکھیے، سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۵۷ اور سورۃ الصف آیت نمبر ۶)

3618: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، وَمَا نَفَضْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْأَيْدِي وَإِنَّا لَفِي دَفْنِهِ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جس دن رسول اللہ ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری ہوئی تو وہاں کی ہر چیز روشن ہو گئی تھی، پھر جس دن آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو ہر چیز تاریک ہو گئی اور ہم رسول اللہ ﷺ کی تدفین میں مصروف تھے اور ابھی ہم نے اپنے ہاتھ نہیں جھاڑے تھے کہ ہمارے دلوں کی کیفیت تسلی بخش نہ تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١١/٥١٦، الدارمي: ٨٩، ابويعلى: ٣٢٩٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٦٣١، مسند احمد : ١٣٣١٢، صحيح ابن حبان: ٦٦٣٤

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کی بعثت ونبوت سے پہلے دنیا میں گمراہی کا گھٹاٹوپ اندھیرا تھا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿١٦٤﴾ (آل عمران: ۱۶۴)

"اور بے شک وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"۔

جب آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو لوگوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دی ان کا تزکیہ کیا تو اندھیرے کی جگہ روشنی نے لے لی، اور یہ روشنی اس وقت چہار سُو پھیلی جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اور لوگوں کے عقائد واعمال، اخلاق وکردار میں نکھار آیا تو گویا کہ ہر چیز روشن ہو گئی۔ اور جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو پھر لوگ اسی طرح اندھیروں اور گمراہی میں جانا شروع ہو گئے اور یہ سلسلہ آپ ﷺ کی وفات کے ساتھ ہی شروع ہو گیا، جیسا کہ منکرین زکوٰۃ وغیرہ تھے۔ اور جیسے جیسے زمانہ، عہد نبوت سے دور ہوتا چلا گیا تو دین اسلام کی روشنی مدہم ہوتی چلی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے بھی اس بات کا اشارہ موجود ہے۔ **بدء الاسلام غريبا وسيعود كما بدأ غريبا فطوبى للغرباء** (مسلم ص ۱/ ۸۴، کتاب الایمان)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے فرمان کا یہی مفہوم ہے کہ ہم آپ ﷺ کی خیر وبرکات سے محروم ہو گئے، جیسے آپ ﷺ کے مدینہ طیبہ تشریف لانے کی خوشی تھی اسی طرح آپ ﷺ کی وفات کا بھی غم تھا۔

(۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ جن کے ایمان کی اللہ تعالیٰ نے نا صرف کہ گواہی دی بلکہ اس ایمان کو دوسرے لوگوں کے لیے معیار اور کسوٹی مقرر فرما دیا ان کے ایمان میں کوئی شک وشبہ پیدا نہیں ہوا تھا۔

4- باب مَا جَاءَ فِي مِيلَادِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کی ولادت کا بیان

3619: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ

سیّدنا قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میری اور رسول اللہ

جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ: قَالَ وُلِدْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الْفِيلِ. وَسَأَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قُبَاثَ بْنَ أَشْيَمَ أَخَا بَنِي يَعْمُرَ بْنِ لَيْثٍ أَأَنْتَ أَكْبَرُ أَمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَكْبَرُ مِنِّي وَأَنَا أَقْدَمُ مِنْهُ، فِي الْمِيلَادِ قَالَ وَرَأَيْتُ خَنَقَ الْفِيلِ أَخْضَرَ مُحِيلاً.

ﷺ کی ولادت عالم الفیل (ہاتھیوں والے سال) ہوئی۔ راوی نے بیان کیا، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قباث بن اشیم سے پوچھا جو کہ یعمر بن لیث قبیلے سے تھے، کیا آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں جبکہ میری ولادت آپ ﷺ سے پہلے ہوئی ہے، اور انہوں نے بیان کیا: میں نے ہاتھیوں کی لید سبز رنگت میں تبدیل شدہ دیکھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہم اسے صرف محمد بن اسحاق کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) ضعيف ترمذي: ٧٤٤، سند میں مطلب راوی کمزور ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٧٨٩١، الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: ٩٢٧، معجم الكبير للطبرانی: ١٩/٧٥، مستدرک حاکم: ٣/٦٢٥، دلائل النبوة لابی نعیم: ٨٤، دلائل النبوة للبيهقی: ١/٧٧

فوائد الحدیث: (۱) سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ۹ ربیع الاول، عام الفیل، بمطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱، اور بمطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی بروز سوموار کو مکہ میں پیدا ہوئے۔ (رحمۃ للعالمین، قاضی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ)

(۲) آپ ﷺ کی ولادت باسعادت اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے پہلے آپ ﷺ اس دنیا میں تشریف فرما نہیں تھے۔ جو لوگ آپ ﷺ کے لیے اول، آخر، ظاہر باطن کی صفات بیان کرتے ہیں انہیں اپنے عقیدے کی اصلاح کرنی چاہیے۔

(۳) سیدنا قباث رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے جواب میں ادب واحترام کا جو انداز اختیار کیا ہے اس نے کائنات کے لوگوں کو بتا دیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کس قدر اپنے پیغمبر ﷺ کا احترام کرتے تھے کہ عمر زیادہ ہونے کے باوجود اپنے لیے "بڑا ہونے" کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ افسوس کہ آج بعض بد باطن لوگ ان ہستیوں کے ایمان پر بھی شک کرتے ہیں۔

(۴) اس حدیث پر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے باب قائم کیا ہے۔ "باب ما جاء فی میلاد النبی ﷺ" اور اس کے تحت آپ ﷺ کی تاریخ پیدائش کی روایت بیان کی ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے صرف الفاظ کی آڑ میں اپنی مروجہ بدعت "جشن عید میلاد" کا جواز ڈھونڈنے کی سعی لاحاصل کی ہے، جو کہ بالکل ہی خلاف واقعہ اور نامعقول ہے۔ جبکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ مروجہ عید میلاد کا ثبوت زمانہ نبوت میں خود رسول اللہ ﷺ اور پھر بعد ازاں خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نہیں ملتا۔ بلکہ اس کے بعد تابعین، تبع تابعین، آئمہ کرام، محدثین عظام اور فقہائے امت حتیٰ کہ آئمہ اربعہ سے بھی اس کی کوئی دلیل نہیں۔ یہ بدعت زمانہ نبوت سے چھ سو سال بعد ساتویں ہجری میں اربل کے باشادہ ابو سعید کوکبوری نے جاری کی۔ بس پھر اس کے بعد چل سو چل۔ ہر سال نیا انداز کسی نئی بدعت کے ساتھ یہ عمل پروان چڑھتا رہا، اور اب اس نے اچھی خاص کاروباری حیثیت اختیار کر لی ہے اور اب اسے لوگ کمرشل بنیادوں پر مناتے اور گزارتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(تفصیل کے لیے، شیخ الحدیث مفتی عبید اللہ عفیف رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "مروجہ جشن عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت" کا مطالعہ فرمائیں)

5- باب مَا جَاءَ فِي بَدْءِ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کی نبوت کا آغاز

3620: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ أَبُو الْعَبَّاسِ الأَعْرَجُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَزْوَانَ أَبُو نُوحٍ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجَ أَبُو طَالِبٍ إِلَى الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي أَشْيَاخٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَلَمَّا أَشْرَفُوا عَلَى الرَّاهِبِ هَبَطُوا فَحَلُّوا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ وَكَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ يَمُرُّونَ بِهِ فَلَا يَخْرُجُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَلْتَفِتُ. قَالَ فَهُمْ يَحُلُّونَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتَّى جَاءَ فَأَخَذَ بِيَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ هَذَا سَيِّدُ الْعَالَمِينَ، هَذَا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ يَبْعَثُهُ اللهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ.

سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو طالب شام کی طرف روانہ ہوئے تو نبی ﷺ بھی قریش کے بوڑھے لوگوں کے ساتھ روانہ ہوئے، جب انہوں نے اس راہب کو دیکھا تو وہ اترے اور اپنی سواریوں کے کجاوے اتار دیے، پس وہ راہب بھی ان کے پاس آگیا۔ اس سے پہلے وہ اس کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ ان کے پاس آتا تھا نہ ان کی طرف توجہ کرتا تھا، وہ اپنی سواریوں کے کجاوے اتار رہے تھے تو راہب ان کے بیچ میں آگیا حتیٰ کہ وہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا، یہ سیّد العالمین ہیں، یہ رب العالمین کے رسول ہیں، اللہ انہیں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گا۔

فَقَالَ لَهُ أَشْيَاخٌ مِنْ قُرَيْشٍ مَا عِلْمُكَ فَقَالَ إِنَّكُمْ حِينَ أَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ إِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَلَا يَسْجُدَانِ إِلَّا لِنَبِيٍّ وَإِنِّي أَعْرِفُهُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ أَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوفِ كَتِفِهِ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ. ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا أَتَاهُمْ بِهِ وَكَانَ هُوَ فِي رِعْيَةِ الإِبِلِ قَالَ: أَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأَقْبَلَ وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهُ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوهُ إِلَى فَيْءِ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَيْءُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ فَقَالَ انْظُرُوا إِلَى فَيْءِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ.

قریش کے بوڑھے افراد نے کہا: تمہارا علم کیا ہے؟ اس نے کہا: جس وقت تم گھاٹی سے اتر رہے تھے تو ہر حجر اور شجر انہیں سجدہ کر رہا تھا، وہ دونوں (پتھر اور درخت) کسی نبی ہی کو سجدہ کرتے ہیں، میں انہیں ان کی نبوت کی مہر کے حوالے سے بھی پہچانتا ہوں وہ ان کے کندھے کی نرم ہڈی کے نیچے سیب کے مانند ہے پھر وہ واپس گیا اور ان کے لیے کھانا تیار کیا، جب وہ ان کے لیے کھانا لے کر آیا تو آپ ﷺ اونٹ چرا رہے تھے، اس نے کہا: انہیں بلا بھیجو، آپ ﷺ تشریف لائے تو ایک بادل کا ٹکڑا آپ پر سایہ فگن تھا، جب آپ ﷺ لوگوں کے قریب آئے تو آپ ﷺ نے انہیں دیکھا کہ وہ آپ ﷺ سے پہلے ہی درخت کے سائے میں جا چکے ہیں، جب آپ ﷺ بیٹھ گئے تو درخت کا سایہ آپ ﷺ پر جھک گیا، اس نے کہا: درخت کے سائے کی طرف دیکھو کہ وہ آپ ﷺ پر جھک گیا ہے۔

قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ قَائِمٌ عَلَيْهِمْ وَهُوَ يُنَاشِدُهُمْ أَنْ لَا

اس اثنا میں کہ وہ ان میں کھڑا تھا اور وہ انہیں قسم دے رہا تھا کہ تم

يَذْهَبُوا بِهِ إِلَى الرُّومِ فَإِنَّ الرُّومَ إِذَا رَأَوْهُ عَرَفُوهُ بِالصِّفَةِ فَيَقْتُلُونَهُ، فَالْتَفَتَ فَإِذَا بِسَبْعَةٍ قَدْ أَقْبَلُوا مِنَ الرُّومِ فَاسْتَقْبَلَهُمْ فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكُمْ قَالُوا جِئْنَا أَنَّ هَذَا النَّبِيَّ خَارِجٌ فِي هَذَا الشَّهْرِ فَلَمْ يَبْقَ طَرِيقٌ إِلَّا بُعِثَ إِلَيْهِ بِأُنَاسٍ وَإِنَّا قَدْ أُخْبِرْنَا خَبَرَهُ بُعِثْنَا إِلَى طَرِيقِكَ هَذَا فَقَالَ هَلْ خَلْفَكُمْ أَحَدٌ هُوَ خَيْرٌ مِنْكُمْ؟ قَالُوا إِنَّمَا أُخْبِرْنَا خَبَرَهُ بِطَرِيقِكَ هَذَا. قَالَ: أَفَرَأَيْتُمْ أَمْرًا أَرَادَ اللهُ أَنْ يَقْضِيَهُ هَلْ يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ رَدَّهُ قَالُوا لَا. قَالَ فَبَايَعُوهُ وَأَقَامُوا مَعَهُ قَالَ أَنْشُدُكُمُ اللهَ أَيُّكُمْ وَلِيُّهُ قَالُوا أَبُو طَالِبٍ فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهُ حَتَّى رَدَّهُ أَبُو طَالِبٍ وَبَعَثَ مَعَهُ أَبُو بَكْرٍ بِلَالاً وَزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّيْتِ.

انہیں لے کر روم نہ جاؤ، اگر رومیوں نے انہیں دیکھ لیا تو وہ ان کے وصف سے پہچان کر انہیں قتل کر دیں گے۔ پس اس نے دیکھا تو اچانک سات آدمی نظر آئے جو کہ روم سے آئے تھے پس اس نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا: تم یہاں کس لیے آئے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم آئے ہیں کہ یہ نبی اس شہر میں آنے والے ہیں پس ہر راستے کی طرف کچھ لوگ بھیجے گئے ہیں، ہمیں بھی ان کی خبر بتائی گئی، تو ہمیں آپ کے اس راستے کی طرف بھیجا گیا، اس نے کہا: کیا تمہارے پیچھے تم سے بہتر کوئی شخص ہے؟ انہوں نے کہا: ہمیں تمہارے اس طریق کے حوالے سے ان کی خبر دی گئی۔ اس نے کہا: مجھے کسی ایسے کام کے متعلق بتاؤ کہ اللہ اس کے فیصلے کا ارادہ کر لے تو پھر کیا کوئی شخص اسے رد کر سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، اس نے کہا: پس ان کی بیعت کر لو، اور ان کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، اس نے کہا: میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ ان کا ولی / سرپرست کون ہے؟ انہوں نے کہا: ابو طالب، وہ انہیں قسم دیتا رہا حتی کہ ابو طالب نے آپ ﷺ کو (مکہ کی طرف) لوٹا دیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ کو بھیجا، راہب نے زاد راہ کے لیے آپ ﷺ کو کیک اور زیتون دیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح لكن ذكر بلال فيه منكر كما قيل) یہ واقعہ صحیح ہے لیکن بلال کا ذکر اس میں منکر ہے۔ یہ روایت ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ١١/٤٧٩، مستدرک حاکم: ٦١٥/١-٦١٦، دلائل النبوة لابی نعیم: ١٠٩، دلائل النبوة للبیهقي: ٢٤/٢-٢٦

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی شان و فضیلت کا بھی اظہار ہے کہ درخت و پتھر (شجر و حجر) بھی آپ ﷺ کا ادب و احترام کرتے تھے۔ اور یہ اعزاز آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بچپن میں ہی نصیب فرما دیا تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ دوسرے ہم عمر بچوں سے ممتاز نظر آتے تھے۔

(۲) بادل کا سایہ فگن ہونا اور درخت کے سائے کا آپ ﷺ پر جھکنا بھی آپ ﷺ کی شان و عظمت کی دلیل ہے۔

(۳) آپ ﷺ کے اوصاف اور علامات نبوت پہلی آسمانی کتابوں میں بھی بیان ہوئے ہیں، جنہیں پڑھ کر اہل کتاب آپ ﷺ کی

صداقت کو جانتے، پہچانتے تھے لیکن صرف تعصب کی وجہ سے تسلیم نہیں کرتے تھے، قرآن مجید میں متعدد مقامات پر یہ بات بیان ہوئی ہے۔

(۴) یہ تمام واقعات آپ ﷺ کے اعلان نبوت کرنے سے پہلے بلکہ بچپن کے ہیں جن سے آپ ﷺ پر باقاعدہ "وحی" کے نزول سے بھی پہلے آپ ﷺ کے لیے کسی خصوصی حیثیت (مقام نبوت) کا اظہار ہوتا ہے۔

6- باب فِي مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ وَابْنُ كَمْ كَانَ حِينَ بُعِثَ

نبی ﷺ کی بعثت اور اس وقت آپ ﷺ کی عمر کتنی تھی

3621: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی، آپ ﷺ نے تیرہ سال مکہ میں قیام کیا اور دس سال مدینہ میں جب آپ ﷺ نے وفات پائی تو آپ ﷺ تریسٹھ ۶۳ برس کے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ٣١٧، اخرجه ابن ابي شيبة: ٥٣/١٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٨٥١، صحيح مسلم: ٢٣٥١، مسند احمد: ٢٠١٧

فوائد الحدیث: (۱) آپ ﷺ پر وحی کا آغاز چالیس سال پورے ہونے کے بعد ہوا۔

(۲) رسول اللہ ﷺ اعلان نبوت کے بعد تیئیس سال تک زندہ رہے، تیرہ سال مکہ مکرمہ میں اور دس سال مدینہ منورہ میں۔

(۳) آپ ﷺ کی عمر مبارک کے تریسٹھ ۶۳ سال پورے ہوئے تو آپ ﷺ اس دار فانی سے دار بقا کو رخصت ہوئے۔ (ﷺ)

(۴) آپ ﷺ کی پیدائش سوموار کے دن ہوئی، پہلی وحی بھی سوموار کو نازل ہوئی اور آپ ﷺ کی وفات بھی سوموار کے دن ہوئی۔

(۵) یہ ساری تفصیل اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ بشر انسان تھے دوسرے انسانوں کی طرح آپ ﷺ کی زندگی کے بھی لیل و نہار اور ماہ و سال تھے، دوسروں کی طرح آپ ﷺ کی پیدائش اور وفات سے زندگی مبارک کی تعیین و تحدید ہوتی ہے۔ جن لوگوں نے اس کے برعکس آپ ﷺ کے متعلق کوئی عقیدہ و نظریہ اپنایا ہے وہ قرآن و حدیث کی رو سے درست نہیں۔

3622: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّينَ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے پینسٹھ ۶۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔

وَهَكَذَا حَدَّثَنَا هُوَ يَعْنِي ابْنَ بَشَّارٍ وَرَوَى عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ مِثْلَ ذَلِكَ.

محمد بن بشار رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح روایت کیا، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے اسی مثل روایت کیا۔

حکم الحدیث: (شاذ) اس میں ہشام مدلس ہے اور یہ روایت صحیح حدیث کے مخالف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٤٦، ١٩٤٥، ٢٣٩٩، ٣٣٨٠، صحيح مسلم: ٢٣٥٣

فوائد الحدیث: یہ روایت شاذ ہے۔ آپ ﷺ کی عمر مبارک کے تریسٹھ ۶۳ سال ہونے کے دلائل اکثر اور قوی ہیں۔

3623: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَحَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ الْمُتَرَدِّدِ، وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَا بِالْآدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ، بَعَثَهُ اللهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ، وَتَوَفَّاهُ اللهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دراز قد تھے نہ پست قامت، آپ ﷺ نہایت سفید تھے نہ بالکل گندم گو، آپ ﷺ کے بال بالکل گھنگریالے تھے نہ بالکل سیّدھے، اللہ نے آپ ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا فرمائی، آپ ﷺ نے تیرہ سال مکہ میں قیام کیا اور دس سال مدینہ میں، آپ ﷺ نے ستر کی دہائی (تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر) میں وفات پائی، آپ ﷺ کے سر اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ١، اخرجه مالك: ١٩٢٥، عبدالرزاق: ٦٧٨٦، البغوي: ٣٦٣٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٣٥١٩، صحيح بخاری: ٣٥٤٧، صحيح مسلم: ٢٣٤٧، سنن نسائی الكبرى: ٩٣١٠

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قد و قامت، رنگ ڈھنگ کے اعتبار سے بھی کامل و اکمل، حسین و احسن پیدا فرمایا تاکہ کسی بھی دشمن اور مخالف کو آپ ﷺ پر عیب جوئی کی جرأت نہ ہو سکے۔ تاریخ اس بات پہ شاہد ہے کہ آپ ﷺ کے بدترین دشمنوں نے آپ ﷺ کو کئی ایک انداز سے اذیت پہنچائی لیکن کبھی بھی وہ آپ ﷺ کے حسن و جمال اور اخلاق و کردار پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہ کر سکے۔ اس حدیث میں بھی آپ ﷺ کی جسمانی خوبیوں کو بیان کیا گیا ہے۔ ﷺ

7- باب مَا جاءَ فِي آيَاتِ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَا قَدْ خَصَّهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ

نبی ﷺ کی نبوت کے معجزات اور آپ ﷺ کے خصائص

3624: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا: أَنْبَأَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّبِّيُّ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ بِمَكَّةَ حَجَرًا كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ لَيَالِيَ بُعِثْتُ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ)).

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مکہ میں ایک پتھر ہے کہ جن راتوں (ایام) میں مجھے نبوت عطا ہوئی تھی وہ مجھے سلام کیا کرتا تھا میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١١/٤٦٤، ابويعلى: ٧٤٦٩، البغوي: ٣٧٠٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٢٧٧، مسند احمد: ٢٠٨٢٨، صحيح ابن حبان: ٦٤٨٢

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو کئی ایک معجزات و کمالات، امتیازات و خصائص سے نوازا تھا جو

آپ ﷺ کے علو مرتبت پر دلالت کناں ہیں۔ ان میں سے ایک اس پتھر کا آپ ﷺ کو سلام کہنا بھی ہے۔

3625: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَتَدَاوَلُ مِنْ قَصْعَةٍ مِنْ غُدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ تَقُومُ عَشَرَةٌ وَيَقْعُدُ عَشَرَةٌ. قُلْنَا فَمَا كَانَتْ تُمَدُّ قَالَ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ مَا كَانَتْ تُمَدُّ إِلَّا مِنْ هَا هُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى السَّمَاءِ.

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم (صحابہ کرام) نبی ﷺ کے ساتھ ایک بڑے پیالے سے صبح سے شام تک باری باری کھانا کھاتے رہے دس (کھانا کھا کر) اٹھ جاتے اور دس (کھانے کے لیے) بیٹھ جاتے تھے۔ ہم نے کہا: اس برتن کو بڑھایا نہیں جاتا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ کس چیز سے تعجب کرتے ہیں اسے اس کی طرف سے بڑھایا جا رہا تھا اور انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو الْعَلَاءِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو العلاء کا نام: یزید بن عبد اللہ بن الشخیر ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٥٩٢٨، اخرجه الدارمي: ٥٧، ابن ابي شيبة: ١١/٤٦٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠١٣٥، سنن نسائی الکبری: ٦٩٠٣، صحیح ابن حبان: ٦٥٢٩

فوائد الحدیث: (۱) کھانے میں زیادتی واضافہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کا معجزہ اور برکت تھی، جسے سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے واضح الفاظ میں بیان کر دیا کہ اس کھانے میں برکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی۔

(۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ بھی واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ مختار کل نہیں بلکہ قادر مطلق اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہے، وہ جو چاہے کرے اس کی شان کے لائق ہے۔

(۳) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کا عقیدہ بھی اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

8- بَابٌ فِيْ قَوْلِ عَلِّي فِيْ اِسْتِقْبَالِ كُلِّ جَبَلٍ وَشَجَرٍ النَّبِيَّ ﷺ بِالتَّسْلِيْمِ

ہر پہاڑ اور درخت نبی ﷺ کو سلام کرتا

3626: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي ثَوْرٍ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ.

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مکہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا پس ہم اس کے کسی علاقے میں گئے تو راستے میں جو بھی پتھر اور درخت آپ ﷺ کے سامنے آیا تو اس نے یہی کہا: السلام علیک یا رسول اللہ۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ وَقَالُوا عَنْ عَبَّادٍ أَبِي يَزِيدَ مِنْهُمْ فَرْوَةُ بْنُ أَبِي

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور کئی ایک نے ولید بن ابی ثور سے روایت کیا اور انہوں نے عباد بن ابی یزید

الْمَغْرَاءِ. کے حوالے سے بیان کیا فروہ بن ابوالمغراء ان میں سے ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٥٩١٩-التحقيق الثاني، اس میں ولید ضعیف اور عباد مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن الدارمی: ٢١، دلائل النبوة للبيهقي: ١٥٣/٢-١٥٤، ١٥٤، شرح السنة: ٣٧١٠

فوائد الحدیث: دیکھیے فوائد حدیث نمبر ٣٦٢٤۔

9- بَابٌ فِي حَنِيْنِ الْجِذعِ....

کھجور کے تنے کا رونا

3627: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ إِلَى لِزْقِ جِذْعٍ وَاتَّخَذُوا لَهُ مِنْبَرًا فَخَطَبَ عَلَيْهِ فَحَنَّ الْجِذْعُ حَنِينَ النَّاقَةِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَّهُ فَسَكَنَ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے لیے منبر بنوا دیا تو آپ نے اس پر خطبہ ارشاد فرمایا، تو وہ تنا اونٹنی کے رونے کی طرح رونے لگا۔ پس نبی ﷺ اترے اس پر پیار سے ہاتھ پھیرا تو وہ چپ ہو گیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيٍّ وَجَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَحَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں اُبَیّ، جابر، ابن عمر، سہل بن سعد، ابن عباس اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔ اور حدیث انس رضی اللہ عنہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٤٢، ابن خزيمه: ١٧٧٧، البيهقي في الدلائل: ٥٥٨/٢

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٢٣٧، ١٣٣٦٣، سنن ابن ماجه: ١٤١٥، صحيح ابن حبان: ٦٥٠٧

فوائد الحدیث: کھجور کے اس تنے کا آپ ﷺ کی جدائی میں رونا پھر آپ ﷺ کے پیار کرنے سے اس کا خاموش ہو جانا بھی رسول اکرم ﷺ کا معجزہ ہے۔

3628: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: بِمَ أَعْرِفُ أَنَّكَ نَبِيٌّ؟ قَالَ ((إِنْ دَعَوْتُ هَذَا الْعِذْقَ مِنْ هَذِهِ النَّخْلَةِ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ)). فَدَعَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتَّى سَقَطَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ ((ارْجِعْ)). فَعَادَ فَأَسْلَمَ الأَعْرَابِيُّ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا: مجھے کس طرح پتا چلے کہ آپ نبی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں اس کھجور کے درخت سے اس خوشے کو بلاتا ہوں (وہ آجائے) تو کیا پھر تم گواہی دو گے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟“ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا تو وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا حتیٰ کہ نبی ﷺ کے پاس آگرا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”واپس چلے جاؤ“ وہ واپس چلا گیا تو وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح دون قوله: فأسلم الأعرابي) دیہاتی کے مسلمان ہونے والی بات کے علاوہ صحیح ہے۔ الصحيحة: ٣٣١٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٩٥٤، صحيح ابن حبان: ٦٥٢٣، مشكاة المصابيح: ٥٩٢٦

فوائد الحدیث: سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا اس خوشے اور گچھے کو بلانا پھر اس کا واپس چلے جانا بھی آپ ﷺ کا معجزہ اور آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے، لیکن یاد رکھیے کہ معجزے میں طاقت و قوت اور حکم اللہ تعالیٰ کا ہی ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو اپنے نبی ﷺ کی نبوت کے ثبوت کے لیے اپنے نبی کے ہاتھوں کوئی نہ کوئی معجزہ رونما فرما دیتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہیں تو باوجود لوگوں کے مطالبہ کرنے کے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قل سبحان ربی هل كنت الا بشرا رسولاً (الاسراء:٩٣) "کہہ دیجیے: میرا رب پاک ہے، نہیں ہوں میں مگر بشر رسول ہوں"۔ یعنی میرا رب اگر کرنا چاہے تو یہ سب کچھ جو تم مطالبہ کر رہے ہو کرنے پر قادر ہے، اس میں میرا اپنا کوئی اختیار نہیں، میں تو صرف اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والا ہی ہوں۔

10- باب فی طول سن أبی زید عمرو بن أخطب وقلة شیبه ببرکة دعائه ﷺ

آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے ابو زید عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ کی عمر دراز ہونا.....

3629: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا عِلْبَاءُ بْنُ أَحْمَرَ حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدِ بْنُ أَخْطَبَ قَالَ: مَسَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى وَجْهِي وَدَعَا لِي قَالَ عَزْرَةُ: إِنَّهُ عَاشَ مِائَةً وَعِشْرِينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ إِلَّا شَعَرَاتٌ بِيضٌ.

سیّدنا ابو زید بن اخطب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے چہرے پر پھیرا اور میرے لیے دعا فرمائی۔ عزرہ نے بیان کیا، وہ ایک سو بیس سال زندہ رہے اور ان کے سر میں چند سفید بال تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَأَبُو زَيْدٍ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ أَخْطَبَ.

ابو زید کا نام عمرو بن اخطب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابويعلى: ٦٨٤٧، الطبراني في الكبير: ١٧/٤٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠٧٣٣، صحيح ابن حبان: ٧١٧٠، ٧١٧١

فوائد الحدیث: (١) رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے عمر بھی طویل ہوئی اور صحت بھی ماشاء اللہ اچھی رہی۔

(٢) کسی بھی نیک صالح اور بزرگ شخصیت سے دعا کروائی جا سکتی ہے۔

11- بَابٌ فِيْ كِفَايَةِ بَعْضِ أَقْرَاصٍ مِنْ شَعِيْرٍ لِسَبْعِيْنَ أَوْ ثَمَانِيْنَ رَجُلًا

ستر یا اسّی افراد کے لیے چند روٹیوں کا کافی ہونا

3630: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ عَرَضْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ:

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی نحیف سی آواز سنی ہے میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ کو بھوک لگی ہوئی ہے، کیا

قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَعْنِي ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ. فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ فِي يَدِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، قَالَ: فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ)). فَقُلْتُ نَعَمْ. قَالَ ((بِطَعَامٍ)). فَقُلْتُ نَعَمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ ((قُومُوا)).

تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، انہوں نے جَو کی کچھ روٹیاں نکالیں، پھر ان کے لیے ایک چادر نکالی اور انہیں اس کے کچھ حصے میں لپیٹ دیا اور میرے ہاتھ میں چھپا کر چادر کا کچھ حصہ میرے اوپر اوڑھ دیا، اور پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیج دیا، میں وہ لے کر آپ ﷺ کی طرف گیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کرام کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا، پس میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھانا دے کر؟'' میں نے عرض کیا، جی ہاں، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے صحابہ کرام سے فرمایا: ''کھڑے ہو جاؤ۔''

قَالَ: فَانْطَلَقُوا فَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ. قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ)). فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَآدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ قَالَ ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)). فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)). فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلاً.

پس وہ چلے، میں ان کے آگے آگے چلا حتیٰ کہ ابو طلحہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس آکر انہیں بتایا تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ام سلیم! رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لائے ہیں جبکہ ہمارے پاس انہیں کھلانے کے لیے کوئی چیز نہیں، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ گئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی، پس ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ ایک ساتھ تشریف لائے حتیٰ کہ دونوں گھر کے اندر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ام سُلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ۔'' وہ وہی روٹیاں آپ ﷺ کے پاس لے آئیں تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے انہیں توڑا گیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے گھی کے برتن سے ان پر گھی نچوڑا اور انہیں چکنا کیا، پھر اللہ نے جو چاہا وہ رسول اللہ ﷺ نے ان پر پڑھا، پھر فرمایا: ''دس افراد کو اندر لاؤ'' انہیں اجازت دی تو انہوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے، پھر وہ باہر چلے گئے، پھر فرمایا: ''دس افراد کو اندر آنے کی اجازت دو۔'' انہیں اجازت دی گئی، انہوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے اور باہر چلے گئے، ان سب حضرات نے سیر ہو کر کھانا کھایا، وہ ستر یا اسی افراد

تھے۔(یعنی دس دس کی ٹولیوں میں انہوں نے کھانا کھایا)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ١٩٤٨، عبد بن حميد: ١٢٣٨، ابونعيم في الدلائل: ٣٢٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٥٧٨۔ صحيح مسلم: ٢٠٤٠ سنن النسائي: ٦٦١٧، مسند احمد : ١٣٢٨٣، صحيح ابن حبان: ٦٥٣٤

فوائد الحدیث: کھانے میں برکت بھی رسول اللہ ﷺ کی دعا کے نتیجے میں تھی جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ یہ بھی آپ ﷺ کا معجزہ ہوا۔ مسند احمد میں دعا کے الفاظ بھی مذکور ہیں بسم الله، اللهم اعظم فيها البركة (مسند انس بن مالک) لہٰذا اس روایت سے بعض حضرات کا اپنے مروجہ ختم کا جواز نکالنا محض سینہ زوری ہی ہے۔

12- بَابٌ فِيْ نَبْعِ الْمَاءِ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ ﷺ

آپ ﷺ کی انگلیوں کے نیچے سے پانی نکلنا

3631: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ وَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ فِي ذَلِكَ الإِنَاءِ وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّئُوا مِنْهُ. قَالَ: فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتَّى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا صحابہ کرام نے پانی تلاش کیا، لیکن انہیں پانی نہ ملا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وضوء کا پانی پیش کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھا اور صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ اس میں سے وضوء کریں، راوی نے بیان کیا، میں نے آپ ﷺ کی انگلیوں کے نیچے سے پانی نکلتے ہوئے دیکھا، پس صحابہ کرام نے وضوء کیا حتیٰ کہ ان کے آخری فرد نے بھی وضوء کر لیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَزِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمران بن حصین، ابن مسعود، جابر اور زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَحَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٧٦، البيهقي في دلائل النبوة: ١٢١/٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٦٩،صحيح مسلم: ٢٢٧٩، سنن النسائي: ١/٦٠، مسند احمد : ١٢٣٤٨، صحيح ابن حبان: ٦٥٣٩

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارک میں کئی مواقع پر پانی کی کمی محسوس ہوئی تو مختلف صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے پانی میں برکت فرمادی، ان میں سے ایک واقعہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے۔

13- بَابٌ فِيْ ذِكْرِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةِ عِنْدَ بَدْءِ النُّبُوَّةِ

نبوت کے آغاز پر سچے خواب آنا

3632: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا ابْتُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ النُّبُوَّةِ حِينَ أَرَادَ اللهُ كَرَامَتَهُ وَرَحْمَةَ الْعِبَادِ بِهِ أَنْ لَا يَرَى شَيْئًا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، فَمَكَثَ عَلَى ذَلِكَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَمْكُثَ وَحُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلْوَةُ فَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَخْلُوَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اللہ نے جس وقت رسول اللہ ﷺ کو عزت دینے اور بندوں پر ان کے ذریعے رحمت کرنے کا ارادہ فرمایا تو نبوت کے آغاز پر آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے تو وہ صبح ہونے کی طرح ظہور پذیر ہو جاتا، اللہ نے جس قدر چاہا آپ ﷺ کی یہی کیفیت رہی اور آپ ﷺ کو خلوت نشینی محبوب بنادی گئی اور آپ ﷺ کو خلوت نشینی اختیار کرنے سے اور کوئی چیز زیادہ محبوب نہ تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ٩٧١٩، الطبري في تفسيره: ١٦١/٣٠، ابوعوانه: ١١٠/١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٥٢٠٢، صحیح بخاری: ٣، صحیح مسلم: ٢٥٢، صحیح ابن حبان: ٣٣

فوائد الحدیث: نبی و رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کوئی بھی خواب، اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتا ہے۔ اس لیے وہ بالکل سچ اور حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ اسی لیے سچے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ بیان کیا گیا ہے۔

14- بَابٌ فِيْ ذِكْرِ تَسْبِيحِ الطَّعَامِ وَنَبْعِ الْمَاءِ لِلْوُضُوْءِ

کھانے کا تسبیح کرنا اور وضوء کے لیے پانی کا نکلنا

3633: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ إِنَّكُمْ تَعُدُّونَ الآيَاتِ عَذَابًا وَإِنَّا كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَرَكَةً، لَقَدْ كُنَّا نَأْكُلُ الطَّعَامَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ. قَالَ: وَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِإِنَاءٍ فَوَضَعَ يَدَهُ فِيهِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((حَيَّ عَلَى الْوَضُوءِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ السَّمَاءِ)). حَتَّى تَوَضَّأْنَا كُلُّنَا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تم نشانیوں کو عذاب شمار کرتے ہو جبکہ ہم انہیں رسول اللہ ﷺ کے دور میں برکت شمار کیا کرتے تھے، ہم نبی ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے جبکہ ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے۔ نیز نبی ﷺ کے لیے ایک برتن لایا گیا تو آپ ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ رکھ دیا اور آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلنے لگا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”وضوء کے بابرکت پانی کی طرف آؤ اور برکت آسمان سے ہے۔“ حتیٰ کہ ہم سب نے وضوء کر لیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٤٧٤/١١، الدارمي: ٢٩، ابويعلى: ٥٣٧٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٥٧٩، سنن النسائی: ١/٦٠، مسند احمد: ٤٣٩٣، صحیح ابن حبان: ٦٤٩٣، ٦٥٤٠

فوائد الحدیث: (۱) کھانے کے "تسمیہ" پڑھنے کو سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے برکت سے تعبیر فرمایا ہے، اور اسے معجزہ قرار دیا ہے۔
(۲) آج اگر رزق کمانے والا، کھانا تیار کرنے اور کھانے والے، بسم اللہ، پڑھنے کا اہتمام کریں اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید بیان کریں، اس کا شکر بجالائیں، نافرمانی اور ناشکری سے بچیں تو اللہ تعالیٰ آج بھی رزق میں برکت فرما کر ساری ضرورتیں بھی پوری کر دے گا۔ اور ہر قسم کی پریشانیاں بھی دور ہو جائیں گی۔

15- بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ كَانَ يَنْزِلُ الْوَحْيُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت

3634: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَحْيَانًا يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّ عَلَيَّ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِي الْمَلَكُ رَجُلاً فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ)). قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کبھی تو گھنٹی کے بجنے کے مثل مجھ پر وحی آتی ہے اور وہ مجھ پر سخت گراں ہوتی ہے، کبھی فرشتہ انسانی شکل میں میرے پاس آتا ہے اور وہ مجھ سے کلام کرتا ہے تو وہ جو کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سخت سردی کے دن میں دیکھا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو وحی کے نزول کے بعد آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہتا تھا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ۲۷۰، الحمیدی: ۲۵۶، ابن سعد: ۱۹۸/۱، عبد بن حمید: ۱۴۹۰
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲، صحیح مسلم: ۲۳۳۳، سنن النسائی: ۱۴۶/۲۔ ۱۴۷ و ۱۴۷۔۱۴۹، مسند احمد: ۲۵۲۵۲

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول کئی ایک طریقوں سے ہوتا تھا، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو وحی کی آواز کبھی گھنٹی کی آواز کی طرح سنائی دیتی، یہ صورت آپ ﷺ فرماتے ہیں سب سے مشکل ہوتی تھی یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کو اس کی شدت کی وجہ سے سخت سردی میں بھی پسینہ آجاتا تھا۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کا تعارف

3635: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَهُ شَعْرٌ

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے سرخ جوڑا زیب تن کیے ہوئے کان کی لو تک زلفوں والے شخص کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا، آپ ﷺ کی زلفیں کندھوں پر

يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ، بَعِيدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَمْ يَكُنْ بِالْقَصِيرِ وَلَا بِالطَّوِيلِ.

پڑتی تھیں، آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان فرق / فاصلہ تھا، آپ ﷺ پست قامت تھے نہ طویل القامت۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۱۷۲۴

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۵۴۹، و ۳۵۵۱، ۵۹۰۱، صحیح مسلم: ۲۳۳۷، سنن ابو داود: ۴۰۷۲ و ۴۱۸۳، سنن ابن ماجه: ۳۵۹۹، سنن النسائی: ۸/۱۳۳ و ۱۸۳ و ۲۰۳، مسند احمد: ۱۸۴۷۳ و ۱۸۵۵۸، صحیح ابن حبان: ۶۲۸۴ و ۶۲۸۵

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں آپ ﷺ کے حسن و جمال کو بیان کیا گیا ہے۔

(۲) مردوں کے لیے بال رکھنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وہ کندھوں کے برابر تک بھی زلفیں رکھ سکتے ہیں۔

17- بَابٌ فِي كَوْنِ وَجْهِهِ ﷺ مِثْلَ الْقَمَرِ

آپ ﷺ کے چہرے مبارک کا چاند جیسا ہونا

3636: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ أَكَانَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِثْلَ السَّيْفِ؟ قَالَ: لَا، مِثْلَ الْقَمَرِ.

ابو اسحاق نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار جیسا تھا؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، چاند جیسا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) مختصر الشمائل: ۹، اخرجه الدارمي: ۶۵، البيهقي في الدلائل: ۱/۱۹۵

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۵۵۲، مسند احمد: ۱۸۴۷۸۔ صحیح ابن حبان: ۶۲۸۷

فوائد الحدیث: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے حسن کو بیان کرتے ہوئے چاند کی چمک دمک کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

18- بَابُ وَصْفِ عَلِيٍّ لِلنَّبِيِّ ﷺ

علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کا تعارف کرایا

3637: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ، شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، ضَخْمَ الرَّأْسِ، ضَخْمَ الْكَرَادِيسِ، طَوِيلَ الْمَسْرُبَةِ، إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفِّيًا كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ طویل القامت تھے نہ پست قامت، آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور قدم مبارک گوشت سے پر تھے، بڑے سر والے بڑی (مضبوط) ہڈیوں (جوڑوں) والے تھے، سینے سے ناف تک باریک بالوں کی لمبی لکیر تھی، جب آپ ﷺ چلتے تھے تو آگے کی طرف جھکتے تھے گویا کہ آپ ﷺ بالائی جگہ سے نیچے اتر رہے ہوں،

وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ.

میں نے آپ ﷺ جیسا آپ ﷺ سے پہلے کسی کو دیکھا نہ آپ ﷺ کے بعد۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْمَسْعُودِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

سفیان بن وکیع نے بیان کیا میرے والد نے المسعودی سے ان ان اسناد سے اسی مانند روایت کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) مختصر الشمائل: ٤٠، اخرجه ابن سعد: ١/٤١١، ابن ابي شيبة: ١١/٥١٤

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٧٤٦، زوائد مسند احمد: ٩٤٤، صحيح ابن حبان: ٦٣١١

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے جسمانی خدوخال کے ساتھ آپ ﷺ کے چلنے کے انداز کو بھی بیان فرمایا ہے۔

(۲) اعضاء، تو اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں وہ جس کے جس طرح کے چاہے بنادے لیکن افعال (چال ڈھال وغیرہ) میں تو ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی سُنت کو اپنانے کی کوشش کریں۔

19- بَابُ وَصْفٌ آخَرُ مِنْ عَلِيٍّ

علی رضی اللہ عنہ مزید نبی ﷺ کے حلیہ مبارک کا تعارف کراتے ہیں

3638: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي حَلِيمَةَ مِنْ قَصْرِ الأَحْنَفِ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ مَوْلَى غُفْرَةَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ مِنْ وَلَدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ رضي الله عنه إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيلِ الْمُمَغَّطِ، وَلَا بِالْقَصِيرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلاً، وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ، وَكَانَ فِي الْوَجْهِ تَدْوِيرٌ أَبْيَضُ مُشْرَبٌ أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ، أَهْدَبُ الأَشْفَارِ، جَلِيلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتِدِ، أَجْرَدُ ذُو مَسْرُبَةٍ، شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، إِذَا مَشَى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَمْشِي فِي صَبَبٍ، وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، أَجْوَدُ النَّاسِ كَفًّا وَأَشْرَحُهُمْ صَدْرًا، وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً، وَأَلْيَنُهُمْ عَرِيكَةً، وَأَكْرَمُهُمْ عِشْرَةً، مَنْ رَآهُ بَدِيهَةً هَابَهُ، وَمَنْ

ابراہیم بن محمد نے علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی شخص سے روایت کیا، انہوں نے کہا: علی رضی اللہ عنہ جب نبی ﷺ کے حلیہ مبارک کا تعارف کراتے تھے تو فرماتے: آپ ﷺ بہت زیادہ لمبے تھے نہ بہت پست قامت بلکہ لوگوں میں میانہ قد تھے، آپ ﷺ کے بال بالکل گھنگریالے تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ ان کے درمیان تھے، آپ ﷺ بہت زیادہ موٹے تھے نہ آپ ﷺ کا چہرہ گول تھا، آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ سرخ و سفید تھا، سرگیں آنکھیں تھیں، لمبی پلکیں تھیں، کشادہ چھاتی والے تھے، چھاتی سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی۔ ہتھیلیاں اور پاؤں موٹے تھے، جب چلتے تو زور سے چلتے گویا کہ آپ ﷺ نیچے اتر رہے ہیں، جب کسی طرف التفات فرماتے تو پورے جسم کے ساتھ دیکھتے تھے، آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی، اور آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ کشادہ سینے والے تھے، سب سے زیادہ راست گو تھے، نرم خو تھے،

خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ، يَقُولُ نَاعِتُهُ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ.

بہترین ہم نشین تھے، جو شخص اچانک آپ ﷺ کو دیکھتا تو وہ ہیبت زدہ ہو جاتا تھا، اور جو آپ ﷺ کے ساتھ معرفت سے ملتا تو وہ آپ ﷺ کو دوست رکھتا تھا، آپ ﷺ کی تعریف کرنے والا کہتا میں نے آپ ﷺ کے مثل آپ ﷺ سے پہلے کسی کو دیکھا نہ آپ ﷺ کے بعد۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، اس کی اسناد متصل نہیں۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ سَمِعْتُ الْأَصْمَعِيَّ يَقُولُ فِي كَلَامِهِ فِي تَفْسِيرِهِ صِفَةَ النَّبِيِّ ﷺ الْمُمَغَّطِ الذَّاهِبُ طُولاً. وَسَمِعْتُ أَعْرَابِيًّا يَقُولُ تَمَغَّطَ فِي نَشَّابَةٍ أَيْ مَدَّهَا مَدًّا شَدِيدًا. وَأَمَّا الْمُتَرَدِّدُ فَالدَّاخِلُ بَعْضُهُ فِي بَعْضٍ قِصَرًا وَأَمَّا الْقَطَطُ فَالشَّدِيدُ الْجُعُودَةِ. وَالرَّجِلُ الَّذِي فِي شَعَرِهِ جُعُونَةٌ قَلِيلاً وَأَمَّا الْمُطَهَّمُ فَالْبَادِنُ الْكَثِيرُ اللَّحْمِ. وَأَمَّا الْمُكَلْثَمُ فَالْمُدَوَّرُ الْوَجْهِ. وَأَمَّا الْمُشْرَبُ فَهُوَ الَّذِي فِي بَيَاضِهِ حُمْرَةٌ وَالأَدْعَجُ الشَّدِيدُ سَوَادِ الْعَيْنِ وَالأَهْدَبُ الطَّوِيلُ الأَشْفَارِ وَالْكَتَدُ مُجْتَمَعُ الْكَتِفَيْنِ وَهُوَ الْكَاهِلُ. وَالْمَسْرُبَةُ هُوَ الشَّعْرُ الدَّقِيقُ الَّذِي هُوَ كَأَنَّهُ قَضِيبٌ مِنَ الصَّدْرِ إِلَى السُّرَّةِ. وَالشَّثْنُ الْغَلِيظُ الأَصَابِعِ مِنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ وَالتَّقَلُّعُ أَنْ يَمْشِيَ بِقُوَّةٍ وَالصَّبَبُ الْحُدُورُ يَقُولُ: انْحَدَرْنَا مِنْ صَبُوبٍ وَصَبَبٍ وَقَوْلُهُ جَلِيلُ الْمُشَاشِ يُرِيدُ رُءُوسَ الْمَنَاكِبِ وَالْعِشْرَةُ الصُّحْبَةُ. وَالْعَشِيرُ الصَّاحِبُ وَالْبَدِيهَةُ الْمُفَاجَأَةُ يُقَالُ بَدَهْتُهُ بِأَمْرٍ أَيْ فَجِئْتُهُ.

ابو جعفر کہتے ہیں میں نے اصمعی کو سنا وہ نبی ﷺ کے تعارف میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے قول کی تفسیر میں فرماتے ہیں "الممغط" کا معنی ہے لمبے قد والا۔ اور میں نے ایک اعرابی / دیہاتی کو سنا وہ کہہ رہا تھا "تمغّط فی نشابة" یعنی اس نے اپنا تیر بہت زیادہ کھینچا "متردد" کا معنی ہے ٹھگنے پن کی وجہ سے آدمی کے اعضا ایک دوسرے میں گھسے ہوئے (معلوم) ہوں۔ "القطط" سخت گھنگھریالے بالوں کو کہتے ہیں۔ "الرجل" کا معنی ہے وہ آدمی جس کے بالوں میں تھوڑا خم ہو۔ "المطهم" ایسے جسم والا آدمی جو موٹا اور زیادہ گوشت والا ہو۔ اور "مکلثم" سے مراد گول چہرے والا "المشرب" سے مراد وہ شخص جس کی پیشانی میں سرخی ہو۔ "الادعج" وہ آدمی جس کی آنکھوں میں سیاہی خوب سیاہ ہو۔ "الاهدب" سے مراد وہ شخص جس کی پلکیں لمبی ہوں۔ "الکتد" سے مراد دونوں کندھوں کے ملنے کی جگہ۔ اس کو "الکاهل" بھی کہتے ہیں۔ "المسربة" وہ باریک بال جو ایک لکیر کی طرح سینے سے ناف تک ہوں۔ اور "الشثن" سے مراد ہاتھوں اور پاؤں کی موٹی انگلیوں والا شخص۔ "التقلع" سے مراد پاؤں جما کر طاقت سے چلنا۔ "الصبب" کا معنی ہے اترنا۔ عرب لوگ کہتے ہیں "انحدرنا من صبوب وصبب" یعنی ہم بلندی سے نیچے اترے۔ "جلیل المشاش" سے مراد شانوں / کندھوں کے سرے ہیں یعنی آپ ﷺ بلند شانوں والے تھے۔ "العشرة"

سے مراد رہن سہن اور "العشیر" سے رہن سہن والا آدمی ہے "بدیعة" کے معنی اچانک / یکبارگی کے ہیں۔ عرب لوگ کہتے ہیں "بدهته بامر" یعنی میں اچانک کسی کام کے لیے اس کے پاس گیا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں عمر بن عبداللہ ضعیف ہے۔ المشکاة: ٥٧٩١

تخریج الحدیث: طبقات ابن سعد: ١/٤١١-٤١٢، مصنف ابن ابی شیبة: ١١/٥١٢، الشمائل للمصنف: ٦، ١٨، ١١٦، سنن کبریٰ للبیهقی: ١/٢٦٩، شرح السنة: ٣٦٥٠

فوائد الحدیث: اس حدیث میں بھی رسول اکرم ﷺ کے بدنی اوصاف کو بیان کیا گیا ہے۔

20- بَابٌ فِي كَلَامِ النَّبِيِّ ﷺ

آپ ﷺ واضح انداز میں گفتگو فرماتے تھے

3639: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هَذَا وَلَكِنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيِّنَهُ فَصْلٌ يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے اس مسلسل گفتگو کرنے کے انداز میں گفتگو نہیں فرماتے تھے، لیکن آپ ﷺ واضح کلام میں گفتگو فرماتے تھے، الفاظ الگ الگ بیان کرتے تھے جو آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوتا تھا وہ انہیں یاد کر لیتا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ وَقَدْ رَوَاهُ يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اسے صرف زہری کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ یونس بن یزید نے اسے زہری سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشکاة: ٥٨٢٨، اخرجه الحمیدی: ٢٤٧، ابویعلی: ٤٣٩٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٤٨٦٥، صحیح بخاری: ٣٥٦٧، ومعلقاً: ٣٥٦٨، صحیح مسلم: ٢٤٩٣، ص: ٢٢٩٨ (٧١) سنن ابو داود: ٣٦٥٤، ٣٦٥٥، ٤٨٣٩، عمل الیوم و اللیلة: ٤١٣، صحیح ابن خبان: ٧١٥٣

فوائد الحدیث: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا انداز کلام بیان ہوا ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم گفتگو ٹھہر ٹھہر کر کریں تاکہ سننے والا آسانی سے سمجھ سکے۔

21- بَابُ قَوْلِ أَنَسٍ: كَانَ ﷺ يُعِيدُ الْكَلِمَةَ ثَلَاثًا...

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ ایک بات تین بار دہراتے تھے....

3640: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُثَنَّى عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک بات تین تین بار دہراتے تھے تاکہ وہ یاد ہو سکے۔

بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعِيدُ الْكَلِمَةَ ثَلَاثًا لِتُعْقَلَ عَنْهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُثَنَّى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف عبداللہ بن المثنی کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) دیکھیں حدیث ۲۷۲۳

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ١٢/١٤٤، سنن النسائی: ٨/١٩٩، مسند احمد: ١٢٢٢٣، صحیح ابن حبان: ٧٠٣٧، و صحیح بخاری: ٢٦١٥، صحیح مسلم: ٢٤٦٩

فوائد الحدیث: اگر ضرورت ہو تو بات کرنے والا اپنی بات کو بار بار دھرا بھی سکتا ہے۔

22- باب فِي بَشَاشَةِ النَّبِيِّ ﷺ

ابن جزء رضی اللہ عنہ کا فرمان: میں نے آپ سے زیادہ کسی کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا.....

3641: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

سیّدنا عبداللہ بن حارث ابن جزء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ مِثْلَ هَذَا.

یزید بن ابی حبیب عن عبداللہ بن حارث بن جزء کی سند سے اسی مثل روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) مختصر الشمائل: ١٩٤، المشکاة: ٥٨٢٩، بعض کے نزدیک یہ ابن لہیعہ کی وجہ سے ضعیف ہے اس کے بعد والی حدیث (۳۶۴۲) صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٧٧٠٤، کتاب الزهد لابن المبارک: ١٤٥

3642: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ السَّيْلَحَانِيُّ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ مَا كَانَ ضَحِكُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا تَبَسُّمًا.

سیّدنا عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہنستے نہیں تھے آپ ﷺ صرف تبسّم فرماتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ ہم اسے لیث بن سعد کی روایت کے حوالے سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔ صحیح الترمذي: ٢٨٨١

تخریج الحدیث: الشمائل للمصنف: ٢٢٨

فوائد الحدیث: آدمی کو ہمیشہ خوش باش اور متبسم رہنا چاہیے خصوصا دوسروں کو ملتے ہوئے خندہ پیشانی سے ملنا چاہیے، البتہ بلاوجہ، ہمہ وقت قہقہے لگا کر ہنستے رہنا مناسب نہیں ہے۔

23- بَابُ مَاجَاءَ فِي خَاتَمِ النُّبُوَّةِ

مہر نبوت کا بیان

3643: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ بِرَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ فَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَإِذَا هُوَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں لے کر گئیں تو انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میرا بھانجا بیمار ہو گیا ہے، آپ ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی، آپ ﷺ نے وضوء کیا تو میں نے آپ ﷺ کے وضوء کے پانی میں سے پی لیا، اور میں آپ ﷺ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہو گیا، میں نے آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی وہ حجلہ (پرندے) کے انڈے کے مثل ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: الزِّرُّ يُقَالُ بَيْضٌ لَهَا.

امام ترمذی فرماتے ہیں: "زِرّ" کا معنی "بیض" (انڈہ) بیان کیا جاتا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَانَ وَقُرَّةَ بْنِ إِيَاسٍ الْمُزَنِيِّ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَأَبِي رِمْثَةَ وَبُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ وَعَمْرِو بْنِ أَخْطَبَ وَأَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا سلمان، قرۃ بن ایاس المزنی، جابر بن سمرہ، ابو رمثہ، بریدہ اسلمی، عبداللہ بن سرجس، عمرو بن اخطب اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه المصنف في الشمائل: ١٦، صحيح الترمذي: ٢٨٨٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٠، صحیح مسلم: ٢٣٤٥، سنن نسائی الکبری: ٧٥١٨

3644: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالْقَانِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَعْنِي الَّذِي بَيْنَ كَتِفَيْهِ غُدَّةً حَمْرَاءَ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ.

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی مہر جو کہ آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان تھی وہ ایک سرخ غدود تھی جیسے کبوتری کا انڈہ ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک یہ ایوب بن جعفر کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٣٤٤، ١٨، ١١٠، مسند احمد : ٢٠٨٣٥، صحيح ابن حبان: ٦٢٩٧، ٦٢٩٨، ٦٣٠١

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو جن امتیازات سے نوازا تھا ان میں ایک آپ ﷺ کی "مہر نبوت" بھی تھی۔ مہر نبوت آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان گوشت کا ابھرا ہوا نشان تھا جسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مختلف چیزوں سے تشبیہ دی ہے۔

24- باب فِي صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ

سیّدنا ابن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان: رسول اللہ ﷺ کی پنڈلی پتلی تھی

3645: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ هُوَ ابْنُ أَرْطَاةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ فِي سَاقَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حُمُوشَةٌ وَكَانَ لَا يَضْحَكُ إِلَّا تَبَسُّمًا وَكُنْتُ إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ قُلْتُ: أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِأَكْحَلَ.

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی پنڈلیاں پتلی تھیں، آپ ﷺ صرف تبسّم ہی فرماتے تھے، جب میں آپ ﷺ کی طرف دیکھتا تھا تو میں کہتا تھا: آپ ﷺ کی آنکھیں سرمگیں ہیں، حالانکہ آپ ﷺ نے سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف و مدلس ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢١٠٠٤

فوائد الحدیث: اس روایت میں بھی رسول اللہ ﷺ کے حسن کو بیان کیا گیا ہے۔

25- بَابُ قَوْلِ ابْنِ سَمُرَةَ: كَانَ ﷺ ضَلِيعَ الْفَمِ أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ....

سیّدنا ابن سمرہ رضی اللہ عنہ کا قول: آپ ﷺ کشادہ دہن تھے.....

3646: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَلِيعَ الْفَمِ أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ مَنْهُوسَ الْعَقِبِ.

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کشادہ دہن تھے، آنکھوں کی سفیدی میں سرخی کی آمیزش تھی اور ایڑیاں پتلی تھیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن سعد: ١/٤١٦، الطبراني في الكبير: ١٩٠٣، البغوي: ٣٦٣٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٣٣٩، مسند احمد : ٢٠٨١٢، صحيح ابن حبان: ٦٢٨٨، ٦٢٨٩

3647: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کشادہ

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ضَلِيعَ الْفَمِ أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ مَنْهُوشَ الْعَقِبِ.

دہن تھے، آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے تھے اور ایڑیاں پتلی تھیں۔

قَالَ شُعْبَةُ: قُلْتُ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيعُ الْفَمِ قَالَ: وَاسِعُ الْفَمِ. قُلْتُ مَا أَشْكَلُ الْعَيْنِ قَالَ طَوِيلُ شَقِّ الْعَيْنَيْنِ؟ قَالَ قُلْتُ مَا مَنْهُوشُ الْعَقِبِ قَالَ قَلِيلُ اللَّحْمِ.

امام شعبہ کہتے ہیں میں نے سماک سے پوچھا "ضلیع الفم" کا کیا معنی ہے تو انہوں نے فرمایا "واسع الفم" (کشادہ چہرہ) میں نے پوچھا "اشکل العین" سے کیا مراد ہے تو فرمانے لگے "طویل شق العینین" بڑی آنکھ والے۔ میں نے کہا "منهوش العقب" کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا "قلیل اللحم" گوشت کا کم ہونا'

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں صحیح مسلم

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٣٣٩، مسند احمد : ٢٠٨١٢، صحيح ابن حبان: ٦٢٨٨، ٦٢٨٩

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو حسن و جمال کی انتہاؤں پر پیدا فرمایا تھا، اس حدیث میں اسی بات کا تذکرہ ہے۔

26- بَابُ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ...

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی....

3648: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي يُونُسَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ، وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّمَا الْأَرْضُ تُطْوَى لَهُ إِنَّا لَنُجْهِدُ أَنْفُسَنَا وَإِنَّهُ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی، گویا کہ سورج آپ ﷺ کے چہرے پر رواں دواں ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تیز چلنے والا کسی کو نہیں دیکھا گویا کہ زمین آپ ﷺ کے لیے سمیٹی جا رہی ہے۔ ہم (آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ چلنے کے لیے) اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتے تھے جبکہ آپ ﷺ بے پرواہو کر چلتے جاتے تھے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) ابن لہیعہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اخرجه ابن عدي في الكامل: ٣/١٠١٣

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٨٦٠٤، صحيح ابن حبان: ٦٣٠٩

فوائد الحدیث: (١) اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کی چلنے کی رفتار کو بیان کیا گیا ہے۔

(٢) جب رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کوئی تھا ہی نہیں، تو پھر کوئی کہاں سے دیکھ سکتا ہے۔

27- بَابُ وَصْفِهِ ﷺ الأَنْبِيَاءَ حَيْثُ عُرِضُوْا عَلَيْهِ

آپ ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کا حلیہ مبارک بیان کیا.....

3649: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((عُرِضَ عَلَيَّ الأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسَى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِذَا أَقْرَبُ النَّاسِ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ)). هُوَ ابْنُ خَلِيفَةَ الْكَلْبِيُّ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء علیہم السلام مجھ پر پیش کیے گئے، میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ چھریرے بدن کے گویا کہ شنوءہ قبیلے کے شخص ہوں، میں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو دیکھا میں نے جو بھی دیکھا ان میں سے عروہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) ان کے بہت زیادہ مشابہ ہیں، میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ تمہارے ساتھی یعنی: آپ علیہ السلام خود کے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔ میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا وہ ایسے ہیں کہ دحیہ ابن خلیفہ الکلبی رضی اللہ عنہ ان کے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١١٠٠، اخرجه ابوعوانه: ١/١٣٠، البغوي: ٣٦٥١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٦٧، مسند احمد: ١٤٥٨٩، صحيح ابن حبان: ٦٢٣٢

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے کئی ایک انبیاء کرام علیہم السلام کی مشابہت کو بیان کرتے ہوئے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو اپنے آپ کے مشابہ قرار دیا ہے۔

28- باب فِي سِنِّ النَّبِيِّ ﷺ كَمْ كَانَ حِينَ مَاتَ

نبی ﷺ کی عمر اور آپ ﷺ نے کتنی عمر میں وفات پائی

3650: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ حَدَّثَنِي عَمَّارٌ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّينَ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے پینسٹھ ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حکم الحدیث: (شاذ) ضعيف الترمذي: ٧٥١، دیکھیں حدیث ۳۶۵۲۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٤٦، ١٩٤٥، ٢٣٩٩، صحيح مسلم: ٢٣٥٣

3651: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ حَدَّثَنَا عَمَّارٌ مَوْلَى بَنِي

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پینسٹھ ۶۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔

هَاشِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّينَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنُ الإِسْنَادِ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن الاسناد صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (شاذ) گزشتہ حدیث دیکھیں۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٤٦، ١٩٤٥، ٢٣٩٩، صحيح مسلم: ٢٣٥٣

فوائد الحدیث: یہ دونوں روائتیں شاذ ہیں، آپ ﷺ کی عمر مبارک کا تریسٹھ ۶۳ سال ہونا، صحیح احادیث سے ثابت ہے، (دیکھیے حدیث نمبر ۳۶۲۱)

29- بَابُ قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ: مَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ...

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول: آپ ﷺ مکہ میں تیرہ سال رہے

3652: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ يَعْنِي يُوحَى إِلَيْهِ وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ. سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مکہ میں نبوت کے تیرہ سال قیام فرمایا، اور آپ ﷺ نے تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَدَغْفَلِ بْنِ حَنْظَلَةَ وَلَا يَصِحُّ لِدَغْفَلٍ سَمَاعٌ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا رُؤْيَةٌ. وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں عائشہ، انس بن مالک اور دغفل بن حنظلہ سے روایت ہے۔ دغفل کا نبی ﷺ سے سماع اور رؤیت صحیح ثابت نہیں۔ اور ابن عباس کی یہ حدیث حسن غریب ہے عمرو بن دینار کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن سعد: ٣٠٩/٢، الطبراني في الكبير: ١١٢٠٥، البيهقي: ٢٠٨/٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٨٥١، صحیح مسلم: ٢٣٥١، مسند احمد: ٢٠١٧

فوائد الحدیث: سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی شہادت کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ ۶۳ سال تھی۔

30- بَابُ قَوْلِ مُعَاوِيَةَ: مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سنة...

معاویہ رضی اللہ عنہ کا فرمان: رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی

3653: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَخْطُبُ يَقُولُ مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ. سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اور میری عمر تریسٹھ ۶۳ سال ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) مختصر الشمائل: ٣١٨، اخرجه ابويعلى: ٧٣٧٩، البيهقي في دلائل النبوة: ٢٣٩/٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٣٥٢، سنن نسائی الکبری: ٧١١٥، مسند احمد : ١٦٨٧٣

فوائد الحدیث: سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کہ آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔

31- بَابُ قَوْلِ عَائِشَةَ: مَاتَ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ سَنَةً

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان: آپ ﷺ نے تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی

3654: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ وَالْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أُخْبِرْتُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ فِي حَدِيثِهِ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَ هَذَا.

ابن اخی الزہری نے اسے زہری عن عروہ عن عائشہ کی سند سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن سعد: ٣٠٩/٢، ابو يعلى: ٥٦٧٤، البيهقي في دلائل النبوة: ٢٣٨/٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٥٣٦، صحيح مُسلم: ٢٣٤٩، سنن نسائی الکبری: ٧١١٤، مسند احمد : ٢٤٦١٨، صحيح ابن حبان: ٦٣٨٨

فوائد الحدیث: (۱) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۲) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ اپنی دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ نہیں بلکہ فوت ہو گئے ہیں۔

(۳) مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کی قبر مبارک بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ اس دار فانی سے تشریف لے گئے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ زندہ ہیں، حاضر و ناظر ہیں۔ وغیرہ وغیرہ، انہیں اپنے نظریے پر نظر ثانی کرتے ہوئے اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ ان کا عقیدہ و نظریہ قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہے۔ چند آیات و احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَاۗىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ (آل عمران: ۱۴۴)

اس آیت مبارکہ کا ترجمہ جناب احمد رضا خان بریلوی یوں کرتے ہیں۔ ”اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے۔ تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ

دے گا"۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں جناب نعیم الدین مراد آبادی یوں رقمطراز ہیں۔(حاشیہ نمبر ۲۵۶)"اور رسولوں کی بعثت کا مقصود رسالت کی تبلیغ اور حجّت کا لازم کر دینا ہے نہ کہ اپنی قوم کے درمیان ہمیشہ موجود رہنا۔(حاشیہ نمبر ۲۵۷)اور ان کے متبعین ان کے بعد ان کے دین پر قائم رہے۔ شان نزول جنگ احد میں جب کافروں نے پکارا کہ محمد ﷺ شہید ہوگئے اور شیطان نے یہ جھوٹی افواہ مشہور کی تو صحابہ کو بہت اضطراب ہوا اور ان میں سے کچھ لوگ بھاگ نکلے پھر جب ندا کی گئی کہ رسول کریم ﷺ تشریف فرما رکھتے ہیں تو صحابہ کی ایک جماعت واپس آئی حضور نے انہیں ہزیمت پر ملامت کی انہوں نے عرض کیا ہمارے ماں اور باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی شہادت کی خبر سن کر ہمارے دل ٹوٹ گئے اور ہم سے ٹھہرا نہ گیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ انبیاء کے بعد بھی امتوں پر ان کے دین کا اتباع لازم رہتا ہے تو اگر ایسا ہوتا بھی تو حضور کے دین کا اتباع اور اس کی حمایت لازم رہتی"۔

(۲)دوسری آیت مبارکہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاْىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ (الانبیاء:۳۴،۳۵)

"اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لیے دنیا میں ہمیشگی نہ بنائی تو کیا اگر تم انتقال فرماؤ تو یہ ہمیشہ رہیں گے ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے جانچنے کو اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے"۔(ترجمہ فاضل بریلوی)

اس آیت کے شان نزول میں مراد آبادی صاحب فرماتے ہیں۔"رسول کریم ﷺ کے دشمن اپنے ضلال و دعناد سے کہتے تھے کہ ہم حوادث زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے کہ سیّد عالم ﷺ کی وفات ہو جائے گی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ دشمنان رسول کے لیے یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہم نے دنیا میں کسی آدمی کے لیے ہمیشگی نہیں رکھی"۔(حاشیہ نمبر ۶۶)

(۳)تیسری آیت مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝ (الزمر:۳۰،۳۱)

"بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے"۔(ترجمہ فاضل بریلوی)

(مراد آبادی لکھتے ہیں)"اس میں کفار کا رد ہے جو سید عالم ﷺ کی وفات کا انتظار کیا کرتے تھے انہیں فرمایا گیا کہ خود مرنے والے ہو کر دوسرے کی موت کا انتظار کرنا حماقت ہے کفار تو زندگی میں بھی مرے ہوئے ہیں اور انبیاء کی موت ایک آن کے لیے ہوتی ہے پھر انہیں حیات عطا فرمائی جاتی ہے۔اس پر بہت سی شرعی برھانیں قائم ہیں"۔(حاشیہ نمبر ۷۶)

ان آیات بینات سے ثابت ہوا کہ سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ وفات فرما چکے ہیں اور آپ ﷺ اپنی دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ نہیں۔یہی عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ (البقرہ:۱۳۷)

"اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں"۔

(۴)ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اقبل ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی فرسہ من مسکنہ بالسنح حتی نزل فدخل المسجد فلم یکلم الناس حتی دخل علی عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فتیمم النبی ﷺ وھو مُسجّی ببرد حبرۃ

فكشف عن وجهه ثم اكبّ عليه فقبله ثم بكىٰ فقال بأبي انت يا نبيّ الله لا يجمع الله عليك موتتين اما الموتة التى كتب الله عليك فقد مُتّها قال ابو سلمة فاخبرنى ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما ان ابابكر رضى الله تعالىٰ عنه خرج وعمر رضى الله تعالىٰ عنه يكلم الناسَ فقال اِجلس فابى فتشهّد ابوبكر رضى الله تعالىٰ عنه فمال اليه الناسُ وتركوا عمر فقال اما بعد فمن كان منكم يعبدُ محمدا ﷺ فان محمدا قدمات ومن كان يعبدالله فان الله حيٌّ لا يموت قال الله تعالىٰ: وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ... الى... الشّٰكِرِيْنَ ۝ (آل عمران: ۱۴۴) والله لكانّ الناسَ لم يكونوا يعلمون ان الله نزل الاية حتى تلاها ابوبكر رضى الله تعالىٰ عنه فتلقاها منه الناس فيما يُسمَع بشر الا يتلوها۔

(بخاری ص ۱/ ۱۶۶، کتاب الجنائز۔ بحوالہ نعمۃ الباری ص ۳/ ۳۸۴، ۳۸۵)

(اس طویل حدیث کا ترجمہ بھی بریلوی مکتبہ فکر کے عالم دین علامہ غلام رسول سعیدی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں)۔

"کہ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سنح میں واقع اپنے گھر سے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے، حتیٰ کہ مسجد میں ٹھہرے، پھر کسی شخص سے کوئی بات نہیں کی حتیٰ کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے پس نبی ﷺ کا قصد کیا، اس وقت آپ ایک سوتی چادر میں لپٹے ہوئے تھے، سیّدنا ابو بکر نے آپ کے چہرے کو کھولا، پھر آپ پر جھک کر آپ کے چہرے کو بوسہ دیا، پھر رونے لگے، پس کہا: آپ پر میرے باپ فدا ہوں، اے اللہ کے نبی! اللہ آپ پر دو موتوں کو جمع نہیں کرے گا، رہی وہ موت جو اللہ نے آپ کے لیے لکھ دی تھی، سو اس موت کو آپ پا چکے ہیں۔ ابو سلمہ نے کہا: مجھے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نکل گئے اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے، سیّدنا ابو بکر نے کہا: بیٹھ جائیں، پس انہوں نے انکار کیا، انہوں نے پھر کہا: بیٹھ جائیں، انہوں نے انکار کیا، پھر سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا، تو لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور سیّدنا عمر کو چھوڑ دیا، پس سیّدنا ابو بکر نے کہا: بعد حمد و صلوٰۃ کے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تم میں سے جو شخص (سیّدنا) محمد (ﷺ) کی عبادت کرتا تھا تو بے شک (سیّدنا) محمد (ﷺ) کو موت آگئی اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے، اس کو موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! اور محمد (خدا نہیں ہیں) صرف رسول ہیں، الشّٰكِرِيْنَ ۝ تک۔ (آل عمران: ۱۴۴) اور اللہ کی قسم! لوگوں کو یوں لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو ابھی نازل کیا ہے حتیٰ کہ اس آیت کی سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تلاوت کی اور لوگوں نے سیّدنا ابو بکر سے سن کر اس آیت کو یاد کیا، پس جس بشر نے بھی اس آیت کو سنا وہ اس کی تلاوت کر رہا تھا"۔ (نعمۃ الباری شرح صحیح البخاری ص ۳/ ۳۸۴، ۳۸۵) (تصنیف علامہ غلام رسول سعیدی، مطبوعہ، فرید بک سٹال لاہور)

قارئین! مذکورہ بالا قرآن مجید کی آیات اور حدیث مبارک اور ان کے تراجم ملاحظہ فرمائیں، انہیں نقل کرنے کے بعد بغیر کسی تبصرے کے فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

اللهم اهدنا الصراط المستقيم

(۵) بریلوی مکتبہ فکر کے بانی جناب احمد رضا خان بریلوی نے بھی اپنے فتاویٰ رضویہ میں بڑی تفصیل سے اس مسئلہ پر بحث کی ہے جس کا خلاصہ یوں ہے کہ: "سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارک ۸ ربیع الاوّل بروز پیر اور وفات ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ بروز پیر کو دوپہر کے وقت تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی"۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، فتاویٰ رضویہ ص ۲۶/ ۴۱۲، مطبوعہ لاہور)۔

32- باب مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب، ان کا نام عبداللہ بن عثمان اور لقب عتیق ہے

3655: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَبْرَأُ إِلَى كُلِّ خَلِيلٍ مِنْ خِلَّتِهِ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلاً لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ خَلِيلاً، وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللهِ)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ہر دوست کی دوستی سے لاتعلق ہوتا ہوں، اگر میں کسی کو جانی دوست بنا سکتا تو میں ابن ابی قحافہ (رضی اللہ عنہ) کو جانی دوست بناتا، تمہارا ساتھی (آپ ﷺ) اللہ کا خلیل (دوست) ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں ابو سعید، ابو ہریرہ ابن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الضعيفة تحت الحديث: ٣٠٣٤، اخرجه ابن ابي شيبة: ٤٧٣/١١، ابن سعد: ١٧٦/٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٣٨٣، سنن ابن ماجه: ٩٣، سنن نسائی الكبرى: ٨١٠٤، ٨١٠٥، مسند احمد: ٣٥٨٠، صحيح ابن حبان: ٦٨٥٥، ٦٨٥٦

فوائد الحدیث: سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والے، آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کرنے والے تھے، رسول اللہ ﷺ سے وفاداری، عقیدت و محبّت کی کوئی دوسری مثال پیش نہیں کی جا سکتی، آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول ﷺ نے محبّت کے سب سے اعلیٰ درجے ”خُلّت“ کا حق دار بیان فرمایا ہے، کیونکہ ”خُلّت“ محبت کے اس درجے کو کہتے ہیں جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو، لیکن آپ ﷺ چونکہ ”خلیل اللہ“ تھے اس لیے آپ ﷺ نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ”خلیل“ تو نہ بنایا لیکن ان کی عظمت و شان کو بیان فرما دیا۔

3656: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہمارے سیّد (سردار) اور ہمارے بہتر ہیں (ہم سے بہترین ہیں)، اور رسول اللہ ﷺ کو ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ٦٠١٨، اخرجه الحاكم: ٦٦/٣، البزار: ٢٥١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٦٦٨، صحيح ابن حبان: ٦٨٦٢

فوائد الحدیث: اس حدیث سے بھی سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان ہی بیان ہوتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ، سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی محبوب ترین شخصیت تھے۔

3657: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

عبداللہ بن شقیق نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: نبی ﷺ کے اصحاب میں سے کون سا صحابی رسول اللہ ﷺ کو

شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَيُّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ قَالَتْ أَبُو بَكْرٍ. قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَتْ عُمَرُ. قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَتْ ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ. قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ فَسَكَتَتْ.

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سب سے زیادہ محبوب تھا؟ انہوں نے فرمایا: ابو بکر، میں نے کہا: پھر کون؟ انہوں نے فرمایا: عمر، میں نے کہا: پھر کون؟ انہوں نے کہا: پھر ابو عبیدہ بن الجراح، میں نے کہا: پھر کون؟ تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه النسائي في فضائل الصحابه: ٩٧

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٠٢، مسند احمد : ٢٥٨٢٩، صحيح مسلم: ٢٣٨٥

فوائد الحدیث: اس حدیث میں تین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت کا بیان ہے۔ ان میں ایک سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

3658: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ وَالأَعْمَشِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ صُهْبَانَ وَابْنِ أَبِي لَيْلَى وَكَثِيرٍ النَّوَّاءِ كُلِّهِمْ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ وَأَنْعَمَا)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلند درجے والوں کو ان سے نچلے درجے والے اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے افق پر طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو، ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) ان میں سے ہیں اور وہ دونوں کیا خوب ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور عطیہ عن ابی سعید کی سند سے کئی ایک طرق سے بھی روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) بعض کے نزدیک یہ عطیہ عوفی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٨٧، سنن ابن ماجه: ٩٦، مسند احمد : ١١٢٠٦، ١١٢١٣، صحيح بخاری: ٣٢٥٦، صحيح مسلم: ٢٨٣١، صحيح ابن حبان: ٧٣٩٣

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں سیّدنا ابو بکر صدیق اور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے لیے جنّت کی خوشخبری ہے۔

(۲) جنت میں مختلف درجات ہوں گے جو فرق مراتب کے لحاظ سے جنتیوں کو نصیب ہوں گے سیّدین شیخین (ابو بکر و عمر) رضی اللہ عنہما جنّت کے اعلیٰ درجے میں ہوں گے۔

33- باب [لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَا تَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا]

اگر میں کسی کو جانی دوست بنا سکتا تو میں ابو بکر کو دوست بناتا

3659: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي الْمُعَلَّى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ يَوْمًا فَقَالَ:

سیّدنا ابو المعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: ”ایک شخص کو اس کے رب نے اس بات کا اختیار دیا کہ وہ دنیا میں جتنا زندہ رہنا چاہے وہ زندہ

((إِنَّ رَجُلاً خَيَّرَهُ رَبُّهُ بَيْنَ أَنْ يَعِيشَ فِي الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَعِيشَ، وَيَأْكُلَ فِي الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَأْكُلَ، وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ)). قَالَ: فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ أَلَا تَعْجَبُونَ مِنْ هَذَا الشَّيْخِ إِذْ ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلاً صَالِحًا خَيَّرَهُ رَبُّهُ بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ.

رہ لے، وہ دنیا سے جو کھانا چاہے وہ کھالے یا وہ اپنے رب سے ملاقات کو اختیار کر لے؟ تو اس بندے نے اپنے رب سے ملاقات کو اختیار کر لیا۔ پس ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے، تو نبی ﷺ کے اصحاب نے کہا: تم اس الشیخ پر تعجّب نہیں کرتے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ایک نیک شخص کا ذکر کیا کہ اس کے رب نے اسے دنیا اور اپنے رب سے ملاقات میں سے کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دیا تو اس نے اپنے رب کی ملاقات کو اختیار کر لیا۔

قَالَ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَهُمْ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلْ نَفْدِيكَ بِآبَائِنَا وَأَمْوَالِنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ إِلَيْنَا فِي صُحْبَتِهِ وَذَاتِ يَدِهِ مِنِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلاً لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ خَلِيلاً وَلَكِنْ وُدٌّ وَإِخَاءُ إِيمَانٍ وُدٌّ وَإِخَاءُ إِيمَانٍ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللهِ)).

ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو ان سب سے زیادہ جاننے والے تھے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: بلکہ ہم اپنے آباء اور اپنے اموال آپ ﷺ پر فدا کریں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم پر مال خرچ کرنے اور حق ہم نشینی ادا کرنے میں ابن ابی قحافہ کا ہم پر سب سے زیادہ احسان ہے، اگر میں نے کسی کو جانی دوست بنانا ہوتا تو میں ابن ابی قحافہ کو جانی دوست بناتا۔ لیکن محبّت اور ایمان کا بھائی چارہ (کیا کم ہے)۔ آپ ﷺ نے دو یا تین بار فرمایا۔ سنو! تمہارا ساتھی اللہ کا خلیل ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِإِسْنَادٍ غَيْرِ هَذَا. وَمَعْنَى قَوْلِهِ أَمَنَّ إِلَيْنَا يَعْنِي أَمَنَّ عَلَيْنَا.

حدیث ابو عوانہ عن عبد الملک بن عمیر کی اسناد سے اس کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔ اور ((أَمَنَّ إِلَيْنَا)) کا مطلب أَمَنَّ عَلَيْنَا (سب سے زیادہ ہم پر احسان کیا)

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابن ابی معلیٰ غیر معروف ہے۔ ضعیف ترمذی: ۷۵۳

تخریج الحدیث: مسند احمد : ۱۵۹۲۲

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی شان و عظمت بھی واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو زندگی اور موت کے درمیان اختیار دیا کہ آپ ﷺ دونوں میں سے جو چاہیں پسند کر لیں اللہ تعالیٰ وہی عطا فرما دیں گے۔

(۲) سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فہم و فراست، رسول اللہ ﷺ سے عقیدت و محبّت اور جانثاری بھی ثابت ہوتی ہے کہ پہلے بھی وہ اپنا سب کچھ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے لیے قربان کر چکے ہیں، لیکن اگر اپنے آباء و اجداد اور مال و متاع بطور فدیہ دے کر سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی بچ سکتی ہو تو وہ یہ بھی کرنے کے لیے تیار ہیں۔

(۳) سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کی گواہی اور امام کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اخوت و محبّت کی شہادت زبان نبوت سے واضح ہے۔

3660: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ ((إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ)). فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَدَيْنَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا. قَالَ: فَعَجِبْنَا فَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُولُ اللهِ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَ اللهِ وَهُوَ يَقُولُ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا.

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے تو فرمایا: ”ایک بندے کو اللہ نے ان دونوں میں سے انتخاب کا اختیار دیا کہ وہ اسے دنیا کی زینت میں سے جو وہ چاہے اسے دے دے یا وہ جو اس کے پاس ہے؟ تو اس نے اس کے پاس جو ہے اسے اختیار کر لیا۔“ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم اپنے والدین آپ ﷺ پر قربان کر دیں گے، راوی نے بیان کیا، ہم نے تعجّب کیا، صحابہ کرام نے کہا: اس شیخ (بوڑھے شخص) کو دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ اس بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں کہ اللہ نے اسے دنیا کی زینت حاصل کرنے اور جو اللہ کے ہاں ہے اسے حاصل کرنے کے درمیان انتخاب کا اختیار دیا ہے، اور وہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) کہہ رہے ہیں: ہم اپنے والدین آپ ﷺ پر قربان کریں؟

قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللهِ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمَنَا بِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلاً لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلاً وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الإِسْلَامِ لَا تَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ)).

پس جس شخصیت کو اختیار دیا گیا وہ رسول اللہ ﷺ تھے، ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے متعلق خوب جاننے والے تھے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کا اپنا حق ہم نشینی ادا کرنے اور اپنا مال خرچ کرنے میں ہم پر سب سے زیادہ احسان ہے۔ اگر میں نے کسی کو جانی دوست بنانا ہوتا تو میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا، لیکن اخوت اسلامی (کیا کم ہے)، مسجد کی طرف کوئی کھڑکی کھلی نہ رکھی جائے سوائے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کی کھڑکی کے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه النسائي في فضائل الصحابه: ٢، البغوي: ٣٨٢١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٦٦، ٣٦٥٤، صحیح مسلم: ٢٣٨٢، مسند احمد: ١١١٣٤، صحیح ابن حبان: ٦٥٩٤

فوائد الحدیث: اس حدیث میں سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دو اعزاز ایسے بیان ہوئے ہیں کہ جو کسی دوسرے صحابی کو بھی عطا نہیں ہوئے۔

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اسلام کے لیے جان و مال سے خدمات کا بیان۔

۲۔ مسجد نبوی کے صحن کی طرف کئی ایک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دروازے اور کھڑکیاں کھلتی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے تمام صحابہ کے دروازے اور کھڑکیاں بند کرنے کا حکم صادر فرمایا لیکن سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ اعزاز برقرار رکھا کہ ان کے گھر کی کھڑکی مسجد نبوی کی طرف بدستور کھلی رکھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

34- باب [مَا لِأَحَدٍ يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ]

ہم نے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے سوا ہر شخص کے احسان کا بدلہ چکا دیا

3661: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ مُحَرِّرٍ الْقَوَارِيرِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ يَزِيدَ الْأَوْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِئُهُ اللهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا أَلَا وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم نے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے علاوہ ہر شخص کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے، ان کے ہم پر اتنے احسانات ہیں کہ انہیں اللہ ہی قیامت کے دن ان کا بدلہ عطا فرمائے گا، جس قدر ابو بکر کے مال نے مجھے فائدہ پہنچایا اس قدر کسی اور کے مال نے مجھے فائدہ نہیں پہنچایا، اگر میں نے کسی کو جانی دوست بنانا ہوتا تو میں ابو بکر کو جانی دوست بناتا، سنو، تمہارا ساتھی اللہ کا خلیل ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (ضعيف دون قوله: ((وما نفعني...))؛ فصحيح) ”جس قدر ابو بکر کے مال....“ صحیح ہے۔ باقی روایت ضعیف ہے۔ تخريج مشكلة الفقر: ١٣، اس کی سند داؤد کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٤٤٦، ٨٧٩٠، سنن ابن ماجه: ٩٤، سنن نسائي الكبرى: ٨١١٠، ابن حبان: ٦٨٥٨

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر فوقیت کا بیان ہے کہ جس کسی نے بھی سیّدنا وامامنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی احسان اور نیکی کی تھی تو آپ ﷺ نے سب کے احسانات کا بدلہ چکا دیا لیکن سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احسانات اس قدر تھے کہ ان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائیں گے۔

(۲) کسی بھی لیڈر اور قائد کو اس قدر وسیع الظرف ہونا چاہیے کہ وہ اپنے کارکنان کی خدمات کا کھلے دل سے اور سرعام اعتراف کر لے تاکہ کارکنوں کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ پہلے سے بڑھ کر جانکاری سے کام کریں۔ خواہ وہ قائد کسی تنظیم اور جماعت کا ہو یا کسی محکمے کا سربراہ اور کسی ادارے کا مدیر و منتظم اور پرنسپل وغیرہ۔ انہیں اپنے کسی بھی ورکر کی مقبولیت سے نا تو خوف زدہ ہونا چاہیے اور نہ ہی حسد کرتے ہوئے اس کی صلاحیتوں کو گہنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

35- باب فِي مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضى الله عنهما كِلَيْهِمَا

ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) دونوں کے فضائل

3662: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ هُوَ ابْنُ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اقْتَدُوا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ)).

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میرے بعد ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کی اقتدا کرنا۔“

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ نَحْوَهُ وَكَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ يُدَلِّسُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَرُبَّمَا ذَكَرَهُ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ وَرُبَّمَا لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ زَائِدَةَ.

احمد بن منیع اور کئی ایک محدثین نے ہم کو سفیان بن عیینہ عن عبدالملک بن عمیر کی سند سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔ اور سفیان بن عیینہ اس حدیث میں تدلیس کرتے تھے کیوں کہ وہ اس کو عن زائدۃ عن عبدالملک بن عمیر کی سند سے بیان کرتے اور کبھی وہ اس میں عن زائدہ نہیں کہتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَفِيهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ. وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مَوْلًى لِرِبْعِيٍّ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور اس باب میں ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ سفیان ثوری نے اس حدیث کو عبالملک بن عمیر مولیٰ لربعی عن ربعی عن حذیفہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ أَيْضًا عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور یہ حدیث اس طریق کے علاوہ بھی ربعی عن حذیفہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

وَرَوَاهُ سَالِمٌ الْأَنْعَمِيُّ كُوفِيٌّ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور سالم انعمی کوفی نے ربعی بن حراش عن حذیفہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٤٤٩، البغوي: ٣٨٩٥، ابن سعد: ٢/٣٣٤

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٣٢٤٥

3663: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سَالِمٍ أَبِي الْعَلَاءِ الْمُرَادِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((إِنِّي لَا أَدْرِي مَا بَقَائِي فِيكُمْ، فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي)). وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ.

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نہیں جانتا کہ میں کتنا عرصہ تمہارے درمیان رہوں گا، پس میرے بعد ان دونوں کی اقتدا کرنا۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن سعد: ٢/٣٣٤، احمد في فضائل الصحابه: ٤٧٩

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٣٣٨٦، صحيح ابن حبان: ٦٩٠٢

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پا جانی ہے، اور یہ حادثہ امت کے ساتھ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ کو پیش آچکا ہے۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۶۵۴ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

(۲) سیّدنا ابو بکر صدیق اور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی خلافت و امارت کے منصوص ہونے کی وضاحت و صراحت ہوتی ہے۔

(۳) سیدین شیخین رضی اللہ عنہما کے اعلیٰ و پاکیزہ کردار کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہے اسی لیے تو فرمایا کہ ”میرے بعد ان دونوں کی اقتدا کرنا“۔

3664: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ((هَذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کے لیے فرمایا: ”یہ دونوں انبیاء علیہم السلام اور رسولوں کے علاوہ باقی سب اول و آخر عمر رسیدہ جنتی لوگوں کے سردار ہیں، علی! ان دونوں کو بتانا نہیں۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي عاصم في السنة: ١٤٢٠

تخریج الحدیث: معجم الاوسط للطبرانی: ٦٨٦٩، شرح مشكل الآثار : ١٩٦٣، مسند البزار: ٢٤٩٢، سنن ابن ماجه: ١٠٠، صحيح ابن حبان: ٦٩٠٤، فضائل الصحابة: ٢٠٠، تاريخ بغداد: ١٤/٢١٦-٢١٧

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں بھی سیّدنا ابو بکر صدیق و عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی عظمت بیان ہوئی ہے کہ دنیا میں جو لوگ ”کھولت“ (بڑھاپے) کی زندگی میں فوت ہوئے یہ دونوں بزرگ جنت میں ان سب کے سردار ہوں گے۔ کیونکہ جنّت میں تو سبھی جوان ہوں گے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد انہی کی خلافت کی دلیل بھی ہے کہ اگر جنّت میں سرداری ان کو ملے گی تو دنیا میں بھی خلافت ان کا ہی حق ہے۔

36- باب [أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَا خَلَا النَّبِيِّيْنَ]

ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) انبیاء علیہم السلام کے علاوہ عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہیں

3665: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُوَقَّرِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ طَلَعَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((هَذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ يَا عَلِيُّ لَا تُخْبِرْهُمَا)).

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ ابو بکر و عمر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ دونوں انبیاء علیہم السلام اور رسولوں کے علاوہ اول و آخر عمر رسیدہ جنتی لوگوں کے سردار ہیں، علی! ان دونوں کو بتانا نہیں۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَالْوَلِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُوَقَّرِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَلَمْ يَسْمَعْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَلِيٍّ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ ولید بن محمد الموقری حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ علی بن حسین نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نہیں سُنا۔ اور یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ سے دوسرے طریق سے بھی مروی ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اور اس باب میں انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اس میں علی بن حسین کا سیّدنا علی سے سماع ثابت نہیں لہذا بعض نے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٩٥، مسند احمد : ٦٠٢

3666: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ ذَكَرَ دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ عَنْ، عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ مَا خَلاَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ لاَ تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) انبیاء علیہم السلام اور رسولوں کے علاوہ باقی سب اول و آخر عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہیں، علی (رضی اللہ عنہ)! ان دونوں کو بتانا نہیں۔''

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک یہ حارث اعور کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٩٥، مسند احمد : ٦٠٢

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی غیر نبی خواہ کس قدر ہی بلند مقام و مرتبہ کا حامل ہو وہ نبی اور رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کے برابر نہیں ہو سکتا۔

(۲) ان لوگوں کو اپنے عقیدے پر غور کرنا چاہیے جو ''امامت'' کو ''نبوت'' سے افضل و اعلیٰ مانتے ہیں۔

(۳) ان حضرات کو بھی اپنے کردار و عمل کا جائزہ لینا چاہیے جو غیر نبی کی تقلید کر کے کسی دوسرے کے ''مقام نبوت'' سے ''فائق'' ہونے کا اپنے کردار سے اظہار کرتے ہیں۔

(۴) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک دوسرے کی خوشی پر خوش ہوتے تھے ان میں کسی قسم کا حسد اور بغض نہیں تھا، خصوصاً اس حدیث سے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیّدین شیخین رضی اللہ عنہما سے محبّت و الفت کا ثبوت ملتا ہے حالانکہ اس مجلس میں کئی ایک لوگ موجود تھے لیکن آپ ﷺ نے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا، اس لیے کہ ان کو اس بات کی اتنی خوشی تھی کہ وہ فوراً انہیں اس سے آگاہ کر سکتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے خصوصی طور پر انہیں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ ''اے علی! (رضی اللہ عنہ) (ابھی) انہیں اس بات سے آگاہ نہیں کرنا''۔

37- باب: قول أَبِي بكر: أَلَسْتُ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَا...

سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا فرمان: کیا میں اس کا سب سے زیادہ حق دار نہیں

3667: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَلَسْتُ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَا: أَلَسْتُ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ أَلَسْتُ صَاحِبَ كَذَا أَلَسْتُ صَاحِبَ كَذَا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَهَذَا أَصَحُّ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں اس کا سب سے زیادہ حق دار نہیں، کیا میں نے سب سے پہلے اسلام قبول نہیں کیا، کیا میں فلاں (فضیلت) والا نہیں ہوں، کیا میں فلاں (فضیلت، مقام و مرتبے) والا نہیں ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

ان میں سے بعض نے شعبہ عن الجریری عن ابی نضرہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ ابو بکر نے کہا: اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ اسی کے ساتھ ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا عبدالرحمن بن مہدی عن

الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَهَذَا أَصَحُّ.

شعبۃ عن الجریری عن ابی نضرۃ کی سند سے بیان کیا انہوں نے کہا 'قال ابوبکر' (ابو بکر نے کہا) انہوں نے اسی مانند اسی معنی میں ذکر کیا اور اس میں عن ابی سعید کا ذکر نہیں کیا اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الاحادیث المختارۃ: ۱۹-۲۰، اخرجہ الدارقطنی فی العلل: ۱/۲۳٤

تخریج الحدیث: مسند البزار: ۳۵

فوائد الحدیث: (۱) اگر کسی وقت ضرورت ہو تو آدمی اپنی خدمات کا خود اظہار کر سکتا ہے، لیکن یہ کسی دینی و شرعی مصلحت و فائدے کے لیے ہو، تکبّر، غرور اور ریاکاری کے لیے نہیں۔

(۲) جماعتوں، تنظیموں اور اداروں کو ہمیشہ اپنے پرانے ورکروں کی عزت و احترام کرنا چاہیے اور ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کا جائز مقام انہیں دینا چاہیے، کہ ان کی خدمات اس وقت ہوتی ہیں جب جماعت اور ادارے کو قربانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے، پکی پکائی کھا کر تو ہر کوئی لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ آج شاید ہمارے اس خلفشار کا باعث یہی ہے کہ ہم دوسروں کو ان کا جائز حق دینا تو درکنار ان کا حق ماننے کے لیے بھی تیار نہیں۔ بلکہ اپنے مشٹنڈوں کے ذریعے ان کی پگڑیاں اچھالنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں اور ایسا قیادت پر قابض اور براجمان لوگوں کی اشیر باد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

38- بَابٌ فِيمَا لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمَزِيَّةِ عَلَى سَائِرِ الصَّحَابَةِ

دیگر صحابہ کرام پر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی نبی ﷺ کے ہاں امتیازی حیثیت

3668: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ عَلَى أَصْحَابِهِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَا يَرْفَعُ إِلَيْهِ أَحَدٌ مِنْهُمْ بَصَرَهُ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنَّهُمَا كَانَا يَنْظُرَانِ إِلَيْهِ وَيَنْظُرُ إِلَيْهِمَا، وَيَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ إِلَيْهِمَا.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مہاجر و انصار صحابہ کرام کے ہاں تشریف لاتے جبکہ وہ بیٹھے ہوتے تھے، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں ہوتے تھے، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی بھی آپ ﷺ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا، وہ دونوں آپ ﷺ کی طرف دیکھتے تھے اور آپ ﷺ ان دونوں کی طرف دیکھتے تھے، وہ دونوں حضرات آپ ﷺ کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے اور آپ ﷺ ان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَكَمِ بْنِ عَطِيَّةَ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُهُمْ فِي الْحَكَمِ بْنِ عَطِيَّةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف حکم بن عطیہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ بعض نے حکم بن عطیہ پر جرح کی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) المشکاۃ: ٦٠٥٣، اس میں الحکم بن عطیہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٢٥١٦

فوائد الحدیث: انسان وہی پر بے تکلّف ہوتا ہے جہاں اس کی قربت ہو، سیّدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی رسول اللہ ﷺ سے باقی صحابہ کرام کی بہ نسبت قربت زیادہ تھی اس لیے ان کی بے تکلّفی بھی آپس میں بہت تھی۔

39- بَابُ قَوْلِهِ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ: [هَكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ...]

آپ ﷺ کا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمانا: ہم قیامت کے دن اسی طرح زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے...

3669: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ وَهُوَ آخِذٌ بِأَيْدِيهِمَا وَقَالَ ((هَكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

وَسَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِالْقَوِيِّ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لائے تو مسجد میں آئے اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے ایک آپ ﷺ کی دائیں جانب اور ایک بائیں جانب تھے، آپ ﷺ نے ان دونوں حضرات کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم قیامت کے دن دوبارہ زندہ کر کے اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔“

سعید بن مسلمہ ان کے ہاں قوی نہیں۔ یہ حدیث اس طریق کے علاوہ بھی نافع عن ابن عمر کی سند سے مروی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں سعید بن مُسلم ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: السنة لابن ابی عاصم: ١٤١٨، سنن ابن ماجه: ٩٩، مستدرک حاکم: ٣/٦٨، ٤/٢٨٠، تاریخ بغداد: ٤/٣٦٥

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن یہ بات تو صحیح احادیث سے ثابت ہے المرء مع من احب (بخاری ص ۹۱۱/۲، کتاب الادب) ”کہ آدمی قیامت کے اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبّت ہوگی“۔ اس لحاظ سے یہ بات درست ہے کہ سیّدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما قیامت کے دن بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوں گے۔

3670: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ أَبِي الأَسْوَدِ حَدَّثَنِي كَثِيرٌ أَبُو إِسْمَاعِيلَ عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لأَبِي بَكْرٍ ((أَنْتَ صَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ، وَصَاحِبِي فِي الْغَارِ)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تم حوض پر میرے ساتھی ہو، اور تم میرے یار غار ہو۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں کثیر ابو اسماعیل ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: شرح السنة : ٣٨٧٢

فوائد الحدیث: سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غار ثور میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھی ہونا تو قرآن مجید، صحیح احادیث اور تاریخی روایات سے اظہر من الشمس ہو چکا ہے، تو ان شاء اللہ آپ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی صُحبت اور معیت میں قیامت کے دن حوض کوثر پر بھی دیکھ لیں گے۔ ان شاء اللہ۔

40- بَابُ قَوْلِهِ ﷺ فِيهِمَا: [هَذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ]

آپ ﷺ ان دونوں کے بارے میں فرمایا: ''یہ دونوں سمع و بصر ہیں''

3671: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ الْمُطَّلِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ: ((هَذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ)).

سیّدنا عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو فرمایا: ''یہ دونوں (میرے) سمع و بصر (آنکھ اور کان) ہیں۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَهَذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ حَنْطَبٍ لَمْ يُدْرِكِ النَّبِيَّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے، جبکہ یہ روایت مرسل ہے۔ عبداللہ بن حنطب نے نبی ﷺ کو نہیں پایا (دیکھا)۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیح: ٨١٤، بعض کے نزدیک اس کی سند عبداللہ بن حنطب کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الصحابة: ٣/١٠٠-١٠١، مستدرک حاکم: ٣/٦٩، اسد الغابة: ٣/٢١٨

فوائد الحدیث: یعنی جو حَیثیّت اور مقام و مرتبہ انسانی جسم میں آنکھ اور کان کو حاصل ہے، وہی حَیثیّت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو امت مسلمہ میں ہے۔

41- باب [مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ]

ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں

3672: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ هُوَ ابْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)). فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَأْمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ. قَالَتْ: فَقَالَ ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)).
قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اللہ کے رسول! جب ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو وہ رونے کی وجہ سے لوگوں کو اپنی آواز نہیں سنا پائیں گے، آپ ﷺ عمر (رضی اللہ عنہ) کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔''
عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا، تم

مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَأْمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)). فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا.

آپ ﷺ سے کہو کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو وہ رونے کی وجہ سے لوگوں کو اپنی آواز نہیں سنا پائیں گے، آپ ﷺ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، پس حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسے کہا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی یوسف (علیہ السلام) (کے دور) کی عورتیں ہوں، ابو بکر سے کہو: لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: مجھے تم سے خیر و بھلائی نصیب نہیں ہو سکتی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي مُوسَى وَابْنِ عَبَّاسٍ وَسَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں عبد اللہ بن مسعود، ابو موسیٰ، ابن عباس، سالم بن عبید اور عبد اللہ بن زمعہ سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه مالك: ٥٦٨، ابوعوانه: ١١٧/٢، ابويعلى: ٤٤٧٨، البيهقي: ٢٥٠/٢

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ١٩٨، ٦٧٩، صحيح مسلم: ٤١٨، سنن ابن ماجه: ١٢٣٣، سنن النسائی: ٩٩/٢-١٠٠، مسند احمد: ٢٤٠٦١، ٢٤٦٤٧، ٢٥٦٦٣، صحيح ابن حبان: ٢١٢٠، ٦٦٠١

فوائد الحدیث: (۱) تمام صحابہ کرام بشمول خاندان نبوت کے افراد رضوان اللہ علیہم اجمعین کی موجودگی میں سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کرنا، آپ ﷺ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کی دلیل ہے۔ دوسری صحیح احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ اس وقت مقتدیوں میں سیّدنا عباس اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں لانے والے یہی دونوں بزرگ تھے۔ (بخاری، نسائی وغیرہ)

(۲) قائد اور لیڈر کو اپنے کانوں کا کچا نہیں ہونا چاہیے کہ جو کسی سے سنا اسی پر اپنی رائے قائم کر لی اور فیصلہ صادر کر دیا بلکہ دلائل کی روشنی میں جو وہ فیصلہ کر چکا ہو اسے اس پر استقامت اختیار کرنی چاہیے۔

42- باب [لَا يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ]

جہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں وہاں کوئی اور امام نہیں بن سکتا.....

3673: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ عِيسَى بْنِ مَيْمُونٍ الأَنْصَارِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی قوم کے لیے مناسب نہیں کہ ابو بکر ان میں موجود ہوں اور پھر کوئی اور ان کی امامت کرائے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف جداً) اس میں عیسیٰ بن میمون متروک راوی ہے۔ الضعیفة: ٤٨٢٠

تخریج الحدیث: الكامل لابن عدی: ١/١٧٠، ٥/١٨٨١، العلل للمصنف: ٢/٩٣٤

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن یہی مسئلہ ان الفاظ یابی اللہ والمومنون الا ابابکر (مسلم ص ۲/۲۷۳، کتاب الفضائل) "اللہ تعالیٰ اور مومن (بھی) ابو بکر کے علاوہ (کسی دوسرے کا) انکار کرتے ہیں" کے ساتھ صحیح احادیث سے ثابت ہے، لہٰذا سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل منصوص ہے۔

(۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طرز عمل سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک میں بھی کسی ایک صحابی نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت پر اعتراض نہیں کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بھی کوئی معترض نہ تھا۔

43- باب رِجَاؤُهُ ﷺ أَنْ يَّكُونَ أَبُوْبَكْرٍ مِمَّنْ يُدْعٰى مِنْ جَمِيْعِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پر امید ہونا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ایسے افراد میں سے ہوں گے جن کو جنّت کے سارے دروازوں سے آواز دی جائے گی

3674: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللهِ هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ)).
فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ هٰذِهِ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اللہ کے راستے میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کیا (مثلاً دو روپے، دو کپڑے، دو گھوڑے وغیرہ) اسے جنّت میں بلایا جائے گا: اللہ کے بندے! یہ (دروازہ) بہتر ہے، پس جو شخص نمازی ہوگا اسے باب الصلوۃ (نماز کے دروازے) سے بلایا جائے گا، جو مجاہد ہوگا اسے باب جہاد سے بلایا جائے گا، جو صدقہ کرنے والوں میں سے ہوگا اسے باب صدقہ سے بلایا جائے گا۔"
ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، میرے والدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں، کسی شخص کو کوئی ضرورت تو نہیں کہ اسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے (کیونکہ اس نے گزرنا تو ایک ہی دروازے سے ہے)، تو کیا کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بھی بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں، اور مجھے امید ہے کہ تم بھی ان میں سے ہوگے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیحة: ٢٨٧٨، اخرجه مالك: ٩١٠، عبدالرزاق: ٢٠٠٢٥، ابن خزيمه: ٢٤٨٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۸۹۷، صحیح مسلم: ۱۰۲۷، سنن النسائی: ۴/۱۶۸۔ ۱۶۹، ۹/۵۔۱۰، ۶/۴۸، مسند احمد : ۷۶۳۳، صحیح ابن حبان: ۳۰۸، ۳۴۱۸، ۳۶۴۱، ۶۸۶۶

فوائد الحدیث: یہ حدیث بھی سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان کی دلیل ہے کہ جب قیامت کے دن جنتی لوگوں میں سے کسی کو ایک، دو یا تین وغیرہ دروازوں سے بلایا جائے گا سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنّت کے تمام (آٹھوں) دروازوں سے پکارا جائے گا کہ آپ اس دروازے سے جنّت میں داخل ہوں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3675: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَزَّازُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذَلِكَ عِنْدِي مَالاً فَقُلْتُ الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا، قَالَ: فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا أَبْقَيْتَ لأَهْلِكَ)). قُلْتُ مِثْلَهُ وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ مَا أَبْقَيْتَ لأَهْلِكَ)). قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُولَهُ قُلْتُ وَاللهِ لَا أَسْبِقُهُ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم صدقہ کریں، اس وقت میرے پاس مال بھی تھا، میں نے کہا: اگر میں کسی وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر سبقت حاصل کر سکتا ہوں تو وہ آج میں ان پر سبقت لے جاؤں گا۔ میں اپنا نصف مال لے کر حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟'' میں نے عرض کیا: اتنا ہی (جتنا کہ لایا ہوں)، ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے کر حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر! اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: میں ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں کسی معاملہ میں بھی ان پر کبھی سبقت حاصل نہیں کر سکوں گا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشکاۃ: ۶۰۲۱

تخریج الحدیث: مسند عبد بن حمید: ۱۴، سنن الدارمی: ۱۶۶۰، سنن ابو داود: ۱۶۷۸، مسند البزار: ۲۷۰، مستدرک حاکم: ۱/۴۱۴، سنن کبریٰ للبیہقی: ۴/۱۸۰۔۱۸۱

فوائد الحدیث: (۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نیکی کرنے میں ایک دوسرے سے مسابقت اور مقابلہ کیا کرتے تھے۔

(۲) سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اسلام کے لیے خدمات اور قربانی کی یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ ان سے بڑھ کر کسی نے اپنے مال، جان سے اسلام کی خدمت نہیں کی، اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''ابو بکر رضی اللہ عنہ کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی دے گا''۔

(۳) بعض لوگ، اس حدیث میں موجود جملہ ابقیت لھم اللہ ورسولہ ''میں ان گھر والوں کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں'' سے استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حاضر وناظر ہیں، حالانکہ ان کی یہ بات غلط ہے کئی دوسرے دلائل کے علاوہ اس جملے میں ہی موجود کلمہ ابقیت (میں چھوڑ آیا ہوں) سے اس کی تردید ہوتی ہے، کہ کسی ایک جگہ پر وہی چیز چھوڑی جاتی ہے جو دوسری جگہ پر نہ ہو۔ یہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبّت، چاہت اور خوشنودی مراد ہے نا کہ آپ ﷺ کا بنفس نفیس وہاں موجود ہونا۔

44- بَابُ قَوْلِهِ ﷺ لِإِمْرَأَةٍ: [فَإِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِ أَبَا بَكْرٍ]

آپ ﷺ کا ایک عورت سے فرمانا: ''اگر تو مجھے نہ پائے تو پھر ابو بکر کے پاس چلی آنا.....''

3676: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ وَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ لَمْ أَجِدْكَ قَالَ ((فَإِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِ أَبَا بَكْرٍ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی تو اس نے کسی معاملہ میں آپ سے بات کی تو آپ ﷺ نے اسے کچھ فرمایا تو اس نے کہا: اللہ کے رسول مجھے بتائیں کہ اگر میں (آؤں اور) آپ ﷺ کو نہ پاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو مجھے نہ پائے تو پھر ابو بکر کے پاس چلی آنا۔''
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابويعلى: ٧٤٠٢، الطبراني في الكبير: ١٥٥٧، البيهقي: ٨/١٥٣
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٦٥٩، ٧٣٦٠، صحیح مسلم: ٢٣٨٦، مسند احمد : ١٦٧٥٥، صحیح ابن حبان: ٦٦٥٦، ٦٨٧٢

فوائد الحدیث: (۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ دنیا میں نہیں رہنا اور نہ ہی آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں اسی لیے تو وہ خاتون کہہ رہی ان لم اجدك (اگر میں آپ ﷺ کو نہ پاؤں)
(۲) یہ حدیث بھی صریح دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلیفہ بلا فصل، سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہوں گے۔

45- باب

باب

3677: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((بَيْنَا رَجُلٌ رَاكِبٌ بَقَرَةً إِذْ قَالَتْ لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا إِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ)). فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((آمَنْتُ بِذَلِكَ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ)). قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَمَا هُمَا فِي الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ وَاللهُ أَعْلَمُ.
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک شخص گائے پر سوار تھا تو اس نے کہا: مجھے اس لیے پیدا نہیں کیا گیا، مجھے تو کھیتی باڑی کے کاموں کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس پر ایمان لایا، اور ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) بھی (ایمان لائے)۔''
ابو سلمہ (راوی) نے بیان کیا، جبکہ وہ دونوں اس وقت حاضرین میں موجود نہ تھے۔ واللہ اعلم۔
ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ کی سند

شُعْبَةُ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ. سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٢٤٧، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٩٠٢، الحميدی: ١٠٥٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٣٢٤، صحیح مسلم: ٢٣٨٨،سنن نسائی الکبری: ٨١١١۔ ٨١١٤، مسند احمد ٧٣٥١، ٨٩٦٣، صحیح ابن حبان: ٦٤٨٥، ٦٤٨٦

فوائد الحدیث: یہ حدیث سیّدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ایمان کی دلیل بھی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ان دونوں پر اعتماد کو بھی واضح کرتی ہے کہ اگرچہ وہ دونوں اس وقت موجود نہ تھے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میں بھی اس بات پر ایمان لایا اور ابو بکر و عمر بھی ایمان لائے"۔

46- بَابُ أَمْرِهِ ﷺ بِسَدِّ الأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ

نبی ﷺ کا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دورازے کے علاوہ باقی سب دروازے بند کر دینے کا حکم.....

3678: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِسَدِّ الأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا (مسجد کی طرف کھلنے والے) تمام دروازے بند کر دینے کا حکم فرمایا۔

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. اور اس باب میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابويعلى: ٤٦٧٨، الطبراني في الاوسط: ١٤٩٧، ابن عدي في الكامل: ١/٢٢٦

تخریج الحدیث: فضائل الصحابة : ٣٣، صحیح ابن حبان: ٦٨٥٧، شرح مشكل الآثار: ٣٥٤٦، مسند احمد: ٢٤٣٢، صحیح بخاری: ٤٦٧، ٣٩٠٤، صحیح مسلم: ٢٣٨٢

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ٣٦٦٠ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

47- بَابُ تَسْمِيَةِ عَتِيقًا....

ابو بکر رضی اللہ عنہ کو عتیق کا لقب دینا

3679: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَمِّهِ إِسْحَاقَ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((أَنْتَ عَتِيقُ اللهِ مِنَ النَّارِ)). فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيقًا.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اللہ کی طرف سے جہنم کی آگ سے آزاد کردہ ہو۔" پس اسی روز سے ان کا نام عتیق (آزاد کردہ) رکھ دیا گیا۔

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَعْنٍ وَقَالَ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ان میں سے بعض نے اس حدیث کو معن سے روایت کیا ہے اور انہوں

نے کہا عن موسیٰ بن طلحہ عن عائشہ۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشكاة: ٦٠٢٢-التحقيق الثاني، الصحيحة: ١٥٧٤

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٤٨٩٩، معجم الكبير للطبرانی: ٩، ١٠، مستدرک حاكم: ٢/٤١٥، ٣/٦١-٦٢، ٣٧٦، صحيح ابن حبان: ٦٨٦٤

فوائد الحدیث: سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام "عبد اللہ" کنیت "ابو بکر" اور لقب "عتیق" ہے۔ اس حدیث میں آپ رضی اللہ عنہ کے لقب کی وجہ بیان ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو عتیق الله من النار (اللہ کی طرف سے جہنم سے آزاد) بیان فرمایا تو اسی دن سے انہوں نے اپنے لیے "عتیق" لقب پسند فرمالیا۔

48- باب ((فأما وَزِيرَايَ فِي الأَرْضِ: فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ...))

سیّدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما زمین پر میرے دو وزیر ہیں....

3680: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا تَلِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الْجَحَّافِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ، فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے ہیں: آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر جبریل اور میکائیل ہیں۔ جبکہ زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابو بکر و عمر ہیں۔"

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَأَبُو الْجَحَّافِ اسْمُهُ دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَوْفٍ. وَيُرْوَى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ.

ابو الجحاف کا نام داود بن ابی عوف ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: ابو الجحاف نے ہمیں بیان کیا، وہ پسندیدہ شخصیت تھے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْجَحَّافِ وَكَانَ مَرْضِيًّا وَتَلِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ يُكْنَى أَبَا إِدْرِيسَ وَهُوَ شِيعِيٌّ.

تلید بن سلیمان کی کنیت ابو ادریس ہے اور وہ شیعہ ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) المشكاة: ٦٠٥٦، اس میں تلید اور عطیہ دونوں ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: الكامل لابن عدی: ٢/٥١٧، مستدرک حاكم: ٢/٢٦٤

فوائد الحدیث: (۱) سنداً یہ روایت ضعیف ہے لیکن صحیح احادیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی عملی زندگی اسی طرح ہی گزری کہ آپ ﷺ اپنے ان دونوں ساتھیوں کو ہر اہم معاملے میں شامل اور شریک رکھتے تھے خواہ کوئی مشورہ ہو یا عملی اقدام۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ تو ایمان لانے کے متعلق بھی ان کے ایمان کی شہادت پہلے ہی دے دیتے تھے اگرچہ انہیں اس کا علم بعد میں ہوتا۔ ایسی بیسیوں مثالیں احادیث میں موجود ہیں۔

49- بَابٌ فِي مَنَاقِبِ أَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی الله عنه

ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب

3681: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ)). قَالَ وَكَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرُ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ان دونوں آدمیوں: ابو جہل یا عمر بن خطاب میں سے جو شخص تجھے زیادہ پسند ہے اس کے ذریعے اسلام کو تقویت پہنچا۔'' ان دونوں میں سے عمر (رضی اللہ عنہ) اسے زیادہ پسند تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشكاة: ٦٠٣٦، اخرجه ابن سعد: ٢٦٧/٣، احمد في فضائل الصحابه: ٣١٢

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٥٦٩٦، صحيح ابن حبان: ٦٨٨١

(۱) رسول اللہ ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو چند ایک لوگ جو مسلمان ہوئے وہ اپنی افرادی قوت کے لحاظ سے بہت کمزور سمجھے جاتے تھے جبکہ مقابلے میں کفار بڑے طاقتور تصور ہوتے تھے یہی وجہ تھی کہ مسلمان اعلانیہ تبلیغ بھی نہیں کر سکتے تھے اور نہ ہی اجتماعی طور پر سر عام عبادت کرتے تھے۔ ان حالات میں سید کائنات ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ پاک: ابو جہل اور عمر بن خطاب میں سے جو شخص تجھے پسند ہے اسے اسلام قبول کرنے کی توفیق فرما، تاکہ اسلام کو تقویت اور غلبہ حاصل ہو، تو اللہ تعالیٰ نے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قبول فرمایا اور دعا کی قبولیت کی سند اور دلیل کے طور پر اپنے پیغمبر ﷺ کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عطا فرما دیے۔ چنانچہ اس سے مسلمانوں کو بڑا حوصلہ ہوا اور انہوں نے نا صرف کہ بیت اللہ میں نماز پڑھنی شروع کر دی بلکہ تبلیغ دین کے اسلوب اور طریقے میں بھی بہتری آئی۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کے متعلق دعا کی تھی اللہ تعالیٰ نے دونوں میں سے جس کو ہدایت کے قابل سمجھا اسے دین اسلام کی ہدایت نصیب فرما دی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے امت مسلمہ کا ایک روشن ستارہ بنا دیا۔ یہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوبیت کی دلیل بھی ہے۔

(۳) جبکہ ابو جہل کسی لحاظ سے بھی ہدایت کے قابل نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو آخری دم تک اس نعمت سے محروم رکھا، حتیٰ کہ وہ جنگ بدر کے دن واصل جہنم ہوا۔

50- باب [إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ]

اللہ تعالیٰ نے عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان و دل پر حق جاری فرما دیا

3682: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ هُوَ الأَنْصَارِيُّ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ)). قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوا فِيهِ وَقَالَ فِيهِ عُمَرُ أَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيهِ شَكَّ خَارِجَةُ إِلَّا نَزَلَ فِيهِ الْقُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ.

فرمایا: ''اللہ نے عمر کی زبان و دل پر حق جاری فرما دیا۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لوگوں کو جب بھی کوئی مسئلہ در پیش ہوتا تو وہ اس بارے میں کوئی بات کرتے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی اس بارے اپنی رائے دیتے تو اس بارے میں عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن نازل ہوتا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ وَأَبِي ذَرٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَخَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَهُوَ ثِقَةٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں فضل بن عباس، ابو ذر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث منقول ہیں اور یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔ اور خارجہ بن عبداللہ انصاری۔ یہ ابن سلیمان بن زید بن ثابت ہیں اور ثقہ ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن سعد: ٣/٣٣٥، احمد في فضائل الصحابه: ٣١٣، الطبراني في الاوسط: ٢٩١

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٥١٤٥، ٥٦٩٧، صحيح ابن حبان: ٦٨٩٥

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بہت سی خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ انہیں فہم و فراست کی نعمت سے بھی مالا مال فرمایا تھا، اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کی رائے اکثر درست ہوتی، کئی ایک مواقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کی رائے اور مشورے کے مطابق قرآن مجید میں احکام بھی نازل فرمائے، ایسی آیات ''موافقات عمر رضی اللہ عنہ'' کہلاتی ہیں، جو کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان کی دلیل ہیں۔

51- باب [إِسْلَامُ عُمَرَ عَلَى إِثْرِ دُعَائِهِ ﷺ]

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بعد اسلام قبول کرنا

3683: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ النَّضْرِ أَبِي عُمَرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اللَّهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلَامَ بِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ أَوْ بِعُمَرَ)). قَالَ فَأَصْبَحَ فَغَدَا عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَسْلَمَ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! ابو جہل یا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام کو غلبہ نصیب فرما۔'' پس اگلے روز عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُهُمْ فِي النَّضْرِ أَبِي عُمَرَ وَهُوَ يَرْوِي مَنَاكِيرَ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ بعض محدثین نے نضر ابو عمر پر جرح کی ہے، وہ اپنے حافظے کی وجہ سے مناکیر روایت کرتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف جدا) المشكاة: ٦٠٣٦، اس میں النضر راوی متروک ہے۔

تخریج الحدیث: فضائل الصحابة : ٣١١، مسند احمد : ٥٦٩٦، ٤٣٦٢ مستدرک حاکم: ٣/٨٣، سنن کبریٰ للبیهقی: ٦/٣٧٠، سنن ابن ماجه: ١٠٥، صحیح ابن حبان: ٦٨٨٢

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۶۸۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

52- بَابُ قَوْلِ عُمَرَ لِأَبِيْ بَكْرٍ: يَاخَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر انسان.....

3684: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ الْوَاسِطِيُّ أَبُو مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ أَخِي مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمَا إِنَّكَ إِنْ قُلْتَ ذَاكَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَى رَجُلٍ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ)).

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین انسان۔ تو! ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ تو یہ کہتے ہیں جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”سورج کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو کہ عمر سے بہتر ہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، اور اسی کی اسناد قوی نہیں۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ.

اور اس باب میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (موضوع) الضعیفة: ١٣٥٧، اس میں عبداللہ بن داؤد راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: الکنی للدولابی: ٢/٩٩، الکامل لابن عدی: ٤/١٥٥٧، مستدرک حاکم: ٣/٩٠

3685: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: مَا أَظُنُّ رَجُلاً يَنْتَقِصُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يُحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ.

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہو اور وہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تنقیص کرتا ہو۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح الإسناد مقطوع) دیکھیں گزشتہ حدیث۔ عبداللہ ضعیف راوی ہے۔

فوائد الحدیث: (۱) یہ ایک حقیقت ہے کہ انبیاء و رسل علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں سے بہتر سیّدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے اور ان میں سے بھی سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل تھے۔

(۲) جو شخص بھی امہات المومنین ازواج مطہرات، اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی ایک شخصیت اور ہستی کی تنقیص و توہین کرتا ہے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی محبت نہیں (اور اگر وہ محبت کا دعویٰ کرے تو وہ کذاب اور منافق ہے) جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں وہ بندہ مومن نہیں۔ لہٰذا ہر شخص کے ایمان کی علامات اور دلائل میں سے ایک علامت اور دلیل یہ بھی ہے

کہ وہ صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم کی تعریف و توصیف کرے اور ان سے محبّت کرے اور اس محبّت کا اظہار اس کے قول و عمل سے ظاہر و ثابت بھی ہو۔

53- بَابُ قَوْلِهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ))

آپ ﷺ کا فرمان: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا...."

3686: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْمُقْرِءُ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)).

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف مشرح بن ہاعان کی روایت سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) الصحيحة: ٣٢٧، اخرجه الحاكم: ٣/٥٨، الطبراني في الكبير: ١٧/٨٥٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٧٤٠٥

فوائد الحدیث: اس حدیث سے جہاں یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے، کوئی نبی و رسول بحیثیت نبی نہیں آئے گا وہاں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا شرف بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر نبوت کوئی "کسبی" چیز سے ہوتی تو سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس کے حق دار تھے، لیکن نبوت چونکہ "وھبی" اعزاز ہے، اور یہ سلسلہ اب ختم ہو چکا ہے اس لیے عمر رضی اللہ عنہ جیسا صلاحیتوں کا مالک بھی نبی نہیں ہو سکتا۔

54- بَابُ رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ: فِي شُرْبِهِ مِنْ قَدَحِ اللَّبَنِ وَإِعْطَائِهِ عُمَرَ فَضْلَهُ

نبی ﷺ کا خواب - جس میں آپ ﷺ پیالے سے دودھ پیتے ہیں.....

3687: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((رَأَيْتُ كَأَنِّي أُتِيتُ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ فَأُعْطِيتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)). قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((الْعِلْمَ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے (خواب میں) دیکھا گویا کہ دودھ کا پیالہ مجھے پیش کیا گیا تو میں نے اس میں سے پیا، اور پھر میں نے اپنے سے بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا۔" صحابہ کرام نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اس کی کیا تفسیر کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "علم"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۲۸۴

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٨٢، صحيح مسلم: ٢٣٩١، سنن النسائی فی الكبرى: ٨١٢٣، مسند احمد : ٥٥٥٤،

صحيح ابن حبان: ٦٨٧٨

فوائد الحدیث: اس حدیث میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کا بیان ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے ایک خواب کی تعبیر میں بیان فرمایا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔

3688: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِشَابٍّ مِنْ قُرَيْشٍ. فَظَنَنْتُ أَنِّي أَنَا هُوَ فَقُلْتُ: وَمَنْ هُوَ؟ فَقَالُوا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں جنّت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں سونے کا ایک محل دیکھا، میں نے کہا: یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: قریش کے ایک جوان کا ہے۔ میں نے گمان کیا کہ وہ میں ہوں گا، میں نے کہا: وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: عمر بن خطاب۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٤٠٥ و ١٤٢٣، اخرجه احمد في فضائل الصحابه: ٧١٥

تخریج الحدیث: سنن نسائی الکبری: ٨١٢٧، مسند احمد : ١٢٠٤٦، صحيح ابن حبان: ٥٤، ٦٨٨٧

فوائد الحدیث: یہ حدیث سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے اور ان کا خاتمہ بالایمان ہونے کی ”نص قطعی“ ہے۔

55- بَابٌ أَتَيْتُ عَلَى قَصْرِ مُرَبَّعٍ مُشَرَّفٍ مِنْ ذَهَبٍ لِعُمَرَ فِي الْجَنَّةِ

میں جنّت میں عمر رضی اللہ عنہ کے سونے کے بنے ہوئے مربع شکل بلند محل پر آیا

3689: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَبُو عَمَّارٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي بُرَيْدَةُ قَالَ: أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَدَعَا بِلَالاً فَقَالَ ((يَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، فَأَتَيْتُ عَلَى قَصْرٍ مُرَبَّعٍ مُشَرَّفٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوا لِرَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ، فَقُلْتُ أَنَا عَرَبِيٌّ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، قُلْتُ: أَنَا قُرَشِيٌّ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا لِرَجُلٍ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ قُلْتُ أَنَا مُحَمَّدٌ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ)).

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: ”بلال! تم کس (عمل کی) وجہ سے مجھ سے پہلے جنت میں پہنچ گئے؟ میں جب بھی جنّت میں گیا تو میں نے اپنے آگے آگے تمہارے جوتوں کی آواز سنی، میں گذشتہ رات جنّت میں گیا تو میں نے اپنے آگے آگے تیرے جوتوں کی آواز سنی میں سونے کے بنے ہوئے مربع شکل بلند محل پر گیا تو میں نے کہا: یہ محل کس کا ہے؟ انہوں (فرشتوں) نے کہا: عرب کے ایک شخص کا، میں نے کہا: میں عربی ہوں تو یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: قریش کے ایک شخص کا، میں نے کہا: میں قریشی ہوں تو یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: محمد ﷺ کے ایک امتی کا ہے، میں نے کہا: میں محمد (ﷺ) ہوں تو یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا۔“

فَقَالَ بِلَالٌ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلَّهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((بِهِمَا)).

بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں جب بھی اذان دیتا ہوں تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں، اور جب بھی میرا وضوء ٹوٹ جاتا ہے تو میں فوراً وضوء کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کے لیے دو رکعتیں پڑھنا مجھ پر فرض ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بس ان دونوں (عمل) کی وجہ سے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَمُعَاذٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((رَأَيْتُ فِي الْجَنَّةِ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا فَقِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ)).

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر، معاذ، انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے جنّت میں سونے کا ایک محل دیکھا تو میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے تو بتایا گیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنِّي دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ يَعْنِي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ هَكَذَا رُوِيَ فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ. وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ.

اس حدیث کا معنی: ''میں گذشتہ رات جنّت میں گیا۔'' یعنی میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں جنّت میں داخل ہوا۔ بعض احادیث میں اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا: انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی کا درجہ رکھتے ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) التعليق الرغيب: ١/٩٩، اخرجه ابن خزيمه: ١٢٠٩، الحاكم: ١/٣١٣

تخريج الحديث: مسند احمد : ٢٢٩٩٦، ٢٣٠٤٠، ٨٤٠٣ ، ٨٤٧٠، ١٤٣٢١ صحيح ابن حبان: ٧٠٨٦، ٧٠٨٧، صحيح بخاری: ٣٢٤٢، ٥٢٢٦، صحيح مسلم: ٢٣٩٥، ٢٣٩٤

فوائد الحديث: (۱) اس حدیث میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جنّت میں ملنے والے محل اور شان و شوکت کا تذکرہ ہے کہ وہ بڑا خوبصورت اور سونے کا بنا ہوا ہوگا۔

(۲) ہمیشہ باوضوء رہنا اور تحیۃ الوضوء کے نفل پڑھنے کی فضیلت ہے کہ ان دونوں کی پابندی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جنّت میں داخل فرمائیں گے۔

56- بَابُ قَوْلِهِ ﷺ: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ

نبی اکرم ﷺ کا فرمان: ''اے عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے....''

3690: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ بُرَيْدَةَ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی غزوہ میں گئے جب فارغ ہوئے (اور واپس آئے) تو ایک سیاہ فام لڑکی آپ ﷺ کے پاس آئی اس نے عرض کیا، اللہ

مَغَازِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللهُ سَالِمًا أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَأَتَغَنَّى. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِي وَإِلاَّ فَلَا)). فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَأَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهِ.

کے رسول! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ نے آپ ﷺ کو صحیح سلامت واپس لوٹایا تو میں آپ ﷺ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گیت گاؤں گی، رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اگر تو نے نذر مانی ہے تو پھر دف بجالے ورنہ نہیں۔'' وہ دف بجانے لگی، ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو وہ دف بجاتی رہی، پھر علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو وہ بجاتی رہی، پھر عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو وہ بجاتی رہی پھر عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو اس نے دف اپنے سرین کے نیچے رکھی اور اس پر بیٹھ گئی۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ إِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتَ يَا عُمَرُ أَلْقَتِ الدُّفَّ)).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے، میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ دف بجاتی رہی، ابو بکر آئے تو وہ بجاتی رہی، پھر علی آئے تو وہ بجاتی رہی، پھر عثمان آئے تو وہ بجاتی رہی عمر! جب تم آئے تو اس نے دف پھینک دی۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ بُرَيْدَةَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے بریدہ کی روایت سے۔ اور اس باب میں عمر، سعد بن ابی وقاص اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) نقد الكتاني: ٤٧-٤٨، سلسلة الصحيحة: ٢٢٦١، اخرجه ابن ابي عاصم في السنة: ١٢٥١

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٢٩٨٩، صحيح ابن حبان: ٤٣٨٦، ٦٨٩٢، سنن ابو داود: ٣٣١٢

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عقائد و اعمال کے معاملے میں بڑے سخت تھے اس میں کسی قسم کی مداہنت کے روادار نہ تھے جہاں کوئی معمولی سی کوتاہی بھی دیکھتے تو بڑے سخت ردعمل کا مظاہرہ کرتے۔ اسی لیے ہر کوئی ان کے غصے سے خوف کھاتا تھا۔ حتیٰ کہ ایسا عمل جس کی رسول اللہ ﷺ و دیگر خلفاء راشدین کی موجودگی میں گنجائش تھی، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے وہ بھی نہ ہو سکتا تھا۔

(۲) حبشیہ لونڈی کا نذر کو پورا کرنے کے لیے دف بجانے کو بھی رسول اللہ ﷺ نے شیطانی عمل قرار دیا ہے، چہ جائیکہ اس کی آڑ میں ڈھول ڈھمکے، باجے گاجے موسیقی اور ناچ گانے کا جواز نکال لیا جائے، یہ درست نہیں، لہٰذا اسلام میں ان امور کی کوئی گنجائش نہیں۔

3691: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَخْبَرَنَا قَالَ: يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَصَوْتَ صِبْيَانٍ. فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا، فَقَالَ ((يَا عَائِشَةُ تَعَالَيْ فَانْظُرِي)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ہم نے شور اور بچوں کی آواز سنی، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو ایک حبشی عورت کو ناچتے ہوئے دیکھا جبکہ بچے اس کے ارد گرد تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! آؤ اور دیکھو۔'' پس میں آئی اور اپنا جبڑا رسول اللہ ﷺ کے کندھے پر رکھ دیا اور میں آپ ﷺ کے کندھے اور سر کے

فَجِئْتُ، فَوَضَعْتُ لَحْيَيَّ عَلَى مَنْكِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَعَلْتُ أَنْظُرَ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلَى رَأْسِهِ فَقَالَ لِي ((أَمَا شَبِعْتِ أَمَا شَبِعْتِ)). قَالَتْ: فَجَعَلْتُ أَقُولُ: لَا، لِأَنْظُرَ مَنْزِلَتِي عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ عُمَرُ قَالَ فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ)). قَالَتْ: فَرَجَعْتُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

درمیان سے اسے دیکھنے لگی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا سیر ہو گئی ہو کیا سیر ہو گئی ہو؟'' میں کہنے لگی: نہیں، (نہیں)، تاکہ میں آپ ﷺ کے ہاں اپنا مقام و مرتبہ دیکھ لوں، پس اچانک عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو لوگ اس (عورت) کے پاس سے بھاگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں انسانوں اور جنوں کے شیاطین کو عمر کی وجہ سے بھاگتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔'' پس میں واپس آ گئی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٦٠٣٩، صحيح الترمذي: ٢٩١٤

تخریج الحدیث: سنن نسائی الکبری: ٨٩٥٧، الکامل لابن عدی: ٣/٩٢١، العلل الکبیر للمصنف: ٢/٩٣٦

فوائد الحدیث: یہ ایک حبشیہ لونڈی کی بے ہنگم اچھل کود تھی جسے لوگ دیکھ رہے تھے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی آمد کے ساتھ سب لوگ تتر بتر ہو گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں انسانوں اور جنوں کے شیطانوں کو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتے ہوئے دیکھ رہا ہوں''۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عمل بھی جائز اور پسندیدہ نہیں ہے۔

57- بَابُ أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ ثُمَّ أَبُوبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ

سب سے پہلے میری قبر شق ہو گی، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اور عمر رضی اللہ عنہ کی

3692: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ آتِي أَهْلَ الْبَقِيعِ فَيُحْشَرُونَ مَعِي ثُمَّ أَنْتَظِرُ أَهْلَ مَكَّةَ حَتَّى أُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے پہلے میری قبر شق ہو گی، پھر ابو بکر کی اور پھر عمر کی، پھر میں بقیع والوں کے پاس آؤں گا وہ میرے ساتھ جمع کیے جائیں گے پھر میں مکہ والوں کا انتظار کروں گا حتیٰ کہ مجھے دو حرموں کے درمیان جمع کیا جائے گا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَعَاصِمُ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ لَيْسَ بِالْحَافِظِ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور عاصم بن عمر العمری محدثین کے ہاں حافظ نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٢٩٤٩، اس میں عاصم بن عمر العمری کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٦٨٩٩

فوائد الحدیث: اس روایت سے بھی رسول اکرم ﷺ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبے اور ترتیب کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

58- باب قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الأُمَمِ مُحَدَّثُونَ...

پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے.....

3693: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے (جن کو الہام ہوتا یا فرشتے ان سے کلام کرتے تھے)، اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمر ہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ سُفْيَانَ قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مُحَدَّثُونَ يَعْنِي مُفَهَّمُونَ.

فرماتے ہیں: مجھے سفیان کے بعض شاگردوں نے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں (مُحَدَّثُونَ) کا معنی ہے (مُفَهَّمُونَ) ''جن کو دین کی سمجھ عطا کی گئی۔''

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه الحميدي: ٢٥٣، اخرجه النسائي في فضائل الصحابه: ١٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٣٩٨، سنن نسائي الكبرى: ٨١١٩، مسند احمد : ٢٤٢٨٥، صحيح ابن حبان: ٦٨٩٤

فوائد الحدیث: اس حدیث میں ''مُحَدَّثٌ'' سے مراد ''مُلْهَمٌ'' ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق اور سچ کا القاء کیا جائے۔ پہلی امتوں میں بھی ایسے لوگ موجود تھے اس امت میں یہ شرف سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے حق عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر جاری فرما دیا ہے''۔ (دیکھیے حدیث نمبر ٣٦٢٢)

59- بَابُ إِخْبَارِهِ ﷺ، عَنْ اِطِّلَاعِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ

نبی اکرم ﷺ کا جنتی شخص کے آنے کے متعلق خبر دینا.....

3694: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). فَاطَّلَعَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ ((يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). فَاطَّلَعَ عُمَرُ.

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک جنتی شخص تمہارے پاس آئے گا۔'' پس ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، پھر فرمایا: ''جنتی شخص تمہارے پاس آئے گا۔'' تو عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَجَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں ابوموسیٰ اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے انہوں نے کہا یہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے غریب ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

حکم الحدیث: (ضعیف) المشكاة: ٦٠٨٥، اس میں عبداللہ بن عبدالقدوس ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی: ١٠٣٤٣، ١٠٣٤٤، الكامل لابن عدی: ٤/١٥١٤، مستدرک حاکم: ٣/٧٣، مسند احمد: ١٤٥٥٠، ١٥٥٠٩صحيح بخاری: ٣٦٩٣، صحيح مسلم: ٢٤٠٣

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن حضرات سیدین شیخین (ابوبکر وعمر) رضی اللہ عنہما کا جنتی ہونا صحیح احادیث کے دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔

3695: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَرْعَى غَنَمًا لَهُ إِذْ جَاءَ ذِئْبٌ فَأَخَذَ شَاةً فَجَاءَ صَاحِبُهَا فَانْتَزَعَهَا مِنْهُ فَقَالَ الذِّئْبُ: كَيْفَ تَصْنَعُ بِهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي)). قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فَآمَنْتُ بِذَلِكَ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ)). قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَمَا هُمَا فِي الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ.

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ ایک شخص اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ بھیڑیا آیا اور اس نے ایک بکری پکڑ لی، اس کا مالک آیا اور اس نے اسے اس سے چھڑا لیا، تو بھیڑیے نے کہا: درندوں والے دن تم اس کا کس طرح خیال رکھو گے جس دن میرے سوا اس کا کوئی اور چرواہا نہیں ہوگا؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس پر ایمان لایا اور ابوبکر وعمر اس پر ایمان لائے۔'' ابوسلمہ (راوی) نے کہا: وہ دونوں حضرات اس وقت موجود نہ تھے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ محمد بن بشار نے کہا: محمد بن جعفر نے ہمیں شعبہ عن سعد بن ابراہیم سے اسی مانند حدیث بیان کی۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کے لیے حدیث ٣٦٧٧ ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٣٢٤، صحيح مسلم: ٢٣٨٨، سنن نسائی الكبرى: ٨١١١۔ ٨١١٤، مسند احمد: ٧٣٥١، صحيح ابن حبان: ٦٤٨٥

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ٣٦٧٧ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

60- باب فِي مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضى الله عنه وَلَهُ كُنِيَّتَانِ يُقَالُ أَبُوْ عَمْرٍو وَأَبُوْ عَبْدِاللهِ

سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کی دو کنیتیں: ابوعمرو اور ابوعبداللہ تھیں

3696: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ عَلَى حِرَاءَ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ رضى الله عنهم

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم حرا پر تھے، تو اس پہاڑی نے حرکت کی، نبی ﷺ نے فرمایا: ''قرار پکڑ (حرکت نہ کر)، تجھ پر ایک نبی، یا صدیق یا شہید ہیں۔''

فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اهْدَأْ إِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَبُرَيْدَةَ الأَسْلَمِيِّ وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں عثمان، سعید بن زید، ابن عباس، سہل بن سعد، انس بن مالک اور بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ اور یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیح: ٢/٥٦٢، اخرجه احمد في فضائل الصحابه: ٢٤٨

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٢٤١٧، سنن نسائی الکبری: ٦٢٠٧، مسند احمد: ٩٤٣٠، صحیح ابن حبان: ٦٩٨٣

فوائد الحدیث: اس حدیث میں سیّدنا محمد ﷺ کی رسالت، ابو بکر صدیق کی صداقت اور سیّدنا عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی شہادت کی گواہی اور دلیل موجود ہے۔ یہ تمام جلیل القدر ہستیاں خلعت شہادت سے سرفراز ہوئیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہیں۔

3697: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے جبکہ ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے، تو وہ پہاڑ کانپ اٹھا، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”احد قرار پکڑ کہ تجھ پر ایک نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیحة: ٨٧٥، اخرجه احمد في فضائل الصحابه: ٢٤٦، ابویعلی: ٢٩١٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٦٧٥، ٣٦٩٩، سنن ابو داود: ٤٦٥١، سنن نسائی الکبری: ٨١٣٥، مسند احمد: ١٢١٠٦

فوائد الحدیث: اس حدیث میں سیّدنا عمر بن خطاب اور سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کی شہادت کو بالضبط بیان کیا گیا ہے۔

61- بَابٌ وَرَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ

جنّت میں میرے رفیق عثمان ہیں

3698: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنْ شَيْخٍ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَرَفِيقِي يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ)).

سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی کا ایک رفیق ہے، اور جنّت میں میرے رفیق عثمان ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، اس کی

بِالْقَوِيِّ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ. اسناد قوی نہیں، اور یہ روایت منقطع ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة تحت الرقم: ٢٢٩٢، اس میں یحییٰ بن الیمان ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: فضائل الصحابة: ١/٤٠١، ٥٠٢، ٥٢١، مسند ابو يعلى: ٦٦٥، سنن ابن ماجه: ١٠٩

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن دوسری صحیح احادیث سے سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا قطعی جنتی ہونا ثابت ہے۔

62- باب فِي عُدَّ عُثْمَان تَسْمِيَتُهُ شَهِيْدًا. وَتَجْهِيْزِهِ جَيْشَ الْعُسْرَةِ...

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کا نام دینا، اور ان کا غزوہ تبوک کے لشکر کو تیار کرنا

3699: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ هُوَ ابْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ: لَمَّا حُصِرَ عُثْمَانُ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ فَوْقَ دَارِهِ ثُمَّ قَالَ: أُذَكِّرُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ حِرَاءَ حِينَ انْتَفَضَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اثْبُتْ حِرَاءُ فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ)). قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ أُذَكِّرُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ ((مَنْ يُنْفِقُ نَفَقَةً مُتَقَبَّلَةً)). وَالنَّاسُ مُجْهَدُونَ مُعْسِرُونَ فَجَهَّزْتُ ذٰلِكَ الْجَيْشَ قَالُوا: نَعَمْ. ثُمَّ قَالَ أُذَكِّرُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ بِئْرَ رُومَةَ لَمْ يَكُنْ يَشْرَبُ مِنْهَا أَحَدٌ إِلَّا بِثَمَنٍ فَابْتَعْتُهَا فَجَعَلْتُهَا لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيرِ وَابْنِ السَّبِيلِ قَالُوا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ وَأَشْيَاءُ عَدَّدَهَا.

ابو عبدالرحمٰن السلمی نے بیان کیا، جب عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو انہوں نے اپنے گھر کے اوپر سے دیکھا اور پھر فرمایا: میں تمہیں اللہ کے حوالے سے یاد دلاتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جس وقت حرا نے جنبش کی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''حرا قرار پکڑ، تجھ پر نبی ہے یا صدیق یا شہید؟'' انہوں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: میں تمہیں اللہ کے حوالے سے یاد دلاتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش العسرہ کے موقع پر فرمایا تھا: ''کون مقبول خرچہ کرے گا۔'' لوگ (صحابہ کرام) اس وقت مشقت اور تنگی میں تھے، تو میں نے اس لشکر کو تیار کیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں، پھر فرمایا: میں تمہیں اللہ کے حوالے سے یاد دلاتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ بئر رومہ سے کوئی شخص قیمت ادا کیے بغیر پانی نہیں پی سکتا تھا تو میں نے اس کنویں کو خرید کر ہر مال دار محتاج اور مسافر کے لیے وقف کر دیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں، انہوں نے بہت سی اشیاء (اپنی خدمات، فضائل) شمار کرائے۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ.

یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔ ابو عبدالرحمٰن سلمی عن عثمان کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه احمد في فضائل الصحابه: ٧٥١، ابن ابي عاصم في السنة ١٣٠٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری تعليقاً : ٢٧٧٨، سنن النسائی: ٤٦/٦-٤٧، ٢٣٣، ٢٣٤، ٢٣٦- ٢٣٧، مسند احمد : ٤٢٠، ٥١١، صحيح ابن حبان: ٦٩١٦

فوائد الحدیث: سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا جب باغیوں نے محاصرہ کر لیا اور ان کے لیے کھانے پینے کی اشیاء کی ترسیل بند کر دی حتیٰ

کہ ان کے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے پر پابندی لگادی تو اس وقت انہوں نے عامۃ الناس کے سامنے اسلام کی ترویج واشاعت اور سربلندی کے لیے کی گئی چند خدمات کا تذکرہ کر کے ان سے اپنے حق میں تائید کروائی تاکہ تمام لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو بغیر کسی جرم کے ناحق قتل کیا گیا ہے۔

3700: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا السَّكَنُ بْنُ الْمُغِيرَةِ وَيُكْنَى أَبَا مُحَمَّدٍ مَوْلًى لِآلِ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي هِشَامٍ عَنْ فَرْقَدٍ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَحُثُّ عَلَى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيَّ ثَلَاثُمِائَةِ بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ ((مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ)).

سیّدنا عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نبی ﷺ کے پاس حاضر تھا جب آپ ﷺ جیش العسرۃ کے لیے ترغیب دلا رہے تھے، تو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میں سو اونٹ لگام اور پالان سمیت اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں، آپ ﷺ نے پھر لشکر کے حوالے سے ترغیب دلائی تو عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، اللہ کے رسول! میں دو سو اونٹ ان کے لگام اور پالان سمیت اللہ کی راہ میں وقف کرتا ہوں، پھر آپ ﷺ نے ترغیب دلائی تو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، اللہ کے رسول! میں تین سو اونٹ ان کے لگام اور پالان سمیت اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں، راوی نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر سے نیچے اترتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ فرمارہے تھے: ”آج کے بعد عثمان جو بھی کریں ان پر کوئی مواخذہ نہیں، اس کے بعد عثمان جو بھی عمل کریں، ان پر کوئی مواخذہ نہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ السَّكَنِ بْنِ الْمُغِيرَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف سکن بن مغیرہ کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ.

اور اس باب میں عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦٠٦٣، اس میں فرقد ابو طلحہ مجہول راوی ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٦٦٩٦

فوائد الحدیث: (۱) اسلام کی تاریخ میں جنگ تبوک ایک مشکل ترین ”جہادی معرکہ“ تھا کہ لوگوں کے پاس مال و دولت نہیں تھا، باغات پک چکے تھے کہ اب ان کا پھل اتارنا باقی تھا، سفر دور کا بھی تھا اور موسم بھی شدید گرم، مزید یہ کہ دشمن کی فوج بڑی طاقتور اور اکثریت میں تھی۔ لیکن ان سب حالات کے باوجود جو کھرے اور مخلص مسلمان تھے انہوں نے بڑھ چڑھ کر اپنا جانی و مالی تعاون پیش کیا اور اپنے دنیاوی مفادات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دین اسلام کی خاطر ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا کردار اس موقعہ پر

بھی نمایاں رہا۔ آپ نے نا صرف کہ خود اس "جہادی معرکے" میں حصہ لیا بلکہ ایک کثیر تعداد مجاہدین کے لیے ہر قسم کی سہولتوں سے مزین سواریوں کا بندوبست بھی کیا۔

(۲) یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ مضمون صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

3701: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ وَاقِعٍ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَوْذَبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ كَثِيرٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: جَاءَ عُثْمَانُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَلْفِ دِينَارٍ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ وَاقِعٍ وَكَانَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ مِنْ كِتَابِي فِي كُمِّهِ حِينَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِي حِجْرِهِ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَلِّبُهَا فِي حِجْرِهِ وَيَقُولُ ((مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ)). مَرَّتَيْنِ.

سیّدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، عثمان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک ہزار دینار اپنی آستین میں لے کر حاضر ہوئے جس وقت کہ آپ نے جیش العسرہ تیار کیا تھا، انہوں نے وہ دینار آپ ﷺ کی گود میں ڈھیر کر دیے، راوی نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ انہیں اپنی گود / جھولی میں پلٹ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: "آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کریں وہ ان کے لیے مضر نہیں۔" آپ ﷺ نے دو بار ایسے فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ٦٠٦٤، اخرجه الطبراني في الاوسط: ٩٢٢٢، الحاكم: ١٠٢/٣

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٠٦٣٠

فوائد الحدیث: جنگ تبوک کے موقعہ پر مجاہدین کے لیے سواریاں مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایک خطیر رقم بھی "جہاد فنڈ" میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ جسے دیکھ کر آپ ﷺ بہت خوش ہوئے اور ان پیسوں کو جھولی میں ڈال کر آپ ﷺ الٹ پلٹ کر رہے ہیں اور ساتھ فرما رہے ہیں۔ "آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا"۔ سبحان اللہ، کیسا سہانا منظر ہوگا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3702: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُولَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ قَالَ: فَبَايَعَ النَّاسَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ عُثْمَانَ فِي حَاجَةِ اللهِ وَحَاجَةِ رَسُولِهِ)). فَضَرَبَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى فَكَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِنْ أَيْدِيهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کا حکم فرمایا تو عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے قاصد کی حیثیت سے مکہ والوں کے پاس گئے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے لوگوں سے بیعت لی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام / مشن پر ہیں۔" آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا، رسول اللہ ﷺ کا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے ہاتھ ان کے اپنے لیے اپنے ہاتھوں سے بہتر تھا۔

قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦٠٦٥، اس میں الحکم بن عبدالملک ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣١٣٠، ٤٠٦٦، سنن ابو داود: ٢٧٢٦، مسند احمد : ٥٧٧٢، صحيح ابن حبان: ٦٩٠٩

فوائد الحدیث: (۱) "بیعت رضوان" کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اپنے ہاتھ پر بَیعت کی تھی، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے یہ بہت بڑی سعادت تھی اور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے اپنے ہاتھ کو عُثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا۔

(۲) ذوالقعدہ ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ جب عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو قریش مکہ مزاحم ہوئے کہ ہم مسلمانوں کو عمرہ ادا نہیں کرنے دیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حدیبیہ کے میدان میں پڑاؤ ڈالا اور سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ کو سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مشورے سے مکے میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا کہ وہ قریش مکہ سے معاملات طے کریں۔

اسی دوران کسی نے افواہ پھیلا دی کہ سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے تو آپ ﷺ بڑے رنجیدہ خاطر ہوئے اور آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ اب ہم سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔ اس موقعہ پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیعت لی اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے خود بیعت کی کہ اگر عُثمان رضی اللہ عنہ زندہ ہیں تو وہ اس سے محروم نہ رہیں بلکہ اس بَیعت میں شامل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ..... الایۃ (الفتح:۱۸) "بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں پر راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بَیعت کر رہے تھے"۔ نازل فرما کر اپنی رضامندی کا اعلان بھی کر دیا، اس لیے اس بَیعت کو "بَیعت رضوان" کہا جاتا ہے۔

3703: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالُوا: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ الْمِنْقَرِيِّ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ: شَهِدْتُ الدَّارَ حِينَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ ائْتُونِي بِصَاحِبَيْكُمُ اللَّذَيْنِ أَلَّبَاكُمْ عَلَيَّ. قَالَ فَجِيءَ بِهِمَا فَكَأَنَّهُمَا جَمَلَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا حِمَارَانِ. قَالَ فَأَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَالإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُومَةَ، فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ ((مَنْ يَشْتَرِي بِئْرَ رُومَةَ فَيَجْعَلُ دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ)). فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُونِي أَنْ

ثمامہ بن حزن قشیری نے بیان کیا، میں اس وقت اس گھر میں حاضر تھا جس وقت عُثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اوپر سے دیکھا تو فرمایا: اپنے ان دونوں ساتھیوں کو میرے پاس لاؤ جنہوں نے تمہیں میرے خلاف اکٹھا کیا ہے؟ پس ان دونوں کو لایا گیا گویا کہ وہ دونوں دو اونٹ ہیں یا دو گدھے، عُثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اوپر سے دیکھ کر فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہاں بئر رومہ کے علاوہ پینے کے لیے میٹھا پانی نہ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو بئر رومہ خرید کر اسے مُسلمانوں کے لیے وقف کر دے گا تو (اللہ تعالیٰ) اسے اس سے بہتر جنّت میں عطا فرمائے گا۔" میں نے اسے اپنے اصل مال زر سے خریدا اور آج تم مجھے اسی کا پانی پینے سے روک رہے ہو حتیٰ کہ میں سمندر کا (کھاری) پانی پی رہا ہوں؟ انہوں

أَشْرَبَ مِنْهَا حَتَّى أَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ. قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ.

نے کہا: اللہ کی قسم! ایسے ہی ہے۔

قَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَالإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِأَهْلِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ يَشْتَرِي بُقْعَةَ آلِ فُلَانٍ فَيَزِيدَهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ)). فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُونِي أَنْ أُصَلِّيَ فِيهَا رَكْعَتَيْنِ. قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ.

انہوں نے فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ مسجد نمازیوں کے لیے کافی نہ تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص فلاں قطعہ اراضی خرید کر اسے مسجد میں شامل کر دے گا تو اسے اس سے بہتر جنّت میں ملے گا؟'' پس میں نے اسے اپنے اصل مال زر سے خریدا اور آج تم مجھے وہاں دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے؟ انہوں نے کہا: ہاں، ٹھیک ہے۔

قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَالإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنِّي جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِي قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ. ثُمَّ: قَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَالإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ عَلَى ثَبِيرٍ مَكَّةَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتَّى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهُ بِالْحَضِيضِ، قَالَ: فَرَكَضَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ ((اسْكُنْ ثَبِيرُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ)). قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ. قَالَ اللهُ أَكْبَرُ شَهِدُوا لِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ أَنِّي شَهِيدٌ ثَلَاثًا.

انہوں نے فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے جیش العسرۃ تیار کیا؟ انہوں نے کہا: اے اللہ! ٹھیک ہے، پھر فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ، ابو بکر و عمر اور میں مکہ کے ثبیر (پہاڑ) پر تھے، پہاڑ نے جنبش کی حتیٰ کہ کچھ پتھر پہاڑ کی زیریں زمین میں جا گرے۔ آپ ﷺ نے اپنے پاؤں سے اسے ٹھوکر مار کر فرمایا: ''ثبیر! تھم جا، تجھ پر، نبی، صدیق اور دو شہید ہیں؟'' انہوں نے کہا: ہاں! ٹھیک ہے، انہوں نے فرمایا: اللہ اکبر، انہوں نے میرے حق میں گواہی دی۔ رب کعبہ کی قسم! میں شہید ہوں، تین بار فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُثْمَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ یہ کئی ایک طریق سے عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) ارواء الغلیل: ١٥٩٤، اخرجه الدارقطني: ١٩٦/٤، البيهقي: ١٦٨/٦

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ٦/٢٣٥، مسند احمد: ٥٥٥

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو کئی ایک مشکلات و مصائب کا سامنا تھا سب سے بڑھ کر غربت تھی کہ مہاجرین تو اپنا سب کچھ مال و متاع مکہ مکرمہ میں چھوڑ آئے تھے، پھر مدینہ منورہ کے جو مسلمان تھے وہ ان مہاجرین کا بوجھ اٹھائے ہوئے یعنی مسلمانوں کی مجموعی حالت یہ تھی کہ ''کچھ ہجرتوں کے ستائے ہوئے، اور کچھ مہاجرین کا بوجھ اٹھائے ہوئے'' اوپر سے انہیں پینے کے لیے پانی تک وافر مقدار میں میسر نہ تھا۔ ان دنوں مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کا صرف ایک کنواں تھا جو کہ ایک یہودی کی ملکیت

تھا، جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے مسجد کو وسیع کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اپنی جیب سے قطع اراضی خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔ جنگ تبوک کی تیاری میں سواریاں اور نقدی مع ساز وسامان کے مہیا کیں۔ اس سب پر مستزاد کہ ناطق وحی پیغمبر ﷺ نے آپ کے حق میں شہادت کی پیش گوئی بھی کر رکھی تھی، جب ان سب باتوں کا تذکرہ کر کے لوگوں سے گواہی طلب کی تو تمام لوگوں نے گواہی دی کہ معاملات بالکل اسی طرح ہی ہیں تو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی اور فرمایا کہ اگر میں اس موقعہ پر قتل کر دیا جاؤں تو میں شہید ہوں گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3704: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ أَنَّ خُطَبَاءَ قَامَتْ بِالشَّامِ وَفِيهِمْ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَ آخِرُهُمْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مُرَّةُ بْنُ كَعْبٍ فَقَالَ: لَوْلَا حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا قُمْتُ. وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِي ثَوْبٍ فَقَالَ هَذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدَى فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. قَالَ: فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَقُلْتُ: هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ.

ابو اشعث صنعانی سے روایت ہے کہ کچھ خطیب شام میں خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے، ان میں نبی ﷺ کے کچھ اصحاب بھی تھے، ان کے آخر پر ایک شخص کھڑے ہوئے ان کا نام مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ تھا، انہوں نے فرمایا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث نہ سنی ہوتی تو میں کھڑا نہ ہوتا، انہوں نے فتنوں کا ذکر کیا، اور انہیں قریب ہی ظاہر کیا، ایک آدمی منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے گزرے تو انہوں (مرہ نے نبی کریم ﷺ کا قول نقل کرتے ہوئے) کہا: "یہ شخص اس وقت ہدایت پر ہوگا۔" راوی نے بیان کیا، میں اس شخص کی طرف گیا دیکھا تو وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے، میں نے ان (مرہ رضی اللہ عنہ) کی طرف متوجہ ہو کر کہا: یہ (ہدایت پر) ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ حَوَالَةَ وَكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ.

اس باب میں ابن عمر، عبداللہ بن حوالہ اور کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٩٢٢، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٢/٤١-٤٢

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٠٦٠، ١٨٠٦٨

فوائد الحدیث: یہ حدیث دلیل قطعی ہے کہ سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہدایت اور حق پر تھے، اس وقت بھی جن لوگوں نے ان پر اعتراضات کیے وہ سب غلط تھے۔ اور آج بھی جو لوگ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے خبث باطن کا نشانہ بناتے ہوئے ان پر الزام تراشی کرتے ہیں وہ سب کے سب خود گمراہ اور ہدایت سے محروم اور دور ہیں۔

63- بَابُ مَنْعِ النَّبِيِّ ﷺ عُثْمَانَ أَنْ لَّا يَخْلَعَ الْقَمِيْصَ الَّذِيْ يُقَمِّصُهُ اللهُ إِيَّاهُ

نبی ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اس قمیض کو اتارنے سے منع فرمایا جو کہ اللہ نے انہیں پہنائی تھی

3705: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيصًا فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ)).

فرمایا: ”عثمان! ہو سکتا ہے کہ اللہ تمہیں ایک قمیض پہنائے اگر وہ (لوگ) اسے تجھ سے اتارنا چاہیں تو تم اسے ان کے لیے نہ اتارنا۔“

قَالَ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ. قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے، اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٤٨/١٢، الطبراني في الاوسط: ٢٨٥٤، الحاكم: ٩٩/٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١١٢، مسند احمد : ٢٤٤٦٦، ٢٤٥٦٦، صحيح ابن حبان: ٦٩١٥

فوائد الحدیث: (۱) اس قمیض سے مراد خلافت کی قمیض ہے، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی۔

(۲) یہ حدیث دلیل ہے کہ آپ کی خلافت برحق تھی اور لوگوں کا آپ کو معزول کرنا یا اس کا مطالبہ کرنا درست نہیں، بلکہ ایک دوسری روایت میں ان لوگوں کو منافق قرار دیا گیا ہے۔ (ابن ماجہ ص ۱۱ کتاب السنۃ)

64- باب: ثَلَاثُ اِعْتِرَاضَاتٍ اِعْتَرَضَ بِهَا الْمِصْرِيُّ...

مصری شخص کے تین اعتراضات

3706: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ مِصْرَ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ مَنْ هَؤُلَاءِ قَالُوا قُرَيْشٌ. قَالَ فَمَنْ هَذَا الشَّيْخُ قَالُوا ابْنُ عُمَرَ. فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي أَنْشُدُكَ اللهَ بِحُرْمَةِ هَذَا الْبَيْتِ أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: أَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: أَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ اللهُ أَكْبَرُ.

عثمان بن عبداللہ بن موہب سے روایت ہے کہ ایک مصری شخص نے بیت اللہ کا حج کیا، اس نے کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہا: یہ کون حضرات ہیں؟ انہوں نے کہا: قریش، اس نے کہا: یہ الشیخ (عمر رسیدہ شخص) کون ہیں؟ انہوں نے کہا: ابن عمر، وہ ان کے پاس آیا اور کہا: میں آپ سے ایک چیز کے متعلق سوال کرنے والا ہوں، میں آپ کو اس گھر کی حرمت کی قسم دیتا ہوں کہ آپ مجھے اس سوال کا جواب دیں گے، کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ احد کے موقع پر بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، اس نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان کے موقع پر موجود نہیں تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، اس نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ غزوہ بدر میں بھی شریک نہیں ہوئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، اس نے کہا: اللہ اکبر۔

فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ مَا سَأَلْتَ عَنْهُ، أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللهَ قَدْ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ يَوْمَ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ عِنْدَهُ أَوْ تَحْتَهُ ابْنَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَكَ أَجْرُ رَجُلٍ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمُهُ)). وَأَمَرَهُ أَنْ يَخْلُفَ عَلَيْهَا وَكَانَتْ عَلِيلَةً وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَانَ عُثْمَانَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عُثْمَانَ إِلَى مَكَّةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنَى ((هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ)). وَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ ((هَذِهِ لِعُثْمَانَ)). قَالَ لَهُ اذْهَبْ بِهَذَا الآنَ مَعَكَ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا: آؤ حتی کہ میں تمہارے سوالوں کی وضاحت کر دوں، رہا ان کا غزوہ احد کے موقع پر بھاگ جانا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ان سے درگزر چکا اور انہیں بخش چکا ہے، رہا ان کا غزوہ بدر میں شریک نہ ہونا تو ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا تھا: "تمہیں غزوہ میں شرکت کرنے والے کے برابر اجر و ثواب اور مال غنیمت ملے گا۔" (وہ بیمار تھیں تو آپ ﷺ نے ان کی تیمار داری کے لیے انہیں ان کے پاس رہنے کا حکم فرمایا تھا)، رہا ان کا بیعتِ رضوان میں شریک نہ ہونا تو اگر مکہ شہر میں عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی عزت والا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کی جگہ اسے (قاصد بنا کر) بھیجتے، رسول اللہ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں دست مبارک کے متعلق فرمایا: "یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔" اور وہ اپنے (بائیں) ہاتھ پر مارا اور فرمایا: "یہ عثمان کے لیے ہے۔" انہوں نے اسے فرمایا: جا اب یہ اپنے ساتھ لے جا۔ (انہیں ہمیشہ یاد رکھنا)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح)اخرجه احمد في فضائل الصحابه: ٧٣٧، الحاكم: ٩٨/٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣١٣٠، ٤٠٦٦، سنن ابو داود: ٢٧٢٦، مسند احمد: ٥٧٧٢، صحيح ابن حبان: ٦٩٠٩

فوائد الحدیث: حدیث الباب میں مصری آدمی کے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات اور سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو رد کیا اور جواب دیے اس کی تفصیل موجود ہے، ہمارے لیے اس میں نصیحت یہ ہے کہ۔

۱۔ اسلام اور اسلامی شخصیت پر اعتراض کرنے والوں کو قطعاً کسی بھی مصلحت کے نام پر مہلت نہیں دینی چاہیے بلکہ موقعہ پر ہی ان کا "مکو ٹھپ" دینا چاہیے۔

۲۔ خصوصاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں تو بالکل مصلحت کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

65- بَابُ قَوْلِهِمْ: كُنَّا نَقُوْلُ: أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ

ہم کہا کرتے تھے: ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم

3707: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی

الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَيٌّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ.

حیات مبارک میں کہا کرتے تھے: ابو بکر و عمر اور عثمان۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔ اور یہ عبید اللہ بن عمر کی روایت سے غریب قرار دی جاتی ہے۔ اور یہ حدیث کئی ایک طریق سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی جاتی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٦٠٧٦، اخرجه ابويعلى: ٥٦٠٣، المزي في تهذيب الكمال: ٥١٩/٢٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٦٥٥، ٣٦٩٧، سنن ابو داود: ٤٦٢٧

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارک میں ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نظریہ اور عقیدہ یہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد عظمت و فضیلت کے اعتبار سے ابو بکر صدیق کا پہلا، عمر بن خطاب کا دوسرا، اور عثمان بن عفان کا تیسرا نمبر ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یہی ترتیب آپ ﷺ کے بعد ان تینوں کی خلافت کی ہے۔

3708: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا شَاذَانُ الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ هَارُونَ الْبُرْجُمِيِّ عَنْ كُلَيْبِ بْنِ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِتْنَةً فَقَالَ ((يُقْتَلُ فِيهَا هَذَا مَظْلُومًا لِعُثْمَانَ)).

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں یہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم (بے گناہ) شہید کر دیے جائیں گے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (حسن الإسناد) بعض کے نزدیک یہ سنان بن ہارون کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٥٩٥٣، ١٨٠٦٠

فوائد الحدیث: یہ حدیث بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حق پر ہونے اور مظلومانہ شہادت کی دلیل ہے۔

66- بَابُ حَدِيثٌ غَرِيبٌ فِي امْتِنَاعِهِ ﷺ الصَّلَاةَ عَلَى رَجُلٍ أَبْغَضَ عُثْمَانَ

نبی اکرم ﷺ کا عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والے شخص کی نماز جنازہ نہ پڑھنا

3709: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْبَغْدَادِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ زُفَرَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِجَنَازَةِ رَجُلٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا رَأَيْنَاكَ تَرَكْتَ الصَّلَاةَ عَلَى أَحَدٍ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تاکہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں، تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی، عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! ہم نے اس سے پہلے آپ ﷺ کو کسی کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کرتے ہوئے نہیں دیکھا؟ آپ ﷺ نے

قَبْلَ هَذَا قَالَ ((إِنَّهُ كَانَ يَبْغَضُ عُثْمَانَ فَأَبْغَضَهُ اللهُ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ صَاحِبُ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ جِدًّا وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ صَاحِبُ أَبِي هُرَيْرَةَ هُوَ بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ وَيُكْنَى أَبَا الْحَارِثِ وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ الْأَلْهَانِيُّ صَاحِبُ أَبِي أُمَامَةَ ثِقَةٌ يُكْنَى أَبَا سُفْيَانَ شَامِيٌّ.

فرمایا: ''یہ شخص عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھتا تھا تو اللہ نے اس سے بغض رکھا۔''
امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، اور محمد بن زیاد یہ میمون بن مہران کے شاگرد ہیں اور حدیث میں انتہائی ضعیف ہیں، اور جو محمد بن زیاد، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، وہ بصرہ کے رہنے والے ثقہ ہیں، ان کی کنیت ابو الحارث ہے، محمد بن زیاد الہانی، ابو امامہ کے شاگرد ثقہ ہیں ان کی کنیت ابو سفیان شامی ہے۔

حکم الحدیث: (موضوع) الضعيفة: ١٩٦٧، اس میں محمد بن زیاد سخت ضعیف ہے۔
تخریج الحدیث: العلل لابن ابی حاتم: ١/٣٦٧، الكامل لابن عدی: ٦/٢١٤٣
فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے جنازہ نہ پڑھنے والا عمل ثابت نہیں ہوتا۔

67- بَابُ حَدِيثِ تَبْشِيرِهِ ﷺ عُثْمَانَ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو (دنیا میں) ایک آزمائش سے گزرنے کے بعد جنت کی خوش خبری دینا

3710: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَقَالَ لِي ((يَا أَبَا مُوسَى أَمْلِكْ عَلَيَّ الْبَابَ فَلَا يَدْخُلَنَّ عَلَيَّ أَحَدٌ إِلَّا بِإِذْنِي)). فَجَاءَ رَجُلٌ يَضْرِبُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ. قَالَ ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)). فَدَخَلَ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ.

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ چلتا گیا آپ ﷺ انصار کے ایک باغ کے اندر تشریف لے گئے، آپ ﷺ اپنے کام سے فارغ ہوئے تو مجھے فرمایا: ''ابو موسیٰ دروازے پر پہرہ دو اجازت کے بغیر کوئی اندر نہ آئے۔'' ایک آدمی آیا تو اس نے دروازے پر دستک دی، میں نے کہا: کون ہے؟ اس نے کہا: ابو بکر، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ابو بکر آئے ہیں اور وہ اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں اجازت دے دو اور جنت کی خوش خبری بھی سنا دو۔'' پس وہ اندر تشریف لائے تو میں نے انہیں جنت کی خوش خبری سنادی۔

وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَضَرَبَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ عُمَرُ. فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا عُمَرُ يَسْتَأْذِنُ. قَالَ ((افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)). فَفَتَحْتُ الْبَابَ وَدَخَلَ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ فَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَضَرَبَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ

پھر ایک دوسرے شخص آئے تو انہوں نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے کہا: کون؟ انہوں نے کہا: عمر، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! عمر (رضی اللہ عنہ) آئے ہیں اور وہ اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں، آپ ﷺ نے

عُثْمَانُ. فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَذَا عُثْمَانُ يَسْتَأْذِنُ. قَالَ ((افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ)).

فرمایا: ''ان کے لیے دروازہ کھول دیں اور انہیں جنّت کی خوش خبری بھی سُنا دیں۔'' پھر ایک اور شخص آئے تو انہوں نے دروازے پر دستک دی، میں نے کہا: کون؟ انہوں نے کہا: عُثمان، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! عثمان آئے ہیں اور وہ اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے لیے دروازہ کھول دیں اور انہیں ایک آزمائش سے گزرنے کے بعد جنّت کی خوش خبری بھی سنادیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ حدیث کئی ایک طرق سے ابو عُثمان نہدی سے مروی ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اور اس باب میں جابر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الادب المفرد: ٩٦٥، النسائي في فضائل الصحابه: ٣١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٦٧٤، ٣٦٩٣، ٣٦٩٥، صحیح مسلم: ٢٤٠٧، سنن نسائی الکبری: ٨١٣٣، مسند احمد: ١٩٥٠٩، ١٩٦٤٣، صحیح ابن حبان: ٦٩١١، ٦٩١٢

فوائد الحدیث: ''سبحان اللہ'' اس حدیث میں خلفاء ثلاثہ (سیّدنا ابو بکر و عمر اور عُثمان رضی اللہ عنہم) کا جنتی ہونا بھی ثابت ہوا، اور آپ ﷺ کے بعد ان کی خلافت کی ترتیب بھی اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادی۔

3711: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَهْلَةَ قَالَ: قَالَ لِي عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا فَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ.

ابو سہلہ نے بیان کیا، عُثمان رضی اللہ عنہ نے گھر والے دن (جبکہ وہ اپنے گھر میں محصور تھے) مجھے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک وصیت فرمائی تھی میں اس پر صابر (قائم) ہوں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور ہم اسے اسماعیل بن ابی خالد کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٥/٢٠٢، البزار: ٤٠٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١١٣، مسند احمد: ٤٠٧، صحیح ابن حبان: ٦٩١٨

فوائد الحدیث: (١) سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی یہی وصیت تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خلافت عطا فرمائے گا، لوگ آپ کی معزولی کا مطالبہ کریں گے حتیٰ کہ آپ کو فتنے اور مُصیبت میں مبتلا کر دیں گے تو اس وقت صبر کرنا ان کے مطالبے پر خلافت سے دستبردار نہ ہونا۔

(٢) سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ کا کمال اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ تھا کہ اپنی جان قربان کر دی لیکن رسول اللہ ﷺ کی وصیت کو پورا فرمایا۔

(٣) رسول اللہ ﷺ کا مستقبل کے واقعات سے پیشگی آگاہ کرنا اللہ تعالیٰ کی وحی سے تھا جو کہ آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔

68- بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضى الله عنه

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل (ان کی دو کنیتیں ہیں: ابو تراب اور ابو الحسن)

3712: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشًا وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَمَضَى فِي السَّرِيَّةِ فَأَصَابَ جَارِيَةً فَأَنْكَرُوا عَلَيْهِ وَتَعَاقَدَ أَرْبَعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا: إِذَا لَقِينَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرْنَاهُ بِمَا صَنَعَ عَلِيٌّ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ إِذَا رَجَعُوا مِنَ السَّفَرِ بَدَءُوا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفُوا إِلَى رِحَالِهِمْ.

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا، پس وہ لشکر کے ساتھ گئے اور انہوں نے مال غنیمت میں ایک لونڈی حاصل کی تو انہوں (لشکر والوں) نے ان پر اعتراض کیا، اور رسول اللہ ﷺ کے چار صحابہ کرام نے معاہدہ کر لیا کہ ہم جب رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کریں گے تو ہم آپ ﷺ کو علی رضی اللہ عنہ کے اس فعل کے متعلق بتائیں گے، مسلمانوں کا معمول تھا کہ جب وہ کسی سفر سے واپس آتے تھے تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو سلام عرض کرتے اور پھر اپنے اپنے گھروں کو جاتے تھے۔

فَلَمَّا قَدِمَتِ السَّرِيَّةُ سَلَّمُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ أَحَدُ الْأَرْبَعَةِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَمْ تَرَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ صَنَعَ كَذَا وَكَذَا. فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَامَ الثَّانِي فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ الثَّالِثُ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ قَامَ الرَّابِعُ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوا فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالْغَضَبُ يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ ((مَا تُرِيدُونَ مِنْ عَلِيٍّ مَا تُرِيدُونَ مِنْ عَلِيٍّ مَا تُرِيدُونَ مِنْ عَلِيٍّ إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي)).

جب وہ لشکر واپس پہنچا تو انہوں نے نبی ﷺ کو سلام عرض کیا: اور ان چار حضرات میں سے ایک کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے یہ اور یہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس صاحب سے اعراض فرمایا، پھر دوسرے کھڑے ہوئے تو انہوں نے بھی اپنے اس ساتھی کی سی بات عرض کی تو آپ ﷺ نے ان سے بھی اعراض فرمایا، پھر تیسرے کھڑے ہوئے تو انہوں نے بھی اسی مثل عرض کیا، اور آپ ﷺ نے ان سے بھی اعراض فرمایا، پھر چوتھے کھڑے ہوئے تو انہوں نے بھی ان تینوں حضرات کے مثل عرض کیا، رسول اللہ ﷺ غصے کے عالم میں اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تم علی سے کیا چاہتے ہو؟ تم علی سے کیا چاہتے ہو؟ تم علی سے کیا چاہتے ہو؟ علی مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی / دوست ہوں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف جعفر بن سلیمان کی روایت سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٢٢٣، اخرجه احمد في فضائل الصحابه: ١٠٣٥، الحاكم: ٣/١١٠-١١١

تخریج الحدیث: سنن نسائی الکبری: ٨١٤٦، ٨٤٧٤، مسند احمد: ١٩٩٢٨، صحيح ابن حبان: ٦٩٢٩

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت ثابت ہوتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی قرابت کو بیان فرمایا ہے۔ نیز آپ ﷺ نے واضح فرمادیا کہ ہر مومن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دوستی رکھے گا، اور وہ بھی تمام مومنوں کو دوست رکھیں گے، کیونکہ مومن، مومن کا دوست ہوتا ہے۔

(۲) سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے والوں کے لیے آپ ﷺ نے اس لیے ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ ان کا طرز عمل درست نہ تھا کہ سب لوگوں کے سامنے اپنے امیر (چونکہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اس لشکر کے امیر تھے) پر اس طرح اعتراض کر رہے ہیں اگر انہیں کوئی تحفظات تھے بھی تو پہلے صحیح صورتحال معلوم کرنی چاہیے تھی جس کا بہترین طریقہ علیحدگی میں رازداری سے معاملے کو حل کرنے کا تھا۔

(۳) اس معاملے میں چونکہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عمل درست تھا اس لیے آپ ﷺ نے ان کی حمایت کی۔

3713: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ أَوْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ شَكَّ شُعْبَةُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ)).

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا میں مولا (دوست) ہوں تو علی اس کے دوست ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَيْمُونٍ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَأَبُو سَرِيحَةَ هُوَ حُذَيْفَةُ بْنُ أَسِيدٍ الْغِفَارِيُّ صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ شعبہ نے اس حدیث کو میمون ابی عبداللہ عن زید بن ارقم کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ ابو سریحہ یہ حذیفہ بن اسید غفاری، نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٧٥٠، الروض النضير: ١٧١، المشكاة: ٦٠٨٢

تخریج الحدیث: سنن نسائی الکبری: ٨١٤٨، ٨٤٦٤، ٨٤٧٨، مسند أحمد: ١٩٣٠٢، صحيح ابن حبان: ٦٩٣١

فوائد الحدیث: (۱) ”مولیٰ“ کا معنی مشکل کشا اور مددگار بھی ہے اور دوست اور پیارا بھی جب اس لفظ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے گی تو اس کا معنی مددگار اور حاجت روا ہوگا، اور جب مخلوق کی طرف نسبت ہوگی تو معنی دوست، پیارا اور محبوب ہوگا۔

(۲) حدیث الباب میں دوسرا معنی ہی مراد ہے کہ جو شخص سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتا اور آپ ﷺ کو اپنا دوست بناتا ہے، وہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کرے گا اور دوستی رکھے گا۔

(۳) اس روایت سے بعض لوگوں نے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کی دلیل لی ہے جو کہ درست نہیں، کیونکہ ”مولیٰ“ کا معنی ”خلیفہ“ تو ہے ہی نہیں، اور پھر اگر سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود اپنے سے پہلے تین خلفاء کی خلافت کو نا صرف کہ قبول کر چکے ہیں بلکہ ان کے

امور خلافت میں ان کے مدد و معاون بھی رہے ہیں اور اپنے لیے انہوں نے چوتھا نمبر ہی قبول فرمایا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خود اس حدیث کے مفہوم کو بعد والوں کی بہ نسبت زیادہ بہتر جانتے تھے۔

3714: حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَتَّابٍ سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا الْمُخْتَارُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((رَحِمَ اللهُ أَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِي ابْنَتَهُ، وَحَمَلَنِي إِلَى دَارِ الْهِجْرَةِ، وَأَعْتَقَ بِلَالاً مِنْ مَالِهِ، رَحِمَ اللهُ عُمَرَ يَقُولُ: الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَالَهُ صَدِيقٌ. رَحِمَ اللهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيهِ الْمَلَائِكَةُ، رَحِمَ اللهُ عَلِيًّا اللَّهُمَّ أَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ)).

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ابو بکر پر رحم فرمائے، انہوں نے اپنی بیٹی سے میری شادی کرائی، مجھے دارالہجرت (مدینہ) لائے، اپنے مال سے بلال کو آزاد کرایا، اللہ عمر پر رحم فرمائے وہ حق بات کرتے ہیں خواہ (کسی کو) کڑوی لگے حق نے انہیں (اس حال پر) چھوڑا ہے کہ ان کا کوئی دوست نہیں، اللہ عثمان پر رحم فرمائے کہ فرشتے بھی ان سے حیا کرتے ہیں، اللہ علی پر رحم فرمائے، اے اللہ! وہ جہاں بھی جائیں حق ان کے ساتھ ساتھ رہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَالْمُخْتَارُ بْنُ نَافِعٍ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ كَثِيرُ الْغَرَائِبِ وَأَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ بْنِ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ كُوفِيٌّ وَهُوَ ثِقَةٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، مختار بن نافع، بصرہ کے شیخ ہیں ان کے بہت زیادہ غرائب ہیں۔ ابو حیان تیمی کا نام یحییٰ بن سعید بن حیان تیمی کوفی ہے، اور ثقہ ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) الضعيفة: ٢٠٩٤، المشكاة: ٦١٢٥، المختار بن نافع متروک ہے۔

تخریج الحدیث: العقيلي في الضعفاء: ٤/٢١٠، تهذيب الكمال: ١٠/٤٠٢

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے البتہ اس میں بیان کردہ خلفائے راشدین کے بعض اوصاف دوسری صحیح روایات سے ثابت ہیں۔ نیز ان کے علاوہ دیگر فضائل و مناقب بھی احادیث میں موجود ہیں۔

3715: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شَرِيكٍ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بِالرَّحَبَةِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحُدَيْبِيَةِ خَرَجَ إِلَيْنَا نَاسٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَأُنَاسٌ مِنْ رُؤَسَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! خَرَجَ إِلَيْكَ نَاسٌ مِنْ أَبْنَائِنَا وَإِخْوَانِنَا وَأَرِقَّائِنَا وَلَيْسَ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا خَرَجُوا فِرَارًا مِنْ أَمْوَالِنَا وَضِيَاعِنَا فَارْدُدْهُمْ إِلَيْنَا. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ سَنُفَقِّهُهُمْ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَتَنْتَهُنَّ أَوْ لَيَبْعَثَنَّ اللهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ بِالسَّيْفِ

ربعی بن حراش نے بیان کیا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رحبہ (کھلی جگہ یا کوفہ میں ایک جگہ) پر ہمیں بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: حدیبیہ کے موقع پر کچھ مشرک ہماری طرف آئے ان میں سہیل بن عمرو اور مشرکوں کے کچھ سردار بھی تھے، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہمارے بیٹوں، ہمارے بھائیوں اور ہمارے غلاموں میں سے کچھ لوگ آپ ﷺ کے پاس آگئے ہیں انہیں دین میں سوجھ بوجھ نہیں، وہ ہمارے اموال اور جاگیروں سے فرار ہوئے ہیں آپ ﷺ انہیں ہمیں لوٹا دیں، اگر انہیں دین میں سوجھ بوجھ نہیں تو ہم انہیں سوجھ بوجھ دیں گے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قریش کی جماعت! تم باز آجاؤ یا پھر

عَلَى الدِّينِ قَدِ امْتَحَنَ اللهُ قَلْبَهُ عَلَى الإِيمَانِ)).

اللہ تم پر ایسے لوگ بھیجے گا جو دین پر تلوار کے ساتھ تمہاری گردنیں اڑا دیں گے، اللہ نے ایمان پر ان کے دلوں کا امتحان لے لیا ہے۔"

قَالُوا: مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ وَقَالَ عُمَرُ مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((هُوَ خَاصِفُ النَّعْلِ)). وَكَانَ أَعْطَى عَلِيًّا نَعْلَهُ يَخْصِفُهَا، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا عَلِيٌّ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

انہوں نے کہا، اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کیا، اللہ کے رسول! وہ کون ہیں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جوتے کو پیوند لگانے والا۔ اور آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو جوتا دیا تھا جس کو وہ پیوند لگایا کرتے تھے، راوی نے بیان کیا، پھر علی رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے عمداً مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِبْعِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، ہم اسے صرف ربعی عن علی رضی اللہ عنہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حكم الحديث: (ضعيف الإسناد لكن الجملة الأخيرة منه صحيحة متواترة) آخری جملہ صحیح متواتر ہے۔ باقی روایت کی سند ضعیف ہے۔ بعض کے نزدیک اس کی سند شریک قاضی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخريج الحديث: خصائص علی للنسائی: ۳۱، مسند البزار: ۹۰۵، مسند احمد: ۱۳۳۶، سنن ابو داود: ۲۷۰۰

فوائد الحديث: یہ روایت بھی اس سند کے ساتھ ضعیف ہے البتہ اس میں مذکور بعض اوصاف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔

69- بَابُ قَوْلِ الْأَنْصَارِ: كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ

انصار کا قول: ہم منافقوں کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بغض کی وجہ سے پہچان لیتے تھے

3716: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ إِسْرَائِيلَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ((أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ)). وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں" حدیث میں قصہ ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: ترمذی کے مستند نسخوں میں یہ روایت نہیں ہے۔

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۷۱۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3717: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: إِنَّا كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ نَحْنُ مَعْشَرَ الأَنْصَارِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ.

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم انصار کی جماعت منافقوں کو ان کے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بغض کی وجہ سے پہچانتے تھے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هَارُونَ. وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِي أَبِي هَارُونَ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابو ہارون کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ شعبہ رحمہ اللہ نے ابو ہارون العبدی پر جرح کی ہے۔ اور یہ حدیث اعمش عن ابی صالح عن ابی سعید کی سند سے بھی مروی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابی ہارون العبدی متروک ہے۔ یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: الكامل لابن عدی: ٥/١٧٣٤

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی مومن آدمی کو سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی بحیثیت صحابی اور رسول اللہ ﷺ کے قرابت دار ہونے کے کوئی بُغض اور عناد نہیں تھا نہ ہے اور نہ ہی کسی مومن مُسلمان کے دل میں کبھی کوئی ایسا خیال آسکتا ہے۔ البتہ دنیاوی لحاظ سے کوئی وقتی شکر رنجی اگر کہیں پیدا ہوئی ہے تو وہ کسی دنیاوی معاملے کی وجہ سے ہوگی دینی لحاظ سے نہیں، جیسا کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کتنی مرتبہ سیّدنا علی المرتضیٰ سے ناراض ہو کر رسول اللہ ﷺ کے گھر میں واپس آئیں، ہر آدمی کو ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کرنا چاہیے۔ اس لیے ہر ناراضگی پر منافقت کی چھاپ نہیں لگائی جاسکتی۔

(۲) جو لوگ اس ضعیف روایت کی بنیاد پر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر زبان طعن دراز کرتے ہیں انہیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور وہ کیا جواب دیں گے۔

70- بَابُ لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يَبْغَضُهُ مُؤْمِنٌ

کوئی منافق علی رضی اللہ عنہ سے محبّت نہیں کر سکتا اور کوئی مومن ان سے بغض نہیں رکھ سکتا

3717م: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبِي النَّضْرِ عَنِ الْمُسَاوِرِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَمِعْتُهَا تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يَبْغَضُهُ مُؤْمِنٌ)).

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”کوئی منافق علی (رضی اللہ عنہ) سے محبّت نہیں کر سکتا اور کوئی مومن ان سے بغض نہیں رکھ سکتا۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی

روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ أَبُو نَصْرٍ الْوَرَّاقُ وَرَوَى عَنْهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن یہ ابو نصر وراق ہیں، سفیان ثوری نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦٠٩١، اس میں المساور الحمیری مجہول ہے۔ ضعیف ترمذی: ۷۷۰

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۷۱۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

71- باب تسميته ﷺ أَرْبَعَةً أُمِرَ بِحُبِّهِمْ وَأَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُمْ

آپ ﷺ کا چار حضرات کا نام لے کر ان سے محبّت کرنے کا حکم دینا

3718: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ ابْنُ بِنْتِ السُّدِّيِّ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ)). قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ سَمِّهِمْ لَنَا. قَالَ ((عَلِيٌّ مِنْهُمْ يَقُولُ ذَلِكَ ثَلَاثًا وَأَبُو ذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ، أَمَرَنِي بِحُبِّهِمْ وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ)).

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے چار افراد سے محبّت کرنے کا مجھے حکم دیا ہے اور اس نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے۔'' عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! ہمیں ان کے نام بتا دیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی ان میں سے ہیں'' آپ ﷺ نے یہ تین بار فرمایا: ''ابوذر، مقداد اور سلمان (رضی اللہ عنہم) اللہ تعالیٰ نے ان سے محبّت کرنے کا مجھے حکم دیا ہے، اور اس نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف شریک کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں شریک سیٔ الحفظ ہے۔ اخرجه الحكم: ۳/ ۱۳۰

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٤٩، مسند احمد : ٢٢٩٦٨

فوائد الحدیث: یہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں مذکور چاروں اصحاب رسول ﷺ اسلام میں اپنا اپنا ایک مقام و اعزاز رکھتے ہیں، دین اسلام کے لیے بھی انہوں نے بہت مشقت اٹھائی اور مصائب برداشت کیے، یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبّت کرتا ہے اور تمام ایمان والوں کو بھی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دلی محبّت کرنی چاہیے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنهم

72- باب عَلِيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ

علی (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں

3719: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ

سیّدنا حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((عَلِيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ وَلَا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ)).

فرمایا: "علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں، میری طرف سے عہد وغیرہ صرف میں یا علی ہی ادا کر سکتے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن ابي شيبة: ٥٩/١٢، الطبراني في الكبير: ٣٥١١، ابن عدي في الكامل: ٨٤٨/٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١١٩، سنن نسائی الکبری: ٨١٤٧، مسند احمد : ١٧٥٠٥

فوائد الحدیث: (۱) حدیث الباب میں رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ میری اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی قرابت داری ہے لہٰذا کوئی بھی اہم معاملہ یا تو میں خود نمٹاؤں گا یا پھر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ خواہ کسی سے معاہدہ کرنا ہو یا پہلے سے موجود کسی معاہدے کو ختم یا اس میں ترمیم وغیرہ کرنی ہو۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے عرب کے دستور کے مطابق عملی طور پر اس کا اظہار ۹ ہجری میں فرمایا کہ جب امیر الحج تو سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے لیکن سورۃ براۃ کی آیات کی تلاوت اور اس کے احکام کے اعلان کے لیے آپ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ جس کی تفصیل حدیث نمبر ۳۰۹۰، ۳۰۹۱ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔

3720: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: آخَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ آخَيْتَ بَيْنَ أَصْحَابِكَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، علی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے تو عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان مواخات قائم کرادی لیکن میرے اور کسی اور کے درمیان مواخات قائم نہیں کی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَوْفَى.

اس باب میں زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) المشكاة: ٦٠٨٤، اس میں حکیم بن جبیر اور جمیع بن عمیر دونوں ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: الكامل لابن عدی: ٢/٥٨٨، ٦٣٦، مستدرک حاکم: ٣،١١٢/١٤، مصنف ابن ابی شیبة: ١٢/٦٢، سنن ابن ماجه: ١٢٠

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے انصار و مہاجرین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں مواخات قائم کی کہ ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنا دیا، اس موقعہ پر آپ ﷺ نے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنالیا۔

(۲) حدیث الباب اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن مسئلہ دوسری روایات سے ثابت ہے۔

73- بَابُ حَدِيْثِ الطَّيْرِ الَّذِىْ دَعَا النَّبِىُّ ﷺ أَنْ يَأْكُلَ مَعَهُ أَحَبَ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ

نبی ﷺ کی دعا: کہ آپ ﷺ کے ساتھ اللہ کا سب سے زیادہ پسندیدہ شخص کھانا کھائے

3721: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ عِيسَى بْنِ عُمَرَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ طَيْرٌ فَقَالَ ((اللّٰهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِي هَذَا الطَّيْرَ)). فَجَاءَ عَلِيٌّ فَأَكَلَ مَعَهُ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس ایک پرندہ تھا، آپ ﷺ نے دعا کی: ''اے اللہ! اپنی مخلوق میں سے اپنے سب سے زیادہ محبوب شخص کو میرے پاس بھیج وہ اس پرندے کو میرے ساتھ مل کر کھائے۔'' تو علی رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ کھایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ السُّدِّيِّ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ. وَعِيسَى بْنُ عُمَرَ هُوَ كُوفِيٌّ وَالسُّدِّيُّ اسْمُهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَدْ أَدْرَكَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَرَأَى الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ وَثَّقَهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَزَائِدَةُ وَوَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے سدی کی روایت سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، عیسیٰ بن عمر یہ کوفی ہے۔ سدی کا نام: اسماعیل بن عبدالرحمٰن ہے اور ان کی سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی ہے اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے، شعبہ، سفیان ثوری، زائدہ اور یحییٰ بن سعید القطان نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦٠٨٥، اس میں سفیان بن وکیع ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند البزار كشف۔ ٢٥٤٨۔ مسند ابو يعلى: ٤٠٥٢، مستدرک حاكم: ٣/١٣١

فوائد الحدیث: سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبوبیت میں کوئی شبہ نہیں لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

3722: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِنْدٍ الْجَمَلِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْطَانِي وَإِذَا سَكَتُّ ابْتَدَأَنِي.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے جب رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا، اور جب میں خاموش رہتا تو آپ ﷺ (عطا کرنے میں) مجھ سے ابتدا فرماتے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦٠٨٦، اس میں عبداللہ بن عمرو بن ہند مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ١٢/٥٩، مستدرک حاكم: ٣/١٢٥، تاريخ دمشق: ١٢/٣١٦۔ اسد الغابة: ٤/١١٠، تهذيب الكمال: ١٥/٣٧٢

فوائد الحدیث: یہ روایت بھی ضعیف ہے اس لیے ان الفاظ کے ساتھ اس کی تصحیح درست نہیں۔

74- بَابٌ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ: أَنَا دَارُالْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

غریب حدیث: میں دار حکمت ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں

3723: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الرُّومِيِّ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مُنْكَرٌ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ شَرِيكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ وَلَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ وَاحِدٍ مِنَ الثِّقَاتِ عَنْ شَرِيكٍ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب منکر ہے۔ بعض نے اس حدیث کو شریک سے روایت کیا، اور انہوں نے اس میں عن الصنابحی کا ذکر نہیں کیا، ہم اس حدیث کو ثقات میں سے کسی ایک کو بھی نہیں جانتے کہ اس نے شریک سے روایت کی ہو۔ اور اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦٠٨٧، اس میں شریک مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں۔

تخریج الحدیث: حلية الاولياء: ١/٦٤، الموضوعات لابن جوزی: ١/٣٤٩

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ علم و حکمت کا مرکز ہیں کہ وحی کا نزول آپ ﷺ کی ذات اقدس پر ہوتا تھا پھر یہ علم صحابہ کرام اور صحابیات طیبات کے ذریعے لوگوں تک پہنچا اس لحاظ سے تو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی اس حکمت والے گھر کے دروازے ہوئے اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے ایک ہیں۔

(۲) لیکن حدیث الباب موضوع ہونے کی حد تک ضعیف ہے۔

3724: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَمَّرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَنْ أَسُبَّهُ لأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لِعَلِيٍّ وَخَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللهِ تُخَلِّفُنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي)).

عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے سعد رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کیا تو کہا: آپ کو ابو تراب (علی رضی اللہ عنہ) کو برا بھلا کہنے سے کس نے منع کیا ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تین باتیں فرمائیں جب تک وہ مجھے یاد ہیں میں انہیں برا بھلا نہیں کہوں گا اگر ان میں سے ایک بھی میرے لیے (کہی) ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہوتا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو علی رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا، جبکہ آپ ﷺ نے کسی غزوہ میں انہیں اپنے جانشین کی حیثیت سے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا، تو علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا تھا: اللہ کے رسول!

آپ ﷺ مجھے خواتین اور بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: "کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہاری مجھ سے مقام و مرتبہ میں وہی حَیثیّت ہو جو کہ ہارون (علیہ السلام) کی موسیٰ (علیہ السلام) سے تھی، الّا یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہوگی۔"

وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلاً يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ)). قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ ((ادْعُ لِي عَلِيًّا)). قَالَ: فَأَتَاهُ وَبِهِ رَمَدٌ فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ فَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ.

اور میں نے آپ ﷺ کو غزوہ خیبر کے موقع پر فرماتے ہوئے سنا: "میں ایک ایسے شخص کو پرچم دوں گا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔" پس ہم نے اس کی خواہش کی، تو آپ نے فرمایا: "علی کو میرے پاس بلاؤ۔" پس وہ آپ ﷺ کے پاس آئے ان کی آنکھ دکھتی تھی، آپ ﷺ نے ان کی آنکھ میں لعاب دہن ڈالا اور انہیں پرچم عطا فرمایا تو اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی؟

وَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ) الآيَةَ دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ ((اللّٰهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي)).

اور یہ آیت نازل ہوئی: "ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں، ہم اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو بلالیں۔" تو رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر فرمایا: "اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي عاصم في السنة: ١٣٣٥، البزار: ١١٢٠، الحاكم: ١٠٨/٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٧٠٦، صحیح مسلم: ٢٤٠٤، سنن نسائی الکبری: ٨١٣٨، مسند احمد: ١٤٩٠، ١٦٠٨

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان تین لحاظ سے بیان ہوئی ہے:

۱۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جنگ تبوک کے موقعہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا۔

۲۔ خیبر کے موقعہ پر انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا محب اور محبوب بیان فرمایا۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنا "اہل" یعنی گھر کا فرد قرار دیا ہے۔ اور یہ تینوں باتیں ہی سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا اعزاز ہے۔

(۲) سیّدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا مقصد اپنے موقف پر سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کی تائید حاصل کرنا اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے موقف اور نظریے کی مخالفت کرنا مراد ہے نا کہ ہمارے معاشرے میں رائج گالی گلوچ کرنا۔ جو لوگ اس حدیث سے گالی گلوچ کرنا مراد لیتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔

75- بَابُ قِصَّةِ أَخْذِ عَلِيٍّ جَارِيَةً مِنْ حِصْنٍ اِفْتَتَحَهُ...

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا قلعے کو فتح کرنے کے بعد ایک لونڈی کو حاصل کرنے کا قصہ

3725: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا الأَحْوَصُ بْنُ جَوَّابٍ أَبُو الْجَوَّابِ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَى أَحَدِهِمَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعَلَى الآخَرِ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَقَالَ: إِذَا كَانَ الْقِتَالُ فَعَلِيٌّ، قَالَ: فَافْتَتَحَ عَلِيٌّ حِصْنًا فَأَخَذَ مِنْهُ جَارِيَةً فَكَتَبَ مَعِي خَالِدٌ كِتَابًا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشِي بِهِ. قَالَ فَقَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَأَ الْكِتَابَ فَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ ثُمَّ قَالَ ((مَا تَرَى فِي رَجُلٍ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ)). قَالَ قُلْتُ أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ غَضَبِ اللهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ وَإِنَّمَا أَنَا رَسُولٌ، فَسَكَتَ.

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے دو لشکر بھیجے ان میں سے ایک پر علی رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا، اور فرمایا: جب قتال / معرکہ شروع ہو تو پھر امیر، علی رضی اللہ عنہ ہوں گے، علی رضی اللہ عنہ نے ایک قلعہ فتح کیا تو وہاں سے ایک لونڈی حاصل کر لی، خالد رضی اللہ عنہ نے میرے ذریعے نبی ﷺ کے نام ایک خط تحریر کیا جس میں ان پر اعتراض کیا۔ پس میں (وہ خط لے کر) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے خط پڑھا تو آپ ﷺ کا رنگ متغیر ہو گیا، پھر فرمایا: ''تمہاری اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔'' میں نے کہا: میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غصے سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، میں تو ایک قاصد ہوں، پس آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) بعض کے نزدیک اس کی سند ابی اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ١٢/٧٩، صحیح بخاری: ٤٣٤٩

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے، مسئلہ کی تنقیح کے لیے حدیث نمبر ۱۷۰۴ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

76- بَابُ مَا اِنْتَجَيْتُهُ (يعنى عَلِيًّا) وَلَكِنَّ اللهَ انْتَجَاهُ

میں نے ان (علی رضی اللہ عنہ) سے سرگوشی نہیں کی، لیکن اللہ نے ان سے سرگوشی کی

3726: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الأَجْلَحِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ: لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کے دن علی رضی اللہ عنہ کو بلایا تو ان سے سرگوشی کی، لوگوں نے کہا: آپ ﷺ نے اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ طویل سرگوشی کی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ان سے سرگوشی

ﷺ ((مَا انْتَجَيْتُهُ وَلَكِنَّ اللهَ انْتَجَاهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْأَجْلَحِ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ ابْنِ فُضَيْلٍ أَيْضًا عَنِ الْأَجْلَحِ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((وَلَكِنَّ اللهَ انْتَجَاهُ)). يَقُولُ اللهُ أَمَرَنِي أَنْ أَنْتَجِيَ مَعَهُ.

نہیں کی لیکن اللہ نے ان سے سرگوشی کی ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف اجلح کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، اور اس حدیث کو ابن فضیل کے علاوہ دوسرے محدثین نے بھی اجلح سے روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان: "لیکن اللہ نے ان سے سرگوشی کی ہے۔" کا معنی یہ ہے کہ، اللہ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں ان کے ساتھ سرگوشی کروں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦٠٨٨، الضعيفة: ٣٠٨٤، الاجلح راوی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٢١٦٣، معجم الكبير للطبراني: ١٧٥٦، تاريخ بغداد: ٧/٤٠٢

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ چونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی شرعی احکام بیان فرماتے تھے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ۝ (النجم: ٣، ٤) اس لیے سرگوشی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دی۔ لیکن یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف ہے۔

77- بَابُ حَدِيثٌ غَرِيبٌ: لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُجْنِبَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرَكَ

غریب حدیث: میرے اور تیرے سوا کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس مسجد.....

3727: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِعَلِيٍّ ((يَا عَلِيُّ! لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُجْنِبَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرَكَ)). قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: قُلْتُ لِضِرَارِ بْنِ صُرَدٍ مَا مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ؟ قَالَ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يَسْتَطْرِقُهُ جُنُبًا غَيْرِي وَغَيْرَكَ.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "علی! میرے اور تیرے علاوہ کسی اور کے لیے حلال نہیں کہ وہ حالت جنابت میں اس (مسجد) میں سے گزر جائے۔"

علی بن منذر کہتے ہیں کہ میں نے ضرار بن صرد سے کہا کہ اس حدیث کا معنی/ مطلب کیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ "میرے اور تیرے سوا اس میں سے کوئی نہ گزرے"۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ سَمِعَ مِنِّي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ هَذَا الْحَدِيثَ وَاسْتَغْرَبَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے یہ حدیث سنی اور اسے غریب قرار دیا۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦٠٨٩، الضعيفة: ٤٩٧٣، عطیہ اور سالم دونوں ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: سنن كبرىٰ للبيهقي: ٧/٦٦

فوائد الحدیث: (١) یہ حدیث ضعیف ہے، اس لیے یہ مسئلہ ثابت نہیں۔

(٢) دوسری صحیح احادیث میں رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان موجود ہے کہ میں کسی بھی جنبی یا حائضہ کے لیے مسجد کو حلال نہیں کرتا۔ یعنی ان دونوں میں سے کسی کو بھی جنابت یا حیض کی حالت میں مسجد آنے کی اجازت نہیں ہے۔

78- بَابٌ بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَصَلَّى عَلِيٌّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ

نبی ﷺ سوموار کے دن مبعوث ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ نے منگل کے دن نماز پڑھی

3728: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَابِسٍ عَنْ مُسْلِمٍ الْمُلَائِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَصَلَّى عَلِيٌّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ.

وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُسْلِمٍ الْأَعْوَرِ. وَمُسْلِمٌ الْأَعْوَرُ لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِذَلِكَ الْقَوِيِّ.

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ حَبَّةَ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَ هَذَا.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سوموار کے دن مبعوث ہوئے اور علی (رضی اللہ عنہ) نے منگل کے دن نماز پڑھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف مُسلم اعور کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، اور مسلم اعور ان کے ہاں اتنا قوی نہیں۔ اور یہ حدیث مسلم عن حبہ عن علی کی سند سے بھی اسی مانند روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں علی بن عابس اور مُسلم الملائی دونوں ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٤٢٠٨، مستدرک حاکم: ٣/١١٢

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، البتہ معروف یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو چار افراد نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، مردوں میں سے سیّدنا ابو بکر صدیق، عورتوں میں سے سیدہ خدیجۃ الکبری، بچوں میں سے سیّدنا علی المرتضیٰ اور غلاموں میں سے سیّدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہم۔

3729: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، أَخْبَرَنَا عَوْفٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ هِنْدٍ الْجَمَلِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْطَانِي وَإِذَا سَكَتُّ ابْتَدَأَنِي.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کرتا تھا تو آپ ﷺ مجھے عطا فرماتے تھے، اور جب میں خاموش رہتا تھا تو آپ ﷺ (عطا کرنے میں) مجھ سے ابتدا فرماتے تھے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) دیکھیں حدیث ۳۷۲۲۔

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے لہٰذا یہ مضمون صحیح سند سے ثابت نہیں۔

3730: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ ((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)).

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ (علیہ السلام) کے لیے ہارون علیہ السلام، البتہ یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا سعد، زید بن ارقم، ابوہریرہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح بما قبله) صحيح الترمذي: ٢٩٣٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٧٠٦، صحيح مسلم: ٢٤٠٤، سنن نسائی الکبری: ٨١٣٨، مسند احمد: ١٤٩٠

3731: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ ((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)).

ہم کو قاسم بن دینار کوفی نے حدثنا ابو نعیم عن عبدالسلام بن حرب عن یحییٰ بن سعید عن سعید بن المسیّب عن سعد بن ابی وقاص کی سند سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سیّدنا علی سے فرمایا تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے۔ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَيُسْتَغْرَبُ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ حدیث دیگر طرق سے سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے اور یہ حدیث یحییٰ بن سعید انصاری کی روایت سے غریب قرار دی جاتی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٩٧٤٥، الحميدي: ٧١، ابن سعد: ٢٤/٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٦٣٨

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ قربت میں جس طرح سیّدنا ہارون علیہ السلام، سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے اسی طرح آپ بھی میرے بھائی ہیں، لیکن فرق یہ ہے کہ سیّدنا ہارون علیہ السلام بھی نبی تھے، چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اس لیے آپ نبی نہیں بن سکتے۔

79- بَابُ أَمْرِهِ ﷺ بِسَدِّ الْأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ

نبی اکرم ﷺ کا علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ باقی سب دروازے بند کر دینے کا حکم فرمانا

3732: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بَلْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِسَدِّ الْأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ باقی سب دروازے بند کر دینے کا حکم فرمایا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الإِسْنَادِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے اس اسناد سے شعبہ سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الضعيفة تحت الحديث: ٤٩٣٢، ٤٩٥١، بعض کے نزدیک یہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٣٠٦١

فوائد الحدیث: کئی ایک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ جن کے گھر مسجد نبوی کے ساتھ تھے ان کے گھروں کے دروازے مسجد کے صحن کی جانب کھلتے تھے تو آپ ﷺ نے تمام دروازے بند کروادیے صرف سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دروازے مسجد کی طرف ہی رہنے دیے۔ بعد ازاں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ بھی بند کر دیا گیا صرف سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دروازہ مسجد کی طرف کھلا رکھا گیا۔

3733: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَخِي مُوسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ فَقَالَ ((مَنْ أَحَبَّنِي وَأَحَبَّ هَذَيْنِ وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا: ”جس نے مجھ سے محبت کی، ان دونوں سے محبت کی، ان دونوں کے والد اور ان دونوں کی والدہ سے محبّت کی تو وہ قیامت کے دن میرے درجے / جگہ میں ہوگا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے جعفر بن محمد کی روایت سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٣١٢٢، اس میں علی بن جعفر مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: زوائد مسند احمد : ٥٧٦

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے، اس لیے اس سیاق و سباق سے تو اس واقعہ کو درست قرار نہیں دیا جا سکتا، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا المرء مع من احب (بخاری ص ۲/۹۱۱) ”جس شخص کو جس سے محبّت ہوگی وہ قیامت کے دن اس کے ساتھ ہوگا“۔

(۲) اس حدیث کی رو سے جس شخص کو ان مقدس ہستیوں سے محبّت ہوگی اللہ تعالیٰ اسے انہی کے ساتھ جنّت میں جگہ عطا فرمائیں گے۔ لیکن یاد رکھیں کہ محبّت کا معیار اطاعت و فرمانبرداری ہے، خالی کھوکھلے دعوے نہیں۔

80- باب أَوَّلُ مَنْ صَلَّى عَلِيٌّ وَأَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ

سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور سب سے پہلے علی مسلمان ہوئے

3734: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بَلْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلَّى عَلِيٌّ.

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بَلْجٍ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ حُمَيْدٍ. وَأَبُو بَلْجٍ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ ہم اس کو شعبہ عن ابی بلج کی حدیث سے نہیں جانتے سوائے محمد بن حمید کی حدیث سے۔ ابو بلج کا نام یحییٰ بن ابی سلیم ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ.

اہل علم نے اس کے متعلق اختلاف کیا ہے بعض نے کہا سب سے پہلے ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور بعض نے کہا کہ سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ أَبُو بَكْرٍ وَأَسْلَمَ عَلِيٌّ وَهُوَ غُلَامٌ ابْنُ ثَمَانِ سِنِينَ وَأَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ خَدِيجَةُ.

بعض اہل علم نے کہا: مردوں میں سب سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، علی رضی اللہ عنہ نے جس وقت اسلام قبول کیا تو وہ اس وقت آٹھ سال کے لڑکے تھے اور عورتوں میں سے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) الضعيفة تحت الحديث: ٤٩٣٢، بعض کہتے ہیں اس میں محمد بن حمید اور ابراہیم دونوں ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٣٥٤٢

3735: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ يَقُولُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ. قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ فَأَنْكَرَهُ وَقَالَ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ.

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ عمرو بن مرہ نے بیان کیا، میں نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے اس کا انکار کیا، اور کہا: سب سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَأَبُو حَمْزَةَ اسْمُهُ طَلْحَةُ بْنُ زَيْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ابو حمزہ کا نام طلحہ بن یزید ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الضعيفة تحت الحديث: ٤١٣٩، اخرجه النسائي في فضائل الصحابه: ٣٤

تخریج الحدیث: سنن نسائی الکبری: ٨١٣٧، ٨٣٩٢، ٨٣٩٣، مسند احمد : ١٩٢٨١، ١٩٦٦٨، ١٩٢٨٤

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۳۷۲۸ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

81- بَابُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يَبْغَضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ

صرف مومن شخص تم سے محبّت کرتا ہے اور صرف منافق شخص ہی تم سے بغض رکھتا ہے

3736: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عُثْمَانَ ابْنُ أَخِي يَحْيَى بْنِ عِيسَى حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى الرَّمْلِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَقَدْ عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ ((أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يَبْغَضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ)). قَالَ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَا مِنَ الْقَرْنِ الَّذِينَ دَعَا لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی: صرف مومن شخص ہی تم سے محبّت کر سکتا ہے اور صرف منافق شخص ہی تم سے بغض رکھ سکتا ہے۔ عدی بن ثابت نے بیان کیا: میں اس زمانے کے لوگوں میں سے ہوں جن کے لیے نبی ﷺ نے دعا فرمائی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحمیدی: ٥٨، ابن ابي شيبة: ٥٦/١٢، ابن ابي عاصم في السنة: ١٣٢٥

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٧٨، سنن ابن ماجه: ١١٤، سنن النسائی: ٨/١١٥۔ ١١٦، ١١٧، مسند احمد: ٦٤٢، ٧٣١

فوائد الحدیث: سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کبار صحابہ کرام میں سے ہیں اور ان کی اسلام کے لیے خدمات بھی بے مثال ہیں، اس لیے ان سے محبّت رکھنا ایمان کی علامت اور دلیل ہے، اور جو شخص آپ سمیت کسی بھی صحابی سے بغض رکھے وہ منافق ہے، ایمان دار نہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۷۱۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

3737: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ أَبِي الْجَرَّاحِ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ صُبَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ شَرَاحِيلَ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشًا فِيهِمْ عَلِيٌّ. قَالَتْ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِي حَتَّى تُرِيَنِي عَلِيًّا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا ان میں علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے سنا: "اے اللہ! مجھے فوت نہ کرنا حتیٰ کہ تو مجھے علی کو دکھا دے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) المشکاة: ٦٠٩٠، اس میں ابی الجراح اور ام شراحیل دونوں مجہول ہیں۔

تخریج الحدیث: التاریخ الکبیر: ٩/٢٠، معجم الکبیر للطبرانی: ٢٥/١٦٨، وفی الاوسط: ٢٤٥٣، تهذیب الکمال: ٢٣/١٨٧

فوائد الحدیث: یہ ایک فطری عمل ہے کہ انسان اپنے پیاروں سے محبّت بھی کرتا ہے اور ان سے ملنے کی خواہش بھی، اس لیے آپ ﷺ بھی اپنے پیارے صحابی، چچازاد بھائی اور اپنے داماد کے متعلق اگر خیر و عافیت کی دعا کریں تو ایک فطری عمل ہے اور ایسا کرنا ممکن ہے۔ لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

82- باب مَنَاقِبِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ

ابو محمد طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

3738: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَهَضَ إِلَى صَخْرَةٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَأَقْعَدَ تَحْتَهُ طَلْحَةَ، فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((أَوْجَبَ طَلْحَةُ)).

سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، غزوہ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ پر دو زرہیں تھیں، آپ ﷺ ایک پہاڑی پر چڑھنے لگے لیکن نہ چڑھ سکے تو آپ ﷺ نے اپنے نیچے طلحہ (رضی اللہ عنہ) کو بٹھایا اور پھر نبی ﷺ چڑھے حتیٰ کہ پہاڑی پر اچھی طرح کھڑے ہوگئے، تو میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”طلحہ نے (جنّت) واجب کرلی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں حدیث ۱۶۹۲

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤١٧، صحيح ابن حبان: ٦٩٧٩، وشرح السنة للبغوی: ٣٩١٥

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کیا، آپ سے پہلے صرف سات افراد ہی مُسلمان ہوئے تھے اسلام قبول کرنے والوں میں آپ کا آٹھواں نمبر ہے۔

(۲) آپ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے تو تھے ہی، جنگ احد کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرنے کے عوض زبان نبوت سے آپ کے لیے جنّت کے واجب ہوجانے کی خبر بھی آپ کو ملی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3739: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مُوسَى الطَّلْحِيُّ مِنْ وَلَدِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ الصَّلْتِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى شَهِيدٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ)).

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جسے پسند ہو کہ وہ کسی شہید کو سطح زمین پر چلتا ہوئے دیکھے تو وہ طلحہ بن عبید اللہ (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الصَّلْتِ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الصَّلْتِ بْنِ دِينَارٍ وَفِي صَالِحِ بْنِ مُوسَى مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِمَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف صلت بن دینار کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ بعض محدثین نے صلت بن دینار اور صالح بن موسیٰ پر (ان دونوں کے حفظ کے حوالے سے) جرح کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک یہ ضعیف ہے۔ اس میں صالح بن موسیٰ اور الصلت دونوں متروک ہیں۔

تخریج الحدیث: مسند الطیالسی لابی داؤد: ١٧٩٣، سنن ابن ماجه: ١٢٥، حلية الاولياء: ٣/١٠٠، طبقات ابن سعد: ٣/٢١٨، مسند ابو يعلى: ٤٨٩٨

فوائد الحدیث: اس حدیث میں سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی صراحت ہے کہ آپ شہید ہیں، سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ، جنگ جمل میں زخمی ہو کر دس جمادی الثانی ۳۶ھ بروز جمعرات خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے۔

3740: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَنْصُورٍ الْعَنَزِيُّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ الْيَشْكُرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: سَمِعَتْ أُذُنِي مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ ((طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ)).

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے کانوں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کے منہ مبارک سے یہ فرماتے ہوئے سنا: ''طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہما) دونوں جنّت میں میرے ہم سائے ہوں گے۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں عقبہ بن علقمہ اور ابو عبد الرحمن دونوں ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: السنة لعبدالله بن احمد: ١٣٠٩، الكنى والاسماء للدولابى: ٢/٧٠، الضعفاء للعقيلى: ٤/٢٩٤، الكامل لابن عدى: ٧/٢٤٨٩، مستدرک حاكم: ٣/٣٦٤

فوائد الحدیث: سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ اور سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کا اس حدیث سے قطعی جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

3741: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَمِّهِ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: أَلَا أُبَشِّرُكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ)).

موسیٰ بن طلحہ نے بیان کیا کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: کیا میں تمہیں خوش خبری نہ دوں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''طلحہ ان میں سے ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے حدیث معاویہ کے حوالے سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں حدیث ۳۲۰۲۔

تخریج الحدیث: طبقات ابن سعد: ٣/٢١٨۔ ٢١٩، سنن ابن ماجه: ١٢٦، ١٢٧، معجم الكبيرللطبرانى: ١٩/٧٣٩

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۳۷۴۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

83- بَابُ تَعْيِيْنِهِ ﷺ طَلْحَةَ هُوَ مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ

آپ ﷺ کا طلحہ رضی اللہ عنہ کی تعیین کرنا کہ وہ ان میں سے ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے ہیں

3742: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ مُوسَى

سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے ایک جاہل اعرابی سے کہا: آپ ﷺ سے اپنی نذر

وَعِيسَى ابْنَيْ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِمَا طَلْحَةَ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالُوا لِأَعْرَابِيٍّ جَاهِلٍ: سَلْهُ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ مَنْ هُوَ؟ وَكَانُوا لَا يَجْتَرِئُونَ عَلَى مَسْأَلَتِهِ يُوَقِّرُونَهُ وَيَهَابُونَهُ: فَسَأَلَهُ الْأَعْرَابِيُّ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ إِنِّي اطَّلَعْتُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ وَعَلَيَّ ثِيَابٌ خُضْرٌ فَلَمَّا رَآنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ ((أَيْنَ السَّائِلُ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ)). قَالَ الْأَعْرَابِيُّ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ ((هَذَا مِمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ)).

پوری کر لینے والے کے متعلق پوچھو، وہ کون ہے؟ وہ (صحابہ کرام) آپ ﷺ کی توقیر اور ہیبت کی وجہ سے آپ ﷺ سے خود مسئلہ پوچھنے کی جرأت نہیں کرتے تھے، پس اس اعرابی نے آپ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا، اس نے پھر آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا، اس نے پھر آپ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا، پھر میں مسجد کے دروازے سے آیا جبکہ میں نے سبز کپڑے پہن رکھے تھے، جب نبی ﷺ نے مجھے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نذر پوری کر لینے والے کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے؟'' اس اعرابی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ان میں سے ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے ہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي كُرَيْبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ بُكَيْرٍ. وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ كِبَارِ أَهْلِ الْحَدِيثِ عَنْ أَبِي كُرَيْبٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يُحَدِّثُ بِهَذَا عَنْ أَبِي كُرَيْبٍ وَوَضَعَهُ فِي كِتَابِ الْفَوَائِدِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف ابو کریب عن یونس ابن بکیر کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، کئی ایک کبار محدثین نے اس حدیث کو ابو کریب سے روایت کیا ہے۔ اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اس حدیث کو ابو کریب سے بیان کرتے ہوئے سنا، اور انہوں نے اسے کتاب الفوائد میں ذکر کیا۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) دیکھیں حدیث ۳۲۰۳۔

تخریج الحدیث: مسند البزار: ۹۴۲، مسند ابو یعلی: ٦٦٣، تفسیر الطبری: ۲۱/۱٤۷، معجم الکبیر للطبرانی: ۲۱۵، ۲۱۷

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾

(الاحزاب: ۲۳)

''مومنوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا وہ سچا کر دکھایا۔ بعض نے تو اپنا وعدہ پورا کر دیا اور بعض ان میں سے منتظر ہیں'' (کہ جب اللہ تعالیٰ موقعہ دے گا تو وہ بھی اپنا وعدہ پورا کر دیں گے)۔

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان خوش نصیبوں کے متلق جاننا چاہا کہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں ''کہ انہوں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے''۔ جس کی تفصیل حدیث الباب میں موجود ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا طلحہ بن

عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو بھی ان میں شمار فرمایا۔

(۲) اس حدیث میں سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ہے جبکہ آپ رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں شہید ہوئے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی باہمی شکر رنجی سے ان کے ایمان کا کچھ نقصان نہیں ہوا، اس لیے بعد میں آنے والوں کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق اپنی زبانوں اور قلم کو بے لگام نہیں چھوڑنا چاہیے بلکہ ان کے تقدس اور مقام و مرتبے کا لحاظ رکھتے ہوئے گفتگو کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنّت الفردوس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی رفاقت نصیب فرمائے۔ (آمین)

84- باب مَنَاقِبِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے فضائل

3743: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَقَالَ ((بِأَبِي وَأُمِّي)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، بنو قریظہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے والدین ایک ساتھ مجھ پر فدا کرتے ہوئے فرمایا: "میرے والدین تم پر فدا ہوں"۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ۹۱/۱۲، احمد في فضائل الصحابه: ۱۲٦۷

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ۳۷۲۰، صحيح مسلم: ۲٤۱٦، سنن ابن ماجه: ۱۲۳، سنن نسائی الکبری: ۸۲۱۳، مسند احمد: ۱٤۰۸، ۱٤۰۹، صحيح ابن حبان: ٦۹۸٤

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد اور ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کا شرف رکھنے والے ہیں۔

(۲) جنگ احزاب کے موقعہ پر کہ جب رسول اللہ ﷺ اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کفار عرب سے نبرد آزما تھے، مدینہ کے یہودیوں کے متعلق خبریں آنا شروع ہو گئیں کہ وہ بد عہدی کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف کوئی اقدام کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو بنو قریظہ (قوم یہود کا ایک قبیلہ) کی طرف صورتحال معلوم کرنے کے لیے بھیجا، اس وقت آپ ﷺ نے انہیں دو اعزاز عطا فرمائے۔

۱۔ ایک تو ان کے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کر دیا کہ "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں"۔

۲۔ دوسرا انہیں اپنا "حواری" (جانثار) قرار دیا۔

85- باب إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا ...

ہر نبی کا ایک حواری ہے

3744: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن عوام (رضی اللہ عنہ) ہیں۔"

حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ)).
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَيُقَالُ الْحَوَارِيُّ هُوَ النَّاصِرُ. سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ الْحَوَارِيُّ هُوَ النَّاصِرُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حواری سے مراد: مددگار ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) اخرجه ابن سعد: ٣/١٠٥، البزار: ٥٥٦، الحاكم: ٣/٣٦٧

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٦٨١

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۳۷۴۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

86- بَابُ قَوْلِهِ ﷺ كَالَّذِيْ قَبْلَهُ مَعَ قِصَّةٍ فِيْهِ

نبی اکرم ﷺ نے ایک واقعہ میں فرمایا تھا: ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں.....

3745: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ)).
وَزَادَ أَبُو نُعَيْمٍ فِيهِ يَوْمَ الأَحْزَابِ قَالَ ((مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ)). قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا. قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن عوام (رضی اللہ عنہ) ہیں۔"
ابو نعیم نے اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ غزوہ احزاب کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں (دشمن) کے متعلق کون خبر لائے گا؟" آپ ﷺ نے تین بار یہ فرمایا، تو تینوں بار زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحمیدی: ١٢٣١، ابن سعد: ٣/١٠٥، ابن ابي شيبة: ١٢/٩٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٨٤٦، صحیح مسلم: ٢٤١٥، سنن ابن ماجه: ١٢٢، سنن نسائی الکبری: ٨٢١١، ٨٨٦٠، ٨٨٤٢، ٨٨٤١، ١١١٥٩، مسند احمد : ١٤٢٩٧، صحیح ابن حبان: ٦٩٨٥

فوائد الحدیث: جنگ خندق جسے جنگ احزاب بھی کہا جاتا ہے اس لحاظ سے مشکل ترین تھی کہ کفار مکہ کے ساتھ ساتھ عرب کے تمام کفار قبائل نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دی اور مدینہ پاک کا محاصرہ کر لیا، جسے قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے:

إِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ (الاحزاب:١٠،١١)

"جب وہ دشمن تمہارے پاس تمہارے اوپر اور تمہارے نیچے سے تم پر چڑھ آئے، اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور دل منغلیوں کو پہنچ گئے، اور تم اللہ تعالیٰ کے متعلق طرح طرح کے گمان کرنے لگے یہیں مومن آزمائے گئے اور پوری طرح جھنجھوڑ دیے گئے"۔

ان خطرناک حالات میں ایک رات رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے؟ جو ہمیں دشمن کے حالات کی خبر لا کر دے گا، تو سیّدنا زبیر بن

عوام رضی اللہ عنہ نے اپنی خدمات پیش کیں اور پھر رسول اللہ ﷺ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے میدان جنگ کی خبر لائے۔ اس موقعہ پر بھی آپ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا "حواری" بیان فرما کر انہیں مزید عزت و شرف سے نوازا۔

87- بَابُ مَا مِنِّيْ عُضْوٌ إِلَّا وَقَدْ جُرِحَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

میرا ہر عضو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زخمی ہوا ہے

3746: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ صَخْرِ بْنِ جُوَيْرِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَوْصَى الزُّبَيْرُ إِلَى ابْنِهِ عَبْدِ اللهِ صَبِيحَةَ الْجَمَلِ: فَقَالَ مَا مِنِّي عُضْوٌ إِلَّا وَقَدْ جُرِحَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. حَتَّى انْتَهَى ذَاكَ إِلَى فَرْجِهِ.

ہشام بن عروہ نے بیان کیا، زبیر رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے روز اپنے بیٹے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کو وصیت کی تو فرمایا: میرا ہر عضو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زخمی ہوا حتیٰ کہ انہوں نے شرم گاہ کا بھی ذکر کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے حماد بن زید کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) بعض کے نزدیک یہ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ہشام نے الزبیر کو نہیں دیکھا۔

فوائد الحدیث: یہ حدیث سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی جرأت، شجاعت، بہادری، اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے لیے خدمات اور جانثاری پر دلالت کرتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

88- باب مَنَاقِبِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف زہری رضی اللہ عنہ کے مناقب

3747: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعِيدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ)).

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں، سعید بن زید جنتی ہیں، اور ابوعبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہم) جنتی ہیں۔"

أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ قِرَاءَةً عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ. قَالَ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

ہم کو ابو مصعب نے عبدالعزیز بن محمد کے حوالے سے عبدالرحمٰن بن حمید عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور یہ حدیث عبدالرحمٰن بن حمید عن

سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الأَوَّلِ.

ابیہ عن سعید بن زید کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کی گئی ہے اور یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٦١١٠، تخريج الطحاويه: ٧٢٨، اخرجه احمد في فضائل الصحابه: ٢٧٨

تخریج الحدیث: سنن نسائی الکبری: ٨١٩٤، مسند احمد : ١٦٧٥، صحيح ابن حبان: ٧٠٠٢

3748: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مِسْمَارٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ حَدَّثَهُ فِي نَفَرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((عَشَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ: أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ)).

عبدالرحمٰن بن حمید نے اپنے والد سے روایت کیا، کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے چند لوگوں میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دس افراد جنتی ہیں: ابو بکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، علی، عثمان زبیر، طلحہ، عبدالرحمٰن، ابو عبیدہ اور سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) جنتی ہیں۔“

قَالَ فَعَدَّ هَؤُلَاءِ التِّسْعَةَ وَسَكَتَ عَنِ الْعَاشِرِ فَقَالَ الْقَوْمُ نَنْشُدُكَ اللهَ يَا أَبَا الأَعْوَرِ مَنِ الْعَاشِرُ قَالَ نَشَدْتُمُونِي بِاللهِ أَبُو الأَعْوَرِ فِي الْجَنَّةِ.

راوی نے بیان کیا، انہوں نے نو شمار کیے، اور دسویں کا ذکر نہ کیا، تو ان لوگوں نے کہا: ابو اعور! ہم تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتے ہیں کہ دسواں کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: تم نے مجھے اللہ کی قسم دی ہے تو پھر ابو اعور جنتی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: أَبُو الأَعْوَرِ هُوَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ هُوَ أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الأَوَّلِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو اعور: یہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہیں، اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٩٤٧

تخریج الحدیث: السنة لابن ابی عاصم : ٨٣٦، سنن نسائی الکبری: ٨١٩٥، مستدرک حاکم: ٣/٤٤٠

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب سابقین اولین میں شامل ہیں جنہیں پہلے پہل اللہ تعالیٰ نے اسلام وایمان کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ بڑے مال دار اور سخی تھے، آپ نے ہجرت مدینہ کرنے کا شرف بھی حاصل کیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر جنگی معرکے میں بھی شرکت کی اور اپنے جذبہ ایمان کے جوہر دکھائے۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جنگ تبوک کے سفر میں فجر کی نماز کی ایک رکعت آپ کی اقتداء میں ادا فرمائی۔ اور یہ شرف کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

جب آپ فوت ہوئے تو آپ کی نماز جنازہ سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے آپ کو قبر میں اتارا اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنازے کے موقعہ پر تاریخی الفاظ ارشاد فرمائے، اے عبدالرحمٰن ”تو نے کھرے سکے حاصل کیے اور کھوٹے سکے مسترد کر دیے“۔ اور جنّت کے پاکیزہ ماحول کو پالیا، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔

(۲) حدیث الباب میں سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ان دس خوش نصیب صحابہ کرام میں شمار کیا گیا ہے جن کا نام لے کر رسول اللہ ﷺ نے جنّت کی بشارت سنائی تھی، انہیں ”عشرہ مبشرہ“ کہا جاتا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

89- بَابُ حِكَايَةِ وَصِيَّةِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بِحَدِيْقَةٍ لِأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ...

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے لیے باغ کی وصیت کی

3749: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ صَفْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ ((إِنَّ أَمْرَكُنَّ مِمَّا يُهِمُّنِي بَعْدِي، وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُونَ)). قَالَ: ثُمَّ تَقُولُ عَائِشَةُ: فَسَقَى اللهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ. تُرِيدُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَقَدْ كَانَ وَصَلَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَالٍ بِيعَتْ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''تمہارا (امہات المومنین کا) معاملہ ایسا ہے جو مجھے فکر مند کر دیتا ہے کہ میرے بعد تمہارا کیا ہوگا، صرف صابر لوگ ہی ادائے حقوق، اور خیال رکھنے کے حوالے سے تم پر صبر کر سکیں گے۔'' راوی نے بیان کیا، پھر عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتیں کہ، اللہ تمہارے والد کو جنّت کی سلسبیل سے پلائے ان کی مراد: عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھی، وہ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات سے ایسے مال سے صلہ رحمی کرتے تھے جو چالیس ہزار میں فروخت کیا گیا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ٦١٢١، ٦١٢٢، اخرجه احمد في فضائل الصحابه: ١٢٥٨

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٤٤٨٥، ٢٤٧٢٤، صحيح ابن حبان: ٦٩٩٥

فوائد الحدیث: (۱) امہات المومنین ازواج مطہرات چونکہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے ترکے کی وارث نہیں تھیں کیونکہ انبیاء کا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ اسے بطور وراثت تقسیم نہیں کیا جا سکتا، اس لیے آپ ﷺ ان کے متعلق فکر مند تھے کہ ان کی گزر بسر کیسے ہوگی اور لوگ ان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھیں گے۔

(۲) حدیث الباب میں رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے انہیں ''صابرین'' قرار دیا ہے جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد امہات المومنین کی خبر گیری کریں گے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھیں گے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی ان ''صابرین'' میں شامل ہیں۔

3750: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الْبَصْرِيُّ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ الْبَصْرِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ أَوْصَى بِحَدِيقَةٍ لِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِيعَتْ بِأَرْبَعِمِائَةِ أَلْفٍ.

ابو سلمہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین کے لیے ایک باغ کی وصیت کی جو کہ چار لاکھ میں فروخت ہوا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن الإسناد صحيح بما قبله) صحيح الترمذي: ٢٩٤٩

تخریج الحدیث: مستدرک حاکم: ٣/٣١٢

فوائد الحدیث: (۱)اس حدیث سے بھی سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی امہات المومنین سے حسن سلوک اور خدمت گزاری کا ثبوت ملتا ہے۔

(۲)حدیث نمبر ۳۷۴۹ میں اس باغ کی قیمت "چالیس ہزار" بیان ہوئی ہے جبکہ حدیث الباب میں اس کی ملکیت "چار لاکھ" بیان کی گئی ہے تو دونوں میں کوئی تعارض نہیں، قیمت دیناروں میں ہو تو چالیس ہزار تھی اور درہموں میں حساب کرنے سے وہ چار لاکھ بنتی تھی۔ کبھی اس کی قیمت کو درہموں میں بیان کر دیا گیا اور کبھی دیناروں میں۔

90- باب مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

ابو اسحاق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل، اور ابو وقاص کا نام مالک بن وہیب تھا

3751: حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُذْرِيُّ بَصْرِيٌّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((اللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ إِذَا دَعَاكَ)).

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! سعد جب بھی تجھ سے دعا کریں تو ان کی دعا قبول فرمانا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ إِذَا دَعَاكَ)). وَهَذَا أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اسماعیل عن قیس کی سند سے روایت کی گئی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! سعد جب بھی تم سے دعا کریں تو ان کی دعا قبول فرمانا۔" اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشکاۃ: ٦١٢٢، بعض کے نزدیک یہ اسماعیل بن ابی خالد کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح ابن حبان: ٦٩٩٠

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے محبوب مرشد و امام محمد رسول اللہ ﷺ کے وہ جانثار صحابی ہیں کہ جو ابتدائے اسلام میں ہی اسلام قبول کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے، آپ رشتے میں رسول اللہ ﷺ کے ماموں زاد تھے لیکن آپ ﷺ انہیں محبت و پیار سے "ماموں" ہی کہا کرتے تھے۔ آپ بھی ان دس صحابہ کرام میں شامل تھے جنہیں ایک ہی مجلس میں امام کائنات ﷺ نے نام لے کر جنّت کی بشارت سنائی تھی اور امت میں وہ "عشرہ مبشرہ" کہلائے اگرچہ احادیث میں کئی ایک صحابہ کو آپ ﷺ نے جنّت کی بشارت دی وہ نہ تو "عشرہ مبشرہ" کے منافی ہیں اور نہ ہی ان میں شامل۔ آپ نے اسلام کی خاطر بہت قربانیاں بھی دیں اور خدمات بھی بجالائے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے انہیں خصوصی طور پر یہ دعا دی تھی اس لیے آپ بڑے مستجاب الدعوات تھے، جو بھی دعا کرتے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل و کرم سے قبول فرما لیتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

91- بَابُ مُفَاخَرَتِهِ ﷺ بِسَعْدٍ...

نبی اکرم ﷺ کا سعد رضی اللہ عنہ پر فخر کرنا

3752: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا:

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سعد رضی اللہ عنہ آئے تو

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هَذَا خَالِي فَلْيُرِنِي امْرُؤٌ خَالَهُ)).

نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ میرے ماموں ہیں کوئی شخص مجھے (ان جیسا) اپنا ماموں دکھائے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُجَالِدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف مجالد کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَكَانَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَتْ أُمُّ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ فَلِذَلِكَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هَذَا خَالِي)).

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بنو زہرہ قبیلے سے تھے، نبی ﷺ کی والدہ محترمہ بھی بنو زہرہ سے تھیں، اس لیے نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ میرے ماموں ہیں۔"

حکم الحدیث: (صحیح) المشکاۃ: ٦١١٨، بعض کے نزدیک اس کی سند مجالد کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابو یعلی: ٢٠٤٩، ٢١٠١، معجم الکبیر للطبرانی: ٣٢٣، مستدرک حاکم: ٣/٤٩٨

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کا سیّدنا سعد بن ابی وقاص سے اپنا نسب بیان کرنا اور سیّدنا سعد کی تعریف میں انہیں بے مثال قرار دینا، سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کے لیے بہت بڑی سعادت اور ان کی عظمت کی دلیل ہے۔

92- باب (ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)

میرے والدین آپ پر قربان ہوں تیر اندازی کرو.....

3753: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ سَمِعَا سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: قَالَ: عَلِيٌّ مَا جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَاهُ وَأُمَّهُ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدٍ قَالَ لَهُ يَوْمَ أُحُدٍ ((ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي وَقَالَ لَهُ ارْمِ أَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ)).

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے لیے اپنے والدین کو ایک ساتھ جمع کر کے یوں نہیں فرمایا کہ میرے والدین تم پر قربان ہوں، آپ ﷺ نے غزوہ احد کے موقع پر ان کے لیے فرمایا تھا: "میرے والدین تم پر قربان ہوں تیر اندازی کرو۔" اور آپ ﷺ نے ان کے لیے فرمایا: "طاقت ور لڑکے! تیر اندازی کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جبکہ کئی ایک نے اس حدیث کو یحییٰ بن سعید عن سعید بن المسیب عن سعد کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (منکر بذکر الغلام الحزور) "طاقت ور لڑکے" کے الفاظ کے ساتھ یہ روایت منکر ہے۔ دیکھیں حدیث ٢٨٢٩۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٩٠٥، صحیح مسلم: ٢٤١١، سنن ابن ماجہ: ١٢٩، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ١٩٠۔١٩٤، مسند احمد: ٧٠٩، صحیح ابن حبان: ٦٩٨٨

فوائد الحدیث: جنگ احد میں جب مسلمانوں کی فتح عارضی طور پر شکست میں تبدیل ہوئی تو بڑے پریشان کن حالات تھے مسلمان میدان میں ادھر ادھر بکھر چکے تھے، رسول اللہ ﷺ بھی پہاڑ پر پناہ لیے ہوئے تھے اور چند ایک صحابہ آپ کے ساتھ تھے، اس وقت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ دشمنوں پر تیر چلا رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو تیر اندازی میں یہ مہارت دی تھی کہ وہ جس کافر کا نشانہ لے کر تیر پھینکتے تو وہ اس کافر کو لگتا اور وہ موقعہ پر ڈھیر ہو جاتا۔ یہ صورت حال دیکھ کر آپ ﷺ نے ان کو حوصلہ دینے کے لیے فرمایا کہ "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، تیر پھینکتے جاؤ"۔

3754: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ.

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے موقع پر میرے لیے اپنے والدین کو ایک ساتھ جمع کیا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

یہ حدیث عبداللہ بن شداد بن ہاد عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۸۳۰۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۷۲۵، صحیح مسلم: ۲٤۱۲، سنن ابن ماجه: ۱۳۰، سنن النسائی فی الکبری: ۸۲۱۵، ۸۲۱٦، عمل الیوم واللیلة للنسائی: ۱۹۵، ۱۹٦، مسند احمد: ۱٤۹۵

فوائد الحدیث: سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے اپنے ماں باپ دونوں کو جمع کر دیا ہے۔

3755: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُفَدِّي أَحَدًا بِأَبَوَيْهِ إِلَّا لِسَعْدٍ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ ((ارْمِ سَعْدُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)).

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کو سعد (رضی اللہ عنہ) کے علاوہ کسی اور شخص کے لیے اپنے والدین فدا کرتے ہوئے نہیں سنا، میں نے آپ ﷺ کو غزوہ احد کے موقع پر فرماتے ہوئے سنا: "سعد! تیر اندازی کرو میرے والدین تم پر فدا ہوں۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن سعد: ۳/۱٤۱، ابن ابي شيبة: ٦/۸/۱۲، احمد في فضائل الصحابه: ۱۳۰٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۹۰۵، صحیح مسلم: ۲٤۱۱، سنن ابن ماجه: ۱۲۹، عمل الیوم واللیلة للنسائی: ۱۹۰۔۱۹٤، مسند احمد: ۷۰۹، صحیح ابن حبان: ٦۹۸۸

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۳۷۵۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

93- بَابُ مُصَادَفَةِ سَعْدٍ تَمَنِّيْهِ ﷺ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ

نبی ﷺ نے تمنّا کی کہ کوئی نیک شخص آج رات میرا پہرہ دے تو اس تمنّا پر سعد رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے

3756: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سَهِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَقْدَمَهُ الْمَدِينَةَ لَيْلَةً قَالَ ((لَيْتَ رَجُلاً صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ)). قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ سَمِعْنَا خَشْخَشَةَ السِّلَاحِ فَقَالَ ((مَنْ هَذَا)). فَقَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا جَاءَ بِكَ)). فَقَالَ سَعْدٌ: وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجِئْتُ أَحْرُسُهُ. فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ نَامَ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک رات جب کسی غزوہ سے مدینہ لوٹ کر آئے تو آپ ﷺ بے خوابی میں مبتلا رہے تو فرمایا: ”کاش کوئی نیک شخص آج رات میرا پہرہ دے۔“ پس ابھی ہم اسی حالت میں تھے تو ہم نے ہتھیاروں کی جھنکار سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کون ہے؟“ اس شخص نے کہا: سعد بن ابی وقاص، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم کس لیے آئے؟“ تو سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق خدشہ سا پیدا ہوا تو میں آپ ﷺ کا پہرہ دینے چلا آیا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعا دی اور پھر سو گئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الادب المفرد: ٦٢٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٨٨٥، صحيح مسلم: ٢٤١٠، سنن نسائی الکبری: ٨٢١٧، ٨٨٦٧، مسند احمد : ٢٥٠٩٣، صحيح ابن حبان: ٦٩٨٦

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی یہ سعادت تھی کہ بغیر حکم دیے صرف اپنی دلی کیفیت کی وجہ سے، رسول اللہ ﷺ کا پہرہ دینے چلے آئے۔ جبکہ اس وقت آپ ﷺ اپنے گھر میں واقعی پریشان تھے۔

(۲) اس حدیث سے سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے محبّت و عقیدت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ پنجابی کا ایک محاورہ ہے۔ ”دلاں نوں دلاں دے راہ ہوندے نیں“ (یعنی دلوں کو دلوں کے راہ ہوتے ہیں کہ ایک دوسرے کی خوشی غمی محسوس کر لیتے ہیں)۔

(۳) حفاظت و دفاع کے لیے ظاہری اسباب و وسائل کا استعمال جائز ہے۔

94- باب مَنَاقِبِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

ابوالاعور کے فضائل، ان کا نام سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ ہے۔

3757: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ أَنَّهُ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى

سیّدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نو حضرات کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں، اگر میں دسویں کے متعلق بھی بتا دوں تو میں گناہ گار نہیں ہوں گا۔ پوچھا گیا، کس طرح؟ انہوں نے فرمایا: ہم رسول

الْعَاشِرِ لَمْ آتَمِّ. قِيلَ: وَكَيْفَ ذَلِكَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِحِرَاءَ فَقَالَ ((اثْبُتْ حِرَاءُ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ)). قِيلَ وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ. قِيلَ: فَمَنِ الْعَاشِرُ؟ قَالَ: أَنَا.

اللہ ﷺ کے ساتھ حرا پر تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''حراء تھم جا، تجھ پر نبی یا صدیق یا شہید ہی تو ہیں۔'' پوچھا گیا، وہ کون حضرات تھے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کہا گیا: دسویں کون تھے؟ انہوں نے کہا: میں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ حدیث کئی ایک طرق سے سعید بن زید کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّبَّاحِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَخْنَسِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

احمد بن منیع نے ہمیں بیان کیا کہ حجاج بن محمد نے ہمیں بیان کیا انہوں نے کہا شعبہ نے حر بن صباح عن عبدالرحمٰن بن اخنس عن سعید بن زید کی سند سے نبی ﷺ سے اسی معنی میں روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ٨٤، ابن ابي عاصم في السنة: ١٤٢٥، الحاكم: ٣/٣١٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٦٤٨، سنن ابن ماجه: ١٣٤، سنن نسائی الکبری: ٨١٩٠۔ ٨١٩٢، ٨٢٠٦، ٨٢٠٨، مسند احمد: ١٦٣٠، ١٦٤٤، صحيح ابن حبان: ٦٩٩٦

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ اپنی چڑھتی جوانی میں مسلمان ہوئے، خاندان کے ہاتھوں بہت تکلیفیں اٹھائیں لیکن ثابت قدم رہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ شرف بخشا کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت انہی سیّدنا سعید رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ سیدہ فاطمہ بنت خطاب کی کوشش سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اس لحاظ سے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تمام اسلامی خدمات سیّدنا سعید اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ ان شاء اللہ۔ آپ نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اسلام کی ترویج و اشاعت اور سربلندی کے لیے صرف کر دیا اور میدان جہاد میں عظیم کارنامے سرانجام دیے، آپ کو دمشق کا سب سے پہلا گورنر بننے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

(۲) حدیث الباب میں آپ کا ''عشرہ مبشرہ'' میں سے ہونا بھی بیان ہوا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

95- بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجَرَّاحْ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ کے فضائل

3757-1: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ إِلَى النَّبِيِّ

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کسی قوم کا سردار اور جانشین (ولی عہد) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان دونوں نے عرض کیا، آپ اپنے امین کو ہمارے ساتھ بھیجیں،

ﷺ فَقَالَا: ابْعَثْ مَعَنَا أَمِيْنَكَ قَالَ: ((فَإِنِّي سَأَبْعَثُ مَعَكُمْ أَمِيْنًا حَقَّ أَمِيْنٍ))، فَأَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ.

آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارے ساتھ صحیح امین شخص کو بھیجوں گا۔“ پس صحابہ کرام اس کی خواہش کرنے لگے، تو آپ ﷺ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

قَالَ: وَكَانَ أَبُو إِسْحَقَ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ صِلَةَ قَالَ: سَمِعْتُهُ مُنْذُ سِتِّيْنَ سَنَةً.

ابو اسحاق جب اس حدیث کو صلہ سے بیان کرتے تو کہتے: میں نے اسے ساٹھ سال سے سنا ہے۔

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنٌ وَأَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ حدیث ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا: ”ہر امت کے امین ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔“

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: سنن نسائی الکبری: ٨١٧٦، مسند احمد : ١٧٧٢، ١٧٥١٥، سنن ابن ماجه: ١٤٠

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا ابو عبیدہ بن الجراح کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال الفہری ہے، آپ کی کنیت ”ابو عبیدہ“ ہے، آپ نے اپنے دادا ”جراح“ کی نسبت سے شہرت پائی۔ آپ نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد دوسرے روز ہی ایمان و اسلام کی قبولیت کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے اسلام کی سربلندی کے لیے بے بہا قربانیاں دیں، جہاد کے میدان میں آپ کے کارہائے نمایاں اسلامی تاریخ میں ہمیشہ جگمگاتے رہیں گے۔ جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ کی توحید، رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور عظمت اسلام کے لیے اپنے والد ”عبداللہ بن جراح“ کو قتل کرنا، اللہ تعالیٰ اور سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کا ایسا بھاری بھرکم ثبوت ہے کہ جسے دنیا کی کسی میزان میں تولا نہیں جاسکتا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲) ۹ ہجری میں جب نجران کا ایک وفد مدینہ منورہ آیا اور انہوں نے اسلام قبول کرنے کی بجائے جزیہ دینا قبول کیا تو انہوں نے عرض کی کہ ہمارے ساتھ کوئی امانت دار آدمی بھیجیں تاکہ وہ جزیہ وصول کرسکے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”میں تمہارے ساتھ ایسے شخص کو بھیجوں گا جو واقعی حقیقی امانت دار ہے“۔

یہ بات سن کر کئی ایک جلیل القدر صحابہ کے دل میں بھی خواہش پیدا ہوئی کہ یہ سعادت ہمیں حاصل ہو۔ لیکن آپ ﷺ نے سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح کو بلا کر فرمایا امین هذه الامة ”میری امت کا امین یہ شخص ہے“ اور انہیں وفد کے ساتھ (نجران) عیسائیوں سے جزیہ وصول کرنے بھیج دیا۔

3757-2: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ أَخْبَرَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ: قَلْبُ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ مِنْ ذَهَبٍ.

ابو اسحاق نے بیان کیا، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، صلہ بن زفر کا دل سونے کا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) ابو اسحاق نے حذیفہ کو نہیں دیکھا۔

3757-3: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ الدَّوْرَقِيُّ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ:

عبداللہ بن شقیق نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: نبی ﷺ کو اپنا کون سا صحابی سب سے زیادہ محبوب تھا؟ انہوں

قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَيُّ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ؟ قَالَتْ: أَبُوبَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ ثُمَّ، عُمَرُ قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ فَسَكَتَتْ.

نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ میں نے کہا، پھر کون؟ انہوں نے فرمایا: پھر عمر رضی اللہ عنہ، میں نے کہا: پھر کون؟ انہوں نے فرمایا: پھر ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، میں نے کہا: پھر کون؟ تو وہ خاموش ہو گئیں۔

حکم الحدیث: (صحیح)

فوائد الحدیث: یہ حدیث سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے قربت اور محبوبیت کی دلیل ہے۔

3757-4: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُوبَكْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابو بکر اچھے انسان ہیں، عمر اچھے انسان ہیں اور ابو عبیدہ بن الجراح اچھے انسان ہیں۔"

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیحة: ٢/٥٣٤، المشکاة: ٦٢٢٤

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے تعریف کے کلمات بھی سیّدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے لیے ایک سعادت اور اعزاز ہے۔

96- باب مَنَاقِبِ أَبِي الْفَضْلِ عَمِّ النَّبِيِّ وَهُوَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

نبی ﷺ کے چچا، عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے فضائل

3758: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بْنُ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُغْضَبًا وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ ((مَا أَغْضَبَكَ)). قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَنَا وَلِقُرَيْشٍ إِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوهٍ مُبْشَرَةٍ وَإِذَا لَقُونَا لَقُونَا بِغَيْرِ ذَلِكَ. قَالَ: فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانُ حَتَّى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ)). ثُمَّ قَالَ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ آذَى عَمِّي فَقَدْ آذَانِي فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ)).

عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب سے روایت ہے کہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس غصے کی حالت میں آئے جبکہ میں آپ ﷺ کے پاس تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تو آپ ﷺ کس وجہ سے غصے میں ہیں؟" انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہمارا قریش سے کیا سروکار جب وہ آپس میں ملتے ہیں تو بڑی خندہ پیشانی سے ملتے ہیں اور جب وہ ہم سے ملتے ہیں تو پھر اس انداز سے نہیں ملتے، پس رسول اللہ ﷺ ناراض ہو گئے حتیٰ کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا، پھر فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر محبّت کرے۔" پھر فرمایا: "لوگو! جس نے میرے چچا کو تکلیف پہنچائی تو اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، آدمی کا چچا اس

کے باپ کے مثل ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف إلا قوله ((عم الرجل)) فصحيح) "آدمی کا چچا....." صحیح ہے۔ باقی ضعیف۔

تخریج الحدیث: سنن نسائی الکبری: ٨١٧٦، مسند احمد : ١٧٧٢، ١٧٥١٥، سنن ابن ماجه: ١٤٠

فوائد الحدیث: یہ روایت اس سند سے اس تفصیل کے ساتھ ضعیف ہے، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ جس شخص کو سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے عقیدت و محبت ہے اور وہ مسلمان ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ کے خاندان، ازواج مطہرات، آل اولاد اور رفقاء عظام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی محبت و عقیدت رکھے اور ان کا کماحقہ ادب و احترام کرے۔ خصوصاً آپ ﷺ کے خاندان کے وہ افراد ذی وقار جو مشرف بہ اسلام ہوئے ان سے محبت تو ایمان کا حصہ ہے۔

97- باب: اَلْعَبَّاسُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ

عباس (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں

3759: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَبْدِ الأَعْلَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْعَبَّاسُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عباس (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، ہم اسے صرف اسرائیل کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦١٤٨، الضعيفة: ٢٣١٥، اس میں عبدالاعلیٰ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن النسائی :٨/٣٣، وفی الکبری: ٨١٧٣، مسند احمد : ٢٧٣٤

فوائد الحدیث: اس روایت میں بھی آپ ﷺ کا سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے قربت و نسب کا بیان ہے، اگرچہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

98- بَابُ الْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَأَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيْهِ

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچا اور یہ کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مثل ہے

3760: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ الأَعْمَشَ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعُمَرَ فِي الْعَبَّاسِ ((إِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ)). وَكَانَ

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: "آدمی کا چچا اس کے باپ کے مثل ہوتا ہے۔" عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے ان کے صدقے / زکوٰۃ کے بارے میں کوئی بات کی تھی۔

عُمَرُ كَلَّمَهُ فِي صَدَقَتِهِ.

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح بما قبله) اخرجه ابو يعلى: ٥٤٥، البيهقي: ٤/١١١، ارواء الغليل: ٣/٣٤٨

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٧٢٥

فوائد الحدیث: سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق، سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہوں نے زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اس موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ "آدمی کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے"، اس لیے سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی زکوٰۃ میرے ذمہ ہے۔

99- بَابُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهِ...

اے اللہ! عباس اور ان کی اولاد کو بخش دے.....

3761: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((الْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللهِ وَإِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ أَوْ مِنْ صِنْوِ أَبِيهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "عباس، رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں، اور آدمی کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔"

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اسے ابو زناد کی روایت کے حوالے سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٨٠٦، صحيح ابي داؤد: ١٤٣٥، الارواء: ٣/٤٨-٣٥٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٩٨٣، سنن ابو داود: ١٦٢٣، سنن النسائي: ٣٣/٥-٣٤، مسند احمد : ٨٢٨٤، صحيح ابن حبان: ٣٢٧٣، ٧٠٥٠

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۳۷۶۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3762: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ ((إِذَا كَانَ غَدَاةُ الِاثْنَيْنِ فَأْتِنِي أَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتَّى أَدْعُوَ لَهُمْ بِدَعْوَةٍ يَنْفَعُكَ اللهُ بِهَا وَوَلَدَكَ)). فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهُ وَأَلْبَسَنَا كِسَاءً ثُمَّ قَالَ ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهِ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا، اللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِي وَلَدِهِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "سوموار کی صبح آپ اور آپ کی اولاد میرے پاس آنا حتیٰ کہ میں ان کے لیے دعا کروں گا تو اس سے اللہ آپ کو اور آپ کی اولاد کو فائدہ پہنچائے گا۔" پس وہ اور ہم ان کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ہمیں ایک چادر پہنا / اوڑھا دی پھر فرمایا: "اے اللہ! عباس اور اس کی اولاد کو اس طرح ظاہری اور باطنی طور پر بخش دے کہ کوئی گناہ باقی نہ رہے، اے اللہ! اس کی اولاد میں اس کی حفاظت فرما۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ٦١٤٩، بعض کے نزدیک ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: تاريخ بغداد: ١١/٢٤، العلل المتناهية: ٤٦٥، تهذيب الكمال: ١٨/٥١٤

فوائد الحدیث: (۱) کوئی بھی بزرگ شخصیت کسی دوسرے کے حق میں خصوصی طور پر دعا کرنے کے لیے انہیں بلا سکتی ہے نیز کسی بزرگ کے پاس حاضر ہو کر اپنے لیے دعا کروائی جا سکتی ہے۔

(۲) اپنے عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کے لیے خصوصی طور پر اہتمام کے ساتھ دعا کرنی چاہیے۔

100- باب مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخِي عَلِيٍّ رضی الله عنهما

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے بھائی جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل

3763: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَطِيرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے جعفر (رضی اللہ عنہ) کو فرشتوں کے ساتھ جنّت میں پرواز کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ. وَقَدْ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ هُوَ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ابو ہریرہ کی حدیث سے۔ ہم اس روایت کو صرف عبداللہ بن جعفر کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر نے عبداللہ بن جعفر کو ضعیف قرار دیا ہے اور یہ علی بن مدینی کے والد ہیں۔ اور اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٢٢٦، المشكاة: ٦١٥٣

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٧٠٤٧، معجم الكبير للطبراني: ١٤٦٦، ١٤٦٧، مستدرک حاکم: ٣/٢٠٩

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے چچازاد سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ آپ بڑے جری اور بہادر تھے، سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نعمت سے نوازا۔ ہجرت حبشہ کے وقت مسلمان مہاجرین کی قیادت کا سہرا بھی انہی کے سر رہا، نجاشی کے دربار میں اسلام کی ترجمانی اور مسلمانوں کی وکالت کا اعزاز نصیب ہوا، حبشہ سے ہی دوبارہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے، اسلامی فوج کی کمانڈ کرتے ہوئے جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔

(۲) حدیث الباب میں رسول اللہ ﷺ نے ان کا جنّت میں پرواز کرنا بیان فرمایا ہے، اس وجہ سے انہیں ”جعفر طیار“ بھی کہا جاتا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

101- بَابُ قَوْلِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: مَا احْتَذَى النِّعَالَ... بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ جَعْفَرَ...

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول: رسول اللہ ﷺ کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ سے بہتر کسی نے جوتے نہیں پہنے...

3764: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا احْتَذَى النِّعَالَ وَلَا انْتَعَلَ وَلَا رَكِبَ الْمَطَايَا وَلَا رَكِبَ الْكُورَ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَفْضَلَ مِنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بہتر کسی نے جوتا پہنا نہ سواری پر سوار ہوا اور نہ ہی بہتر کجاوے پر سوار ہوا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَالْكُورُ الرَّحْلُ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور "الکور" سے مراد کجاوہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد موقوفاً) اخرجه الحاكم: ٣/٤١، احمد في فضائل الصحابه: ٥٤

تخریج الحدیث: سنن نسائی الکبری: ٨١٥٧، مسند احمد : ٩٣٥٣

فوائد الحدیث: اس حدیث میں سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شان و شوکت کو بیان کیا گیا ہے۔

3765: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ((أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي)). وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا: "تم صورت اور سیرت میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہو۔" (اور اس حدیث میں ایک واقعہ ہے)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ إِسْرَائِيلَ نَحْوَهُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سفیان بن وکیع نے ہمیں بیان کیا، میرے والد نے اسرائیل سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۱۹۰۴۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری :٢٦٩٩

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ شکل و صورت اور اخلاق و کردار میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے۔

(۲) اس میں واقعہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ "عمرۃ القضاء" سے واپس لوٹے تو سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی چچا چچا پکارتی آپ ﷺ کے پیچھے آگئی، تو سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ کر سیدہ فاطمۃ الزاء رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دیا کہ یہ تیرے چچا کی بیٹی ہے، اس کے بعد اس بچی کی پرورش کے حوالے سے سیّدنا علی المرتضیٰ، سیّدنا جعفر اور زید رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہو گیا ہر کوئی اپنا اپنا حق جتلا کر اس بچی کو اپنی کفالت میں لینے کے لیے دلائل دینے لگا، تو آپ ﷺ نے خالہ کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے وہ بچی سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی

اور فرمایا کہ الخالة بمنزلة الامّ "خالہ، ماں کے قائم مقام ہے" اس موقعہ پر آپ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا انت مِنّی وانا منك "تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں" سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے لیے ارشاد ہوا اشبهت خَلقی وخُلُقی "جعفر! تو شکل وصورت اور اخلاق وکردار میں میرے مشابہ ہے"۔ اور سیّدنا زید رضی اللہ عنہ کو انت اخونا و مولانا "کہ تو ہمارا بھائی اور دوست ہے" کہہ کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

(ملخصاً، صحیح بخاری ص ۲/۱۰، کتاب المغازی، باب عمرة القضا)

3766: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو يَحْيَى التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَبُو إِسْحَاقَ الْمَخْزُومِيُّ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنْ كُنْتُ لَأَسْأَلُ الرَّجُلَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ الآيَاتِ مِنَ الْقُرْآنِ أَنَا أَعْلَمُ بِهَا مِنْهُ مَا أَسْأَلُهُ إِلَّا لِيُطْعِمَنِي شَيْئًا فَكُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ لَمْ يُجِبْنِي حَتَّى يَذْهَبَ بِي إِلَى مَنْزِلِهِ فَيَقُولُ لِامْرَأَتِهِ يَا أَسْمَاءُ أَطْعِمِينَا شَيْئًا. فَإِذَا أَطْعَمَتْنَا أَجَابَنِي، وَكَانَ جَعْفَرٌ يُحِبُّ الْمَسَاكِينَ وَيَجْلِسُ إِلَيْهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُونَهُ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَكْنِيهِ بِأَبِي الْمَسَاكِينِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں قرآن کریم کی بعض آیات کے بارے میں نبی ﷺ کے کسی صحابی سے پوچھتا تھا حالانکہ میں اس کے متعلق اس سے زیادہ جانتا تھا، میں اس سے صرف اس لیے پوچھتا تھا کہ وہ مجھے کوئی چیز کھلا دے پس جب میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھتا تھا تو وہ مجھے کوئی جواب نہ دیتے بلکہ مجھے اپنے گھر لے جاتے اور اپنی اہلیہ سے فرماتے: اسماء! ہمیں کھانا کھلاؤ، پس جب وہ ہمیں کھلا دیتیں تو مجھے جواب دیتے، جعفر رضی اللہ عنہ مسکینوں سے محبت کرتے تھے، ان کے ساتھ بیٹھتے تھے ان سے گفتگو کرتے اور وہ ان سے بات چیت کرتے تھے رسول اللہ ﷺ ان کی ابو المساکین کنیت رکھتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو إِسْحَاقَ الْمَخْزُومِيُّ هُوَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْفَضْلِ الْمَدَنِيُّ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَلَهُ غَرَائِبُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ابو اسحاق مخزومی یہ ابراہیم بن فضل مدنی ہیں۔ بعض محدثین نے ان پر ان کے حفظ کے حوالے سے جرح کی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) المشكاة: ٦١٥٢-التحقيق الثاني، اس میں ابراہیم المخزومی متروک ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١٢٥، صحيح بخاری: ٣٧٠٨

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے تھے طلب علم حدیث کی وجہ سے مسجد سے باہر ادھر ادھر نہیں جاتے تھے مبادا رسول اللہ ﷺ کوئی حدیث بیان فرمائیں اور میں سننے سے رہ جاؤں۔ لیکن جب بھوک بہت زیادہ تنگ کرتی تو مالدار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کسی ایسی آیت کی تشریح وتفسیر کا سوال کرتے جس میں فقراء ومساکین پر خرچ کرنے کی فضیلت یا حکم بیان ہوا ہوتا۔ بعض صحابہ کرام تو اس آیت کا مفہوم بیان کر کے آگے گزر جاتے اور بعض کو ان کا مقصد سمجھ آجاتا تو وہ ان کے لیے کھانے پینے کا بندوبست کر دیتے، سیّدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ بھی انہی فیاض اور سخی صحابہ کرام میں سے تھے جب ان سے کسی ایسی آیت کا مفہوم پوچھا جاتا تو وہ جواب دینے کی بجائے اپنے ساتھ گھر لے جاتے اور کھانا وغیرہ کھلانے کے بعد اس آیت کا مفہوم بھی ذکر کر دیتے۔ اَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي۔

3767: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَاتِمُ بْنُ سِيَاهٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ابو المساکین کہا کرتے تھے، جب ہم ان کے پاس آتے تو ہم

يَزِيدَ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا نَدْعُو جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ﷺ أَبَا الْمَسَاكِينِ فَكُنَّا إِذَا أَتَيْنَاهُ قَرَّبْنَا إِلَيْهِ مَا حَضَرَ فَأَتَيْنَاهُ يَوْمًا فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُ شَيْئًا فَأَخْرَجَ جَرَّةً مِنْ عَسَلٍ فَكَسَرَهَا فَجَعَلْنَا نَلْعَقُ مِنْهَا.

تناول ما حضر میں شریک ہو جاتے تھے، ہم ایک دن ان کے پاس آئے تو انہیں کوئی چیز نہ ملی تو وہ شہد کا ایک مٹکا لے آئے اور اسے توڑ دیا، پس ہم اس میں سے چاٹنے لگے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابو سلمہ عن ابی ہریرہ کی حدیث سے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) بعض کے نزدیک یہ ابن عجلان کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١٢٥، صحيح بخاری: ٣٧٠٨

فوائد الحدیث: سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی سخاوت وفیاضی اور غرباء ومساکین خصوصاً طلباء دین کے ساتھ جو محبّت ومودّت اور ہمدردی وخیر خواہی تھی اس کی وجہ سے انہیں "ابو المساکین" کہا جاتا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

102- باب مَنَاقِبِ أَبِي مُحَمَّدِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَالْحُسَيْنِ رضي الله عنهما

ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب اور حسین بن علی رضی اللہ عنہم کے فضائل

3768: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حسن وحسین رضی اللہ عنہما جوان جنتیوں کے سردار ہیں۔"

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ يَزِيدَ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَابْنُ أَبِي نُعْمٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ الْبَجَلِيُّ الْكُوفِيُّ وَيُكْنَى أَبَا الْحَكَمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن ابی نعم یہ عبدالرحمٰن بن ابی نعم البجلی کوفی ہیں، ان کی کنیت ابو الحکم ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٧٩٦، اخرجه ابويعلى: ١١٦٩، الحاكم: ٣/١٦٦، البغوي: ٣٩٣٦

تخریج الحدیث: سنن نسائی الکبری: ٨١٦٩، ٨٥٢٥، مسند احمد: ١٠٩٩٩، ١١٥٩٤، صحيح ابن حبان: ٦٩٥٩

فوائد الحدیث: (١) سیّدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے نواسے، سیّدنا علی المرتضیٰ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے اور لخت جگر تھے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کو آپ سے حد درجہ محبت تھی جس کا آپ ﷺ نے کئی بار عملاً اظہار فرمایا۔

(۳) جو لوگ جوانی کی حالت میں فوت ہوئے وہ جب جنت میں جائیں گے تو سیدین حسنین کریمین رضی اللہ عنہما ان کے سردار ہوں گے۔

3769: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ النَّبَّالُ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَنِي أَبِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: طَرَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى شَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِي قُلْتُ مَا هَذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عَلَى وَرِكَيْهِ فَقَالَ ((هَذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا)).

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے ایک رات کسی ضرورت کے تحت نبی ﷺ کے دروازے پر دستک دی، نبی ﷺ باہر تشریف لائے جبکہ آپ ﷺ نے کمر پر کوئی چیز لپیٹی ہوئی تھی، معلوم نہیں کہ وہ کیا تھا، جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو میں نے عرض کیا: آپ ﷺ نے یہ کیا چیز لپیٹ رکھی ہے آپ ﷺ نے اسے ہٹایا تو حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے کولہوں پر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان دونوں سے محبت فرما اور جو ان دونوں سے محبت کرے اس سے بھی محبت فرما۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ٦١٥٦-التحقيق الثاني، اخرجه الطبراني في الصغير: ٥٥١

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٦٩٦٧

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کی اپنے نواسوں (سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما) سے شفقت کا اظہار بھی ہوتا ہے اور آپ ﷺ کی محبت کا بھی پتہ چلتا ہے۔

(۲) سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت، رسول اللہ ﷺ کی سنت بھی ہے اور آپ ﷺ کی دعا کا ذریعہ بھی، اس لیے ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ ان دونوں ہستیوں سے دلی طور پر محبت کرے۔ لیکن محبت کا مطلب ان کی سیرت و کردار کو اپنانا ہے نا کہ ان کے نام کی نذر و نیاز دینا اور چڑھاوے چڑھانا، یا انہیں مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا اور ان کے متعلق عقیدہ رکھنا کہ وہ، وہ کچھ بھی دے سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے مقدر میں نہیں لکھا، یہ سراسر شرک ہے قطعاً محبت نہیں۔ ایسے عقیدے اور نظریے سے اجتناب ضروری ہے۔

3770: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ: أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا يَسْأَلُ عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ

عبدالرحمٰن بن ابی نعم سے روایت ہے کہ عراق والوں میں سے ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کپڑے کو لگ جانے والے مچھر کے خون کے متعلق مسئلہ پوچھا، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کو دیکھو یہ مچھر کے خون کے بارے میں مسئلہ پوچھ رہا ہے جبکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے (نواسے) کو شہید کر دیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے

((إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَمَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هَذَا.

سنا: ''حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔''
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ شعبہ اور مہدی بن میمون نے اسے محمد بن ابی یعقوب سے روایت کیا۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی اسی مانند نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشكاة: ٦١٥٥، الصحيحة: ٥٦٣، اخرجه احمد في فضائل الصحابه: ١٣٩٠
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٧٥٣، ٥٩٩٤، مسند احمد : ٥٥٦٨، صحيح ابن حبان: ٦٩٦٩
فوائد الحدیث: (۱) جس طرح پھول انسان کے لیے خوشی و مسرت کا باعث ہوتے ہیں اسی طرح بچے بھی گھر کی رونق اور بڑوں کے لیے فرحت کا سبب ہیں، تبھی تو رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو پھول قرار دیا ہے کہ آپ کے لیے خوشی و فرحت کا باعث تھے اور آپ ﷺ کی بیٹی کے گھر کی رونق۔ رضی اللہ عنہما

(۲) کوفہ والوں کا آج بھی یہی حال ہے کہ اپنی خود ساختہ اور بناوٹی معمولی معمولی سنتوں کا بڑا اہتمام کریں گے اور اسے تقویٰ و پرہیز گاری کا معیار بنالیں گے مگر جو اعمال رسول اللہ ﷺ نے کر کے دکھائے اور پھر حکم ارشاد فرمایا کہ ان کی ادائیگی اسی طرح ہی کرنی ہے ان سنتوں اور اعمال کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

3771: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ حَدَّثَنَا رَزِينٌ قَالَ حَدَّثَتْنِي سَلْمَى قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَعْنِي فِي الْمَنَامِ وَعَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَا لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ ((شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا)).
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

سلمیٰ نے بیان کیا، میں ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جبکہ وہ رو رہی تھیں، میں نے کہا: کیوں روتی ہو؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ کے سر اور داڑھی پر مٹی ہے، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ابھی ابھی حسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کے وقت موجود تھا۔''
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) المشكاة: ٦١٥٧، سلمیٰ مجہول ہے۔ ضعيف الترمذي: ٧٨٧
تخریج الحدیث: تاريخ الكبير: ٣/٨١، معجم الكبير للطبرانی: ٢٣/٨٨٢، اسد الغابة: ٢/٢٣، تهذيب الكمال: ٩/١٨٧
فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً بھی ضعیف ہے اور متن کے اعتبار سے بھی کئی ایک صحیح احادیث کے خلاف ہے اس لیے اس کا مضمون درست نہیں، مثلاً

۱۔ آپ ﷺ تو فوت ہو چکے اور دنیاوی زندگی سے آپ ﷺ کا رابطہ کٹ چکا ہے۔ آپ کو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مقتل یا ان کے قتل سے کوئی ربط و تعلق نہیں۔

۲۔ آپ ﷺ نے اس طریقے سے غم کا اظہار تو کبھی اپنی زندگی میں نہیں کیا حالانکہ آپ ﷺ کو کئی ایک بھاری صدمات کا سامنا بھی کرنا پڑا، تو فوت ہونے کے بعد آپ ﷺ یہ عمل کیونکر کر سکتے ہیں۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ تو اس انداز سے اظہار غم کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ جس کام سے آپ ﷺ منع فرمائیں وہ خود کیسے کر سکتے ہیں۔

(۲) آج کل اس روایت کی آڑ میں جو لوگ ماتم وغیرہ کا جواز تلاش کرتے ہیں ان کی سعی نامشکور ہے۔

3772: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّ أَهْلِ بَيْتِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ ((الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ)). وَكَانَ يَقُولُ لِفَاطِمَةَ ((ادْعِي لِي ابْنَيَّ)). فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، آپ ﷺ کو اپنے اہل بیت میں سے سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”حسن و حسین (رضی اللہ عنہما)۔“ آپ ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے: ”دونوں بیٹوں کو میرے پاس بلاؤ پس آپ ﷺ انہیں سونگھتے (پیار کرتے) اور انہیں گلے سے لگاتے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦١٥٨، اس میں یوسف بن ابراہیم ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: التاريخ الكبير: ٨/٣٧٧، مسند ابو يعلى: ٤٢٩٤، الكامل لابن عدى: ٧/٢٦٢٣

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن عملاً یہی صورتحال ہے کہ فطری طور پر انسان کو اپنی اولاد یا اپنے بچوں کی اولاد سے محبّت ہوتی ہے خصوصاً اس وقت جب اپنے بچے چھوٹے نہ ہو اور اپنے بیٹوں یا بیٹیوں کی اولاد چھوٹی ہو تو ان سے آدمی پیار کرتا ہے رسول اللہ ﷺ بھی ایسا کرتے تھے کہ سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھا لیتے، کبھی اپنے ساتھ منبر پر بھی بٹھا لیتے اسی طرح کبھی اپنی بڑی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی سیّدہ، امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر مسجد لے آتے اور انہیں اٹھا کر نماز بھی ادا فرماتے۔ اللہ تعالیٰ ایسی خوشیاں اور رونقیں سب کو نصیب فرمائے۔ (آمین)

103- بَابُ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ

میرا یہ بیٹا سردار ہے.....

3773: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا الأَشْعَثُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: صَعِدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَقَالَ ((إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ يُصْلِحُ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ)).

سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے تو فرمایا: ”میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ اس کے ہاتھوں پر دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یعنی (بیٹے سے مراد) حسن بن علی رضی اللہ عنہما ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الروض النضير: ٩٢٣، الارواء: ١٥٩٧

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٢٧٠٤، ٣٦٢٩، سنن ابو داود: ٤٦٦٢، سنن النسائى: ٣/١٠٧، وفى الكبرى: ١٧١٨،

٨١٦٦، مسند احمد : ٢٠٣٩٢، صحيح ابن حبان: ٦٩٦٤

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کی یہ پیش گوئی اس وقت پوری ہوئی جب سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ، سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے خود خلافت سے دستبردار ہو گئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو قبول کر لیا۔

104- باب حَمْلِهِ وَوَضْعِهِ ﷺ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ...

نبی اکرم ﷺ کا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھانا اور اپنے آگے بٹھانا.....

3774: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُنَا إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((صَدَقَ اللهُ (إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ) فَنَظَرْتُ إِلَى هَذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قَطَعْتُ حَدِيثِي وَرَفَعْتُهُمَا)).

سیّدنا ابو بریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو حسن و حسین رضی اللہ عنہما قمیض پہنے چلتے اور لڑکھڑاتے ہوئے آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے منبر سے اتر کر انہیں اٹھایا اور اپنے آگے بٹھالیا، پھر آپ ﷺ فرمایا: اللہ نے سچ فرمایا: ''تمہارے اموال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں۔'' میں نے ان دو بچوں کو چلتے اور لڑکھڑاتے ہوئے دیکھا تو میں صبر نہ کر سکا حتی کہ میں نے اپنی بات / گفتگو کو کاٹ کر انہیں اٹھالیا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف حسین بن واقد کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٦٨/٨، ابن خزيمه: ١٤٥٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١١٠٩، سنن ابن ماجه: ٣٦٠٠، سنن النسائی: ٣/١٠٨، ١٩٢، مسند احمد : ٢٢٩٩٥، صحيح ابن حبان: ٦٠٣٨

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے جہاں رسول اللہ ﷺ کی اپنے ان دونوں نواسوں سے محبّت ثابت ہوتی ہے وہاں یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ۔ اگر خطیب کو دوران خطبہ ضرورت پڑے تو وہ خطبہ منقطع کر سکتا ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے موقعہ کی مناسبت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو مسئلہ بھی سمجھا دیا کہ اولاد اور مال کس طرح انسان کے لیے آزمائش بن جاتے ہیں کہ آدمی بچوں کو تکلیف میں اور مال کو ضائع ہوتے برداشت نہیں کر سکتا۔

3775: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ)).

سیّدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں، جو حسین سے محبّت کرے اللہ اس سے محبت کرے، حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہیں (رضی اللہ عنہ)۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَإِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اسے صرف عبداللہ بن عثمان بن خثیم کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ کئی ایک نے اسے عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٢/١٠٢، احمد في الفضائل: ١٣٦١، الصحيحة: ١٢٢٧

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٤٤، مسند احمد : ١٧٥٦١، صحيح ابن حبان: ٦٩٧١

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے اپنی نسبی قرابت کو بیان فرمایا ہے جو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے لیے شرف کا باعث ہے۔

(۲) "سبط" کا معنی نواسہ بھی ہے یعنی حسین رضی اللہ عنہ نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔ (یہ محبّت کا انداز ہے) اور "سبط" کا معنی قبیلہ بھی ہے جس کے دو مفہوم ہیں:

۱۔ حسین رضی اللہ عنہ اکیلا ہی ایک قبیلے کی حیثیّت رکھتا ہے۔ (یہ ان کی عظمت و شان ہے۔)

۲۔ حسین رضی اللہ عنہ کی نسل خوب پھلے پھولے گی۔ یہ سارے مفاہیم ہی درست ہیں کوئی بھی ایک دوسرے کے منافی نہیں۔

3776: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِرَسُولِ اللهِ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ کوئی اور رسول اللہ ﷺ سے مشابہت نہیں رکھتا تھا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه احمد في فضائل الصحابه: ١٣٦٩، عبد بن حميد: ١١٦١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٧٥٢، مسند احمد : ١٢٦٧٤، صحيح ابن حبان: ٦٩٧٣

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کے خاندان میں سے پانچ افراد آپ ﷺ کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے:

۱۔ سیّدنا ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب۔

۲۔ سیّدنا قثم بن عباس بن عبد المطلب۔

۳۔ سیّدنا سائب بن عبید بن عبد یزید۔

۴۔ سیّدنا حسن بن علی بن ابی طالب۔

۵۔ سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم (بحوالہ: حیات صحابہ کے درخشاں پہلو ص ۲۷۳)

ان میں سے سب سے زیادہ سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ سے مشابہ تھے۔

3777: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ.

سیّدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ الزُّبَيْرِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
اور اس باب میں ابو بکر صدیق، ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۸۲۶۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۵۴۳، ۳۵۴۴، صحیح مسلم: ۲۳۴۳، سنن النسائی فی الکبری: ۸۱۶۲، مسند احمد: ۱۸۷۴۵

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۷۷۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3778: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ قَالَتْ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَقُولُ بِقَضِيبٍ لَهُ فِي أَنْفِهِ وَيَقُولُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا حُسْنًا لَمْ يُذْكَرْ. قَالَ: قُلْتُ: أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں ابن زیاد کے پاس تھا تو حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا وہ اپنی چھڑی ان کی ناک پر لگا کر کہتا: میں نے اس کی مثل حسن نہیں دیکھا نہ بیان کیا گیا ہے۔ میں نے کہا: سنو، یہ رسول اللہ ﷺ سے ان سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشکاۃ: ۶۱۷۰-التحقیق الثانی، اخرجہ الطبرانی فی الکبیر: ۲۸۷۹

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۷۴۸، فضائل الصحابۃ: ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، معجم الکبیر للطبرانی: ۲۸۷۹، مسند ابو یعلی: ۲۸۴۱، مسند احمد: ۱۳۷۴۸، صحیح ابن حبان: ۶۹۷۲

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ چونکہ بہت زیادہ حسین اور خوبصورت تھے اس لیے ان کے حُسن کا بڑا چرچا تھا تو ابن زیاد نے آپ کی خوبصورتی کا مذاق اڑایا تو سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فوراً جواب دیا کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی خوبصورتی کے کیا کہنے آپ تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

(۲) اس حدیث سے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بھی آپ ﷺ سے مشابہت ثابت ہوئی۔

(۳) آدمی جب بھی کوئی غلط بات دیکھے تو اسے فوراً اس کی تردید کرنی چاہیے خواہ سامنے کتنا ہی بڑا ظالم و جابر کیوں نہ ہو۔

3779: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْحَسَنُ أَشْبَهُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ، وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهُ بِالنَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ.
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سینے اور سر کے درمیان حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں اور اس سے نچلے حصے میں حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة ب ٦١٦١، اس میں ہانی بن ہانی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٧٤، صحيح ابن حبان: ٦٩٧٤

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس سند سے یہ تفصیل ثابت نہیں۔

3780: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: لَمَّا جِيءَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ وَأَصْحَابِهِ نُضِّدَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحَبَةِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ: قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ. فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَخَلَّلُ الرُّءُوسَ حَتَّى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتَّى تَغَيَّبَتْ ثُمَّ قَالُوا: قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ. فَفَعَلَتْ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

عمارہ بن عمیر نے بیان کیا، جب عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر رحبہ میں مسجد میں لا کر ترتیب وار رکھ دیے گئے تو میں ان کے پاس گیا جبکہ وہ کہہ رہے تھے: آگیا، آگیا، پس وہ ایک سانپ تھا جو کہ آیا اور سروں میں پھرنے لگا حتیٰ کہ عبیداللہ بن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو گیا تھوڑی دیر وہاں رہا اور پھر نکل گیا اور چلا گیا حتیٰ کہ غائب ہو گیا، انہوں نے پھر کہا: آگیا، آگیا اس نے دو یا تین بار اس طرح کیا۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) بعض کے نزدیک یہ اعمش کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: یہ وہی عبیداللہ بن زیاد ہے جس کے سامنے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک رکھا تھا اور یہ ان کی ناک پہ چھڑی رکھ کر ان کے حُسن و خوبصورتی کا مذاق اڑاتا تھا، اسی جگہ پر اب اس کا سر رکھا گیا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ معاملہ پیش آیا۔

105- بَابٌ إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حسن و حسین رضی اللہ عنہما نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں

3781: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: سَأَلَتْنِي أُمِّي مَتَى عَهْدُكَ؟ تَعْنِي بِالنَّبِيِّ ﷺ. فَقُلْتُ مَا لِي بِهِ عَهْدٌ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا. فَنَالَتْ مِنِّي فَقُلْتُ لَهَا دَعِينِي آتِي النَّبِيَّ ﷺ فَأُصَلِّيَ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَأَسْأَلُهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِي وَلَكِ. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلَّى حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهُ فَسَمِعَ صَوْتِي فَقَالَ ((مَنْ هَذَا حُذَيْفَةُ)). قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ ((مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ)).

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میری والدہ نے مجھ سے پوچھا تم نبی ﷺ کے پاس کس وقت جاتے ہو؟ میں نے کہا: میں تو اتنے اور اتنے دنوں سے آپ ﷺ کے پاس گیا ہی نہیں۔ پس وہ مجھ سے ناراض ہو گئیں تو میں نے ان سے کہا: مجھے چھوڑ دیں (معاف کر دیں) میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مغرب کی نماز ان کے ساتھ پڑھوں گا، اور ان سے درخواست کروں گا کہ وہ میرے اور آپ کے لیے بخشش طلب کریں۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھی حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھی، پھر آپ ﷺ لوٹے تو میں آپ ﷺ کے پیچھے

قَالَ: ((إِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ، اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

پیچھے چلا، آپ ﷺ نے میری آواز سنی تو فرمایا: ''کون؟ حذیفہ؟'' میں نے عرض کیا، جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تمہیں اور تمہاری والدہ کو معاف فرمائے کیا کام ہے؟'' پھر فرمایا: ''یہ ایک فرشتہ ہے وہ اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا اس نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ وہ مجھے سلام کرے اور مجھے بشارت دے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جنتی خواتین کی سردار ہیں، اور حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔ اور ہم اسے صرف اسرائیل کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢٠٥-٢٠٦، المشكاة: ٦١٦٢، الصحيحة: ٢٧٨٥

تخریج الحدیث: سنن نسائی الکبری: ٨٣٨٠، ٨٢٩٨، ٨٣٦٥، مسند احمد : ٢٣٣٢٩، ٢٣٤٣٦، صحيح ابن حبان: ٦٩٦٠، ٧١٢٦

فوائد الحدیث: (۱) والدین کو اپنے بچوں کی تربیت کا خیال رکھنا چاہیے اور وقتاً فوقتاً انہیں نماز وغیرہ کے متعلق پوچھتے رہیں تاکہ وہ سست نہ ہو جائیں۔

(۲) اولاد کو بھی اپنے والدین کی کماحقہ فرمانبرداری کرتے ہوئے ان کی خواہش کے مطابق زیادہ سے زیادہ نیکی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(۳) خود بھی اپنے والدین کے لیے دعا کریں اور دوسروں سے بھی ان کے لیے دعا کروائیں۔

(۴) سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی فضیلت اس حدیث سے ثابت ہوتی ہے۔

3782: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَبْصَرَ حَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا)).

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو فرمایا: ''اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٧٨٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٧٤٩، صحيح مسلم: ٢٤٢٢، سنن نسائی الکبری: ٨١٦٣، مسند احمد : ١٨٥٠١، ١٨٥٧٧، صحيح ابن حبان: ٦٩٦٢

3783: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے کندھے پر بٹھائے (سوار کیے)

عَازِبٍ يَقُولُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعًا الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ وَهُوَ يَقُولُ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ)).

ہوئے دیکھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: "اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْفُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ فضیل بن مرزوق کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٧٨٩، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠١/١٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٧٤٩، صحيح مسلم: ٢٤٢٢، سنن نسائی الکبری: ٨١٦٣، مسند احمد: ١٨٥٠١، ١٨٥٧٧، صحيح ابن حبان: ٦٩٦٢

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اپنے بچوں اور خاندان کے لیے بہتر مستقبل کی دعا کرتے رہنا چاہیے خصوصاً آخرت کی بہتری کے لیے۔

3784: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ وَهْرَامَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے کندھے پر سوار کیے ہوئے تھے، ایک آدمی نے کہا: لڑکے! تم کتنی اچھی سواری پر سوار ہو، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ سوار بھی بہت اچھا ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَزَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ قَدْ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، زمعہ بن صالح کو بعض محدثین نے اس کے حفظ کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦١٦٣، اس میں زمعہ بن صالح ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: الكامل لابن عدی: ٧/١٠٨٥

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن حقیقت تو یہی ہے کہ سوار اور سواری دونوں ہی اچھے اور بہترین ہیں، سوار بچوں میں سے، اور سواری ساری مخلوقات میں سے۔ (ﷺ)

(۲) آپ ﷺ کا اپنے نواسوں سے شفقت کا انداز بھی معلوم ہوا۔

3785: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ كَثِيرٍ النَّوَّاءِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ نَجْبَةَ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ أُعْطِيَ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ أَوْ نُقَبَاءَ وَأُعْطِيتُ أَنَا أَرْبَعَةَ عَشَرَ)). قُلْنَا مَنْ هُمْ قَالَ: أَنَا وَابْنَايَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَةُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَالْمِقْدَادُ وَحُذَيْفَةُ وَأَبُو ذَرٍّ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کو سات بہترین ساتھی عطا کیے گئے جبکہ مجھے چودہ عطا کیے گئے۔" ہم نے عرض کیا، وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں، میرے دو بیٹے (نواسے)، جعفر، حمزہ، ابو بکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، مقداد، حذیفہ، ابو ذر اور عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہم)۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوفًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔ یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦٢٤٦-التحقيق الثاني، اس میں کثیر ضعیف راوی ہے۔

تخریج الحدیث: الكامل لابن عدى: ٦/٢٠٨٧

فوائد الحدیث: ان تمام مذکور اصحاب کے فضائل و مناقب صحیح احادیث سے ثابت ہیں، رضی اللہ عنہم البتہ حدیث الباب سنداً ضعیف ہے۔

106- باب مَنَاقِبِ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے مناقب

3786: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ هُوَ الأَنْمَاطِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي)).

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "لوگو! میں نے تم میں جو چھوڑا ہے اگر تم نے اسے تھام لیا تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے، اللہ کی کتاب، میری عترت میرا اہل بیت۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ.

اس باب میں ابوذر، ابو سعید، زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. قَالَ وَزَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ قَدْ رَوَى عَنْهُ سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔ انہوں نے کہا: زید بن حسن جو ہیں ان سے سعید بن سلیمان اور کئی دیگر اہل علم نے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٦١٤٣-التحقيق الثاني، بعض کے نزدیک یہ زید بن الحسن کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانى: ٢٦٨٠، مسند احمد: ١٩٢٦٥، ١٩٣١٣

فوائد الحدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر بہت سے ایسے اہم امور بیان فرمادیے جو امت کے لیے ہمیشہ راہنما اصول قرار پائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تھا اور پھر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اتنے بڑے اجتماع سے اس کے بعد مخاطب نہیں ہونا تھا۔ انہی راہنما اصولوں میں سے ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا کہ میرے بعد کتاب اللہ (قرآن مجید) اور میرے اہل بیت کو لازم پکڑنا تم گمراہ نہیں ہوگے، یعنی جس طرح قرآن مجید کی عزت و توقیر کروگے میرے "اہل بیت" کا بھی اسی طرح ادب و احترام کرنا اور کتاب اللہ کی روشنی میں "اہل بیت" سے بھی راہنمائی لینا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مسائل کی تعلیم اور تفہیم کے لیے "ازواج مطہرات" کی طرف رجوع فرمایا کرتے تھے جو کہ "حقیقی اہل بیت" اور اس حدیث کا اولین مصداق ہیں۔

3787: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الأَصْبَهَانِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَبِيبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ ((اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا)). قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأَنَا مَعَهُمْ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ ((أَنْتِ عَلَى مَكَانِكِ وَأَنْتِ إِلَى خَيْرٍ)).

نبی ﷺ کے سوتیلے بیٹے عمر بن ابی سلمہ نے بیان کیا، یہ آیت نبی ﷺ پر نازل ہوئی: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ”اللہ تو اہل بیت تم سے گندگی دور کر کے تمہیں خوب پاک صاف کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔“ آپ ﷺ اس وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے، نبی ﷺ نے فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور انہیں ایک چادر کے ساتھ ڈھانپ لیا جبکہ علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پشت کے پیچھے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی چادر کے ساتھ ڈھانپ لیا پھر فرمایا: ”اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، پس ان سے گندگی دور کر دے اور انہیں خوب اچھی طرح پاک صاف کر دے۔“ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں ان کے ساتھ ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنی جگہ اور مقام و مرتبہ پر ہو اور تم خیر و بھلائی پر ہو۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَأَبِي الْحَمْرَاءِ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ ام سلمہ، معقل بن یسار، ابو الحمراء اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۳۲۰۵

تخریج الحدیث: مشکل الآثار: ۷۷۱

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کے حقیقی اور اولین اہل بیت اطہار آپ ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔

(۲) آپ ﷺ نے سیّدنا علی المرتضیٰ، سیدہ فاطمہ اور سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے اعزازی طور پر اپنے اہل بیت میں شامل فرمایا ہے۔

(۳) اہل بیت النسبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ ان سے ہر قسم کے عقائد، اعمال، اخلاق و کردار کی نجاست کو دور کر کے انہیں پاکیزہ اور پاک صاف کر دیا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(”اہل بیت“ کون ہیں؟۔ کی تفصیلی بحث کے لیے حدیث نمبر ۳۲۰۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

3788: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ كُوفِيٌّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَالأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تم میں جو چیز چھوڑنے والا ہوں اگر تم نے اسے تھامے رکھا تو تم میرے بعد گمراہ نہیں ہوگے، ان میں سے

قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الآخَرِ كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا)).

ایک دوسرے سے عظیم تر ہے؟" اللہ کی کتاب جو کہ آسمان سے زمین کی طرف ایک دراز رسی ہے، اور میری عترت اہل بیت، وہ دونوں جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ حوض (کوثر) پر میرے ہاں پیش ہوں گے، پس دیکھو تم ان میں میری کس طرح جانشینی کرتے ہو۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٦١٤٤، الروض النضير: ٩٧٧-٩٧٨، الصحيحة: ٣٥٦-٣٥٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٤٠٨، سنن نسائي الكبرى: ٨١٤٨، ٨١٧٥، ٨٤٦٤، مسند احمد: ١٩٢٦٥، ١٩٣١٣، ١١١٠٤ صحيح ابن حبان: ١٢٣

فوائد الحدیث: "لن یتفرقا" (وہ دونوں جدا نہیں ہوں گے) کا مفہوم یہ ہے کہ میرے "اہل بیت" ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ اس لیے تم بھی دونوں کا خیال رکھنا قرآن مجید پر عمل کرنا اسے مضبوطی سے تھامنا اور میرے اہل بیت کی عزت و توقیر اور ادب و احترام کے تقاضوں کو پورا کرنا، اسی لیے فرمایا فانظروا کیف تخلفونی فیهما "تو تم دیکھو کہ میرے بعد تم ان میں میری کس طرح جانشینی کرتے ہو"۔

3789: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الأَشْعَثِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُلَيْمَانَ النَّوْفَلِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَحِبُّوا اللهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ وَأَحِبُّونِي بِحُبِّ اللهِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي بِحُبِّي)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے جو تمہیں نعمتیں دی ہیں اور وہ ان میں سے تمہیں غذا فراہم کرتا ہے اس وجہ سے اسی سے محبّت کرو، اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبّت کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج فقه السيرة: ٢٣، اس میں عبداللہ بن سلیمان مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: التاريخ الكبير: ١/١٨٣، معجم الكبير للطبراني: ٢٦٣٩، مستدرک حاكم: ٣/١٥٠، حلية الاولياء: ٣/٢١١، تاريخ بغداد: ٤/١٦٠، تهذيب الكمال: ١٥/٦٤

فوائد الحدیث: (۱) "سبحان اللہ" رسول اللہ ﷺ نے کس انداز سے بات کو سمجھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے محبّت فرماتے ہیں اور مجھے اہل بیت سے محبت ہے لہٰذا تمہیں اگر اللہ تعالیٰ سے محبّت ہے تو پھر مجھ سے بھی محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے بھی محبت کرو۔ کیونکہ محبوب کا محبوب بھی محبوب ہی ہوتا ہے۔ یہ تو نہیں کہ مجھ سے تو محبّت کا دعویٰ کرو لیکن میرے اہل بیت، ازواج مطہرات وغیرہ پر زبان طعن دراز کرو۔ تلك اذا قسمة ضيزى

(۲) روایت سنداً ضعیف ہے لیکن دوسرے دلائل کی رو سے مسئلہ صحیح ہے۔

107- باب مَنَاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رضى الله عنهم

معاذ بن جبل، زید بن ثابت، ابی بن کعب اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم کے فضائل

3790: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ دَاوُدَ الْعَطَّارِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللهِ عُمَرُ وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَقْرَؤُهُمْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابو بکر ہیں، اللہ کے امر (دین) کے بارے میں سب سے زیادہ پختہ عُمر ہیں، ان میں سے سب سے زیادہ باحیا عُثمان بن عفان ہیں، ان میں سے حلال و حرام کے متعلق سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں، فرائض (وراثت) کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھنے والے زید بن ثابت ہیں، سب سے زیادہ قاری قرآن اُبی بن کعب ہیں، اور ہر امت کا امین ہوتا ہے، میری اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں (رضی اللہ عنہم)۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَالْمَشْهُورُ حَدِيثُ أَبِي قِلَابَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے قتادہ کی روایت کے حوالے سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور ابو قلابہ نے اسے انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ جبکہ مشہور ابو قلابہ کی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو نعيم في الحلية: ١٧٥/٧، صحيح الترمذي: ٢٩٨٢

تخریج الحدیث: مصنف عبدالرزاق: ٢٠٣، سنن سعيد بن منصور: ٤

فوائد الحدیث: حدیث الباب میں مذکور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان اوصاف کی جھلک ان کی زندگیوں میں بھی بدرجہ اتم نظر آتی ہے۔ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:٢٩) کہ آپ ﷺ کے صحابہ کافروں پر سخت آپس میں بڑے نرم دل ہیں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

3791: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللهِ عُمَرُ وَأَصْدَقُهُمْ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ رحم و شفقت کرنے والے ابو بکر ہیں، اللہ کے دین کے بارے میں ان میں سے سب سے زیادہ سخت عمر ہیں، سب سے زیادہ

حَيَاءً عُثْمَانُ وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا وَإِنَّ أَمِينَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)).

باحیا عثمان ہیں، اللہ کی کتاب کے سب سے زیادہ قاری اُبی بن کعب ہیں، ان میں سے فرائض کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھنے والے زید بن ثابت ہیں، حرام و حلال کے متعلق سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں۔ سنو! ہر امت کے لیے امین ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں (رضی اللہ عنہم)۔"

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي عاصم: ١٢٨١، ابو نعيم في الحلية: ١٢٣/٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٥٤، سنن نسائی الکبری: ٨١٨٥، ٨٢٢٩، مستدرک حاکم : ٤٢٢/٣، شرح مشکل الآثار: ٨٠٨، مسند احمد : ١٢٩٠٤، ١٣٩٩٠، صحيح ابن حبان: ٧١٣١، ٧١٣٧، ٧٢٥٢

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض صحابہ کے بعض وہ اوصاف بیان فرمائے جن میں وہ دوسروں سے ممتاز تھے تاکہ بوقت ضرورت متعلقہ مسئلے میں ان سے استفادہ کیا جاسکے۔ واللہ اعلم

3792: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ((إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ (لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا)). قَالَ وَسَمَّانِي قَالَ ((نَعَمْ)). فَبَكَى.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں یہ پڑھ کر سناؤں: ((لم يكن الذين كفروا)) (البینہ)، "انہوں نے عرض کیا، اس اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ فرمایا: "ہاں۔" پس وہ رونے لگے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا نبی ﷺ نے مجھے فرمایا اور اسی مانند ذکر کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٩٠٨، اخرجه ابويعلى: ٢٨٤٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٨٠٩، صحیح مسلم: ٧٩٩، ٢٤٦٥، ١٢١، سنن نسائی الکبری: ٨٢٣٨، مسند احمد : ١٢٣٢٠، ١٢٩١٩، صحيح ابن حبان: ٧١٤٤

فوائد الحدیث: اس حدیث سے جہاں سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے وہاں اللہ وحدہ لاشریک کا کلام کرنا بھی ثابت ہوتا ہے۔

3793: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ يُحَدِّثُ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ ((إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ)). فَقَرَأَ عَلَيْهِ (لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: "اللہ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں قرآن سناؤں پس آپ ﷺ نے انہیں سورۃ البینہ پڑھ کر سنائی، آپ ﷺ نے اس میں یہ بھی پڑھا: اللہ کے ہاں دین تو حنیفیہ

أَهْلِ الْكِتَابِ) فَقَرَأَ فِيهَا ((إِنَّ ذَاتَ الدِّينِ عِنْدَ اللهِ الْحَنِيفِيَّةُ الْمُسْلِمَةُ لَا الْيَهُودِيَّةُ وَلَا النَّصْرَانِيَّةُ مَنْ يَعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُكْفَرَهُ)). وَقَرَأَ عَلَيْهِ ((وَلَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى إِلَيْهِ ثَانِيًا وَلَوْ كَانَ لَهُ ثَانِيًا لَابْتَغَى إِلَيْهِ ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ)).

مسلمہ ہے، یہودیت ہے نہ نصرانیت، جو کوئی نیک عمل کرے گا تو اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی۔" اور آپ ﷺ نے انہیں پڑھ کر سنایا: "اگر انسان کے پاس مال کی ایک وادی ہو تو وہ دوسری تلاش کرے گا، اگر اسے دوسری مل جائے تو تیسری کی خواہش کرے گا، انسان کے پیٹ کو صرف (قبر کی) مٹی ہی بھرے گی، اور جو توبہ کرتا ہے اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

رَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ)). وَقَدْ رَوَى قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأُبَيٍّ ((إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ)).

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ نے اپنے والد کے حوالے سے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن پڑھ کر سناؤں" قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے اُبی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن پڑھ کر سناؤں"۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۳۸۹۸۔

فوائد الحدیث: (۱) یہ حدیث دلیل ہے کہ سورۃ البینۃ سے کچھ آیات منسوخ کی گئی ہیں۔

(۲) انسان کو دنیا کے مال و متاع کا لالچ نہیں کرنا چاہیے بلکہ آخرت کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ دنیا کا مال و دولت تو یہاں رہ جانا ہے جبکہ آخرت کی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اسے سنوارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(۳) اگر کوئی غلطی سے گناہ ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہیے۔

3794: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ. قُلْتُ لِأَنَسٍ مَنْ أَبُو زَيْدٍ قَالَ أَحَدُ عُمُومَتِي.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں چار حضرات نے قرآن جمع کیا وہ سب انصار تھے: اُبی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہم۔ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا: ابو زید کون ہیں؟ انہوں نے کہا: میرے ایک چچا ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه النسائي في فضائل الصحابه: ۱۸۱، البزار: ۲۸۰۲، ابويعلى: ۲۸۷۸

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۸۱۰، ۵۰۰۳، صحیح مسلم: ۲۴۶۵، ۱۱۹، ۱۲۰، سنن نسائی الکبری: ۸۰۰۰،

٨٢٨٦، مسند احمد : ١٣٤٤١، ١٣٩٤٢، صحيح ابن حبان: ٧١٣٠

فوائد الحدیث: (۱)ان اصحاب اربعہ کے لیے یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارک میں ہی قرآن مجید کو جمع کرنے کا اعزاز بخشا۔

(۲)قرآن مجید کے مکمل محفوظ ہونے کی بھی دلیل ہے۔

3795: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نِعْمَ الرَّجُلُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کتنے اچھے شخص ہیں ابو بکر، کتنے اچھے شخص ہیں عمر، کتنے اچھے شخص ہیں ابو عبیدہ بن جراح، کتنے اچھے شخص ہیں اسید بن حضیر، کتنے اچھے شخص ہیں ثابت بن قیس بن شماس، کتنے اچھے شخص ہیں معاذ بن جبل، کتنے اچھے شخص ہیں عمرو بن الجموح (رضی اللہ عنہم)۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، ہم اسے صرف سہیل کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن سعد: ٣/٦٠٥، البخاري في الادب المفرد: ٣٣٧

تخریج الحدیث: سنن نسائی الکبری: ٨٢٣٠، ٨٢٤٣، مسند احمد : ٩٤٣١، صحيح ابن حبان: ٦٩٩٧، ٧١٢٩

فوائد الحدیث: (۱)رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض اصحاب کا ذکر خیر کر کے یہ تعلیم دی ہے کہ اپنے ماتحتوں کی خوبیوں کا اعتراف بھی کرنا چاہیے اور اس پر ان کی حوصلہ افزائی بھی کریں خواہ ان کی تعریف میں کوئی کلمہ ہی بول دیں۔

(۲)بعض لوگ شاید فطرتاً بخیل ہوتے ہیں کہ وہ کسی کی صلاحیتوں سے فائدہ بھی اٹھائیں گے، اس کے سر انجام دیے ہوئے کام سے مطمئن بھی ہوں گے لیکن اس کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے بلکہ کوئی نہ کوئی اعتراض ہی جڑ دیں گے خواہ وہ کتنا ہی نامعقول کیوں نہ ہو، بس اپنا تنقید کرنے والا شوق ضرور پورا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

3796: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَا: ابْعَثْ مَعَنَا أَمِينًا. فَقَالَ ((فَإِنِّي سَأَبْعَثُ مَعَكُمْ أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ)). فَأَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ رضي الله عنه.

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کسی قوم کا سردار اور ولی عہد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان دونوں نے عرض کیا: ہمارے ساتھ کسی امین کو بھیج دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں عنقریب تمہارے ساتھ ایک حقیقی امین شخص کو بھیجوں گا۔“ لوگوں نے اس کی خواہش کی لیکن آپ ﷺ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ راوی نے بیان کیا، ابو اسحاق جب اس حدیث کو صلہ سے بیان کرتے تھے تو کہتے تھے: میں نے اسے ساٹھ سال سے سنا ہے۔

قَالَ وَكَانَ أَبُو إِسْحَاقَ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ صِلَةَ قَالَ: سَمِعْتُهُ مُنْذُ سِتِّينَ سَنَةً.

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَأَنَسٍ رضی الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هَذِهِ الأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)).

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
یہ حدیث عمر اور انس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں"۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٦١٢٣-التحقيق الثاني، الصحيحة: ١٩٦٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٧٤٥، صحيح مسلم: ٢٤٢٠، سنن ابن ماجه: ١٣٥، سنن نسائی الكبرى: ٨١٩٧، ٨١٩٨، مسند احمد : ٢٣٢٧٢، ٢٣٣٧٧، صحيح ابن حبان: ٦٩٩٩، ٧٠٠٤، سنن ابن ماجه: ١٣٦

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱/۳۷۵۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

108- باب مَنَاقِبِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے فضائل

3797: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَبِي رَبِيعَةَ الإِيَادِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ إِلَى ثَلَاثَةٍ عَلِيٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنّت تین افراد: علی، عمار اور سلمان (رضی اللہ عنہم) کی مشتاق ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف حسن بن صالح کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٢٣٢٩، اس کی سند الحسن بن صالح کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٢٧٧٩، ٢٧٨٠، معجم الكبير للطبرانی: ٦٠٤٥۔ مستدرک حاکم: ٣/١٢٧

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت ان الفاظ سے تو ضعیف ہے البتہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ یہ تینوں اصحاب قطعی جنتی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۲) سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان ہو چکے، سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ کے مناقب اگلی احادیث میں ہی آ رہے ہیں۔

(۳) سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اصفہان کے علاقے میں رہنے والے ایک فارسی النسل نوجوان تھے، آتش پرست مجوسی گھرانے میں آنکھ کھولی لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کی بہتری، ہدایت منظور تھی کہ سلمان رضی اللہ عنہ کو جنتوں کا وارث بنانا ہے، تو یہ ہدایت کی تلاش میں گھر سے نکلے، ناز و نعمت میں پلے ہوئے نوجوان نے ساری سہولتوں کو خیرباد کہہ کر علم دین حاصل کرنے کی راہ لی، کئی ایک راہبوں اور پادریوں سے ہوتے ہوئے آخر کار مدینہ منورہ پہنچے، اور پھر پوری تحقیق کرنے کے بعد حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ اعزاز بھی بخشا کہ انہیں اپنے اہل بیت کا ایک فرد قرار دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

109- باب مَنَاقِبِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَ كُنِيَّتُهُ أَبُو الْيَقْظَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ان کی کنیت ابو الیقظان ہے

3798: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: جَاءَ عَمَّارٌ يَسْتَأْذِنُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((ائْذَنُوا لَهُ مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ آئے اور نبی ﷺ سے اجازت طلب کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”انہیں اجازت دو، خوش آمدید پاک ذات پاک خصلت۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ١٠٣١، البزار: ٧٣٩، ابويعلى: ٤٠٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٤٦، مسند احمد : ٧٧٩، صحيح ابن حبان: ٧٠٧٥

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ کے والد محترم کا نام ”یاسر“ اور والدہ محترمہ کا نام ”سمیہ“ تھا یہ پورا گھرانہ اسلام کے ابتدائی دور میں ہی مسلمان ہوا اور کفار و مشرکین کے ہاتھوں سخت اذیتیں اٹھائیں، حتیٰ کہ سیّدنا یاسر اور سیّدہ سمیہ رضی اللہ عنہما کو شہید کر دیا گیا یوں انہیں اسلام میں پہلے پہلے شہید ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ بھی جنگ صفین میں شہید کر دیے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲) سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بڑے پاک باز اور پاکیزہ خصال تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے اخلاص اور دین اسلام کے لیے دی گئی قربانیوں کی وجہ سے ان کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔

3799: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ سِيَاهٍ كُوفِيٍّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَرْشَدَهُمَا)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمار رضی اللہ عنہ کو جب بھی دو امور میں سے کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دیا گیا تو انہوں نے ان میں سے زیادہ بہتر کا انتخاب کیا۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ سِيَاهٍ. وَهُوَ شَيْخٌ كُوفِيٌّ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ النَّاسُ لَهُ ابْنٌ يُقَالُ لَهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَوَى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ آدَمَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف عبد العزیز بن سیاہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، وہ کوفہ کے شیخ ہیں، ان سے بہت سے لوگوں نے روایت کیا ہے، ان کا ایک بیٹا ہے جسے یزید بن عبد العزیز کہتے ہیں، ان سے یحییٰ بن آدم نے روایت کیا۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ هِلَالٍ مَوْلَى رِبْعِيٍّ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نہیں جانتا کہ میں تم میں کتنی دیر باقی رہوں گا، میرے بعد ان دو حضرات کی اقتدا

فَقَالَ ((إِنِّي لَا أَدْرِي مَا قَدْرُ بَقَائِي فِيكُمْ فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَمَا حَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُودٍ فَصَدِّقُوهُ)).

کرنا۔" آپ ﷺ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا، "عمار (رضی اللہ عنہ) کے طریقے پر چلنا، اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ جو تمہیں بیان کریں اس کو سچ جاننا۔"

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرَوَى إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ هِلَالٍ مَوْلَى رِبْعِيٍّ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَقَدْ رَوَى سَالِمٌ الْمُرَادِيُّ كُوفِيٌّ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ابراہیم بن سعد نے اس حدیث کو سفیان ثوری عن عبدالملک بن عمیر عن ہلال مولیٰ ربعی عن ربعی عن حذیفہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ سالم مرادی کوفی نے عمرو بن ہرم عن ربعی بن حراش عن حذیفہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه النسائي في فضائل الصحابه: ١٧١، الحاكم: ٣/٣٨٨

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٤٨، سنن نسائی الكبرى: ٨٢٧٦، مسند احمد : ٢٤٨٢٠

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو فہم و ادراک کی نعمت سے بھی نوازا تھا کہ جب بھی ایک سے زائد مختلف چیزوں میں انتخاب کا مرحلہ آتا تو سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ کا انتخاب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے درست ہوتا۔

(۲) اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کے طریقے کی اقتداو پیروی کا حکم ارشاد فرمایا۔

3800: حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَبْشِرْ عَمَّارُ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمار! خوش خبری ہو، باغی گروہ تمہیں شہید کرے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي الْيَسَرِ وَحُذَيْفَةَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ ام سلمہ، عبداللہ بن عمرو، ابوالیسر اور حذیفہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ علاء بن عبدالرحمٰن کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٧١٠، اخرجه ابويعلى: ٦٥٢٤، ابن الاثير في اسد الغابه: ٤/١٣٣

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٦٥٢٤، اسد الغابة: ٤/١٣٣، صحيح بخاری: ٤٤٧، صحيح مسلم: ٢٩١٥، مسند احمد : ١١٠١١، ١١١٦١، ٢٢٦٠٩، ٦٤٩٩

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی یہ پیشن گوئی سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق میں حرف بحرف پوری ہوئی۔ سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جن لوگوں نے بغاوت کر کے امت مسلمہ کے امن و سکون کو غارت کیا حتیٰ کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بڑی ہی مظلومیت کی حالت میں شہید کر دیا، بعد ازاں اسی گروہ (الفئة الباغية) نے اپنا تحفّظ کرتے ہوئے امت کی قابل صد احترام ہستی سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بیعت خلافت لینے پر مجبور کر دیا۔

(۲) ان حالات میں سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے قصاص کا مطالبہ کر دیا جو کہ کئی لحاظ سے جائز اور ان کا حق تھا، سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اس کے لیے تیار تھے لیکن یہ گروہ (فئة باغية) اس قدر طاقتور تھا کہ انہوں نے ان دونوں جلیل القدر صحابہ کی اس خواہش کو ثمر آور نہ ہونے دیا، اب اس باغی گروہ نے جب یہ سمجھ لیا کہ سیّدنا امیر معاویہ اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما دونوں ہی قاتلین عُثمان سے قصاص لینے کا فیصلہ کر چکے ہیں تو انہوں نے ایک گہری سازش کے تحت ایسا اختلاف کا بیج بویا کہ کئی ایک غلط فہمیوں کی وجہ سے بات جنگ و جدل تک پہنچ گئی جس کے نتیجے میں "جنگ جمل" اور "جنگ صفین" کی صورت میں امت کو المناک حادثے سے دو چار ہونا پڑا۔ چونکہ یہ گروہ صرف اپنا تحفّظ چاہتا تھا انہیں اسلام اور مُسلمان سے خیر خواہی تو درکنار ان کا ادب و احترام بھی ان کے ہاں نابود و مفقود تھا، چنانچہ جنگ صفین میں جب سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کو حاصل کرنے اور دنیا کے مال و متاع کا لالچ نہ کرنے کی نصیحت فرمائی تو اس "فئة باغية" کو خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ان کی تقاریر اور خطابات سے دونوں گروہوں میں صلح نہ ہو جائے، کیونکہ صلح کا مطلب اس باغی گروہ کی سرکوبی اور قلع قمع تھا، تو انہوں نے سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے صلح کی امیدوں پر نا صرف کہ پانی پھیر دیا بلکہ باہمی اختلافات کو مزید ہوا دی۔

(۳) اس حدیث کی آڑ میں رافضیوں اور بعض ان کے سہولت کار اور رافضیت کے بہی خواہ، سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے کئی ایک جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر زبان طعن دراز اور قلم کی آبرو کو پامال کرتے ہیں حالانکہ یہ مقدس ہستیاں قطعی طور پر اس قضیے سے بری اور امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کئی قسم کی بشارتوں کو حاصل کر چکے ہیں، سب سے بڑھ کر کہ "شرف صحابیت" جیسا بے مثال اعزاز بھی رکھتے ہیں، رضی اللہ عنہم، اس لیے بھی ہر مُسلمان کو ان کے متعلق دل میں کوئی نامناسب خیال لانے سے بھی پہلے ہزار بار سوچنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے اور قیامت کے دن صحابہ کرام کی معیت میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے (لواء الحمد) کے نیچے جمع فرمادے (آمین)

اس مسئلہ کی تحقیق و تنقیح کے لیے مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "خلافت و ملوکیت کی تاریخی و شرعی حَیثیّت" ایک بہترین کتاب ہے، صاحب ذوق اس کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

110- باب مَنَاقِبِ أَبِي ذَرٍّ الغِفَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے فضائل

3801: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَيْرٍ هُوَ أَبُو الْيَقْظَانِ عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ أَصْدَقَ مِنْ أَبِي ذَرٍّ)).

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي ذَرٍّ. قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "ابو ذر سے زیادہ سچے شخص پر آسمان سایہ فگن ہوا نہ زمین نے اٹھایا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں ابو درداء اور ابو ذر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن سعد: ٢٢٨/٤، ابن ابي شيبة: ١٢٤/١٢، الحاكم: ٣٤٢/٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٥٦، مسند احمد : ٦٥١٩، ٢١٧٢٤

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے دور دراز کا سفر کر کے مکہ مکرمہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور آپ ﷺ کے سامنے کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ پھر اس عقیدہ توحید کا اعلان سر عام کفار و مشرکین مکہ کے سامنے کیا اور حق گوئی کا ثبوت دیا، بعد ازاں آپ اپنے علاقے میں واپس چلے گئے اور اپنے بھائی اور والدہ کو اسلام کی دعوت دی وہ بھی مسلمان ہو گئے تو پورے قبیلے میں تبلیغ کا سلسلہ عام کیا، اللہ تعالیٰ نے خاص فضل و کرم فرمایا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں قبیلے کے کئی ایک افراد نے اسلام قبول کر لیا۔

(۲) آپ ہمیشہ حق و سچ کی بات کرتے حالات سے متاثر ہو کر اپنے موقف میں کمزوری اور مداہنت کے روادار نہ تھے، رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہمیشہ آپ کے لیے اعزاز رہے گا کہ "ابوذر سے زیادہ سچے شخص پر آسمان سایہ فگن ہوا نہ زمین نے اٹھایا"۔

3802: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ هُوَ سِمَاكُ بْنُ الْوَلِيدِ الْحَنَفِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِي لَهْجَةٍ أَصْدَقَ وَلَا أَوْفَى مِنْ أَبِي ذَرٍّ شِبْهِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)). فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَالْحَاسِدِ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَنَعْرِفُ ذَلِكَ لَهُ قَالَ ((نَعَمْ فَاعْرِفُوهُ لَهُ)).

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آسمان نے ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ سچے اور وفادار شخص پر سایہ کیا نہ زمین نے اسے اٹھایا وہ عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کے مشابہ ہیں، "عمر رضی اللہ عنہ نے رشک کرنے والے کی طرح عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا اس کے متعلق انہیں بتا دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں انہیں بتا دو۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔

وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ ((أَبُو ذَرٍّ يَمْشِي فِي الْأَرْضِ بِزُهْدِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)).

بعض نے اس حدیث کو روایت کیا تو انہوں نے کہا: ابوذر رضی اللہ عنہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے زہد کے مطابق زمین پر چلتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦٢٣٠-التحقيق الثاني، اس میں مالک اور اس کا والد دونوں مجہول ہیں۔

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٧١٣٢

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ دنیا کے مال و متاع کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتے تھے بلکہ ہمیشہ آخرت کی فکر ہی دامن گیر رہتی تھی۔ اسی لیے ان کی مشابہت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے بیان کی گئی ہے۔

(۲) یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

111- باب مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل

3803: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَيَّاةَ

سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بھتیجے نے بیان کیا کہ جب

يَحْيَى بْنُ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَخِي عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: لَمَّا أُرِيدَ قَتْلُ عُثْمَانَ جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: مَا جَاءَ بِكَ قَالَ: جِئْتُ فِي نَصْرِكَ. قَالَ اخْرُجْ إِلَى النَّاسِ فَاطْرُدْهُمْ عَنِّي فَإِنَّكَ خَارِجًا خَيْرٌ لِي مِنْكَ دَاخِلاً. فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ كَانَ اسْمِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فُلَانٌ فَسَمَّانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَبْدَ اللهِ وَنَزَلَتْ فِيَّ آيَاتٌ مِنْ كِتَابِ اللهِ فَنَزَلَتْ فِيَّ ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ وَنَزَلَتْ فِيَّ ﴿قُلْ كَفَى بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾

عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا گیا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیسے تشریف لائے؟ انہوں نے کہا: آپ کی مدد کرنے آیا ہوں، انہوں نے فرمایا: لوگوں کے پاس جاؤ اور انہیں مجھ سے دور کر دو کیونکہ تمہارا باہر رہنا میرے لیے تمہارے اندر رہنے سے بہتر ہے۔ پس عبداللہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لے گئے تو فرمایا: لوگو! جاہلیت میں میرا نام فلاں تھا، پس رسول اللہ ﷺ نے میرا نام عبداللہ رکھا، اور میرے بارے میں اللہ کی کتاب سے آیات نازل ہوئیں، میرے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ "بنی اسرائیل میں سے ایک گواہی دینے والے نے گواہی دی اسی مثل پر، پس وہ ایمان لایا اور تم نے تکبّر کیا، بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔" اور میرے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿قُلْ كَفَى بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾ "میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔"

إِنَّ لِلهِ سَيْفًا مَغْمُودًا عَنْكُمْ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ جَاوَرَتْكُمْ فِي بَلَدِكُمْ هَذَا الَّذِي نَزَلَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاتَّقُوا اللهَ فِي هَذَا الرَّجُلِ أَنْ تَقْتُلُوهُ، فَوَاللهِ لَئِنْ قَتَلْتُمُوهُ لَتَطْرُدُنَّ جِيرَانَكُمُ الْمَلَائِكَةَ وَلَتَسُلَّنَّ سَيْفَ اللهِ الْمَغْمُودَ عَنْكُمْ فَلَا يُغْمَدُ عَنْكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. قَالُوا اقْتُلُوا الْيَهُودِيَّ وَاقْتُلُوا عُثْمَانَ.

اللہ کی تلوار تم سے میان میں بند ہے اور فرشتے تمہارے اس شہر میں تمہارے ہم سایہ بن چکے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ پس اللہ سے ڈرو اور اس شخص کے قتل کرنے سے اللہ سے ڈرو اگر تم اسے قتل کر دو گے تو اللہ کی قسم! تمہارے ہم سائے فرشتے تم سے دور ہو جائیں گے اور اللہ کی وہ تلوار جو اب تک نیام میں تھی وہ تم پر سونت لی جائے گی اور پھر وہ قیامت کے دن تک نیام میں نہیں جائے گی، انہوں نے کہا: اس یہودی کو قتل کر دو اور عثمان کو قتل کر دو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ. وَقَدْ رَوَى شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ فَقَالَ عَنْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے عبدالملک بن عمیر کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ شعیب بن صفوان نے اس حدیث کو عبدالملک بن عمیر سے

عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ.

روایت کیا تو انہوں نے اس سند سے بیان کیا۔ عن عمر بن محمد بن عبداللہ بن سلام عن جدہ عبداللہ بن سلام۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابن اخی عبداللہ بن سلام مجہول ہے۔ دیکھیں حدیث ۳۲۵۶۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٧٣٤، مسند احمد: ٢٣٧٨٢

فوائد الحدیث: سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا نام "حصین بن سلام" تھا، یہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم، توراۃ انجیل کے حافظ اور یہودیوں میں بڑی قدر و منزلت والے مذہبی راہنما تھے، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہوں نے تحقیق کے لیے آپ ﷺ سے ملاقات کرنا چاہی کہ دیکھا جائے کہ یہ وہی پیغمبر ہے جس کی بشارتیں توراۃ، انجیل میں موجود ہیں یا کوئی اور ہے۔ چنانچہ جب آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو پہلی ہی زیارت اور ملاقات میں حق کو پہچان کر مسلمان ہوگئے۔ آپ ﷺ نے ان کا نام "حصین" سے تبدیل کر کے "عبداللہ" رکھا اس کے بعد یہ ہمیشہ "عبداللہ بن سلام" ہی کہلائے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3804: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عُمَيْرَةَ قَالَ لَمَّا حَضَرَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ الْمَوْتُ قِيلَ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَوْصِنَا. قَالَ أَجْلِسُونِي. فَقَالَ: إِنَّ الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ مَكَانَهُمَا، مَنِ ابْتَغَاهُمَا وَجَدَهُمَا، يَقُولُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَالْتَمِسُوا الْعِلْمَ عِنْدَ أَرْبَعَةِ رَهْطٍ عِنْدَ عُوَيْمِرٍ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَعِنْدَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ الَّذِي كَانَ يَهُودِيًّا، فَأَسْلَمَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّهُ عَاشِرُ عَشَرَةٍ فِي الْجَنَّةِ)).

سیّدنا یزید بن عمیرہ نے بیان کیا کہ جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پر نزع کا عالم طاری ہوا تو ان سے کہا گیا: ابو عبدالرحمٰن! ہمیں وصیت فرمائیں، انہوں نے فرمایا: مجھے اٹھا کر بٹھاؤ، انہوں نے فرمایا: علم اور ایمان اپنی اپنی جگہ پر ہیں، جو انہیں تلاش کرے گا وہ انہیں پالے گا، وہ تین بار یہی فرماتے رہے: چار حضرات کے پاس علم تلاش کرو! عویمر ابو درداء، سلمان فارسی، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہم) جو کہ یہودی تھے اور وہ مسلمان ہوگئے تھے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "وہ جنت میں دس میں سے دسویں ہیں۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن سعد: ٣٥٣/٢، الطبراني في الكبير: ٨٥١٤، الحاكم: ٢٧٠/٣

تخریج الحدیث: سنن نسائی الکبری: ٨٢٥٣، مسند احمد: ٢٢١٠٤، صحيح ابن حبان: ٧١٦٥

فوائد الحدیث: (۱) یعنی ایمان اور علم خود بخود نہیں آجاتے بلکہ انہیں حاصل کرنا پڑتا ہے جو بندہ ان کے حصول کے لیے کوشش کرتا ہے وہ ہی انہیں پانے میں کامیاب ہوتا ہے۔

(۲) سیّدنا عبداللہ بن سلام کا اہل علم اور جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

112- باب مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل

3805: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي الزَّعْرَاءِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي مِنْ أَصْحَابِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُودٍ)).

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد میرے اصحاب میں سے جن دو کی اقتدا کرنا وہ ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں، عمار کے طریقے کو اختیار کرنا اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے عہد سے تمسک والتزام رکھنا۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ. وَيَحْيَى بْنُ سَلَمَةَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَأَبُو الزَّعْرَاءِ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ هَانِئٍ وَأَبُو الزَّعْرَاءِ الَّذِي رَوَى عَنْهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ أَخِي أَبِي الْأَحْوَصِ صَاحِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔ ہم اسے صرف یحییٰ بن سلمہ بن کہیل کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، اور یحییٰ بن سلمہ حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے، ابو زعراء کا نام عبداللہ بن ہانی ہے، اور ابو زعراء جس سے شعبہ، ثوری اور ابن عیینہ رحمہم اللہ نے روایت کیا اس کا نام عمرو بن عمرو ہے وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابو الاحوص کے بھتیجے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک ضعیف ہے۔ اس میں ابراہیم بن اسماعیل اور ابی الزعراء ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: شرح السنة: ٣٨٩٦، مسند احمد: ٢٣٣٨٦

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے سیّدنا ابو بکر و عمر کی خلافت، سیّدنا عمار کی راست بازی اور سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی حق گوئی اور معاملہ فہمی ثابت ہوتی ہے۔

(۲) یہ سیّدنا عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ ہی تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلافت کے نزاع کے وقت فرمایا تھا کہ ”رسول اللہ ﷺ نے جسے ہمارے دین (نماز) کا امام بنایا ہے ہم اسے اپنی دنیا (خلافت) کے لیے بھی امام بناتے ہیں“۔ چنانچہ خلافت کے لیے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی گئی۔

3806: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مُوسَى يَقُولُ: لَقَدْ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ وَمَا نُرَى حِينًا إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ لِمَا نَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے بھائی یمن سے آئے تو ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کے گھرانے کا فرد ہی سمجھتے تھے کہ ہم ان کا اور ان کی والدہ محترمہ کا نبی ﷺ کے پاس آنا جانا دیکھ کر (یہی سمجھتے رہے)۔

عَلَى النَّبِيِّ ﷺ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔ سفیان ثوری نے اسے ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه النسائي في فضائل الصحابه؛ ١٥٩، الحاكم: ٣/٣١٤، اسد الغابه: ٣/٣٨٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٧٦٣، صحیح مسلم: ٢٤٦٠، سنن نسائی الکبری: ٨٢٦٣، ٨٣٨٨، مسند احمد: ١٩٥٨٨، صحیح ابن حبان: ٧٠٦٣

فوائد الحدیث: سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے قربت ثابت ہوتی ہے۔

3807: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: أَتَيْنَا عَلَى حُذَيْفَةَ فَقُلْنَا: حَدِّثْنَا بِأَقْرَبِ النَّاسِ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ هَدْيًا وَدَلاًّ فَنَأْخُذَ عَنْهُ وَنَسْمَعَ مِنْهُ، قَالَ كَانَ أَقْرَبُ النَّاسِ هَدْيًا وَدَلاًّ وَسَمْتًا بِرَسُولِ اللهِ ﷺ ابْنُ مَسْعُودٍ حَتَّى يَتَوَارَى مِنَّا فِي بَيْتِهِ وَلَقَدْ عَلِمَ الْمَحْفُوظُونَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ أَنَّ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ هُوَ مِنْ أَقْرَبِهِمْ إِلَى اللهِ زُلْفَى.

عبدالرحمٰن بن یزید نے بیان کیا کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ہم نے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ سے عادات و اخلاق اور طور و طریق کے لحاظ سے سب سے زیادہ قریب شخص کے بارے میں بتائیں تاکہ ہم اس سے سیکھیں اور سنیں، انہوں نے فرمایا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے طور و طریق اور عادات و اخلاق کے لحاظ سے سب سے زیادہ قریب تھے حتیٰ کہ وہ آپ ﷺ کے گھر میں بھی چلے جاتے تھے اور محمد ﷺ کے اصحاب میں سے جو محفوظ ہیں وہ جانتے ہیں کہ ابن ام عبد وہ ان میں سے اللہ کے زیادہ قریب ہیں۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن سعد: ٣/١٥٤، النسائي في فضائل الصحابه: ١٦١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٧٦٢، مسند احمد: ٢٣٣٠٨، ٢٣٣٤٢، ٢٣٣٥٠، صحیح ابن حبان: ٧٠٦٣

فوائد الحدیث: (١) اس حدیث سے بھی سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان ہی ثابت ہوتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع میں بڑی سختی سے کاربند تھے اسی لیے تو اخلاق و عادات میں آپ ﷺ کے ساتھ دوسروں کی بہ نسبت زیادہ قریب تھے۔

(٢) "محفوظ" لوگوں سے مراد وہ جو سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے شریعت محمدیہ کے پابند تھے اور مرور زمانہ کے ساتھ ان کے عقیدے و عمل میں کوئی تغیّر یا کمی نہیں آئی وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام و مرتبہ سے آگاہ تھے۔

3808: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا صَاعِدٌ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا أَحَدًا مِنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنْهُمْ لأَمَّرْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں ان میں سے کسی کو مشورہ کے بغیر امیر مقرر کرتا تو میں ابن ام عبد (رضی اللہ عنہ) کو ان پر امیر مقرر کرتا۔"

أُمِّ عَبْدٍ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف حارث عن علی کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں حارث اعور ضعیف ہے۔ اخرجه ابن ابي شيبة: ١١٣/١٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٣٧، مسند احمد : ٥٦٦

3809: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا أَحَدًا مِنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ لأَمَّرْتُ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں کسی کو مشورہ کے بغیر امیر مقرر کرتا تو میں ابن ام عبد کو امیر مقرر کرتا۔''

حکم الحدیث: (ضعیف) دیکھیں گزشتہ حدیث۔ اخرجه البزار: ٨٣٧، ابن سعد: ١٥٤/٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٣٧، مسند احمد : ٥٦٦

فوائد الحدیث: یہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں، اس سے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی انتظامی صلاحیتوں کا پتہ چلتا ہے۔ کہ وہ ایک بہترین منتظم بھی تھے۔

3810: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار حضرات: ابن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ (رضی اللہ عنہم) سے قرآن سیکھو (حاصل کرو)۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیحة: ١٨٢٧، اخرجه ابن ابي شيبة: ٥١٨/١٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٧٥٨، صحیح مسلم: ٢٤٦٤، سنن نسائی الکبری: ٧٩٩٦، ٨٠٠١، ٨٢٢٩، ٨٢٤١، ٨٢٥٩، ٨٢٧٩، ٨٢٨٠، مسند احمد : ٦٥٢٣، ٦٧٨٦، صحیح ابن حبان: ٧٣٦، ٧١٢٢، ٨١٢٨

فوائد الحدیث: اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بہترین معلم قرآن تھے کیونکہ انہوں نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید سیکھا تھا اس لیے آپ ﷺ نے ان کے متعلق خصوصی حکم ارشاد فرمایا کہ ''ان سے قرآن مجید سیکھ لو''۔

3811: حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ بْنُ مَخْلَدٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ أَبِي سَبْرَةَ

خیثمہ بن ابی سبرہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ آیا تو میں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے کوئی صالح ہم نشین میسر فرمائے، پس اس

قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَسَأَلْتُ اللهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَيَسَّرَ لِي أَبَا هُرَيْرَةَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي سَأَلْتُ اللهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَوُفِّقْتَ لِي. فَقَالَ لِي مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ جِئْتُ أَلْتَمِسُ الْخَيْرَ وَأَطْلُبُهُ. قَالَ أَلَيْسَ فِيكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُجَابُ الدَّعْوَةِ، وَابْنُ مَسْعُودٍ صَاحِبُ طَهُورِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَنَعْلَيْهِ، وَحُذَيْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَعَمَّارٌ الَّذِي أَجَارَهُ اللهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ. قَالَ قَتَادَةُ وَالْكِتَابَانِ الإِنْجِيلُ وَالْقُرْآنُ.

نے مجھے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) میسر کر دیے، میں ان کے پاس بیٹھا تو میں نے ان سے کہا: میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے کوئی صالح ہم نشین میسر فرما دے، پس آپ مجھے عطا کیے گئے، انہوں نے مجھ سے کہا: تم کہاں سے ہو؟ میں نے کہا: میں کوفہ والوں سے ہوں اور خیر و بھلائی کو چاہتے ہوئے اسے تلاش کرتے ہوئے آیا ہوں۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا تم میں مستجاب الدعوۃ سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نہیں ہیں، کیا رسول اللہ ﷺ کے لیے وضوء کے پانی اور آپ ﷺ کے نعلین کا خیال رکھنے والے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں، کیا رسول اللہ ﷺ کے راز دان حذیفہ رضی اللہ عنہ نہیں، عمار رضی اللہ عنہ جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی زبانی شیطان سے پناہ دی ہے، اور دو کتابوں: انجیل و قرآن والے سلمان رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَخَيْثَمَةُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَبْرَةَ إِنَّمَا نُسِبَ إِلَى جَدِّهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، اور خیثمہ یہ ابن عبد الرحمٰن بن ابی سبرہ ہیں اور وہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مستدرک حاکم: ۳/۳۹۲

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے انتہائی قریب اور خادم خاص تھے۔ تبھی تو دوسرے لوگوں کو شبہ پڑ جاتا کہ شاید یہ گھر کے ہی کوئی فرد ہیں۔

(۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دوسروں کی خوبیوں کا کھلے دل سے اعتراف بھی کرتے اور دوسروں کے سامنے ان کا اظہار بھی کرتے تھے، ان کے دلوں میں کسی دوسرے کے متعلق کوئی بغض، حسد وغیرہ نہیں ہوتا تھا۔ جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فرمان سے ثابت ہوتا ہے۔

113- بَابُ: مَنَاقِبِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے فضائل

3812: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى عَنْ شَرِيكٍ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ عَنْ زَاذَانَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوِ اسْتَخْلَفْتَ. قَالَ ((إِنِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمُوهُ عُذِّبْتُمْ وَلَكِنْ مَا

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں (صحابہ کرام) نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کاش کہ آپ ﷺ خلیفہ مقرر کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں نے تم پر خلیفہ مقرر کر دیا اور پھر تم نے اس کی نافرمانی کی تو تمہیں عذاب دیا جائے گا، لیکن حذیفہ

حَدَّثَكُمْ حُذَيْفَةُ فَصَدِّقُوهُ، وَمَا أَقْرَأَكُمْ عَبْدُ اللهِ فَاقْرَءُوهُ)). قَالَ عَبْدُ اللهِ فَقُلْتُ لِإِسْحَاقَ بْنِ عِيسَى يَقُولُونَ هَذَا عَنْ أَبِي وَائِلٍ. قَالَ لَا عَنْ زَاذَانَ إِنْ شَاءَ اللهُ.

(رضی اللہ عنہ) جو تمہیں بیان کرے اس کی تصدیق کرو، اور عبداللہ جو تمہیں پڑھائے اسے پڑھو۔" عبداللہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں میں نے اسحق بن عیسیٰ سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں یہ روایت ابو وائل سے ہے تو انہوں نے فرمایا: نہیں! یہ زاذان سے ہے۔ ان شاء اللہ

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهُوَ حَدِيثُ شَرِيكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، اور یہ شریک کی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦٢٣٢، اس میں ابوالیقضان ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: الكامل لابن عدی: ٤/١٣٣١، مستدرک حاکم: ٣/٧٠

فوائد الحدیث: سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما بڑے جلیل القدر اور رسول اللہ ﷺ کے جانثار اور رازدان صحابی تھے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں منافقین کے نام بتائے ہوئے تھے لیکن انہیں افشاء کرنے پر پابندی تھی اس لیے وہ کسی کو بتاتے نہیں تھے کہ وہ کون کون ہیں۔ یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے یہ الفاظ صحیح سند سے ثابت نہیں۔

114- باب مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

3813: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ فَرَضَ لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فِي ثَلَاثَةِ آلَافٍ وَخَمْسِمِائَةٍ، وَفَرَضَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي ثَلَاثَةِ آلَافٍ قَالَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لِأَبِيهِ لِمَ فَضَّلْتَ أُسَامَةَ عَلَيَّ فَوَاللهِ مَا سَبَقَنِي إِلَى مَشْهَدٍ. قَالَ لِأَنَّ زَيْدًا كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَبِيكَ، وَكَانَ أُسَامَةُ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ مِنْكَ فَآثَرْتُ حُبَّ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى حُبِّي.

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لیے تین ہزار پانچ سو مقرر کیے، اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے تین ہزار مقرر کیے۔ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے عرض کیا: آپ نے اسامہ کو مجھ پر کیوں فضیلت دی ہے؟ اللہ کی قسم! وہ کسی معرکے میں مجھ پر سبقت حاصل نہ کر سکے، انہوں نے فرمایا: اس لیے کہ زید (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کو تمہارے باپ سے زیادہ محبوب تھے، اور اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو تم سے زیادہ محبوب تھے، پس میں نے رسول اللہ ﷺ کے محبوب کو اپنے محبوب / چہیتے پر ترجیح دی ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں سفیان بن وکیع ضعیف ہے۔ ضعیف ترمذی: ۷۹۹

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ١٦٢، مسند البزار: ١٥٠، طبقات ابن سعد: ٤/٧٠

فوائد الحدیث: (۱) سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک غلام کی حیثیت سے مختلف واسطوں سے ہوتے ہوئے سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

کے پاس پہنچے، آپ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش فرمادیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنا "متبنّیٰ" (منہ بولا بیٹا) بنالیا۔ جب سیّدنا زید رضی اللہ عنہ کے ورثاء کو خبر ہوئی کہ ہمارا بیٹا مکہ مکرمہ میں ہے تو ان کے والد اور چچا انہیں لینے کے لیے آئے، باوجود رسول اللہ ﷺ کے اجازت دے دینے کے انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں رہنا پسند فرمایا۔ تو آپ ﷺ نے ان کی شادی بھی اپنے خاندان میں اپنی پھوپھی زاد سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کر دی۔

(۲) تو سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس محبّت کا پاس ولحاظ کرتے ہوئے انہی زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنے بیٹے پر ترجیح دی، جو کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے محبّت کی بین دلیل اور اعلیٰ مثال ہے۔

(۳) اس حدیث سے سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی محبوب ترین شخصیت تھے۔

3814: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَا كُنَّا نَدْعُو زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَتْ ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾.

قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زید بن محمّد ہی پکارتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ "ان کو ان کے آباء کے نام سے پکارو وہ اللہ کے ہاں زیادہ انصاف والی بات ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۳۲۰۹۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٧٨٢، صحیح مسلم: ٢٤٢٥، والنسائی فی الکبری: ١١٣٩٦، مسند احمد : ٥٤٧٩، صحیح ابن حبان: ٧٠٤٢

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے جب سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنا متبنّیٰ بنایا تو انہیں "زید بن محمّد" کہا جانے لگا لیکن اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۵ نازل فرما کر پابندی لگادی اور حکم فرمادیا کہ آئندہ سے بھی ہر کسی کو اس کی حقیقی ولدیت کی نسبت سے ہی پکارا جائے تو پھر انہیں "زید بن حارثہ" ہی کہا جانے لگا۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۲۰۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

(۲) جو لوگ بے اولاد ہوتے ہیں پھر کسی بھی عزیز، رشتہ دار سے بچہ لے کر اس کی پرورش کر لیتے ہیں تو وہ اسے اپنی ولدیت کے ساتھ ہی متعارف کرواتے ہیں حتیٰ کہ سرکاری دستاویزات شناختی کارڈ وغیرہ میں اس کی ولدیت میں اپنا نام لکھتے ہیں اسی طرح قانونی طور پر اس کو اس آدمی کا حقیقی بیٹا تسلیم کیا جاتا ہے، یہ غلط، بہت بڑا جرم اور گناہ ہے ایسا ہرگز ہرگز نہیں کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ سمجھ بھی دے اور توفیق بھی فرمائے۔ (آمین)

3815: حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ بْنُ مَخْلَدٍ الْبَصْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الرُّومِيِّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَبَلَةُ بْنُ حَارِثَةَ أَخُو زَيْدٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْعَثْ مَعِي أَخِي زَيْدًا. قَالَ ((هُوَ ذَا)). قَالَ ((فَإِنِ انْطَلَقَ مَعَكَ

سیّدنا زید رضی اللہ عنہ کے بھائی جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میرے بھائی زید کو میرے ساتھ بھیج دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ہے،" فرمایا: "اگر وہ تمہارے ساتھ جاتا ہے تو میں اسے منع نہیں کرتا۔" زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ پر کسی اور کا انتخاب

لَمْ أَمْنَعْهُ)). قَالَ زَيْدٌ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ لَا أَخْتَارُ عَلَيْكَ أَحَدًا. قَالَ: فَرَأَيْتُ رَأْيَ أَخِي أَفْضَلَ مِنْ رَأْيِي.

نہیں کروں گا، راوی نے بیان کیا: پس میں نے اپنے بھائی کی رائے کو اپنی رائے سے افضل سمجھا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ الرُّومِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابن رومی عن علی بن مسہر کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ٦١٦٥، بعض کے نزدیک یہ اسماعیل بن ابی خالد کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: تاريخ الكبير: ٢/٢٢٥١، معجم الصحابة: ١/١٦١، معجم الكبير للطبراني: ٢١٩٢، ٢١٩٣، مستدرک حاكم: ٣/٢١٤، اسد الغابة: ١/٣١٩

فوائد الحدیث: (۱) ابتداء میں جب معلوم ہوا کہ "زید" مکہ مکرمہ میں ہے تو ان کے والد "حارثہ" اور چچا "کعب" انہیں لینے کے لیے آئے، لیکن انہوں نے اپنے والد اور خاندان پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہنے کو اختیار کیا۔

(۲) بعد ازاں خاندان کے افراد مختلف مواقع پر آتے جاتے اور ملتے ہوں گے تو ایک مرتبہ ان کے بھائی "جبلہ" بھی آئے اور انہوں نے انہیں ساتھ چلنے کو کہا لیکن سیّدنا زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں رہنا پسند کیا۔ اس لیے یہ دونوں واقعات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

(۳) اس حدیث سے بھی سیّدنا زید رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے محبّت و عقیدت کا اظہار ہوتا ہے جو کہ بذات خود ان کے اپنے لیے بھی عزت و شرف اور فضیلت کا باعث ہے۔

3816: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِي إِمَارَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمْرَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هَذَا مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ان پر امیر مقرر کیا، تو لوگوں نے ان کی امارت کے بارے میں طعن و اعتراض کیا، نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر تم اس کی امارت پر طعن کرتے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے والد کی امارت کے بارے میں بھی طعن کر چکے ہو، اللہ کی قسم! وہ (زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ) امارت کا زیادہ حق دار تھا، وہ میرا سب سے زیادہ محبوب تھا، اور یہ اس کے بعد میرا سب سے زیادہ محبوب ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

علی بن حجر کہتے ہیں کہ اسماعیل بن جعفر نے عبداللہ بن دینار عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے نبی ﷺ سے مالک بن انس کی روایت کے مانند بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن سعد: ٤/٦٥، احمد في فضائل الصحابه: ١٥٢٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٧٣٠، صحيح مسلم: ٢٤٢٦، سنن نسائی الكبرى: ٨١٨١، مسند احمد: ٤٧٠١،

٥٨٨٨، صحيح ابن حبان: ٧٠٤٤، ٧٠٥٩

فوائد الحدیث: اس حدیث میں بھی سیّدنا زید بن حارثہ اور سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما، باپ بیٹے کی فضیلت کا ہی بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نا صرف کہ ان کا دفاع فرما رہے ہیں بلکہ انہیں اپنا محبوب بھی بیان کر رہے ہیں۔

115- باب مَنَاقِبِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے فضائل

3817: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِينَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَدْ أُصْمِتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا فَأَعْرِفُ أَنَّهُ يَدْعُو لِي.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب رسول اللہ ﷺ شدید بیمار ہوئے تو میں مدینہ داخل ہوا اور صحابہ کرام بھی داخل ہوئے، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ خاموش ہو چکے تھے اور کوئی بات نہ کی، رسول اللہ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ مجھ پر رکھتے اور انہیں اٹھاتے، پس میں جان گیا کہ آپ ﷺ میرے لیے دعا فرماتے ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ٦١٦٦، اخرجه ابن هشام في السيرة: ٢/٦٥١، الطبراني في الكبير: ٣٧٧
تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢١٧٥٥

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کا بیماری کی اس شدت اور نقاہت کے باوجود سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لیے شفقت و محبّت کا اظہار کرنا، جناب اسامہ رضی اللہ عنہ کے لیے بہت بڑا شرف اور سعادت ہے۔

3818: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُنَحِّيَ مُخَاطَ أُسَامَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ دَعْنِي دَعْنِي حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّذِي أَفْعَلُ. قَالَ ((يَا عَائِشَةُ أَحِبِّيهِ فَإِنِّي أُحِبُّهُ)).
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

سیّدہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کی ناک صاف کرنے کا ارادہ فرمایا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، مجھے یہ کام کرنے کی اجازت دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! اسے محبوب رکھنا، کیونکہ میں بھی اسے محبوب رکھتا ہوں۔"
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٦١٦٧، صحيح الترمذي: ٣٠٠١
تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٧٠٥٨

فوائد الحدیث: (١) سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ چھوٹے بچے تھے، ناک بہہ رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں صاف کرنے کا ارادہ فرمایا تو وفا شعار اور خدمت گزار بیوی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آگے بڑھ کر یہ خدمت سرانجام دی، جو سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی محبوبیت اور فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

(٢) رسول اللہ ﷺ کا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان سے محبّت کرنے اور عزیز سمجھنے کا حکم دینا بھی ان کی شان و عظمت ہے۔

3819: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ فَقَالَا: يَا أُسَامَةُ اسْتَأْذِنْ لَنَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ. فَقَالَ ((أَتَدْرِي مَا جَاءَ بِهِمَا)). قُلْتُ لَا أَدْرِي. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَكِنِّي أَدْرِي)). فَأَذِنَ لَهُمَا فَدَخَلَا فَقَالَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ أَيُّ أَهْلِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ ((فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ)). فَقَالَا: مَا جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ أَهْلِكَ. قَالَ ((أَحَبُّ أَهْلِي إِلَيَّ مَنْ قَدْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْهِ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ)). قَالَا: ثُمَّ مَنْ قَالَ ((ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ)). قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جَعَلْتَ عَمَّكَ آخِرَهُمْ قَالَ ((لِأَنَّ عَلِيًّا قَدْ سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ)).

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ علی و عباس رضی اللہ عنہما آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، وہ دونوں کہنے لگے کہ اسامہ! ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرو۔ تو میں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! علی اور عباس رضی اللہ عنہما اجازت طلب کر رہے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جانتے ہو یہ دونوں کیوں آئے ہیں؟“ میں نے عرض کیا، میں نہیں جانتا۔
نبی ﷺ نے فرمایا: ”لیکن میں جانتا ہوں، ان دونوں کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔“ پس وہ دونوں اندر آئے تو انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم آپ ﷺ کے پاس یہ پوچھنے آئے ہیں کہ آپ ﷺ کو اپنے اہل سے کون زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ بنت محمد“ انہوں نے کہا: ہم آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے اہل کے متعلق پوچھنے نہیں آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے اہل میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس پر اللہ نے انعام کیا اور میں نے انعام کیا اسامہ بن زید۔“ انہوں نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: ”پھر علی بن ابی طالب“ عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اپنے چچا کو ان کے آخر پر کر دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”علی نے آپ سے پہلے ہجرت کی۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَكَانَ شُعْبَةُ يُضَعِّفُ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ.

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ عمر بن ابی سلمہ کو ضعیف قرار دیتے تھے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦١٦٨، اس کی سند عمر بن ابی سلمہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند الطيالسي: ٦٣٣، معجم الكبير: ٣٦٩، حاكم: ٣/٥٩٦، شرح مشكل الآثار: ٥٢٩٨، ٥٢٩٩

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن مسئلہ اسی طرح ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک مقام و مرتبہ، عُمر رسیدگی یا خاندانی نسبت کی وجہ سے نہیں بلکہ اعمال و کردار کی وجہ سے تھا کہ اس شخص کی اسلام کے لیے کیا خدمات ہیں، اور اس کے ایمان کی حالت کیا ہے، قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ (الحجرات: ١٣) ”بے شک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے زیادہ متقی، پرہیز گار ہے“۔

116- باب مَنَاقِبِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کے فضائل

3820: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا ضَحِكَ.

سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے جب سے اسلام قبول کیا ہے تب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی چیز سے محروم نہیں کیا اور آپ ﷺ جب بھی مجھے دیکھتے تو ہنس دیتے تھے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ٨٠٠، ابن ابي شيبة: ١٢/١٥٢، البخاري في الادب المفرد: ٥٢٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٠٣٥، صحیح مسلم: ٢٤٧٥، سنن ابن ماجه: ١٥٩، سنن نسائی الکبری: ٨٣٠٢، مسند احمد: ١٩١٧٣، ١٩١٧٨، صحیح ابن حبان: ٧٢٠٠، ٧٢٠١

3821: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ.

سیّدنا جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے جب سے اسلام قبول کیا رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی چیز سے محروم نہیں کیا، اور آپ ﷺ نے جب بھی مجھے دیکھا تو تبسّم فرمایا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٠٣٥، صحیح مسلم: ٢٤٧٥، سنن ابن ماجه: ١٥٩، سنن نسائی الکبری: ٨٣٠٢، مسند احمد: ١٩١٧٣، ١٩١٧٨، صحیح ابن حبان: ٧٢٠٠، ٧٢٠١

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ ہر مومن مسلمان کے لیے بڑے رحیم و شفیق تھے کہ ہر کسی کو خندہ پیشانی سے ملنا اور اس کی حوصلہ افزائی کرنا آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کا امتیاز تھا لیکن سیّدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو خصوصی طور پر یہ شرف حاصل تھا کہ آپ ﷺ ہمیشہ انہیں شرف بازیابی بخشتے اور ملاقات کی اجازت مرحمت فرماتے۔

(۲) ایک کارکن اور ورکر کی بس اتنی سی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا قائد اور لیڈر اس سے شفقت کرے، ملاقات کا شرف بخشے اور میری خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے میری حوصلہ افزائی کرے، اسے کسی عہدے اور منصب کا لالچ نہیں ہوتا، مگر افسوس کہ بعض قائدین تو اپنے ورکروں سے سیدھے منہ بات کرنے اور پورے ہاتھ کے ساتھ مصافحہ کرنے کے لیے بھی تیار نہیں ہوتے، نامعلوم وہ یہ طرز عمل تکبّر، غرور اور نخوت کی وجہ سے اپناتے ہیں یا فطری طور پر ہی "انسان" بے زار، ہیں۔ واللہ اعلم۔ بہر حال یہ طریقہ درست نہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کارکن بدظن ہو کر یا تو لاتعلقی اختیار کرتے ہوئے گھر بیٹھ جاتا ہے یا پھر کوئی نئی "جماعت" جنم لیتی ہے۔

(۳) حدیث الباب سے ایک قائد اور لیڈر کی خوبیوں کا خوب اظہار ہوتا ہے۔

(۴) سیّدنا جریر بن عبداللہ بن جابر بن مالک البجلی، یمن کے شاہی خاندان کے خوب رو نوجوان تھے، اپنے قد کاٹھ، حسن و جمال اور خوش

اخلاق وخوش اطوار ہونے کی وجہ سے ممتاز تھے، سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ کو اس امت کا یوسف کہا کرتے تھے۔ سید کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے آپ کی آمد سے قبل خطبہ جمعہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے آپ رضی اللہ عنہ کا یوں تزکرہ فرمایا۔ "میرے جانثار ساتھیو! ابھی تھوڑی دیر بعد یمن کا شہزادہ آپ کے پاس آئے گا اس کے چہرے پر شاہانہ رعب ودبدبہ کی دلکش علامت نمایاں طور پر چمکتی ہوئی دکھائی دے گی"۔ آپ رضی اللہ عنہ رمضان المبارک ۱۰ ہجری کو جمعہ کے دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اسلام لانے کے بعد آپ نے بہت سے کارہائے نمایاں سرانجام دیے جن میں سرفہرست "ذوالخلصه" بُت کو توڑ کر شرک کے اس اڈے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

117- باب مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل

3822: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ أَبِي جَهْضَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَّتَيْنِ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ مَرَّتَيْنِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے جبریل علیہ السلام کو دوبار دیکھا اور نبی ﷺ نے ان کے حق میں دوبار دعا فرمائی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ. وَلَا نَعْرِفُ لِأَبِي جَهْضَمٍ سَمَاعًا مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَأَبُو جَهْضَمٍ اسْمُهُ مُوسَى بْنُ سَالِمٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث مرسل ہے، ابو جہضم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا دور نہیں پایا۔ اور یہ حدیث عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس عن ابن عباس کی سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔ ابو جہضم کا نام موسیٰ بن سالم ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابی جہضم کا ابن عباس سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: طبقات ابن سعد: ۲/۳۷۰، اسد الغابة: ۳/۲۹۱

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ کے چچازاد، جلیل القدر صحابی، مفسر قرآن اور تقویٰ و پرہیز گاری کے پیکر تھے، آپ رضی اللہ عنہ کو گھٹی، رسول اللہ ﷺ نے اپنے لعاب مبارک سے دی تھی، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر صرف تیرہ برس تھی لیکن آپ کو ایک ہزار چھ سو ساٹھ (۱۶۶۰) احادیث زبانی یاد تھیں، آپ کو "حبر الامة" بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے جبریل علیہ السلام کو دیکھنے والی بات ثابت نہیں، البتہ آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں قرآن مجید اور سُنت کے علم کی دعا آپ ﷺ نے خصوصی طور پر فرمائی۔

3823: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُكْتِبُ الْمُؤَدِّبُ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: دَعَا لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُؤْتِيَنِي اللهُ الْحُكْمَ مَرَّتَيْنِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دوبار دعا فرمائی کہ اللہ مجھے حکمت عطا فرمائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَطَاءٍ. وَقَدْ رَوَاهُ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے عطاء کی روایت سے۔ عکرمہ نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الروض النضير: ٣٩٥، اخرجه ابن سعد: ٢/٣٦٥

تخریج الحدیث: طبقات ابن سعد: ٢/٣٦٥، سنن نسائی الکبری: ٨١٧٨

3824: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَّنِي إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ ((اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے گلے لگا کر دعا فرمائی۔ ”اے اللہ! اسے حکمت سکھا دے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه احمد في فضائل الصحابه: ١٨٣٥، ابويعلى: ٢٤٧٧، البغوي: ٣٩٤٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٧٥، سنن ابن ماجه: ١٦٦، سنن نسائی الکبری: ٨١٧٩، مسند احمد : ١٨٤٠، ٣٣٧٩، صحيح ابن حبان: ٧٠٥٤

فوائد الحدیث: (۱) چھوٹے بچوں کو پیار محبّت اور شفقت کرتے ہوئے سینے سے لگانا جائز ہے بشرطیکہ کسی قسم کے فتنے کا خدشہ نہ ہو۔
(۲) بزرگوں سے دعا کروانی بھی چاہیے اور بزرگوں کو بھی اپنے سے چھوٹوں کے لیے دعا کرنی چاہیے۔
(۳) کسی کے لیے بھی علم نافع کی دعا کرنا ایک بہترین دعا ہے لہٰذا اساتذہ کو خصوصی طور پر اپنے تلامذہ کے لیے اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

118- باب مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل

3825: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّمَا فِي يَدِي قِطْعَةُ إِسْتَبْرَقٍ وَلَا أُشِيرُ بِهَا إِلَى مَوْضِعٍ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِي إِلَيْهِ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((إِنَّ أَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ)). أَوْ ((إِنَّ عَبْدَ اللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا گویا کہ میرے ہاتھ میں نفیس ریشم کا ایک ٹکڑا ہے میں جنّت کے جس حصے کی طرف اشارہ کرتا ہوں تو وہ مجھے اڑا کر وہاں لے جاتا ہے، میں نے یہ خواب حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے بیان کیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسے نبی ﷺ سے ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا بھائی نیک آدمی ہے۔“ یا فرمایا: ”عبداللہ نیک آدمی ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٤٠٧، ابن خزيمه: ١٣٣٠، البيهقي في الدلائل: ١٤/٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١١٥٦، ٧٠١٥، صحیح مسلم: ٢٤٧٨، سنن نسائی الکبری: ٨٢٨٩، مسند احمد : ٤٤٩٤، صحيح ابن حبان: ٧٠٧٢

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، آپ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لخت جگر ہیں، اللہ تعالیٰ نے علم وعمل کی خوبیوں سے بڑی فیاضی سے نوازا تھا، بہت بڑے فقیہ اور دو ہزار چھ سو تیس ۲۶۳۰ احادیث رسول ﷺ کے حافظ تھے، سُنت پر عمل کرنے میں بہت حریص تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوال کیا کہ وہ کون سا درخت ہے جس کی مثال ایک مومن کی ہے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مختلف درختوں کے نام گنوائے لیکن حقیقت تک نہ پہنچ سکے، تو رسول اللہ ﷺ نے خود ہی وضاحت فرما دی کہ "وہ کھجور کا درخت ہے" جب مجلس برخاست ہوئی اور سبھی اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے تو گھر جا کر آپ نے اپنے والد محترم سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میرے دل میں خیال آیا تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں نے صرف اس لیے جواب نہیں دیا کہ وہاں کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے تو میں نے اپنے بچپن کی وجہ سے مناسب نہیں سمجھا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ بیٹا اگر یہ جواب تو وہاں مجلس میں دیتا تو مجھے بہت خوشی ہوتی، بہر حال اس واقعہ سے جہاں آپ کی فہم وفراست اور فقاہت کا پتہ چلتا ہے وہاں ان کا اپنے سے بڑوں کے احترام وادب اور اکرام کی خبر بھی ملتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بہت بڑا اعزاز اور سعادت ہے کہ زبان نبوت نے انہیں "رجل صالح" (نیک آدمی) کی سند عطا فرمائی ہے۔ اور "صالحین" وہ خوش نصیب لوگ ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے "انعام یافتہ" قرار دیا ہے:

فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴿٦٩﴾ (النساء:۶۹)

"تو یہ لوگ (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد ﷺ کی اطاعت کرنے والے) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے، نبیوں میں سے، صدیقوں، شہیدوں اور (صالحین) نیک لوگوں میں سے اور یہ لوگ رفاقت کے لحاظ سے اچھے ہیں"۔

119- بَابُ مَنَاقِبِ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل

3826: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُؤَمَّلِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي بَيْتِ الزُّبَيْرِ مِصْبَاحًا فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ مَا أُرَى أَسْمَاءَ إِلَّا قَدْ نَفِسَتْ فَلَا تُسَمُّوهُ حَتَّى أُسَمِّيَهُ)). فَسَمَّاهُ عَبْدَ اللهِ وَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ بِيَدِهِ. قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک چراغ دیکھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! میرا خیال ہے کہ اسماء کے ہاں ولادت ہوئی ہے، پس تم اس بچے کا نام نہ رکھنا حتیٰ کہ میں اس کا نام رکھوں گا۔" پس آپ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور اپنے دست مبارک سے کھجور چبا کر ان کے تالو کو لگائی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کے نزدیک اس کی سند عبداللہ بن المؤمل کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۹۱۰ صحیح مسلم: ۲۱۴۶، مسند احمد: ۲۶۹۳۸

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے، سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے بیٹے تھے، بقول سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما "آپ روزے دار، عبادت گزار، اور صلہ رحمی کرنے والے، امت محمدیہ کے ایک بہترین فرد تھے"۔

(۲) آپ کے لیے یہ بڑی سعادت ہے کہ آپ کا نام "عبداللہ" سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ نے رکھا اور اپنے لعاب دہن سے انہیں گھٹی دی۔

120- باب مَنَاقِبِ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے فضائل

3827: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَمِعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ صَوْتَهُ، فَقَالَتْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ! أُنَيْسٌ. قَالَ فَدَعَا لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ دَعَوَاتٍ، قَدْ رَأَيْتُ مِنْهُنَّ اثْنَيْنِ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَرْجُو الثَّالِثَةَ فِي الْآخِرَةِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا تو میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی آواز سنی تو عرض کیا، اللہ کے رسول! میرے والدین آپ ﷺ پر فدا ہوں یہ اُنیس ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے تین دعائیں کیں، میں نے ان میں سے دو تو دنیا میں دیکھ لی ہیں اور مجھے تیسری کی آخرت میں امید ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔ اور یہ حدیث کئی ایک طرق سے انس رضی اللہ عنہ سے بھی نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه النسائي في فضائل الصحابه: ١٨٨، ابويعلى: ٤٣٥٤

تخریج الحدیث: مصنف عبدالرزاق: ٣٤١٧، مسلم: ٢٤٨١، ١٤٤، مسند ابو يعلى: ٤٣٥٤، دلائل النبوة للبيهقي: ٦/١٩٦

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص، علم کا سمندر، علم و فضل سے مرصع، قرآن مجید کے عالم، حدیث رسول ﷺ کے حافظ، محدث و مفتی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بچپن سے جوانی تک دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہنے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا ہے، جو نا صرف کہ بڑی استقامت کے ساتھ دین اسلام پر قائم رہیں بلکہ اس کی تبلیغ، ترویج و اشاعت میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

(۲) سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ ﷺ نے تین دعائیں فرمائیں:

۱۔ مال و اولاد کی کثرت۔ ۲۔ لمبی زندگی۔ ۳۔ آخرت میں بخشش۔

اسی لیے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کے متعلقہ دونوں دعائیں طویل عمر اور مال و دولت کی کثرت تو اللہ تعالیٰ نے پوری فرما دی ہیں، اور امید ہے کہ آخرت میں تیسری بھی پوری ہو جائے گی۔ (ان شاء اللہ)

(۳) ایک مومن مسلمان کو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی سچائی اور صداقت پر اسی طرح یقین ہونا چاہیے۔

3828: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رُبَّمَا قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ)). قَالَ أَبُو أُسَامَةَ يَعْنِي يُمَازِحُهُ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کبھی از راہ مذاح مجھے فرماتے: ”اے دو کانوں والے!“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۱۹۹۲

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۵۰۰۲، مسند احمد : ۱۲۱٦٤، معجم الکبیر للطبرانی: ٦٦٢

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کا یہ خوش طبعی کا انداز تھا کہ غلط بیانی بھی کوئی نہیں اور مزاح اور تفریح طبع بھی موجود ہے۔

(۲) چھوٹے بچوں سے بے تکلّف ہو کر انہیں خوش کرنے کا یہ بھی ایک انداز ہے۔

3829: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنَسٌ خَادِمُكَ ادْعُ اللهَ لَهُ. قَالَ ((اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! انس بن مالک آپ ﷺ کا خادم ہے اس کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! اس کے مال و اولاد کو بڑھا دے، اور تو نے جو اسے عطا فرمایا ہے اس میں برکت عطا فرما۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیحة: ۲۲٤٦، تخریج مشکلة الفقر: ۱۲، اخرجه ابویعلی: ۳۲۰۰

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۹۸۲، ٦۳۷۸، صحیح مسلم: ۲٤۸۰، مسند احمد : ۲۷٤۲٦، صحیح ابن حبان: ۷۱۷۸

فوائد الحدیث: ۱۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ دعائیں قبول فرمائیں۔ اور انہیں ۱۰۳ سال تک کی لمبی زندگی عطا فرمائی۔

۲۔ ان کی آل اولاد میں سے ۷۵ھ تک جب حجاج کی بصرہ میں آمد ہوئی آپ کے ایک سو پچیس[۱۲۵] بیٹے اور پوتے وغیرہ فوت ہو چکے تھے، (بخاری ص ۱/۲۶۶، کتاب الصوم) سو کے قریب ہی بیٹے اور پوتے زندہ تھے۔ (مسلم ص ۲/۲۹۸، کتاب الفضائل) جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ۹۳ھ میں ایک سو تین سال کی عمر میں ہوئی۔

۳۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے مال میں برکت یوں تھی کہ ان کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا جبکہ شہر میں کوئی اور باغ ایسا نہ تھا۔

(عُلماء صحابہ رضی اللہ عنہم ص ۴۵۱)

3830: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي نَضْرٍ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَنَّانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِبَقْلَةٍ كُنْتُ أَجْتَنِيهَا.

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرٍ. وَأَبُو نَضْرٍ هُوَ خَيْثَمَةُ الْبَصْرِيُّ رَوَى عَنْ أَنَسٍ أَحَادِيثَ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ترکاری (ساگ) کے حوالے سے میری کنیت رکھی میں اسے چنا کرتا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف جابر جعفی عن ابی نضر کی حدیث سے جانتے ہیں، ابو نضر کا نام: خیثمہ بن ابی خیثمہ بصری ہے۔ اس نے انس رضی اللہ عنہ سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں جابر جعفی ضعیف ہے۔ اخرجه ابویعلی: ٤۰۵۷، ابن السني: ۱۰۹

تخریج الحدیث: مسند احمد : ۱۲۲۸٦

فوائد الحدیث: سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حمزہ تھی۔

3831: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا مَيْمُونٌ أَبُو عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ: قَالَ لِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَا ثَابِتُ خُذْ عَنِّي فَإِنَّكَ لَمْ تَأْخُذْ عَنْ أَحَدٍ أَوْثَقَ مِنِّي، إِنِّي أَخَذْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ جِبْرِيلَ وَأَخَذَهُ جِبْرِيلُ عَنِ اللهِ تَعَالَى.

ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: ثابت! مجھ سے حدیث حاصل کرو، (سیکھو)، تم مجھ سے زیادہ ثقہ اور کسی شخص سے نہیں اخذ کرو گے، کیونکہ میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جبریل علیہ السلام سے اور جبریل علیہ السلام نے اسے اللہ عزوجل سے اخذ کیا ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ.

یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہم اسے صرف زید بن حباب کی روایت سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس کی سند میمون ابی عبداللہ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مستدرک حاکم: ٣/٥٧٤

3832: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مَيْمُونٍ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ نَحْوَ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَعْقُوبَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ وَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ جِبْرِيلَ.

ایک اور سند سے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ابراہیم بن یعقوب کی روایت کے مثل مروی ہے، اس میں یہ ذکر نہیں کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جبریل علیہ السلام سے لیا ہے۔

حکم الحدیث: دیکھیں گزشتہ حدیث۔

فوائد الحدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت کے تمام احکام، اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہی ارشاد فرمائے ہیں:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ۝ (النجم: ٣، ٤)

3833: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ أَبِي خَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي الْعَالِيَةِ سَمِعَ أَنَسٌ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: خَدَمَهُ عَشْرَ سِنِينَ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَكَانَ لَهُ بُسْتَانٌ يَحْمِلُ فِي السَّنَةِ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ وَكَانَ فِيهَا رَيْحَانٌ يَجِدُ مِنْهُ رِيحَ الْمِسْكِ.

ابو خلدہ نے بیان کیا، میں نے ابو العالیہ سے کہا، سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی، ان کا ایک باغ تھا جو کہ سال میں دو بار پھل دیتا تھا، اس میں ایک خوشبو دار پودا تھا اس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَأَبُو خَلْدَةَ اسْمُهُ خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَقَدْ أَدْرَكَ أَبُو خَلْدَةَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَرَوَى عَنْهُ.

ابو خلدہ کا نام خالد بن دینار ہے اور وہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔ ان کی سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت ہے، انہوں نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٢٤١، انظر تحفة الاشراف حديث: ٨٣٥

فوائد الحدیث: یہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کا نتیجہ تھا جو آپ ﷺ نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے لیے مال اور اولاد میں برکت کے لیے کی تھی۔
(تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۸۲۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

121- بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

3834: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَسَطْتُ ثَوْبِي عِنْدَهُ ثُمَّ أَخَذَهُ فَجَمَعَهُ عَلَى قَلْبِي، فَمَا نَسِيتُ بَعْدَهُ حَدِيثًا.

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے اپنا کپڑا آپ ﷺ کے پاس بچھا دیا، آپ ﷺ نے اسے پکڑ کر میرے دل پر اکٹھا کر دیا، پس اس کے بعد میں کوئی حدیث نہیں بھولا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (حسن الإسناد صحيحه) صحيح الترمذي: ٣٠١٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١١٩، صحيح مسلم: ٢٤٩٢، سنن النسائی: ٥٨٦٦، ٥٨٦٨، مسند احمد : ٧٢٧٥

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوہریرہ ہے۔ آپ دوس قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں، ۷ھ میں سیّدنا طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کی وساطت سے اسلام قبول کیا اور پھر مدینہ منورہ کے ہی ہو کر رہ گئے۔

(۲) آپ رضی اللہ عنہ، امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیث سننے اور یاد کرنے کے لیے ہمہ وقت مسجد نبوی میں ہی پڑے رہتے تھے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ تشریف لا کر کوئی حدیث بیان کریں تو میں سننے سے نہ رہ جاؤں۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ۵۳۴۶ احادیث روایت کیں۔ آپ حافظ حدیث تو تھے ہی، فقہ و فتاوی میں بھی آپ کو بلند مقام حاصل ہے، رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو جاننے، سننے اور یاد کرنے میں بہت حریص تھے، کئی مواقع پر ان کے سوال کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوہریرہ یہ بات یا مسئلہ اس سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا؟

(۳) چونکہ دینی احکام و مسائل کا بہت سا حصہ آپ نے روایت کیا ہے اس لیے "بعض" دین بے زار لوگوں نے آپ کی روایت کردہ احادیث کو ٹھکرانے کے لیے کئی خود ساختہ قوانین بنائے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ (آمین)

3835: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَسْمَعُ مِنْكَ أَشْيَاءَ فَلَا أَحْفَظُهَا. قَالَ ((ابْسُطْ رِدَاءَكَ)). فَبَسَطْتُ فَحَدَّثَ حَدِيثًا كَثِيرًا فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا حَدَّثَنِي بِهِ.

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں آپ ﷺ سے احادیث سنتا ہوں میں انہیں یاد نہیں رکھتا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنی چادر پھیلا،" میں نے چادر پھیلائی آپ ﷺ نے بہت سی حدیثیں بیان کیں، تو آپ ﷺ نے جو مجھے بیان کیا میں اس میں سے کچھ بھی نہ بھولا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کئی ایک طرق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن سعد: ٢/٣٦٢، ابن الاثير في اسد الغابه: ٦/٣٢٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١١٩، صحيح مسلم: ٢٤٩٢، سنن النسائی: ٥٨٦٦، ٥٨٦٨، مسند احمد : ٧٢٧٥

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حفظ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت بھی ہے جو آپ ﷺ نے فقیہ امت محمدیہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمائی۔

(۲) حدیث الباب کی تفصیل بخاری کتاب العلم میں موجود ہے، سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قُلت یا رسول اللہ انی اسمع منك حديثا كثيرا انساهُ قال ابسط رداءك فبسطه فغرّف بيديه ثم قال ضمّه فضممته فما نسيت شيأ بعد (بخاری ص ۱/۲۲) ''میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنتا ہوں لیکن انہیں بھول جاتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی چادر کو بچھا، تو میں نے چادر بچھادی آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس میں چلو بھر کر ڈالا پھر فرمایا اس کو اپنے ساتھ ملالو، تو میں نے اس چادر کو (اپنے سینے کے ساتھ) ملالیا، تو اس کے بعد میں کوئی چیز (حدیث) بھی نہیں بھولا''۔

3836: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ: أَنْتَ كُنْتَ أَلْزَمَنَا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَحْفَظَنَا لِحَدِيثِهِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ابوہریرہ! آپ ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے والے اور ہم سے زیادہ آپ ﷺ کی احادیث یاد کرنے والے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه عبدالرزاق: ٦٢٧٠، الحاكم: ٣/٥١٠، اسد الغابه: ٦/٣٢٠

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٤٤٥٣

فوائد الحدیث: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت وحفظ حدیث کا دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اعتراف کرتے تھے۔

3837: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَرَأَيْتَ هَذَا الْيَمَانِيَ يَعْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ هُوَ أَعْلَمُ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْكُمْ نَسْمَعُ مِنْهُ مَا لَا نَسْمَعُ مِنْكُمْ، أَوْ يَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا لَمْ يَقُلْ. قَالَ أَمَّا أَنْ يَكُونَ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا لَمْ نَسْمَعْ فَلَا أَشُكُّ إِلَّا أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا لَمْ نَسْمَعْ وَذَاكَ أَنَّهُ كَانَ مِسْكِينًا لَا شَيْءَ لَهُ ضَيْفًا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ يَدُهُ مَعَ يَدِ

مالک بن ابی عامر نے بیان کیا کہ ایک آدمی طلحہ بن عبیداللہ کے پاس آیا تو اس نے کہا: ابو محمد! مجھے اس یمانی یعنی: ابوہریرہ کے متعلق بتائیں کیا وہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو تم سے زیادہ جاننے والے ہیں وہ ہم تم سے نہیں سنتے، یا وہ رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے وہ احادیث بیان کرتے ہیں جو آپ نے بیان نہیں فرمائیں؟ انہوں نے کہا: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وہ کچھ سنا جو ہم نے آپ ﷺ سے نہیں سنا، وہ اس لیے کہ وہ مسکین شخص تھے ان کی کوئی چیز نہیں تھی وہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان تھے، ان کا ہاتھ رسول اللہ کے ہاتھ کے ساتھ تھا، جبکہ ہم گھر بار والے تھے، ہم رسول اللہ ﷺ کی

رَسُولِ اللهِ ﷺ وَ كُنَّا نَحْنُ أَهْلَ بُيُوتَاتٍ وَغِنًى، وَ كُنَّا نَأْتِي رَسُولَ اللهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ لَا نَشُكُّ إِلَّا أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا لَمْ نَسْمَعْ، وَلَا نَجِدُ أَحَدًا فِيهِ خَيْرٌ يَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا لَمْ يَقُلْ.

خدمت میں بس صبح و شام ہی حاضر ہوتے تھے۔ مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وہ کچھ سنا جو ہم نے نہیں سنا، اور تم کسی ایسے شخص کو نہیں پاؤ گے کہ اس میں خیر ہو اور رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے وہ بات کرے جو کہ آپ ﷺ نے نہ کی ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ. وَقَدْ رَوَاهُ يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ وَغَيْرُهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف محمد بن اسحاق کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اور اس کو یونس بن بکیر وغیرہ نے بھی محمد بن اسحٰق سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابن اسحاق مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں۔

تخریج الحدیث: مسند البزار: ٩٣٢، مسندابو يعلى: ٦٣٦، ٦٣٧، مستدرک حاكم: ٣/٥١١

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے، لیکن حقیقت یہی ہے کہ دوسرے انصار و مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی اپنی مصروفیات کی وجہ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتے تھے جبکہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے چوبیس گھنٹے اس مقصد (حدیث سننے اور یاد کرنے) کے لیے وقف کیے ہوئے تھے۔

(۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپس میں اس قدر محبّت اور یگانگت تھی کہ وہ کسی دوسرے کے خلاف بات سننا گوارہ نہیں کرتے تھے بلکہ ایسی صورت میں وہ "دفاع صحابہ" کا حق ادا کر دیتے تھے۔

3838: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ ابْنُ بِنْتِ أَزْهَرَ السَّمَّانِ. حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبُو خَلْدَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَالِيَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مِمَّنْ أَنْتَ)). قَالَ قُلْتُ مِنْ دَوْسٍ. قَالَ ((مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ فِي دَوْسٍ أَحَدًا فِيهِ خَيْرٌ)):

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: "آپ کس قبیلے سے ہیں؟" میں نے عرض کیا، دوس قبیلے سے، آپ نے فرمایا: "میں نہیں سمجھتا تھا کہ دوس قبیلے میں کوئی ایسا شخص ہو گا جس میں کوئی خیر و بھلائی ہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو خَلْدَةَ اسْمُهُ خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ وَأَبُو الْعَالِيَةِ اسْمُهُ رُفَيْعٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابو خلدہ کا نام خالد بن دینار ہے۔ اور ابو العالیہ کا نام رُفیع ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٣٨٤، الصحيحة: ٢٩٣٦

تخریج الحدیث: تاريخ دمشق: ١٩/٢١٦

فوائد الحدیث: یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے کیونکہ جس قبیلے کے متعلق آپ کا جو خیال و گمان تھا معاملہ اس کے برعکس ہو گیا۔

3839: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَزَّازُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُهَاجِرُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِتَمَرَاتٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! ادْعُ اللهَ فِيهِنَّ بِالْبَرَكَةِ. فَضَمَّهُنَّ ثُمَّ دَعَا لِي فِيهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَقَالَ لِي ((خُذْهُنَّ وَاجْعَلْهُنَّ فِي مِزْوَدِكَ هَذَا أَوْ فِي هَذَا الْمِزْوَدِ، كُلَّمَا أَرَدْتَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَأَدْخِلْ فِيهِ يَدَكَ فَخُذْهُ وَلَا تَنْثُرْهُ نَثْرًا)). فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذَلِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَسْقٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ، وَكَانَ لَا يُفَارِقُ حَقْوِي حَتَّى كَانَ يَوْمُ قَتْلِ عُثْمَانَ فَإِنَّهُ انْقَطَعَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں چند کھجوریں لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ سے ان میں برکت کی دعا فرمائیں آپ ﷺ نے انہیں اکٹھا کر کے ان میں برکت کی دعا فرمائی، اور مجھے فرمایا: "انہیں لے لو اور انہیں اپنے توشہ دان میں یا اس توشہ دان میں رکھ لو، جب تو ان میں سے کچھ لینا چاہے تو اپنا ہاتھ اس (توشہ دان) میں ڈال کر وہاں سے (حسب ضرورت) لے لینا اور انہیں باہر نہ نکالنا۔" میں نے ان کھجوروں میں سے اتنے اور اتنے وسق اللہ کی راہ میں دیں، ہم اس میں سے کھاتے اور کھلاتے تھے، وہ میری کمر سے کبھی الگ نہیں ہوتی تھی حتیٰ کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دن ہوا تو وہ ٹوٹ گئی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔ اور یہ حدیث دیگر طرق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن الإسناد) اخرجه ابن عدي في الكامل: ٦/٢٤٥٢، المزي في تهذيب الكمال: ٢٨/٥٨١

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٨٦٢٨، صحيح ابن حبان: ٦٥٣٢

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے کھجوروں کو سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ضرورتوں کے لیے کافی کر دیا۔ (ﷺ)

(۲) سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دن مدینہ منورہ میں اس قدر غمناک اور اس کے حالات ناگفتہ بہ تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی ضروری چیزوں کو بھی نہ سنبھال سکے۔

3840: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْمُرَابِطِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ لِمَ كُنِّيتَ أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ أَمَا تَفْرَقُ مِنِّي؟ قُلْتُ: بَلَى، وَاللهِ إِنِّي لَأَهَابُكَ. قَالَ: كُنْتُ أَرْعَى غَنَمَ أَهْلِي فَكَانَتْ لِي هُرَيْرَةٌ صَغِيرَةٌ فَكُنْتُ أَضَعُهَا بِاللَّيْلِ فِي شَجَرَةٍ، فَإِذَا كَانَ النَّهَارُ ذَهَبْتُ بِهَا مَعِي فَلَعِبْتُ بِهَا فَكَنَّوْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ.

سیّدنا عبداللہ بن رافع نے بیان کیا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تمہاری کنیت ابوہریرہ کیوں رکھی گئی؟ انہوں نے کہا: کیا تم مجھ سے خوف نہیں کھاتے؟ میں نے کہا، اللہ کی قسم! میں آپ سے ضرور ڈرتا ہوں، انہوں نے فرمایا: میں اپنے اہل کی بکریاں چراتا تھا، میری ایک چھوٹی سی بلی تھی، میں اسے رات کے وقت ایک درخت پر رکھ دیتا تھا، جب صبح ہوتی تو میں اسے اپنے ساتھ لے جاتا تھا اور اس کے ساتھ کھیلتا تھا، پس انہوں نے میری کنیت ابوہریرہ رکھ دی۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن الإسناد) انظر تحفة الاشراف: ١٣٥٦٠

تخریج الحدیث: طبقات ابن سعد: ٤/٣٢٩، تاريخ دمشق: ١٩/٢١٤

فوائد الحدیث: اس حدیث سے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کنیت کی وجہ تسمیہ معلوم ہوئی۔

3841: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَخِيهِ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنِّي إِلَّا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَكُنْتُ لَا أَكْتُبُ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے علاوہ کوئی اور شخص رسول اللہ ﷺ سے مجھ سے زیادہ احادیث روایت کرنے والا نہیں اس لیے کہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۶۶۸۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١١٣، سنن النسائی الكبرى: ٥٨٥٣، مسند احمد : ٧٣٨٩، صحيح ابن حبان: ٧١٥٢

فوائد الحدیث: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث زمانہ نبوت سے ہی لکھی جاتی رہی ہیں، منکرین حدیث جو کہتے ہیں کہ احادیث بعد میں لکھی گئیں ان کا دعویٰ غلط اور بے بنیاد ہے۔

122- باب مَنَاقِبِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے فضائل

3842: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمِيرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ)).

سیّدنا عبدالرحمٰن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی: ”اے اللہ! انہیں ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنا دے اور ان کے ذریعے (دوسروں کو) ہدایت عطا فرما۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٦٢٣، الصحيحة: ١٩٦٩، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٣٢٢/١٧

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٧٨٩٥، الاصابة: ٤/٣٤٢- ٣٤٣، فتح الباری: ٧/١٠٤

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ کے برادر نسبتی، آپ ﷺ کے ہم زلف، کاتب وحی، فیاض، سخی، جرات مند، بہادر اور دلیر، خاندان نبوت کے قدردان بلکہ پشتیبان، سیدین حسنین کریمین کے چہیتے اور آئیڈیل تھے، آپ نے اسلام کی ترویج و اشاعت اور غلبے کے لیے بے مثال اور لازوال جدوجہد کی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیابیوں سے نوازا اور آپ کے دور خلافت و امارت میں اسلام کا پھریرا ساٹھ لاکھ مربع میل تک لہرا رہا تھا۔ آپ نے صلح حدیبیہ کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا لیکن اس کا اظہار و اعلان فتح

مکہ کے موقع پر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے بحری بیڑے کے ذریعے جہاد کر کے رسول اللہ ﷺ کی اس پیش گوئی کے مصداق ہوئے کہ اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا (بخاری ص ۱/۴۱۰، کتاب الجہاد، باب ما قیل فی قتال الروم) "پہلا لشکر میری امت میں سے جو سمندر میں جہاد کریں گے بے شک انہوں نے (جنّت) واجب کر لی"۔

(۲) حدیث الباب میں رسول اللہ ﷺ کی سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں تین دعائیں ان کے لیے بہت بڑی سعادت ہے اور ان کے مقام و مرتبے کو سمجھنے کے لیے اس میں امت کے لیے واضح راہنمائی بھی موجود ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دینے والا۔

۲۔ ہدایت یافتہ بنا۔

۳۔ اور اس (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کے ذریعے دوسرے لوگوں کو بھی ہدایت نصیب فرما۔

(۳) ایسی سعادت مند ہستی کے بارے زبان طعن دراز کرتے وقت اور کچھ نہیں تو کم از کم بندے کو شرم تو آنی چاہیے۔

3843: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ حَلْبَسٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ: لَمَّا عَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيدٍ عَنْ حِمْصَ وَلَّى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ النَّاسُ عَزَلَ عُمَيْرًا وَوَلَّى مُعَاوِيَةَ. فَقَالَ عُمَيْرٌ: لَا تَذْكُرُوا مُعَاوِيَةَ إِلَّا بِخَيْرٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((اللّٰهُمَّ اهْدِ بِهِ)).

ابو ادریس خولانی نے بیان کیا کہ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عمیر بن سعد کو حمص سے معزول کیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو والی مقرر کیا تو لوگوں نے کہا: انہوں نے عمیر کو معزول کر کے معاویہ کو والی بنا دیا۔ تو عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معاویہ کا ذکر خیر ہی کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اے اللہ! اس کے ذریعے دوسروں کو ہدایت عطا فرما۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. قَالَ وَعَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ يُضَعَّفُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ عمرو بن واقد حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح بما قبلہ) بعض کے نزدیک اس میں عمرو بن واقد متروک ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ۱۷۸۹۵، الاصابة: ۴/۳۴۲۔ ۳۴۳، فتح الباری: ۷/۱۰۴

فوائد الحدیث: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں بھی سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا احترام موجود تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

123- بَابُ: مَنَاقِبِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

3844: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَسْلَمَ النَّاسُ وَآمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ)).

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں نے اسلام قبول کیا جبکہ عمرو بن عاص ایمان لائے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف ابن لہیعہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں جو کہ مشرح بن ہاعان سے ہے، اور اس کی اسناد قوی نہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) الصحيحة: ١١٥، المشكاة: ٦٢٣٦

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٧٤١٣، ٨٠٤٢

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بڑے بہادر، جری اور معاملہ فہم تھے، حالات و واقعات کا تجزیہ کر کے صحیح اور مفید راستہ اختیار کرتے، بڑے صائب الرائے تھے، سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا تھا "اے عمرو: آپ کی عقل و دانش اور فہم و فراست کو جب دیکھتا ہوں تو میرے دل میں خیال آتا ہے کہ آپ کو سب سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہو جانا چاہیے تھا"۔ آپ جب ماہ صفر ۸ ہجری کو سیّدنا خالد بن ولید اور عثمان بن طلحہ کی معیت میں اسلام قبول کرنے کے لیے مدینہ منورہ پہنچے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "آج مکہ نے اپنے جگر گوشتے ہماری طرف پھینک دیے ہیں"۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۲) جب اللہ تعالیٰ نے مکہ فتح فرما دیا تو اسلام کا غلبہ دیکھ کر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے، لیکن سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ پہلے ہی ۸ھ میں بغیر کسی لالچ اور خوف کے ایمان لا چکے تھے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی۔

3845: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ الْجُمَحِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: قَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ مِنْ صَالِحِي قُرَيْشٍ)).

سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "عمرو بن العاص قریش کے صالح افراد میں سے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ الْجُمَحِيِّ. وَنَافِعٌ ثِقَةٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ وَابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ لَمْ يُدْرِكْ طَلْحَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف نافع بن عمر جمحی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، نافع ثقہ ہے اور اس کی اسناد متصل نہیں۔ ابن ابی ملیکہ کی طلحہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) یہ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٣٨٢، فضائل الصحابة: ١٧٤٦

فوائد الحدیث: اس میں بھی سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی صالحیت کا بیان ہے، لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

124- بَابُ: مَنَاقِبِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے فضائل

3846: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَنْزِلاً فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّونَ، فَيَقُولُ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جگہ قیام کیا، لوگ گزرنے لگے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابو ہریرہ! یہ کون ہے؟" میں کہتا: فلاں ہے،

رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ هَذَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ)). فَأَقُولُ فُلَانٌ. فَيَقُولُ ((نِعْمَ عَبْدُ اللهِ هَذَا)). وَيَقُولُ ((مَنْ هَذَا)). فَأَقُولُ فُلَانٌ. فَيَقُولُ ((بِئْسَ عَبْدُ اللهِ هَذَا)). حَتَّى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ ((مَنْ هَذَا)). فَقُلْتُ هَذَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ.

فَقَالَ ((نِعْمَ عَبْدُ اللهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْرِفُ لِزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ سَمَاعًا مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ عِنْدِي حَدِيثٌ مُرْسَلٌ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ.

آپ ﷺ فرماتے: "یہ اللہ کا اچھا بندہ ہے،" آپ ﷺ فرماتے: "یہ کون ہے؟" میں کہتا: فلاں ہے؟ آپ ﷺ فرماتے: "یہ اللہ کا بندہ برا شخص ہے۔" حتیٰ کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کون ہے؟" میں نے عرض کیا، یہ خالد بن ولید ہیں۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: "خالد بن ولید اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار اور اچھا شخص ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ زید بن اسلم کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں، اور میرے نزدیک یہ حدیث مرسل ہے۔ اور اس باب میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشكاة: ٦٢٥٣-التحقيق الثاني، الصحيحة: ١٢٣٧ و ١٨٢٦، احكام الجنائز: ١٦٦

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٨٧٢٠، ٤٣، ١٦٨٢٣، صحيح ابن حبان: ٧٠٩١

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، قبیلہ بنو مخزوم کے بڑے مدبر، بے مثال شہسوار، نیزہ بازی اور شمشیر زنی کے ماہر، عقابی نگاہ رکھنے والے، ماہر جرنیل تھے، کفر کی حالت میں بھی کئی ایک جنگی تدبیریں کرتے لیکن جب اسلام قبول کیا تو پھر اپنی تمام تر صلاحیتیں اسلام کے غلبے اور اس کی اشاعت کے لیے صرف کر دیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب آپ یکم صفر ۸ ہجری کو مسلمان ہوئے تو ناطق وحی پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: "خالد! تمہاری عقل و دانش اور فہم و فراست کی بنا پر مجھے بہت امید تھی کہ تم ایک نہ ایک دن ضرور اسلام قبول کر لو گے"۔

(۲) یعنی کوئی بھی عقلمند آدمی کفر، شرک اور بدعات پر کاربند نہیں رہ سکتا۔

(۳) بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سیف من سیوف اللہ "اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار" کا لقب ملنا ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

125- بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل

3847: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ ثَوْبُ حَرِيرٍ فَجَعَلُوا يَعْجَبُونَ مِنْ لِينِهِ، فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَتَعْجَبُونَ مِنْ هَذَا؟ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ریشمی جوڑا بطور ہدیہ پیش کیا گیا وہ (صحابہ کرام) اس کے ملائم ہونے پر تعجّب کرنے لگے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اس پر تعجّب کرتے ہو؟ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنتی

مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا)).
رومال اس سے زیادہ بہتر ہیں۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن سعد: ٣/٤٣٥، احمد في فضائل الصحابه: ٤٨٧، البغوي: ٣٩٨١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٢٤٩، صحیح مسلم: ٢٤٦٨، سنن ابن ماجه: ١٥٧، سنن نسائی الکبری: ٨٢٢١، مسند احمد: ١٨٥٤٤، ١٨٦٦٨، صحیح ابن حبان: ٧٠٣٥

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، انصاری صحابی ہیں، آپ قبیلہ "اوس" کے سردار تھے۔ سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پہ مشرف بہ اسلام ہوئے، بعد ازاں ان کی دعوت پر سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا، رسول اللہ ﷺ سے بے حد محبّت کرنے والے تھے جس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب انہیں غزوہ خندق میں تیر لگا اور اس زخم کا خون بند نہیں ہو رہا تھا تو انہوں نے دعا کی، "یا اللہ! اگر قریش کے ساتھ جنگ باقی رہے تو مجھے زندہ رکھ کیونکہ جس قوم نے تیرے نبی کو جھٹلایا، اسے تکلیفیں دیں حتیٰ کہ مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا، مجھے ان لوگوں سے جنگ کرنا بے حد پسند ہے اور اگر جنگ ختم ہو گئی ہے تو پھر میرے اس زخم کو شہادت کا ذریعہ بنا دے" آپ ﷺ کو بھی جناب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے بڑی محبّت تھی، اسی لیے تو آپ ﷺ نے ان کے لیے مسجد نبوی میں خیمہ لگوا دیا تھا کہ وہ مسجد میں ہی رہیں تا کہ ان کی تیمارداری میں آسانی بھی رہے اور اکثر ملاقات ہوتی رہے۔

(۲) جنگ خندق کے موقعہ پر بنو قریظہ نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے غداری کرتے ہوئے کفار عرب کا ساتھ دیا، تو آپ نے یہ دعا کی کہ "اللہ تعالیٰ: بنو قریظہ کے یہودیوں کے متعلق میری موت سے پہلے پہلے میری آنکھوں کو ٹھنڈا کر دے"۔ بنو قریظہ کے یہودی جب گرفتار کر کے لائے گئے تو انہوں نے سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا فیصل مان لیا کہ ہمارے متعلق جو فیصلہ سیّدنا سعد کر دیں گے وہ ہمیں منظور ہو گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں بھی سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ قبول ہے۔ چنانچہ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فیصلہ فرمایا کہ "ان کے بچے اور عورتیں قیدی بنا لیے جائیں، ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے" تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سعد نے جو فیصلہ کیا ہے ہمارا بھی وہی فیصلہ ہے، عرش کی بلندی سے اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ عرش پر اللہ تعالیٰ کا بھی وہی فیصلہ ہے جو زمین پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ چنانچہ اس فیصلے پر عملدرآمد کر کے بنو قریظہ کا خاتمہ کر دیا گیا۔ سیّدنا سعد کا وہ زخم دوبارہ پھر ہرا ہو گیا جس سے ان کی شہادت واقع ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(۳) جنّت میں مختلف قسم کے کپڑے اور لباس ہوں گے، سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو جو رومال / تشو دیے گئے ہیں وہ دنیا کے ریشمی کپڑے سے بھی زیادہ اچھے اور خوبصورت ہیں۔

3848: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: وَجَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ ((اهْتَزَّ لَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ)).
سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ ان کے آگے تھا فرماتے ہوئے سنا: "ان کے لیے الرحمان کا عرش ہل گیا تھا۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس

وَرُمَيْثَةَ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

باب میں اسید بن حضیر، ابو سعید اور رمیثہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٦٧٤٧، الطبراني في الكبير: ٥٣٣٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٨٠٣، صحیح مسلم: ٢٤٦٦، سنن ابن ماجه: ١٥٨، سنن نسائی الکبری: ٨٢٢٤، مسند احمد: ١٤١٥٣، صحیح ابن حبان: ٧٠٢٩

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبّت اور دینی غیرت تھی کہ ان کی وفات پر اللہ تعالیٰ کا عرش بھی جھوم اٹھا۔

(۲) "عرش الٰہی" نے حقیقی طور پر حرکت کی اس کی تاویل وغیرہ کرنا درست نہیں جیسا کہ بعض لوگوں نے فرشتوں کی خوشی مراد لی ہے وغیرہ۔ لیکن اس کی کیفیت کو ہم نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہم تو آمنّا وصدّقنا ہی کہتے ہیں۔

(۳) جو لوگ اپنے دنیاوی تعلقات یا مفادات کی خاطر اپنی جماعت، مسلک، عقیدے اور منہج کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور دنیاوی مفادات سمیٹنے کے لیے دنیادار مشرکوں اور بدعتیوں کو پروٹوکول دیتے اور ان کی توقیر کرتے ہیں انہیں ضرور اپنے طرز عمل کا جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں اللہ تعالیٰ ناراض ہی نہ ہو جائے۔

3849: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُونَ. مَا أَخَفَّ جَنَازَتَهُ. وَذَلِكَ لِحُكْمِهِ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهُ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقوں نے کہا: کس چیز نے ان کے جنازے کو ہلکا کر دیا؟ انہوں نے یہ بات ان کے بنو قریظہ کے بارے میں فیصلے کی وجہ سے کہی تھی۔ نبی ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "فرشتے اسے اٹھائے ہوئے تھے۔" (اس لیے ہلکا تھا)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٦٢٢٨، اخرجه عبد بن حميد: ١١٩٥، الطبراني في الكبير: ٥٣٤٢

تخریج الحدیث: صحیح ابن حبان: ٧٠٣٢

فوائد الحدیث: (۱) یہ بھی سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا اعزاز اور ان کے لیے سعادت ہے کہ ان کے جنازے میں آسمان کے فرشتے بھی حاضر ہوئے اور انہوں نے جنازے کو کندھا دیا۔

(۲) عقیدہ توحید کے علمبردارو! سُنت نبوی کے پیروکارو! اگر زمین والوں اور آسمان والوں میں عزت چاہتے ہو تو پھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اپنی محبّت کو خالص کر لو، دنیا کا کوئی منصب، عہدہ یا مال و دولت تمہاری آنکھوں کو خیرہ نہ کر دے کہ تم ایمانی غیرت کا مظاہرہ کرنے کی بجائے عقیدہ توحید اور اطاعت رسول ﷺ پر کسی مداہنت کا مظاہرہ کرو اور کسی مصلحت کا شکار ہو جاؤ۔ وباللہ التوفیق

126- بَابٌ فِي مَنَاقِبِ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

3850: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ سے

بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الأَمِيرِ. قَالَ الأَنْصَارِيُّ يَعْنِي مِمَّا يَلِي مِنْ أُمُورِهِ.

یہ نسبت تھی جو کوتوال کو امیر / حکمران سے ہوتی ہے۔ الانصاری نے کہا: یعنی اس لیے کہ وہ آپ ﷺ کے امور نمٹاتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الأَنْصَارِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف الانصاری کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ قَوْلَ الأَنْصَارِيِّ.

محمد بن یحییٰ نے ہمیں حدیث بیان کی انہوں نے کہا محمد بن عبداللہ الانصاری نے اسی مانند ہمیں حدیث بیان کی اور اس میں انصاری کا قول ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن حبان: ٤٥٠٨، البيهقي: ٨/١٥٥، البغوي: ٢٤٨٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٧١٥٥

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے سیکرٹری اور معتمد خاص تھے۔

(۲) آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ اپنا خاص جھنڈا (عَلَم) انہیں عطا فرمایا تھا۔ آپ بڑے سخی، فیاض اور دریادل تھے، کئی ایک جنگی معرکوں میں داد شجاعت دی۔

(۳) آپ کا نام "قیس" والد کا نام "سعد بن عبادہ" اور کنیت "ابوالفضل" تھی۔ آپ بنو خزرج قبیلے سے نسبت تعلق رکھتے تھے۔ (یعنی، ابوالفضل قیس بن سعد بن عبادہ خزرجی رضی اللہ عنہ) آپ مصر کے گورنر بھی رہے، ۶۰ ہجری میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

127- بَابٌ فِي مَنَاقِبِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے فضائل

3851: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جَاءَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْسَ بِرَاكِبٍ بَغْلٍ وَلَا بِرْذَوْنَ.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کسی خچر پر سوار ہو کر نہ ترکی نسل کے گھوڑے پر (بلکہ پیدل چل کر) میرے پاس تشریف لائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) مختصر الشمائل: ٢٩١، دیکھیں حدیث ۲۰۹۷۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٦٦٤، سنن نسائی الکبری: ٧٤٥٩، مسند احمد: ١٥٠١١

فوائد الحدیث: سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے والد محترم سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہو گئے تو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے خصوصی شفقت کا برتاؤ فرماتے، ایک مرتبہ جب وہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ پیدل ہی ان کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے جسے اعزاز سمجھتے ہوئے انہوں نے خصوصی طور پر لوگوں کے سامنے اس بات کو بیان کیا۔

3852: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اسْتَغْفَرَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ الْبَعِيرِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ مَرَّةً.

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

وَمَعْنَى قَوْلِهِ لَيْلَةَ الْبَعِيرِ مَا رُوِيَ عَنْ جَابِرٍ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَبَاعَ بَعِيرَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَاشْتَرَطَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ يَقُولُ جَابِرٌ لَيْلَةَ بِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ الْبَعِيرَ اسْتَغْفَرَ لِي خَمْسًا وَعِشْرِينَ مَرَّةً وَكَانَ جَابِرٌ قَدْ قُتِلَ أَبُوهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ بَنَاتٍ فَكَانَ جَابِرٌ يَعُولُهُنَّ وَيُنْفِقُ عَلَيْهِنَّ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبَرُّ جَابِرًا وَيَرْحَمُهُ لِسَبَبِ ذَلِكَ.

هَكَذَا رُوِيَ فِي حَدِيثٍ عَنْ جَابِرٍ نَحْوُ هَذَا.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، اونٹ والی رات رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے پچیس[۲۵] بار مغفرت کی دعا کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

اونٹ والی رات: سے مراد وہ ہے جو کہ جابر رضی اللہ عنہ سے کئی ایک طریق سے روایت کیا گیا کہ وہ ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ شریک سفر تھے انہوں نے اپنا اونٹ نبی ﷺ کو اس شرط پر فروخت کر دیا کہ مدینہ تک وہ اس پر سوار ہو کر جائیں گے، جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے جس رات نبی ﷺ کو اونٹ فروخت کیا آپ ﷺ نے اس رات میرے لیے پچیس[۲۵] بار مغفرت کی دعا کی۔ جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبداللہ بن عمرو بن حرام غزوہ احد میں شہید کر دیے گئے تھے اور انہوں نے بیٹیاں چھوڑی تھیں، جابر رضی اللہ عنہ ان کی کفالت کرتے اور ان پر خرچ کرتے تھے، نبی ﷺ اس وجہ سے ان پر مہربانی فرماتے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔ اور ایک حدیث میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اس طرح اس کے مانند روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٦٢٣٨، اس میں ابوالزبیر مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں۔

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٧١٤٢، مسلم، ص: ١٢٢٣(١١٢)، سنن النسائي: ٧/٢٩٩

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ان کا اونٹ خریدنے کی خواہش کا اظہار فرمایا تو انہوں نے اپنی ضرورت کے پیش نظر معذرت کی، تو اس تکرار میں آپ ﷺ نے سیّدنا جابر کے لیے بخشش کی دعا کی، جسے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے شمار کیا تو یہ دعا پچیس[۲۵] (۲۵) مرتبہ تھی۔ اس گنتی سے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے عقیدت و محبّت کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

128- بَابٌ فِي مَنَاقِبِ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے فضائل

3853: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللهِ، فَمِنَّا مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا،

سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے اللہ کی رضا کے حصول کی خاطر ہجرت کی، ہمارا اجر اللہ کے ہاں ٹھہر گیا، ہم میں سے کچھ حضرات وفات پا گئے اور انہوں نے اپنے اجر سے (دنیا میں) کچھ بھی نہ کھایا، اور ہم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ ان کا پھل پک

وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدُبُهَا، وَإِنَّ مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ مَاتَ وَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا نَمِرَةً كَانُوا إِذَا غَطَّوْا بِهِ رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((غَطُّوا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ الْإِذْخِرَ)).

چکا ہے اور وہ اسے توڑ رہے ہیں، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جب (شہادت سے) فوت ہوئے تو انہوں نے صرف ایک کپڑا چھوڑا جب وہ اس کے ساتھ ان کا سر ڈھانپتے تھے تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اور جب اس سے پاؤں ڈھانپتے تھے تو ان کا سر ننگا ہو جاتا تھا، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کا سر ڈھانپ دو اور ان کے پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ نَحْوَهُ.

ہناد نے ہمیں بیان کیا، انہوں نے کہا ادریس نے اعمش عن ابی وائل شقیق بن سلمہ عن خباب بن ارت کی سند سے اسی مانند ہمیں بیان کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) احكام الجنائز ٥٧-٦٩، اخرجه الطبراني في الاوسط: ٣٤٩٠، البغوي: ١٤٧٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٢٧٦، ٣٩١٣، صحيح مسلم: ٩٤٠، سنن ابو داود: ٢٨٧٦، ٣١٥٥، سنن النسائی: ٤/٣٨۔ ٣٩ مسند احمد : ٢١٠١٥٨، صحيح ابن حبان: ٧٠١٩

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، جب اسلام لائے تو وہ اسلام کا بھی ابتدائی دور تھا اور سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ کی جوانی کا بھی آغاز تھا، آپ بڑے خوب رو، خوشحال اور خوش پوشاک تھے، مکہ مکرمہ کے بنو عبد الدار قبیلے سے تعلق رکھتے تھے، بڑے ہی ناز و نعمت میں پرورش پائی لیکن جب مشرف بہ اسلام ہوئے تو ساری ٹھاٹھ باٹھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبّت پر قربان کر کے سادگی اختیار کر لی اور اسلام کی دعوت و تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ بڑے موثر خطیب تھے اسی لیے آپ کو مدینہ منورہ میں داعی الی الاسلام بنا کر بھیجا گیا آپ صرف ایک سال میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور خطابت کی اثر آفرینی سے بہتر (۷۵) افراد (جن میں مرد و عورتیں شامل تھیں) کا قافلہ لے کر مکہ مکرمہ پہنچے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیعت کے لیے حاضر کر دیا، یہ بیعت، ''بیعت عقبہ ثانیہ'' کے نام سے معروف ہے۔ آپ نے دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ میدان جہاد میں بھی کارہائے نمایاں سر انجام دیے۔ اور راہ خدا میں داد شجاعت دیتے ہوئے ۲ ہجری میں احد کے میدان میں شہادت کی خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئے۔ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ

(۲) ناز و نعم میں پلے بڑھے اور عیش و عشرت میں شاہانہ زندگی گزاری لیکن شہادت کے وقت کفن دینے کے لیے بھی کپڑے نہ تھے صرف ایک چادر تھی وہ بھی قد مبارک سے چھوٹی، چنانچہ اس کے ساتھ چہرہ ڈھانپ کر پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دی گئی اور اسلام کے اس شہزادے، مبلغ و خطیب اور مجاہد کو دفن کر دیا گیا۔ حدیث الباب میں اسی طرف اشارہ ہے۔

129- باب مَنَاقِبِ الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سیّدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے فضائل

3854: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کتنے ہی بکھرے بالوں والے، گرد آلود پاؤں والے، دو

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كَمْ مِنْ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ذِي طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهُ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ مِنْهُمُ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ)).

چادروں والے ایسے ہیں کہ جن کو کوئی اہمیت نہ دی جاتی ہو اگر وہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس پر قسم اٹھالیں تو وہ اسے پوری فرمادیتا ہے، براء بن مالک بھی ان میں سے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٦٢٣٩، تخريج المشكله: ١٢٥

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٣٩٨٧، مستدرک حاكم: ٣/٢٩١، ٢٩٢، اسد الغابة: ١/٢٠٦، مسند احمد: ١٢٤٧٦، ١٨٧٢٨ صحيح بخاری: ٤٩١٨، صحيح مسلم: ٢٨٥٣

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں سے تھے، بڑے بہادر اور دلیر، بے خوف دشمن کے جتھوں میں گھس جاتے اور شجاعت کی مثال قائم کر دیتے، آپ نے کئی ایک جہادی معرکے لڑے، آخری مرتبہ مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا، جب آپ کو دیکھا گیا تو آپ کے جسم پر نیزوں اور تیروں کے نشان آٹھ سو (۸۰۰) سے بھی زیادہ تھے، لیکن اسی معرکہ میں آپ نے اکیلے ایک سو (۱۰۰) مرتدین کو جہنم واصل کیا تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی "یا اللہ میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ مسلمانوں کی مدد فرما اور انہیں کامیابی عطا فرما، کفار کے ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے (قیدی اور غلام بنادے) اور مجھے میرے آقا کی زیارت نصیب فرما"۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ انہیں انتہائی سادگی میں پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا "بہت سے گرد آلود اور پراگندہ حال، کہ جن کی معاشرے میں (دنیادار لوگوں کے ہاں) کوئی حیثیت نہیں سمجھی جاتی، اگر وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اس قسم کو پورا فرمادیتے ہیں"۔ ان میں سے ایک سیّدنا براء بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

130- بَابٌ فِي مَنَاقِبِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے فضائل

3855: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَا أَبَا مُوسَى لَقَدْ أُعْطِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ)).

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ابو موسیٰ تمہیں آل داود کی سی خوش الحانی عطا کی گئی ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ.

اور اس باب میں بریدہ، ابو ہریرہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحاكم: ٣/٣٦٦، البيهقي: ١٠/٢٣٠-٢٣١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٠٤٨، صحيح مسلم: ٧٩٣، ٢٣٦، صحيح ابن حبان: ٧١٩٧

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا ابو موسیٰ اشعری کا نام "عبداللہ"، والد کا نام "قیس" اور کنیت "ابو موسیٰ" تھی، یمن کے ایک بااثر قبیلے

"اشعر" سے تعلق رکھتے تھے، اس لیے آپ اپنی کنیت اور قبیلے کی نسبت سے "ابو موسیٰ اشعری" مشہور ہوئے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے یمن سے مکہ مکرمہ آکر اسلام قبول کیا، پھر اپنے وطن واپس لوٹ گئے دوبارہ مکہ مکرمہ آرہے تھے کہ سمندری طوفان کے باعث حبشہ پہنچ گئے وہیں سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے، آپ کو اور آپ کے رفقاء کو غزوہ خیبر میں عدم شرکت کے باوجود، خیبر کی غنیمت میں سے حصہ ملا تھا کیونکہ آپ اس موقعہ پر ہی مدینہ منورہ آئے تھے۔ آپ کو یمن کا گورنر رہنے کا بھی موقعہ ملا اور اعزاز یہ ہے کہ یہ منصب خود رسول اللہ ﷺ نے بغیر کسی درخواست اور مطالبے کے سونپا تھا۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو بڑی خوبصورت آواز عطا فرمائی تھی جس کا "حدیث الباب" میں تذکرہ ہے، آپ جب قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو سماں باندھ دیتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

131- بَابٌ فِي مَنَاقِبِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے فضائل

3856: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ فَيَمُرُّ بِنَا فَقَالَ ((اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الآخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ)).

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جبکہ آپ ﷺ خندق کھود رہے تھے اور ہم مٹی (ایک جگہ سے دوسری جگہ) منتقل کر رہے تھے پس آپ ﷺ ہمارے پاس سے گزرتے تو فرماتے: "اے اللہ! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، پس انصار و مہاجرین کو بخش دے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو حَازِمٍ اسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ دِينَارٍ الأَعْرَجُ الزَّاهِدُ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔ ابو حازم کا نام سلمہ بن دینار الاعرج الزاہد ہے۔ اور اس باب میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطبراني في الكبير: ٥٩٤٩/٦، البيهقي: ٤٨/٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۷۹۷، ٦٤١٤، صحیح مسلم: ١٨٠٤، سنن نسائی الکبری: ۸۳۱۲، مسند احمد: ۲۲۸۱۵

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، کی کنیت ابو العباس اور ابو مالک تھی آپ "بنو خزرج" قبیلہ سے تعلق کی وجہ سے "خزرجی" کہلاتے اور کہے جاتے تھے۔ آپ کا نام "حزن" تھا، جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے "سہل" رکھ دیا۔ آپ نے ۹۱ ہجری میں، ۹۶ سال کی عمر مبارک گزار کر مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(۲) آپ نے اگرچہ صغر سنی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں کسی بھی جہادی معرکے میں تو شرکت نہ کی لیکن جنگ خندق کے موقع پر خندق کھودنے اور مٹی اٹھانے والوں میں شمولیت کر کے آپ ﷺ کی اس دعا کے مستحق ٹھہرے۔

اللهم لا عيش الا عيش الاخرة
فاغفر للانصار والمهاجرة

3857: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ ((اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الآخِرَةِ فَأَكْرِمِ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، پس انصار و مہاجرین کو عزت عطا فرما۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور کئی ایک طرق سے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه النسائي في فضائل الصحابه: ٢٠٩، ابويعلى: ٣٠٠٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٨٣٤، ٣٧٩٥، صحیح مسلم: ١٨٠٥، سنن نسائی الکبری: ٨٣١٣، ٨٣١٤، ٨٣٢٥، مسند احمد: ١٢٧٢٢، ١٢٧٦٨

فوائد الحدیث: (۱) جب ۵ ہجری میں پورے عرب کے کفار نے قریش مکہ کے ساتھ مل کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کی تو رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے مدینہ منورہ کے شمال کی جانب خندق کھودی، اس موقعہ پر آپ ﷺ خود بھی خندق کھودنے والوں میں شامل تھے، اور انصار و مہاجرین صحابہ کو یہ مشقت کرتے دیکھ کر ان کے حق میں دعا فرمائی اور ان کا حوصلہ بڑھایا۔

(۲) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قائد اور لیڈر کو ہمیشہ اپنے کارکنوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے، بعض ”افسر“ تو اس قدر ”بخیل“ ہوتے ہیں کہ اپنے کارکن کی اچھے کام پر بھی حوصلہ افزائی نہیں کرتے، الّا یہ کہ اسے مزید کوئی ”خدمت“ درکار ہو۔

132- باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَصَحِبَهُ

نبی ﷺ کی زیارت کرنے والے اور آپ ﷺ کی صُحبت اختیار کرنے والے کی فضیلت

3858: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ الأَنْصَارِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِي)). قَالَ طَلْحَةُ فَقَدْ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ. وَقَالَ مُوسَى وَقَدْ رَأَيْتُ طَلْحَةَ. قَالَ يَحْيَى وَقَالَ لِي مُوسَى: وَقَدْ رَأَيْتَنِي وَنَحْنُ نَرْجُو اللهَ.

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس مُسلمان نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔“ طلحہ نے بیان کیا، میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے، موسیٰ نے کہا: میں نے طلحہ کو دیکھا ہے، یحییٰ نے بیان کیا، موسیٰ نے مجھے بیان کیا: تم نے مجھے دیکھا ہے پس ہم اللہ سے امید کرتے ہیں۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ الأَنْصَارِيِّ. وَرَوَى عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ عَنْ مُوسَى هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف موسیٰ بن ابراہیم انصاری کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ علی بن مدینی رحمہ اللہ اور کئی ایک محدثین نے اس حدیث کو موسیٰ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) المشكاة: ٦٠٠٤، طلحہ کی جابر سے یہ روایت ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: (۱) صحابی، اس شخص کو کہا جاتا ہے جس نے حالت ایمان میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو یا آپ ﷺ سے ملاقات کی ہو اور حالت ایمان میں ہی وہ فوت ہوا ہو۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے رسول سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا ہر صحابی قطعی جنتی ہے اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش بھی نہیں۔

(۳) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے دو اعزاز ایسے عطا فرمائے ہیں کہ روئے زمین پر کسی دوسرے کو وہ عطا نہیں ہوئے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کو دوسرے لوگوں کے لیے معیار اور کسوٹی بنایا کہ اگر وہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان جیسا ایمان لائیں تو قبول ہوگا ورنہ نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ ... الاية (البقرہ:۱۳۷)

"تو اگر وہ لوگ ایمان لائیں مثل اس کے جو تم ایمان لائے ہو تو بے شک وہ ہدایت پائیں گے اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو بے شک وہ دور کی بدبختی میں ہیں"۔

۲۔ دوسرا اعزاز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگیوں میں ہی یہ فرمان عالیشان جاری فرما دیا کہ رضی الله عنهم ورضوا عنه "اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو چکا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے"۔ حالانکہ یہ رضامندی کا سرٹیفکیٹ اور خوشخبری صرف جنتیوں کو اس وقت ملنی ہے جب وہ قبر، قیامت، حشر، حساب وغیرہ کے بعد جنّت میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "میں تم سے راضی ہوں کبھی ناراض نہیں ہوں گا" لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے یہ اعلان ان کی زندگیوں میں ہی ہو گیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ سارے کے سارے صحابی جنتی ہیں، جو انہیں مومن اور جنتی نہیں مانتا یا اس میں شک وشبہ کرتا ہے وہ قرآن وحدیث پر ایمان نہیں لاتا اسے اپنے ایمان واسلام کی فکر کرنی چاہیے۔

(۴) صحابی رسول ﷺ کو ایمان کی حالت میں دیکھنے والا تابعی کہلاتا ہے اس کے لیے بھی جنّت کی بشارت ہے۔

3859: حَدَّثَنِي هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ هُوَ السَّلْمَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمٌ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ تَسْبِقُ أَيْمَانُهُمْ شَهَادَاتِهِمْ أَوْ شَهَادَاتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، اور پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے کہ ان کی قسمیں ان کی گواہیوں پر سبقت لے جائیں گی یا ان کی گواہیاں ان کی قسموں پر سبقت لے جائیں گی۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَبُرَيْدَةَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمر، عمران بن حصین اور بریدہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٢/١٧٥، ابن ابي عاصم في السنة: ١٤٦٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٦٥٢، ٦٤٢٩، صحیح مسلم: ٢٥٣٣، سنن ابن ماجه: ٢٣٦٢، سنن نسائی الکبری:

٦٠٣١، مسند احمد : ٣٥٩٤، صحيح ابن حبان: ٤٣٢٨، ٧٢٢٢

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانہ نبوت ورسالت کے لوگوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو سب سے بہترین لوگ قرار دیا ہے پھر تابعین اور ان کے بعد تبع تابعین کو۔ جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور عزت وشرف کی دلیل ہے۔

(۲) ان تین زمانوں کے بعد پھر لوگوں کے ایمان، اخلاق وکردار میں اس قدر بگاڑ پیدا ہو جائے گا کہ وہ قسم اور گواہی کے معاملے کی اہمیت کو ہی نہیں سمجھیں گے اور جھوٹی قسمیں اٹھائیں گے اور گواہی دیں گے۔ کبھی قسم اٹھا کر گواہی دیں گے اور کبھی گواہی دے کر قسم اٹھائیں گے۔

133- باب فِي فَضْلِ مَنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کی فضیلت

3860: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "درخت کے نیچے بیعت (بیعتِ رضوان) کرنے والوں میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ظلال الجنة: ٨٦٠، الصحيحة: ٢١٦٠، صحيح الترمذي: ٣٠٣٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٦٥٣، سنن نسائی الکبری: ١١٥٠٨، مسند احمد : ١٤٧٧٨، صحيح ابن حبان: ٤٨٠٢

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے ۶ ہجری میں حدیبیہ کے مقام پر سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قصاص کے لیے جو بیعت لی تھی وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر لی تھی اسے "بیعت شجرہ" کہا جاتا ہے، وہ بیعت کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا اعلان فرمایا اس لیے اسے "بیعت رضوان" بھی کہتے ہیں۔

(۲) "بیعت رضوان" والوں کے لیے یہ فضیلت ہے کہ وہ سارے کے سارے جنتی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں داخل نہیں فرمائیں گے۔ (بیعت رضوان کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۲۶۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

134- باب فِيمَنْ سَبَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کے اصحاب کو برا بھلا کہنے کی ممانعت

3861: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ ذَكْوَانَ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے اصحاب کو برا بھلا نہ کہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تو وہ ان میں سے کسی ایک کے مد (تقریبا نصف کلو) خرچ کرنے کے برابر ہو سکتا ہے نہ اس کے نصف کے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((نَصِيفَهُ))

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور

يَعْنِي نِصْفَ الْمُدِّ.

"نَصِيفَهُ" کا معنی ہے نصف مُد۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَكَانَ حَافِظًا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

حسن بن علی خلال نے ہمیں حدیث بیان کی اور وہ حافظ تھے۔ ابو معاویہ نے اعمش عن ابی صالح عن ابی سعید کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند ہمیں حدیث بیان کی۔

حكم الحديث: (صحيح) الظلال: ٨٨، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٢/١٧٤، عبد بن حميد: ٩١٨

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٦٩٧٣، صحيح مسلم: ٥٤١، سنن ابو داود: ٤٦٥٨، سنن ابن ماجه: ١٦١، سنن نسائی الكبرى: ٨٣٠٨، مسند احمد : ١١٥١٦، ١١٠٧٩، صحيح ابن حبان: ٦٩٩٤، ٧٢٥٥

فوائد الحديث: (۱) جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ بلند مقام عطا فرمایا ہو کہ انہیں نیکی کرنے پر دوسرے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ اجر و ثواب ملتا ہو، کسی بھی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ ان کے متعلق بدزبانی کرے اور ان پر زبان طعن دراز کرے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ میرے کسی صحابی کو گالی دے رہا ہے، بُرا بھلا کہہ رہا ہے تو تم اسے کہو لعنة الله على شركم "تمہارے اس شر اور برائی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو"۔

(۲) صحابیت کے شرف میں تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برابر ہیں، اور صحابی ہونے کے ناطے جو فضیلت و مقام و مرتبہ ہے وہ سبھی کو حاصل ہے، لیکن حدیث الباب میں فتح مکہ سے پہلے مُسلمان ہونے والے صحابہ کرام اور فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کر کے شرف صحابیت پانے والوں کے فرق کو بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ فتح مکہ سے پہلے مُسلمان ہونے والوں نے دنیاوی فوائد تو نہ ہونے کے برابر اٹھائے لیکن مصائب و مشکلات بہت جھیلیں اور اسلام کی خاطر قربانیاں زیادہ دی ہیں جبکہ بعد والوں نے فوائد بھی زیادہ حاصل کیے اور مشکلات بھی کم دیکھی ہیں۔ اس لیے ان کے مقام و مرتبے میں یہ فرق رکھا ہے تو جو لوگ سرے سے صحابی ہی نہ ہوں انہیں کس طرح یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کے نشتر چلائیں اور اپنے آپ کو داعی اتحاد امت اور مصلح ملت اسلامیہ باور کروانے کی کوشش کریں، ایسے لوگوں کو تو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔

3862: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ أَبِي رَائِطَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِي، اللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي، فَقَدْ آذَى اللهَ وَمَنْ آذَى اللهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ)).

سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے ڈرو، میرے اصحاب کے بارے میں، اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارے میں، میرے بعد تم انہیں ہدف تنقید نہ بنا لینا، پس جس نے ان سے محبت کی تو اس نے میری محبّت کی وجہ سے ان سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا، جس نے انہیں ایذا پہنچائی تو اس نے مجھے ایذا پہنچائی، جس نے مجھے ایذا پہنچائی تو اس نے اللہ کو ایذا پہنچائی، اور جو اللہ کو ایذا پہنچائے تو قریب ہے کہ وہ اسے پکڑ لے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے

مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج الطحاويه: ٤٧١، الضعيفة: ٢٩٠١، عبدالرحمن بن زیاد مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٦٨٠٣، صحيح ابن حبان: ٧٢٥٦

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں وہ اس نسبت کی وجہ سے محبت کرتے ہیں جو صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ سے حاصل ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ اس لیے جس شخص نے کسی ایک صحابی سے بھی بغض رکھا اس نے رسول اللہ ﷺ سے بُغض رکھا اور آپ ﷺ کو تکلیف دی، جس نے آپ ﷺ سے بغض رکھا اور تکلیف دی اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کے انتخاب کو قبول نہیں کیا، اس وجہ سے اس بدبخت نے اللہ تعالیٰ کو بھی اذیت پہنچائی۔ تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت و عقیدت رکھنی چاہیے اور ان کا کماحقہ ادب و احترام بجالانا چاہیے۔ ورنہ آخرت میں تو ان لوگوں کے لیے جو عذاب ہے وہ تو ہے ہی، کہیں اس دنیا میں بھی وہ کسی عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں، اور وہ ذلت و رسوائی بھی ہو سکتا ہے۔

3863: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ خِدَاشٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مَنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ إِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "درخت کے نیچے بیعت رضوان کرنے والوں میں سے سرخ اونٹ والے (جد بن قیس منافق) کے علاوہ باقی تمام جنّت میں جائیں گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں ابوزبیر مدلس اور خداش لین الحدیث ہے۔ الصحيحة: ٢١٦٠

تخریج الحدیث: مسند البزار۔ كشف الاستار: ٢٧٦٢، سنن ابو داود: ٤٦٥٣، سنن نسائی الکبری: ١١٥٠٨، مسند احمد: ١٤٧٧٨، صحيح ابن حبان: ٤٨٠٢

فوائد الحدیث: (۱) "صاحب الجمل الاحمر" (سرخ اونٹ والا) یہ جد بن قیس منافق تھا جو اپنے گمشدہ اونٹ کی تلاش میں نکلا اور اس نے "بیعت رضوان" کی ہی نہیں تھی۔

(۲) یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف ہے لیکن قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ تمام "بیعت رضوان" والے جنتی ہیں۔

3864: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ جَاءَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَشْكُو حَاطِبًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَإِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاطب (رضی اللہ عنہ) کی شکایت لے کر حاضر ہوا، تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! حاطب جہنم میں جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم جھوٹے ہو، وہ اس میں نہیں جائے گا، کیونکہ وہ غزوہ بدر اور حدیبیہ میں شریک تھے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٢/١٥٥، الحاكم: ٣/٣٠١، الطبراني في الكبير: ٣٠٦٤

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٢١٩٥، سنن نسائی الکبری: ٨٢٩٦، مسند احمد : ١٤٤٨٤، ١٤٧٧١، ابن حبان: ٤٧٩٩

فوائد الحدیث: اس حدیث سے "جنگ بدر" اور "بیعت رضوان" میں شامل ہونے والوں کا قطعی جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

3865: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ نَاجِيَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبِي طَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي يَمُوتُ بِأَرْضٍ إِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَنُورًا لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرا کوئی بھی صحابی جس علاقے میں فوت ہوگا وہ قیامت کے دن ان کے لیے قائد اور نور کے طور پر اٹھایا جائے گا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

وَرُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبِي طَيْبَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ وَهُوَ أَصَحُّ.

یہ حدیث عبداللہ بن مسلم ابو طیبہ کے حوالے سے ابن بریدہ کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کی گئی ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٤٤٦٨، اس میں عبداللہ بن مسلم ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: (۱) قرآن وحدیث کے صریح اور صحیح دلائل سے یہ ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باقی تمام لوگوں سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں دوسرے لوگوں پر فوقیت عطا فرمائے گا۔

(۲) حدیث الباب سنداً ضعیف ہے۔

135- بَابٌ

باب.....

3866: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى شَرِّكُمْ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میرے اصحاب کو برا بھلا کہنے والوں کو دیکھو تو کہو: تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَالنَّضْرُ مَجْهُولٌ وَسَيْفٌ مَجْهُولٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث منکر ہے، ہم اسے اس طریق سے صرف عبیداللہ بن عمر کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ نضر اور سیف راوی مجہول ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف جدا) اس میں نضر اور سیف دونوں مجہول ہیں۔

تخریج الحدیث: معجم الاوسط للطبرانی: ٨٣٦٢، تاریخ بغداد: ٣/١٩٥، تهذيب الكمال: ١٢/ ٣٢٧

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۸۶۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

136- باب مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ رضي الله عنها

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل

3867: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ((إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي فِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَلَا آذَنُ ثُمَّ لَا آذَنُ ثُمَّ لَا آذَنُ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّهَا بَضْعَةٌ مِنِّي يَرِيبُنِي مَا رَابَهَا، وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا)).

سیّدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: ”بنو ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنی بیٹی کا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیں، پس میں اجازت نہیں دیتا، پھر میں اجازت نہیں دیتا، پھر میں اجازت نہیں دیتا الّا یہ کہ ابن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دینا چاہے اور ان کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہے، وہ (فاطمہ رضی اللہ عنہا) تو میرا جگر گوشہ ہے، پس جو چیز اسے پریشان کر دے وہ مجھے پریشان کرتی ہے اور جو اسے ایذا پہنچائے وہ مجھے ایذا پہنچاتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ نَحْوَ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عمرو بن دینار نے اسے ابن ابی ملیکہ عن مسور بن مخرمہ کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه النسائي في فضائل الصحابه: ٢٦٥، ابونعيم في الحلية: ٣٢٥/٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٢٣٠، صحیح مسلم: ٢٤٤٩، سنن ابو داود: ٢٠٧٠، ٢٠٧١، سنن ابن ماجه: ١٩٩٨، سنن نسائی الکبری: ٨٣٧٠، ٨٣٧١، مسند احمد : ١٨٩٢٦، صحیح ابن حبان: ٦٩٥٥

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بیٹے (قاسم، طیب طاہر اور ابراہیم رضی اللہ عنہم) اور چار بیٹیوں (زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہن) کی نعمت سے نوازا سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ان میں سے سب سے چھوٹی تھیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بہت محبوب رکھتے تھے، آپ بڑی سلیقہ شعار اور ہر معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا عکس تھیں، ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ”میں نے نشست و برخاست، عادات و خصائل، طرز گفتگو اور انداز کلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ، فاطمہ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا، وہ تمام مشاغل حیات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتی تھیں، سیّدہ فاطمہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے“۔

(۲) سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر ابو جہل کی بیٹی سے شادی کرنے کا پروگرام بنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص مصلحت اور وجہ سے انہیں اس بات سے روک دیا جس کی تفصیل صحیح بخاری میں یوں مرقوم ہے، واللہ لا یجتمع بنت رسول اللہ وبنت عدو اللہ عند رجل واحد (بخاری ص ۱/۵۲۸، کتاب المناقب) ”اللہ کی قسم، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک آدمی کے نکاح میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں“۔ کیونکہ اس سے خطرہ تھا کہ ابو جہل کی بیٹی اپنے باپ کی وجہ سے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو پریشان کرے گی جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پریشان ہوں گے، اور پھر اس ناراضگی اور پریشانی کا اثر سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر ہو گا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان

اور ناراض کرنا اور تکلیف دینا آدمی کے ایمان کے لیے خطرہ ہے، اس لیے آپ ﷺ نے کئی ایک قباحتوں سے بچنے اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو بچانے کے لیے اس نکاح سے منع کر دیا، تو سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کمال اطاعت و فرمانبرداری کا مظاہر کرتے ہوئے یہ نکاح نہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کو خوش رکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3868: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ جَعْفَرٍ الْأَحْمَرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ أَحَبَّ النِّسَاءِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاطِمَةُ وَمِنَ الرِّجَالِ عَلِيٌّ. قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ يَعْنِي مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ.

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو عورتوں میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سب سے زیادہ پیار تھا، اور مردوں میں علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبوب تھے۔ راوی نے کہا: یعنی: آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (منكر) نقد الكتاني: ٢٩، عبداللہ بن عطاء مدلس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الاوسط للطبرانی: ٨٢٥٨، مستدرک حاکم: ٣/١٥٥

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے مختلف مواقع پر کئی ایک صحابہ اور صحابیات رضوان اللہ علیہم کے متعلق اپنی محبّت کا اظہار فرمایا، لیکن اپنے خاندان میں سے آپ ﷺ کو سیّدنا علی المرتضیٰ اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہما سے زیادہ محبّت تھی۔

3869: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَلِيًّا ذَكَرَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا وَيُنْصِبُنِي مَا أَنْصَبَهَا)).

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کا ذکر کیا، نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ! میرا جگر گوشہ ہے، جس نے اسے ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی، اور جو اسے مشکل میں ڈالتا ہے وہ مجھے مشکل میں ڈالتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

هَكَذَا قَالَ أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ رَوَى عَنْهُمَا جَمِيعًا.

ایوب نے ابن ابی ملیکہ عن ابن زبیر سے اسی طرح روایت کیا ہے اور کئی ایک نے ابن ابی ملیکہ عن مسور بن مخرمہ سے روایت کیا ہے اور اس بات کا احتمال ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے ان دونوں سے ایک ساتھ روایت کیا ہو۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٨/٢٩٤، اخرجه الحاكم: ٣/١٥٩، ابو نعيم في الحلية: ٢/٤٠

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٦١٢٣

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۸۶۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3870: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْبَغْدَادِيُّ

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ صُبَيْحٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ((أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ، وَسَلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ)).

علی، فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”جس سے تمہاری لڑائی اس سے میری لڑائی اور جس سے تمہاری صلح اس سے میری صلح۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَصُبَيْحٌ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں اور صبیح مولی ام سلمہ معروف نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں صبیح راوی مجہول ہے۔ اخرجه الحاكم: ١٤٩/٣، تهذيب الكمال: ١١٣/١٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٤٥، صحيح ابن حبان: ٦٩٧٧

فوائد الحدیث: یہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے، البتہ وہ لوگ اس کی زد میں آتے ہیں جنہوں نے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ سے کوفہ بلا کر شہید کر دیا، پھر سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے نیچے سے مصلی کھینچ کر اپنے خبث باطن کا اظہار کیا، گالیاں بکیں اور خنجر کے وار سے ان کی ران کو زخمی کر دیا، نیز سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو دھوکے سے کربلا میں خاندان سمیت بڑی بے دردی سے شہید کر دیا۔ اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا تذکرہ آج تک گلیوں بازاروں میں نامناسب انداز میں کرتے پھرتے ہیں، انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ وہ قیامت کے دن سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم کا سامنا کس منہ سے کریں گے؟۔

3871: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَّلَ عَلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ كِسَاءً ثُمَّ قَالَ ((اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا)). فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَأَنَا مَعَهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((إِنَّكِ إِلَى خَيْرٍ)).

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حسن، حسین اور علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم پر ایک چادر ڈال کر فرمایا: ”اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص لوگ ہیں ان سے گندگی دور کر دے اور انہیں خوب اچھی طرح پاک صاف کر دے۔“ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں ان کے ساتھ ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم خیر و بھلائی پر ہو۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهُوَ أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں مروی روایات میں سے یہ بہترین روایت ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَأَبِي الْحَمْرَاءِ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَعَائِشَةَ.

اس باب میں عمر بن ابی سلمہ، انس بن مالک، ابو حمراء معقل بن یسار اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح بما تقدم رقم ٣٧٨٧)) اخرجه ابويعلى: ٦٩١٢، الطبري في تفسيره: ٦/٢٢

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٦٥٠٨، ٢٦٥٥٠

فوائد الحدیث: تفصیل کے حدیث نمبر ۳۲۰۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3872: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ سَمْتًا وَدَلًّا وَهَدْيًا بِرَسُولِ اللهِ فِي قِيَامِهَا وَقُعُودِهَا مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَتْ وَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَامَ إِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا، فَلَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ ﷺ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ فَأَكَبَّتْ عَلَيْهِ فَقَبَّلَتْهُ ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا فَبَكَتْ، ثُمَّ أَكَبَّتْ عَلَيْهِ ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا فَضَحِكَتْ.

سیّدہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عادات و اطوار اور اخلاق و طور طریقوں حتیٰ کہ اٹھنے بیٹھنے میں رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھنے میں آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا، جب وہ نبی ﷺ کے پاس آتی تھیں تو آپ ﷺ ان کا استقبال کرنے کے لیے کھڑے ہوتے، انہیں بوسہ دیتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے، اور جب نبی ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے تو وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر آپ ﷺ کو بوسہ دیتیں اور آپ ﷺ کو اپنی جگہ پر بٹھاتی تھیں، جب نبی ﷺ بیمار ہوئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ ﷺ پر جھک گئیں، آپ ﷺ کو بوسہ دیا، پھر سر اٹھا کر رونے لگیں، پھر آپ ﷺ پر جھک گئیں، پھر سر اٹھایا اور ہنس دیں۔

فَقُلْتُ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنَّ هَذِهِ مِنْ أَعْقَلِ نِسَائِنَا فَإِذَا هِيَ مِنَ النِّسَاءِ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ قُلْتُ لَهَا: أَرَأَيْتِ حِينَ أَكْبَبْتِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَفَعْتِ رَأْسَكِ فَبَكَيْتِ، ثُمَّ أَكْبَبْتِ عَلَيْهِ فَرَفَعْتِ رَأْسَكِ فَضَحِكْتِ مَا حَمَلَكِ عَلَى ذَلِكَ قَالَتْ إِنِّي إِذًا لَبَذِرَةٌ، أَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَيِّتٌ مِنْ وَجَعِهِ هَذَا فَبَكَيْتُ ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي أَسْرَعُ أَهْلِهِ لُحُوقًا بِهِ فَذَاكَ حِينَ ضَحِكْتُ.

میں نے کہا: میں تو سمجھتی تھی کہ یہ عورتوں میں سے سب سے زیادہ عقل مند ہیں۔ پس وہ بھی عورتوں میں سے ہیں، جب نبی ﷺ وفات پا گئے تو میں نے ان سے کہا: مجھے بتائیں جس وقت آپ نبی ﷺ پر جھکی تھیں تو آپ سر اٹھانے کے بعد رونے لگیں، اور پھر آپ ﷺ پر جھک گئیں اور سر اٹھایا تو ہنس دیں، آپ کو اس پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ انہوں نے فرمایا: اب میں اسے ظاہر کرتی ہوں، آپ ﷺ نے بتایا کہ آپ ﷺ اس بیماری میں فوت ہو جائیں گے تو میں رو پڑی، پھر آپ ﷺ نے مجھے بتایا کہ آپ ﷺ کے گھرانے میں سے سب سے پہلے میں آپ ﷺ سے جاملوں گی تو میں نے ہنس دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ اور یہ حدیث کئی ایک طرق سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) نقد الكتاني: ٤٤-٤٥، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٩٤٧، الحاكم: ٤/٢٧٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٦٢٣، صحیح مسلم: ٢٤٥٠، سنن ابو داود: ٥٢١٧، سنن ابن ماجه: ١٦٢١، سنن نسائی الکبری: ٧٠٨٧، ٨٣٦٦۔ ٨٣٦٩، مسند احمد: ٢٤٤٨٣، ٢٦٤١٣

فوائد الحدیث: (۱)اس حدیث سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اپنی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے کمال شفقت و محبت ثابت ہوتی ہے۔

(۲)رسول اللہ ﷺ نے مستقبل کے متعلق جو خبر دی تھی وہ بالکل اسی طرح وقوع پذیر ہوئی، یہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی صداقت کی دلیل ہے۔

3873: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ ابْنِ عَثْمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ وَهْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَعَا فَاطِمَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ. قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضَحِكِهَا: قَالَتْ أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّهُ يَمُوتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ.

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح کے دن فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر ان سے سرگوشی کی تو وہ رو پڑیں، پھر ان سے بات کی تو وہ ہنس دیں، انہوں نے بیان کیا، جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو میں نے ان سے ان کے رونے اور ہنسنے کی وجہ دریافت کی۔ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا کہ وہ فوت ہو جائیں گے تو میں رو پڑی، پھر آپ ﷺ نے مجھے بتایا کہ میں مریم بنت عمران کے علاوہ جنتی عورتوں کی سردار ہوں تو میں نے ہنس دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشكاة: ٦١٨٤، الصحيحة: ٤٣٩/٢

تخریج الحدیث: طبقات ابن سعد: ٢٤٨/٢، خصائص علی للنسائی ،ص: ١٤١، مسند ابو یعلی: ٦٧٤٣، ٦٨٨٦، معجم الکبیر للطبرانی: ٢٢/١٠٣٩

فوائد الحدیث: سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ ہے کہ آپ جنّت میں عورتوں کی سردار ہوں گی، اس لیے جو خواتین چاہتی ہیں کہ انہیں سیدۃ فاطمۃ رضی اللہ عنہا کی سرداری میں جنّت نصیب ہو انہیں آپ کی سیرت و کردار کو اپنانا ہوگا، اور آپ کی زندگی مکمل طور پر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزری تھی، جیسا کہ حدیث نمبر ۳۸۶۷ میں گزر چکا ہے۔

3874: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ أَبِي الْجَحَّافِ، عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِي عَلَى عَائِشَةَ فَسُئِلَتْ أَيُّ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: فَاطِمَةُ. فَقِيلَ مِنَ الرِّجَالِ، قَالَتْ زَوْجُهَا إِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. قَالَ وَأَبُو الْجَحَّافِ اسْمُهُ دَاوُدُ

جمیع بن عمیر تیمی نے بیان کیا کہ میں اپنے چچا کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب شخصیت کون تھی؟ انہوں نے فرمایا: فاطمہ (رضی اللہ عنہا)۔ پوچھا گیا: مردوں میں سے؟ فرمایا: ان کے شوہر، میں جانتی ہوں کہ وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور بہت زیادہ قیام اللیل کرنے والے تھے۔

یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابو الحجاف کا نام داود بن ابی عوف

بْنُ أَبِي عَوْفٍ وَيُرْوَى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَحَّافِ وَكَانَ مَرْضِيًّا.

ہے۔ اور یہ حدیث سفیان ثوری سے روایت کی جاتی ہے ابوالجحاف نے ہمیں حدیث بیان کی اور وہ پسندیدہ شخصیت تھے۔

حکم الحدیث: (منکر) اس میں جمیع بن عمیر ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابو یعلی: ٤٨٥٧، مستدرک حاکم: ٣/١٥٤

فوائد الحدیث: یہ روایت بھی ضعیف ہے، لیکن آپ ﷺ کو قیام اللیل اور کثرت سے روزے رکھنا پسند تھا آپ ﷺ خود بھی اس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، اس لیے ہمیں بھی یہ عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ آپ ﷺ کی محبت حاصل ہو۔

137- باب فَضْلِ خَدِيجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

3875: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَمَا بِي أَنْ أَكُونَ أَدْرَكْتُهَا، وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَهَا وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيَتَتَبَّعُ بِهَا صَدَائِقَ خَدِيجَةَ فَيُهْدِيهَا لَهُنَّ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے جس قدر خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک کیا اس قدر کسی اور زوجہ محترمہ پر رشک نہیں کیا، اگر میں انہیں پا کر دیکھ لیتی تو میری کیا حالت ہوتی، اور یہ صرف رسول اللہ ﷺ کا ان کا کثرت سے ذکر کرنے کی وجہ سے تھا اور اگر آپ ﷺ کوئی بکری ذبح کرتے تو آپ ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کے ہاں ہدیہ کے طور پر گوشت بھیجتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفیق علیہ، دیکھیں حدیث ۲۰۱۷۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٨١٦ و ٣٨١٨، صحیح مسلم: ٢٤٣٥، سنن ابن ماجه: ١٩٩٧، سنن النسائی: ٨٣٦١، مسند احمد: ٢٤٣١٠، صحیح ابن حبان: ٧٠٠٦

فوائد الحدیث: (۱) ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کو یہ شرف حاصل ہے کہ باقی ازواج مطہرات کی بہ نسبت آپ سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کے حرم میں آئیں، رسول اللہ ﷺ کی ساری اولاد سیدہ خدیجۃ رضی اللہ عنہا سے ہے، سوائے ایک بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وہ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے۔

(۲) آپ کی موجودگی میں رسول اللہ ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی۔

(۳) آپ نے زندگی بھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت گزاری، ہمدردی، غم گساری، میں یوں بسر کی کہ رسول اکرم ﷺ زندگی بھر آپ کے حسن سلوک کو بھول نہ پائے۔

(۴) حدیث الباب اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے سیدہ کی وفات کے بعد بھی انہیں یاد رکھا اور ان کی سہیلیوں کو تحائف بھیج کر آپ ﷺ نے امت کو یہ پیغام دیا ہے کہ "دوستوں کے دوستوں سے بھی دوستی رکھنا دوستی کی دلیل ہے"۔ افسوس کہ آج ہم جس نبی کا

کلمہ پڑھتے ہیں اس کی ازواج مطہرات، اہل بیت اطہار اور اصحاب و رفقاء پر زبان درازی کرتے ہیں۔ جنہیں اہل بیت سمجھ کر ان سے عقیدت کا اظہار کرتے ہیں ان کے رشتے داروں بلکہ قریب ترین رشتوں اور ان کے خلفاء و آئمہ پر زبان درازی کرتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ یہ سچی محبّت و عقیدت نہیں ورنہ محبوب کے محبوبوں کو بھی محبوب رکھتے۔

3876: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا حَسَدْتُ أَحَدًا مَا حَسَدْتُ خَدِيجَةَ، وَمَا تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا بَعْدَ مَا مَاتَتْ وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے جس قدر خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک کیا اس قدر کسی عورت پر رشک نہیں کیا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی وفات کے بعد مجھ سے شادی کی تھی، یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جنّت میں خول دار موتی سے بنے ہوئے گھر کی بشارت دی تھی۔ جس میں کسی قسم کا شور و غل ہوگا اور نہ کسی قسم کی تھکاوٹ۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

مِنْ قَصَبٍ قَالَ إِنَّمَا يَعْنِي بِهِ قَصَبَ اللُّؤْلُؤِ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: "من قصب" خول دار سے مراد ہے 'خول دار موتی'

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیہ، دیکھیں حدیث ۲۰۱۷۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۸۱۶، صحیح مسلم: ۲۴۳۴، ۲۴۳۵، سنن النسائی: ۸۳۶۱، مسند احمد: ۲۴۳۱۰، صحیح ابن حبان: ۷۰۰۵

فوائد الحدیث: اس حدیث سے ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مقام و مرتبے اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صاف گوئی اور تقویٰ و طہارت کا ثبوت ملتا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

3877: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((خَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَخَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ)).

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اس دور کی بہترین عورت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں، اور اپنے دور کی بہترین عورت مریم بنت عمران ہیں۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں انس، ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ۱۴۰۰۶، ابن ابي شيبة: ۱۲/۱۴۳۴، البزار: ۴۶۷

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۴۳۲، صحیح مسلم: ۲۴۳۰، سنن نسائی الکبری: ۸۳۵۴، مسند احمد: ۶۴۰

فوائد الحدیث: ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور سیدہ مریم صدیقہ علیہا السلام اپنے اپنے دور میں دیگر عورتوں کی بہ نسبت فضل و کمال کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔

3878: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ زَنْجُوَيْهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرْيَمُ ابْنَتُ عِمْرَانَ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”سارے جہاں کی عورتوں میں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی اہلیہ آسیہ بہتر ہیں (رضی اللہ عنہن)۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٦١٨١، اخرجه احمد في فضائل الصحابه: ١٣٢٥، أبويعلى: ٣٠٣٩

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٢٣٩١، صحيح ابن حبان: ٦٩٥١، ٧٠٠٣

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف وجوہات کی بنا پر مختلف لوگوں کی فضیلت و برتری کو بیان فرمایا ہے۔

(۲) حدیث الباب میں بھی جن چار معزز خواتین کا ذکر ہے وہ اپنے اپنے وقت میں اپنے اپنے اوصاف کے لحاظ سے دوسری عورتوں سے ممتاز اور افضل تھیں۔

138- باب فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

3879: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ بَصْرِيٌّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، قَالَتْ: فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبَاتِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقُلْنَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَإِنَّا نُرِيدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيدُ عَائِشَةُ فَقُولِي لِرَسُولِ اللهِ ﷺ يَأْمُرِ النَّاسَ يُهْدُونَ إِلَيْهِ أَيْنَمَا كَانَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ فَأَعْرَضَ عَنْهَا ثُمَّ عَادَ إِلَيْهَا فَأَعَادَتِ الْكَلَامَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ صَوَاحِبَاتِي قَدْ ذَكَرْنَ أَنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأْمُرِ النَّاسَ يُهْدُونَ أَيْنَمَا كُنْتَ. فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ قَالَتْ ذَلِكَ قَالَ ((يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّهُ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرِهَا)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگ آپ ﷺ کو اپنے تحائف بھیجنے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: پس میرے ساتھ والی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اکٹھی ہو گئیں اور انہوں نے کہا: ام سلمہ! لوگ اپنے تحائف بھیجنے کے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کرتے ہیں، ہم بھی خیر و بھلائی چاہتی ہیں جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا (اپنے لیے) خیر و بھلائی چاہتی ہیں، رسول اللہ ﷺ سے کہو: لوگوں کو حکم دیں کہ وہ جہاں بھی ہوا کریں اپنے تحائف آپ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا کریں۔ پس ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے ان سے اعراض فرمایا، آپ ﷺ پھر متوجہ ہوئے تو انہوں نے بات دہرائی، اور عرض کیا، اللہ کے رسول! میری سوتنیں کہتی ہیں کہ لوگ اپنے تحائف بھیجنے کے لیے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی باری کا انتظار کرتے ہیں، لوگوں کو حکم دیں کہ آپ ﷺ جہاں بھی ہوا کریں وہیں تحائف بھیج دیا کریں، جب

تیسری بار کہا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ام سلمہ! عائشہ کے بارے میں مجھے نہ ستاؤ، ان کے علاوہ تم میں سے کسی بھی زوجہ کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ رُمَيْثَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ شَيْئًا مِنْ هَذَا.
وَهَذَا حَدِيثٌ قَدْ رُوِيَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَلَى رِوَايَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ. وَقَدْ رَوَى سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ان میں سے بعض نے اس حدیث کو حماد بن زید عن ہشام بن عروہ عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔ اور ہشام بن عروہ سے اس حدیث کا کچھ حصہ عوف بن حارث عن رمیثہ عن ام سلمہ کی سند سے روایت کیا گیا ہے۔
اور یہ حدیث ہشام بن عروہ سے مختلف روایات پر روایت کی گئی ہے۔ بے شک سلیمان بن بلال نے ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ کی سند سے حماد بن زید کی حدیث کی مثل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه النسائي في فضائل الصحابه: ٢٧٦، الطبراني في الكبير: ٢٣/١٠٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٥٧٤، سنن النسائی: ٦٧/٧، ٦٩

فوائد الحدیث: (۱) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، امام الانبیاء سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی محبوب ترین زوجہ محترمہ تھیں۔
(۲) اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بھی صرف ان کے بستر پر رسول اللہ ﷺ پر وحی بھیجی ہے یہ شرف دوسری ازواج مطہرات کو حاصل نہیں ہوا۔
(۳) عوام الناس بھی آپ ﷺ کی چاہت و محبّت کا خیال رکھتے تھے۔
(۴) ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے باقی ازواجِ مطہرات کی نمائندگی کرتے ہوئے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تعریف کی ہے "وہ (عائشہ) خیر اور بھلائی چاہتی ہیں" صرف اتنی گزارش اور درخواست تھی کہ آپ ﷺ لوگوں کو حکماً ارشاد فرمادیں کہ وہ تحائف اور گفٹ بھیجتے وقت صرف سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار نہ کریں بلکہ دوسرے دنوں میں بھی دوسرے گھروں میں بھی بھیجا کریں، تو رسول اللہ ﷺ نے اتنی سی بات کو بھی اپنے لیے باعث تکلیف قرار دیا ہے۔
(۵) تو آج جو لوگ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ایمان، اخلاق و کردار پر زبان طعن دراز کرتے ہوئے ذرا برابر شرم و حیا محسوس نہیں کرتے وہ کس قدر آپ ﷺ کو تکلیف دیتے ہوں گے۔
(۶) تو ہاں یاد رکھیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تکلیف دینا ہے۔ ایسے لوگوں کو اپنے جرم سے توبہ کرکے اپنی آخرت کو بہتر بنالینا چاہیے۔

3880: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ الْمَكِّيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جبریل علیہ السلام سبز ریشمی کپڑے میں ان کی تصویر لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ جِبْرِيلَ جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خِرْقَةِ حَرِيرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((إِنَّ هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ)).

کہا: یہ دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کی اہلیہ ہیں۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف عبداللہ بن عمرو بن علقمہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ بِهَذَا الإِسْنَادِ مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَقَدْ رَوَى أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا مِنْ هَذَا.

عبدالرحمٰن بن مہدی نے اس حدیث کو عبداللہ بن عمرو بن علقمہ سے اس اسناد سے مرسل روایت کیا ہے۔ اور اس میں عن عائشہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور ابو اسامہ نے عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٣٠٤١

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٧٠٩٤

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کے ذریعے اس دنیا میں ہی یہ بشارت دے دی کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا جنتی ہیں۔

(۲) اور یہ کہ وہ جنّت میں بھی آپ ﷺ کی رفیقہ ہوں گی۔ کیونکہ جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر اپنی مرضی سے تشریف نہیں لائے۔ بلکہ اللہ رب العزت کے حکم سے انہوں نے یہ عمل کیا ہے۔

3881: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا عَائِشَةُ هَذَا جِبْرِيلُ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ)). قَالَتْ: قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرَى مَا لَا نَرَى.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! یہ جبریل ہیں تم کو سلام کہتے ہیں۔" میں نے کہا: وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جو آپ ﷺ دیکھ سکتے ہیں ہم نہیں دیکھ سکتے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں حدیث ۲۶۹۳، الضعيفة تحت الحديث: ٥٤٣٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٩، عمل اليوم والليلة للنسائي: ١١٢٨، مسند احمد : ٢٢٧١١، صحيح ابن حبان: ٢٠٢

3882: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ جِبْرِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ)). فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "جبریل تمہیں سلام کہتے ہیں۔" میں نے کہا: وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔"

اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۶۹۳۔

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۲۹، عمل الیوم واللیلة للنسائی: ۱۱۲۸، مسند احمد: ۲۲۷۱۱، صحیح ابن حبان: ۲۰۲

فوائد الحدیث: ان احادیث میں بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اعزاز بیان ہوا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ کو سلام پیش کیا ہے۔

3883: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيثٌ قَطُّ، فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا.

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب کبھی کوئی حدیث ہم پر حل طلب ہوتی تم ہم اس کے متعلق عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھتے تو ہم اس کے متعلق ان کے ہاں علم (حل) پاتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشکاۃ: ۶۱۸۵، انظر تحفة الاشراف: ۱۶۲۷۸

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو علم و فضل اور فہم و فراست کی دولت سے بھی مالا مال فرمایا تھا کہ صحابہ کرام کو جب بھی کسی مسئلے میں مشکل پیش آتی تو وہ ام المومنین کی طرف رجوع کرتے اور اپنے مسئلے کا حل پا لیتے۔

3884: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ.

موسیٰ بن طلحہ نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشکاۃ: ۶۱۸۶، بعض کے نزدیک عبد الملک کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مستدرک حاکم: ۱۱/۴

فوائد الحدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے بھی ایک امتیازی مقام تھا۔

3885: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ يَعْقُوبَ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ. قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((عَائِشَةُ)). قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ ((أَبُوهَا)).

سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذات السلاسل کے لشکر پر امیر مقرر کیا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ پسندیدہ شخصیت کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عائشہ" میں نے عرض کیا، مردوں میں سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان کے والد۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) التعلیق علی الاحسان: ۴۵۲۳، اخرجه النسائی فی فضائل الصحابه: ۱۶، البیهقی: ۱۰/۲۳۳

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٦٦٢، صحیح مسلم: ٢٣٨٤، سنن نسائی الکبری: ٨١٠٦، مسند احمد : ١٧٨١١، صحیح ابن حبان: ٤٥٤٠، ٦٨٨٥، ٦٩٠٠، ٧١٠٦

3886: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأُمَوِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ قَالَ ((عَائِشَةُ)). قَالَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ ((أَبُوهَا)).

سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: آپ ﷺ کی سب سے زیادہ پسندیدہ شخصیت کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ"۔ عرض کی: مردوں میں سے؟ فرمایا: "ان کے والد"

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق اسماعیل عن قیس کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه احمد في فضائل الصحابه: ١٦٣٧، الحاكم: ١٢/٤

تخریج الحدیث: صحیح ابن حبان: ٤٥٤٠، ٧٤٠٦

فوائد الحدیث: ان احادیث سے خلیفہ بلا فصل، امیر المومنین سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ ﷺ سے قربت اور محبوبیت ثابت ہوتی ہے جو کہ ان باپ، بیٹی کو باقی صحابہ کرام اور صحابیات رضوان اللہ علیہم سے ممتاز کرتی ہے۔

3887: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرٍ الأَنْصَارِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو دیگر خواتین پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح ثرید کو دیگر کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي مُوسَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرٍ هُوَ أَبُو طُوَالَةَ الأَنْصَارِيُّ الْمَدَنِيُّ ثِقَةٌ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن معمر، یہ ابو طوالہ انصاری مدنی ثقہ ہیں۔ مالک بن انس نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، اخرجه الدارمي: ٢٠٧٥، ابويعلى: ٣٦٧٠، البغوي: ٣٩٦٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٧٧٠، صحیح مسلم: ٢٤٤٦، سنن ابن ماجه: ٣٢٨١، سنن نسائی الکبری: ٦٦٩٢، مسند احمد : ١٢٥٩٧، ١٣٧٨٥، صحیح ابن حبان: ٧١١٣

فوائد الحدیث: عرب کے معاشرے میں ایک خاص قسم کا کھانا "ثرید" تیار کیا جاتا تھا جو کہ گوشت کے شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر بنایا جاتا تھا، وہ اپنی لذت، غذائیت وغیرہ کی وجہ سے اہل عرب کا محبوب اور پسندیدہ کھانا تھا بلکہ اسے ان لوگوں کی "فیورٹ ڈش" کہنا چاہیے۔ جیسا کہ ہر علاقے میں کوئی نہ کوئی چیز ایسی ہوتی ہے جو اس علاقے کی پہچان ہوتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان، مقام و مرتبہ اور عظمت بتانے کے لیے "ثرید" کھانے کی مثال دی کہ جس طرح تمہارے نزدیک وہ سب کھانوں

سے زیادہ مرغوب ہے، اسی طرح عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی باقی تمام عورتوں پر "فوقیت" رکھتی ہیں۔

3888: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ أَنَّ رَجُلاً نَالَ مِنْ عَائِشَةَ عِنْدَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فَقَالَ: اغْرُبْ مَقْبُوحًا، مَنْبُوحًا أَتُؤْذِي حَبِيبَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

عمرو بن غالب سے روایت ہے کہ کسی شخص نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا کہا تو انہوں نے کہا: بدصورت، بدکلام دفع ہو جا، کیا تو رسول اللہ ﷺ کی پیاری زوجہ محترمہ کو ایذا و تکلیف پہنچاتا ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں سفیان اور ابو اسحاق دونوں مدلس ہیں۔

تخریج الحدیث: مستدرک حاکم: ۳/۳۹۳، تهذيب الكمال: ۲۲/۱۸٤

فوائد الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے، مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۸۷۹ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3889: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ الأَسَدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ يَقُولُ: هِيَ زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ. يَعْنِي عَائِشَةَ رضي الله عنها.

سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ یعنی: عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کی زوجہ ہیں۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.

اور اس باب میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحاكم: ٤/٦، المزي في تهذيب الكمال: ١٤/٥٣٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ۳۷۷۲، ۷۱۰۰، مسند احمد: ۱۸۳۳۱

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۳۸۸۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3890: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ؟ قَالَ ((عَائِشَةُ)). قِيلَ: مِنَ الرِّجَالِ قَالَ ((أَبُوهَا)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! آپ کو سب سے زیادہ پیاری شخصیت کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ" پوچھا گیا: مردوں میں سے؟ فرمایا: "ان کے والد۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) انظر تحفة الاشراف رقم: ٧٧٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۱۰۱، صحيح ابن حبان: ۷۱۰۷

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۳۸۵۸ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

139- باب فَضْلِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کی فضیلت

3891: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْعَنْبَرِيُّ أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جَعْفَرٍ وَكَانَ ثِقَةً عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ مَاتَتْ فُلَانَةُ لِبَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَجَدَ فَقِيلَ لَهُ أَتَسْجُدُ هَذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوا)). فَأَيُّ آيَةٍ أَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

عکرمہ نے بیان کیا، نماز فجر کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا گیا کہ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے فلاں وفات پا گئی ہیں، پس انہوں نے سجدہ کیا، ان سے کہا گیا: کیا آپ اس موقع پر سجدہ کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا: "جب تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو؟" نبی ﷺ کی ازواج کے رخصت ہو جانے سے بڑھ کر کون سی نشانی ہو سکتی ہے؟ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح ابي داؤد: ١٠٨١، المشكاة: ١٤٩١، اخرجه ابن حبان في المجروحين: ١/١١٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١١٩٧، شرح السنة : ١١٥٦، تهذيب الكمال: ١١/٢١٥

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں مخلوقات میں سے سب سے افضل و اعلیٰ اپنے محبوب سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو پیدا فرمایا ہے، پھر جس چیز یا فرد کی نسبت آپ ﷺ کی طرف ہو گئی وہ اپنی نسبت کے لحاظ سے دوسروں سے ممتاز ہو گیا، وہ آپ کا شہر ہو یا مسجد، اصحاب ہوں یا ازواج مطہرات سب کچھ افضل و برتر ہو گیا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کو مخاطب کر کے فرمایا: لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (الاحزاب:۳۲) "کہ تم معاشرے کی عورتوں کی طرح نہیں ہو" بلکہ تمہارا مقام و مرتبہ ان سے بہت بلند ہے۔

(۲) ازواج مطہرات، تمام مومنوں کی مائیں ہونے کی عظمت بھی رکھتی ہیں۔ اور یہ ایمان والوں کے لیے سعادت ہے کہ پیغمبر ﷺ کی ازواج مطہرات ان کی مائیں ہیں۔

(۳) ازواجِ مطہرات کو تو دوہرا اشرف حاصل ہے، ایک تو آپ ﷺ کی "صحابیہ" ہونے کا اور دوسرا آپ ﷺ کی "زوجہ" کا۔

(۴) اسی وجہ سے سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات کو ایک بہت بڑی نشانی اور حادثہ قرار دیا ہے۔

3892: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا كِنَانَةُ قَالَ حَدَّثَتْنَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ بَلَغَنِي عَنْ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ كَلَامٌ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ ((أَلَا قُلْتِ فَكَيْفَ تَكُونَانِ خَيْرًا مِنِّي وَزَوْجِي مُحَمَّدٌ وَأَبِي هَارُونُ وَعَمِّي مُوسَى)). وَكَانَ الَّذِي

سیّدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، مجھے عائشہ اور حفصہ (رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے کوئی بات پہنچی تھی، میں نے اس کا آپ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم نے یہ نہیں کہا: کہ تم دونوں کس طرح مجھ سے بہتر ہو؟ میرے شوہر محمد (ﷺ)، میرے والد ہارون (علیہ السلام) اور میرے چچا موسیٰ (علیہ السلام)

بَلَغَهَا أَنَّهُمْ قَالُوا: نَحْنُ أَكْرَمُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْهَا. وَقَالُوا: نَحْنُ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ وَبَنَاتُ عَمِّهِ.

ہیں۔" وہ بات جو انہیں پہنچی تھی وہ یہ کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے ہاں ہماری اس (صفیہ رضی اللہ عنہا) سے زیادہ عزت ہے، اور انہوں نے کہا تھا: ہم نبی ﷺ کی ازواج اور ان کے چچا کی بیٹیاں ہیں۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ صَفِيَّةَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هَاشِمٍ الْكُوفِيِّ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَلِكَ الْقَوِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو صرف ہاشم کوفی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں اور اس کی اسناد اتنی قوی نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ہاشم بن سعید الکوفی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الاوسط للطبرانی: ٨٤٩٨، مستدرک حاکم: ٤/٢٩، اسد الغابة: ٧/١٧٠

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے یہ واقعہ تو ثابت نہیں۔ البتہ جس طرح سیدہ حفصہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما، خاندان قریش کی نسبت سے افضل ہیں اسی طرح سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تو اللہ تعالیٰ کے نبی سیّدنا ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھی اور پھر ہارون علیہ السلام کے حقیقی بھائی سیّدنا موسیٰ علیہ السلام بھی نبی تھے، اس لحاظ سے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بھی اعلیٰ حسب و نسب والی ہیں۔

3893: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ ابْنِ عَثْمَةَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ وَهْبِ بْنِ زَمْعَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضَحِكِهَا. قَالَتْ أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّهُ يَمُوتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ.

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، فتح کے سال رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلایا، ان سے سرگوشی کی تو وہ رو پڑیں، پھر ان سے بات کی تو وہ ہنس دیں، انہوں نے بیان کیا، جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو میں نے ان سے ان کے رونے اور ہنسنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا کہ وہ فوت ہو جائیں گے تو میں رو پڑی، پھر انہوں نے مجھے بتایا کہ میں مریم بنت عمران کے علاوہ جنتی عورتوں کی سردار ہوں تو میں ہنس پڑی۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۳۸۷۳۔

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۷۷۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3894: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، صفیہ رضی اللہ عنہا کو خبر ملی کہ حفصہ رضی اللہ عنہا

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بَلَغَ صَفِيَّةَ أَنَّ حَفْصَةَ قَالَتْ بِنْتُ يَهُودِيٍّ. فَبَكَتْ فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ وَهِيَ تَبْكِي، فَقَالَ ((مَا يُبْكِيكِ)). فَقَالَتْ قَالَتْ لِي حَفْصَةُ: إِنِّي بِنْتُ يَهُودِيٍّ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ وَإِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ فَفِيمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ)). ثُمَّ قَالَ ((اتَّقِي اللهَ يَا حَفْصَةُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

نے کہا ہے: یہودی کی بیٹی، پس وہ رو پڑیں، نبی ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں روتی ہو؟'' انہوں نے کہا: حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے مجھے کہا ہے کہ میں یہودی کی بیٹی ہوں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم نبی کی بیٹی ہو، تمہارا چچا نبی اور تم نبی کی اہلیہ ہو، وہ تم پر کس چیز میں فخر کرتی ہے؟'' پھر فرمایا: ''حفصہ! اللہ سے ڈر جاؤ۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٦١٨٣، اخرجه ابويعلى: ٣٤٣٧، عبدالرزاق: ٢٠٩٢١

تخریج الحدیث: سنن نسائی الکبری: ٨٩١٩، مسند احمد: ١٢٣٩٢، صحيح ابن حبان: ٧٢١١

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی بالکل حقیقت حال کے مطابق تھی کہ ایک طرف ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا اعلیٰ حسب نسب بیان فرما کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور دوسری طرف ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دے کر انہیں بھی سمجھا دیا کہ تمہارا یہ طرز عمل درست نہیں۔

(۲) جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کسی بھی اختلاف کی صورت میں فیصلہ کرنے کا موقعہ دیں تو پھر اسی طرح کی حکمت عملی اپناتے ہوئے حق اور سچ کا فیصلہ کرنا چاہیے کہ عدل وانصاف ہوتا ہوا نظر آئے۔

3895: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوهُ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو تم میں سے اپنے اہل (گھر والوں) کے لیے بہتر ہے، اور میں اپنے اہل کے لیے تم سب سے بہتر ہوں، جب تمہارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو اس کو چھوڑ دو (اس کی برائیاں بیان نہ کرو)۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ مَا أَقَلَّ مَنْ رَوَاهُ عَنِ الثَّوْرِيِّ. وَرُوِيَ هَذَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے ثوری کی حدیث سے۔ اس حدیث کو ثوری سے روایت کرنے والے بہت کم لوگ ہیں۔ اور یہ حدیث ہشام بن عروہ عن ابیہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے مرسل روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيح: ٢٨٥، اخرجه الدارمي: ٢٢٦٥، الطبراني في الاوسط: ٦١٤١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٨٩٩، صحيح ابن حبان: ٣٠١٨، ٤١٧٧، سنن ابن ماجه: ١٩٧٧

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کی سنت اور طریقہ یہی ہے کہ اپنے اہل وعیال اور عزیز واقارب سے حسب مراتب اچھا سلوک کرنا چاہیے۔

(۲) آج کل افسوسناک صورتحال یہ ہے کہ آدمی باہر دوست احباب کے ساتھ تو بہت اچھا رویہ رکھتا ہے لیکن گھر والوں کے لیے ہر وقت پیشانی پہ بَل ڈالے رکھتا ہے۔ نہ اپنی پریشانی ختم کرتا ہے اور نا ہی گھر والوں کی ہونے دیتا ہے۔ ایسا طرز عمل ایک مومن مُسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

(۳) جو کوئی بھی مُسلمان فوت ہو جائے تو اس کے عیوب کی پردہ پوشی کرنی چاہیے اس کی برائیاں بیان نہ کی جائیں، الاّ یہ کہ کوئی مفاد عامہ کا معاملہ ہو وہ بھی اس میت کی برائی کے لیے نہیں بلکہ زندوں کے فائدے کے لیے بیان کیا جائے۔

3896: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ الْوَلِيدِ عَنْ زَيْدِ بْنِ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي شَيْئًا فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْهِمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ)). قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَى رَجُلَيْنِ جَالِسَيْنِ وَهُمَا يَقُولَانِ وَاللهِ مَا أَرَادَ مُحَمَّدٌ بِقِسْمَتِهِ الَّتِي قَسَمَهَا وَجْهَ اللهِ، وَلَا الدَّارَ الآخِرَةَ. فَتَثَبَّتُّ حِينَ سَمِعْتُهُمَا فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَخْبَرْتُهُ فَاحْمَرَّ وَجْهُهُ، وَقَالَ ((دَعْنِي عَنْكَ، فَقَدْ أُوذِيَ مُوسَى بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص میرے کسی صحابی کے متعلق مجھے کوئی بات نہ پہنچائے میں پسند کرتا ہوں کہ میں ان کے پاس آؤں تو میرے دل میں کسی کے متعلق کوئی ناراضی نہ ہو۔“ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مال پیش کیا گیا، نبی ﷺ نے اسے تقسیم کیا، میں دو آدمیوں کے پاس گیا وہ بیٹھے کہہ رہے تھے: اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) نے جو تقسیم کی ہے اس تقسیم سے اللہ کی رضا حاصل کی نہ دار آخرت، میں نے جس وقت ان دونوں کی بات سنی تو میں نے برا جانا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا، اور فرمایا: ”مجھے چھوڑ دو، موسیٰ (علیہ السلام) کو اس سے زیادہ ستایا گیا تو انہوں نے صبر کیا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ زِيدَ فِي هَذَا الإِسْنَادِ رَجُلٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے، اس اسناد میں ایک آدمی کا اضافہ کیا گیا ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف الإسناد) اس میں الولید اور زید بن زائدہ دونوں مجہول ہیں۔

تخريج الحديث: التاريخ الكبير: ٨/١٥٧سنن ابو داود: ٤٨٦٠، مسند احمد : ٣٧٥٩، ٣٦٠٨، صحيح بخاری: ٣١٥٠، ٤٣٣٥ صحيح مسلم: ١٠٦٢، صحيح ابن حبان: ٤٨٢٩

فوائد الحديث: کسی ایک کی بھی کسی دوسرے کے سامنے شکائتیں نہیں لگانی چاہئیں جہاں تک ممکن ہو اور بات مضر نہ ہو تو پھر خاموشی اختیار کرنی چاہیے تاکہ ایک دوسرے کے متعلق کسی قسم کی بدگمانی اور بغض پیدا نہ ہو۔ بعض لوگوں کو چغلی کرنے کا بہت شوق ہوتا ہے اور وہ شاید اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں خصوصا معاملہ جب کسی ”افسر“ اور ”ماتحت“ کا ہو تو پھر ایسے چغلخوروں کے وارے نیارے ہوتے ہیں، اور شیاطین کی طرح کسی ایک سچ کے ساتھ ننانوے جھوٹ ملا کر ”صاحب“ تک پہنچاتے ہیں تاکہ مزید قرب نصیب ہو جائے۔ نہیں بھائی نہیں! ایسی حرکتوں سے باز آجاؤ یہ طرز عمل دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں اچھا نہیں ہے۔

3897: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى وَالْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِشَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی کسی کے متعلق مجھے کوئی چیز نہ بتائے۔“

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا مِنْ هَذَا مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

اس حدیث کا کچھ حصہ دیگر طرق سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٤٨٥٢، دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: التاريخ الكبير: ٨/١٥٧سنن ابو داود: ٤٨٦٠، مسند احمد : ٣٧٥٩، ٣٦٠٨، صحيح بخاری: ٣١٥٠، ٤٣٣٥ صحيح مسلم: ١٠٦٢، صحيح ابن حبان: ٤٨٢٩

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۳۸۹۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

140- باب مِنْ فَضَائِلِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی فضیلت

3898: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ يُحَدِّثُ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ ((إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ)). فَقَرَأَ عَلَيْهِ (لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا) وَفِيهَا ((إِنَّ ذَاتَ الدِّينِ عِنْدَ اللهِ الْحَنِيفِيَّةُ الْمُسْلِمَةُ لَا الْيَهُودِيَّةُ، وَلَا النَّصْرَانِيَّةُ وَلَا الْمَجُوسِيَّةُ مَنْ يَعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُكْفَرَهُ)). وَقَرَأَ عَلَيْهِ ((لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى إِلَيْهِ ثَانِيًا وَلَوْ كَانَ لَهُ ثَانِيًا لَابْتَغَى إِلَيْهِ ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ)).

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن سناؤں۔“ پس آپ ﷺ نے انہیں سورۂ البینہ پڑھ کر سنائی اور اس میں پڑھا: اللہ کے نزدیک دین تو حنیفیہ مسلمہ ہے، یہودیت ہے نہ نصرانیت اور نہ ہی مجوسیت، جو بھی نیکی کا کام کرے گا اس کی قدر کی جائے گی۔“ آپ ﷺ نے انہیں یہ بھی سنایا: ”اگر انسان کے پاس مال کی ایک وادی ہو تو وہ دوسری تلاش کرے گا، اور اگر اسے دوسری بھی مل جائے تو وہ تیسری تلاش کرے گا، انسان کے پیٹ کو صرف (قبر) کی مٹی ہی بھرے گی۔ جو اللہ کے حضور توبہ کرتا ہے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ رَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ

یہ دیگر طرق سے بھی روایت کی گئی ہے۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابزی نے عن ابیہ عن ابی بن کعب کی سند سے نبی ﷺ

ﷺ قَالَ لَهُ ((إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ)).

سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن سناؤں۔''

وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ((إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ)).

قتادہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے ابی بن کعب سے فرمایا: ''اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن سناؤں''۔

حکم الحدیث: (حسن) تخريج المشكلة: ١٤، الصحيحة: ٢٩٠٨، اخرجه ابو نعيم في الحلية: ١٨٧/٤

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢١٢٠٢، فضائل القرآن ، ص: ٣٢٠۔ ٣٢٧۔ شرح مشكل الآثار: ٢٧٠/٥۔ ٢٧٩

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں، قرآن مجید کے حافظ و قاری تھے، رسول اللہ ﷺ انہیں خصوصی طور پر قرآن مجید سکھایا کرتے تھے۔

(۲) آپ ہجرت سے پہلے اسلام لائے اور تمام اسلامی غزوات ''بدر'' و ''احد'' وغیرہ میں شرکت فرمائی۔ آپ کاتبین وحی میں بھی شامل رہے۔

(۳) سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب نماز تراویح کا مسجد نبوی شریف میں باجماعت اہتمام کیا تو سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا کہ وہ لوگوں کو وتر سمیت گیارہ رکعت نماز تراویح پڑھایا کریں۔

(۴) سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود سیّدنا ابی بن کعب کا نام لے کر رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ ابی بن کعب کو قرآن سنائیں تو رسول اللہ ﷺ نے ''سورۃ البینہ'' پڑھ کر سنائی۔

(۵) مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۷۹۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

141- باب فِي فَضْلِ الأَنْصَارِ وَقُرَيْشٍ

انصار اور قریش کے فضائل

3899: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ)).

سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا۔''

قَالَ وَبِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَكُنْتُ مَعَ الأَنْصَارِ)).

اسی اسناد سے نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ کسی وادی / نالے یا گھاٹی میں چلیں گے تو میں انصار کے ساتھ چلوں گا۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) الصحيحة: ١٧٦٨، اخرجه الحاكم: ٧٨/٤

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢١٢٤٦، ٨١٦٩

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ منورہ کے مسلمانوں نے آپ کے

جان مال، عزت و آبرو کی حفاظت کے ساتھ ساتھ، آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کر کے آنے والے مہاجرین کے لیے تعاون، اخوت اور بھائی چارے کی ایسی لازوال خدمات سر انجام دیں کہ زمانہ آج تقریباً ساڑھے چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ بلکہ تاریخ تو انہیں "انصار مدینہ" کے نام سے جانتی اور یاد کرتی ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ وقتاً فوقتاً ان کی تعریف کر کے ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتے اور ان کی خدمات کا اعتراف بھی ہوتا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے تو یہاں تک فرما دیا کہ اگر ہجرت کا امتیازی معاملہ نہ ہوتا تو میں بھی اپنے آپ کو انصار ہی میں شمار کرتا۔

3900: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الأَنْصَارِ ((لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، مَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللهُ)). فَقُلْنَا لَهُ أَأَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ فَقَالَ: إِيَّايَ حَدَّثَ.

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو انصار کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا: "صرف مومن شخص ہی ان سے محبّت کر سکتا ہے اور صرف منافق شخص ہی ان سے بغض رکھ سکتا ہے، جو ان سے محبت کرتا ہے تو اللہ اس سے محبّت کرتا ہے، جو ان سے بغض رکھتا ہے تو اللہ اس سے بغض رکھتا ہے۔" ہم نے اس (راوی) سے کہا: کیا تم نے اسے براء رضی اللہ عنہ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے انہوں نے یہ حدیث خود بیان کی ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٩٩١، ١٩٧٥، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٢/١٥٧، البغوي: ٣٩٦٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٧٨٣، صحيح مسلم: ٧٥، سنن ابن ماجه: ١٦٣، سنن نسائی الكبرى: ٨٣٣٤، مسند احمد : ١٨٥٠٠، صحيح ابن حبان: ٧٢٧٢، مسند احمد : ٢١٢٤٦

فوائد الحدیث: (۱) "انصار مدینہ" کی اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے لیے اتنی زیادہ خدمات ہیں کہ "انصار" سے محبّت کو ایمان کا معیار قرار دے دیا گیا اور "انصار" سے بغض رکھنا کفر اور نفاق کی علامت بن گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۲) جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے ہیں انہیں اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔

3901: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَاسًا مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ ((هَلُمَّ هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ)). قَالُوا: لَا، إِلَّا ابْنَ أُخْتٍ لَنَا. فَقَالَ ﷺ ((إِنَّ ابْنَ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ)). ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ، وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے کچھ لوگ جمع کیے تو فرمایا: "آؤ، کیا تم میں تمہارے علاوہ کوئی ہے؟" انہوں نے عرض کیا، نہیں، سوائے ہمارے بھانجے کے، آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں کا بھانجا ان میں سے ہوتا ہے۔" پھر فرمایا: "قریش نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں، اور نئے نئے مصیبت سے نکلے ہیں، میں نے چاہا کہ میں ان کی تلافی اور تالیف قلب کر دوں، کیا تم اس بات سے خوش اور راضی نہیں کہ لوگ تو دنیا (کا مال و متاع) لے کر اپنے گھروں کو

بُيُوتِكُمْ)). قَالُوا: بَلَى. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا وَسَلَكَتِ الأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ)).

جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے گھروں کو جاؤ۔" انہوں نے عرض کیا، جی ہاں، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر لوگ کسی وادی / نالے یا گھاٹی میں چلیں اور انصار ایک وادی / نالے یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور ان کی گھاٹی میں چلوں گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٧٧٦، الروض النضير: ٩٦١، اخرجه ابويعلى: ٣٢٣٠، البيهقي: ١٩/٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣١٤٦، ٤٣٣٤، صحیح مسلم: ١٠٥٩، سنن النسائی: ١٠٦/٥، مسند احمد: ١٢٧٦٦

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے بھی "انصار" کی عظمت واضح ہوتی ہے کہ وہ دنیا کے مال و متاع کے مقابلے میں رسول اللہ ﷺ کی محبّت اور چاہت پا کر خوش اور مسرور ہو گئے۔

(۲) یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان کو جس شخص پر اعتماد ہوتا ہے اسے بعض اوقات نظر انداز کر دیا جاتا ہے یا ثانوی حیثیّت دے دی جاتی ہے اس لیے نہیں کہ اس کی کوئی قدر نہیں ہوتی بلکہ اس لیے کہ اس سے محبّت زیادہ ہوتی ہے اور انسان اس یقین کے ساتھ ایسا کرتا ہے کہ یہ مجھ سے ناراض نہیں ہو گا جبکہ دوسرے آدمی کی آؤ بھگت زیادہ کی جاتی ہے تاکہ وہ دور ہے تو قریب آجائے، قریب ہے تو ناراض نہ ہو جائے وغیرہ وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی حکمت عملی کے تحت "انصار" کے مقابلے میں قریشیوں کو زیادہ نواز دیا تو بعض انصاری نوجوانوں کے دلوں میں ملال آگیا جسے رسول اللہ ﷺ نے وضاحت کر کے دور کر دیا۔

(۳) امیر اور کمانڈر ذاتی پسند اور ناپسند کی وجہ سے ناانصافی نہ کرے لیکن اگر کوئی شرعی حکمت اور فائدہ ہو تو تقسیم میں کمی بیشی کر سکتا ہے۔

3902: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يُعَزِّيهِ فِيمَنْ أُصِيبَ مِنْ أَهْلِهِ وَبَنِي عَمِّهِ يَوْمَ الْحَرَّةِ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنِّي أُبَشِّرُكَ بِبُشْرَى مِنَ اللهِ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَلِذَرَارِيِّ الأَنْصَارِ وَلِذَرَارِيِّ ذَرَارِيِّهِمْ)).

نضر بن انس نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا جس میں ان سے حرہ کی لڑائی میں ان کے گھر کے کچھ افراد اور ان کے چچازاد قتل کیے جانے پر تعزیت کی گئی تھی، انہوں نے اس میں لکھا: میں اللہ کی طرف سے تمہیں خوش خبری دیتا ہوں، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اے اللہ! انصار، انصار کی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد کو بخش دے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ. وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہشیم نے ہم کو اخبرنا علی بن جدعان حدثنا النضر بن انس کی سند سے بیان کیا ہے۔ اور قتادہ نے اسے نضر بن انس عن زید بن ارقم کی سند سے بھی روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرج الطبراني في الكبير: ٥١٠٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٩٠٦، صحیح مسلم: ٢٥٠٦، سنن نسائی الکبری: ٨٣٥٠، مسند احمد : ١٩٢٩٢، ١٩٢٩٩، صحيح ابن حبان: ٧٢٨١

فوائد الحدیث: (۱) انصار مدینہ کی اسلام کے لیے اتنی گرانقدر خدمات تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تین نسلوں کے لیے بخشش کی دعا فرمائی۔

(۲) کسی فرد یا قوم کی کوئی نیکی یا احسان ہو تو آدمی کو اسے بھولنا نہیں چاہیے بلکہ اس کا بدلہ چکانے کی کوشش کرے اور کم از کم انہیں اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھے۔

3903: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ وَعَبْدُ الصَّمَدِ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَقْرِئْ قَوْمَكَ السَّلَامَ فَإِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ أَعِفَّةٌ صُبُرٌ)).

سیّدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "اپنی قوم کو میرا سلام کہنا، کیونکہ میں انہیں پاک دامن اور پیشوا جانتا ہوں۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف لكن صح منه الشطر الثاني) اس حدیث کا دوسرا ٹکڑا صحیح ہے، پہلا ضعیف۔ محمد بن ثابت ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٢٥٢١، المشكاة للالباني: ٦٢٤٢

فوائد الحدیث: سیّدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ انصار مدینہ کے "نجار" قبیلے سے تعلق رکھتے تھے، رسول اللہ ﷺ کے بڑے جانثار اور فدا کار صحابی تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی قوم اور قبیلے کی تعریف کر کے انہیں سلام بھی بھیجا جو "انصار" کی عظمت کی دلیل ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

3904: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَلَا إِنَّ عَيْبَتِي الَّتِي آوِي إِلَيْهَا أَهْلُ بَيْتِي وَإِنَّ كَرِشِي الْأَنْصَارُ فَاعْفُوا، عَنْ مُسِيئِهِمْ وَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "سنو! میرے راز دان جن کے ہاں میں پناہ لیتا ہوں میرے گھر والے ہیں، اور میرے جسم و جاں انصار ہیں، پس ان کے خطا کاروں سے درگزر کرو اور ان کے نیکو کاروں کی نیکیاں / اچھائیاں قبول کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

اور اس باب میں انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (منكر بذكر أهل البيت) اہل بیت کے ذکر کے ساتھ یہ روایت منکر ہے۔ اس میں عطیہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٨٤٢، المشكاة: للالباني: ٦٢٤٠

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے انصار کو اپنا جسم و جان بیان کر کے ان پر اپنے اعتماد اور محبت کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ انصار کی جانثاری بھی واضح فرما دی ہے۔

(۲) انسان کو اپنے محسنوں کی نیکیوں اور احسانات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے، اگر ان سے کبھی کوئی نامناسب بات یا فعل سرزد ہو بھی جائے تو

اسے برداشت کرتے ہوئے نظر انداز کر دینا چاہیے کسی معمولی کوتاہی کی وجہ سے اس کی سابقہ خدمات اور احسانات پر پانی نہیں پھیر دینا چاہیے۔

3905: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ يُرِدْ هَوَانَ قُرَيْشٍ أَهَانَهُ اللهُ)).

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو قریش کو ذلیل کرنے کا ارادہ کرے اللہ اسے ذلیل کر دے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

عبد بن حمید نے ہم کو اخبرنی یعقوب بن ابراہیم بن سعد قال حدثنی ابی عن صالح بن کیسان عن ابن شہاب کی سند سے اس اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١١٧٨، اخرجه ابويعلى: ٧٧٥، الحاكم: ٤/٧٤، البغوي: ٣٨٤٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٧٣، ١٥٨٧، ٤٦٠، معجم الكبير للطبراني: ٧٥٣، مسند البزار: ٢٧٨٢

فوائد الحدیث: اس حدیث میں قریش کی عزت اور وقار کو بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی بے عزتی کو بھی برداشت نہیں کیا بلکہ ایسے لوگوں کے لیے بددعا فرمائی جو قریش کی اہانت کے مرتکب ہوں۔

3906: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ وَالْمُؤَمَّلُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَا يَبْغَضُ الأَنْصَارَ أَحَدٌ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: ”اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والا انصار سے بغض نہیں رکھتا۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٢٣٤، اخرجه النسائي في فضائل الصحابه: ٢٢٨، ابويعلى: ٢٦٩٨

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ٨٣٣٣، مسند احمد: ٢٨١٨

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۳۹۰۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3907: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الأَنْصَارُ كَرِشِي وَعَيْبَتِي وَإِنَّ النَّاسَ سَيَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انصار میرے جسم و جاں اور راز دان ہیں، لوگ بہت زیادہ ہو جائیں گے اور انصار کم رہ جائیں گے۔ پس ان کے نیکو کاروں کی نیکیاں اور اچھائیاں قبول کرنا اور ان کے خطا کاروں سے در گزر کرنا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه النسائي في فضائل الصحابه: ٢١٩-٢٢٠، ابويعلى: ٢٩٩٤، البغوي: ٣٩٧٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۷۹۹، ۳۸۰۱، صحیح مسلم: ۲۵۱۰، سنن نسائی الکبری: ۸۳۴۵، ۸۳۴۶، مسند احمد: ۱۲۸۰۲، ۱۲۶۵۰، صحیح ابن حبان: ۷۲۶۵

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں بھی "انصار" کو "عَيْبَتِي" (میرے رازدان) اور "كَرِشِي" (میرا معدہ) "یعنی میرے جسم وجان اور اہل وعیال ہیں" کہہ کر "انصار" کی اہمیت اور فوقیت کی صراحت فرمائی ہے۔

(۲) جب اسلام کی سرحدیں دور دور تک پھیل جائیں گی اور لوگ کثرت سے اسلام کی آغوش میں پناہ لے لیں گے تو انصار مدینہ کی تعداد ان کے مقابلے میں کم ہو جائے گی کیونکہ یہ تو چند مخصوص گھرانے اور خاندان ہوں گے جبکہ دوسرے مسلمان اکناف واطراف میں پھیلے ہوئے ہوں گے تو اس وقت انصار مدینہ کی اسلام کے لیے دی گئی قربانیوں اور پیش کی گئی گرانقدر خدمات کی پاسداری کرتے ہوئے ان کے ساتھ محبت والفت اور احسان مندی کا برتاؤ اور سلوک کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

3908: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اللّٰهُمَّ أَذَقْتَ أَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالاً فَأَذِقْ آخِرَهُمْ نَوَالاً)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو عذاب کا مزا چکھایا پس ان کے آخر والوں کو نعمتوں کا مزا چکھا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الْوَرَّاقُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأُمَوِيُّ عَنِ الأَعْمَشِ نَحْوَهُ. عبدالوہاب ورّاق نے بیان کیا۔ یحییٰ بن سعید اموی نے اعمش سے اسی مانند بیان کیا۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) الضعيفة تحت الحديث: ٣٩٨، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٣/٣٤٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۲۱۷۰

فوائد الحدیث: "قریش مکہ" کی دنیا میں بڑی عزت وتکریم تھی اور ان کی سرداری کا ڈنکا بجتا تھا لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو قریش نے آپ ﷺ کی نافرمانی کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی مخالفت کرتے ہوئے آپ پر اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ظلم وستم اور بربریت کی انتہا کر دی حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے قتل کے منصوبے بنا لیے اور آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ سے ہجرت پر مجبور کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط سالی کی صورت میں عذاب نازل فرمایا جس سے ان کی سرداری اور عزت ووقار سب کچھ تہس نہس ہو گیا، پھر جنگی معرکوں خصوصاً بدر میں ان کی شکست اور افرادی نقصان نے تو ان کی چودھراہٹ اور طاقت وقوت کے غرور اور گھمنڈ کو خاک میں ملا دیا۔ لیکن جب مکہ فتح ہوا تو وہ سب کے سب آپ پر ایمان لے آئے اپنے یا اپنے بڑوں کے کیے ہوئے ظلم وستم پر نادم وشرمندہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے کمال ہمدردی اور شفقت سے انہیں نا صرف کہ خود معاف فرما دیا بلکہ ان کی دل جوئی کے لیے "ہوازن" سے حاصل ہونے والے مال غنیمت میں سے انصار کے مقابلے میں انہیں زیادہ حصہ دیا، اور پھر حدیث الباب کے مطابق ان کے بہتر مستقبل کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کی۔

3909: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ جَعْفَرٍ الأَحْمَرِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی: "اے اللہ! انصار، انصار کے بیٹوں / اولاد، انصار کے

أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَلأَبْنَاءِ الأَنْصَارِ، وَلأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الأَنْصَارِ وَلِنِسَاءِ الأَنْصَارِ)).

بیٹوں کے بیٹوں اور انصار کی عورتوں کو بخش دے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ١٩٩١٣، ابويعلى: ٣٠٣٢، شرح المشكل: ٥٨١٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٩٠٦، صحیح مسلم: ٢٥٠٦، سنن نسائی الکبری: ٨٣٥٠، مسند احمد : ١٩٢٩٢، ١٩٢٩٩، صحیح ابن حبان: ٧٢٨١

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کا انصار کے مرد و خواتین اور ان کی آل اولاد کے لیے بخشش کی دعا کرنا، انصار کی محبوبیت اور ان کی اسلام کے لیے گرانقدر خدمات کا ثبوت ہے۔

142- باب فِي أَيِّ دُورِ الأَنْصَارِ خَيْرٌ

انصار کے کون سے گھرانے بہتر ہیں

3910: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الأَنْصَارِ، أَوْ بِخَيْرِ الأَنْصَارِ)). قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ ((بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو عَبْدِ الأَشْهَلِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. بَنُو سَاعِدَةَ)). ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِي بِيَدَيْهِ قَالَ ((وَفِي دُورِ الأَنْصَارِ كُلِّهَا خَيْرٌ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں انصار کے بہتر گھرانے کے متعلق نہ بتاؤں؟" انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ضرور بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "بنو نجار، پھر جو ان کے قریب / ساتھ والے ہیں: بنو عبدالاشہل، پھر جو ان کے قریب ہیں: بنو حارث بن خزرج، پھر وہ جو ان کے قریب ہیں، بنو ساعدہ۔" پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا تو اپنی انگلیاں بند کیں، پھر انہیں کھولا جیسے اپنے ہاتھوں سے کچھ پھینکنے والے ہوں، فرمایا: "انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا أَيْضًا عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث انس عن ابی اسید ساعدی کی سند سے بھی نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحمیدی: ١١٩٧، النسائي في فضائل الصحابه: ٢٣١-٢٣٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٣٠٠، صحیح مسلم: ٢٥١١، سنن ابو داود: ٣٤٥٤، سنن نسائی الکبری: ٨٣٣٦، ٨٣٣٨، مسند احمد : ٣٩٢، ١٢٠٢٥، ١٣٠٩٤، صحیح ابن حبان: ٤٩١٦، ٧٢٨٤

فوائد الحدیث: (١) رسول اللہ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو آپ ﷺ کے لیے بڑے مشکل حالات تھے، کوئی آپ ﷺ کی بات سننے کا روادار نہ تھا جو لوگ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے انہیں قسم قسم کے عذاب سے دوچار ہونا پڑتا حتیٰ کہ بعض کو شہید تک کر دیا گیا۔ اسی اثنا میں

حج کے موقعہ پر "یثرب" (مدینہ منورہ کا پرانا نام یثرب تھا) سے آئے ہوئے چھ افراد کو رسول اللہ ﷺ نے وعظ فرمایا، عقیدہ توحید سے آگاہ کیا اور ان کے سامنے اپنی نبوت و رسالت کا اظہار فرمایا تو وہ چھ آدمی مسلمان ہوگئے، حج کے بعد وہ اپنے وطن "یثرب" واپس لوٹ گئے اور اپنے لوگوں کو بتایا کہ جس نبی کی آمد کے متعلق ہم یہودیوں سے سنتے رہتے ہیں وہ نبی مکہ مکرمہ میں آچکا ہے، ہم نے اس کا دیدار بھی کیا ہے اور اس کا کلام بھی سنا ہے، پھر آئندہ سال وہاں سے بارہ افراد مکہ مکرمہ آئے اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کر کے آپ ﷺ کی بیعت کی اور مسلمان ہوگئے، یہ بیعت تاریخ اسلام میں "بیعت عقبہ اولیٰ" کے نام سے معروف ہے، "عقبہ" گھاٹی کو کہتے ہیں، یہ بیعت چونکہ قریش مکہ سے چھپ کر رات کی تاریکی میں ایک گھاٹی پر ہوئی تھی اسی لیے اسے "بیعت عقبہ" کہا جاتا ہے۔

(۲) جب یہ بارہ مسلمانوں پر مشتمل قافلہ واپس روانہ ہونے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعلیم و تربیت کے لیے سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ روانہ کر دیا، سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ کی دن رات محنت سے آئندہ سال ۱۳ نبوت کو پچھتر (۷۵) تہتر (۷۳) مرد اور دو (۲) عورتوں پر مشتمل قافلہ مکہ آکر آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت ہوا اور اسلام قبول کیا، یہ بیعت بھی اس گھاٹی میں ہوئی تھی اس لیے اسے "بیعت عقبہ ثانیہ" کہتے ہیں۔ اس موقعہ پر ان ذی وقار حضرات نے آپ ﷺ کو "یثرب" تشریف لانے کی دعوت دی۔ تو اس موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے چند سوال رکھے جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ "جب میں تمہارے شہر میں جا بسوں کیا تم میری اور میرے ساتھیوں کی حمایت اپنے اہل و عیال کی مانند کرو گے؟" تو جواب میں انہوں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ آپ صرف ہمیں یہ یقین دلا دیں کہ آپ (غلبہ ہونے کی صورت میں) ہمیں چھوڑ تو نہیں دیں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میرا جینا، مرنا تمہارے ساتھ ہوگا"۔ پھر ان تمام افراد نے اسلام پر جانثاری کی بیعت کی۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، رحمۃ للعالمین، قاضی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ)

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بعد "انصار مدینہ" نے خوب خوب اس عہد کی پاسداری کی اور ایثار اور قربانی اور جانثاری کی لازوال مثال قائم کی۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی قدم بقدم ان کی خدمات کا اعتراف کیا اور ان کے لیے دنیا میں خیر و برکت اور آخرت میں بخشش کی دعائیں کیں۔

(۳) انصار اگرچہ تمام کے تمام ہی جانثار، فداکار اور وفا شعار تھے لیکن ان میں سے بھی بعض خاندان آپ کی خدمت میں ممتاز مقام رکھتے ہیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے چند ایک خاندانوں کی امتیازی حیثیت کو بیان کرنے کے باوجود فرمایا "وفی دور الانصار کلها خیر" (کہ انصار کے تمام گھرانوں میں ہی خیر ہے)۔

3911: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ دُورُ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ دُورُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ)). فَقَالَ سَعْدٌ: مَا أَرَى رَسُولَ اللهِ ﷺ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا. فَقِيلَ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيرٍ.

سیّدنا ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انصار کے گھرانوں میں سے سب سے بہترین گھرانہ بنو نجار کا گھرانہ ہے۔ پھر بنو عبدالاشہل کا گھرانہ، پھر بنو حارث بن خزرج کا گھرانہ، پھر بنو ساعدہ کا گھرانہ، اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے۔" سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم پر دوسروں کو فضیلت دی، تو کہا گیا: آپ ﷺ نے تمہیں بہت سارے لوگوں پر فضیلت دی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ اسْمُهُ مَالِكُ بْنُ رَبِيعَةَ. وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ هَذَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کا نام: مالک بن ربیعہ ہے۔ یہ حدیث اسی مانند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔ معمر نے اسے زہری عن ابی سلمہ اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطبراني في الكبير: ٥٧٩/١٩، البيهقي: ٣٧١/٦
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۷۸۹، صحیح مسلم: ۲۵۱۱، سنن نسائی الکبری: ۸۳۳۹، مسند احمد: ۱۶۰۴۹
فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں اسلام لانے اور اس کی سربلندی کے لیے خدمات سرانجام دینے کی ترتیب سے آپ ﷺ نے ان کے مراتب کو بالترتیب بیان فرمایا ہے۔
(۲) سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ ہمارے قبیلے بنو ساعدہ کو چوتھے نمبر پر بیان کر کے پہلے تین قبیلوں کو ہم پر فوقیت دی گئی ہے تو انہیں کہا گیا کہ آپ سے پہلے صرف تین قبیلے ہیں لیکن آپ جانتے ہیں؟۔ کہ آپ کے بعد کتنے قبیلے اور خاندان ہیں جن پر آپ کو اور آپ کے قبیلے کو فضیلت دی گئی ہے۔ تو پھر سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ مطمئن ہو گئے۔

3912: حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ بْنِ سَلْمٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَيْرُ دِيَارِ الأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ)).
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انصار کے گھرانوں میں سے بہترین گھرانہ بنو نجار کا گھرانہ ہے۔"
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح بما قبله) بعض کے نزدیک اس میں مجالد راوی ضعیف ہے۔
تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۲۵۱۲، مسند احمد: ۷۶۲۸
فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں صرف بنو نجار کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔
(۲) یہ قبیلہ رسول اللہ ﷺ کا ننھیالی رشتہ دار بھی تھا۔
(۳) اسی قبیلے کے سردار آپ ﷺ کو مدینہ منورہ شہر میں اپنے جلو اور معیت میں لائے تھے۔
(۴) پھر مسجد نبوی کے لیے سب سے پہلا پلاٹ اور احاطہ اسی قبیلے کے ذی وقار سرداروں نے گفٹ کیا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
(تفصیل کے لیے دیکھیے، سنن نسائی ص ۱/۸۱، کتاب المساجد)

3913: حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَيْرُ الأَنْصَارِ بَنُو عَبْدِ

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انصار کا بہترین گھرانہ بنو عبد الاشہل کا گھرانہ ہے۔"

الأَشْهَلِ)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحیح بما قبله بحدیث) گزشتہ حدیث دیکھیں۔

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٢٥١٢، مسند احمد : ٧٦٢٨

فوائد الحدیث: اس حدیث میں بنو عبد الاشہل کے خاندان کو بہترین قرار دیا گیا ہے۔

143- باب فِي فَضْلِ الْمَدِينَةِ

مدینے کی فضیلت

3914: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِحَرَّةِ السُّقْيَا الَّتِي كَانَتْ لِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((ائْتُونِي بِوَضُوءٍ)). فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ قَالَ ((اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ عَبْدَكَ وَخَلِيلَكَ وَدَعَا لِأَهْلِ مَكَّةَ بِالْبَرَكَةِ، وَأَنَا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ أَدْعُوكَ لأَهْلِ الْمَدِينَةِ أَنْ تُبَارِكَ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ، وَصَاعِهِمْ مِثْلَيْ مَا بَارَكْتَ لأَهْلِ مَكَّةَ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب آپ ﷺ حرہ سقیا پہنچے جو کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ملکیت تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وضوء کے لیے پانی لاؤ۔“ آپ ﷺ نے وضوء کیا، پھر قبلہ رخ کھڑے ہو کر فرمایا: ”اے اللہ! ابراہیم آپ کے بندے اور خلیل تھے اور انہوں نے مکہ والوں کے لیے برکت کی دعا کی تھی، میں تیرا بندہ اور تیرا رسول ہوں میں تجھ سے مدینے والوں کے لیے دعا کرتا ہوں کہ تو ان کے مد اور صاع (وزن کے پیمانوں) میں اس سے دگنی برکت فرما جو کہ تو نے مکہ والوں کے لیے برکت فرمائی۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور اس باب میں عائشہ، عبد اللہ بن زید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) التعليق الرغيب: ٢/١٤٤، اخرجه ابن خزيمه: ٢٠٩، الطبراني في الاوسط: ٦٨١٤

تخریج الحدیث: سنن نسائی الکبری: ٤٢٧٠؛ مسند احمد : ٩٣٦، صحيح ابن حبان: ٣٧٤٦

فوائد الحدیث: (١) اللہ تعالیٰ نے ”بیت اللہ“ کی نسبت سے مکہ مکرمہ کو ”حرم“ قرار دیا کہ اس کے مخصوص علاقے میں ہر قسم کی لڑائی جھگڑا حتیٰ کہ جہاد و قتال بھی ممنوع ٹھہرایا۔ ”حرم“ کی حدود میں شکار نہیں کیا جا سکتا، وہاں سے کوئی درخت وغیرہ کاٹنے کی اجازت بھی نہیں۔

(٢) یہ شرف صرف مکہ مکرمہ کے حرم کو حاصل تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی اجازت اور وحی سے کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ۝ (النجم: ٣، ٤) مدینہ منورہ اور اس کے گرد و نواح کا کچھ علاقہ ”حرم“ قرار دے دیا، حرمت کے اعتبار سے اسے وہی فضیلت حاصل ہو گئی جو مکہ مکرمہ کو تھی۔

(۳) اب "حرم" کی حرمت والی فضیلت، صرف اور صرف مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو ہی حاصل ہے ان دونوں شہروں کے علاوہ کسی شہر، علاقے، دربار اور مزار کے لیے اس قسم کا عقیدہ رکھنا اور حرمت کا اہتمام کرنا بھی شرک کے زمرے میں آتا ہے۔

(۴) مزید یہ کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کے لیے خیر و برکت کی دعا بھی فرمائی ہے، جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے "حرمین شریفین" کی زیارت کا شرف بخشا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کی قبولیت کا نظارہ خوب کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بار بار "حرمین شریفین" کی حاضری نصیب فرمائے۔ (آمین)

3915: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا أَبُو نُبَاتَةَ يُونُسُ بْنُ يَحْيَى بْنِ نُبَاتَةَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنهما قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ)).

سیّدنا علی بن ابی طالب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنّت کا ایک باغیچہ ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے۔ اور کئی ایک طرق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) ظلال الجنة: ۷۳۱، الروض النضير: ۱۱۱۵

تخریج الحدیث: مسند البزار: ۵۱۱، الكامل لابن عدی: ۳/۱۱۸۲، تهذيب الكمال: ۳۳/۳۵۰۔ ۳۵۱

فوائد الحدیث: (۱) یہ شرف اور فضیلت بھی مدینہ منورہ کی سرزمین کو حاصل ہے کہ اس کے ایک ٹکڑے کو "جنّت کا باغیچہ" قرار دیا گیا ہے۔

(۲) "بَيْتِي" سے مراد ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مبارک ہے۔

(۳) اس حدیث سے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت بھی ثابت ہوتی ہے کہ باقی لوگ تو قیامت کے بعد جنّت میں جائیں گے لیکن امی عائشہ رضی اللہ عنہا تو زندگی بھر جنّت کے باغیچے میں قیام پذیر رہیں۔ اور آج سیّدنا ابو بکر صدیق اور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما اسی جنّت میں محو استراحت ہیں جو کہ ان کے لیے شرف و کمال کا باعث ہے۔

3916: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَامِلٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ الزَّاهِدُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنّت کا ایک باغیچہ ہے۔"

وَبِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا

اسی اسناد سے نبی ﷺ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: "میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ دیگر

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)).

مساجد کی ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کئی ایک طرق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) ظلال الجنة: ٧٣١، الروض النضير: ١١١٥، صحيح الترمذي: ٣٠٧٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١١٩٦، صحيح مسلم: ١٣٩١، سنن نسائی کبریٰ: ٤٢٨٨، مسند احمد : ٧٢٢٣ صحيح بخاری: ١١٩٠، صحيح مسلم: ١٣٩٤، سنن ابن ماجه: ١٤٠٣ و ١٤٠٤، سنن نسائی: ٢/٣٥ و ٥/٢١٤، مسند احمد: ٧٤٨٢، صحيح ابن حبان: ١٦٢١ و ١٦٢٥

فوائد الحدیث: (۱) مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنا مسجد حرام خانہ کعبہ کے علاوہ باقی تمام مساجد میں پڑھی جانے والی ایک ہزار نماز سے بھی افضل اور بہتر ہے۔

(۲) بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ فضیلت صرف مسجد کے اس حصے کو ہی حاصل ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں مسجد کہلاتا تھا، بعد میں ہونے والی توسیع اس میں شامل نہیں، تو یہ بات درست نہیں بلکہ اس وقت تک جو مسجد نبوی کہلاتی ہے اور آئندہ قیامت تک اس میں جتنی بھی توسیع ہو جائے ساری کی ساری مسجد ہی کے لیے یہ فضیلت حاصل ہے، اس لیے کسی قسم کے شک و شبے کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

3917: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَا)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس سے یہ ہو سکے کہ وہ مدینہ میں وفات پائے تو وہ وہاں فوت ہو، کیونکہ میں وہاں فوت ہونے والے کے حق میں شفاعت کروں گا۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الأَسْلَمِيَّةِ.

اور اس باب میں سبیعہ بنت حارث اسلمیہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے ایوب سختیانی کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البيهقي في الشعب: ٤١٨٥، البغوي: ٢٠٢٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣١١٢، مسند احمد : ٥٤٣٧، صحيح ابن حبان: ٣٧٤١

فوائد الحدیث: یہ بھی مدینہ منورہ کی فضیلت ہے کہ اس کی سرزمین پر فوت ہونے والا شخص قیامت کے دن سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی سفارش کی سعادت سے بہرہ ور ہوگا، لیکن شرط یہ ہے کہ اس کا عقیدہ توحید والا ہو اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کا پیروکار ہو، مشرک اور بدعتی اس فضیلت کے مستحق نہیں۔

3918: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ مَوْلَاةً لَهُ أَتَتْهُ، فَقَالَتِ اشْتَدَّ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کی آزاد کردہ ایک لونڈی ان کے پاس آئی تو اس نے کہا: میرے حالات سخت ہو گئے ہیں میں عراق جانا چاہتی ہوں، انہوں نے فرمایا: سرزمین

عَلَى الزَّمَانِ، وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الْعِرَاقِ. قَالَ: فَهَلاَّ إِلَى الشَّأْمِ أَرْضِ الْمَنْشَرِ؟ اصْبِرِي لَكَاعِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ صَبَرَ عَلَى شِدَّتِهَا وَلأْوَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

شام کی طرف کیوں نہیں وہ جمع ہونے کی جگہ (محشر) ہے؟ ناداں صبر کرو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جس نے اس (مدینے) کی سختیوں اور بھوک پر صبر کیا تو میں قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دوں گا یا سفارش کر دوں گا۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَسُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ وَسُبَيْعَةَ الأَسْلَمِيَّةِ.

اور اس باب میں ابو سعید، سفیان بن ابی زہیر اور سبیعہ اسلمیہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے عبید اللہ کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج فقه السيرة: ١٨٤، اخرجه ابن عدي في الكامل: ١١٨٤/٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٣٧٧، سنن نسائي الكبرى: ٤٢٨١، مسند احمد : ٥٩٣٥، ٦٤٤٠

فوائد الحدیث: مدینہ منورہ میں موت تو سعادت کی بات تھی ہی، مدینہ منورہ میں رہنا اور اس کے ناموافق حالات کو صبر و شکر سے برداشت کرنا بھی بہت بڑا شرف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شہادت اور شفاعت دونوں نصیب ہوں گی۔

3919: حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ أَخْبَرَنَا أَبِي جُنَادَةُ بْنُ سَلْمٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((آخِرُ قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الإِسْلاَمِ خَرَابًا الْمَدِينَةُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسلام کی بستیوں / شہروں میں سے سب سے آخر پر مدینہ ویران ہوگا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ جُنَادَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ. قَالَ تَعَجَّبَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف جنادہ عن ہشام بن عروہ کی روایت سے ہی جانتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے خوش ہوئے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ١٣٠٠، اس میں جنادہ ضعیف راوی ہے۔

تخریج الحدیث: العلل الكبير للمصنف: ٩٤٥/٢، صحيح ابن حبان: ٦٧٧٦

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت ضعیف ہے البتہ ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرھا (بخاری ص ۱/ ۲۵۲، فضائل المدینۃ) "بے شک ایمان مدینہ کی طرف اس طرح واپس لوٹ آئے گا جیسے کہ سانپ اپنے بل میں واپس لوٹتا، داخل ہوتا ہے"

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ جب کہیں بھی اسلام و ایمان نہیں ہوگا، مدینہ منورہ میں اس وقت بھی ایمان ہوگا، جو لوگ مدینہ منورہ کو چھوڑ کر کوفہ و بغداد کو نکل گئے ہیں انہیں چاہیے کہ ایمان حاصل کرنے کے لیے مدینہ منورہ لوٹ آئیں۔

3920: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ

بْنُ أَنَسٍ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الإِسْلَامِ، فَأَصَابَهُ وَعَكٌ بِالْمَدِينَةِ، فَجَاءَ الأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي. فَأَبَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَرَجَ الأَعْرَابِيُّ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي. فَأَبَى فَخَرَجَ الأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَتُنَصِّعُ طَيِّبَهَا)).

ﷺ کی اسلام پر بیعت کی، اسے مدینہ میں بخار ہو گیا، وہ اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا: آپ ﷺ میری بیعت واپس کر دیں، رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا، اعرابی باہر چلا گیا اور پھر آپ ﷺ کے پاس آیا، تو اس نے عرض کیا، میری بیعت مجھے واپس کر دیں، آپ ﷺ نے انکار کر دیا، پس وہ اعرابی (مدینہ سے) باہر چلا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مدینہ بھٹی کی طرح ہے وہ اپنے برے کو دور کر دیتا ہے اور اپنے اچھے کو خالص کر دیتا ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢١٧، اخرجه مالك: ١٨٤٨، ابويعلى: ٢٠٢٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٧٢٠٩، صحيح مسلم: ١٣٨٣، سنن النسائی: ٧/١٥١، مسند احمد : ١٤٢٨٤، صحيح ابن حبان: ٣٧٣٢، ٣٧٣٥

فوائد الحدیث: (۱) مدینہ منورہ کو ایک بھٹی سے تشبیہ دے کر رسول اللہ ﷺ نے معیار مقرر فرما دیا ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ کی تکالیف اور مصائب کو برداشت کر کے مدینہ منورہ کی محبّت میں قیام پذیر رہے گا تو وہ مومن ہے میں قیامت کے دن اس کے حق میں اس کے ایمان کی گواہی دوں گا، اور اس کی بخشش کی سفارش کروں گا۔ اور جو شخص مدینہ منورہ کی فضاؤں کو چھوڑ کر کسی اور جگہ کی سہولتوں کو پسند کر لے گا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ مومن نہیں بلکہ منافق ہے۔

(۲) یہی اصول و ضابطہ عقائد و اعمال میں بھی اپنا لیا جائے تو حق و باطل میں امتیاز پیدا ہو جائے۔ اور شاید بہت سوں کی ہدایت کا باعث بن جائے۔

3921: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِينَةِ مَا ذَعَرْتُهَا إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: اگر میں مدینے میں ہرن کو چرتے دیکھ لوں تو میں اسے خوف زدہ نہیں کروں گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اس کے دو پتھریلے علاقوں کے درمیان ہے وہ حرام (حرم) ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي أَيُّوبَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَجَابِرٍ.

اور اس باب میں سعد، عبداللہ بن زید، انس، ابو ایوب، زید بن ثابت، رافع بن خدیج، سہل بن حنیف اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ١٨٥٥، ابن الجارود: ٥١٠، البيهقي: ١٩٦/٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٨٧٣، صحیح مسلم: ١٣٧٢، سنن نسائی الکبری: ٤٢٨٦، مسند احمد : ٧٢١٨، صحیح ابن حبان: ٣٧٥١

فوائد الحدیث: یہ حدیث، مدینہ منورہ کے حرم ہونے پر دلیل قطعی ہے، جو لوگ مدینہ منورہ کو حرم نہیں مانتے انہیں اپنے طرز عمل کا جائزہ لے کر اسے حدیث رسول ﷺ کے مطابق ڈھالنا چاہیے۔ وباللہ التوفیق

3922: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ وَحَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ، فَقَالَ ((هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد پہاڑ کو دیکھ کر فرمایا: "یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا، اور میں اس کے دو پتھریلے میدانوں کے درمیانی حصے کو حرم قرار دیتا ہوں۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ١٨٥٤، عبدالرزاق: ١٧١٧٠، ابويعلى: ٣٧٠٢، البيهقي: ١٩٧/٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٨٨٩، مسلم، ص: ٩٩٣، ١٣٦٥، ٤٦٣، ١٣٩٣، سنن ابن ماجه: ٣١١٥، مسند احمد : ١٢٥١٠، صحیح ابن حبان: ٣٧٢٥

فوائد الحدیث: "لَابَتَيْهَا" یہ دو میدان ہیں جو مدینہ منورہ کے مشرق اور مغرب میں واقع ہیں، یہ دونوں پتھریلے ہیں اور ان کے پتھر سیاہ ہیں انہیں "حَرَّة" بھی کہا جاتا ہے اور "لَابَة" بھی۔ آپ ﷺ نے ان کا ذکر فرما کر "حرم مدینہ" کی حدود بیان فرمادی ہیں۔

3923: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْعَامِرِيِّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَيَّ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ نَزَلْتَ فَهِيَ دَارُ هِجْرَتِكَ الْمَدِينَةَ، أَوِ الْبَحْرَيْنِ أَوْ قِنَّسْرِينَ)).

سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے میری طرف وحی کی کہ آپ ﷺ ان تین جگہوں: مدینہ، یا بحرین یا قنسرین میں سے جس جگہ قیام فرمائیں گے وہی آپ ﷺ کا دار ہجرت ہوگا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْفَضْلِ بْنِ مُوسَى تَفَرَّدَ بِهِ أَبُو عَامِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف فضل بن موسی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں ابو عامر کا اس میں تفرد ہے۔

حکم الحدیث: (موضوع) اس میں غیلان بن عبداللہ مجہول ہے۔ اخرجه المزی فی تهذيب الكمال: ١٣٣/٣٢

تخریج الحدیث: التاريخ الكبير: ١٠٥/٧، معجم الكبير للطبرانی: ٢٤١٧، مستدرک حاكم: ٣/٢

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن مدینہ منورہ کا دارالہجرت ہونا فی الواقع ایک حقیقت ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور حکم سے ہی ہے۔

3924: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَاءِ الْمَدِينَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مدینے کی بھوک اور سختی پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دوں گا یا فرمایا: شفاعت کروں گا۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَسُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ وَسُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ.

اس باب میں ابو سعید، سفیان بن ابو زہیر اور سبیعہ اسلمیہ سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. قَالَ وَصَالِحُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ أَخُو سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ صالح بن ابی صالح، سہیل بن ابی صالح کا بھائی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج فقه السيرة: ١٨٤، اخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٥٦٩/٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٣٧٨، مسند احمد : ٧٨٦٥، ٨٥١٦، صحيح ابن حبان: ٣٧٣٩، ٣٧٤٠

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۹۱۸ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

144- باب فِي فَضْلِ مَكَّةَ

مکہ کی فضیلت

3925: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ حَمْرَاءَ الزُّهْرِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَاقِفًا عَلَى الْحَزْوَرَةِ فَقَالَ ((وَاللهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللهِ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللهِ إِلَى اللهِ وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ)).

سیّدنا عبداللہ بن عدی بن حمراء زہری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو چھوٹے ٹیلے پر کھڑے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! تو اللہ کی زمین کا سب سے بہتر قطعہ ہے، اللہ کو ساری زمین سے زیادہ پسندیدہ ہے، اگر مجھے یہاں سے نکالا نہ جاتا تو میں نہ نکلتا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَحْوَهُ. وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ حَمْرَاءَ عِنْدِي أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ یونس نے زہری سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ محمد بن عمرو نے ابو سلمہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ زہری کی حدیث عن ابی سلمہ عن عبداللہ بن عدی بن حمراء کی سند سے میرے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٥١٣، الحاكم: ٣/٧، المزي في تهذيب الكمال: ١٥/٢٩١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣١٠٨، سنن نسائی الكبرى: ٤٢٥٢، ٤٢٥٣، مسند احمد : ١٨٧١٥، صحيح ابن حبان: ٣٧٠٨

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے مکہ مکرمہ کا روئے زمین میں سب سے افضل واعلیٰ ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا گھر "خانہ کعبہ" ہے۔

(۲) "مقدسات" سے محبّت کرنا رسول اللہ ﷺ کی سُنت ہے، خواہ وہ جگہ ہو یا کوئی شخصیت، لیکن کسی مشرک و بدعتی یا شرک و بدعت کے اڈے کو "مقدس" تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ (التوبہ:۲۸) "بے شک مشرک پلید ہیں"

3926: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَأَبُو الطُّفَيْلِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمَكَّةَ ((مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے لیے فرمایا: "ایسا کوئی شہر نہیں جو مجھے تجھ سے زیادہ اچھا اور پیارا لگتا ہو، اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں تجھے چھوڑ کر کسی اور جگہ بسیرا نہ کرتا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٢٧٢٤، اخرجه الطبراني في الكبير: ١٠٦٢٤، الحاكم: ١/٤٨٦

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٣٧٠٩

فوائد الحدیث: (۱) رہائش اور سکونت کے لیے ہمیشہ اچھی جگہ کا انتخاب کرنا چاہیے جہاں جمعہ و جماعت کی ادائیگی میں سہولت ہو، توحید و سُنت کے عقیدہ و عمل کو آدمی اپنا سکے، شرک و بدعات کی نجاست سے بچا رہے۔

(۲) اگر محلے دار یا شہری اور کالونی والے شرک و بدعت پر مجبور کریں اور اس سے بچنا محال اور مشکل ہو تو پھر وہ علاقہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ سکونت اختیار کی جاسکتی ہے۔

145- باب مَنَاقِبٍ فِي فَضْلِ الْعَرَبِ

عرب کی فضیلت

3927: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الأَزْدِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ قَابُوسِ بْنِ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا سَلْمَانُ لَا تُبْغِضْنِي فَتُفَارِقَ دِينَكَ)). قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أُبْغِضُكَ وَبِكَ هَدَانَا

سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "سلمان! مجھ سے بغض نہ رکھنا ورنہ اپنے دین سے فارغ ہو جاؤ گے۔" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں آپ ﷺ سے کس طرح بغض رکھ سکتا ہوں جبکہ اللہ نے آپ ﷺ کی وجہ سے تو ہمیں ہدایت عطا فرمائی، آپ ﷺ نے

اللهُ، قَالَ: ((تَبْغَضُ الْعَرَبَ فَتَبْغَضُنِي)).
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَدْرٍ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيدِ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ أَبُو ظَبْيَانَ لَمْ يُدْرِكْ سَلْمَانَ مَاتَ سَلْمَانُ قَبْلَ عَلِيٍّ.

فرمایا: ”عرب سے بغض رکھو گے تو مجھ سے بغض رکھو گے۔“
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف ابو بدر شجاع بن ولید کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: ابو ظبیان کی سلمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی، سلمان رضی اللہ عنہ علی سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٢٠٢٠، المشكاة: ٥٩٨٩، اس میں قابوس ضعیف ہے۔
تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٣٧٣١
فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت ضعیف ہے اس لیے قابل حجت نہیں۔
(۲) کسی بھی علاقے یا شخصیت سے محبت یا بغض دین اسلام کی وجہ سے ہو تو الگ بات ہے اس کا فیصلہ اسباب کے مطابق ہو گا ورنہ کسی علاقے کو پسند یا ناپسند کرنا اور کسی بھی قوم، قبیلے اور برادری سے ناراضگی جس کا تعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے نہ ہو وہ آدمی کے دین اسلام سے جدائی کا باعث نہیں۔

3928: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عُمَرَ الْأَحْمَسِيِّ، عَنْ مُخَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِي شَفَاعَتِي وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِي)).
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حُصَيْنِ بْنِ عُمَرَ الْأَحْمَسِيِّ عَنْ مُخَارِقٍ. وَلَيْسَ حُصَيْنٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِذَاكَ الْقَوِيِّ.

سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے عرب کو دھوکہ دیا وہ میری شفاعت میں داخل ہو گا نہ اسے میری محبّت نصیب ہو گی۔“
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف حصین بن عمر الاحمسی عن مخارق کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، حصین محدثین کے نزدیک اس قدر قوی نہیں۔

حکم الحدیث: (موضوع) الضعيفة: ٥٤٥، المشكاة: ٥٩٩٠، اس میں حصین بن عمر متروک ہے۔
تخریج الحدیث: مسند احمد : ٥١٩
فوائد الحدیث: کسی بھی معاملے میں خواہ دین کا ہو یا دنیا کا کسی سے بھی دھوکہ فراڈ کرنا ایک مومن مسلمان کے لیے جائز نہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا من غش فلیس منا (ترمذی ص ۲۴۵، اکتاب البیوع) ”جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں“۔ اس حکم میں عرب و عجم کے تمام لوگ شامل ہیں، صرف اہل عرب کو خاص کرنے والی یہ ”حدیث الباب“ صحیح سند سے ثابت نہیں۔

3929: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ

محمد بن ابی رزین نے اپنی والدہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا: ام

حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي رَزِينٍ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: كَانَتْ أُمُّ الْحَرِيرِ إِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ اشْتَدَّ عَلَيْهَا فَقِيلَ لَهَا: إِنَّا نَرَاكِ إِذَا مَاتَ رَجُلٌ مِنَ الْعَرَبِ اشْتَدَّ عَلَيْكِ. قَالَتْ سَمِعْتُ مَوْلَايَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مِنَ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ)). قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي رَزِينٍ وَمَوْلَاهَا طَلْحَةُ بْنُ مَالِكٍ.

حریر کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی عرب فوت ہو جاتا تو انہیں سخت صدمہ ہوتا تھا، ان سے پوچھا گیا، ہم آپ کو دیکھتے ہیں کہ جب کوئی عرب فوت ہوتا ہے تو آپ کو سخت صدمہ ہوتا ہے، انہوں نے کہا: میں نے اپنے مولا / آزادہ کردہ غلام سے سنا وہ کہتے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عربوں کی ہلاکت / موت قرب قیامت میں سے ہے۔'' محمد بن ابی رزین نے بیان کیا، ان کے آزاد کردہ غلام کا نام طلحہ بن مالک رضی اللہ عنہ تھے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ حَرْبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف سلیمان بن حرب کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٤٥١٥، اس میں محمد بن رزین کی والدہ مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: تاريخ الكبير: ٤/٣٤٥، معجم الصحابة: ٢/٤٢، معجم الكبير للطبراني: ٨١٥٩، اسد الغابة: ٣/٢٩١، تهذيب الكمال: ١٣/٤٣٣

فوائد الحدیث: یہ روایت بھی ضعیف ہے، کسی ایک فرد یا علاقے کے لوگوں کے مرنے سے قیامت قریب نہیں ہوگی بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ویسے ہی لوگوں کے بہت قریب ہے اور ہر گزرتا دن اسے مزید قریب کر دیتا ہے مگر افسوس کہ لوگ اسی قدر اس سے غافل ہیں۔

3930: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ شَرِيكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ حَتَّى يَلْحَقُوا بِالْجِبَالِ)). قَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ يَا رَسُولَ اللهِ! فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَالَ ((هُمْ قَلِيلٌ)).

سیّدہ ام شریک رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ دجال سے بھاگ کر جبال (پہاڑوں) میں آجائیں گے۔'' ام شریک رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کم ہوں گے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٣٠٧٩، اخرجه الطبراني في الكبير: ٢٥/٢٤٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٩٤٥، مسند احمد: ٢٧٦٢٠، صحيح ابن حبان: ٦٧٩٧

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے اہل عرب کی دینی حمیت اور شجاعت و بہادری کا اظہار ہوتا ہے۔

(۲) دجال کے فتنے کی سختی اور شدت بھی معلوم ہوتی ہے کہ وہ فتنہ کس قدر شدید ہوگا۔

3931: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ بَصْرِيٌّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سام، عربوں کے باپ ہیں، یافث رومیوں کے باپ

الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((سَامٌ أَبُو الْعَرَبِ وَيَافِثُ أَبُو الرُّومِ وَحَامٌ أَبُو الْحَبَشِ)).

ہیں اور حام حبشیوں کے باپ ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَيُقَالُ يَافِثُ وَيَافِثُ وَيَفِثُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے یافث، یافت اور یفث۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٣٦٨٣، دیکھیں حدیث ۳۲۳۱۔

فوائد الحدیث: یہ تفصیل کسی بھی صحیح حدیث سے مرفوعاً ثابت نہیں، البتہ تاریخی طور پر سیّدنا نوح علیہ السلام کے ان بیٹوں کے متعلق یہی مشہور ہے کہ یہ مسلمان تھے اور طوفان نوح کے بعد انسانی نسل انہی سے آگے چلی تھی۔ اس لیے سیّدنا نوح علیہ السلام کو "آدم ثانی" بھی کہا جاتا ہے۔

146- باب فِي فَضْلِ الْعَجَمِ

عجم کی فضیلت

3932: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: ذُكِرَتِ الأَعَاجِمُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لأَنَا بِهِمْ أَوْ بِبَعْضِهِمْ أَوْثَقُ مِنِّي بِكُمْ أَوْ بِبَعْضِكُمْ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عجمیوں کا ذکر کیا گیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "میں ان کے ساتھ، یا ان کے بعض کے ساتھ تمہاری نسبت یا تمہارے بعض کی نسبت زیادہ اعتماد کرتا ہوں۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ. وَصَالِحُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ هَذَا يُقَالُ لَهُ صَالِحُ بْنُ مِهْرَانَ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف ابو بکر بن عیاش کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، اور یہ صالح بن ابی صالح جو ہے اسے صالح بن مہران مولی عمرو بن حریث بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں صالح اور سفیان بن وکیع دونوں ضعیف ہیں۔

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت بھی ضعیف ہے، کوئی عربی ہو یا عجمی اپنے کردار و عمل کی وجہ سے قابل اعتماد یا ناقابل اعتبار ہوگا اسے کسی علاقے کے ساتھ خاص نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و قرب صرف تقویٰ و پرہیز گاری کی بنیاد پر ہے۔ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ (الحجرات:۱۳)

3933: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ الدِّيلِيُّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ أُنْزِلَتْ سُورَةُ الْجُمُعَةِ فَتَلَاهَا فَلَمَّا بَلَغَ ﴿وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾ قَالَ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جس وقت رسول اللہ ﷺ پر سورۂ الجمعہ نازل ہوئی تو ہم آپ ﷺ کے پاس ہی تھے، آپ ﷺ نے اسے تلاوت فرمایا، جب اس آیت پر پہنچے: ﴿وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾ "دوسرے وہ لوگ جو

لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِنَا فَلَمْ يُكَلِّمْهُ. قَالَ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ فِينَا. قَالَ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ فَقَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَ الإِيمَانُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ)).

ابھی انہیں ملے نہیں" تو ایک آدمی نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں جو ہم سے ملے نہیں؟ آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا، راوی نے بیان کیا۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہم میں موجود تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک سلمان پر رکھا اور فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ایمان ثریا (ستارے) پر بھی ہوتا تو ان کے افراد اسے وہاں سے بھی حاصل کر لیتے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور یہ کئی ایک طرق سے ابوہریرہ کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

وَأَبُو الْغَيْثِ اسْمُهُ سَالِمٌ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ مُطِيعٍ مَدَنِيٌّ.

ابوالغیث کا نام: سالم مولیٰ عبداللہ بن مطیع مدنی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۳۳۹۰۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٨٩٧، صحيح مسلم: ٢٥٤٦، والنسائی فی الكبرى: ٨٢٧٨، ١١٥٩٢، مسند احمد : ٩٤٠٦، صحيح ابن حبان: ٧٣٠٨

فوائد الحدیث: (۱) سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ چونکہ فارسی النسل عجمی تھے لیکن اسلام قبول کرنے کے لیے ان کی محنت و تگ و دو اور اسلام لانے کے بعد اس کی ترویج و اشاعت کے لیے خدمات کے پیش نظر آپ ﷺ نے ان کی اور ان کے افراد کی تعریف فرمائی جو کہ عجمیوں کے لیے ایک اعزاز ہے۔ اسی مناسبت سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اس باب میں لائے ہیں۔

(۲) یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ فارس کے علاقے کے لوگوں نے دین اسلام کی اشاعت اور دفاع کے لیے بہت زیادہ خدمات سر انجام دی ہیں۔

147- باب فِي فَضْلِ الْيَمَنِ
یمن کی فضیلت

3934: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْقَطَوَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَظَرَ قِبَلَ الْيَمَنِ، فَقَالَ ((اللَّهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا)).

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے یمن کی طرف دیکھ کر فرمایا: "اے اللہ! ان کے دلوں کو ہماری طرف متوجہ کر دے اور ہمارے صاع اور مُد (وزن کے پیمانوں) میں ہمارے لیے برکت عطا فرما۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم

نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ.

اسے زید بن ثابت کی حدیث سے صرف عمران القطان کی روایت سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) المشكاة: ٦٢٦٣، الارواء: ١٧٦/٤، دلائل النبوة للبيهقي: ٢٣٦/٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢١٦١٠

فوائد الحدیث: یمن کا علاقہ بہت زرخیز اور صنعتی اعتبار سے بھی اہمیت کا حامل تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ انہیں دین اسلام کی طرف پھیر دے یا یہ مطلب ہے کہ انہیں اہل مدینہ کی طرف متوجہ کر دے تاکہ باہمی رابطے کی وجہ سے انہیں بہتر طور پر اسلام کی دعوت دی جائے۔

3935: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَضْعَفُ قُلُوبًا وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً، الإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یمن والے تمہارے پاس آئے ہیں، وہ انتہائی شفیق اور انتہائی نرم دل ہیں، ایمان بھی یمنی اور حکمت بھی یمنی ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور اس باب میں ابن عباس اور ابو مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الروض النضير: ١٠٣٤، اخرجه البغوي: ٤٠٠١،

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٣٨٨، صحيح مسلم: ٥٢، مسند احمد: ١٠٥٢٧، صحيح ابن حبان: ٧٣٠٠

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کی تعریف فرمائی کہ وہ نرم دل ہیں جو کہ حق بات کو جلدی تسلیم کر لیتے ہیں، اس لیے ان کے ایمان کی بھی تعریف کی گئی ہے۔

3936: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْيَمَ الأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْمُلْكُ فِي قُرَيْشٍ وَالْقَضَاءُ فِي الأَنْصَارِ، وَالأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ وَالأَمَانَةُ فِي الأَزْدِ)). يَعْنِي الْيَمَنَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بادشاہت قریش میں، قضاء (قاضی) انصار میں، اذان حبشہ میں اور امانت ازد یعنی: یمن میں رہے گی۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ الأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ.

محمد بن بشار نے ہمیں حدیث بیان کی انہوں نے کہا عبدالرحمٰن بن مہدی نے معاویہ بن صالح عن ابی مریم انصاری عن ابی ہریرہ کی سند سے ہمیں حدیث بیان کی اور انہوں نے اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔ اور یہ زید بن حباب کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٠٨٣، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٧٢/١٢

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٧٦١

فوائد الحدیث: اس حدیث میں "ازد" قبیلے کے لوگوں کی امانت و دیانت کو بیان کیا گیا ہے جو کہ ایک یمنی قبیلہ ہے، اسی لیے وہ دین اسلام کو قبول کرنے میں بھی کسی قسم کی حیل و حجت نہیں کرتے تھے اور اس کے احکام پر بھی پوری دلجمعی سے عمل پیرا تھے۔ سیّدنا ضماد ازدی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ کو دیکھ لیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ہی نشست میں دل دے بیٹھے اور اسلام قبول کر لیا۔

3937: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارُ حَدَّثَنِي عَمِّي صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الْكَبِيرِ بْنِ شُعَيْبِ بْنِ الْحُبْحَابِ حَدَّثَنِي عَمِّي عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْأَزْدُ أُسْدُ اللهِ فِي الْأَرْضِ، يُرِيدُ النَّاسُ أَنْ يَضَعُوهُمْ وَيَأْبَى اللهُ إِلَّا أَنْ يَرْفَعَهُمْ، وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُولُ الرَّجُلُ يَا لَيْتَ أَبِي كَانَ أَزْدِيًّا يَا لَيْتَ أُمِّي كَانَتْ أَزْدِيَّةً)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ازد (یمن والے) زمین پر اللہ کے شیر ہیں، لوگ چاہتے ہیں کہ وہ انہیں پست کر دیں جبکہ اللہ ایسا نہیں چاہتا وہ انہیں بلند کرنا چاہتا ہے، لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ آدمی کہے گا: کاش میرا والد ازدی ہوتا اور کاش میری ماں ازدی ہوتی۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَرُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَنَسٍ مَوْقُوفٌ وَهُوَ عِنْدَنَا أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، اور یہ اسی اسناد سے انس رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی جاتی ہے اور یہ ہمارے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٢٤٦٧، اس میں صالح بن عبدالکبیر مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الاوسط للطبرانی: ٧٣٩٩، تاريخ دمشق: ٢/١٠٨، تهذيب الكمال: ١٣/٦٨

فوائد الحدیث: یہ روایت اس سند سے مرفوع ثابت نہیں۔ البتہ "ازد" قبیلے کی عظمت و شان، شجاعت و بہادری اور اسلامی خدمات کے پیش نظر ان سے نسبت اور تعلق ایک اعزاز سے کم نہیں ہوگا، کہ ان کی شان دیکھ کر لوگ بھی اس قبیلے سے ہونے کی آرزو کریں گے۔

3938: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنِي غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنْ لَمْ نَكُنْ مِنَ الْأَزْدِ فَلَسْنَا مِنَ النَّاسِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اگر ہم ازدی نہیں تو پھر ہم انسان ہی نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: یہ تحفۃ الاشراف میں ہے نہ ہی البانی کی ترمذی میں۔

فوائد الحدیث: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے "ازد" قبیلے کی شان و شوکت کا پتہ چلتا ہے۔

3939: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ زَنْجُوَيْهِ بَغْدَادِيٌّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ مِينَاءَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نبی ﷺ کے پاس تھے کہ ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا، میرا خیال ہے کہ وہ قیس قبیلے سے تھا، اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! حِمیر پر لعنت

فَجَاءَ رَجُلٌ أَحْسِبُهُ مِنْ قَيْسٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! الْعَنْ حِمْيَرًا. فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الآخَرِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((رَحِمَ اللهُ حِمْيَرًا أَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ، وَأَيْدِيهِمْ طَعَامٌ وَهُمْ أَهْلُ أَمْنٍ وَإِيمَانٍ)).

فرمائیں، آپ ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا، پھر وہ دوسری طرف سے آیا، تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ حمیر پر رحم فرمائے، ان کے منہ سلامتی والے ہیں، ان کے ہاتھ طعام ہیں (کام کاج کرنے والے ہیں) اور وہ امن وایمان والے ہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ. وَيُرْوَى عَنْ مِينَاءٍ هَذَا أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے اس طریق سے صرف عبدالرزاق کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، میناء سے روایت کیا جاتا ہے کہ یہ احادیث مناکیر ہیں۔

حکم الحدیث: (موضوع) الضعيفة: ٣٤٩، اس میں میناء متروک اور متہم بالکذب ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٧٧٤٥

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے یہ واقعہ ثابت نہیں ہے۔

148- باب مَنَاقِبَ لِغِفَارَ وَأَسْلَمَ وَجُهَيْنَةَ وَمُزَيْنَةَ

غفار، اسلم، جہینہ اور مزینہ قبیلوں کے فضائل

3940: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ الأَشْجَعِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الأَنْصَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَغِفَارُ وَأَشْجَعُ وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُونَ اللهِ وَاللهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَاهُمْ)).

سیّدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصار، مزینہ، جہینہ، اشجع، غفار اور جو جو بنو عبدالدار سے ہیں وہ میرے موالی ہیں، ان کا اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہیں، اللہ اور اس کا رسول ان کا حمایتی ومددگار ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الكبير: ٣٩٢٧، الحاكم: ٨٢/٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٥١٩، مسند احمد : ٢٣٥٤٣، شرح مشكل الآثار: ٤٢٧٢

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے ان قبائل کی یہ صفت نمایاں طور پر بیان فرمائی کہ وہ میرے معاون اور حمایتی ہیں، یہ ان کے لیے بڑے عزو شرف کی بات ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر ان کے لیے یہ اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ان قبائل کا حمایتی اور مددگار ہے۔

3941: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا، وَعُصَيَّةُ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلم قبیلے کو اللہ نے بچالیا، غفار قبیلے کو اللہ نے بخش دیا، اور عُصَیہ قبیلے نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔''

عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٥٢٨، البغوي: ٣٨٥١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٥١٤، صحيح مسلم: ٢٥١٨، مسند احمد : ٤٧٠٢، صحيح ابن حبان: ٧٢٨٩

فوائد الحدیث: "اسلم" اور "غفار" قبیلے نے بغیر کسی مزاحمت کے اسلام قبول کیا تھا اس لیے آپ ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی، جبکہ "عُصَيّه" قبیلے نے نافرمانی کی انتہا کر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے قراء کرام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شہید کر دیا، اس لیے آپ ﷺ نے ان کی نافرمانی کا تذکرہ فرمایا۔

149- باب فِي ثَقِيفٍ وَبَنِي حَنِيفَةَ

ثقیف اور بنو حنیفہ کے بارے میں

3942: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَحْرَقَتْنَا نِبَالُ ثَقِيفٍ فَادْعُ اللهَ عَلَيْهِمْ. قَالَ ((اللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں (صحابہ کرام) نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا دیا آپ ﷺ ان کے لیے اللہ سے بددعا کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! ثقیف کو ہدایت نصیب فرما۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٥٩٨٦، اس کی سند ابوالزبیر کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٤٧٠٢

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے یہ بات ثابت نہیں۔

3943: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقَاهِرِ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ أَحْيَاءٍ ثَقِيفًا وَبَنِي حَنِيفَةَ وَبَنِي أُمَيَّةَ.

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے وفات پائی جبکہ آپ ﷺ تین قبیلوں: ثقیف، بنو حنیفہ اور بنوامیہ کو ناپسند کرتے تھے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ہشام اور حسن دونوں مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں۔

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبراني: ١٨/٣٧٩

فوائد الحدیث: یہ روایت بھی صحیح سند سے ثابت نہیں، البتہ بعض جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثقیف اور بنوامیہ سے بڑے معروف ہیں۔

3944: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

شَرِيكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُصْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فِي ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ)).

فرمایا: ''ثقیف میں کذاب اور ہلاکو ہوگا۔''

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ وَاقِدٍ أَبُو مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

ہم کو عبدالرحمن بن واقد ابو مسلم نے حدثنا شریک کی سند سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُصْمٍ يُكْنَى أَبَا عُلْوَانَ وَهُوَ كُوفِيٌّ.

عبداللہ بن عصم کی کنیت ابو علوان ہے اور یہ کوفی ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس کو صرف شریک کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَشَرِيكٌ يَقُولُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُصْمٍ وَإِسْرَائِيلُ يَرْوِي عَنْ هَذَا الشَّيْخِ وَيَقُولُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُصْمَةَ.

شریک بیان کرتے ہیں عبداللہ بن عصم اور اسرائیل اس شیخ سے روایت کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں عبداللہ بن عصمہ۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ.

اس باب میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) دیکھیں حدیث ۲۲۲۰۔

تخريج الحديث: مسند احمد ٤٧٩٠، ٢٦٩٦٧، صحيح مسلم: ٢٥٤٥، ٢٢٩

فوائد الحديث: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی صراحت کے مطابق ''کذاب'' سے مراد ''مختار بن ابی عبید'' ہے (جس نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تھا)۔ اور ''مبیر'' (ظالم) سے مراد ''حجاج بن یوسف'' ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث نمبر ۲۲۲۰)

3945: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ ﷺ بَكْرَةً فَعَوَّضَهُ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ، فَتَسَخَّطَهَا فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ فُلَانًا أَهْدَى إِلَيَّ نَاقَةً فَعَوَّضْتُهُ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ فَظَلَّ سَاخِطًا، وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَقْبَلَ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ أَوْ دَوْسِيٍّ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جوان اونٹنی بطور ہدیہ پیش کی، تو آپ ﷺ نے اس کے عوض میں اسے چھ اونٹنیاں دیں، اس نے انہیں کم سمجھا، اس کی نبی ﷺ کو خبر ملی تو آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: ''فلاں شخص نے مجھے ایک اونٹنی دی تو میں نے اس کے عوض میں اسے چھ جوان اونٹنیاں عطا کیں لیکن وہ ناراض ہو گیا، پس میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں صرف قرشی، یا انصاری یا ثقفی یا دوسی ہی سے ہدیہ قبول کیا کروں گا۔''

قَالَ وَفِي الْحَدِيثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا. قَالَ هَذَا حَدِيثٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ يَرْوِي عَنْ أَيُّوبَ أَبِي الْعَلَاءِ وَهُوَ أَيُّوبُ بْنُ مِسْكِينٍ وَيُقَالُ ابْنُ أَبِي مِسْكِينٍ وَلَعَلَّ هَذَا الْحَدِيثَ الَّذِي رَوَاهُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ وَهُوَ أَيُّوبُ أَبُو الْعَلَاءِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث میں اس سے زیادہ کلام ہے۔ اور انہوں نے کہا یہ حدیث کئی ایک طرق سے ابو ہریرہ سے روایت کی گئی ہے۔ اور یزید بن ہارون، ایوب ابو العلاء سے روایت کرتا ہے۔ اور یہ ایوب بن مسکین ہیں اور ابن ابی مسکین بھی کہا جاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث جسے انہوں نے ایوب عن سعید مقبری سے روایت کیا ہے وہ ایوب ابو العلاء ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٣٠٢٢-التحقيق الثاني، الصحيحة: ١٦٨٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٣٧، سنن النسائی: ٦/٢٧٩۔ ٢٨٠، مسند احمد : ٧٣٦٣، ٧٩١٧، ابن حبان: ٦٣٨٣

3946: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَهْدَى رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ نَاقَةً مِنْ إِبِلِهِ الَّتِي كَانُوا أَصَابُوا بِالْغَابَةِ فَعَوَّضَهُ مِنْهَا بَعْضَ الْعِوَضِ فَتَسَخَّطَهُ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى هَذَا الْمِنْبَرِ يَقُولُ ((إِنَّ رِجَالاً مِنَ الْعَرَبِ يُهْدِي أَحَدُهُمُ الْهَدِيَّةَ فَأُعَوِّضُهُ مِنْهَا بِقَدْرِ مَا عِنْدِي، ثُمَّ يَتَسَخَّطُهُ فَيَظَلُّ يَتَسَخَّطُ فِيهِ عَلَيَّ وَايْمُ اللهِ لَا أَقْبَلُ بَعْدَ مَقَامِي هَذَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ أَوْ دَوْسِيٍّ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنو فزارہ کے ایک شخص نے اپنے ان اونٹوں میں سے ایک اونٹنی نبی ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی جو انہیں غابہ سے ملی تھیں، آپ ﷺ نے اس کے عوض کچھ اسے عطا فرمایا، تو اس نے اسے کم سمجھا (اور ناراض ہو گیا)، میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منبر پر فرماتے ہوئے سنا: ”عرب کے کچھ افراد میں سے کوئی مجھے ہدیہ پیش کرتا ہے تو میرے پاس جو موجود ہو میں اس حساب سے اس کے عوض اسے عطا کرتا ہوں، پھر وہ اسے کم سمجھتا ہے تو اس بارے میں وہ مجھ پر ناراض ہو جاتا ہے۔ اللہ کی قسم! میں اب اس کے بعد قریشی یا انصاری یا ثقفی یا دوسی کے علاوہ کسی عرب شخص سے ہدیہ قبول نہیں کروں گا۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ عَنْ أَيُّوبَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور یہ یزید بن ہارون عن ایوب کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٥٩٦، ابويعلى: ٦٥٧٩، الصحيحة: ١٦٨٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٣٧، سنن النسائی: ٦/٢٧٩۔ ٢٨٠، مسند احمد : ٧٣٦٣، ٧٩١٧، ابن حبان: ٦٣٨٣

فوائد الحدیث: (۱) انسان اگر کسی کو ہدیہ اور تحفہ دے تو اس کے عوض میں ”اچھے“ کی حرص اور لالچ نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تحفہ دینا چاہیے۔

(۲) آپ ﷺ نے حرص اور لالچ نہ ہونے بلکہ سخاوت کی وجہ سے جن قبیلوں کی تعریف فرمائی ان میں ”ثقیف“ قبیلہ بھی ہے۔

3947: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَلَاذٍ يُحَدِّثُ عَنْ نُمَيْرِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَسْرُوحٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((نِعْمَ الْحَيُّ الْأَسْدُ وَالْأَشْعَرُونَ لَا يَفِرُّونَ فِي الْقِتَالِ وَلَا يَغُلُّونَ هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ)).

سیّدنا ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسد اور اشعر قبیلے اچھے ہیں وہ قتال میں فرار ہوتے ہیں نہ مال غنیمت میں خیانت کرتے ہیں، وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔“

قَالَ فَحَدَّثْتُ بِذَلِكَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لَيْسَ هَكَذَا قَالَ

راوی نے بیان کیا: میں نے یہ حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو

رَسُولُ اللهِ قَالَ ((هُمْ مِنِّي وَإِلَيَّ)). فَقُلْتُ: لَيْسَ هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبِي، وَلَكِنَّهُ حَدَّثَنِي قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ)). قَالَ فَأَنْتَ أَعْلَمُ بِحَدِيثِ أَبِيكَ.

انہوں نے کہا: اس طرح نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ مجھ سے ہیں اور میری طرف ہیں۔" میں نے کہا: میرے والد نے اس طرح مجھے بیان نہیں کیا تھا، لیکن انہوں نے مجھے بیان کیا تو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔" انہوں نے کہا: تم اپنے باپ کی روایت کے متعلق زیادہ جانتے ہوں۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ وَهْبِ بْنِ جَرِيرٍ. وَيُقَالُ الْأَسْدُ هُمُ الْأَزْدُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے وہب بن جریر کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ اسد قبیلے سے مراد ازد قبیلہ ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں عبداللہ بن ملاذ اور مالک بن مسروح دونوں مجہول ہیں۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٧١٦٦

فوائد الحدیث: (۱) اس روایت میں "اسد" اور "اشعر" قبیلے کی تعریف کی گئی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ ں میں جو خوبی ہو اس کا اعتراف کرنا چاہیے۔ اگر کسی قوم یا قبیلے میں کوئی ایک آدھ آدمی بُرا ہو تو ساری قوم کو نشانے پر نہیں رکھ لینا چاہیے۔

(۲) دیانت داری اور میدان جہاد میں ڈٹ کر لڑنا، بہت بڑی خوبیاں ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ (البتہ یہ روایت ضعیف ہے)

3948: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: "اسلم قبیلے کو اللہ نے بچا لیا، اور غفار قبیلے کو اللہ نے بخش دیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنهم.

اس باب میں سیّدنا ابوذر، ابو برزہ اسلمی، بریدہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ٢٥٢٨، البغوي: ٣٨٥١-٣٨٥٢، دیکھیں حدیث ۳۹۴۱۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٥١٤، صحیح مسلم: ٢٥١٨، مسند احمد : ٤٧٠٢، صحیح ابن حبان: ٧٢٨٩

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۹۴۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

3949: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ نَحْوَ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَزَادَ فِيهِ ((وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ)).

سفیان نے عبداللہ بن دینار سے شعبہ کی روایت کے مانند روایت کیا ہے، اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: "اور عصیہ قبیلے نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٥١٤، صحیح مسلم: ٢٥١٨، مسند احمد : ٤٧٠٢، صحیح ابن حبان: ٧٢٨٩

فوائد الحدیث: دیکھیں فوائد حدیث نمبر ۳۹۴۱۔

3950: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَغِفَارُ، وَأَسْلَمُ وَمُزَيْنَةُ، وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ قَالَ جُهَيْنَةُ، وَمَنْ كَانَ مِنْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَطَيِّءٍ وَغَطَفَانَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! غفار، اسلم، مزینہ، اور جو جہینہ سے ہیں یا جہینہ، اور جو مزینہ سے ہیں یا مزینہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں اسد، طی اور غطفان قبیلوں سے بہتر ہوں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیحة: ٣٢١٢، اخرجه الحمیدي: ١٠٤٨، ابویعلی: ٥٩٨٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٥١٧، صحیح مسلم: ٢٥٢١، مسند احمد : ٧١٥٠، ٨٨٢٦، صحیح ابن حبان: ٧٦٩١

فوائد الحدیث: اس حدیث میں ”اسلم“ اور ”غفار“ قبیلے کے ساتھ ”مزینہ“ اور ”جہینہ“ قبائل کی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔

3951: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: جَاءَ نَفَرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((أَبْشِرُوا يَا بَنِي تَمِيمٍ)). قَالُوا: بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا. قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَجَاءَ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ ((اقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ تَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ)). قَالُوا: قَدْ قَبِلْنَا.

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، بنو تمیم کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بنو تمیم! خوش خبری ہو۔“ انہوں نے عرض کیا، آپ ﷺ نے بشارت تو دی ہے پس آپ ﷺ ہمیں کچھ عطا بھی فرمائیں۔ پس رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، پھر یمن والوں کے کچھ لوگ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”خوش خبری قبول کرو جبکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا۔“ انہوں نے عرض کیا: ہم نے قبول کر لیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیحة: ٣٢١٢، اخرجه ابن ابي شیبة: ٢٠٣/١٢، البیهقي: ٢/٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣١٩٠، مسند احمد : ١٩٨٢٢، ١٩٨٧٦، صحیح ابن حبان: ٦١٤٢، ٧٢٩٢

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کی خوشی و مسرت اسی میں ہے کہ جو آپ ﷺ فرمائیں اسے بغیر کسی عذر بہانے کے قبول کر لینا چاہیے حتیٰ کہ اس کام، سنت میں حکمتیں بھی تلاش نہیں کرنی چاہئیں جیسا کہ بعض لوگوں کا وطیرہ ہے کہ ہر کام میں حکمت معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں یاد رکھیں ایسا کرنا آپ ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہے کہ اگر کوئی حکمت سمجھ آئی تو عمل کر لیا ورنہ چھوڑ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

3952: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ

سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ خَيْرٌ مِنْ تَمِيمٍ وَأَسَدٍ وَغَطَفَانَ وَبَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ)). يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ فَقَالَ الْقَوْمُ: قَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا. قَالَ ((فَهُمْ خَيْرٌ مِنْهُمْ)).

فرمایا: ''اسلم، غفار اور مزینہ بہتر ہیں تمیم، اسد، غطفان اور بنو عامر بن صعصعہ سے۔'' آپ ﷺ اس پر اپنی آواز بلند فرماتے تھے۔ حاضرین نے کہا: وہ تو ناکام و نامراد ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس وہ ان سے بہتر ہیں۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٥٢٦، الطبراني في الصغير: ١٤٤، البغوي: ٣٨٥٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۵۱۰، صحیح مسلم: ۲۵۲۲، مسند احمد: ۲۰۳۸٤، ۲۰٤۲۳، صحیح ابن حبان: ۷۲۹۰

فوائد الحدیث: اس حدیث میں بھی ''اسلم'' ''غفار'' اور ''مزینہ'' قبیلے کی تعریف کی گئی ہے۔

150- باب فِي فَضْلِ الشَّأْمِ وَالْيَمَنِ

شام اور یمن کی فضیلت

3953: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ ابْنُ بِنْتِ أَزْهَرَ السَّمَّانِ حَدَّثَنِي جَدِّي أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا)). قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا. قَالَ ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا)). قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے شام میں برکت عطا فرما، اے اللہ! ہمارے یمن مین برکت فرما۔'' انہوں نے عرض کیا، ہمارے نجد میں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے شام میں برکت عطا فرما، اے اللہ! ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔'' انہوں نے عرض کیا: ہمارے نجد میں۔

قَالَ ((هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا أَوْ قَالَ مِنْهَا يَخْرُجُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)).

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے۔'' یا فرمایا: ''وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَوْنٍ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن، صحیح غریب ہے ابن عون کی روایت سے۔ یہ حدیث سالم بن عبداللہ بن عمر عن ابیہ کی سند سے بھی نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) فضائل الشام: ٨، الصحيحة: ٢٢٤٦، اخرجه الطبراني في الكبير: ١٣٤٢٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۰۳۷، ۷۰۹٤، مسند احمد: ۵۹۸۷، ۵٦۳۲، صحیح ابن حبان: ۷۳۰۱

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے یمن اور شام کے لیے برکت کی دعا فرمائی جو ان علاقوں کے مسلمانوں کے لیے ''خیر'' (بہتر اور مفید) ہونے کی علامت ہے۔ کہ یہاں کے لوگ مسلمانوں کے خیر خواہ اور ہمدرد ہوں گے اور حق بات کو قبول کرنے میں بھی سبقت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور کسی قسم کی ضد اور ہٹ دھرمی نہیں دکھاتے۔ (مزید دیکھیے، حدیث نمبر ۳۹۳٦ کے فوائد)

(۲) جبکہ ان کے مقابلے میں ''عراق'' (کوفہ) کے لوگ ہٹ دھرم، ضدی اور مسلمانوں سے عناد و بغض رکھنے والے لوگ ہیں، اس

لیے رسول اللہ ﷺ نے بار بار استدعا کے باوجود اس کے لیے برکت کی دعا نہیں فرمائی بلکہ فرمایا کہ "وہ فتنوں اور زلزلوں کی سرزمین ہے، اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے"۔

(۳) بعض لوگوں نے لفظ "نجد" کی آڑ لے کر امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی دعوت توحید اور تحریک غلبہ اسلام کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے کیونکہ وہ یمن کے باشندے تھے اور "یمن" بھی ایک "نجد" ہی ہے۔

"نجد" اونچی جگہ کو کہتے ہیں عرب میں جو علاقے بلندی پر واقع ہیں انہیں "نجد" کہا جاتا ہے، مثلاً "نجد یمن" "نجد حجاز" اور "نجد عراق" وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے "نجد یمن" کے لیے برکت کی دعا کی جبکہ "نجد عراق" کو فتنوں کی آماجگاہ بیان فرمایا۔ کیونکہ آپ ﷺ نے یہ دعا مدینہ منورہ میں فرمائی اور اس وقت آپ ﷺ نے مشرق کی جانب منہ کر کے فرمایا کہ وہاں فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ نکلے گا، اور "نجد عراق" مدینہ منورہ کی مشرقی جانب ہی ہے۔ بعض روایات میں بالصراحت "عراق" کے لفظ بھی موجود ہیں، (دیکھیے، کنز العمال ص ۱۱/۹۷)

فی الواقع بھی کتنے ایسے فتنے ہیں جو امت میں افتراق و انتشار اور عقائد و اعمال میں بگاڑ کا باعث ہیں اور امت انہیں آج تک بھگت رہی ہے جبکہ ان کی "جائے پیدائش" عراق کے علاقے "کوفہ" وغیرہ ہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۲۴۳، کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

3954: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نُؤَلِّفُ الْقُرْآنَ مِنَ الرِّقَاعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((طُوبَى لِلشَّأْمِ)). فَقُلْنَا: لِأَيٍّ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ ((لِأَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا)).

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس قرآن تالیف کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شام کے لیے خوش خبری ہو۔" ہم نے عرض کیا، اللہ کے رسول! یہ کس لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس لیے کہ الرحمان کے فرشتے اس پر اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف یحییٰ بن ایوب کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) فضائل الشام: ١، المشكاة: ٦٦٢٤، الصحيحة: ٥٠٢

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢١٦٠٦، ٢١٦٠٧، صحيح ابن حبان: ١١٤، ٧٣٠٤

فوائد الحدیث: یہ حدیث بھی "شام" کے علاقے کی فضیلت و اہمیت کو واضح کرتی ہے، کیونکہ فرشتوں کا اپنے پروں کو اس پر پھیلانا، خیر و برکت کا باعث ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ کو نصیحت فرمائی تھی کہ "جب دوسرے علاقوں میں فتنہ و فساد اور بدامنی ہو تو پھر شام کے علاقے میں رہائش رکھنے کو ترجیح دینا"۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۱۹۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

3955: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَفْتَخِرُونَ بِآبَائِهِمُ الَّذِينَ مَاتُوا، إِنَّمَا هُمْ فَحْمُ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگ (جاہلیت پر) فوت ہو جانے والے اپنے آباء پر فخر کرنا چھوڑ دیں، وہ تو جہنم کا کوئلہ ہیں، یا وہ اللہ کے ہاں اس گبریلے (کالے کیڑے) سے بھی زیادہ حقیر ہو جائیں جو اپنی

جَهَنَّمَ، أَوْ لَيَكُونَنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِي يُدَهْدِهُ الْخِرَاءَ بِأَنْفِهِ، إِنَّ اللهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ إِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ)).

ناک سے بیٹ / لید لڑھکاتا ہے، اللہ نے تم سے جاہلیت کا غرور و نخوت اور آباء پر جاہلی فخر کو ختم کر دیا ہے، بس دو ہی اقسام ہیں: متقی مومن اور بد نصیب فاجر، سارے لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) التعليق الرغيب: ٤/٢١ و ٣٣-٣٤، غاية المرام: ٣١٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥١١٦، مسند احمد : ٨٧٣٦، ١٠٧٨١، ٢٧٣٩، صحيح ابن حبان: ٥٧٧٥

فوائد الحدیث: جنس کے اعتبار سے تو سارے انسان سیّدنا آدم علیہ السلام کی آل اولاد اور ان کی نسل سے ہی ہیں، اور سیّدنا آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے تھے، لیکن عقائد و اعمال کی بنیاد پر انسانوں کے دو گروہ ہیں۔

۱۔ متقی، پرہیز گار، مومن۔

۲۔ اور بد بخت، فاسق و فاجر۔

تو آدمی کو اپنے آباء و اجداد پر فخر و غرور کرنے کی بجائے اپنے آپ کا جائزہ لینا چاہیے کہ ان دو گروہوں میں سے کس کے ساتھ ہے، اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں: فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ۝ (الشوریٰ:۷) "ایک گروہ جنتی ہے اور ایک گروہ جہنمی"۔ لہٰذا ہر شخص کو اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کرتے ہوئے انہیں کفر، شرک، نفاق اور بدعات سے پاک کر کے جنتی گروہ میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ وباللہ التوفیق

3956: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ الْفَرْوِيُّ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((قَدْ أَذْهَبَ اللهُ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ، مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ وَالنَّاسُ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے تم سے جاہلی غرور و نخوت اور آباء پر جاہلی فخر ختم کر دیا ہے، (بس دو اقسام ہیں)، متقی مومن اور بد نصیب فاجر، سارے لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے تھے۔"

قَالَ وَهَذَا أَصَحُّ عِنْدَنَا مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ. وَسَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ قَدْ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَيَرْوِي عَنْ أَبِيهِ أَشْيَاءَ كَثِيرَةً عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ. وَقَدْ رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور ہمارے نزدیک پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ سعید المقبری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا ہے، اور وہ اپنے والد کے حوالے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بہت سی اشیاء روایت کرتے ہیں۔ سفیان ثوری اور کئی ایک نے اس حدیث کو ہشام بن سعد عن سعید

عَامِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ. مقبری عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے ابو عامر عن ہشام بن سعد کی روایت کے مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه الطحاوي في شرح المشكل: ٣٤٥٨، البيهقي في السنن: ٢٣٢/١٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥١١٦، مسند احمد : ٨٧٣٦، ١٠٧٨١، ٢٧٣٩، صحيح ابن حبان: ٥٧٧٥

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے عظمت وشان اور سعادت مندی کا معیار تقویٰ و پرہیز گاری کو قرار دیا ہے، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ اَتْقٰىكُمْ ۔ (الحجرات: ۱۳) دنیا کا مال و دولت، جاہ و جلال، قوت و طاقت اور منصب و عہدہ، اللہ رب العزت کے ہاں کوئی حَیثِیّت نہیں رکھتے، ہاں جو شخص ان تمام چیزوں کو استعمال کر کے اپنے اندر تقویٰ پیدا کر لے تو وہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے، اس لیے ایسی تمام چیزوں کو جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل اور دین اسلام سے دور کر دیں زمانہ جاہلیت کا "عُبِیَّـة" (گھمنڈ اور غرور) قرار دیا گیا ہے۔ جسے اسلام نے بالکل سرے سے ہی ختم کر دیا ہے کہ کوئی شخص اپنے آباء واجداد کے مال و دولت یا جاہ و حشمت اور بہادری کے کارناموں پر فخر کرے۔ اگر تو وہ آباء واجداد کافر و مشرک فوت ہوئے ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن اور کوئلہ ہیں ان پر فخر کرنا کوئی دانش مندی نہیں۔ اور اگر وہ مومن مُسلمان اور متقی و پرہیز گار تھے تو پھر بھی ان کے تقویٰ و پرہیز گاری پر صرف فخر کرنا تو مفید نہیں بلکہ آدمی کو وہی اوصاف و کمالات اپنے اندر پیدا کر کے ان جیسا بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہی اسلام کی منشاء ہے کہ ہر شخص متقی و پرہیز گار بن کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے اور اس کی جنتوں کا وارث ہو جائے۔

(۲) اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے بھی نصیحت ہے جو کامیابی اور ترقی کے لیے قرآن و حدیث، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر کفار کو اپنا آئیڈیل بناتے اور انہی کی مثالیں بیان کرتے ہیں، ان کا یہ طرز عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں قطعاً ناپسندیدہ ہے لہٰذا انہیں اس طریقہ کار سے رجوع کرتے ہوئے قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور مکمل طور پر اسلامی تعلیمات کو اپنا کر کفار کی ظاہری ترقی کا رعب دل سے نکال دینا چاہیے۔ اپنی قوم کی تربیت کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صلحائے امت، محدثین، عُلماء اور اتقیاء رحمہم اللہ تعالیٰ کے کارناموں کو بیان کرنا چاہیے، منکرین حدیث یا ان کے سہولت کاروں کی مثالیں نہیں دینی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل و کرم سے ہر وہ کام کرنے کی توفیق فرمائے جو اس کی رضا کا باعث ہوں اور ہر اس کام سے بچنے کی توفیق دے جس سے وہ ناراض ہوتا ہے۔ اللهم وفقنا لما تحب وترضى۔

جامع الترمذی کی آخری حدیث، والحمد لله رب العالمين، وصلاته وسلامه على سيّدنا محمد النبي وآله الطاهرين۔

الحمد للہ جامع الترمذی کا اردو ترجمہ مکمل ہوا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ممکن ہوا، اس میں جو خوبی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے اور جو کمی رہ گئی ہے وہ میری کم علمی ہے اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خدمت حدیث کی اس ادنی سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اخروی نجات کا ذریعہ بنائے اور اسے صدقہ جاریہ بنائے، اللہ تعالیٰ اس خدمت سے متعلق تمام احباب کو جزاء خیر عطا فرمائے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔

ابو انس محمد سرور گوہر

۱۱ ربیع الاول، جمعرات ۱۴۳۴ھ

۲۴/۱/۲۰۱۳م

بحمد اللہ تعالیٰ یہ فوائد آج ۱۳ اکتوبر ۲۰۲۲ بمطابق ۱۶ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ بروز جمعرات صبح اذان فجر کے بعد چار بج کر پچیس[۲۵] منٹ پر مکمل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس ساری کاوش کو اپنی رضا کے لیے قبول فرمائے اور عامۃ الناس کے لیے ہدایت کا سبب بنا کر میرے لیے، میرے والدین کریمین، اساتذہ کرام اور ان تمام دوست احباب کے لیے صدقہ جاریہ بنائے جنہوں نے اس کام میں کسی بھی قسم کا تعاون کیا، دعائیں کیں، حوصلہ افزائی فرمائی اور کم از کم اس کام کے ہونے پر خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا۔

فجزاهم الله تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ۔ ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم۔

فاروق الرحمٰن یزدانی

جامعہ سلفیہ، فیصل آباد

۱۳-۱۰-۲۰۲۲

تنویر الأحوذی

اردو شرح

جامع ترمذی شریف

مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300 - 4826023, 0334 - 4842982

E:mail: maktabahmuhammadia@gmail.com

Designed By: عبدالواسع 0307-4122161

اسٹاکسٹ

مکتبہ اہلِ حدیث

امین پور بازار فیصل آباد

041-2624007

0333-6574758